صحیفہ سجادیہ

سید الساجدین زین العابدین

حضرت امام علی بن الحسین علیہما السلام

ترجمہ اردو

ترجمہ و تشریح صحیفہ: علامہ سید ذیشان حیدر جوادی

ترجمہ و تشریح ملحقات: علامہ مفتی جعفر حسین صاحب



صحیفۂ کاملہ

مجموعۂ ادعیہ

حضرت امام علی بن الحسین علیہما السلام

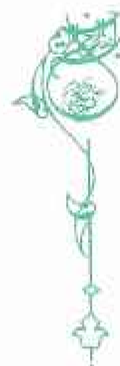
ترجمہ و تشریح صحیفہ:

علامہ السید ذیشان حیدر جوادی اعلی اللہ مقامہ

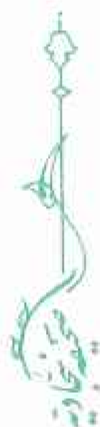
ترجمہ و تشریح ملحقات:

علامہ مفتی جعفر حسین صاحب اعلی اللہ مقامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم



{ادعوني استجب لكم}



فہرست صحیفہ

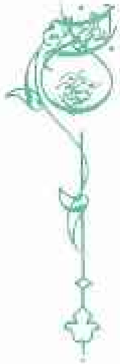
ملحقات صحیفہ

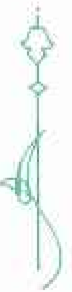
ایام ہفتہ کی دعائیں

امام زین العابدین علیہ السلام کی ۱۵ مناجاتیں

تشریح ادعیہ









عرض ناشر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صحیفہ سجادیہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی دعاؤں کا وہ بے بہا خزانہ ہے جس میں علم ومعرفت اور رشد وہدایت کا سمندر موجزن ہے، صدیاں گذر جانے کے بعد بھی جس کی تر وتازگی میں کوئی کمی نہیں آئی، وہ چشمۂ حیات جس کے آبِ زلال سے تشنگان معرفت کل بھی مستفید ہوتے رہے اور آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔

صحیفہ کاملہ کو زبور آل محمد اور انجیل اہل بیتؑ کے نام سے دنیا پہچانتی ہے جس کی عظمت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اگر ایک ''علیؑ'' کے کلام ''نہج البلاغہ'' کو ''اخ القرآن'' کہا جاتا ہے تو دوسرے علیؑ کے کلام ''صحیفہ کاملہ'' کو ''اخت القرآن'' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

اس مختصر سے مقدمہ میں ایک واقعہ کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں تا کہ ہمارے قارئین کرام پر اس صحیفہ کی عظمت ومنزلت واضح ہو جائے۔ مرحوم علامہ امینیؒ صاحب کتاب الغدیر ''الازہر یونیورسٹی'' کے بعض علماء سے خط وکتابت کیا کرتے تھے۔ ایک صاحب نے علامہ موصوف کے جواب میں لکھا کہ آپ کیوں امام زین العابدین [علیہ السلام] کے بارے میں اس قدر غلو کرتے ہیں؟ انھوں نے کیا کارنامہ انجام دیا ہے؟ اور وہ کیا ہیں؟ وغیرہ۔

اس خط کے جواب میں علامہ امینیؒ نے صحیفہ سجادیہ بھیج دیا، چنانچہ وہ سنی عالم دین صحیفہ کاملہ کے مطالعہ کے بعد لکھتا ہے: ''اگر یہ کلام اسی امام کا ہے تو وہ سب سے بلند وبالا اور بہتر ہے۔''

البتہ ہماری نظر میں اس جملہ کی بہت زیادہ اہمیت نہیں ہے کیونکہ ہم امام کو مفترض الطاعۃ اور

معصوم مانتے ہیں ہم امام کو ''واسطہ فیض الٰہی'' مانتے ہیں، ہمارا عقیدہ تو یہ ہے: ''**لولا الحجة لساخت الارض باھلھا**'' (اگر حجت خدا کا وجود نہ ہو تو زمین اور اس پر رہنے والے سب نابود ہو جائیں). ہم چہاردہ معصومین علیہم السلام کو خدا کے خاص بندے مانتے ہیں. خداوند عالم نے اپنی مشیت کے تحت ان حضرات کی خلقت میں جسمانی اور روحانی لحاظ سے دوسروں کی نسبت خاص اہتمام برتا ہے، خداوند عالم نے ان کو رحمت و ہدایت بنا کر بھیجا ہے، موصوف سنی عالم کو کیا خبر!! وہ صرف ایک کتاب دیکھ کر امام کی عظمت کا قائل ہو گیا، لیکن حقیقت اس سے کہیں بلند و بالا ہے۔

اس عظیم الشان صحیفہ کا اردو ترجمہ شایع کرنے کا مدت سے ارادہ تھا، تاکہ اردو داں طبقہ بھی اس کے گرانقدر مضامین سے استفادہ کر سکے۔ جستجو کرنے پر معلوم ہوا کہ تقریباً دس ترجمہ اردو زبان میں موجود ہیں، جن میں مرحوم و مغفور علامہ سید ذیشان حیدر جوادی صاحب کا ترجمہ سب سے بہترین ہے، لہٰذا اسی کو انتخاب کیا[۱] اور حجۃ الاسلام جناب آقای اقبال حیدر حیدری صاحب سے مشورہ کے بعد زیور طبع سے آراستہ کیا الحمدللہ. البتہ جناب مولانا حیدری صاحب نے اس سلسلہ میں کافی زحمت اٹھائی ہے، مثلاً تنظیم و تصحیح اور ٹائپ خصوصاً دعاؤں میں شمارہ گذاری۔ البتہ عربی عبارت میں دوسرے برادران سے بھی بہت زحمت کی ہے. لہٰذا ان تمام برادران کا شکر گذار ہوں اور خداوند عالم کی بارگاہ میں ان حضرات کے لئے سعادت دارین کا طالب ہوں۔

بہر حال ہم خداوند عالم کے شکر گذار ہیں کہ اس نے اس عظیم الشان کتاب کو شایع کرنے کی توفیق عنایت فرمائی. قارئین کرام سے گذارش ہے کہ دعائے خیر میں ہمیں بھی فراموش نہ کریں۔

والسلام. انصاریان، قم المقدسہ۔ ایران۔

---

[۱] صحیفۂ کاملہ کا مکمل ترجمہ علامہ جوادیؒ سے متعلق ہے، ملحقات صحیفہ کا ترجمہ علامہ مفتی جعفر حسینؒ سے مربوط ہے اسی طرح دعا نمبر ۳۰ تک کی شرح علامہ جوادیؒ اور اس کے بعد علامہ مفتی صاحب سے ماخوذ ہے، ضمناً مناجات خمس عشر کا ترجمہ مفاتیح الجنان مترجم مولانا ناظم علی صاحب سے ماخوذ ہے. (اقبال حیدری)

صحیفہ کاملہ

صحیفہ کاملہ امام سجادعلیہ السلام کی دعاؤں کا مجموعہ ہے جس کے مطالعہ سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ آپ کی دعاؤں کا فلسفہ وہ نہیں تھا جو ہمارے یہاں کی دعاؤں کا ہوا کرتا ہے کہ انسان غرض کے موقع پر ہاتھ پھیلا کر معبود سے کچھ زندگانی دنیا کا سامان طلب کر لے اور پھر کام نکل جانے کے بعد مصلیٰ لپیٹ دے یا دست دعا گرا لے۔ بلکہ آپ اپنی دعاؤں کو عرض مدعا سے زیادہ عرض بندگی کا ذریعہ قرار دیتے تھے کہ فلسفہ دعا در اصل غرض بر آری نہیں ہے۔ بلکہ وہ احساس عظمت ربوبیت اور ذلت عبودیت کے مجموعہ کا نام ہے کہ جب تک انسان میں مالک کی عظمت اور اپنی کمزوری کا مکمل احساس نہ پیدا ہو، دعا کہے جانے کے قابل نہیں ہے۔

اور جب یہ احساس پیدا ہو جائے گا تو انسان سراپا دعا بن جائے گا کہ کسی وقت بھی نہ مالک کی عظمت کمزوری میں تبدیل ہو سکتی ہے اور نہ اپنی کمزوری بے نیازی میں تبدیل ہو سکتی ہے، قرآن مجید نے اس نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اگر تمہاری دعائیں نہ ہوتیں تو پروردگار تمہاری طرف توجہ بھی نہ کرتا۔ اور روایات میں اسی اعتبار سے دعا کو ''مغز عبادت'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔

حضرت امام سجادعلیہ السلام کی دعاؤں میں ایک نکتہ یہ بھی پایا جاتا ہے کہ آپ نے دعا کو صاحبان ایمان کے لئے تعمیر کردار اور ظالمین کے خلاف احتجاج کا بہترین ذریعہ قرار دیا ہے اور اپنی دعاؤں کے ذریعہ ان مطالب کا اعلان فرما دیا ہے جن کا اعلان دوسرے انداز سے ممکن نہیں تھا یا واضح

لفظوں میں یوں کہا جائے کہ جو کام امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے خطبوں سے لیا ہے وہ کام امام سجاد علیہ السلام نے اپنی دعاؤں سے لیا ہے، اور اس طرح واضح کر دیا ہے کہ علیؑ کا کام پیغام الٰہی کا پہنچا دینا اور ظلم کے خلاف احتجاج کرنا ہے اور بس حالات سازگار ہو جاتے ہیں اور مخاطب مل پاتے ہیں تو یہ کام انکی طرف رخ کر کے خطبہ کی شکل میں انجام دیا جاتا ہے اور حالات نامساعد ہو جاتے ہیں اور زمانہ منھ موڑ لیتا ہے تو اس سے منھ پھیر کر مالک کائنات کو مخاطب بنا کر اس سے حالات کی فریاد کی جاتی ہے اور اس طرح حالات کی تنقید کو دعاؤں کی شکل میں ایک دستاویز بنا کر محفوظ کر دیا جاتا ہے، جیسا کہ آپ کی دعائے روز جمعہ یا اور دیگر دعاؤں سے مکمل طور پر واضح ہو جاتا ہے۔

((ماخوذ از نقش عصمت))

امام زین العابدین علیہ السلام بارگاہ معبود میں:

دعا کرنا بظاہر انتہائی آسان ہے لیکن واقعاً انتہائی مشکل ہے۔ دنیا کا کون سا انسان ہے جو محتاج نہیں ہے، اور کون سا محتاج ہے جو کسی سے طلب نہیں کرتا ہے درحقیقت اسی طلب کا نام دعا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ جو ناواقف اسرار طلب ہیں وہ محتاج سے مانگتے ہیں اور جنھیں طلب کا سلیقہ میسر ہے وہ بے نیاز سے مانگتے ہیں۔ محتاجوں سے مانگنے کا نام خوشامد، تملق، تعریف بے جا، تواضع بے محل اور استدعا و التماس ہے اور بے نیاز سے مانگنے کا نام دعا ہے، بے نیاز نے خود کسی کو اپنا نمائندہ بنادیا ہے تو اس سے مانگنا مذکورہ بالا عناوین سے خارج ہے کہ یہ درحقیقت بے نیاز ہی سے طلب کرنا ہے اور مانگنے والا جانتا ہے کہ یہ افراد اس سے مقابلہ میں حاجت روائی کے دعوے دار نہیں ہیں بلکہ اس کی نمائندگی میں حاجت روائی کا کام انجام دیتے ہیں اور یہ کوئی حیرت انگیز بات نہیں ہے اگر ایک فرشتہ اس کی طرف سے جان لینے پر مامور ہوسکتا ہے تو ایک بندہ جان دینے پر بھی مامور ہوسکتا ہے اس امکان سے کوئی صاحب عقل انکار نہیں کرسکتا ہے یہ اور بات ہے کہ اس قسم کے واقعات سے دنیا الگ ہے اور اس پر بحث کرنے کے لئے بڑی تفصیل درکار ہے۔

دعا جس قدر آسان ہے کہ تقاضائے فطرت، عادت بشر اور مزاج انسانی کے عین مطابق ہے اسی قدر مشکل بھی ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ سہل ممتنع اگر کوئی چیز ہے تو وہ دعا ہی ہے جو الفاظ کے اعتبار سے انتہائی آسان ہوتی ہے اور اسرار کے اعتبار سے انتہائی مشکل۔

دعا کے لئے جس قدر آداب درکار ہیں، جو پاکیزگی نفس ضروری ہے اور جس طرح کے تصورات لازم ہیں ان کا حاصل کرنا ہر کس وناکس کے بس کی بات نہیں ہے سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ دعا، مرکز دعا کی معرفت پر موقوف ہے، اور معرفت زندگی کا عظیم ترین مرحلہ ہے جسے مولائے کائنات نے ابتداء دین اور بنیاد مذہب قرار دیا تھا معرفت کے بعد بارگاہ کے مطابق الفاظ کا انتخاب کرنا اس میں سخت ترین مرحلہ ہے اوران تمام مراحل کے بعد طلب میں صدق نیت پیدا کرنا اور ایک انتہائی دشوار گذار مرحلہ ہے ورنہ عام طور سے ایسا ہوتا ہے کہ مانگنے والا، بظاہر خدا کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھائے رہتا ہے لیکن نظر کسی حاکم کے اقتدار، کسی دولت مند کی جیب، کسی صاحب خیرات کے جودوکرم پر لگی رہتی ہے ظاہر ہے کہ اس دعا کا نام دعا نہیں ہے اور گہرائیوں پر غور کیا جائے تو یہ توہین دعا ہے دعا معبود پر اعتماد کا نام ہے۔ اور دوسروں پر نگاہ رکھنا بداعتمادی کی علامت ہے بعض روایات میں تو یہ مضمون تک وارد ہوا ہے کہ اگر کسی شخص کو دعا کی قبولیت پر اعتماد نہ ہو اور وہ صرف حسب عادت یا برائے تجربہ دعا مانگ رہا ہے تو وہ معبود کی توہین کا مرتکب ہورہا ہے دنیا کے صاحب کرم کے بارے میں بے اعتمادی اس کے کرم کی توہین ہے تو معبود کے کرم کے بارے میں بے اعتمادی کتنی بڑی توہین کا باعث ہوگی اور تجربہ تو اصلا حدود اسلام سے باہر ہے بھلا کس بندہ کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ پروردگار سے مانگ کر اس کے کرم کی آزمائش کرے اور یہ دیکھے کہ وہ کیا دیتا ہے "تماشائے اہل کرم" دنیا میں دیکھا جاتا ہے۔ مذہب میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

یہی وجہ ہے کہ بعض علماء کرام نے یہ تاکید کی ہے کہ اپنی دعاؤں میں ائمہ معصومین کے الفاظ کا اتباع کرو اور اس کی معنویت پیدا کرنے کی کوشش کرو کہ تمھارے الفاظ اس کی بارگاہ کے لئے نامناسب ہو سکتے ہیں لیکن ان کے الفاظ میں یہ نقص نہیں ہے وہ کامل الایمان اور کامل المعرفت تھے وہ جو الفاظ استعمال کردیں گے وہ یقیناً بارگاہ رب العزت کے شایان شان ہوں گے اور اس سے مدعا کے حصول کی راہ ہموار ہوگی بلکہ انھیں الفاظ سے انسان اپنے اندر سلیقۂ معرفت بھی پیدا کرسکتا ہے۔

واضح الفاظ میں یوں کہا جائے کہ ہماری دعائیں نتیجہ معرفت ہیں اور معصومین کی دعائیں درس معرفت ہم وہ الفاظ استعمال کرتے ہیں جو ہماری معرفت کا نتیجہ ہوتے ہیں اور انھوں نے وہ الفاظ استعمال کیے ہیں جن سے ہم معرفت باری کی راہیں متعین کرسکتے ہیں "یا من دل علی ذاتہ بذاتہ" اے وہ معبود جس نے خود اپنی ذات کی طرف رہنمائی کی ہے کہ وہ خود ہی راہنما بھی ہے اور منزل بھی۔

یہ جملہ معرفت کا ایک سمندر ہے کہ اگر دعا میں یہ فقرہ نہ آ گیا ہوتا تو انسان کے سامنے معرفت کا صرف ایک ہی راستہ تھا کہ مخلوقات سے خالق کو پہچانے اور کائنات کی عظمت سے مالک کائنات کی بزرگی و برتری کا اندازہ لگائے، لیکن امام کے اس فقرہ نے معرفت کا ایک نیا راستہ کھول دیا ہے اور یہ واضح کردیا ہے کہ مخلوقات میں خالق کو پہچنوانے کی وہ صلاحیت نہیں ہے جو معرفت خود خالق کے ذریعہ حاصل ہوسکتی ہے یہ اور بات ہے کہ یہ مرتبہ ہر ایک کو حاصل نہیں ہے اس کی طرف اشارہ دعائے صباح میں مولائے کائنات علیہ السلام نے کیا تھا اور اس کے بعد اس کی مکمل تشریح دعائے ابوحمزہ ثمالی میں امام زین العابدین علیہ السلام نے کی ہے، سرکار سید شہداء علیہ السلام نے دعائے عرفہ میں اسی حقیقت کی طرف بہت سے اشارے فرمائے اور معرفت کے بیشمار راستے کھول دیئے ہیں۔

دعاؤں کے سلسلہ میں معصومین علیہم السلام کے الفاظ وکلمات کی تعریف کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے بھلا کس کی مجال ہے جو ان لفظوں کی بلاغت کا اندازہ کرسکے اور اس کے بعد یہ کہے کہ یہ الفاظ اس معرفت کی مکمل ترجمانی کر رہے ہیں یا معبود کی بارگاہ کے شایان شان ہیں، صاحبان بصیرت کے بیان کے مطابق صرف اتنا کہا جاسکتا ہے کہ اس میدان میں جس قدر راہنمائی امام زین العابدین علیہ السلام نے کی ہے اور دعا کو جس قدر آپ نے درس وتبلیغ کا ذریعہ بنایا ہے دیگر معصومین علیہم السلام کے یہاں اس کی مثالیں نہیں ملتی اور غالبا اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ دوسرے معصومین علیہم السلام کو دوسرے ذرائع بھی فراہم ہوگئے تھے اور انھوں نے ان ذرائع کو بھی درس بصیرت اور تبلیغ دین ومذہب کا ذریعہ بنالیا تھا، یا بعض اوقات انھیں اتنا موقع بھی نہ مل سکا کہ دعاؤں کے ذریعہ اس کارنامہ کو انجام

دے سکتے۔

امام زین العابدین علیہ السلام کا زمانہ واقعہ کربلا کے بعد ایک انتہائی حساس اور دشوار گذار دور تھا اس دور میں سب سے بڑا مسئلہ یہ تھا کہ کسی طرح کا مسلح اقدام ممکن نہیں تھا اور ایک عظیم اقدام کا اثر نظر کے سامنے تھا یعنی مذہب نے اپنی زندگی کے لئے خون کا مطالبہ کیا تھا اور وہ مطالبہ پورا کیا جا چکا تھا۔ انقلابی تحریک کے لئے وہ مقدس خون ہی کافی تھا اس کے لئے مزید قربانی کی ضرورت نہیں تھی لیکن امام کے لئے خاموش بیٹھنا بھی ممکن نہیں تھا کہ امام ہدایت خلق کا ذمہ دار ہوتا ہے اس لئے آپ نے تصویر کے دوسرے رخ پر نظر ڈالی کہ یہ صحیح ہے کہ میرا قیام غیر ضروری ہے اور اسلام کو فی الحال میرے خون کی ضرورت نہیں ہے لیکن یہ بھی صحیح ہے کہ اس وقت مظلومیت کے نام پر قوم گوش برآواز ہے اور الفاظ کی سخت گرفت ممکن نہیں ہے۔

لہٰذا ضرورت ہے کہ انھیں الفاظ کے ذریعہ مذہب کی تبلیغ بھی کی جائے اور مظلومیت کی ترویج کا کام بھی انجام دیا جائے ظاہر ہے کہ یہ کام بہ شکل خطبہ ممکن نہیں تھا کہ خطبہ میں مسلح اقدام کے اعتراض کے امکانات پائے جاتے تھے اور ایک خونی سانحہ ممکن تھا جس کی اس وقت مشیت پروردگار کو ضرورت نہیں تھی اس لئے آپ نے دعاؤں کا راستہ اختیار کیا اور انھیں دعاؤں کے ذریعہ تمام مراحل تبلیغ و ترویج مکمل کر لئے۔

آپ کے الفاظ اس قدر جامع، موثر اور مطابق مقصود و مدعا تھے کہ صاحبان حاجت آپ کی دعاؤں پر مکمل اعتماد کرتے تھے یہاں تک کہ آپ کے ایک شاگرد نے آپ کی ایک دعا کے بارے میں یہاں تک کہہ دیا کہ اس دعا کے ذریعہ مدعا حاصل نہ ہو تو دعا کرنے والے کو مجھ پر لعنت کرنے کا حق ہے یعنی یہ دعا بارہا کی آزمائی ہے اور جب بھی اس کے سہارے مدعا طلب کیا گیا ہے ضرور حاصل ہوا ہے اب انسان کا فرض ہے کہ ان پاکیزہ الفاظ کے لئے پاکیزہ زبان اور پاکیزہ قلب فراہم کرے تاکہ اس کے اثرات و نتائج سے بہرہ یاب ہو۔ اور حقیقت یہ ہے کہ امام کی اس دعا کا لہجہ، اسلوب اور انداز اس قسم کا ہے

کہ دعا کرنے والے کو یقین ہو جاتا ہے کہ اس کا مدعا ضرور حاصل ہوگا۔

''خدایا، میں تجھے کیسے پکاروں کہ میری حیثیت معلوم ہے (میں میں ہوں) اور تجھ سے کس طرح امیدیں منقطع کروں کہ تیرا کرم بھی معلوم ہے کہ تو تو ہے۔۔ خدایا، میں تجھ سے سوال نہیں بھی کرتا ہوں تو تو عطا کرتا ہے بھلا ایسا کون ہے جس سے سوال کروں تب ہی عطا کر دے۔۔ خدایا تجھے نہیں بھی پکارتا ہوں تو تو دعائیں قبول کر لیتا ہے اب تیرے علاوہ کون ہے جو مانگنے ہی پر دیدے۔۔ خدایا تجھ سے تضرع وزاری نہیں بھی کرتا ہوں تو تو رحم کرتا ہے اب تیرے علاوہ کون ہے جو کم از کم تضرع وزاری ہی پر رحم کر دے، خدایا! جس طرح تو نے سمندر میں راستہ بنا کر موسیٰ کو نجات دی ہے میری التماس یہ ہے کہ محمد آل محمد پر رحمتیں نازل فرما اور مجھے بھی میری پریشانیوں سے نجات دیدے اور میرے لئے فی الفور سہولت وآسانی کا راستہ کھول دے۔۔ اے ارحم الراحمین۔ تجھے تیرے فضل وکرم کا واسطہ۔

ان الفاظ سے آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ انسان اس اخلاص وصدق نیت کے ساتھ دعا کرے اور اپنے دل میں واقعاً یہ جذبات پیدا کر لے اور دنیا وما فیہا سے بے نیاز ہو کر ہر فرعون وقت کے مقابلہ میں غریب الوطن موسیٰ کی طرح صرف ذات واجب پر بھروسہ کر لے تو کس طرح ممکن ہے کہ سمندروں میں سے راستہ نہ نکل آئے اور فرعون جیسے ظالموں سے نجات نہ مل جائے اور وہ ظالم غرقاب نہ ہو جائیں۔

آج جب کہ بر و بحر مصائب کا مرکز بنے ہوئے ہیں اور سمندر سرچشمۂ رحمت ہونے کے بجائے سرچشمۂ آلام ومصائب بن گئے ہیں ان دعاؤں، ان الفاظ، ان کلمات اور ان معارف وجذبات کی شدید ترین ضرورت ہے، رب کریم ہم سب کو اس انداز دعا سے فیض یاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری دعاؤں کو شرف قبولیت سے مشرف کرے جن میں سب سے اہم دعا وارث زین العابدین علیہ السلام کے ظہور اور قبر زین العابدین علیہ السلام کی آبادی کی دعا ہے خدایا! حجت آخر کے ظہور میں تعجیل فرما اور بقیع کے ویران قبرستان کو آباد فرما!

اسلام میں دعا کی اہمیت اور اس کے آداب

دعا:

اے پیغمبر، کہہ دو کہ تمھاری دعا نہ ہوتی تو پروردگار تمھاری طرف توجہ بھی نہ کرتا''

(قرآن کریم)

''ہم سے دعا کرو ہم قبول کریں گے دعا کی منزل میں اکڑ جانے والے ذلت کے ساتھ جہنم میں داخل کیے جائیں گے''

(قرآن کریم)

''میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں تو کہہ دو کہ میں بہت قریب ہوں اور سب کی دعائیں سن لیتا ہوں''

(قرآن کریم)

''کیا میں تمھیں ایسے اسلحہ کا پتہ دوں جو دشمن سے بچا سکے اور روزی کو فراواں کر سکے؟ یہ اسلحہ دعا ہے''

(رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

''دعا مومن کی سپر ہے اور جب دروازہ دیر تک کھٹکھٹایا جائے گا تو بالآخر کھل جائے گا''

(امیر المومنین علیہ السلام)

''مبتلائے مصیبت سے زیادہ سزاوار دعا وہ صاحب عافیت ہے جو بلا کے خطرہ سے محفوظ نہیں ہے۔ دونوں کو برابر سے دعا کرنا چاہئے''

(امیرالمومنین)

''دعا رد بلا کا مستحکم ترین ذریعہ ہے''

(امام زین العابدین علیہ السلام)

''دعا سے قضا پلٹ جاتی ہے''

(امام محمد باقر علیہ السلام)

''رات بھر نماز پڑھنے والے سے رات بھر دعا کرنے والا افضل ہے''

(امام صادق علیہ السلام)

(نماز میں ریاکاری اور غفلت کا امکان ہے دعا اخلاص اور توجہ چاہتی ہے۔۔ جوادی)

''دعا رد بلا کا ذریعہ ہے'' (امام کاظم علیہ السلام)

''انبیاء کے اسلحہ کو اختیار کرو جس کا نام دعا ہے'' (امام رضا)

آداب واسباب استجابت دعا

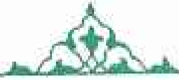
۱۔ انسان باوضو دعا کرے

۲۔ خوشبو استعمال کرے

۳۔ رو بہ قبلہ ہو۔

۴۔ حضور قلب کے ساتھ دعا کرے۔ امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضور قلب دعا کے چہار ارکان میں سے ایک رکن ہے۔

۵۔ خدا سے حسن ظن رکھے کہ وہ کریم ہے سائل کو خالی ہاتھ واپس نہ کرے گا۔





۶۔ دعا سے پہلے صدقہ دے۔

۷۔ فعل حرام یا قطع رحم کی دعا نہ کرے۔

۸۔ گڑگڑا کر دعا کرے۔

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایسی دعا ضرور مستجاب ہوتی ہے، امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پروردگار بندوں سے گڑگڑانے کو برا سمجھتا ہے اپنے سامنے گڑگڑانے کو دوست رکھتا ہے۔

۹۔ حاجتوں کو بیان کرے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خداوند ہر ایک کی حاجت جانتا ہے مگر یہ چاہتا ہے کہ انسان خود بھی بیان کرے۔

۱۰۔ مخفی انداز سے دعا کرے۔

امام علی رضا علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ مخفی انداز کی ایک دعا اعلانیہ ستر (۷۰) دعاؤں سے بہتر ہے۔

۱۱۔ اپنی دعا میں دوسرے مومنین کو بھی شامل کرے۔

مرسل اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہمیشہ اپنی دعاؤں میں دوسرے مومنین کو بھی شامل رکھو۔

۱۲۔ اجتماعی طور پر دعا کرے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جس جگہ چالیس مومنین جمع ہو کر دعا کریں گے وہ دعا ضرور قبول ہوگی اور ۴۰ ممکن نہ ہوں تو چار آدمی دس مرتبہ دعا کریں اور یہ بھی ممکن نہ ہو تو ایک آدمی ۴۰ مرتبہ دعا کرے ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ایک آدمی دعا کرے اور باقی لوگ آمین کہیں۔

امام محمد باقر علیہ السلام کا طریقہ تھا کہ آپ مشکلات میں گھر کے بچوں اور عورتوں کو جمع کر کے فرماتے تھے کہ میں دعا کروں تم سب آمین کہو۔



(اگرچہ امام کی دعا آمین کی محتاج نہ تھی لیکن یہ امت کی تربیت کا بہترین سلیقہ تھا۔ (جوادی)

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں دعا کرنے والا اور آمین کہنے والا دونوں شریک دعا سمجھے جاتے ہیں۔

۱۳۔ بارگاہ احدیت میں اپنی ذلت، عاجزی اور کمزوری کا اظہار کرے کہ پروردگار نے جناب موسیٰ کی طرف وحی کی ہے کہ مجھ سے لرزتے ہوئے دعا کرو، اپنے چہرہ کو خاک پر رکھو، میرے سامنے باقاعدہ سجدہ کرو اور کھڑے ہو کر ہاتھ پھیلا کر دعا مانگو اور خوف زدہ دل کے ساتھ مجھ سے مناجات کرو۔

۱۴۔ دعا سے پہلے حمد و ثنائے الٰہی کرے۔

امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ دعا سے پہلے خدا کی بزرگی کا اقرار کرو اور یہ کہو۔

''اے وہ پروردگار جو رگ گردن سے زیادہ قریب ہے، جو انسان اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے، جو انتہائی بلند منظر پر ہے، جس کا مثل کوئی نہیں ہے اے بہترین عطا کرنے والے اور بہترین مرکز سوال ۔۔اے بہترین رحم کرنے والے کہ ان الفاظ کے ذریعہ دعا قبولیت سے قریب تر ہو جاتی ہے (یہ الفاظ دلیل معرفت عبد۔ جوادی)

۱۵۔ دعا سے پہلے صلوات پڑھے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ صلوات کے بغیر دعا بارگاہ احدیت تک نہیں پہنچ سکتی ۔بغیر صلوات کی دعا، دعا کرنے والے کے سر منڈلاتی رہتی ہے ۔دعا کے قبل و بعد صلوات پڑھو تا کہ خداوند اسی صلوات کے طفیل میں تمہاری دعا بھی قبول کرلے اس لئے کہ صلوات کی دعائے رحمت رد نہیں ہو سکتی۔

۱۶۔ دعا کے بعد بھی صلوات پڑھے۔

۱۷۔ خدا کو محمد آل محمد کے حق کا واسطہ دے۔

۱۸۔ وقت دعا گریہ کرے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ کسی ضرورت میں دعا کرنا ہو تو پہلے اوصاف خدا بیان کرو پھر صلوات پڑھو اور پھر گریہ کرو چاہے ایک آنسو ہو۔

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بندے کا اللہ کے تقرب کا بہترین وقت وہ ہوتا ہے جب وہ سجدہ میں گریہ وزاری کرتا ہے۔

تاریکی شب میں قطرہ اشک سے زیادہ محبوب کوئی شے نہیں ہے رب العالمین نے جناب عیسیٰ سے فرمایا کہ اپنی آنکھوں سے مجھے آنسو دو اور اپنے قلب سے خشوع دو۔

امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن تین آنکھوں کے علاوہ سب آنکھیں روتی ہوں گی (۱) وہ آنکھ جو نامحرم سے محفوظ رہی ہے (۲) وہ آنکھ جو اطاعت خدا میں بیدار رہی ہے۔ اور (۳) وہ آنکھ جس نے تاریکیٔ شب میں خوف خدا سے گریہ کیا ہے۔

اسحاق بن عمار نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی کہ دعا کے لئے رونا چاہتا ہوں تو آنسو نہیں نکلتے اور عزیزوں کو یاد کرتا ہوں تو آنسو نکل آتے ہیں اب کیا کروں؟ فرمایا پہلے عزیزوں کو یاد کرو اور جب دل بھر آئے تو دعا کرو کہ ایسے وقت میں دعا قبول ہوگی۔

(واضح رہے کہ محرمات شریعت سے پرہیز کئے بغیر گریہ کی کوئی قیمت نہیں ہے جیسا کہ آغاز بیان میں عرض کیا گیا ہے کہ ظالمین کی سلامتی کی دعا کے ساتھ گریہ ریاکاری ہے تضرع وزاری نہیں ہے، امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ صرف رو لینے اور آنسو بہا لینے کا نام خوف خدا نہیں ہے جب تک محرمات اسلام اور معصیت خداوندی سے پرہیز نہ کیا جائے یہ جھوٹا خوف ہے اور اس کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ جوادی)

۱۹۔ دعاؤں سے پہلے گناہوں کا اقرار کرے۔ کہ اس طرح خوف پیدا ہوگا، دل نرم ہوگا، آنکھ نم ہوگی اور دعا قبول ہوگی۔

۲۰۔ ہمہ تن خدا کی طرف متوجہ رہے۔

۲۱۔ بلاء نازل ہونے سے پہلے دعا کرے۔

مرسل اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم راحت میں خدا کو پہچانو وہ مصیبت میں تمھارے کام آئے گا۔

۲۲۔ برادران ایمانی سے التماس دعا کرے۔ کہ رب کریم مومن کی دعا مومن کے حق میں قبول کرتا ہے۔

۲۳۔ دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرے۔

مرسل اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس طرح ہاتھ اٹھا کر دعا کرو جس طرح مسکین کریم سے کھانا مانگتا ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں پناہ مانگنے کے لئے ہاتھ اٹھاؤ تو ہتھیلی قبلہ کی طرف رہے اور رزق کے لئے دعا کرو تو ہتھیلی آسمان کی طرف رہے اور دشمن کے مقابلہ میں دعا کرو تو دونوں ہاتھ سر سے زیادہ اونچے رہیں۔

۲۴۔ برادران مومنین کے حق میں دعا کرے۔

۲۵۔ دعا قبول ہو یا نہ ہو برابر دعا کرتا رہے شاید کہ تاخیر میں مصلحت پروردگار ہو، اور دعا محبوب پروردگار رہے لہٰذا محبوب عمل کو ترک نہیں کرنا چاہئے۔

۲۶۔ دعا کے بعد دونوں ہاتھوں کو چہرہ پر ملے بلکہ سر اور سینہ پر بھی ہاتھ پھیرے۔

۲۷۔ دعا کے خاتمہ پر ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ کہے۔

۲۸۔ دعا کے بعد اپنے کردار کو پہلے سے بہتر بنائے ایسا نہ ہو بعد کے اعمال دعا کو قبولیت سے روک دیں۔

۲۹۔ دعا کے ساتھ تمام محرمات اور معاصی کو ترک کردے کہ بدنیتی، خبث باطن، نفاق، نماز کا تاخیر کردینا اور والدین کی نافرمانی دعا کو قبولیت سے روک دیتی ہے۔

۳۰۔ بندوں کے جملہ حقوق ادا کرے ورنہ جس کے ذمہ کسی کا حق ہوگا اس کی دعا قبول نہ ہوگی۔

۳۱۔ وقت دعا ہاتھ میں عقیق اور فیروزہ کی انگوٹھی ہو۔

۳۲۔ دعا کی عبارات بھی غلط نہ ہو کہ اس کا بھی اثر ہوسکتا ہے۔

اسباب استجابت دعا

دعا کے ان آداب کے ساتھ ان اسباب کا اختیار کرنا بھی ضروری ہے جن کے ذریعہ دعا قبولیت سے قریب تر ہو جاتی ہے اور اس کا تعلق کبھی زمان سے ہوتا ہے اور کبھی مکان سے اور کبھی افعال واحوال سے مثال کے طور پر زمان کے اعتبار سے بہترین وقت دعا، شب جمعہ، روز جمعہ، آخر روز جمعہ، شب ماہ رمضان، شب عرفہ، روز عرفہ، شب عید فطر و اضحیٰ، شب عید غدیر، روز ہائے عید، شب اول رجب ،شب نیمہ شعبان، شب نیمہ رجب، روز نیمہ رجب، روز ولادت پیغمبرؐ، وقت زوال، وقت باران رحمت ،وقت طلوع فجر تا طلوع آفتاب، وقت اذان۔

(کاش متبرک اوقات میں رسمی خوشیوں اور گناہوں کے بجائے دعاؤں کی پابندی کی جاتی اور اس کے برکات سے فائدہ اٹھایا جاتا مگر ہمارا معاشرہ ابھی ان حقیقتوں سے دور ہے۔ قدیم استعماری ماحول سے نجات ملے گی تو یہ سارے حقائق سامنے آجائیں گے۔ جوادی)

مکان کے اعتبار سے مسجد، خانہ کعبہ، میدان عرفات، میدان مزدلفہ، روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حائر امام حسین علیہ السلام، مشاہد مقدسہ دعا کے لئے بہترین مقامات ہیں افعال واحوال کے اعتبار سے نماز کے بعد کی دعا مریض کی دعا عیادت کرنے والے کے حق میں، سائل کی دعا معطی کے حق میں، روزہ دار، بیمار، حاجی، عمرہ کرنے والے، مظلوم، مومن محتاج، وقت افطار، ماں باپ کی دعائے خیر اور دعائے بد دونوں قبولیت سے زیادہ قریب رہتی ہیں۔

بعض دعائیں قبول نہیں

جو شخص گھر میں بیٹھ کر بغیر محنت ومشقت کے وسعت رزق کی دعا کرے۔

جو شخص بیوی کے حق میں بددعا کرے حالانکہ طلاق کا اختیار اسی کے ہاتھ میں ہے۔

جو شخص قرض دار کے انکار پر دعا کرے حالانکہ گواہ فراہم کرنے کا حق اس کے ہاتھ میں تھا۔

جو شخص ایک مرتبہ رزق خدا کو برباد کر کے دوبارہ رزق کی دعا کرے۔

جو شخص مکان بدل سکتا ہو اور ہمسایہ کے حق میں بددعا کرے۔

جو شخص گناہوں پر مصر ہو، بندوں پر ظلم کرتا ہو، مال حرام کھاتا ہو اور پھر دعا کرے کہ ایسی دعا کرنے والے ملعون ہوتے ہیں ان کی دعا مستجاب نہیں ہوتی۔

(مفتاح الجنات علامہ محسن الامینی عاملی)

مذکرہ بالا شرائط، آداب اور اسباب کو دیکھنے کے بعد یہ حقیقت بھی سامنے آجاتی ہے کہ ہماری دعائیں قبول کیوں نہیں ہوتیں اور یہ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ معصومین علیہم السلام کی دعا رد کیوں نہیں ہوتی اور ان کا ہر مدعا کس طرح پورا ہو جاتا ہے یہ اور بات ہے کہ وہ مصلحت الٰہی کے عارف اور رموز مشیت کے دانا ہیں وہ اس قوی ترین اسلحہ کو جابجا استعمال نہیں کرتے بلکہ اس کے محل استعمال سے مکمل طور پر واقف ہیں اور مشیت الٰہی کو دیکھے بغیر استعمال نہیں کرتے یہی وجہ ہے کہ ہمیں ادنیٰ تکلیف پہنچ جاتی ہے تو ہم تباہی اور بربادی کی دعا شروع کر دیتے ہیں اور وہ نرغۂ اعدا میں گھرنے کے بعد بھی قوم کی ہدایت کی دعا کرتے ہیں ہم اپنی برتری کے اظہار کے لئے دعا کا استعمال کرنا چاہتے ہیں اور وہ دین خدا کی صداقت وحقانیت کے لئے مباہلہ کا ارادہ کرتے ہیں۔

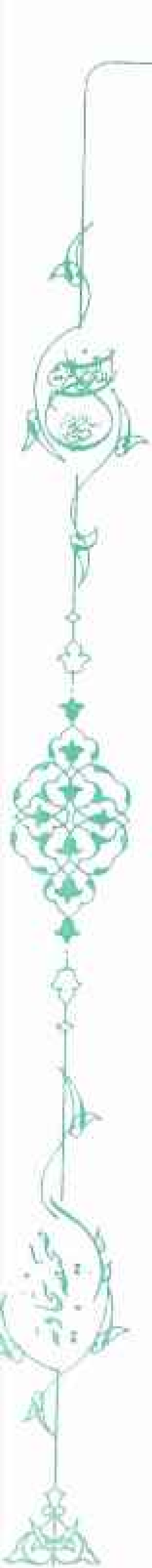
دعا کی اہم ترین ضرورت اور دعا کرنے والے کی عظیم ترین معرفت کو دیکھنا ہو تو کربلا کے میدان میں دیکھئے جہاں ہر مصیبت، ہر آفت، ہر بلا، مصیبت زدہ انسان کو بددعا کی دعوت دے رہی

ہے۔ ہر قربانی ماں کو اپنے لال کی سلامتی کی دعا پر مجبور کر رہی ہے، ہر اجڑتی ہوئی مانگ ،مٹتی ہوئی جوانی ، برباد ہوتا ہوا سہاگ پھر دعا پر آمادہ کر رہا ہے۔لیکن نہ کوئی ماں اذن امام کے بغیر بچہ کی سلامتی کی دعا کرتی ہے، نہ کوئی خاتون اپنے گود کے خالی کرنے والے، اپنے سہاگ کو اجاڑنے والے اور اپنے باغ تمنا کو برباد کرنے والے کے حق میں بددعا کر رہی ہے بلکہ ہر ایک کی زبان پر صبر، استقامت، قبولیت قربانی اور فوز عظیم کی دعا ہے۔ اور کیوں نہ ہوتا اس قافلہ کا قافلہ سالار وہ دانائے رموز مشیت، ناز پروردۂ رسول الثقلین ہے جس نے جوان بیٹے کا لاشہ اٹھایا، ۳۴ سال کے بھائی کو رویا، بھانجوں اور بھتیجوں کا داغ دیکھا، احباب وانصار کے لاشے اٹھائے، چھ مہینے کے بچے کی قربانی دی، کمسن بچی کو روتا چھوڑ کر میدان میں گیا، ماں کے گریہ کی آواز سنی، باپ کو میدان میں جام کوثر بکف دیکھا، نانا کو برہنہ سر تباہ حال دیکھا، کونین میں تہلکہ اور تلاطم کا مشاہدہ کیا اور ان سب مصائب کے ہجوم میں پیشانی خاک پر رکھی تو یہی کہا کہ خدایا میں نے اپنے وعدے کو پورا کر دیا ہے اب تو بھی نانا کی امت کی بخشش کا خیال رکھنا، ایسے ہی وقت میں شاعر نے حالات کی ترجمانی کی ہے کہ جب فرزند رسول نرغۂ اعدا میں گھر گیا، زہرا کا چاند شام کی فوجوں کے بادل میں چھپ گیا، آسمان کی نگاہیں حسین کو تلاش کرنے لگیں۔

عرش پر سید قرار دل کونین کجاست
آسماں گفت کہ مشغول دعا است حسین

ماخوذ از:

''نقوش عصمت''



أسناد الصحيفة

بسم الله الرحمن الرحيم

(١) حَدَّثَنا السَّيِّدُ الأَجَلُّ نَجْمُ الدِّينِ بَهاءُ الشَّرَفِ أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ يَحْيَى الْعَلَوِيُّ الْحُسَيْنِيُّ رَحِمَهُ اللهُ (٢) قالَ أَخْبَرَنا الشَّيْخُ السَّعِيدُ أَبُو عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ شَهْرِيارَ الْخازِنُ لِخِزانَةِ مَوْلانا أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طالِبٍ عَلَيْهِ السَّلامُ فِي شَهْرِ رَبِيعِ الْأَوَّلِ مِنْ سَنَةِ سِتَّ عَشْرَةَ وَ خَمْسِمائَةٍ قِراءَةً عَلَيْهِ وَ أَنا أَسْمَعُ (٣) قالَ سَمِعْتُها عَنِ الشَّيْخِ الصَّدُوقِ أَبِي مَنْصُورٍ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْعُكْبَرِيِّ الْمُعَدَّلِ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَبِي الْمُفَضَّلِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُطَّلِبِ الشَّيْبانِيِّ (٤) قالَ حَدَّثَنا الشَّرِيفُ أَبُو عَبْدِ اللهِ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طالِبٍ عَلَيْهِمُ السَّلامُ (٥) قالَ حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ خَطّابٍ الزَّيّاتُ سَنَةَ خَمْسٍ وَ سِتِّينَ وَ مِائَتَيْنِ (٦) قالَ حَدَّثَنِي خالِي عَلِيُّ بْنُ النُّعْمانِ الْأَعْلَمُ

بنام خدائے رحمٰن و رحیم

اسنادِ صحیفۂ کاملہ

(۱) ہم سے سید جلیل القدر (ستارۂ دین و جمال شرافت) ابوالحسن محمد بن الحسن بن احمد بن علی بن محمد بن عمر بن یحییٰ علوی حسینی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا اور فرمایا

(۲) کہ ہمیں شیخ سعید ابوعبداللہ محمد بن احمد بن شہریار خازن خزانہ روضۂ امیر المومنین علی بن ابی طالب نے ماہ ربیع الاول ۵۱۶ھ میں خبر دی ہے کہ ان کے سامنے یہ صحیفہ پڑھا جا رہا تھا اور میں سن رہا تھا اور انھوں نے فرمایا:

(۳) کہ اس کو میں نے شیخ صدوق ابومنصور محمد بن احمد بن عبدالعزیز العکبری رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے جنھیں عادل قرار دیا گیا ہے اور انھوں نے اسے ابوالمفضل محمد بن عبداللہ بن المطلب الشیبانی سے نقل کیا ہے کہ:

(۴) انھوں نے فرمایا کہ ہم سے صاحب شرف ابوعبداللہ بن المطلب الشیبانی نے نقل کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ ہم سے صاحب شرف ابوعبداللہ جعفر بن محمد بن جعفر بن الحسن بن جعفر بن الحسن بن الحسن بن امیر المومنین علی بن ابیطالب نے بیان کیا ہے (۵) اور ان کا کہنا ہے کہ ہم سے عبداللہ بن عمر بن خطاب (روغن فروش) نے ۲۶۵ میں بیان کیا ہے کہ (۶) مجھ سے میرے ماموں علی بن نعمان اعلم نے یہ کہہ کر بیان کیا ہے:

(۷) قَالَ حَدَّثَنِي عُمَيْرُ بْنُ مُتَوَكِّلٍ الثَّقَفِيُّ الْبَلْخِيُّ عَنْ أَبِيهِ مُتَوَكِّلِ بْنِ هَارُونَ (۸) قَالَ لَقِيتُ يَحْيَىٰ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلامُ وَ هُوَ مُتَوَجِّهٌ إِلَىٰ خُرَاسَانَ بَعْدَ قَتْلِ أَبِيهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ (۹) فَقَالَ لِي مِنْ أَيْنَ أَقْبَلْتَ قُلْتُ مِنَ الْحَجِّ (۱۰) فَسَأَلَنِي عَنْ أَهْلِهِ وَ بَنِي عَمِّهِ بِالْمَدِينَةِ وَ أَحْفَىٰ السُّؤَالَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَخْبَرْتُهُ بِخَبَرِهِ وَ خَبَرِهِمْ وَ حُزْنِهِمْ عَلَىٰ أَبِيهِ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ (۱۱) فَقَالَ لِي قَدْ كَانَ عَمِّي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَشَارَ عَلَىٰ أَبِي بِتَرْكِ الْخُرُوجِ وَ عَرَّفَهُ إِنْ هُوَ خَرَجَ وَ فَارَقَ الْمَدِينَةَ مَا يَكُونُ إِلَيْهِ مَصِيرُ أَمْرِهِ فَهَلْ لَقِيتَ ابْنَ عَمِّي جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قُلْتُ نَعَمْ (۱۲) قَالَ فَهَلْ سَمِعْتَهُ يَذْكُرُ شَيْئاً مِنْ أَمْرِي قُلْتُ نَعَمْ (۱۳) قَالَ بِمَ ذَكَرَنِي خَبِّرْنِي قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ مَا أُحِبُّ أَنْ أَسْتَقْبِلَكَ بِمَا سَمِعْتُهُ مِنْهُ (۱۴) فَقَالَ أَبِالْمَوْتِ تُخَوِّفُنِي هَاتِ مَا سَمِعْتَهُ فَقُلْتُ سَمِعْتُهُ يَقُولُ إِنَّكَ تُقْتَلُ وَ تُصْلَبُ كَمَا قُتِلَ أَبُوكَ وَ صُلِبَ (۱۵) فَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ وَ قَالَ يَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَ يُثْبِتُ وَ عِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ يَا مُتَوَكِّلُ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ أَيَّدَ هٰذَا الْأَمْرَ بِنَا وَ جَعَلَ لَنَا الْعِلْمَ وَ السَّيْفَ فَجُمِعَا لَنَا وَ خُصَّ بَنُو عَمِّنَا بِالْعِلْمِ وَحْدَهُ (۱۶) فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاءَكَ إِنِّي رَأَيْتُ النَّاسَ إِلَىٰ ابْنِ عَمِّكَ جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَمْيَلَ مِنْهُمْ إِلَيْكَ وَ إِلَىٰ أَبِيكَ (۱۷) فَقَالَ إِنَّ عَمِّي مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ وَ

(۷) مجھ سے عمیر بن متوکل ثقفی بلخی نے اپنے والد متوکل بن ہارون کے حوالہ سے بیان کیا ہے (۸) کہ میں نے یحییٰ بن زید بن علی علیہ السلام سے (جناب زید کی شہادت کے بعد) ملاقات کی جب کہ وہ عازم سفر خراسان تھے اور میں نے سلام کیا (۹) تو انھوں نے پوچھا کہ تم کہاں سے آرہے ہو؟ میں نے کہا کہ حج بیت اللہ سے (۱۰) انھوں نے اپنے اہل خانہ اور مدینہ میں اپنے ابناء عم (بھائیوں) کے بارے میں سوال کیا اور خاص طریقہ سے حضرت جعفر بن محمد علیہ السلام کے بارے میں دریافت کیا۔ تو میں نے سارے خاندان کے اور خصوصیت کے ساتھ حضرت جعفر کے حالات بیان کئے اور بتایا کہ حضرت جعفر ان کے والد زید بن علی علیہ السلام کے بارے میں کافی رنجیدہ ہیں۔

(۱۱) انھوں نے کہا کہ میرے چچا محمد بن علی باقر علیہ السلام نے میرے والد کو اشارہ دیا تھا کہ خروج نہ کریں ورنہ اگر خروج کر کے مدینہ سے نکل جائیں گے تو انجام کار اچھا نہ ہوگا۔ تو کیا تم نے میرے بھائی جعفر بن محمد سے ملاقات کی ہے؟ میں نے کہا بیشک۔

(۱۲) کہا کہ وہ میرے بارے میں تو کچھ نہیں کہہ رہے تھے؟ میں نے کہا یقیناً آپ کا ذکر رہے تھے (۱۳) انھوں نے کہا کہ کیا فرمارہے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان۔ میں وہ نہیں بتانا چاہتا ہوں جو میں نے ان سے سنا ہے (۱۴) انھوں نے کہا کہ کیا تم مجھے موت سے ڈرارہے ہو؟ بتاؤ تو سہی کہ کیا سنا ہے؟ میں نے کہا کہ میں نے ان کی زبان سے یہ بات سنی ہے کہ آپ قتل کئے جائیں گے اور آپ کو سولی پر اسی طرح لٹکایا جائے گا جیسے آپ کے والد بزرگوار کو لٹکایا گیا تھا (۱۵) یہ سن کر ان کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور فرمایا کہ اللہ جس چیز کو چاہتا ہے محو کردیتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے اور اس کے پاس اصل کتاب ہے۔ اے متوکل! دیکھو پروردگار نے اس دین کی تائید علم اور تلوار کے ذریعہ کی ہے۔ اور ہم میں دونوں چیزوں کو جمع کردیا ہے جب کہ ہمارے چچازاد بھائیوں کے پاس صرف علم ہے۔ (۱۶) میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان۔ میں نے لوگوں کو آپ کے بھائی جعفر کی طرف آپ اور آپ کے والد سے زیادہ رخ کرتے دیکھا ہے:

ابْنَهُ جَعْفَراً عَلَيْهِمَا السَّلامُ دَعَوا النَّاسَ إِلَىٰ الْحَيَاةِ وَ نَحْنُ دَعَوْنَاهُمْ إِلَىٰ الْمَوْتِ (١٨) فَقُلْتُ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ أَهُمْ أَعْلَمُ أَمِ أَنْتُمْ فَأَطْرَقَ إِلَىٰ الأَرْضِ مَلِيّاً ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَ قَالَ كُلُّنَا لَهُ عِلْمٌ غَيْرَ أَنَّهُمْ يَعْلَمُونَ كُلَّ مَا نَعْلَمُ وَ لا نَعْلَمُ كُلَّ مَا يَعْلَمُونَ (١٩) ثُمَّ قَالَ لِي أَكَتَبْتَ مِنِ ابْنِ عَمِّي شَيْئاً قُلْتُ نَعَمْ (٢٠) قَالَ أَرِنِيهِ فَأَخْرَجْتُ إِلَيْهِ وُجُوهاً مِنَ الْعِلْمِ وَ أَخْرَجْتُ لَهُ دُعَاءً أَمْلاهُ عَلَيَّ أَبُو عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلامُ وَ حَدَّثَنِي أَنَّ أَبَاهُ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلامُ أَمْلاهُ عَلَيْهِ وَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ مِنْ دُعَاءِ أَبِيهِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلامُ مِنْ دُعَاءِ الصَّحِيفَةِ الْكَامِلَةِ (٢١) فَنَظَرَ فِيهِ يَحْيَىٰ حَتَّىٰ أَتَىٰ عَلَىٰ ءَاخِرِهِ وَ قَالَ لِي أَتَأْذَنُ فِي نَسْخِهِ فَقُلْتُ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ أَتَسْتَأْذِنُ فِيمَا هُوَ عَنْكُمْ (٢٢) فَقَالَ أَمَا لَأُخْرِجَنَّ إِلَيْكَ صَحِيفَةً مِنَ الدُّعَاءِ الْكَامِلِ مِمَّا حَفِظَهُ أَبِي عَنْ أَبِيهِ وَ إِنَّ أَبِي أَوْصَانِي بِصَوْنِهَا وَ مَنْعِهَا غَيْرَ أَهْلِهَا (٢٣) قَالَ عُمَيْرٌ قَالَ أَبِي فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَقَبَّلْتُ رَأْسَهُ وَ قُلْتُ لَهُ وَ اللهِ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ إِنِّي لَأَدِينُ اللهَ بِحُبِّكُمْ وَ طَاعَتِكُمْ وَ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يُسْعِدَنِي فِي حَيَاتِي وَ مَمَاتِي بِوَلَايَتِكُمْ (٢٤) فَرَمَىٰ صَحِيفَتِيَ الَّتِي دَفَعْتُهَا إِلَيْهِ إِلَىٰ غُلَامٍ كَانَ مَعَهُ وَ قَالَ اكْتُبْ هٰذَا الدُّعَاءَ بِخَطٍّ بَيِّنٍ حَسَنٍ وَ أَعْرِضْهُ عَلَيَّ لَعَلِّي أَحْفَظُهُ فَإِنِّي كُنْتُ أَطْلُبُهُ مِنْ جَعْفَرٍ حَفِظَهُ اللهُ فَيَمْنَعُنِيهِ (٢٥) قَالَ مُتَوَكِّلٌ فَنَدِمْتُ عَلَىٰ مَا فَعَلْتُ وَ لَمْ أَدْرِ مَا

(۱۷) کہا کہ بات یہ ہے کہ ہمارے چچا محمد بن علیؑ اور آپ کے فرزند جعفر؛ بھائی لوگوں کو زندگی کی دعوت دیتے ہیں۔ (۱۸) اور ہم موت کی دعوت دیتے ہیں میں نے عرض کی کہ فرزند رسول وہ حضرات زیادہ علم رکھتے ہیں یا آپ؟ یہ سن کر یحییٰ نے تھوڑی دیر سر جھکا لیا اور اس کے بعد سر اٹھا کر بولے کہ ہم سب کے پاس علم ہے لیکن ہمارے معلومات کو وہ جانتے ہیں اور ان کی معلومات کا علم ہم لوگوں کے پاس نہیں ہے۔

(۱۹) اس کے بعد فرمایا کہ کیا تم نے میرے چچازاد بھائی سے کچھ نوٹ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا بیشک۔

(۲۰) انھوں نے کہا ذرا دکھلاؤ میں نے مختلف علوم نکال کر پیش کر دیے اور ایک دعا بھی دکھلائی جو مجھے امام ابوعبداللہ صادق علیہ السلام نے یہ کہہ کر لکھوائی تھی کہ یہ انھیں ان کے والد حضرت محمد بن علی علیہ السلام نے لکھوائی ہے اور یہ خبر دی ہے کہ یہ صحیفۂ کاملہ میں ان کے والد علی بن الحسین علیہ السلام کی دعا ہے (۲۱) یحییٰ نے اسے اول سے آخر تک پڑھا اور کہا کہ اجازت ہے کہ میں اسے نقل کر لوں؟ میں نے کہا فرزند رسول! آپ اس چیز کی اجازت طلب کر رہے ہیں جو آپ ہی کے گھر کی ہے۔

(۲۲) فرمایا کہ میں تمھارے سامنے ایک صحیفۂ پیش کروں گا جس میں یہ کامل دعا ہے جسے میرے والد نے اپنے والد امام سجاد علیہ السلام سے محفوظ کیا ہے اور مجھے نصیحت کی ہے کہ میں اسے محفوظ رکھوں اور کسی نااہل کے حوالہ نہ کروں۔

(۲۳) عمیر ناقل ہیں کہ میرے والد نے فرمایا کہ میں نے اٹھ کر ان کے سر کا بوسہ لیا اور عرض کی کہ فرزند رسول! خدا گواہ ہے کہ میرا دین آپ حضرات کی محبت و اطاعت ہے اور میں اسی بنیاد پر خدا سے امید رکھتا ہوں کہ مجھے موت و حیات دونوں میں آپ کی ولایت کے طفیل میں نیک بخت قرار دے۔

(۲۴) یہ کہہ کر آپ نے میرے صحیفہ کو اپنے ایک غلام کے حوالہ کر دیا اور فرمایا کہ اسے بہترین اور واضح خط میں لکھ کر میرے سامنے پیش کر دو تا کہ میں اسے محفوظ کر سکوں کہ میں خود اس دعا کو حضرت جعفر سے مانگ رہا تھا اور وہ برابر انکار کر رہے تھے۔

أَصْنَعُ وَلَمْ يَكُنْ أَبُو عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلامُ تَقَدَّمَ إِلَيَّ أَلَّا أَدْفَعَهُ إِلىٰ أَحَدٍ (٢٦) ثُمَّ دَعَا بِعَيْبَةٍ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهَا صَحِيفَةً مُقْفَلَةً مَخْتُومَةً فَنَظَرَ إِلَى الْخَاتَمِ وَ قَبَّلَهُ وَ بَكَىٰ ثُمَّ فَضَّهُ وَ فَتَحَ الْقُفْلَ ثُمَّ نَشَرَ الصَّحِيفَةَ وَوَضَعَهَا عَلىٰ عَيْنِهِ وَ أَمَرَّهَا عَلىٰ وَجْهِهِ (٢٧) وَ قَالَ وَ اللهِ يَا مُتَوَكِّلُ لَوْلَا مَا ذَكَرْتَ مِنْ قَوْلِ ابْنِ عَمِّي إِنَّنِي أُقْتَلُ وَ أُصْلَبُ لَمَا دَفَعْتُهَا إِلَيْكَ وَ لَكُنْتُ بِهَا ضَنِيناً (٢٨) وَلٰكِنِّي أَعْلَمُ أَنَّ قَوْلَهُ حَقٌّ أَخَذَهُ عَنْ ءَابَائِهِ وَ أَنَّهُ سَيَصِحُّ فَخِفْتُ أَنْ يَقَعَ مِثْلُ هٰذَا الْعِلْمِ إِلىٰ بَنِي أُمَيَّةَ فَيَكْتُمُوهُ وَ يَدَّخِرُوهُ فِي خَزَائِنِهِمْ لِأَنْفُسِهِمْ (٢٩) فَاقْبِضْهَا وَ اكْفِنِيهَا وَ تَرَبَّصْ بِهَا فَإِذَا قَضَى اللهُ مِنْ أَمْرِي وَ أَمْرِ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ مَا هُوَ قَاضٍ فَهِيَ أَمَانَةٌ لِي عِنْدَكَ حَتَّىٰ تُوصِلَهَا إِلىٰ ابْنَيْ عَمِّي مُحَمَّدٍ وَ إِبْرَاهِيمَ ابْنَيْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَإِنَّهُمَا الْقَائِمَانِ فِي هٰذَا الْأَمْرِ بَعْدِي (٣٠) قَالَ الْمُتَوَكِّلُ فَقَبَضْتُ الصَّحِيفَةَ فَلَمَّا قُتِلَ يَحْيَىٰ بْنُ زَيْدٍ صِرْتُ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلَقِيتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَحَدَّثْتُهُ الْحَدِيثَ عَنْ يَحْيَىٰ فَبَكَىٰ وَ اشْتَدَّ وَجْدُهُ بِهِ (٣١) وَ قَالَ رَحِمَ اللهُ ابْنَ عَمِّي وَ أَلْحَقَهُ بِآبَائِهِ وَ أَجْدَادِهِ (٣٢) وَ اللهِ يَا مُتَوَكِّلُ مَا مَنَعَنِي مِنْ دَفْعِ الدُّعَاءِ إِلَيْهِ إِلَّا الَّذِي خَافَهُ عَلىٰ صَحِيفَةِ أَبِيهِ وَ أَيْنَ الصَّحِيفَةُ فَقُلْتُ هَا هِيَ فَفَتَحَهَا وَ قَالَ هٰذَا وَ اللهِ خَطُّ عَمِّي زَيْدٍ وَ دُعَاءُ جَدِّي عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ

(۲۵) متوکل کا بیان ہے کہ یہ سن کر مجھے بیحد شرمندگی ہوئی کہ میں نے انھیں کیوں دے دیا اور یہ کچھ سمجھ میں نہیں آیا کہ میں اب کیا کروں۔ جب کہ حضرت جعفر نے کسی کو دینے کو منع بھی نہیں فرمایا تھا۔

(۲۶) اس کے بعد آپ نے ایک صندوق نکالا اور اس میں سے ایک صحیفہ برآمد کیا جس پر قفل اور مہر لگی ہوئی تھی۔ انھوں نے مہر کو دیکھ کر بوسہ دیا اور پھر اسے توڑ کر قفل کو کھولا اور صحیفہ کو پھیلا دیا اور پھر اپنی آنکھوں سے لگایا اور چہرہ پر پھیر کر فرمایا (۲۷)۔ خدا کی قسم متوکل! اگر تم نے ابن عم کا یہ قول نقل نہ کیا ہوتا کہ میں قتل کیا جاؤں گا اور مجھے سولی پر لٹکایا جائے گا تو میں ہرگز اسے تمھارے حوالہ نہ کرتا اور اس مسئلہ میں بخل سے کام لیتا۔

(۲۸) لیکن مجھے یقین ہے کہ ان کا قول برحق ہے اور یہ انھوں نے اپنے بزرگوں سے حاصل کیا ہے اور عنقریب یہ صحیح ہو کر رہے گا لہٰذا مجھے خوف ہے کہ یہ علم بنی امیہ کے ہاتھ نہ لگ جائے تو وہ اسے چھپا دیں یا اپنے خزانوں میں اپنی ذات کے لئے محفوظ کرلیں۔ (۲۹) لہٰذا اب تم اسے لے کر اس کی حفاظت کرو اور اس وقت کا انتظار کرو جب پروردگار میرے اور قوم کے حالات کا فیصلہ کردے تو یہ تمہارے پاس میری امانت رہے گی یہاں تک کہ تم اسے ابنا عم محمد و ابراہیم (فرزندان عبد اللہ بن الحسن بن الحسن بن علی علیہ السلام) تک پہنچا دو کہ وہی دونوں میرے بعد اس امر کے ذمہ دار ہوں گے (۳۰) متوکل کا بیان ہے کہ میں نے اس صحیفہ کو لے لیا اور اس کے بعد جب یحیٰ کا سارا واقعہ بیان کیا جس پر آپ نے گریہ فرمایا اور بیحد محزون ہوئے۔

(۳۱) اور فرمایا کہ خدا میرے چچا زاد بھائی پر رحمت نازل کرے اور انھیں ان کے آباء و اجداد سے ملادے۔

(۳۲) خدا گواہ ہے اے متوکل! کہ مجھے دعا کو دینے سے اس امر نے روکا تھا جس کا خوف یحیٰی کو اپنے والد کے صحیفہ کے بارے میں تھا لاؤ دیکھیں وہ صحیفہ کہاں ہے؟ میں نے صحیفہ کو پیش کردیا آپ نے اسے کھول کر دیکھا اور فرمایا کہ خدا کی قسم یہ میرے چچا زید کی تحریر ہے اور یہ میرے جد حضرت علی بن

(۳۳) ثُمَّ قالَ لابْنِهِ قُمْ یا إسْماعِیلُ فَأْتِني بِالدُّعاءِ الَّذي أَمَرْتُکَ بِحِفْظِهِ وَ صَوْنِهِ فَقامَ إسْماعِیلُ فَأَخْرَجَ صَحِیفَةً کَأَنَّها الصَّحِیفَةُ الَّتِی دَفَعَها إلَیَّ یَحْیَیٰ بْنُ زَیْدٍ (۳۴) فَقَبَّلَها أَبُو عَبْدِ اللهِ وَ وَضَعَها عَلیٰ عَیْنِهِ وَ قالَ هٰذا خَطُّ أَبِی وَ إمْلاءُ جَدّی عَلَیْهِمَا السَّلامُ بِمَشْهَدٍ مِّنّي (۳۵) فَقُلْتُ یا ابْنَ رَسُولِ اللهِ إنْ رَأَیْتَ أَنْ أَعْرِضَها مَعَ صَحِیفَةِ زَیْدٍ وَ یَحْیَیٰ فَأَذِنَ لي في ذٰلِکَ وَ قالَ قَدْ رَأَیْتُکَ لِذٰلِکَ أَهْلاً (۳۶) فَنَظَرْتُ وَ إذا هُما أَمْرٌ واحِدٌ وَ لَمْ أَجِدْ حَرْفاً مِنْها یُخالِفُ ما في الصَّحِیفَةِ الْأُخْرىٰ (۳۷) ثُمَّ اسْتَأْذَنْتُ أَبا عَبْدِ اللهِ عَلَیْهِ السَّلامُ فِی دَفْعِ الصَّحِیفَةِ إلیٰ بَني عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَسَنِ فَقالَ إنَّ اللهَ یَأْمُرُکُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَماناتِ إلیٰ أَهْلِها نَعَمْ فَادْفَعْها إلَیْهِما (۳۸) فَلَمّا نَهَضْتُ لِلِقائِهِما قالَ لِی مَکانَکَ (۳۹) ثُمَّ وَجَّهَ إلیٰ مُحَمَّدٍ وَ إبْراهِیمَ فَجاءا فَقالَ هٰذا مِیراثُ ابْنِ عَمِّکُما یَحْیَیٰ مِنْ أَبِیهِ قَدْ خَصَّکُمْ بِهِ دُونَ إخْوَتِهِ وَ نَحْنُ مُشْتَرِطُونَ عَلَیْکُما فِیهِ شَرْطاً (۴۰) فَقالا رَحِمَکَ اللهُ قُلْ فَقَوْلُکَ الْمَقْبُولُ (۴۱) فَقالَ لا تَخْرُجا بِهٰذِهِ الصَّحِیفَةِ مِنَ الْمَدِینَةِ (۴۲) قالا وَ لِمَ ذٰلِکَ (۴۳) قالَ إنَّ ابْنَ عَمِّکُما خافَ عَلَیْها أَمْراً أَخافُهُ أَنا عَلَیْکُما (۴۴) قالا إنَّما خافَ عَلَیْها حِینَ عَلِمَ أَنَّهُ یُقْتَلُ (۴۵) فَقالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ عَلَیْهِ السَّلامُ وَ أَنْتُما فَلا تَأْمَنا فَوَاللهِ إنّي لَأَعْلَمُ أَنَّکُما سَتَخْرُجانِ کَما خَرَجَ وَ سَتُقْتَلانِ کَما قُتِلَ

الحسین علیہ السلام کی دعا ہے۔

(۳۳)اس کے بعد اپنے فرزند اسماعیل سے فرمایا کہ جاؤ اس دعا کو لے کر آؤ جسے میں نے تمہارے سپرد کیا تھا اور اسے محفوظ رکھنے کا حکم دیا تھا۔ اسماعیل گئے اور وہ صحیفہ لے آئے جو بالکل اسی صحیفہ کے مثل تھا جو یحییٰ بن زید کے حوالہ کیا گیا تھا (۳۴) آپ نے اسے بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگایا اور فرمایا کہ یہ میرے پدر بزرگوار کی تحریر اور میرے جد کا املاء ہے جو انھوں نے میرے سامنے فرمایا تھا۔

(۳۵) میں نے عرض کی: فرزند رسول اگر آپ فرمائیں تو اسے زید و یحییٰ کے صحیفۂ سے ملاؤں؟ امام نے اجازت دی اور فرمایا کہ بیشک تم اس کام کے اہل ہو۔ (۳۶) چنانچہ میں نے ملا کر دیکھا تو دونوں بالکل ایک تھے اور کسی صحیفۂ میں دوسرے سے ایک حرف بھی مختلف نہیں تھا۔

(۳۷)اس کے بعد میں نے حضرت سے اجازت طلب کی کہ میں اسے اپنے فرزند عبداللہ بن الحسن کے حوالہ کردوں؟ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ کا حکم ہے کہ امانتوں کو ان کے اہل تک پہنچا دو لہٰذا تم انھیں دے سکتے ہو۔ (۳۸) اب جو میں نے دونوں کی ملاقات کا ارادہ کیا تو فرمایا کہ ذرا ٹھہرو۔ (۳۹) اس کے بعد آپ نے محمد اور ابراہیم کو طلب کیا اور جب دونوں آگئے تو فرمایا کہ یہ تمہارے ابن عم کی میراث ہے جو انھیں ان کے والد بزرگوار زید سے ملی تھی، اور انھوں نے تمام بھائیوں میں تمھیں اس کے لئے منتخب کیا ہے اور ہم بھی تم پر ایک شرط عائد کر رہے ہیں۔

(۴۰) دونوں نے عرض کی کہ (خدا آپ پر رحمت نازل کرے) فرمایئے ہمیں آپ کی ہر شرط منظور ہے۔ (۴۱) آپ نے فرمایا کہ خبردار اس صحیفۂ کو لے کر مدینہ سے باہر نہ جانا۔ (۴۲) عرض کی کیوں؟ (۴۳) فرمایا کہ تمہارے ابن عم کو ایک بات کا خوف تھا اور اس کا خوف مجھے بھی ہے۔

(۴۴) انھوں نے کہا کہ انھیں یہ خوف اس وقت پیدا ہوا تھا جب انھیں یقین ہو گیا تھا کہ وہ شہید کر دیئے جائیں گے۔

(۴۵) فرمایا کہ تم بھی اپنے کو محفوظ نہ سمجھنا خدا کی قسم مجھے معلوم ہے کہ تم بھی انھیں کی طرح قیام

(۴۶) فَقاما وَهُما يَقُولانِ لا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إِلّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ (۴۷) فَلَمّا خَرَجا قالَ لِي أَبُو عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلامُ يا مُتَوَكِّلُ كَيْفَ قالَ لَكَ يَحْيىٰ إِنَّ عَمّي مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ وَ ابْنَهُ جَعْفَراً دَعَوَا النّاسَ إِلَى الْحَياةِ وَ دَعَوْناهُمْ إِلَى الْمَوْتِ (۴۸) قُلْتُ نَعَمْ أَصْلَحَكَ اللهُ قَدْ قالَ لِي ابْنُ عَمِّكَ يَحْيىٰ ذٰلِكَ (۴۹) فَقالَ يَرْحَمُ اللهُ يَحْيىٰ إِنَّ أَبِي حَدَّثَنِي عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلامُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَخَذَتْهُ نَعْسَةٌ وَ هُوَ عَلىٰ مِنْبَرِهِ (۵۰) فَرَأىٰ فِي مَنامِهِ رِجالاً يَنْزُونَ عَلىٰ مِنْبَرِهِ نَزْوَ الْقِرَدَةِ يَرُدُّونَ النّاسَ عَلىٰ أَعْقابِهِمُ الْقَهْقَرىٰ (۵۱) فَاسْتَوىٰ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ جالِساً وَالْحُزْنُ يُعْرَفُ فِي وَجْهِهِ (۵۲) فَأَتاهُ جَبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلامُ بِهٰذِهِ الْآيَةِ ﴿وَما جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْناكَ إِلّا فِتْنَةً لِلنّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ وَ نُخَوِّفُهُمْ فَما يَزِيدُهُمْ إِلّا طُغْياناً كَبِيراً﴾ يَعْنِي بَنِي أُمَيَّةَ (۵۳) قالَ يا جَبْرِيلُ أَعَلىٰ عَهْدِي يَكُونُونَ وَفِي زَمَنِي (۵۴) قالَ لا وَلٰكِنْ تَدُورُ رَحَى الْإِسْلامِ مِنْ مُهاجَرِكَ فَتَلْبَثُ بِذٰلِكَ عَشْراً ثُمَّ تَدُورُ رَحَى الْإِسْلامِ عَلىٰ رَأْسِ خَمْسَةٍ وَثَلاثِينَ مِنْ مُهاجَرِكَ فَتَلْبَثُ بِذٰلِكَ خَمْساً ثُمَّ لا بُدَّ مِنْ رَحىٰ ضَلالَةٍ هِيَ قائِمَةٌ عَلىٰ قُطْبِها ثُمَّ مُلْكُ الْفَراعِنَةِ (۵۵) قالَ وَأَنْزَلَ اللهُ تَعالىٰ ﴿إِنّا أَنْزَلْناهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَ ما أَدْراكَ ما لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ﴾

کرو گے اور آخر میں شہید کر دیے جاؤ گے (۴۶) یہ سن کر وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ ساری قوت اور طاقت خدائے علی وعظیم کے ہاتھوں میں ہے۔

(۴۷) اس کے بعد جب دونوں چلے گئے تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ متوکل! کیا تم سے یحیٰی نے یہ بات کہی تھی کہ محمد باقر علیہ السلام اور جعفر علیہ السلام لوگوں کو زندگی کی دعوت دیتے ہیں اور ہم مرنے کا پیغام دیتے ہیں۔

(۴۸) میں نے عرض کی کہ خدا آپ کو سلامت رکھے بیشک کہی تھی (۴۹) فرمایا کہ اللہ یحیٰی پر رحم کرے مجھ سے میرے والد بزرگوار نے اپنے والد اور جد کے حوالہ سے حضرت علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ رسول اکرم کی آنکھ لگ گئی (۵۰) تو کیا دیکھا کہ آپ کے منبر پر بندرا چک رہے ہیں اور لوگوں کو الٹے پاؤں پرانے مذہب کی طرف پلٹا رہے ہیں (۵۱) تو حضرت چونک کر اٹھ گئے اور انتہائی رنجیدہ نظر آنے لگے۔

(۵۲) جس کے بعد جبرئیل نے آکر یہ آیت کریمہ پیش کی۔اے پیغمبر ہم نے آپ کو جو خواب دکھلایا ہے اسے بھی لوگوں کے لئے وجہ آزمائش قرار دیا ہے اور اس شجرہ کو بھی جس پر قرآن میں لعنت کی گئی ہے اور ہم ان میں خوف خدا پیدا کرنا چاہتے ہیں لیکن ان کی سرکشی میں اضافہ ہی ہوتا جارہا ہے۔(شجرہ ملعونہ یعنی بنی امیہ)

(۵۳) یہ سن کر پیغمبر نے پوچھا جبرئیل! کیا وہ لوگ میرے عہد پر اور میرے زمانہ میں ہوں گے ؟ عرض کی نہیں۔(۵۴) لیکن اسلام کی چکی تمھاری ہجرت کے پینتیس سال کے بعد پھر چلے گی اور پانچ سال کے بعد رک جائے گی۔اور پھر گمراہی کی چکی مسلسل چلتی رہے گی اور اقتدار فرعون کے ہاتھ میں آجائے گا۔

(۵۵) اس کے بعد فرمایا کہ پروردگار نے انا انزلنا میں اس مقصد کی وضاحت کی ہے کہ شب قدر اس ہزار مہینہ سے بہتر ہے جس میں بنی امیہ کی حکومت ہو اور شب قدر نہ ہو۔

تَـمْلِكُها بَنُو أُمَيَّةَ لَيْسَ فِيها لَيْلَةُ الْقَدْرِ (٥٦) قالَ فَأَطْلَعَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ نَبِيَّهُ عَلَيْـهِ السَّـلامُ أَنَّ بَنِي أُمَيَّةَ تَمْلِكُ سُلْطانَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ وَمُلْكَها طُولَ هٰذِهِ الْـمُـدَّةِ (٥٧) فَـلَـوْ طـاوَلَتْهُـمُ الْجِبالُ لَطالُوا عَلَيْها حَتّىٰ يَأْذَنَ اللّٰهُ تَعالىٰ بِزَوالِ مُـلْكِهِمْ وَهُمْ فِي ذٰلِكَ يَسْتَشْعِرُونَ عَداوَتَنا أَهْلَ الْبَيْتِ وَبُغْضَنا (٥٨) أَخْبَـرَ اللّٰهُ نَبِيَّـهُ بِما يَلْقىٰ أَهْلُ بَيْتِ مُحَمَّدٍ وَأَهْلُ مَوَدَّتِهِمْ وَ شِيعَتِهِمْ مِنْهُـمْ فِي أَيّامِهِمْ وَ مُلْكِهِمْ (٥٩) قالَ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعالىٰ فِيهِمْ (أَلَمْ تَرَ إِلَىٰ الَّـذِينَ بَـدَّلُـوا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْراً وَأَحَلُّوا قَوْمَهُمْ دارَ الْبَوارِ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَها وَبِـئْـسَ الْـقَـرارُ) (٦٠) وَنِـعْمَةُ اللّٰهِ مُحَمَّدٌ وَأَهْلُ بَيْتِهِ حُبُّهُمْ إِيمانٌ يُدْخِلُ الْـجَنَّةَ وَبُغْضُهُمْ كُفْرٌ وَنِفاقٌ يُدْخِلُ النّارَ (٦١) فَأَسَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّىٰ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ ذٰلِكَ إِلىٰ عَلِيٍّ وَ أَهْلِ بَيْتِهِ (٦٢) قالَ ثُمَّ قالَ أَبُو عَبْدِاللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلامُ ما خَـرَجَ وَلا يَـخْـرُجُ مِـنّا أَهْلَ الْبَيْتِ إِلىٰ قِيامِ قائِمِنا أَحَدٌ لِيَدْفَعَ ظُـلْـمـاً أَوْ يَـنْعَشَ حَقّاً إِلَّا اصْطَلَمَتْهُ الْبَلِيَّةُ وَكانَ قِيامُهُ زِيادَةً فِي مَكْرُوهِنا وَشِـيعَتِـنـا (٦٣) قـالَ الْمُتَوَكِّلُ بْنُ هارُونَ ثُمَّ أَمْلىٰ عَلَيَّ أَبُو عَبْدِاللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلامُ الْأَدْعِيَةَ وَهِـيَ خَمْسَةٌ وَسَبْعُونَ باباً سَقَطَ عَنِّي مِنْها أَحَدَعَشَرَ باباً وَحَـفِـظْـتُ مِنْها نَيِّفاً وَسِتِّينَ باباً (٦٤) وَحَدَّثَنا أَبُو الْمُفَضَّلِ قالَ وَحَدَّثَنِي مُـحَـمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ رُوزْبِهِ أَبُوبَكْرٍ الْمَدائِنِيُّ الْكاتِبُ نَزِيلُ الرَّحْبَةِ فِي دارِهِ (٦٥) قـالَ حَـدَّثَـنِـي مُـحَـمَّـدُ بْـنُ أَحْـمَـدَ بْـنِ مُـسْـلِـمٍ

(۵۶) گویا پروردگار نے اپنے نبی کو باخبر کردیا تھا کہ بنی امیہ ہزار مہینے تک حکومت کریں گے اور اقتدار انھیں کے ہاتھوں میں رہے گا (۵۷) کہ پہاڑ بھی مقابلہ میں آجائیں گے تو یہ اونچے ہی رہیں گے لیکن اس کے بعد پروردگار ان کے زوال کا حکم دے دے گا لیکن ہزار مہینہ تک ان کا شعار ہم اہل بیت کی عداوت اور ان سے بغض ہی ہوگا۔

(۵۸) پروردگار عالم نے اپنے نبی کو پہلے ہی باخبر کردیا تھا کہ ان کے اہل بیت اور دوست دار اور شیعہ بنی امیہ کے دور اقتدار میں کن کن مصائب کا سامنا کریں گے (۵۹) اور انھیں بنی امیہ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے ''کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنھوں نے نعمت خدا کو کفر میں تبدیل کردیا اور اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر جہنم میں وارد کردیا جہاں وہ جلتے رہیں گے اور وہ بدترین ٹھکانا ہے۔

(۶۰) یہاں نعمت خدا سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اہلبیت علیہم السلام ہیں جن کی محبت وہ ایمان ہے جو جنت میں داخلہ دلواتا ہے اور ان کی دشمنی کفر و نفاق ہے جو واصل جہنم کردیتی ہے۔

(۶۱) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ راز حضرت علی علیہ السلام اور دیگر اہل بیت علیہم السلام کو بتادیا تھا متوکل کا بیان ہے کہ۔(۶۲) اس کے بعد حضرت نے فرمایا کہ ہمارے گھرانے میں قیام قائم سے پہلے جو شخص بھی ظلم کو دفع کرنے یا حق کو سربلند کرنے کے لئے قیام کرے گا اسے بلائیں برباد کریں گی اور اس کا قیام ہمارے اور ہمارے چاہنے والوں کے مصائب میں اضافہ کردے گا۔

(۶۳) متوکل ابن ہارون کہتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت نے مجھے دعاؤں کے ۷۵ باب لکھوائے جن میں سے ۱۱ باب مجھ سے ضائع ہوگئے اور ساٹھ سے کچھ اوپر یاد رہ گئے۔

(۶۴) اور ابوالمفضل نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ مجھ سے محمد بن الحسن بن روزبہ ابوبکر المدائنی کاتب نے بیان کیا ہے جو رحبہ میں اپنے گھر میں وارد ہوئے تھے (۶۵) اور انھوں نے کہا کہ مجھ سے محمد بن مسلم المطہری نے بیان کیا ہے کہ:

الْـمُـطَهَّرِيُّ (٦٦) قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عُمَيْرِ بْنِ مُتَوَكِّلٍ الْبَلْخِيِّ عَنْ أَبِيهِ الْـمُتَـوَكِّـلِ بْـنِ هَـارُونَ (٦٧) قَـالَ لَـقِيتُ يَحْيىٰ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلاٰمُ فَـذَكَـرَ الْحَدِيثَ بِتَمامِهِ إِلىٰ رُؤْيَا النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ ءَالِهِ الَّتِي ذَكَـرَهَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ ءَابائِهِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ (٦٨) وَفِي رِوَايَةِ الْمُطَهَّرِيِّ ذِكْرُ الْأَبْوابِ وَهِيَ :

(١) التَّحْمِيدُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ.

(٢) الصَّلاٰةُ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَءَالِهِ.

(٣) الصَّلاٰةُ عَلىٰ حَمَلَةِ الْعَرْشِ.

(٤) الصَّلاٰةُ عَلىٰ مُصَدِّقِي الرُّسُلِ.

(٥) دُعائُهُ لِنَفْسِهِ وَ خاصَّتِهِ.

(٦) دُعائُهُ عِنْدَ الصَّباحِ وَالْمَساءِ.

(٧) دُعائُهُ فِي الْمُهِمّاتِ.

(٨) دُعائُهُ فِي الاِسْتِعاذَةِ.

(٩) دُعائُهُ فِي الاِشْتِياقِ.

(١٠) دُعائُهُ فِي اللَّجَإِ إِلىٰ اللّٰهِ تَعالىٰ.

(١١) دُعائُهُ بِخَواتِمِ الْخَيْرِ.

(١٢) دُعائُهُ فِي الاِعْتِرافِ.

(۶۶) مجھ سے میرے باپ نے عمیر بن متوکل بلخی کے حوالہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے والد متوکل بن ہارون سے روایت کی ہے کہ:

(۶۷) میں نے یحییٰ بن زید بن علی سے ملاقات کی۔ اور پھر مکمل حدیث کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خواب تک نقل کیا ہے جسے حضرت امام جعفر بن محمد علیہ السلام نے اپنے آباء کرام کے حوالہ سے نقل کیا تھا۔

(۶۸) مطہری کی اس روایت میں ابواب کا بھی ذکر کیا گیا ہے:

۱۔ حمد پروردگار۔

۲۔ صلوات بر محمد وآل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۳۔ صلوات بر حاملان عرش۔

۴۔ صلوات بر مصدقین رسل۔

۵۔ اپنے اور اپنے خواص کے لئے۔

۶۔ صبح وشام کی دعا۔

۷۔ اہم امور کی دعا۔

۸۔ خدا کی پناہ چاہنے کی دعا۔

۹۔ اشتیاق طالب مغفرت کی دعا۔

۱۰۔ پروردگار سے التجاء کرنے کی دعا۔

۱۱۔ خاتمہ بالخیر ہونے کی دعا۔

۱۲۔ اعتراف کی دعا۔

(١٣) دُعائُهُ في طَلَبِ الْحَوائِجِ.

(١٤) دُعائُهُ في الظُّلاٰماتِ.

(١٥) دُعائُهُ عِنْدَ الْمَرَضِ.

(١٦) دُعائُهُ في الاِسْتِقالَةِ.

(١٧) دُعائُهُ عَلیٰ الشَّیْطانِ.

(١٨) دُعائُهُ في الْمَحْذُوراتِ.

(١٩) دُعائُهُ في الاِسْتِسْقاءِ.

(٢٠) دُعائُهُ في مَکارِمِ الأَخْلاٰقِ.

(٢١) دُعائُهُ إِذا أَحْزَنَهُ أَمْرٌ.

(٢٢) دُعائُهُ عِنْدَ الشِّدَّةِ.

(٢٣) دُعائُهُ بِالْعافِيَةِ.

(٢٤) دُعائُهُ لِأَبَوَيْهِ.

(٢٥) دُعائُهُ لِوُلْدِهِ .

(٢٦) دُعائُهُ لِجيرانِهِ وَأَوْلِيائِهِ.

(٢٧) دُعائُهُ لِأَهْلِ الثُّغُورِ.

(٢٨) دُعائُهُ في التَّفَزُّعِ.

(٢٩) دُعائُهُ إِذا قُتِّرَ عَلَيْهِ الرِّزْقُ.

۳۰۔ادائے قرض کی امداد کی دعا۔

۳۱۔دعائے توبہ۔

۳۲۔نماز شب کی دعا۔

۳۳۔استخارہ کی دعا۔

۳۴۔کسی کو مبتلائے گناہ دیکھ کر دعا۔

۳۵۔قضائے الٰہی سے راضی ہونے کی دعا۔

۳۶۔بادلوں کی گرج سن کر دعا۔

۳۷۔شکر الٰہی کی دعا۔

۳۸۔معذرت کی دعا۔

۳۹۔طلب عفو کی دعا۔

۴۰۔یاد موت کے وقت کی دعا۔

۴۱۔طلب حفظ و عافیت کی دعا۔

۴۲۔ختم قرآن کی دعا۔

۴۳۔رویت ہلال کی دعا۔

۴۴۔استقبال ماہ رمضان کی دعا۔

۴۵۔وداع ماہ رمضان کی دعا

۴۶۔عید فطر اور جمعہ کی دعا۔

(۴۷) دُعائُهُ فِي يَوْمِ عَرَفَةَ.

(۴۸) دُعائُهُ فِي يَوْمِ الأَضْحىٰ وَالْجُمْعَةِ.

(۴۹) دُعائُهُ فِي دَفْعِ كَيْدِ الأَعْداءِ.

(۵۰) دُعائُهُ فِي الرَّهْبَةِ.

(۵۱) دُعائُهُ فِي التَّضَرُّعِ وَالإِسْتِكانَةِ.

(۵۲) دُعائُهُ فِي الإِلْحاحِ.

(۵۳) دُعائُهُ فِي التَّذَلُّلِ.

(۵۴) دُعائُهُ فِي اسْتِكْشافِ الْهُمُومِ.

(۶۹)و باقِي الأَبْوابَ بِلَفْظِ أَبِي عَبْدِاللهِ الْحَسَنِيِّ رَحِمَهُ اللهُ.

(۷۰)حَدَّثَنا أَبُوعَبْدِاللهِ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَسَنِيُّ.

(۷۱) قالَ حَدَّثَنا عَبْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ بْنُ خَطّابِ الزَّيّاتُ.

(۷۲) قالَ حَدَّثَنِي خالِي عَلِيُّ بْنُ النُّعْمانِ الأَعْلَمُ.

(۷۳) قالَ حَدَّثَنِي عُمَيْرُ بْنُ مُتَوَكِّلٍ الثَّقَفِيُّ الْبَلْخِيُّ عَنْ أَبِيهِ مُتَوَكِّلِ بْنِ هارُونَ.

(۷۴) قالَ أَمْلىٰ عَلَيَّ سَيِّدِي الصّادِقُ أَبُو عَبْدِاللهِ جَعْفَرُبْنُ مُحَمَّدٍ (۷۵). قالَ أَمْلىٰ جَدِّي عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلىٰ أَبِي مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ السَّلامُ بِمَشْهَدٍ مِنِّي.

۴۷۔ دعائے عرفہ۔

۴۸۔ عید قربان اور روز جمعہ کی دعا۔

۴۹۔ دشمنوں کے مکر کو دفع کرنے کی دعا۔

۵۰۔ خوف خدا کی دعا۔

۵۱۔ تضرع اور مسکینی کی بارگاہ الٰہی میں دعا۔

۵۲۔ گڑگڑانے کی دعا۔

۵۳۔ بارگاہ الٰہی میں اظہار فروتنی کی دعا۔

۵۴۔ رنج وغم کے دفع ہونے کی دعا اور باقی ابواب بھی ابوعبداللہ حسنی کے الفاظ میں نقل ہوئے۔

ہم سے ابوعبداللہ جعفر بن محمد الحسنی نے بیان کیا ہے اور انھوں نے کہا کہ ہم سے عبداللہ بن عمر بن خطاب زیات نے بیان کیا ہے اور انھوں نے کہا کہ مجھ سے میرے ماموں علی بن نعمان الاعلم نے اپنے والد متوکل بن ہارون کے حوالہ سے بیان کیا ہے عمیر بن متوکل ثقفی بلخی نے اپنے والد متوکل بن ہارون کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ مجھ سے میرے جد علی بن الحسین علیہ السلام نے ابومحمد بن علی کو میرے سامنے املاء کیا تھا (ان تمام بزرگوں پر اللہ کا اسلام)۔

(۱)وَكَانَ مِنْ دُعائِهِ عَلَيْهِ السَّلامُ إذا ابْتَدَأَ بِالدُّعاءِ بَدَأَ بِالتَّحْمِيدِ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَالثَّناءِ عَلَيْهِ فَقالَ :

(۱) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْاَوَّلِ بِلاٰ اَوَّلٍ كانَ قَبْلَهُ وَالْاٰخِرِ بِلاٰ اٰخِرٍ يَكُونُ بَعْدَهُ (۲)الَّذِي قَصُرَتْ عَنْ رُؤْيَتِهِ أَبْصارُ النّاظِرِينَ وَعَجَزَتْ عَنْ نَعْتِهِ أَوْهامُ الْواصِفِينَ (۳)ابْتَدَعَ بِقُدْرَتِهِ الْخَلْقَ ابْتِداعاً وَاخْتَرَعَهُمْ عَلىٰ مَشِيَّتِهِ اخْتِراعاً(۴) ثُمَّ سَلَكَ بِهِمْ طَرِيقَ إرادَتِهِ وَبَعَثَهُمْ فِي سَبِيلِ مَحَبَّتِهِ لاٰ يَمْلِكُونَ تَأْخِيراً عَمّا قَدَّمَهُمْ إلَيْهِ وَلا يَسْتَطِيعُونَ تَقَدُّماً إلىٰ ما أَخَّرَهُمْ عَنْهُ (۵) وَجَعَلَ لِكُلِّ رُوحٍ مِنْهُمْ قُوتاً مَعْلُوماً مَقْسُوماً مِنْ رِزْقِهِ لاٰ يَنْقُصُ مَنْ زادَهُ ناقِصٌ وَلا يَزِيدُ مَنْ نَقَصَ مِنْهُمْ زائِدٌ (۶) ثُمَّ ضَرَبَ لَهُ فِي الْحَياةِ أَجَلاً مَوْقُوتاً وَنَصَبَ لَهُ أَمَداً مَحْدُوداً يَتَخَطّىٰ إلَيْهِ بِأَيّامِ عُمُرِهِ وَيَرْهَقُهُ بِأَعْوامِ دَهْرِهِ حَتّىٰ إذا بَلَغَ أَقْصىٰ أَثَرِهِ وَاسْتَوْعَبَ حِسابَ عُمُرِهِ قَبَضَهُ إلىٰ ما نَدَبَهُ إلَيْهِ مِنْ مَوْفُورِ ثَوابِهِ أَوْ مَحْذُورِ عِقابِهِ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ أَساءُوا بِما عَمِلُوا وَيَجْزِيَ الَّذِينَ أَحْسَنُوا بِالْحُسْنىٰ (۷) عَدْلاً مِنْهُ تَقَدَّسَتْ أَسْماؤُهُ وَتَظاهَرَتْ آلاؤُهُ لاٰ يُسْأَلُ عَمّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ (۸) وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَوْ حَبَسَ عَنْ عِبادِهِ مَعْرِفَةَ حَمْدِهِ عَلىٰ ما أَبْلاهُمْ مِنْ مِنَنِهِ

۱۔آپ کی دعائے آغاز کہ جب بھی کوئی دعا فرماتے تھے تو اس کا آغاز حمد وثنائے پروردگار سے اس طرح فرماتے تھے

(۱) ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جو بغیر کسی اول کے سہارے کہ جو اس کے پہلے رہا ہو خود ہی اول ہے اور بغیر کسی آخر کی مدد کے جو اس کے بعد تک رہنے والا ہو خود ہی آخر ہے۔(۲) اس کے جمال کو دیکھنے سے صاحبان بصارت کی آنکھیں قاصر ہیں اور اس کی تعریف کرنے سے توصیف کرنے والوں کے خیالات عاجز ہیں۔(۳) اس نے اپنی مخلوقات کو اپنی قدرت کے ذریعہ بلا کسی نمونہ کے ایجاد کیا ہے۔(۴) پھر سب کو اپنے ارادہ کے راستہ پر لگا دیا ہے اور اپنی محبت کی راہ پر چلنے کے لئے آمادہ کر دیا ہے جس طرف ان کو بڑھا دیا ہے اس سے پیچھے ہٹنے کا اختیار نہیں ہے اور جہاں پیچھے ہٹا دیا ہے وہاں سے آگے بڑھنے کا دم نہیں۔(۵) ہر روح کے لئے ایک غذا مقرر کر دی ہے جس کی تقسیم کا کام بھی اپنے ہاتھوں میں رکھا ہے نہ کوئی کم کرنے والا اسے کم کر سکتا ہے اور نہ کوئی بڑھانے والا اسے بڑھا سکتا ہے ۔(۶) اس کے بعد سب کی زندگی کی مدت بھی طے کر دی ہے اور سب کے لئے ایک محدود نشانہ بھی معین کر دیا ہے جس کی طرف تمام ایام حیات میں چلتا ہی رہتا ہے اور تمام زمانہ کے برسوں میں اس تک پہنچنا ہی چاہتا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنے آخری نشانہ تک پہنچ جاتا ہے اور اپنی عمر کا حساب پورا کر لیتا ہے تو اسے اس منزل کی طرف بلا لیتا ہے جس کا اعلان پہلے ہی کر دیا تھا یعنی وافر مقدار میں ثواب یا خطرناک عقاب تا کہ برے اعمال کرنے والوں کو ان کے عمل کا بدلہ دے سکے اور نیکیاں انجام دینے والوں کو نیکی عطا کر سکے۔(۷) اپنے عدل وانصاف کی بنا پر کہ اس کے نام پاکیزہ ہیں اور اس کی نعمتیں مسلسل ہیں اس کے اعمال کے بارے میں کوئی پرسش نہیں ہو سکتی ہے لیکن باقی سب سے سوال کیا جائے گا۔

(۸) ساری حمد اس اللہ کے لئے ہے جو اپنی نعمتوں اور متواتر رحمتوں پر شکریہ ادا کرنے کی

الْـمُتَتَابِعَةِ وَأَسْبَغَ عَلَيْهِم مِّنْ نِّعَمِهِ الْمُتَظَاهِرَةِ لَتَصَرَّفُوا فِي مِنَنِهِ فَلَمْ يَحْمَدُوهُ وَتَوَسَّعُوا فِي رِزْقِهِ فَلَمْ يَشْكُرُوهُ (٩) وَلَوْ كَانُوا كَذٰلِكَ لَخَرَجُوا مِنْ حُدُودِ الْإِنْسَانِيَّةِ إِلَىٰ حَدِّ الْبَهِيمِيَّةِ فَكَانُوا كَمَا وَصَفَ فِي مُحْكَمِ كِتَابِهِ (إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلاً) (١٠) وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَىٰ مَا عَرَّفَنَا مِنْ نَفْسِهِ وَأَلْهَمَنَا مِنْ شُكْرِهِ وَفَتَحَ لَنَا مِنْ أَبْوَابِ الْعِلْمِ بِرُبُوبِيَّتِهِ وَدَلَّنَا عَلَيْهِ مِنَ الْإِخْلَاصِ لَهُ فِي تَوْحِيدِهِ وَجَنَّبَنَا مِنَ الْإِلْحَادِ وَالشَّكِّ فِي أَمْرِهِ (١١) حَمْداً نُعَمَّرُ بِهِ فِيمَنْ حَمِدَهُ مِنْ خَلْقِهِ وَنَسْبِقُ بِهِ مَنْ سَبَقَ إِلَىٰ رِضَاهُ وَعَفْوِهِ (١٢) حَمْداً يُضِيءُ لَنَا بِهِ ظُلُمَاتِ الْبَرْزَخِ وَيُسَهِّلُ عَلَيْنَا بِهِ سَبِيلَ الْمَبْعَثِ وَيُشَرِّفُ بِهِ مَنَازِلَنَا عِنْدَ مَوَاقِفِ الْأَشْهَادِ يَوْمَ تُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ يَوْمَ لَا يُغْنِي مَوْلًى عَنْ مَوْلًى شَيْئاً وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ (١٣) حَمْداً يَرْتَفِعُ مِنَّا إِلَىٰ أَعْلَىٰ عِلِّيِّينَ فِي كِتَابٍ مَرْقُومٍ يَشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُونَ (١٤) حَمْداً تَقَرُّ بِهِ عُيُونُنَا إِذَا بَرِقَتِ الْأَبْصَارُ وَتَبْيَضُّ بِهِ وُجُوهُنَا إِذَا اسْوَدَّتِ الْأَبْشَارُ (١٥) حَمْداً نُعْتَقُ بِهِ مِنْ أَلِيمِ نَارِ اللّٰهِ إِلَىٰ كَرِيمِ جِوَارِ اللّٰهِ (١٦) حَمْداً نُزَاحِمُ بِهِ مَلَائِكَتَهُ الْمُقَرَّبِينَ وَنُضَامُّ بِهِ أَنْبِيَاءَهُ الْمُرْسَلِينَ فِي دَارِ الْمُقَامَةِ الَّتِي لَا تَزُولُ وَمَحَلِّ كَرَامَتِهِ الَّتِي لَا تَحُولُ (١٧) وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي اخْتَارَ لَنَا مَحَاسِنَ الْخَلْقِ وَأَجْرَىٰ عَلَيْنَا طَيِّبَاتِ الرِّزْقِ (١٨) وَجَعَلَ لَنَا الْفَضِيلَةَ بِالْمَلَكَةِ عَلَىٰ جَمِيعِ الْخَلْقِ

معرفت کو اپنے بندوں سے روک لیتا تو سب اس کے احسانات میں تصرف کرتے اور کوئی حمد نہ کرتا۔ سب اس کے وسیع رزق کو حاصل کرتے اور کوئی شکریہ ادانہ کرتا۔ (۹) اور ایسا ہو جاتا تو انسانیت کی حدوں سے نکل کر جانوروں کی منزل میں آ جاتے اور ویسے ہی ہو جاتے جیسا اس نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ ''یہ لوگ چوپایوں جیسے ہیں بلکہ ان سے زدہ بھٹکے ہوئے ہیں''

(۱۰) ساری حمد اللہ کے لئے ہے کہ اس نے اپنے نفس کی معرفت عطا کی ہے اور اپنے شکر کا الہام کیا ہے اور ہمارے لئے ربوبیت کی معرفت کے دروازے کھول دیئے ہیں اور ہمیں توحید میں اخلاص کی طرف رہنمائی کردی ہے اور بے دینی اور اس کے معاملات میں شک سے بچالیا ہے کہ۔ (۱۱) اب ہم شکرادا کرنے والی مخلوقات کے درمیان زندگی گذار رہے ہیں اور اس کی رضا اور مغفرت کی طرف سبقت کرنے والوں سے آگے بڑھے جا رہے ہیں۔ (۱۲) یہ وہ حمد ہے جس کے ذریعہ وہ ہمارے لئے برزخ کی تاریکیوں کو روشن بناتا ہے اور قبر سے اٹھنے کے راستہ کو آسان کر دیتا ہے اور جب سب اس کے سامنے کھڑے ہوں گے اس وقت کے لئے ہماری منزل کو بلند تر بنا دیتا ہے جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کام آنے والا نہیں ہے اور کسی کی کوئی مدد نہیں کی جا سکتی ہے۔ (۱۳) ایسی حمد جو ہماری طرف سے اس اعلیٰ علیین (بلندترین مقام) کی طرف جاتی ہے جس کا ذکر کتاب مرقوم میں ہے اور اس کے شاہد مقرب بندے ہیں (۱۴) اور جس کے ذریعہ سے ہماری آنکھوں کو خنکی نصیب ہو جب تمام آنکھیں چوندھی ہو جائیں اور ہمارے چہرے سفید ہو جائیں جب تمام جلدیں سیاہ ہو رہی ہوں۔

(۱۵) ایسی حمد جس کے ذریعہ ہم جہنم کے دردناک عذاب سے آزاد ہو کر خدائے کریم کے جوار میں پہنچ جائیں۔ (۱۶) جہاں ملائکہ مقربین کے اژدہام کے درمیان ہوں اور انبیاء مرسلین سے ملا دیئے جائیں۔ اس مستقل مکان میں جس کے لئے زوال نہیں ہے اور اس محل کرامت میں جس کے لئے تغیر نہیں ہے۔ (۱۷) ساری حمد اس اللہ کے لئے جس نے ہمارے لئے بہترین اخلاق کا انتخاب فرمایا ہے اور ہم پر پاکیزہ رزق کو مسلسل برقرار رکھا ہے۔ (۱۸) اور ہمیں تمام مخلوقات پر حکومت کی فضیلت عنایت فرمائی ہے

فَكُلُّ خَلِيقَتِهِ مُنْقَادَةٌ لَنَا بِقُدْرَتِهِ وَصَائِرَةٌ إِلَىٰ طَاعَتِنَا بِعِزَّتِهِ (١٩) وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَغْلَقَ عَنَّا بَابَ الْحَاجَةِ إِلَّا إِلَيْهِ فَكَيْفَ نُطِيقُ حَمْدَهُ أَمْ مَتَىٰ نُؤَدِّي شُكْرَهُ لَا مَتَىٰ (٢٠) وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي رَكَّبَ فِينَا آلَاتِ الْبَسْطِ وَجَعَلَ لَنَا أَدَوَاتِ الْقَبْضِ وَمَتَّعَنَا بِأَرْوَاحِ الْحَيَاةِ وَأَثْبَتَ فِينَا جَوَارِحَ الْأَعْمَالِ وَغَذَّانَا بِطَيِّبَاتِ الرِّزْقِ وَأَغْنَانَا بِفَضْلِهِ وَأَقْنَانَا بِمَنِّهِ (٢١) ثُمَّ أَمَرَنَا لِيَخْتَبِرَ طَاعَتَنَا وَ نَهَانَا لِيَبْتَلِيَ شُكْرَنَا فَخَالَفْنَا عَنْ طَرِيقِ أَمْرِهِ وَ رَكِبْنَا مُتُونَ زَجْرِهِ فَلَمْ يَبْتَدِرْنَا بِعُقُوبَتِهِ وَلَمْ يُعَاجِلْنَا بِنِقْمَتِهِ بَلْ تَأَنَّانَا بِرَحْمَتِهِ تَكَرُّماً وَانْتَظَرَ مُرَاجَعَتَنَا بِرَأْفَتِهِ حِلْماً.

(٢٢) وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي دَلَّنَا عَلَى التَّوْبَةِ الَّتِي لَمْ نُفِدْهَا إِلَّا مِنْ فَضْلِهِ فَلَوْ لَمْ نَعْتَدِدْ مِنْ فَضْلِهِ إِلَّا بِهَا لَقَدْ حَسُنَ بَلَاؤُهُ عِنْدَنَا وَ جَلَّ إِحْسَانُهُ إِلَيْنَا وَجَسُمَ فَضْلُهُ عَلَيْنَا (٢٣) فَمَا هٰكَذَا كَانَتْ سُنَّتُهُ فِي التَّوْبَةِ لِمَنْ كَانَ قَبْلَنَا لَقَدْ وَضَعَ عَنَّا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَلَمْ يُكَلِّفْنَا إِلَّا وُسْعاً وَلَمْ يُجَشِّمْنَا إِلَّا يُسْراً وَلَمْ يَدَعْ لِأَحَدٍ مِنَّا حُجَّةً وَلَا عُذْراً (٢٤) فَالْهَالِكُ مِنَّا مَنْ هَلَكَ عَلَيْهِ وَالسَّعِيدُ مِنَّا مَنْ رَغِبَ إِلَيْهِ.

(٢٥) وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ بِكُلِّ مَا حَمِدَهُ بِهِ أَدْنَىٰ مَلَائِكَتِهِ إِلَيْهِ وَأَكْرَمُ خَلِيقَتِهِ عَلَيْهِ وَأَرْضَىٰ حَامِدِيهِ لَدَيْهِ (٢٦) حَمْداً يَفْضُلُ سَائِرَ الْحَمْدِ كَفَضْلِ رَبِّنَا عَلَىٰ جَمِيعِ خَلْقِهِ.

اب اس کی تمام مخلوقات اس کی قدرت سے ہماری مطیع ہے اور اس کی عزت کی بنا پر ہماری اطاعت کی طرف گامزن ہے۔(۱۹) ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے ہمارے لئے اپنے علاوہ ہر ایک سے مانگنے کا دروازہ بند کر دیا۔ تو اب ہم اس کی حمد کی طاقت کہاں سے لائیں اور اس کا شکریہ کیسے ادا کریں اور کب ادا کریں جب کہ سچ تو یہ ہے کہ کبھی ادا نہیں ہو سکتا ہے۔(۲۰) ساری حمد اس اللہ کے لئے ہے جس نے ہمارے اندر وسعت کے آلات بھی دیئے ہیں اور روکنے کے وسائل بھی قرار دیئے ہیں ہمیں زندگی کی راحتوں سے بھی نوازا ہے اور ہمارے اندر عمل کرنے والے اعضا بھی رکھ دیئے ہیں پاکیزہ رزق بھی عطا فرمایا ہے اور ہمیں اپنے فضل سے بے نیاز بھی بنا دیا ہے اور ہمیں اپنے احسانات کا سرمایہ بھی عنایت فرما دیا ہے۔(۲۱) اس کے بعد ہمیں احکام عنایت فرمائے تاکہ ہماری اطاعت کا امتحان لے اور ہمیں نہی کی تاکہ ہمارے شکر کی آزمائش کرے۔ مگر ہم نے اس کے امر کی راہ سے اختلاف کیا اور اس کے ممنوعات کی پشت پر سوار ہو گئے۔ پھر بھی اس نے عذاب میں سبقت نہیں کی اور انتقام میں عجلت سے کام نہیں لیا بلکہ کرم کر کے اپنی رحمت سے مہلت دیدی اور اپنے حلم کی بنا پر مہربانی کر کے ہماری واپسی کا انتظار کیا۔(۲۲) ساری حمد اس اللہ کے لئے ہے جس نے ہمیں اس توبہ کی طرف رہنمائی کی ہے جسے ہم اس کے فضل کے بغیر نہیں پا سکتے تھے۔(۲۳) تو اب اگر اس کے فضل و کرم میں توبہ کے علاوہ کسی چیز کی طرف اعتناء کریں تو بھی اس کی نعمتیں ہمارے پاس حسین ترین ہیں اور اس کا احسان ہمارے اوپر جلیل القدر ہے اور اس کا فضل و کرم وسیع تر ہے۔ ظاہر ہے کہ گذشتہ لوگوں کی توبہ میں اس کا انداز کرم یہ نہیں تھا اور اب تو اس نے ہم سے ان تمام احکام کو اٹھا لیا ہے جن کی ہم میں طاقت نہیں ہے اور ہم کو صرف بقدر وسعت تکلیف دی ہے اور سہولت کو دیکھ کر ہمیں مشقت میں مبتلا کیا ہے اور اس طرح کسی بندہ کے لئے نہ کوئی دلیل چھوڑی ہے اور نہ عذر۔(۲۴) لہٰذا اب اگر کوئی ہلاک ہوگا تو اس کی مخالفت کی بنا پر اور نیک بخت بنے گا تو اس کی طرف رغبت پیدا کر کے۔(۲۵) اللہ کے لئے ہر وہ تعریف ہے جس کے ذریعہ اس کے مقرب ترین ملائکہ۔ اور مکرم ترین مخلوق اور بہترین حمد کرنے والوں نے حمد کی ہے وہ حمد جو

(٢٧) ثُمَّ لَهُ الْحَمْدُ مَكانَ كُلِّ نِعْمَةٍ لَهُ عَلَيْنا وَعَلىٰ جَميعِ عِبادِهِ الْماضينَ وَالْباقينَ عَدَدَ ما أَحاطَ بِهِ عِلْمُهُ مِنْ جَميعِ الْأَشْياءِ وَمَكانَ كُلِّ واحِدَةٍ مِنْها عَدَدَها أَضْعافاً مُضاعَفَةً أَبَداً سَرْمَداً إِلىٰ يَوْمِ الْقِيامَةِ (٢٨) حَمْداً لا مُنْتَهىٰ لِحَدِّهِ وَلا حِسابَ لِعَدَدِهِ وَلا مَبْلَغَ لِغايَتِهِ وَلا انْقِطاعَ لِأَمَدِهِ (٢٩) حَمْداً يَكُونُ وُصْلَةً إِلىٰ طاعَتِهِ وَعَفْوِهِ وَسَبَباً إِلىٰ رِضْوانِهِ وَذَرِيعَةً إِلىٰ مَغْفِرَتِهِ وَطَرِيقاً إِلىٰ جَنَّتِهِ وَخَفيراً مِّنْ نِقْمَتِهِ وَأَمْناً مِّنْ غَضَبِهِ وَظَهِيراً عَلىٰ طاعَتِهِ وَحاجِزاً عَنْ مَعْصِيَتِهِ وَعَوْناً عَلىٰ تَأْدِيَةِ حَقِّهِ وَوَظائِفِهِ (٣٠) حَمْداً نَسْعَدُ بِهِ فِي السُّعَداءِ مِنْ أَوْلِيائِهِ وَنَصيرُ بِهِ فِي نَظْمِ الشُّهَداءِ بِسُيُوفِ أَعْدائِهِ إِنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيدٌ.



تمام حمد سے اس قدر بالاتر ہے جیسے پروردگار اپنی تمام مخلوقات سے بالاتر ہے۔

(۲۶)اس کے بعد اس کے لئے حمد ہے ہر اس نعمت کے بدلے جو اس نے ہم پر اور اپنے تمام گذشتہ اور باقی بندوں پر نازل کی ہے اور اس عدد کے برابر جہاں تک اشیاء کائنات پر اس کا علم احاطہ کئے ہوئے ہے۔(۲۷)اور پھر ہر نعمت کے بدلے حمد کے عدد کو دوگنا چوگنا اور روز قیامت تک پائندہ بنادے۔

(۲۸)وہ حمد جس کی انتہائی کی کوئی حد نہ ہو اور جس کے عدد کا کوئی حساب نہ ہو اور جس کے آخری سرے تک رسائی نہ ہو سکے (۲۹)اور وہ حمد جو اس کی اطاعت اور مغفرت تک پہنچنے کا ذریعہ ہو اس کی رضا کے حصول کا سبب ہو۔اس کی بخشش کا وسیلہ ہو اس کی جنت کا راستہ ہو اس کے عذاب سے حفاظت کا سامان ہو اس کے غضب سے امن وامان ہو۔اس کی اطاعت کی مددگار رہو۔اس کے غضب سے روکنے والی ہو اور اس کے حقوق اور احکام کی ادائیگی میں مددگار رہو۔(۳۰)تاکہ ہم اس کے ذریعہ اس کے اولیاء کے نیک بختوں کے ساتھ ہو جائیں۔۔اور اس کے دشمنوں کی تلوار سے شہید ہونے والوں کی صف میں شامل ہو جائیں۔بے شک وہ ایسا سرپرست ہے جو قابل حمد وثناو ستائش ہے۔



(٢) وَكانَ مِنْ دُعائِهِ عَلَيْهِ السَّلامُ بَعْدَ هٰذا التَّحْميدِ فِي الصَّلاةِ عَلىٰ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ

(١) وَالْحَمْدُ للهِ الَّذِي مَنَّ عَلَيْنا بِمُحَمَّدٍ نَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ دُونَ الْأُمَمِ الْماضِيَةِ وَالْقُرونِ السّالِفَةِ بِقُدْرَتِهِ الَّتي لا تَعْجِزُ عَنْ شَيْءٍ وَإِنْ عَظُمَ وَلا يَفُوتُها شَيْءٌ وَإِنْ لَطُفَ (٢) فَخَتَمَ بِنا عَلىٰ جَميعِ مَنْ ذَرَأَ وَ جَعَلَنا شُهَداءَ عَلىٰ مَنْ جَحَدَ وَكَثَّرَنا بِمَنِّهِ عَلىٰ مَنْ قَلَّ (٣) اللّٰهُمَّ فَصَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ أَمينِكَ عَلىٰ وَحْيِكَ وَنَجيبِكَ مِنْ خَلْقِكَ وَصَفِيِّكَ مِنْ عِبادِكَ إِمامِ الرَّحْمَةِ وَقائِدِ الْخَيْرِ وَمِفْتاحِ الْبَرَكَةِ (٤) كَما نَصَبَ لِأَمْرِكَ نَفْسَهُ (٥) وَعَرَّضَ فيكَ لِلْمَكْرُوهِ بَدَنَهُ (٦) وَكاشَفَ فِي الدُّعاءِ إِلَيْكَ حامَّتَهُ (٧) وَحارَبَ في رِضاكَ أُسْرَتَهُ (٨) وَقَطَعَ فِي إِحْياءِ دينِكَ رَحِمَهُ (٩) وَأَقْصَى الْأَدْنَيْنَ عَلىٰ جُحُودِهِمْ (١٠) وَقَرَّبَ الْأَقْصَيْنَ عَلىٰ اسْتِجابَتِهِمْ لَكَ (١١) وَوالىٰ فيكَ الْأَبْعَدينَ (١٢) وَعادىٰ فيكَ الْأَقْرَبينَ (١٣) وَأَدْأَبَ نَفْسَهُ في تَبْليغِ رِسالَتِكَ (١٤) وَأَتْعَبَها بِالدُّعاءِ إِلىٰ مِلَّتِكَ (١٥) وَشَغَلَها بِالنُّصْحِ لِأَهْلِ دَعْوَتِكَ (١٦) وَهاجَرَ إِلىٰ بِلادِ الْغُرْبَةِ وَ مَحَلِّ النَّأْيِ عَنْ مَوْطِنِ رَحْلِهِ وَمَوْضِعِ رِجْلِهِ وَ مَسْقَطِ رَأْسِهِ وَمَأْنَسِ نَفْسِهِ إِرادَةً مِنْهُ لِإِعْزازِ دينِكَ وَاسْتِنْصاراً

۲۔ حمد پروردگار کے بعد رسول اکرمؐ پر صلوات کے سلسلہ میں آپؑ کی دعا

(۱) شکر ہے اس خدا کا جس نے ہم پر یہ احسان کیا کہ تمام گذشتہ امتوں اور ماضی کے زمانوں کو چھوڑ کر ہم پر حضرت محمد ﷺ کے وجود مقدس کے ذریعہ احسان کیا اپنی اس قدرت کی بنا پر جو کسی شے سے عاجز نہیں ہے، چاہے وہ کتنی ہی عظیم کیوں نہ ہو۔ اور اس سے کوئی شے چھپ نہیں سکتی ہے چاہے کتنی ہی لطیف اور باریک کیوں نہ ہو۔ (۲) اس نے ہمیں آخری امت قرار دے کر سلسلہ مخلوقات کو تمام کیا اور تمام منکروں پر ہمیں گواہ قرار دیا اور قلیل امتوں کے مقابلہ میں ہمیں کثرت عنایت فرمائی (۳) خدایا رحمت نازل فرما حضرت محمد ﷺ پر جو تیری وحی کے امین، تیری مخلوقات میں منتخب تیرے بندوں میں خالص و مخلص، تیری رحمت کے امام، تیرے خیر کے قائد اور برکت کی کلید تھے (۴) جس طرح کہ انھوں نے تیرے امر کے لئے اپنے نفس کو زحمتوں میں ڈالا (۵) اور تیری راہ میں ناخوشگوار حالات کے لئے اپنے بدن کو پیش کر دیا (۶) تیری طرف دعوت دینے میں اپنے ساتھیوں سے بھی مقابلہ کیا۔

(۷) اور تیری رضا کی راہ میں اپنے خاندان والوں سے بھی جنگ کی (۸) تیرے دین کی زندگی کے لئے اپنے قرابتداروں سے قطع تعلق کر لیا (۹) اور انکار حق کی بنیاد پر قریب والوں کو بھی دور کر دیا (۱۰) اور دعوت حق قبول کرنے کی بنا پر دور والوں کو قریب بنا لیا۔ (۱۱) تیری خاطر دور والوں سے محبت کی (۱۲) اور تیری محبت میں قریب والوں سے دشمنی مول لے لی (۱۳) تیرے پیغام کو پہنچانے میں اپنے نفس کو مسلسل مصروف رکھا (۱۴) اور تیرے دین کی طرف بلانے میں اسے مستقل تعب میں رکھا (۱۵) اور اہل دعوت کو نصیحت کرنے میں مشغول رکھا (۱۶) وطن سے ادھر ہجرت کی جو غربت کا شہر تھا اور اپنے کو ساز و سامان زندگی کی منزل سے دور رکھا اس جگہ سے دور جہاں پیر رکھے تھے اور جہاں دنیا میں آئے تھے اور جس جگہ سے نفس مانوس تھا۔ صرف اس لئے کہ وہ تیرے دین کا اعزاز چاہتے تھے اور

عَلیٰ أَهْلِ الْکُفْرِ بِکَ (١٧) حَتّیٰ اسْتَتَبَّ لَهُ ما حاوَلَ فِي أَعْدائِکَ (١٨) وَاسْتَتَمَّ لَهُ ما دَبَّرَ فِي أَوْلِيائِکَ (١٩) فَنَهَدَ إِلَيْهِمْ مُسْتَفْتِحاً بِعَوْنِکَ وَمُتَقَوِّياً عَلیٰ ضَعْفِهِ بِنَصْرِکَ (٢٠) فَغَزاهُمْ فِي عُقْرِ دِيارِهِمْ (٢١) وَهَجَمَ عَلَيْهِمْ فِي بُحْبُوحَةِ قَرارِهِمْ (٢٢) حَتّیٰ ظَهَرَ أَمْرُکَ وَعَلَتْ کَلِمَتُکَ وَلَوْ کَرِهَ الْمُشْرِکُونَ (٢٣) اَللّٰهُمَّ فَارْفَعْهُ بِما کَدَحَ فِيکَ إِلیٰ الدَّرَجَةِ الْعُلْيا مِنْ جَنَّتِکَ (٢٤) حَتّیٰ لا يُساوىٰ فِي مَنْزِلَةٍ وَلا يُکافَأُ فِي مَرْتَبَةٍ وَلا يُوازِيَهُ لَدَيْکَ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَلا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ (٢٥) وَعَرِّفْهُ فِي أَهْلِهِ الطّاهِرِينَ وَأُمَّتِهِ الْمُؤْمِنِينَ مِنْ حُسْنِ الشَّفاعَةِ أَجَلَّ ما وَعَدْتَهُ (٢٦) يا نافِذَ الْعِدَةِ يا وافِيَ الْقَوْلِ يا مُبَدِّلَ السَّيِّئاتِ بِأَضْعافِها مِنَ الْحَسَناتِ إِنَّکَ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيمِ.



اہل کفر کے مقابلہ کے لئے مددگاروں کی تلاش میں تھے۔(۱۷) یہاں تک کہ انھوں نے جو کچھ تیرے دشمنوں کے بارے میں چاہا تھا وہ بھی مکمل ہوگیا(۱۸) اور جو تدبیر تیرے دوستوں کے بارے میں کی تھی وہ بھی منزل اتمام کو پہنچ گئی۔(۱۹) تو اب وہ دشمنوں کی طرف اٹھ گئے تیری نصرت سے طلب فتح کرتے ہوئے اور اپنی کمزوری میں تیری امداد سے طلب طاقت کرتے ہوئے(۲۰) اور پھر دشمنوں سے ان کے گھر کے اندر جنگ کی(۲۱) اور ان کے مستقر کے بیچوں بیچ پر حملہ کردیا(۲۲) یہاں تک کہ تیرا دین غالب آ گیا اور تیرا کلمہ بلند ہوگیا۔ اگرچہ یہ بات مشرکین کو سخت نا گوار تھی۔

(۲۳) خدایا اب ان کی زحمتوں کے عوض انھیں جنت کے بلندترین درجات تک بلندی عطا فرمادے(۲۴) تا کہ کوئی ان کی منزلت کے مساوی ان کے مرتبہ کا ہم رتبہ نہ رہ جائے اور تیری بارگاہ میں ان کا مدمقابل نہ کوئی ملک مقرب ہو اور نہ نبی مرسل(۲۵) اور انھیں ان کے پاکیزہ اہل بیت اور باایمان امت کے درمیان بہترین شفاعت کے ذریعہ متعارف کرو دے جو تیرا اعظیم ترین وعدہ ہے(۲۶) اے اپنے وعدہ کو پورا کرنے والے، اپنے قول سے وفا کرنے والے، برائیوں کو کئی گنا نیکیوں میں تبدیل کرنے والے بیشک تو بڑے فضل کا مالک ہے۔



(٣)وَ كانَ مِنْ دُعائِهِ عَلَيْهِ السَّلامُ فِي الصَّلاةِ عَلىٰ حَمَلَةِ الْعَرْشِ وَ كُلِّ مَلَكٍ مُقَرَّبٍ

(١) اللّٰهُمَّ وَ حَمَلَةُ عَرْشِكَ الَّذِينَ لا يَفْتُرُونَ[١] مِنْ تَسْبِيحِكَ وَ لا يَسْأَمُونَ مِنْ تَقْدِيسِكَ [٢] وَ لا يَسْتَحْسِرُونَ مِنْ عِبادَتِكَ وَ لا يُؤْثِرُونَ[٣] التَّقْصِيرَ عَلَى الْجِدِّ فِي أَمْرِكَ وَ لا يَغْفُلُونَ عَنِ الْوَلَهِ إِلَيْكَ (٢) وَ إِسْرافِيلُ[٤] صاحِبُ الصُّورِ الشّاخِصُ الَّذِي يَنْتَظِرُ مِنْكَ الْإِذْنَ وَ حُلُولَ الْأَمْرِ فَيُنَبِّهُ بِالنَّفْخَةِ[٥] صَرْعىٰ رَهائِنِ الْقُبُورِ (٣) وَ مِيكائِيلُ [٦] ذُو الْجاهِ عِنْدَكَ وَ الْمَكانِ الرَّفِيعِ مِنْ طاعَتِكَ (٤) وَ جِبْرِيلُ الْأَمِينُ عَلىٰ وَحْيِكَ الْمُطاعُ فِي أَهْلِ سَمٰواتِكَ الْمَكِينُ لَدَيْكَ الْمُقَرَّبُ عِنْدَكَ (٥) وَ الرُّوحُ الَّذِي هُوَ عَلىٰ مَلائِكَةِ الْحُجُبِ (٦) وَ الرُّوحُ الَّذِي هُوَ مِنْ أَمْرِكَ [٧] فَصَلِّ عَلَيْهِمْ وَ عَلَى الْمَلائِكَةِ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِمْ مِنْ سُكّانِ سَمٰواتِكَ وَ أَهْلِ الْأَمانَةِ عَلىٰ رِسالاتِكَ (٧) وَ الَّذِينَ لا تَدْخُلُهُمْ سَأْمَةٌ مِنْ دُؤُوبٍ وَ لا إِعْياءٌ مِنْ لُغُوبٍ وَ لا فُتُورٌ وَ لا تَشْغَلُهُمْ عَنْ تَسْبِيحِكَ الشَّهَواتُ[٨] وَ لا يَقْطَعُهُمْ عَنْ تَعْظِيمِكَ سَهْوُ الْغَفَلاتِ (٨) الْخُشَّعُ الْأَبْصارِ فَلا يَرُومُونَ النَّظَرَ إِلَيْكَ النَّواكِسُ الْأَذْقانِ الَّذِينَ قَدْ طالَتْ رَغْبَتُهُمْ فِيما لَدَيْكَ الْمُسْتَهْتَرُونَ بِذِكْرِ آلائِكَ

۳۔آپ کی وہ دعا جس میں حاملان عرش اور ملائکہ مقربین پر صلوات کا ذکر ہے۔

(۱) خدایا! یہ تیرے حاملان عرش جو تیری تسبیح پر سستی نہیں کرتے اور تیری پاکیزگی کے اعلان سے تھکتے نہیں ہیں۔ تیری عبادت سے جدا نہیں ہوتے ہیں اور تیرے معاملہ میں جدوجہد پر کوتاہی کو مقدم نہیں کرتے ہیں اور تیری بارگاہ کے شوق سے غافل نہیں ہوتے ہیں۔

(۲) اور اسرافیل جو صاحب صور ہیں اور نگاہیں اٹھائے تیرے اذن اور حکم کے آنے کا انتظار کر رہے ہیں تاکہ صور کو پھونک کر انھیں چونکا دیں جو مر کر قبروں میں اسیر ہو گئے ہیں۔(۳) اور میکائیل جو تیری بارگاہ میں صاحب مرتبہ اور تیری اطاعت میں بلند منزل کے مالک ہیں۔

(۴) اور جبرئیل جو تیرے وحی کے امین، تیرے آسمانوں میں قابل اطاعت تیری بارگاہ کے مقیم، تیری جناب کے مقرب (۵) اور وہ روح ہیں جو تیرے حجابوں میں رہنے والے فرشتوں سے بلند تر ہیں (۶) اور وہ روح ہیں جو تیرے امر کا نتیجہ ہیں۔ خدایا! ان سب پر اور ان کے کمتر درجہ کے فرشتوں پر بھی جو آسمانوں کے ساکن اور تیرے پیغاموں کے امانتدار ہیں۔

(۷) اور ایسے باعمل ہیں کہ مسلسل عمل سے تھکتے نہیں ہیں اور مشقت وفتور سے عاجز نہیں ہوتے ہیں انھیں خواہشات تیری تسبیح سے غافل نہیں کرتی ہیں اور غفلتیں تیری تعظیم سے الگ نہیں کرتی ہیں (۸) ان کی نگاہیں ہمیشہ نیچی رہتی ہیں وہ تیری طرف نظر کرنے کی ہمت بھی نہیں کرتے ہیں۔ اور اپنی ٹھڈیوں کو جھکائے ہوئے ہیں انھیں تیرے انعام کی خواہش ایک مدت سے ہے تیری نعمتوں کی یاد نے انھیں احساس کمزوری میں مبتلا کر دیا ہے اور تیری عظمت اور جلالت کبریائی کے سامنے ان کا سر جھکا ہوا ہے

وَالْمُتَواضِعُونَ دُونَ عَظَمَتِکَ وَجَلالِ کِبْرِیائِکَ (۹) وَالَّذِینَ یَقُولُونَ إِذا نَظَرُوٓا إِلیٰ جَهَنَّمَ[۹] تَزْفِرُ عَلیٰٓ أَهْلِ مَعْصِیَتِکَ سُبْحانَکَ ما عَبَدْناکَ حَقَّ عِبادَتِکَ (۱۰) فَصَلِّ عَلَیْهِمْ وَعَلیٰ الرَّوحانِیِّینَ[۱۰] مِنْ مَلائِکَتِکَ وَأَهْلِ الزُّلْفَةِ عِنْدَکَ وَحُمّالِ الْغَیْبِ إِلیٰ رُسُلِکَ وَالْمُؤْتَمَنِینَ عَلیٰ وَحْیِکَ (۱۱) وَقَبائِلِ الْمَلائِکَةِ الَّذِینَ اخْتَصَصْتَهُمْ لِنَفْسِکَ وَأَغْنَیْتَهُمْ عَنِ الطَّعامِ[۱۱] وَالشَّرابِ بِتَقْدِیسِکَ وَأَسْکَنْتَهُمْ بُطُونَ أَطْباقِ سَمٰواتِکَ (۱۲) وَالَّذِینَ عَلیٰ أَرْجائِها إِذا نَزَلَ الْأَمْرُ بِتَمامِ وَعْدِکَ (۱۳) وَ خُزّانَ[۱۲] الْمَطَرِ وَزَواجِرِ السَّحابِ (۱۴) وَالَّذِی بِصَوْتِ زَجْرِهِ یُسْمَعُ زَجَلُ الرُّعُودِ وَ إِذا سَبَحَتْ بِهِ حَفِیفَةُ السَّحابِ الْتَمَعَتْ صَواعِقُ الْبُرُوقِ (۱۵) وَ مُشَیِّعِي الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَالْهابِطِینَ مَعَ قَطْرِ الْمَطَرِ إِذا نَزَلَ وَالْقُوّامِ عَلیٰ خَزآئِنِ الرِّیاحِ وَالْمُوَکَّلِینَ بِالْجِبالِ فَلا تَزُولُ (۱۶) وَالَّذِینَ عَرَّفْتَهُمْ مَثاقِیلَ الْمِیاهِ وَکَیْلَ ما تَحْوِیهِ لَواعِجُ الْأَمْطارِ وَعَوالِجُها (۱۷) وَرُسُلِکَ مِنَ الْمَلائِکَةِ إِلیٰٓ أَهْلِ الْأَرْضِ بِمَکْرُوهِ ما یَنْزِلُ مِنَ الْبَلآءِ وَمَحْبُوبِ الرَّخاءِ (۱۸) وَالسَّفَرَةِ [۱۳] الْکِرامِ الْبَرَرَةِ وَالْحَفَظَةِ[۱۴] الْکِرامِ الْکاتِبِینَ[۱۵] وَمَلَکِ الْمَوْتِ[۱۶] وَأَعْوانِهِ [۱۷] وَ مُنْکَرٍ وَّنَکِیرٍ[۱۸] وَّرُومانَ فَتّانِ الْقُبُورِ وَالطّائِفِینَ بِالْبَیْتِ الْمَعْمُورِ[۱۹] وَمالِکٍ وَّالْخَزَنَةِ وَرِضْوانَ وَسَدَنَةِ

(۹) ان کا حال یہ ہے کہ جب جہنم کو اہل معصیت پر بھڑکتے دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ مالک تو پاک و پاکیزہ ہے ہم تیری عبادت کا حق ادا نہیں کر سکے (۱۰) خدایا! ان پر اور اپنے ملائکہ کے تمام روحانی افراد پر اور اپنے غیب کو رسولوں تک پہنچانے والے اور اپنی وحی کے امانتداروں پر رحمت نازل فرما۔(۱۱) اور فرشتوں کے تمام قبائل پر رحمت نازل فرما جن کو تو نے اپنی ذات کے لئے مخصوص کیا ہے اور اپنی تقدیس کی بنا پر کھانے پینے سے بے نیاز کر دیا ہے اور اپنے آسمانوں کے طبقات کے ساکن بنا دیا ہے اور ان فرشتوں پر بھی نازل فرما جو آسمان کے کناروں پر ہوتے ہیں۔

(۱۲) اور جن پر تیرے وعدہ کے اتمام کا امر نازل ہوتا ہے (۱۳) اور بارش کے خزانہ داروں پر بھی اور بادلوں کو ہنکانے والوں پر بھی (۱۴) اور اس فرشتہ پر بھی جس کی ڈانٹ سے بادلوں کی گرج سنی جاتی ہے اور جب اس کی آواز کے ساتھ بادل چلتے ہیں تو گرنے والی بجلیوں کی چمک دکھا دیتی ہے (۱۵) اور برف کے ٹکڑوں اور اولوں کے لانے والوں پر۔ اور بارش کے قطروں کے ساتھ نازل ہونے والوں پر۔

(۱۶) اور ہواؤں کے خزانوں کی نگرانی کرنے والوں پر اور پہاڑوں پر موکل کئے جانے والوں پر جن کی وجہ سے پہاڑ اپنی جگہ سے ہلتے نہیں ہیں اور جن کو پانی کے وزن سے باخبر کیا ہے اور ان جگہوں کا پیمانہ بتایا ہے جہاں سے موسلا دھار بارش اور تلاطم خیز برسات کا پانی پہنچتا ہے۔

(۱۷) اور اپنے نمائندہ فرشتوں پر جو زمین کی طرف ناپسندیدہ بلاء کا پیغام ہوتے ہیں ناپسندیدہ فراخی معیشت کا۔

(۱۸) اور ان سفیروں پر جو محترم اور نیک کردار ہیں اور ان محافظوں پر جو اعمال کے لکھنے والے اور مکرم ہیں اور ملک الموت اور ان کے ساتھیوں پر اور منکر و نکیر و بشر و بشیر پر اور رومان پر جس سے قبروں کی آزمائش کا کام لیا جاتا ہے اور بیت معمور کا طواف کرنے والوں پر اور مالک داروغہ جہنم اور اس کے تمام خزانہ داروں پر۔

الْجِنانَ[٢٠] (١٩) (وَالَّذِينَ لا يَعْصُونَ اللهَ ما أَمَرَهُمْ وَ يَفْعَلُونَ ما
يُؤْمَرُونَ) (٢٠) (وَالَّذِينَ يَقُولُونَ سَلامٌ عَلَيْكُمْ بِما صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَىٰ
الدّارِ) (٢١) وَالزَّبانِيَةِ الَّذِينَ إِذا قِيلَ لَهُمْ (خُذُوهُ فَغُلُّوهُ ثُمَّ الْجَحِيمَ
صَلُّوهُ) ابْتَدَرُوهُ سِراعاً وَّلَمْ يُنْظِرُوهُ (٢٢) وَمَنْ أَوْهَمْنا ذِكْرَهُ وَلَمْ نَعْلَمْ
مَكانَهُ مِنْكَ وَ بِأَيِّ أَمْرٍ وَّكَّلْتَهُ (٢٣) وَسُكّانِ الْهَوآءِ وَالْأَرْضِ وَالْمآءِ
وَمَنْ مِّنْهُمْ عَلَىٰ الْخَلْقِ (٢٤) فَصَلِّ عَلَيْهِمْ يَوْمَ يَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ مَّعَها سآئِقٌ
وَّشَهِيدٌ (٢٥) وَّصَلِّ عَلَيْهِمْ صَلاةً تَزِيدُهُمْ كَرامَةً عَلىٰ كَرامَتِهِمْ وَطَهارَةً
عَلىٰ طَهارَتِهِمْ (٢٦) اللّٰهُمَّ وَإِذا صَلَّيْتَ عَلىٰ مَلآئِكَتِكَ وَرُسُلِكَ
وَبَلَّغْتَهُمْ صَلاتَنا عَلَيْهِمْ فَصَلِّ عَلَيْنا بِما فَتَحْتَ لَنا مِنْ حُسْنِ الْقَوْلِ فِيهِمْ
إِنَّكَ جَوادٌ كَرِيمٌ.



(۱۹) اور رضوان اور تمام جنت کے خادموں پر اور وہ جو امر الٰہی کی نافرمانی نہیں کرتے ہیں اور وہی کرتے ہیں جو حکم دیا جاتا ہے۔ (۲۰) اور جو اہل جنت سے کہتے ہیں کہ تم پر سلام ہو کہ تم نے صبر کیا ہے اور انجام کار تمھارے لئے بہترین گھر ہے۔ (۲۱) اور ان جہنم کے نگہبانوں پر کہ جنھیں جب حکم دیا جائے گا کہ مجرموں کو پکڑ کر زنجیر میں جکڑ لو اور جہنم میں جھونک دو تو فوراً دوڑ پڑیں گے اور ایک لمحہ کی مہلت نہیں دیں گے۔ (۲۲) اور ان فرشتوں پر جن کا ذکر ہم نے نہیں کیا ہے اور ان کی منزلت سے ہم آشنا نہیں ہیں اور نہیں معلوم کہ تو نے انھیں کیا ذمہ داری دی ہے (۲۳) اور ہوا زمین اور پانی کے تمام رہنے والوں پر۔ اور جو پیدائش پر مامور کئے گئے ہیں۔

(۲۴) ان سب پر اس دن رحمت نازل کرنا جب ہر نفس اپنے ہنکانے والے اور گواہ کے ساتھ حاضر ہوگا۔ (۲۵) اور خدایا ان پر وہ صلوات نازل کرنا جو ان کی کرامتوں پر کرامت اور ان کی طہارتوں پر طہارت کا اضافہ کردے۔ (۲۶) خدایا اور جب اپنے ملائکہ اور نمائندوں پر رحمت نازل کرنا تو ہماری صلوات کو ان تک پہنچانا اور ان پر رحمت نازل فرمانا ان کلمات کے عوض جو تو نے ان کے بارے میں حسن قول کے سلسلہ میں ہم پر منکشف کئے ہیں کہ تو جواد بھی ہے اور کریم بھی۔



(۴) وَكَانَ مِنْ دُعَائِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الصَّلَاةِ عَلَىٰ أَتْبَاعِ الرُّسُلِ وَمُصَدِّقِيهِمْ

(۱) اللّٰهُمَّ وَأَتْبَاعُ الرُّسُلِ وَ مُصَدِّقُوهُمْ مِّنْ أَهْلِ الْأَرْضِ بِالْغَيْبِ عِنْدَ مُعَارَضَةِ الْمُعَانِدِينَ لَهُمْ بِالتَّكْذِيبِ وَالِاشْتِيَاقِ إِلَى الْمُرْسَلِينَ بِحَقَائِقِ الْإِيمَانِ (۲) فِي كُلِّ دَهْرٍ وَ زَمَانٍ أَرْسَلْتَ فِيهِ رَسُولاً وَأَقَمْتَ لِأَهْلِهِ دَلِيلاً مِّنْ لَّدُنْ آدَمَ إِلَىٰ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ مِنْ أَئِمَّةِ الْهُدَىٰ وَقَادَةِ التُّقَىٰ عَلَىٰ جَمِيعِهِمُ السَّلَامُ فَاذْكُرْهُمْ مِّنْكَ بِمَغْفِرَةٍ وَّرِضْوَانٍ (۳) اللّٰهُمَّ وَأَصْحَابُ مُحَمَّدٍ خَاصَّةً الَّذِينَ أَحْسَنُوا الصَّحَابَةَ [۱] وَالَّذِينَ أَبْلَوا الْبَلَاءَ الْحَسَنَ فِي نَصْرِهِ وَكَانَفُوهُ وَ أَسْرَعُوا إِلَىٰ وِفَادَتِهِ وَسَابَقُوا إِلَىٰ دَعْوَتِهِ وَاسْتَجَابُوا لَهُ حَيْثُ أَسْمَعَهُمْ حُجَّةَ رِسَالَاتِهِ (۴) وَفَارَقُوا الْأَزْوَاجَ وَالْأَوْلَادَ فِي إِظْهَارِ كَلِمَتِهِ وَقَاتَلُوا الْآبَاءَ وَالْأَبْنَاءَ فِي تَثْبِيتِ نُبُوَّتِهِ وَانْتَصَرُوا بِهِ (۵) وَ مَنْ كَانُوا مُنْطَوِينَ عَلَىٰ مَحَبَّتِهِ يَرْجُونَ تِجَارَةً لَنْ تَبُورَ فِي مَوَدَّتِهِ (۶) وَالَّذِينَ هَجَرَتْهُمُ الْعَشَائِرُ إِذْ تَعَلَّقُوا بِعُرْوَتِهِ وَانْتَفَتْ مِنْهُمُ الْقَرَابَاتُ إِذْ سَكَنُوا فِي ظِلِّ قَرَابَتِهِ (۷) فَلَا تَنْسَ لَهُمُ اللّٰهُمَّ مَا تَرَكُوا لَكَ وَفِيكَ وَأَرْضِهِمْ مِّنْ رِّضْوَانِكَ وَ بِمَا حَاشُوا الْخَلْقَ

۴۔آپ کی دعا مرسلین کے پیروکاراوران کی تصدیق کرنے والوں پر طلب نزول رحمت کے سلسلہ میں

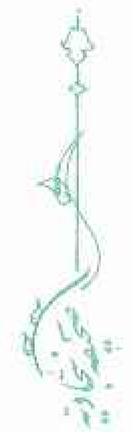
(۱) خدایا! اور تیرے رسولوں کی پیروی کرنے والوں اور اہل زمین میں ان کی غائبانہ تصدیق کرنے والوں پر جو دشمنوں کی تکذیب کے مقابلہ میں تصدیق کرنے والے ہیں اور حقائق ایمان کے ساتھ (۲) ہر اس دہر اور زمانہ میں مرسلین کا اشتیاق رکھنے والے ہیں جس میں تو نے کسی بھی رسول کو بھیجا ہے اور اہل زمانہ کے لئے کوئی بھی رہنما اور حجت قائم کیا ہے حضرت آدم سے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تک جو سب کے سب ہدایت کے امام اور اہل تقویٰ کے قائد تھے ان سب پر ہمارا سلام ہو اور تو انھیں مغفرت اور رضامندی کے ساتھ یاد فرما۔

(۳) خدایا! اور خصوصیت کے ساتھ حضرت محمد کے ان اصحاب پر رحمت نازل فرما جنھوں نے صحابیت کا حق ادا کیا ہے اور ان کی نصرت میں بہترین جہاد کیا اور انھیں اپنے حلقہ میں رکھا اور ان کی خدمت کے لئے دوڑ پڑے اور انکی دعوت کی طرف سبقت کی اور انھوں نے جب پیغام رسالت کو سنایا فورا لبیک کہہ دی (۴) اور ان کے کلمہ کے اظہار کے لئے اپنی بیویوں اور اپنی اولاد تک کو چھوڑ دیا اور ان کی نبوت کے استحکام کے لئے اپنے بزرگوں اور اولاد تک سے جہاد کیا اور پیغمبر کی برکت سے کامیابی حاصل کی جن کے اندر ان کی محبت سرایت کر گئی تھی (۵) اور وہ ان کی محبت میں ایسی تجارت کے امیدوار تھے جس میں کسی طرح کا نقصان نہ ہو (۶) اور جن لوگوں کو قبائل نے اس لئے چھوڑ دیا کہ وہ پیغمبرؐ کے رشتۂ اطاعت سے متمسک ہو گئے تھے اور ان کے تمام رشتے ٹوٹ گئے کہ وہ ان کی قرابت کے زیر سایہ ساکن ہو گئے تھے۔ (۷) خدایا! تو ان کو نظر انداز نہ کردینا جو ان لوگوں نے تیرے لئے اور تیری





عَلَيْكَ وَكَانُوا مَعَ رَسُولِكَ دُعاةً لَكَ إِلَيْكَ (٨) وَاشْكُرْهُمْ عَلىٰ هَجْرِهِمْ فِيكَ دِيارَ قَوْمِهِمْ وَخُرُوجِهِمْ مِنْ سَعَةِ الْمَعاشِ إِلىٰ ضِيقِهِ وَمَنْ كَثَّرْتَ فِي إِعْزازِ دِينِكَ مِنْ مَظْلُومِهِمْ (٩) اللّٰهُمَّ وَأَوْصِلْ إِلَى التّابِعِينَ لَهُمْ بِإِحْسانٍ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنا وَلِإِخْوانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونا بِالْإِيمانِ خَيْرَ جَزائِكَ (١٠) الَّذِينَ قَصَدُوا سَمْتَهُمْ وَتَحَرَّوْا وُجْهَتَهُمْ وَمَضَوْا عَلىٰ شاكِلَتِهِمْ (١١) لَمْ يَثْنِهِمْ رَيْبٌ فِي بَصِيرَتِهِمْ وَلَمْ يَخْتَلِجْهُمْ شَكٌّ فِي قَفْوِ آثارِهِمْ وَالْإِئْتِمامِ بِهِدايَةِ مَنارِهِمْ (١٢) مُكانِفِينَ وَمُوازِرِينَ لَهُمْ يَدِينُونَ بِدِينِهِمْ وَيَهْتَدُونَ بِهَدْيِهِمْ يَتَّفِقُونَ عَلَيْهِمْ وَلا يَتَّهِمُونَهُمْ فِيما أَدَّوْا إِلَيْهِمْ (١٣) اللّٰهُمَّ وَصَلِّ عَلَى التّابِعِينَ مِنْ يَوْمِنا هٰذا إِلىٰ يَوْمِ الدِّينِ وَعَلىٰ أَزْواجِهِمْ وَعَلىٰ ذُرِّيّاتِهِمْ وَعَلىٰ مَنْ أَطاعَكَ مِنْهُمْ (١٤) صَلاةً تَعْصِمُهُمْ بِها مِنْ مَعْصِيَتِكَ وَتَفْسَحُ لَهُمْ فِي رِياضِ جَنَّتِكَ وَتَمْنَعُهُمْ بِها مِنْ كَيْدِ الشَّيْطانِ وَتُعِينُهُمْ بِها عَلىٰ مَا اسْتَعانُوكَ عَلَيْهِ مِنْ بِرٍّ وَتَقِيهِمْ طَوارِقَ اللَّيْلِ وَالنَّهارِ إِلّا طارِقاً يَطْرُقُ بِخَيْرٍ (١٥) وَتَبْعَثُهُمْ بِها عَلَى اعْتِقادِ حُسْنِ الرَّجاءِ لَكَ وَالطَّمَعِ فِيما عِنْدَكَ وَتَرْكِ التُّهْمَةِ فِيما تَحْوِيهِ أَيْدِي الْعِبادِ (١٦) لِتَرُدَّهُمْ إِلَى الرَّغْبَةِ إِلَيْكَ وَالرَّهْبَةِ مِنْكَ وَتُزَهِّدَهُمْ فِي سَعَةِ الْعاجِلِ وَتُحَبِّبَ إِلَيْهِمُ الْعَمَلَ لِلْآجِلِ وَالْاِسْتِعْدادَ لِما بَعْدَ الْمَوْتِ (١٧) وَتُهَوِّنُ عَلَيْهِمْ كُلَّ كَرْبٍ يَحِلُّ بِهِمْ يَوْمَ خُرُوجِ



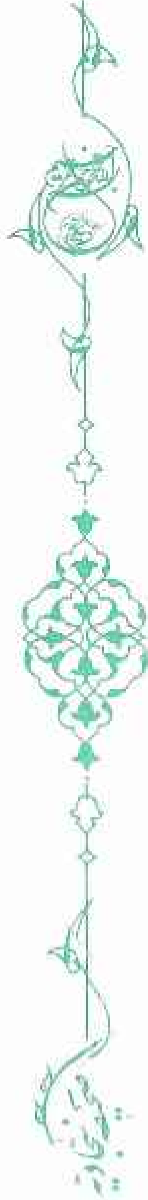
راہ میں چھوڑ دیا ہے اور انھیں اپنی مرضی سے راضی کرلینا کہ انھوں نے تیری راہ میں تمام خلائق کو چھوڑ دیا ہے اور تیرے رسول کے ساتھ رہ کر تیری طرف دعوت دیتے رہے ہیں اور انھیں جزائے خیر دے کہ (۸) انھوں نے تیری وجہ سے اپنی قوم کی بستی کو خیر باد کہہ دیا اور وسعت معیشت سے تنگی کی طرف چلے گئے۔ اور جن مظلومین کی تعداد میں تو نے اضافہ کیا تا کہ اپنے دین کو سر بلند بنائے۔

(۹) خدایا! اور ان لوگوں کا نیکی کے ساتھ اتباع کرنے والوں تک بھی بہترین جزا پہنچا دینا کہ وہ ہمیشہ کہتے رہے کہ ''خدایا ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دینا جنھوں نے ایمان میں ہم پر سبقت کی ہے''۔ (۱۰) ان لوگوں جیسی جزا جن کی جہت کا انھوں نے قصد کیا ہے اور جن کے رخ کو تلاش کر کے اس انداز پر چل پڑے ہیں۔ (۱۱) نہ ان کی بصیرت کے رخ کو کوئی شبہ موڑ سکا ہے۔ اور نہ بزرگوں کے آثار کی پیروی میں ان کے منارۂ ہدایت کے اتباع میں ان کے دلوں میں کوئی شک پیدا ہوا ہے بلکہ انھیں کے گرد جمع رہے اور ان کا ساتھ دیتے رہے، (۱۲) انھیں کے دین کے پابند رہے اور انھیں کی راہ ہدایت پر چلتے رہے ہمیشہ ان کے ہموار رہے اور کسی بھی پیغام میں انھیں متہم نہیں کیا۔

(۱۳) خدایا! اور ان تمام تابعین پر آج کے دن سے قیامت کے دن تک مسلسل رحمتیں نازل کرتے رہنا اور ان کی ازواج اور اولاد پر بھی بلکہ ان کے تمام اطاعت گذاروں پر بھی۔ (۱۴) وہ صلوات ورحمت جس کے بعد تو انھیں اپنی معصیت سے بچالے اور ان کے لئے باغات جنت کی وسعت عطا فرمادے اور انھیں شیطان کے مکر سے بچالے اور جس نیکی پر امداد مانگیں ان کی امداد کردے اور رات اور ان کے نازل ہونے والے حوادث سے محفوظ بنادے علاوہ اس وارد ہونے والے حادثہ کے جو خیر کا پیغام لے کر آئے۔ (۱۵) اور انھیں اس اطاعت کے طفیل اس اعتقاد پر لگانا جس میں تجھ سے امیدیں وابستہ ہوں تیرے ثواب کی طمع ہو اور بندوں کے ہاتھوں کے ساز و سامان کو دیکھ کر تیری عدالت کو متہم نہ کریں تا کہ تو انھیں پلٹا کر اس راہ پر لے آئے (۱۶) جہاں تیری طرف رغبت بھی ہو اور تیرا خوف بھی ہو اور تو انھیں دنیا کی وسعتوں سے کنارہ کش بنادے اور آخرت کے لئے عمل کو محبوب بنادے اور موت کے بعد

الأَنْفُسِ مِنْ أَبْدانِها (١٨) وَتُعافِيهِمْ مِمّا تَقَعُ بِهِ الْفِتْنَةُ مِنْ مَحْذُوراتِها وَكُبَّةِ النّارِ وَطُولِ الْخُلُودِ فِيها (١٩) وَتُصَيِّرُهُمْ إِلىٰ أَمْنٍ مِنْ مَقِيلِ الْمُتَّقِينَ .





کے لئے تیاری کو مرغوب قرار دیدے (۱۷) اوران کے لئے ہر نازل ہونے والے کرب کو آسان بنادے اس دن جب روحیں جسم سے نکل رہی ہوں (۱۸) اورانھیں واقع ہونے والے فتنوں کے اندیشوں سے محفوظ رکھنا اور جہنم کی شدت اوراس میں ہمیشہ کے قیام سے بچائے رکھنا (۱۹) اورانھیں متقین کی منزل کے امن وامان کی طرف پہنچادینا۔



(۵)وَ كَانَ مِنْ دُعَائِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِنَفْسِهِ وَلِأَهْلِ وِلَايَتِهِ

(۱) يَا مَنْ لَا تَنْقَضِي عَجَائِبُ عَظَمَتِهِ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ وَاحْجُبْنَا عَنِ الْإِلْحَادِ فِي عَظَمَتِكَ (۲) وَ يَا مَنْ لَا تَنْتَهِي مُدَّةُ مُلْكِهِ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ وَأَعْتِقْ رِقَابَنَا مِنْ نَقِمَتِكَ (۳) وَ يَا مَنْ لَا تَفْنَىٰ خَزَائِنُ رَحْمَتِهِ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ وَاجْعَلْ لَنَا نَصِيباً فِي رَحْمَتِكَ (۴) وَ يَا مَنْ تَنْقَطِعُ دُونَ رُؤْيَتِهِ الْأَبْصَارُ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ وَأَدْنِنَا إِلَىٰ قُرْبِكَ (۵) وَ يَا مَنْ تَصْغُرُ عِنْدَ خَطَرِهِ [۱] الْأَخْطَارُ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ وَكَرِّمْنَا عَلَيْكَ (۶) وَ يَا مَنْ تَظْهَرُ عِنْدَهُ بَوَاطِنُ الْأَخْبَارِ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ وَلَا تَفْضَحْنَا لَدَيْكَ (۷) اللَّهُمَّ أَغْنِنَا عَنْ هِبَةِ الْوَهَّابِينَ بِهِبَتِكَ وَاكْفِنَا وَحْشَةَ الْقَاطِعِينَ بِصِلَتِكَ حَتَّىٰ لَا نَرْغَبَ إِلَىٰ أَحَدٍ مَّعَ بَذْلِكَ وَ لَا نَسْتَوْحِشَ مِنْ أَحَدٍ مَّعَ فَضْلِكَ (۸) اللَّهُمَّ فَصَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ وَ كِدْ لَنَا[۲] وَلَا تَكِدْ عَلَيْنَا وَ امْكُرْ لَنَا وَلَا تَمْكُرْ بِنَا وَ أَدِلْ لَنَا وَلَا تُدِلْ مِنَّا (۹) اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ وَقِنَا مِنْكَ وَاحْفَظْنَا بِكَ وَاهْدِنَا [۳] إِلَيْكَ وَلَا تُبَاعِدْنَا عَنْكَ إِنَّ مَنْ تَقِهِ يَسْلَمُ وَ مَنْ تَهْدِهِ يَعْلَمُ وَ مَنْ تُقَرِّبْهُ إِلَيْكَ يَغْنَمُ (۱۰) اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ وَ اكْفِنَا حَدَّ نَوَائِبِ الزَّمَانِ وَ شَرَّ مَصَائِدِ الشَّيْطَانِ وَمَرَارَةَ صَوْلَةِ السُّلْطَانِ [۴].

۵۔ آپ کی دعا اپنے لئے اور اپنے چاہنے والوں کیلئے

(۱) اے وہ پروردگار جس کی عظمت کے عجائب تمام ہونے والے نہیں ہیں۔ (۲) محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما اور ہمیں اپنی عظمت کے بارے میں کج فکری سے محفوظ رکھنا۔ (۳) اے وہ پروردگار جس کے اقتدار کی مدت تمام ہونے والی نہیں ہے محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما اور ہمیں بھی اپنی رحمت کا ایک حصہ عنایت فرمادے۔ (۴) اے وہ کنز مخفی جس کی ذات تک نگاہوں کی رسائی نہیں ہے محمد آل محمد پر رحمت نازل فرما اور ہمیں اپنی بارگاہ سے قریب تر بنالے۔ (۵) اور اے وہ جس کی عظمت کے سامنے تمام عظمتیں حقیر ہیں محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما اور ہمیں صاحب عزت و کرامت بنادے۔ (۶) اور اے وہ جس کے سامنے پوشیدہ خبریں بھی نمایاں ہیں محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما اور ہمیں اپنی بارگاہ میں رسوا نہ کرنا۔

(۷) خدایا! ہمیں اپنی عطا کے سہارے تمام عطا کرنے والوں کے عطایا سے بے نیاز بنادے اور اپنے تعلقات کی بنا پر تمام قطع تعلق کرنے والوں کی وحشت کے لئے کافی ہوجا تاکہ تیری عطا کے بعد ہم کسی کی طرف رغبت نہ کریں اور تیرے فضل کے بعد کسی سے وحشت زدہ نہ ہوں۔ (۸) خدایا محمد آل محمد پر رحمت نازل فرما اور تو ہر تدبیر ہمارے حق میں کرنا ہمارے خلاف نہ کرنا۔ ہمارے حق میں انتظام کرنا اور ہمیں اپنے انتقام کا نشانہ نہ بنانا ہمارے لئے حکومت فراہم فرمادے اور ہم سے اختیار کو سلب نہ کرلینا۔

(۹) خدایا! محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما اور ہمیں اپنے غضب سے حفاظت عطا فرما اور اپنے ہی ذریعہ حفاظت فرما اپنی طرف ہدایت دیدے اور اپنے سے دور نہ کردینا کہ جسے تو بچالے گا وہی سلامت رہے گا اور جس کی تو رہنمائی کرے گا وہی حقائق کا علم پیدا کرسکے گا اور جس کو تو ہمارے حوادث زمانہ کی شدت اور شیطانی جالوں کے شر اور بادشاہوں کی صولت کے مقابلہ میں کافی ہوجا۔ (۱۰) خدایا بیشک

(١١) اللّٰهُمَّ إِنَّما يَكْتَفِي الْمُكْتَفُونَ بِفَضْلِ قُوَّتِكَ فَصَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاكْفِنا وَإِنَّما يُعْطِي الْمُعْطُونَ مِنْ فَضْلِ جِدَتِكَ فَصَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَعْطِنا وَ إِنَّما يَهْتَدِي الْمُهْتَدُونَ بِنُورِ وَجْهِكَ فَصَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَ اهْدِنا (١٢) اللّٰهُمَّ إِنَّكَ مَنْ وَالَيْتَ لَمْ يَضْرُرْهُ خِذْلانُ الْخاذِلِينَ وَ مَنْ أَعْطَيْتَ لَمْ يَنْقُصْهُ مَنْعُ الْمانِعِينَ وَمَنْ هَدَيْتَ لَمْ يُغْوِهِ إِضْلالُ الْمُضِلِّينَ (١٣) فَصَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَامْنَعْنا بِعِزِّكَ مِنْ عِبادِكَ وَ أَغْنِنا عَنْ غَيْرِكَ [٥] بِإِرْفادِكَ وَاسْلُكْ بِنا سَبِيلَ الْحَقِّ بِإِرْشادِكَ (١٤) اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاجْعَلْ سَلامَةَ قُلُوبِنا [٦] فِي ذِكْرِ عَظَمَتِكَ وَفَراغَ أَبْدانِنا فِي شُكْرِ نِعْمَتِكَ وَانْطِلاقَ أَلْسِنَتِنا فِي وَصْفِ مِنَّتِكَ (١٥) اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاجْعَلْنا مِنْ دُعاتِكَ الدّاعِينَ إِلَيْكَ، وَهُداتِكَ الدّالِّينَ عَلَيْكَ وَمِنْ خاصَّتِكَ الْخاصِّينَ لَدَيْكَ يا أَرْحَمَ الرّاحِمِينَ .



مطمئن ہونے والے تیری قوت ہی کے فضل وکرم سے مطمئن ہوتے ہیں لہٰذا محمد آل محمد پر رحمت نازل فرمااور ہمارے لئے کافی ہوجا، اور یقیناً عطا کرنے والے تیری بخشش کے اضافہ سے عطا کرتے ہیں لہٰذا محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرمااور ہمیں بھی عطا فرمادے۔(۱۱) ہدایت پانے والے تیرے نور ذات ہی سے ہدایت پاتے ہیں لہٰذا محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرمااور ہمیں ہدایت دیدے۔(۱۲) خدایا جس سے تو محبت کرے گا اسے لوگوں کا نظر انداز کردینا نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے اور جسے تو عطا کردے گا اس کے لئے منع کرنے والوں کا روکنا کمی نہیں پیدا کرسکتا ہے اور جسے تو ہدایت دیدے گا اسے گمراہوں کی گمراہ روش گمراہ نہیں کرسکتی ہے۔(۱۳) لہٰذا محمد آل محمد پر رحمت نازل فرمااور ہمیں اپنی عزت کے طفیل بندوں سے بچالے اور اپنے عطایا کے صدقہ میں اغیار سے بے نیاز کردے اور ہمیں اپنے ارشاد کے ذریعہ حق کے راستہ پر چلادے۔

(۱۴) خدایا محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرمااور ہمارے دل کی سلامتی کو اپنی عظمت کی یاد میں اور ہمارے بدن کی فراغت کو اپنی نعمت کے شکریہ میں اور ہماری زبان کی روانی کو اپنے احسانات کی توصیف میں لگادے۔

(۱۵) خدایا محمد آل محمد پر رحمت نازل فرمااور ہم کو اپنی راہ کے ان داعیوں میں قرار دیدے جو تیری طرف دعوت دینے والے ہیں اور ان مخصوص افراد میں قرار دیدے جو تیری طرف رہنمائی کرنے والے ہیں اے سب سے زیادہ مہربانی کرنے والے۔



(۶)وَكَانَ مِنْ دُعَائِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ الصَّبَاحِ وَالْمَسَاءِ[۱]

(۱) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ بِقُوَّتِهِ (۲) وَ مَيَّزَ بَيْنَهُمَا بِقُدْرَتِهِ (۳) وَجَعَلَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا حَدًّا مَحْدُودًا وَأَمَدًا مَمْدُودًا (۴) يُولِجُ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا فِي صَاحِبِهِ وَيُولِجُ صَاحِبَهُ فِيهِ بِتَقْدِيرٍ مِنْهُ لِلْعِبَادِ فِيمَا يَغْذُوهُمْ بِهِ وَيُنْشِئُهُمْ عَلَيْهِ (۵) فَخَلَقَ لَهُمُ اللَّيْلَ[۲] لِيَسْكُنُوا فِيهِ مِنْ حَرَكَاتِ التَّعَبِ وَنَهَضَاتِ النَّصَبِ وَجَعَلَهُ لِبَاساً لِيَلْبَسُوا بِهِ لَذَّةً وَشَهْوَةً[۳] (۶) وَخَلَقَ لَهُمُ النَّهَارَ مُبْصِراً لِيَبْتَغُوا فِيهِ مِنْ فَضْلِهِ وَلِيَتَسَبَّبُوا إِلَىٰ رِزْقِهِ وَيَسْرَحُوا فِي أَرْضِهِ طَلَباً لِمَا فِيهِ نَيْلُ الْعَاجِلِ مِنْ دُنْيَاهُمْ[۴] وَدَرَكُ الْأَجِلِ[۵] فِي أُخْرَاهُمْ (۷) بِكُلِّ ذٰلِكَ يُصْلِحُ شَأْنَهُمْ وَيَبْلُو[۶] أَخْبَارَهُمْ وَيَنْظُرُ كَيْفَ هُمْ فِي أَوْقَاتِ طَاعَتِهِ وَ مَنَازِلِ فُرُوضِهِ وَمَوَاقِعِ أَحْكَامِهِ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ أَحْسَنُوا بِالْحُسْنَىٰ (۸) اَللّٰهُمَّ فَلَكَ الْحَمْدُ[۷] عَلَىٰ مَا فَلَقْتَ لَنَا مِنَ الْإِصْبَاحِ وَمَتَّعْتَنَا بِهِ مِنْ ضَوْءِ النَّهَارِ وَبَصَّرْتَنَا مِنْ مَطَالِبِ الْأَقْوَاتِ وَ وَقَيْتَنَا فِيهِ مِنْ طَوَارِقِ الْآفَاتِ (۹) أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَتِ الْأَشْيَاءُ كُلُّهَا بِجُمْلَتِهَا لَكَ سَمَاؤُهَا[۸] وَأَرْضُهَا وَمَابَثَثْتَ فِي كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا سَاكِنُهُ وَمُتَحَرِّكُهُ وَمُقِيمُهُ وَشَاخِصُهُ[۹] وَ مَا عَلَا فِي الْهَوَاءِ وَ مَا كَنَّ تَحْتَ الثَّرَىٰ (۱۰) أَصْبَحْنَا فِي قَبْضَتِكَ

٦۔ آپ کی دعائے صبح وشام

(۱) ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے رات اور دن دونوں کو اپنی قوت سے پیدا کیا (۲) اور پھر دونوں کے درمیان اپنی قدرت ہی سے امتیاز بھی قائم کیا۔ (۳) ہر ایک کے لئے ایک مقرر حد اور محدود مدت معین کی جہاں ایک کو دوسرے میں داخل کر دیتا ہے (۴) اور اسے اس میں داخل کر دیتا ہے اور ان کی نشو ونما کا سامان کرتا ہے۔

(۵) اس نے ان کے لئے رات کو خلق کیا تاکہ تعب کی حرکات اور زحمتوں کی خستہ حالیوں سے سکون حاصل کر سکیں اور پھر اسے لباس بنا دیا تاکہ راحت اور خواب کے وقت اس سے لذت اور شہوت بھی حاصل کر سکیں۔

(٦) اس کے بعد دن کو پیدا کیا تاکہ اس کے فضل کو تلاش کریں اور وسائل رزق کو فراہم کر سکیں اور زمین میں ہر اس شے کی طلب میں نکل پڑیں جس میں دنیا کی نقد راحت بھی ہو اور آخرت کے فوائد کی تحصیل بھی ہو (۷) ان تمام اسباب کے ذریعہ وہ ان کے حالات کی اصلاح کرنا چاہتا ہے اور ان کے اخبار کا امتحان لیتا رہتا ہے اور یہ دیکھتا رہتا ہے کہ اطاعت کے اوقات، فرض کی منزل اور احکام کے مواقع پر ان کا کیا حال ہوتا ہے تاکہ برے اعمال کرنے والوں کو سزا دے سکے اور نیک اعمال انجام دینے والوں کو بہترین انعام دے سکے۔

(۸) خدایا تیرا شکر ہے کہ تو نے گریبان صبح کو چاک کر کے اس کے ذریعہ ہمیں دن کی روشنی سے بہرہ ور کیا ہے اور قوت کی منزلوں سے آشنا بنا دیا ہے اور مسلسل نازل ہونے والے حادثات سے بچا لیا ہے (۹) اور یہ ساری کی ساری اشیاء آسمان، زمین اور دونوں کے اندر بکھری ہوئی مخلوقات ساکن، متحرک مقیم، مسافر، جو شے ہوا کی بلندیوں پر ہے اور زمین کی تہ میں ہے۔ سب تیرے لئے ہے (۱۰) اور ہم بھی





يَحْوِينا مُلْكُكَ وَ سُلْطانُكَ وَتَضُمُّنا مَشِيَّتُكَ وَ نَتَصَرَّفُ عَنْ أَمْرِكَ وَنَتَقَلَّبُ في تَدْبيرِكَ (١١) لَيْسَ لَنا مِنَ الأَمْرِ إلّا ما قَضَيْتَ وَلا مِنَ الْخَيْرِ إلَّا ما أَعْطَيْتَ (١٢) وَهٰذا يَوْمٌ حادِثٌ جَديدٌ وَّهُوَ عَلَيْنا شاهِدٌ عَتيدٌ [١٠] إنْ أَحْسَنّا وَدَّعَنا بِحَمْدٍ وَّإنْ أَسَأْنا فارَقَنا بِذَمٍّ (١٣) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّءالِهِ وَارْزُقْنا حُسْنَ مُصاحَبَتِهِ وَاعْصِمْنا مِنْ سُوْءِ مُفارَقَتِهِ بِارْتِكابِ جَريرَةٍ أَوْ اقْتِرافِ صَغيرَةٍ [١١] أَوْ كَبيرَةٍ (١٤) وَّأَجْزِلْ لَنا فيهِ مِنَ الْحَسَناتِ وَأَخْلِنا فيهِ مِنَ السَّيِّئاتِ وَامْلَأْ لَنا ما بَيْنَ طَرَفَيْهِ حَمْداً وَّ شُكْراً وَّأَجْراً وَّذُخْراً وَّفَضْلاً وَّإحْساناً (١٥) اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ عَلَى الْكِرامِ الْكاتِبينَ[١٢] مَئُونَتَنا وَامْلَأْ لَنا مِنْ حَسَناتِنا صَحائِفَنا[١٣] وَلاَ تُخْزِنا عِنْدَهُمْ بِسُوءِ أَعْمالِنا (١٦) اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لَنا في كُلِّ ساعَةٍ مِّنْ ساعاتِهِ حَظّاً مِّنْ عِبادَتِكَ [١٤] وَنَصيباً مِّنْ شُكْرِكَ وَشاهِدَ صِدْقٍ مِّنْ مَلائِكَتِكَ (١٧) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّءالِهِ وَاحْفَظْنا مِنْ بَيْنِ أَيْدينا[١٥] وَ مِنْ خَلْفِنا وَ عَنْ أَيْمانِنا وَ عَنْ شَمائِلِنا وَ مِنْ جَميعِ نَواحينا حِفْظاً عاصِماً مِّنْ مَّعْصِيَتِكَ هادِياً إلىٰ طاعَتِكَ مُسْتَعْمِلاً لِّمَحَبَّتِكَ[١٦] (١٨) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّءالِهِ وَوَفِّقْنا في يَوْمِنا هٰذا وَلَيْلَتِنا هٰذِهِ وَفي جَميعِ أَيّامِنا لاسْتِعْمالِ الْخَيْرِ وَ هِجْرانِ الشَّرِّ وَشُكْرِ النِّعَمِ وَاتِّباعِ السُّنَنِ وَمُجانَبَةِ الْبِدَعِ[١٧] وَالأَمْرِ بِالْمَعْرُوف

تیرے ہی قبضہ میں ہیں تیرا اقتدار، تیری سلطنت ہمارے سارے وجود پر حاوی ہے اور تیری مشیت ہمیں اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے ہم تیرے ہی حکم سے تصرف کرتے ہیں اور تیری ہی تدبیر سے کروٹیں بدلتے ہیں (۱۱) ہمارا حصہ معاملات میں اتنا ہی ہے جس کا تو نے فیصلہ کردیا ہے۔ اور خیر بھی وہی ہے جو تو نے عطا کردیا ہے۔ (۱۲) یہ ایک نیا دن ہے لیکن ہمارا پرانا گواہ ہے جو ہر وقت حاضر رہتا ہے کہ ہم اچھا کام کرتے ہیں تو ہمیں شکر کے ساتھ رخصت کرتا ہے اور برا کام کرتے ہیں تو مذمت کر کے چلا جاتا ہے۔

(۱۳) خدایا محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور ہمیں اس کی بہترین مصاحبت عطا فرما اور اس کی بدترین جدائی سے محفوظ فرما جو کسی جرم کے ارتکاب اور کسی گناہ صغیرہ یا کبیرہ کے عمل سے حاصل ہوتی ہے (۱۴) ہمارے لئے نیکیوں کی کثرت میں اضافہ فرمادے اور ہمیں برائیوں سے خالی کردے اور ہمارے لئے دن کے دونوں اطراف کو حمد، اجر، ذخیرہ، فضل اور احسان سے معمور کردے۔

(۱۵) خدایا نامۂ اعمال لکھنے والے محترم فرشتوں کے لئے ہمارے اعمال کی زحمت کو کم کردے اور ہمارے صحیفہ کو نیکیوں سے بھردے ہمیں برے اعمال کے وقت ان فرشتوں کے سامنے رسوا نہ کرنا۔

(۱۶) خدایا ہمارے لئے اس دن کی ہر ساعت میں اپنی عبادت کا ایک حصہ، اپنے شکر کا ایک نصیب اور اپنے ملائکہ میں سے بہترین سچا گواہ عطا فرمادے۔ (۱۷) خدایا محمد آل محمد پر رحمت نازل فرما اور ہمیں سامنے، پیچھے، داہنے بائیں ہر طرف سے اپنی حفاظت عطا فرما جو تیری معصیت سے محفوظ بنادے اور تیری اطاعت کی ہدایت دیدے اور تیری محبت کو باعمل بنادے۔

(۱۸) خدایا محمد آل محمد پر رحمت نازل فرما اور ہمیں آج کے دن اور آج کی رات اور تمام دنوں میں خیر کو عمل میں لانے، شر کو ترک کرنے، نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے، سنتوں کا اتباع کرنے، بدعتوں سے کنارہ کش رہنے، نیکیوں کا حکم دینے، برائیوں سے روکنے، اسلام کی حفاظت کرنے، باطل کی کمزوریوں کے اظہار کرنے اور اسے ذلیل کرنے، اہل حق کے اعزاز، دردمندوں کی دادرسی کرنے کی توفیق عنایت فرما۔

وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ[١٨] وَحِياطَةِ الْإِسْلامِ وَانْتِقاصِ الْباطِلِ وَإِذْلالِهِ وَنُصْرَةِ الْحَقِّ وَإِعْزازِهِ وَإِرْشادِ الضّالِّ وَمُعاوَنَةِ الضَّعيفِ وَإِدْراكِ اللَّهيفِ (١٩) اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاجْعَلْهُ أَيْمَنَ يَوْمٍ عَهِدْناهُ وَأَفْضَلَ صاحِبٍ صَحِبْناهُ وَخَيْرَ وَقْتٍ ظَلَلْنا فيهِ (٢٠) وَاجْعَلْنا مِنْ أَرْضىٰ مَنْ مَرَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ وَالنَّهارُ مِنْ جُمْلَةِ خَلْقِكَ أَشْكَرَهُمْ[١٩] لِما أَوْلَيْتَ مِنْ نِعَمِكَ وَأَقْوَمَهُمْ بِما شَرَعْتَ مِنْ شَرائِعِكَ وَأَوْقَفَهُمْ عَمّا حَذَّرْتَ مِنْ نَهْيِكَ (٢١) اللّٰهُمَّ إِنّي أُشْهِدُكَ وَكَفىٰ بِكَ شَهيداً وَأُشْهِدُ سَماءَكَ وَأَرْضَكَ وَمَنْ أَسْكَنْتَهُما مِنْ مَلائِكَتِكَ وَسائِرِ خَلْقِكَ في يَوْمي هٰذا وَساعَتي هٰذِهِ وَلَيْلَتي هٰذِهِ وَمُسْتَقَرّي هٰذا أَنّي أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ اللهُ الَّذي لا إِلٰهَ إِلّا أَنْتَ قائِمٌ بِالْقِسْطِ عَدْلٌ فِي الْحُكْمِ رَؤُفٌ بِالْعِبادِ مالِكُ الْمُلْكِ رَحيمٌ بِالْخَلْقِ (٢٢) وَأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ وَخِيَرَتُكَ مِنْ خَلْقِكَ حَمَّلْتَهُ رِسالَتَكَ فَأَدّاها وَأَمَرْتَهُ بِالنُّصْحِ لِأُمَّتِهِ فَنَصَحَ لَها (٢٣) اللّٰهُمَّ فَصَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ أَكْثَرَ ما صَلَّيْتَ عَلىٰ أَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ وَآتِهِ عَنّا أَفْضَلَ ما آتَيْتَ أَحَداً مِنْ عِبادِكَ وَاجْزِهِ عَنّا أَفْضَلَ وَأَكْرَمَ ما جَزَيْتَ أَحَداً مِنْ أَنْبِيائِكَ عَنْ أُمَّتِهِ (٢٤) إِنَّكَ أَنْتَ الْمَنّانُ بِالْجَسيمِ الْغافِرُ لِلْعَظيمِ وَأَنْتَ أَرْحَمُ مِنْ كُلِّ رَحيمٍ فَصَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الطَّيِّبينَ الطّاهِرينَ الْأَخْيارِ الْأَنْجَبينَ .

(۱۹) خدایا محمد آل محمد پر رحمت نازل فرما اور اس دن کو میری زندگی کا مبارک ترین دن، بہترین وقت بنادے جس کے زیر سایہ میں نے زندگی گذاری ہو۔

(۲۰) ہمیں ان لوگوں میں قرار دیدے جن پر تیری تمام مخلوقات میں آج کے شب و روز گذارے ہوں اور انھوں نے تیری دی ہوئی نعمتوں کا شکریہ ادا کیا ہو۔ اور تیرے مقرر کردہ قوانین پر سب سے زیادہ قائم رہنے والوں میں ہوں اور تیری ممنوعہ اشیاء سے رک جانے والوں میں سے زیادہ محتاط ہوں۔

(۲۱) خدایا میں تجھے گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ تو گواہی کیلئے کافی ہے۔ اور تیرے آسمان و زمین کو بھی گواہ بنا رہا ہوں اور تیری تمام مخلوقات کو گواہ قرار دے رہا ہوں آج کے دن۔ اور آج کی ساعت۔ اور آج کی رات اور اس منزل میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی وہ خدا ہے جس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے تو عدل کے ساتھ قائم ہے اور عادلانہ فیصلہ کرنے والا ہے اور بندوں پر مہربان ہے اور سارے ملک کا مالک ہے اور تمام مخلوقات پر مہربان ہے (۲۲) اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد تیرے بندہ، رسول اور مخلوقات میں تیرے پسندیدہ ہیں تو نے انھیں رسالت کا ذمہ دار بنایا تو انھوں نے پیغام کو پہنچا دیا اور امت کو نصیحت کا حکم دیا تو نصیحت فرمادی۔

(۲۳) خدایا اب محمد و آل محمد پر اس سے زیادہ رحمت نازل فرما جس قدر تو نے اپنے کسی بھی بندہ پر نازل کی ہو اور انھیں ہماری طرف سے اس سے بہتر رحمت عنایت فرمادے جو تو نے کسی بھی بندہ کو عنایت کیا ہے اور ہماری طرف سے اس سے بہتر اور اشرف جزا دیدے جو تو نے کسی بھی امت کی طرف سے کسی بھی پیغمبر کو عطا کی ہو (۲۴) بیشک تو بڑے احسانات کرنے والا اور عظیم گناہوں کا معاف کرنے والا اور ہر مہربان سے زیادہ مہربانی کرنے والا اور ہے حضرت محمد اور ان کی طیب و طاہر، پسندیدہ اور پاکیزہ اولاد پر رحمت نازل فرما۔



(٧) وَكَانَ مِنْ دُعَائِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِذَا عَرَضَتْ لَهُ مُهِمَّةٌ أَوْ نَزَلَتْ بِهِ مُلِمَّةٌ وَ عِنْدَ الْكَرْبِ

(١) يَا مَنْ تُحَلُّ [١] بِهِ عُقَدُ الْمَكَارِهِ وَيَا مَنْ يُفْثَأُ بِهِ حَدُّ الشَّدَائِدِ وَ يَا مَنْ يُلْتَمَسُ مِنْهُ الْمَخْرَجُ إِلَىٰ رَوْحِ الْفَرَجِ (٢) ذَلَّتْ لِقُدْرَتِكَ الصِّعَابُ وَ تَسَبَّبَتْ بِلُطْفِكَ الْأَسْبَابُ وَ جَرَىٰ بِقُدْرَتِكَ الْقَضَاءُ وَ مَضَتْ عَلَىٰ إِرَادَتِكَ الْأَشْيَاءُ (٣) فَهِيَ بِمَشِيَّتِكَ دُونَ قَوْلِكَ مُؤْتَمِرَةٌ وَّبِإِرَادَتِكَ دُونَ نَهْيِكَ مُنْزَجِرَةٌ (٤) أَنْتَ الْمَدْعُوُّ لِلْمُهِمَّاتِ وَأَنْتَ الْمَفْزَعُ فِي الْمُلِمَّاتِ لَا يَنْدَفِعُ مِنْهَا إِلَّا مَا دَفَعْتَ وَلَا يَنْكَشِفُ مِنْهَا إِلَّا مَا كَشَفْتَ (٥) وَقَدْ نَزَلَ بِي يَا رَبِّ مَا قَدْ تَكَأَّدَنِي ثِقْلُهُ وَ أَلَمَّ بِي مَا قَدْ بَهَظَنِي حَمْلُهُ (٦) وَبِقُدْرَتِكَ أَوْرَدْتَهُ عَلَيَّ وَ بِسُلْطَانِكَ وَجَّهْتَهُ إِلَيَّ (٧) فَلَا مُصْدِرَ لِمَا أَوْرَدْتَ وَلَا صَارِفَ لِمَا وَجَّهْتَ وَلَا فَاتِحَ لِمَا أَغْلَقْتَ وَلَا مُغْلِقَ لِمَا فَتَحْتَ وَلَا مُيَسِّرَ لِمَا عَسَّرْتَ وَلَا نَاصِرَ لِمَنْ خَذَلْتَ (٨) فَصَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ [٢] وَافْتَحْ لِي يَا رَبِّ بَابَ الْفَرَجِ بِطَوْلِكَ وَ اكْسِرْ عَنِّي سُلْطَانَ الْهَمِّ بِحَوْلِكَ وَأَنِلْنِي حُسْنَ النَّظَرِ فِيمَا شَكَوْتُ وَأَذِقْنِي حَلَاوَةَ الصُّنْعِ فِيمَا سَأَلْتُ وَ هَبْ لِي مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّ فَرَجاً هَنِيئاً وَ

۷۔ کسی بھی اہم امر کے پیش آنے، مصیبت کے نازل ہونے اور رنج وغم واندوہ کے موقع پر آپ کی دعا

(۱) اے وہ جس کے ذریعہ ناگوار حالات کے عقدے کھل جاتے ہیں اور اے وہ جس کے سبب سے سختیوں کی باڑھ کند ہو جاتی ہے اور اے وہ جس سے وسعت واطمینان کی طرف جانے کا راستہ مانگا جاتا ہے (۲) تیری قدرت کے سامنے سختیاں نرم ہو گئیں اور تیرے ہی لطف سے اسباب فراہم ہو گئے اور تیری ہی قوت سے فیصلے نافذ ہو گئے (۳) اور تیرے ہی ارادہ سے تمام چیزیں چل رہی ہیں کہ وہ تیری مشیت کی بلا کہے پابند ہیں اور تیرے ارادہ کے سامنے بغیر منع کئے ہوئے رکی ہوئی ہیں تو ہی ہے جسے اہم امور میں پکارا جاتا ہے (۴) اور تو ہی ہے جس سے مشکلات میں پناہ مانگی جاتی ہے کوئی مصیبت تیرے بغیر دفع نہیں ہو سکتی ہے اور کوئی مشکل تیرے بغیر حل نہیں ہو سکتی ہے اس وقت میرے اوپر وہ مصیبت نازل ہو گئی ہے (۵) جس کے بوجھ نے مجھے تھکا دیا ہے اور وہ آفت آپڑی ہے جس کی سنگینی نے مجھے عاجز کر دیا ہے تو نے ہی اسے اپنی قدرت سے وارد کیا ہے (۶) اور تو نے ہی اپنی طاقت سے اس کا رخ میری طرف موڑ دیا ہے اور اب وارد ہو جانے والے کو نکالنے والا اور آنے والے کو موڑنے والا (۷) اور بند دروازوں کا کھولنے والا اور کھلے راستوں کا بند کرنے والا اور مشکلات کا آسان کرنے والا اور بے سہارا کی امداد کرنے والا تیرے علاوہ کوئی نہیں ہے (۸) لہٰذا محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور میرے لئے اپنے کرم سے سکون کا دروازہ کھول دے اور میری خاطر اپنی قوت سے رنج وغم کا زور توڑ دے میں نے جس بات کی فریاد کی ہے اس کے لئے اپنی بہترین نظر عنایت فرما دے اور جس چیز کا سوال کیا ہے اس میں بہترین سلوک فرما مجھے اپنی طرف سے، رحمت اور خوشگوار سکون عطا فرما اور مشکلات سے نکلنے کا فوری راستہ

اجْعَلْ لّي مِنْ عِنْدِكَ مَخْرَجاً وَّحِيًّا (٩) وَلا تَشْغَلْني [٣] بِالإِهْتِمامِ عَنْ تَعاهُدِ فُرُوضِكَ وَاسْتِعْمالِ سُنَّتِكَ (١٠) فَقَدْ ضِقْتُ لِما نَزَلَ بي يا رَبِّ ذَرْعاً وَّامْتَلأْتُ بِحَمْلِ ما حَدَثَ[٤] عَلَيَّ هَمّاً وَّأَنْتَ الْقادِرُ عَلىٰ كَشْفِ ما مُنيتُ بِهِ وَ دَفْعِ ما وَقَعْتُ فيهِ فَافْعَلْ بي ذٰلِكَ وَ إِنْ لَّمْ أَسْتَوْجِبْهُ مِنْكَ ياذَا الْعَرْشِ الْعَظيمْ.[٥]



بتادے مجھے مشکلات کی فکر میں مبتلا ہو کر واجبات کے خیال اور مستحبات کے استعمال سے غافل نہ ہونے دینا کہ (۹) میں اس نازل ہونے والی مصیبت کی بناپر تنگدل ہو گیا ہوں اور اس حادثہ کا بوجھ اٹھانے کی بناپر رنج وغم سے بھر گیا ہوں۔ (۱۰) اور تو اس بلا کے ٹالنے پر قادر ہے جس میں میں مبتلا ہو گیا ہوں اور اس مصیبت کو دفع کر سکتا ہے جس میں واقع ہو گیا ہوں تو اب یہ کرم فرمادے۔ اگرچہ میں اس کا حقدار نہیں ہوں۔ اے عرش عظیم کے مالک۔





(۸)وَكانَ مِنْ دُعائِهِ عَلَيْهِ السَّلامُ فِى الإِسْتِعاذَةِ مِنَ الْمَكارِهِ وَسَيِّئِ الأَخْلاقِ وَمَذامِّ الأَفْعالِ

(۱) اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ[۱] مِنْ هَيَجانِ الْحِرْصِ وَسَوْرَةِ الْغَضَبِ وَغَلَبَةِ الْحَسَدِ وَضَعْفِ الصَّبْرِ وَقِلَّةِ الْقَناعَةِ وَشَكاسَةِ الْخُلُقِ وَإِلْحاحِ الشَّهْوَةِ وَمَلَكَةِ الْحَمِيَّةِ (۲) وَمُتابَعَةِ الْهَوىٰ وَمُخالَفَةِ الْهُدىٰ وَسِنَةِ الْغَفْلَةِ وَتَعاطِي الْكُلْفَةِ وَإِيثارِ الْباطِلِ عَلَى الْحَقِّ وَالإِصْرارِ عَلَى الْمَأْثَمِ وَاسْتِصْغارِ الْمَعْصِيَةِ وَاسْتِكْبارِ الطّاعَةِ (۳) وَمُباهاةِ الْمُكْثِرِينَ وَالإِزْراءِ بِالْمُقِلِّينَ وَسُوءِ الوِلايَةِ لِمَنْ تَحْتَ أَيْدِينا وَتَرْكِ الشُّكْرِ لِمَنْ اصْطَنَعَ العارِفَةَ عِنْدَنا (۴) أَوْ أَنْ نَعْضُدَ ظالِماً أَوْ نَخْذُلَ مَلْهُوفاً أَوْ نَرُومَ ما لَيْسَ لَنا بِحَقٍّ أَوْ نَقُولَ فِي الْعِلْمِ بِغَيْرِ عِلْمٍ (۵) وَنَعُوذُ بِكَ أَنْ نَنْطَوِيَ عَلىٰ غِشِّ أَحَدٍ وَأَنْ نُعْجَبَ بِأَعْمالِنا وَنَمُدَّ فِي آمالِنا (۶) وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ سُوءِ السَّرِيرَةِ وَاحْتِقارِ الصَّغِيرَةِ وَأَنْ يَسْتَحْوِذَ عَلَيْنا الشَّيْطانُ أَوْ يَنْكُبَنا[۲] الزَّمانُ أَوْ يَتَهَضَّمَنا[۳] السُّلْطانُ (۷) وَنَعُوذُ بِكَ مِن تَناوُلِ[۴] الإِسْرافِ وَمِنْ فِقْدانِ الكَفافِ[۵] (۸) وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَماتَةِ الأَعْداءِ[۶] وَمِنَ الْفَقْرِ إِلَى الأَكْفاءِ وَمِنْ مَعِيشَةٍ[۷] فِي شِدَّةٍ وَ

۸۔ناخوشگوار حالات، برے اخلاق، قابل مذمت اعمال کے مقابلہ میں خدا کی پناہ طلب کرنے کی دعا۔

(۱) خدایا میں تیری پناہ چاہتا ہوں لالچ کے ہیجان، غضب کی شدت، حسد کے غلبہ، صبر کی کمزوری، قناعت کی قلت، اخلاق کی ابتری، خواہشات کے دباؤ، تعصب کی حاکمیت (۲) ہوائے نفس کی اتباع، ہدایت کی مخالفت، غفلت کی نیند، تکلف پسندی، حق پر باطل کے مقدم کرنے، گناہوں پر اصرار کرنے، معصیت کو معمولی خیال کرنے، اطاعت کو تکلیف دہ تصور کرنے۔(۳) دولت مندوں سے مقابلہ کرنے، غریبوں کو ذلیل کرنے، زیردستوں کے ساتھ بدترین سلوک کرنے، نیک برتاؤ کرنے والوں کا شکریہ ادا نہ کرنے۔

(۴) ظالم کی امداد کرنے، مظلوم کو نظر انداز کردینے غیر حق کا مطالبہ کرنے اور بلاسوچ سمجھے بات کہنے سے۔

(۵) اور ہم تیری پناہ چاہتے ہیں اس بات سے کہ دل میں کسی کے ساتھ فریب کرنے کا ارادہ کریں یا اپنے اعمال میں خود پسندی کا شکار ہو جائیں یا لمبی لمبی امیدیں پیدا کریں۔(۶) اور ہم اس بات سے بھی پناہ چاہتے ہیں کہ ہمارا باطن خراب ہو اور ہم گناہ صغیرہ کو حقیر خیال کریں یا شیطان ہم پر غالب آجائے یا زمانہ ہم کو مصائب میں مبتلا کردے یا حاکم ہمیں پامال کردے۔

(۷) اور ہم اس بات سے بھی پناہ چاہتے ہیں کہ فضول خرچی اختیار کریں اور قناعت کو کھو بیٹھیں۔(۸) اور اس بات سے بھی پناہ چاہتے ہیں کہ دشمن ہمیں طعنے دے سکیں اور ہم اپنے جیسوں کے محتاج ہو جائیں یا ہماری معیشت شدت کا شکار ہو جائے یا موت بلا کسی تیاری کے آجائے۔

مِيتَةٍ عَلىٰ غَيْرِ عُدَّةٍ [٨](٩) وَنَعُوذُ بِكَ مِنَ الْحَسْرَةِ الْعُظْمىٰ [٩]وَالْمُصيبَةِ الْكُبْرىٰ وَأَشْقىٰ الشَّقاءِ وَسُوءِ الْمَئابِ وَ حِرْمانِ الثَّوابِ وَحُلُولِ الْعِقابِ (١٠) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ أَعِذْني مِنْ كُلِّ ذٰلِكَ بِرَحْمَتِكَ وَ جَميعِ الْمُؤْمِنينَ وَالْمُؤْمِناتِ يا أَرْحَمَ الرّاحِمينَ.



(۹)اور ہم تیری پناہ چاہتے ہیں عظیم حسرت، بڑی مصیبت، بدترین بدبختی، برے انجام، ثواب سے محرومی اور عذاب کے نازل ہونے سے (۱۰) خدایا محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما اور مجھے ان تمام بلاؤں سے پناہ دیدے۔ اپنی رحمت کے سہارے۔ اور تمام مومنین و مومنات کو بھی پناہ دیدے اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔





(۹) وَكانَ مِنْ دُعائِهِ عَلَيْهِ السَّلامُ فى الاِشْتِياقِ إِلىٰ طَلَبِ الْمَغْفِرَةِ[۱] مِنَ اللهِ جلّ جلالهُ

(۱) اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ وَ صَيِّرْنا إِلىٰ مَحْبُوبِكَ مِنَ التَّوْبَةِ [۲]وَأَزِلْنا عَنْ مَكْرُوهِكَ مِنَ الإِصْرارِ (۲) اللّٰهُمَّ وَ مَتىٰ وَقَفْنا بَيْنَ نَقْصَيْنِ في دِينٍ أَوْ دُنْيا فَأَوْقِعِ [۳]النَّقْصَ بِأَسْرَعِهِما فَناءً وَّ اجْعَلِ التَّوْبَةَ في أَطْوَلِهِما بَقاءً (۳) وَّ إِذا هَمَمْنا بِهَمَّيْنِ يُرْضِيكَ أَحَدُهُما عَنّا وَيُسْخِطُكَ الأخَرُ عَلَيْنا فَمِلْ بِنا إِلىٰ ما يُرْضِيكَ عَنّا وَ أَوْهِنْ قُوَّتَنا عَمّا يُسْخِطُكَ عَلَيْنا (۴) وَلا تُخَلِّ في ذٰلِكَ بَيْنَ نُفُوسِنا [۴]وَ اخْتِيارِها فَإِنَّها مُخْتارَةٌ لِّلْباطِلِ إِلّا ما وَفَّقْتَ أَمّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلّا ما رَحِمْتَ (۵) اللّٰهُمَّ وَ إِنَّكَ مِنَ الضَّعْفِ خَلَقْتَنا[۵] وَ عَلىٰ الْوَهْنِ بَنَيْتَنا وَ مِنْ ماءٍ مَّهِينٍ ابْتَدَأْتَنا فَلا حَوْلَ لَنا إِلّا بِقُوَّتِكَ وَلا قُوَّةَ لَنا إِلّا بِعَوْنِكَ (۶) فَأَيِّدْنا بِتَوْفِيقِكَ[۶] وَ سَدِّدْنا بِتَسْدِيدِكَ وَ أَعْمِ أَبْصارَ قُلُوبِنا عَمّا خالَفَ مَحَبَّتَكَ وَلا تَجْعَلْ لِشَيْءٍ مِّنْ جَوارِحِنا نُفُوذاً في مَعْصِيَتِكَ (۷) اللّٰهُمَّ فَصَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ وَ اجْعَلْ هَمَساتِ قُلُوبِنا وَ حَرَكاتِ أَعْضائِنا وَلَمَحاتِ أَعْيُنِنا وَلَهَجاتِ أَلْسِنَتِنا في مُوجِباتِ ثَوابِكَ حَتّىٰ لا تَفُوتَنا حَسَنَةٌ نَّسْتَحِقُّ بِها جَزاءَكَ وَلا تَبْقىٰ لَنا سَيِّئَةٌ نَّسْتَوْجِبُ بِها عِقابَكَ .



۹۔ اشتیاق طلب مغفرت کے سلسلہ میں آپ کی دعا

(۱) خدایا محمد آل محمد پر رحمت نازل فرما اور ہم کو اپنی محبوب صفت توبہ تک پہنچا دے اور اس ناگوار صفت سے دور کر دے جس کا نام ہے گناہوں پر اصرار۔ (۲) خدایا جب بھی ہم دین یا دنیا کی دو کمزوریوں کے درمیان کھڑے ہوں تو ہماری کمزوری کو اس میں قرار دیدینا جو جلدی فنا ہونے والی ہے یعنی دنیا اور ہماری توبہ کو اس حصہ میں قرار دینا جو دیر تک باقی رہنے والی ہے یعنی آخرت۔ (۳) اور جب ہمارے دل میں دو ارادے پیدا ہوں ایک تجھے راضی کرنے والا ہو اور دوسرا ناراض کرنے والا۔ (۴) ہو تو ہمیں ادھر موڑ دینا جس میں تیری رضا ہو اور ان معاملات میں ہمارے نفس کو آزاد نہ چھوڑ دینا کہ یہ تیری توفیق کے بغیر ہمیشہ باطل ہی کو اختیار کرے گا کہ اس کا کام ہی برائیوں کا حکم دینا ہے جب تک تیرا رحم و کرم شامل حال نہ ہو جائے۔ (۵) خدایا تو نے ہمیں انتہائی کمزوری کی حالت میں پیدا کیا ہے اور انتہائی ناتوانی پر ہماری بنیاد قائم کی ہے اور ایک گندے پانی سے ہمارا آغاز کیا ہے تو اب تیری طاقت کے بغیر ہماری کوئی تدبیر نہیں ہے تیری مدد کے بغیر ہماری کوئی قوت نہیں ہے۔ (۶) اب تو ہی اپنی توفیق سے ہمیں قوت۔ عطا فرما اور اپنی رہنمائی سے ہمیں سیدھے راستہ پر لگا دے ہمارے دل کی آنکھوں کو ان چیزوں سے اندھا بنا دے جو تیری محبت کے خلاف ہوں اور ہمارے اعضاء و جوارح میں کسی ایک کو بھی معصیت میں نفوذ نہ عطا فرما۔ (۷) خدایا محمد آل محمد پر رحمت نازل فرما اور ہمارے دل کے خیالات، اعضاء کے حرکات، آنکھوں کے اشارات زبان کے بیانات سب کو اپنے ثواب کے اسباب میں قرار دیدے تا کہ ہم سے کوئی وہ نیکی جانے نہ پائے جس سے تیری جزا کا استحقاق پیدا ہوتا ہو اور ہماری کوئی ایسی برائی باقی نہ رہ جائے جس سے عذاب کا استحقاق پیدا ہوتا ہو۔



(۱۰) وَكَانَ مِنْ دُعَائِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي اللَّجَإِ إِلَى اللّٰهِ تعالى

(۱) اَللّٰهُمَّ إِنْ تَشَأْ[۱] تَعْفُ عَنَّا فَبِفَضْلِكَ وَإِنْ تَشَأْ تُعَذِّبْنَا فَبِعَدْلِكَ (۲) فَسَهِّلْ لَنَا عَفْوَكَ بِمَنِّكَ وَأَجِرْنَا مِنْ عَذَابِكَ بِتَجَاوُزِكَ فَإِنَّهُ لَا طَاقَةَ لَنَا بِعَدْلِكَ وَلَا نَجَاةَ لِأَحَدٍ مِنَّا دُونَ عَفْوِكَ (۳) يَا غَنِيَّ الْأَغْنِيَاءِ هَا نَحْنُ عِبَادُكَ[۲] بَيْنَ يَدَيْكَ وَ أَنَا أَفْقَرُ الْفُقَرَاءِ إِلَيْكَ فَاجْبُرْ فَاقَتَنَا بِوُسْعِكَ وَلَا تَقْطَعْ رَجَاءَنَا بِمَنْعِكَ فَتَكُونَ قَدْ أَشْقَيْتَ مَنِ اسْتَسْعَدَ بِكَ وَ حَرَمْتَ مَنِ اسْتَرْفَدَ فَضْلَكَ (۴) فَإِلَىٰ مَنْ حِينَئِذٍ مُنْقَلَبُنَا عَنْكَ وَ إِلَىٰ أَيْنَ مَذْهَبُنَا عَنْ بَابِكَ سُبْحَانَكَ نَحْنُ الْمُضْطَرُّونَ الَّذِينَ أَوْجَبْتَ[۳] إِجَابَتَهُمْ وَأَهْلُ السُّوءِ الَّذِينَ وَعَدْتَ الْكَشْفَ عَنْهُمْ (۵) وَأَشْبَهُ الْأَشْيَاءِ بِمَشِيَّتِكَ وَ أَوْلَى الْأُمُورِ بِكَ فِي عَظَمَتِكَ رَحْمَةُ مَنِ اسْتَرْحَمَكَ وَ غَوْثُ مَنِ اسْتَغَاثَ بِكَ فَارْحَمْ تَضَرُّعَنَا إِلَيْكَ وَأَغْنِنَا إِذْ طَرَحْنَا أَنْفُسَنَا بَيْنَ يَدَيْكَ (۶) اَللّٰهُمَّ إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ شَمِتَ بِنَا إِذْ شَايَعْنَاهُ عَلَىٰ مَعْصِيَتِكَ فَصَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَلَا تُشْمِتْهُ[۴] بِنَا بَعْدَ تَرْكِنَا إِيَّاهُ لَكَ وَ رَغْبَتِنَا عَنْهُ إِلَيْكَ .



۱۰۔خدائے متعال کی بارگاہ میں التجاء کے سلسلہ میں آپکی دعا

(۱) خدایا اگر تو ہمیں معاف کرنے کا ارادہ کرے گا تو یہ تیرے فضل کا نتیجہ ہوگا اور اگر عذاب کرنا چاہے گا تو یہ تیرے انصاف کا تقاضا ہوگا (۲) لہٰذا معبود ہمارے لئے اپنے کرم سے معافی کو آسان بنادے اور ہمیں اپنے درگزر کے ذریعہ عذاب سے محفوظ بنادے۔ہم تیرے انصاف کی تاب نہیں لا سکتے ہیں اور ہم میں کسی کو بھی تیری معافی کے بغیر نجات نہیں مل سکتی ہے (۳) اے تمام غنیوں سے زیادہ غنی ۔ہم تیرے بندے تیری بارگاہ میں حاضر ہیں اور ہم سب سے زیادہ فقیر بھی ہیں ۔لہٰذا اپنی وسعت سے ہمارے فاقہ کا علاج فرمادے اور رزق کو روک کر ہماری امید کو ناامید نہ کردینا کہ اس طرح جس نے تجھ سے فضل وکرم کا تقاضا کیا تھا اسی کو محروم کردے گا (۴) اور ایسا ہوگیا تو تجھ سے ہٹ کر میں جاؤں گا کس کی طرف ؟اور تیرے دروازہ کو چھوڑ کر میرا راستہ کس طرف ہوگا ؟ تو پاک و پاکیزہ ہے اور ہم وہ بدترین حالات والے ہیں جن کی تکلیف کو دور کرنے کا تو نے اعلان کیا ہے (۵) تیری مشیت کے لئے سب سے زیادہ مناسب اور تیری عظمت کے لئے سب سے زیادہ شایان شان یہی ہے ۔کہ طالب رحمت پر مہربانی کرے اور فریاد کرنے والے کی فریادرسی کرے لہٰذا اب اپنی بارگاہ میں ہماری تضرع وزاری پر رحم فرما اور جب ہم نے اپنے نفس کو تیرے سامنے ڈال دیا ہے تو ہمیں بے نیاز بنادے۔

(۶) خدایا جب ہم تیری نافرمانی کرکے شیطان کا ساتھ دیتے ہیں تو وہ ہمیں طعنے دیتا ہے لہٰذا تو محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور جب ہم نے تیرے لئے اسے چھوڑ دیا ہے اور اس سے کنارہ کش ہو کر تیری طرف آگئے ہیں تو اب اسے طعنہ دینے کا موقع نہ دینا (کہ اللہ کا بندہ ہم سے الگ ہو کر جہنم میں چلا گیا)



(۱۱) وَكَانَ مِنْ دُعَائِهِ عَلَيْهِ السَّلامُ بِخَوَاتِمِ الْخَيْرِ[۱]

(۱) يَا مَنْ ذِكْرُهُ [۲]شَرَفٌ لِلذَّاكِرِينَ وَ يَا مَنْ شُكْرُهُ فَوْزٌ لِلشَّاكِرِينَ وَ يَا مَنْ طَاعَتُهُ [۳]نَجَاةٌ لِلْمُطِيعِينَ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ وَاشْغَلْ قُلُوبَنَا بِذِكْرِكَ عَنْ كُلِّ ذِكْرٍ وَّ أَلْسِنَتَنَا بِشُكْرِكَ عَنْ كُلِّ شُكْرٍ وَّجَوَارِحَنَا بِطَاعَتِكَ عَنْ كُلِّ طَاعَةٍ (۲) فَإِنْ قَدَّرْتَ لَنَا فَرَاغاً مِّنْ شُغْلٍ فَاجْعَلْهُ فَرَاغَ سَلَامَةٍ لَّا تُدْرِكُنَا فِيهِ تَبِعَةٌ وَّلَا تَلْحَقُنَا فِيهِ [۴]سَأْمَةٌ حَتَّى يَنْصَرِفَ عَنَّا كُتَّابُ السَّيِّئَاتِ بِصَحِيفَةٍ خَالِيَةٍ مِّنْ ذِكْرِ سَيِّئَاتِنَا وَيَتَوَلَّى كُتَّابُ الْحَسَنَاتِ عَنَّا مَسْرُورِينَ بِمَا كَتَبُوا مِنْ حَسَنَاتِنَا (۳) وَ إِذَا انْقَضَتْ أَيَّامُ حَيَاتِنَا وَ تَصَرَّمَتْ مُدَدُ أَعْمَارِنَا وَاسْتَحْضَرَتْنَا[۵] دَعْوَتُكَ الَّتِي لَا بُدَّ مِنْهَا وَ مِنْ إِجَابَتِهَا فَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ وَاجْعَلْ خِتَامَ مَا تُحْصِي عَلَيْنَا كَتَبَةُ أَعْمَالِنَا تَوْبَةً مَّقْبُولَةً لَّا تُوقِفُنَا بَعْدَهَا عَلَى ذَنْبٍ اجْتَرَحْنَاهُ وَلَا مَعْصِيَةٍ اقْتَرَفْنَاهَا (۴) وَلَا تَكْشِفْ عَنَّا سِتْراً سَتَرْتَهُ عَلَى رُءُوسِ الْأَشْهَادِ يَوْمَ تَبْلُوا أَخْبَارَ عِبَادِكَ (۵) إِنَّكَ رَحِيمٌ بِمَنْ دَعَاكَ وَ مُسْتَجِيبٌ [۶]لِّمَنْ نَادَاكَ.



۱۱۔انجام بخیر ہونے کے لئے حضرت کی دعا۔

(۱)اے وہ پروردگار جس کا ذکر ذاکرین کے لئے شرف اور اس کا شکر شاکرین کے لئے وسیلۂ کامیابی ہے۔اور اس کی اطاعت، اطاعت گذاروں کے لئے نجات کا سامان ہے۔۔محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور ہمارے دلوں کو تمام یادوں سے ہٹا کر صرف اپنی یاد میں لگادے اور ہماری زبانوں کو تمام شکریوں کے بجائے اپنے شکر میں مصروف کردے اور ہمارے اعضاء وجوارح کو ہر ایک کی اطاعت سے الگ کر کے اپنی اطاعت میں مشغول کردے۔

(۲)اب اگر تو نے ہمارے لئے کاموں میں کوئی ہنگام فرصت مقدر کیا ہے تو اسے سلامتی کا لمحہ قرار دیدے جس میں کوئی گناہ ہم تک پہنچ نہ سکے اور کوئی خستگی ہم تک آنے نہ پائے تاکہ ہماری برائیوں کے نامۂ اعمال لکھنے والے واپس جائیں تو اپنے لکھے پر خوش ہو کر جائیں۔اور اگر ہماری زندگی کے دن گذرجائیں اور ہماری عمروں کی مدت تمام ہو جائے اور تیری دعوت ہم تک پہنچ جائے جس کا آنا بھی برحق ہے اور قبول کرنا بھی برحق ہے تو محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرمانا۔

(۳)اور ہمارے نامۂ اعمال کے آخری حصہ میں اس مقبول توبہ کو قرار دیدینا جس کے بعد تو ہمارے کئے ہوئے گناہوں پر سرزنش نہ کرے اور ہم جن نافرمانیوں کے مرتکب ہوئے ہیں ان پر ملامت نہ کرے اور جس پردہ کو تو نے ڈال رکھا ہے اسے سب کے سامنے اٹھا نہ دے(۴)اس دن جب تمام بندوں کے اسرار منکشف ہوجائیں گے(۵)بیشک تو اپنے پکارنے والوں پر مہربان ہے اور اپنے آواز دینے والوں کی آواز کو سننے والا ہے۔



(۱۲) وَكَانَ مِنْ دُعَائِهِ عَلَيْهِ السَّلامُ فِي الاِعْتِرَافِ[۱] وَطَلَبِ التَّوْبَةِ إِلىٰ اللهِ تَعالىٰ

(۱) اللّٰهُمَّ إِنَّهُ يَحْجُبُنِي عَنْ مَسْأَلَتِكَ خِلالٌ ثَلاثٌ وَ تَحْدُونِي عَلَيْهَا خَلَّةٌ وَاحِدَةٌ (۲) يَحْجُبُنِي أَمْرٌ أَمَرْتَ بِهِ فَأَبْطَأْتُ عَنْهُ وَ نَهْيٌ نَهَيْتَنِي عَنْهُ فَأَسْرَعْتُ إِلَيْهِ وَ نِعْمَةٌ أَنْعَمْتَ بِهَا عَلَيَّ فَقَصَّرْتُ فِي شُكْرِهَا (۳) وَيَحْدُونِي عَلىٰ مَسْأَلَتِكَ تَفَضُّلُكَ عَلىٰ مَنْ أَقْبَلَ بِوَجْهِهِ إِلَيْكَ وَوَفَدَ بِحُسْنِ ظَنِّهِ إِلَيْكَ إِذْ جَمِيعُ إِحْسَانِكَ تَفَضُّلٌ وَ إِذْ كُلُّ نِعَمِكَ ابْتِدَآءٌ (۴) فَهَآ أَنَا ذَا يَآ إِلٰهِي وَاقِفٌ بِبَابِ عِزِّكَ وُقُوفَ الْمُسْتَسْلِمِ الذَّلِيلِ وَسَآئِلُكَ عَلىٰ الْحَيَآءِ مِنِّي سُؤَالَ الْبَآئِسِ الْمُعِيلِ[۲] (۵) مُقِرٌّ لَكَ بِأَنِّي لَمْ أَسْتَسْلِمْ وَقْتَ إِحْسَانِكَ إِلَّا بِالإِقْلاعِ عَنْ عِصْيَانِكَ وَلَمْ أَخْلُ فِي الْحَالاتِ كُلِّهَا مِنِ امْتِنَانِكَ (۶) فَهَلْ يَنْفَعُنِي يَا إِلٰهِيَ إِقْرَارِي عِنْدَكَ بِسُوءِ مَا اكْتَسَبْتُ[۳] وَهَلْ يُنْجِينِي مِنْكَ اعْتِرَافِي لَكَ بِقَبِيحِ مَا ارْتَكَبْتُ أَمْ أَوْجَبْتَ لِي فِي مَقَامِي هٰذَا سُخْطَكَ أَمْ لَزِمَنِي فِي وَقْتِ دُعَايَ مَقْتُكَ (۷) سُبْحَانَكَ لا أَيْأَسُ مِنْكَ وَقَدْ فَتَحْتَ لِيَ بَابَ التَّوْبَةِ إِلَيْكَ بَلْ أَقُولُ مَقَالَ الْعَبْدِ الذَّلِيلِ الظَّالِمِ لِنَفْسِهِ الْمُسْتَخِفِّ بِحُرْمَةِ رَبِّهِ

۱۲۔ اعتراف قصور اور طلب توبہ کے سلسلہ میں آپ کی دعا

(۱) خدایا مجھے تیری بارگاہ میں ہاتھ پھیلانے سے تین چیزیں روک رہی ہیں اور ایک چیز اس کی دعوت دے رہی ہے روکنے والی اشیاء میں وہ حکم ہے جس کی تعمیل میں میں نے تاخیر کی ہے۔ (۲) اور وہ نہی ہے جس کی طرف تیزی سے دوڑ پڑا ہوں اور وہ نعمت ہے جو تو نے عطا کی مگر میں نے شکریہ میں کوتاہی سے کام لیا۔

(۳) اور دعوت سوال دینے والی چیز تیری یہ ادا ہے کہ تو اپنی طرف توجہ کرنے والوں اور حسن ظن کے ساتھ آنے والوں پر مہربانی کرتا ہے کہ تیرے سارے احسانات فضل و کرم ہی تو ہیں اور تیری ساری نعتیں بغیر کسی استحقاق ہی کے تو ہوتی ہیں۔

(۴) تو خدایا اب میں تیرے دروازۂ عزت پر اس شخص کی طرح کھڑا ہوں جو بندۂ ذلیل اور اپنے کو سپرد کر دینے والا ہے اور حیاء و شرم کے باوجود اس شخص کی طرح سوال کر رہا ہے جو فقیر و محتاج ہو (۵) اور مجھے اس بات کا بھی اقرار ہے کہ تیرے احسانات کے وقت بھی میں نے صرف اتنی ہی اطاعت کی ہے کہ تیرے احسانات سے خالی نہیں رہا ہوں۔

(۶) خدایا تو کیا یہ بداعمالیوں کا اقرار میرے کام آ سکتا ہے؟ اور کیا ان بدترین گناہوں کا اعتراف مجھے نجات دلا سکتا ہے جن کا میں نے ارتکاب کیا ہے؟ یا تو نے اس موقف میں اپنی ناراضگی کو حتمی قرار دیدیا ہے اور وقت دعا بھی تیرا غضب میرے ساتھ لگا رہے گا۔

(۷) تو پاک و بے نیاز ہے اور میں تجھ سے مایوس نہیں ہو سکتا ہوں کہ تو نے توبہ کا دروازہ کھول دیا ہے۔ بلکہ اب تو اس شخص کی طرح بول رہا ہوں جو بندۂ ذلیل اپنے نفس پر ظلم کرنے والا، اپنے رب کی حرمت کا معمولی سمجھنے والا ہے۔

(٨) الَّذي عَظُمَتْ ذُنُوبُهُ فَجَلَّتْ وَأَدْبَرَتْ أَيّامُهُ فَوَلَّتْ حَتّىٰ إذا رَأىٰ مُدَّةَ الْعَمَلِ قَدِ انْقَضَتْ وَغايَةَ الْعُمْرِ قَدِ انْتَهَتْ وَأَيْقَنَ أَنَّهُ لا مَحيصَ لَهُ مِنْكَ وَلا مَهْرَبَ لَهُ عَنْكَ تَلَقّاكَ بِالْإنابَةِ وَأَخْلَصَ لَكَ [۴] التَّوْبَةَ فَقامَ إلَيْكَ بِقَلْبٍ طاهِرٍ نَقِيٍّ ثُمَّ دَعاكَ بِصَوْتٍ حائِلٍ خَفِيٍّ (٩) قَدْ تَطاطَأَ لَكَ فَانْحَنىٰ وَنَكَّسَ رَأْسَهُ فَانْثَنىٰ قَدْ أَرْعَشَتْ خَشْيَتُهُ رِجْلَيْهِ وَغَرَّقَتْ دُمُوعُهُ خَدَّيْهِ يَدْعُوكَ بِيا أَرْحَمَ الرّاحِمينَ وَيا أَرْحَمَ مَنِ انْتابَهُ الْمُسْتَرْحِمُونَ وَيا أَعْطَفَ مَنْ أَطافَ بِهِ الْمُسْتَغْفِرُونَ وَيا مَنْ عَفْوُهُ أَكْثَرُ مِنْ نَقِمَتِهِ وَيا مَنْ رِضاهُ أَوْفَرُ مِنْ سَخَطِهِ (١٠) وَيا مَنْ تَحَمَّدَ إلىٰ خَلْقِهِ بِحُسْنِ التَّجاوُزِ [۵] وَيا مَنْ عَوَّدَ عِبادَهُ قَبُولَ الْإنابَةِ وَيا مَنِ اسْتَصْلَحَ فاسِدَهُمْ بِالتَّوْبَةِ وَيا مَنْ رَضِيَ مِنْ فِعْلِهِمْ بِالْيَسيرِ وَمَنْ كافىٰ قَليلَهُمْ بِالْكَثيرِ وَيا مَنْ ضَمِنَ لَهُمْ إجابَةَ الدُّعاءِ وَيا مَنْ وَعَدَهُمْ عَلىٰ نَفْسِهِ بِتَفَضُّلِهِ حُسْنَ الْجَزاءِ (١١) ما أَنَا بِأَعْصىٰ مَنْ عَصاكَ فَغَفَرْتَ لَهُ وَما أَنَا بِأَلْوَمِ مَنِ اعْتَذَرَ إلَيْكَ فَقَبِلْتَ مِنْهُ وَما أَنَا بِأَظْلَمِ مَنْ تابَ إلَيْكَ فَعُدْتَ عَلَيْهِ (١٢) أَتُوبُ إلَيْكَ في مَقامي هٰذا تَوْبَةَ نادِمٍ عَلىٰ ما فَرَطَ مِنْهُ مُشْفِقٍ مِمّا اجْتَمَعَ عَلَيْهِ خالِصِ الْحَياءِ مِمّا وَقَعَ فيهِ (١٣) عالِمٍ بِأَنَّ الْعَفْوَ عَنِ الذَّنْبِ الْعَظيمِ لا يَتَعاظَمُكَ وَأَنَّ التَّجاوُزَ عَنِ الْإثْمِ الْجَليلِ لا يَسْتَصْعِبُكَ وَأَنَّ احْتِمالَ الْجِناياتِ الْفاحِشَةِ لا يَتَكادُكَ وَأَنَّ أَحَبَّ

(۸) اور جس کے گناہ بہت جلیل و عظیم ہیں اور اس کا دور عمل گذار چکا ہے اب وہ یہ دیکھ رہا ہے کہ مدت عمل تمام ہو چکی ہے اور زندگی انتہا کو پہنچ چکی ہے اور اسے یقین ہے کہ تجھ سے چھٹکارا حاصل کرنے اور فرار کرنے کا کوئی امکان نہیں ہے (۹) تو اب تیری بارگاہ میں رجوع کر رہا ہے اور خلوص کے ساتھ توبہ کرنا چاہتا ہے پاکیزہ اور صاف دل کے ساتھ کھڑا ہوا ہے اور لرزتی ہوئی دھیمی آواز سے تجھے پکار رہا ہے تیری بارگاہ میں سر جھکا کر خمیدہ ہو گیا ہے اور تیرے سامنے سر شرم سے جھک گیا ہے خوف نے اس کے پیروں میں لرزہ پیدا کر دیا ہے اور آنسوؤں نے اس کے رخساروں کو ڈبو دیا ہے اب تجھے یہ کہہ کر پکار رہا ہے کہ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے اور ان تمام مہربانوں سے زیادہ مہربان جن کی بارگاہ میں طالبان رحمت باری باری حاضر ہوتے رہتے ہیں۔ اور سب سے زیادہ عطوفت رکھنے والے جسے استغفار کرنے والے گھیرے رہتے ہیں۔ اے وہ جسکی معافی اسکے عذاب سے زیادہ ہے اور اے وہ جس کی رضا اس کی ناراضگی سے وافر تر ہے۔

(۱۰) اور اے وہ جس نے مخلوقات سے درگذر کرنے کو اپنی تعریف قرار دیا ہے اور اپنے بندوں کو توبہ قبول کرنے کا عادی بنا دیا ہے اور ان کے بدترین حالات کی اصلاح توبہ کے ذریعہ کرتا رہتا ہے۔ وہ ان کے قلیل اعمال پر راضی ہو گیا ہے اور ان کے اسی قلیل عمل پر کثیر جزا بھی دیدی ہے۔ اے وہ جس نے دعاؤں کے قبول کرنے کی ضمانت دی ہے اور بندوں سے تفضّل کی بنا پر بہترین جزا کا وعدہ بھی کیا ہے (۱۱) میں ان تمام گناہگاروں میں سب سے برا نہیں ہوں جنھیں تو نے بخش دیا ہے اور تمام معذرت کو تو نے قبول کر لیا ہے اور ان تمام توبہ کرنے والوں سے بڑا ظالم بھی نہیں ہوں جن کی طرف تو نے مڑ کر دیکھا ہے۔ (۱۲) اب میں اس منزل میں اس شخص کی طرح توبہ کر رہا ہوں جو اپنے اعمال پر شرمندہ ہو گناہوں کے ڈھیر سے خوفزدہ ہو جن برائیوں میں پڑ گیا ہے ان سے واقعاً شرمندہ ہو۔

(۱۳) اور اسے اس بات کا علم ہو کہ تیرے لیے عظیم گناہوں کا معاف کر دینا بھی کوئی بڑا کام نہیں ہے اور بڑی سے بڑی خطا سے درگذر کر دینا بھی کوئی دشوار امر نہیں ہے اور کھلی ہوئی جنایتوں کا

عِبادِکَ إِلَیْکَ مَنْ تَرَکَ الْإِسْتِکْبارَ عَلَیْکَ وَجانَبَ الْإِصْرارَ وَلَزِمَ الاِسْتِغْفارَ (١٤) وَأَنَا أَبْرَأُ إِلَیْکَ مِنْ أَنْ أَسْتَکْبِرَ وَأَعُوذُ بِکَ مِنْ أَنْ أُصِرَّ وَأَسْتَغْفِرُکَ لِما قَصَّرْتُ فِیهِ وَ أَسْتَعِینُ بِکَ عَلیٰ ما عَجَزْتُ عَنْهُ (١٥) اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّءالِه وَهَبْ لِی ما یَجِبُ عَلَیَّ لَکَ وَعافِنِی مِمّا أَسْتَوْجِبُهُ مِنْکَ وَ أَجِرْنِی مِمّا یَخافُهُ أَهْلُ الإِساءَةِ فَإِنَّکَ مَلِیءٌ بِالْعَفْوِ مَرْجُوٌّ لِّلْمَغْفِرَةِ مَعْرُوفٌ بِالتَّجاوُزِ لَیْسَ لِحاجَتِی مَطْلَبٌ سِواکَ وَلا لِذَنْبِی غافِرٌ غَیْرُکَ حاشاکَ (١٦) وَلا أَخافُ عَلیٰ نَفْسِي إِلّا إِیّاکَ إِنَّکَ أَهْلُ التَّقْویٰ وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّءالِ مُحَمَّدٍ وَّ اقْضِ حاجَتِي وَ أَنْجِحْ طَلِبَتِي وَاغْفِرْ ذَنْبِي وَءامِنْ خَوْفَ نَفْسِي إِنَّکَ عَلیٰ کُلِّ شَیْءٍ قَدِیرٌ وَّذٰلِکَ عَلَیْکَ یَسِیرٌ ءامِینَ [٦] رَبَّ الْعالَمِینَ.



برداشت کرلینا بھی تجھے خستہ حال نہیں بنا سکتا ہے۔اور تیری نگاہ میں محبوب ترین بندہ وہ ہے جو تیرے سامنے غرور واستکبار کو ترک کردے اور گناہوں پر اصرار سے کنارہ کشی کرے اور استغفار کو لازم قرار دے لے۔

(۱۴) میں تیری بارگاہ میں اس امر سے برائت کرتا ہوں کہ میں مبتلائے استکبار ہو جاؤں اور اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ گناہوں پر اصرار کروں میں اپنی کوتاہیوں سے استغفار کرتا ہوں اور جو باتیں میرے لئے ممکن نہیں ہیں ان کے لئے طالب امداد ہوں۔

(۱۵) خدایا محمد آل محمد پر رحمت نازل فرما اور مجھے وہ سب کچھ عطا فرمادے جو تیرے لئے مجھ پر لازم ہے اور ان تمام چیزوں سے عافیت دیدے جن کا میں تیری طرف سے حقدار ہوں اور مجھے ان سزاؤں سے پناہ دیدے جن کے تصور سے گناہگار خوفزدہ رہتے ہیں کہ تیری بارگاہ معافی سے معمور ہے اور تجھ سے مسلسل مغفرت کی امید کی جاتی ہے اور تو درگزار کرنے ہی سے پہچانا جاتا ہے میری حاجتوں کا کوئی مدعا تیرے علاوہ نہیں ہے۔

(۱۶) اور میرے گناہوں کا کوئی بخشنے والا تیرے سوا نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے میں اپنے نفس کے لئے تیرے علاوہ کسی سے نہیں ڈرتا ہوں کہ تو ہی اہل تقویٰ بھی ہے اور تو ہی اہل مغفرت بھی ہے محمد آل محمد پر رحمت نازل فرما اور میری حاجتوں کو پورا کردے اور۔ میرے مقاصد کو کامیاب بنادے میرے گناہوں کو معاف کردے اور میرے نفس کے خوف کو سکون واطمینان سے بدل دے کہ تو ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے اور یہ ساری باتیں تیرے لئے بہت آسان ہیں۔۔ آمین اے رب العالمین۔



(١٣) وَ كانَ مِنْ دُعائِهِ عَلَيْهِ السَّلامُ فِى طَلَبِ الْحَوائِجِ[١] إِلَى اللهِ تَعالىٰ

(١) اَللّٰهُمَّ يا مُنْتَهىٰ مَطْلَبِ الْحاجاتِ [٢](٢) وَ يا مَنْ عِنْدَهُ نَيْلُ الطَّلِباتِ (٣) وَ يا مَنْ لا يَبِيعُ نِعَمَهُ بِالأَثْمانَ (٤) وَ يا مَنْ لا يُكَدِّرُ عَطاياهُ بِالامْتِنانِ [٣](٥) وَيا مَنْ يُسْتَغْنىٰ بِهِ وَلا يُسْتَغْنىٰ عَنْهُ (٦) وَيا مَنْ يُرْغَبُ إِلَيْهِ وَ لا يُرْغَبُ عَنْهُ (٧) وَيا مَنْ لا تُفْنِي خَزائِنَهُ الْمَسائِلُ (٨) وَيا مَنْ لا تُبَدِّلُ حِكْمَتَهُ الْوَسائِلُ[٤] (٩) وَ يا مَنْ لا تَنْقَطِعُ عَنْهُ حَوائِجُ الْمُحْتاجِينَ (١٠) وَيا مَنْ لا يُعَنِّيهِ[٥] دُعاءُ الدّاعِينَ (١١) تَمَدَّحْتَ بِالْغَناءِ[٦] عَنْ خَلْقِكَ وَ أَنْتَ أَهْلُ الْغِنىٰ عَنْهُمْ (١٢) وَنَسَبْتَهُمْ إِلَى الْفَقْرِ وَ هُمْ أَهْلُ الْفَقْرِ إِلَيْكَ (١٣) فَمَنْ حاوَلَ سَدَّ خَلَّتِهِ مِنْ عِنْدِكَ وَ رامَ صَرْفَ الْفَقْرِ عَنْ نَفْسِهِ بِكَ فَقَدْ طَلَبَ حاجَتَهُ فِي مَظانِّها وَأَتىٰ طَلِبَتَهُ مِنْ وَجْهِها (١٤) وَ مَنْ تَوَجَّهَ بِحاجَتِهِ إِلىٰ أَحَدٍ[٧] مِنْ خَلْقِكَ أَوْ جَعَلَهُ سَبَبَ نُجْحِها دُونَكَ فَقَدْ تَعَرَّضَ لِلْحِرْمانِ وَاسْتَحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَوْتَ الإِحْسانِ (١٥) اَللّٰهُمَّ وَلِي إِلَيْكَ حاجَةٌ قَدْ قَصَّرَ عَنْها جُهْدِي وَ تَقَطَّعَتْ دُونَها حِيَلِي وَ سَوَّلَتْ[٨] لِي نَفْسِي رَفْعَها إِلىٰ مَنْ يَرْفَعُ حَوائِجَهُ

۱۳۔ مالک سے حاجتیں طلب کرنے کے لئے آپ کی دعا۔

(۱) پروردگارا! اے حاجتوں طلب کرنے کی منزل آخر (۲) اور اے وہ جس کی بارگاہ سے مقاصد حاصل ہوتے ہیں (۳) اور اے وہ مہربان جو اپنی نعمتوں کو قیمتوں کے عوض فروخت نہیں کرتا ہے (۴) اور اپنے عطایا کو احسان جتا کر مکدر نہیں بناتا ہے۔ (۵) لوگ اس کے ذریعہ مستغنی ہوتے ہیں لیکن اس سے مستغنی نہیں ہوسکتے ہیں (۶) اس کی طرف رغبت کی جاتی ہے لیکن اس سے کنارہ کشی نہیں کی جاسکتی ہے (۷) سوالات کی کثرت اس کے خزانوں کو فنا نہیں کرسکتی ہے (۸) اور وسائل معیشت اس کی مصلحت کو بدل نہیں سکتے ہیں۔ (۹) محتاجوں کی حاجتیں اس سے منقطع نہیں ہوسکتی ہیں (۱۰) اور دعا کرنے والوں کی دعائیں اسے عاجز نہیں بناسکتی ہیں۔

(۱۱) تو نے اپنی تعریف ہی یہی کی ہے کہ تو مخلوقات سے بے نیاز ہے (۱۲) اور اس بے نیازی کا اہل ہے اور تو نے مخلوقات کو فقر کی طرف نسبت دی ہے کہ وہ واقعاً تیرے محتاج ہیں (۱۳) لہٰذا جو شخص بھی اپنی حاجت کو تیری بارگاہ سے پورا کرانا چاہتا ہے اور اپنے نفس سے فقر کو تیرے ذریعہ دور کرنا چاہتا ہے اس نے حاجت کو اس کی منزل سے طلب کیا ہے اور مقصد تک صحیح رخ سے آیا ہے (۱۴) اور جس نے بھی اپنی حاجت کا رخ تیرے علاوہ کسی اور کی طرف موڑ دیا۔ یا کامیابی کا راز تیرے علاوہ کسی اور کو قرار دیا ہے اس نے محرومی کا سامان مہیا کرلیا ہے اور تیری بارگاہ سے احسانات کے فوت ہوجانے کا استحقاق پیدا کرلیا ہے۔

(۱۵) خدایا! میری تیری بارگاہ میں ایک ایسی حاجت ہے جس سے میری کوشش قاصر ہے اور میری تدبیریں منقطع ہوگئی ہیں اور مجھے نفس نے ورغلایا ہے کہ میں اسے ایسوں کے پاس لے جاؤں جو خود ہی اپنی حاجتیں تیرے پاس لے کر آتے ہیں اور اپنے ضروریات میں تجھ سے بے نیاز نہیں ہوسکتے ہیں اور

إِلَيْکَ وَلاٰ يَسْتَغْنِي فِي طَلِباٰتِهِ عَنْکَ وَهِيَ زَلَّةٌ مِّنْ زَلَلِ الْخاٰطِئِينَ وَ عَثْرَةٌ مِّنْ عَثَراٰتِ الْمُذْنِبِينَ (١٦) ثُمَّ انْتَبَهْتُ بِتَذْكِيرِکَ لِي مِنْ غَفْلَتِي وَ نَهَضْتُ بِتَوْفِيقِکَ مِنْ زَلَّتِي وَ رَجِعْتُ وَ نَکَصْتُ بِتَسْدِيدِکَ عَنْ عَثْرَتِي (١٧) وَقُلْتُ سُبْحاٰنَ رَبِّي كَيْفَ يَسْأَلُ مُحْتاٰجٌ مُّحْتاٰجاً وَّأَنَّىٰ يَرْغَبُ مُعْدَمٌ إِلىٰ مُعْدَمٍ (١٨) فَقَصَدْتُکَ ياٰ إِلٰهِي بِالرَّغْبَةِ وَأَوْفَدْتُ عَلَيْکَ رَجاٰئِي بِالثِّقَةِ بِکَ (١٩) وَعَلِمْتُ أَنَّ كَثِيرَ ماٰ أَسْأَلُکَ يَسِيرٌ فِي وَجْدِکَ وَ أَنَّ خَطِيرَ ماٰ أَسْتَوْهِبُکَ حَقِيرٌ فِي وُسْعِکَ وَ أَنَّ كَرَمَکَ لاٰ يَضِيقُ عَنْ سُؤاٰلِ أَحَدٍ وَّ أَنَّ يَدَکَ بِالْعَطاٰياٰ أَعْلىٰ مِنْ كُلِّ يَدٍ (٢٠) اَللّٰهُمَّ فَصَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ وَاحْمِلْنِي بِكَرَمِکَ عَلَى التَّفَضُّلِ وَلاٰ تَحْمِلْنِي بِعَدْلِکَ عَلَى الاِسْتِحْقاٰقِ فَماٰ أَناٰ بِأَوَّلِ راٰغِبٍ رَغِبَ إِلَيْکَ فَأَعْطَيْتَهُ وَهُوَ يَسْتَحِقُّ الْمَنْعَ وَلاٰ بِأَوَّلِ ساٰئِلٍ سَأَلَکَ فَأَفْضَلْتَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَسْتَوْجِبُ الْحِرْماٰنَ (٢١) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ وَكُنْ لِّدُعاٰئِي مُجِيباً وَّ مِنْ نِّداٰئِي قَرِيباً وَلِتَضَرُّعِي راٰحِماً وَّلِصَوْتِي ساٰمِعاً (٢٢) وَّلاٰ تَقْطَعْ رَجاٰئِي عَنْکَ وَلاٰ تَبُتَّ سَبَبِي مِنْکَ وَلاٰ تُوَجِّهْنِي فِي حاٰجَتِي هٰذِهِ وَغَيْرِهاٰ إِلىٰ سِواٰکَ (٢٣) وَتَوَلَّنِي بِنُجْحِ طَلِبَتِي وَ قَضاٰءِ حاٰجَتِي وَ نَيْلِ سُؤْلِي قَبْلَ زَواٰلِي عَنْ مَّوْقِفِي هٰذاٰ بِتَيْسِيرِکَ لِيَ الْعَسِيرَ وَ حُسْنِ تَقْدِيرِکَ لِي فِي جَمِيعِ الأُمُورِ (٢٤) وَ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ صَلاٰةً

یہ خطا کاروں کی لغزشوں میں سے ایک لغزش ہے اور گناہوں کی ٹھوکروں میں سے ایک ٹھوکر ہے (۱۶) اس کے بعد تیری یاددہانی کے ذریعہ میں خواب غفلت سے چونک پڑا اور تیری توفیق کے سہارے اپنی لغزش سے اٹھ کھڑا ہوا اور تیری رہنمائی سے اپنی ٹھوکر سے پلٹ پڑا (۱۷) اور میں نے فوراً اعلان کر دیا کہ میرا رب پاک و پاکیزہ ہے کوئی محتاج کسی محتاج سے کیسے سوال کر سکتا ہے اور فقیر کسی فقیر کی طرف کس طرح رغبت کر سکتا ہے۔

(۱۸) یہ سوچ کر میں نے تیری طرف رغبت کی اور اپنی امیدوں کو لے کر تیری بارگاہ میں حاضر ہو گیا کہ مجھے تجھ پر بھروسہ تھا (۱۹) اور مجھے معلوم تھا کہ میں جس کثیر کا سوال کر رہا ہوں وہ تیری عطا کے مقابلہ میں قلیل ہے اور جس عظیم کا تقاضا کر رہا ہوں وہ تیری وسیع بارگاہ میں حقیر ہے تیرا کرم کسی کے سوال سے تنگ نہیں ہوتا ہے اور تیرے ہاتھ عطا کرنے میں ہر ہاتھ سے بالاتر رہتے ہیں۔

(۲۰) خدایا محمد آل محمد پر رحمت نازل فرما اور میرا معاملہ تفضل کے ساتھ کرنا اور مجھ پر اپنے عدل کی بناپر استحقاق کے برابر بوجھ نہ ڈالنا کہ میں پہلا انسان نہیں ہوں جس نے تیری طرف رغبت کی ہو اور تو نے اس کو نہ دینے کے استحقاق کے باوجود دے نہ دیا ہو اور نہ پہلا سائل ہوں جس پر محرومی کے لائق ہونے کے باوجود فضل نہ کر دیا ہو۔

(۲۱) خدایا محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور میری دعا کے لئے قبول کرنے والا اور میری ندا کے لئے قریب اور میری زاری پر رحم کرنے والا اور میری آواز کا سننے والا ہو جا۔ (۲۲) اور میری امیدوں کو منقطع نہ کر دینا اور میرے رشتہ کو کاٹ نہ دینا اور مجھے اس حاجت میں یا کسی بھی دوسری حاجت میں اپنے غیر کے حوالہ نہ کر دینا۔

(۲۳) اور تو ہی میری طلب کی کامیابی اور میری حاجت کی برآوری اور میرے سوالات پر عطا کا ذمہ دار ہو جا۔ قبل اس کے کہ میں اس جگہ سے ہٹوں۔ اس طرح کہ میری مشکل کو آسان کر دے اور تمام معاملات میں میری تقدیر کو خوب بنا دے (۲۴) اور محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما جو دائمی

دائِـمَةً نامِيَةً لا انْقِطاعَ لأَبَدِها وَلا مُنْتَهىٰ لأَمَدِها وَاجْعَلْ ذٰلِکَ عَوْناً لِي وَسَبَباً لِنَـجاحِ[٩] طَلِبَتي إِنَّکَ واسِعٌ کَرِيمٌ (٢٥) وَ مِنْ حاجَتِي يا رَبِّ کَذا وَ کَذا ...وَ تَذْکُرُ[١٠] حاجَتَکَ ثُمَّ تَسْجُدُ [١١]وَ تَقُولُ في سُجُودِکَ:

فَضْلُکَ ءانَسَني وَإِحْسانُکَ دَلَّني فَأَسْأَلُکَ بِکَ وَ بِمُحَمَّدٍ وَّ ءالِهِ صَلَواتُکَ عَلَيْهِمْ أَنْ لا تَرُدَّني خائِباً .



اور بڑھنے والی ہو اور جس کی ابدیت تمام نہ ہو اور اس کی مدت کی انتہا نہ ہو اور اسی صلوات کو میرے لئے مددگار اور میرے مقاصد کی کامیابی کا ذریعہ بنا دے کہ تو صاحب وسعت اور کریم ہے۔

(۲۵) اور پروردگار میری حاجتیں یہ ہیں...

اس کے بعد سجدہ میں جا کر یوں کہے۔

خدایا تیرے فضل نے مجھے مانوس بنایا ہے اور تیرے احسان نے میری رہنمائی کی ہے لہٰذا تجھ سے میرا سوال خود تیری ذات کے واسطہ سے اور تیرے نبی محمد اور ان کی آل (صلوات اللہ علیہم) کے واسطہ سے یہ ہے کہ مجھے ناکام نامراد واپس نہ کرنا۔



(۱۴)وَ كانَ مِنْ دُعائِهِ عَلَيْهِ السَّلامُ إِذَا اعْتُدِيَ[۱] عَلَيْهِ أَوْ رَأَى مِنَ الظّالِمِينَ ما لا يُحِبُّ

(۱) يا مَنْ لا يَخْفىٰ عَلَيْهِ أَنْباءُ الْمُتَظَلِّمِينَ (۲) وَ يا مَنْ لا يَحْتاجُ فِي قَصَصِهِمْ إِلىٰ شَهاداتِ الشّاهِدِينَ (۳) وَ يا مَنْ قَرُبَتْ[۲] نُصْرَتُهُ مِنَ الْمَظْلُومِينَ (۴) وَ يا مَنْ بَعُدَ عَوْنُهُ عَنِ الظّالِمِينَ (۵) قَدْ عَلِمْتَ يا إِلٰهِي ما نالَنِي مِنْ فُلانِ بْنِ فُلانٍ [۳]مِمّا حَظَرْتَ وَ انْتَهَكَهُ مِنِّي مِمّا حَجَزْتَ عَلَيْهِ بَطَراً فِي نِعْمَتِكَ عِنْدَهُ وَ اغْتِراراً بِنَكِيرِكَ عَلَيْهِ (۶) اَللّٰهُمَّ فَصَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ وَخُذْ ظالِمِي وَعَدُوِّي عَنْ ظُلْمِي بِقُوَّتِكَ وَ افْلُلْ حَدَّهُ عَنِّي بِقُدْرَتِكَ وَاجْعَلْ لَهُ شُغْلاً فِيما يَلِيهِ وَ عَجْزاً عَمّا يُناوِيهِ (۷) اَللّٰهُمَّ وَصَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ وَلا تُسَوِّغْ لَهُ ظُلْمِي وَ أَحْسِنْ عَلَيْهِ عَوْنِي وَاعْصِمْنِي مِنْ مِثْلِ أَفْعالِهِ وَلا تَجْعَلْنِي فِي مِثْلِ حالِهِ (۸) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ وَ أَعْدِنِي عَلَيْهِ عَدْوىٰ حاضِرَةً تَكُونُ مِنْ غَيْظِي بِهِ شِفاءً وَ مِنْ حَنَقِي عَلَيْهِ وَفاءً (۹) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ وَعَوِّضْنِي مِنْ ظُلْمِهِ [۴]لِي عَفْوَكَ وَأَبْدِلْنِي بِسُوءِ صَنِيعِهِ بِي رَحْمَتَكَ فَكُلُّ مَكْرُوهٍ جَلَلٌ دُونَ سَخَطِكَ وَكُلُّ مَرْزِئَةٍ سَواءٌ مَعَ مَوْجِدَتِكَ.

۱۴۔ کسی ظلم کے وارد ہونے یا ظالمین کی طرف سے ناخوشگوار حالات کے دیکھنے پر آپ کی دعا

(۱) اے وہ پروردگار جس سے فریادیوں کی خبریں مخفی نہیں رہتی ہیں (۲) اور جو ان کے حادثات وحالات کے بارے میں گواہوں کی گواہی کا محتاج نہیں ہے (۳) اے وہ خدا جس کی نصرت مظلومین سے قریب تر ہے (۴) اور جس کی امداد ظالموں سے بہت دور ہے۔

(۵) خدایا تجھے ان مصائب کا علم ہے جو فلاں شخص ...... کی طرف سے پہنچے ہیں اور جن سے تو نے منع کیا تھا لیکن اس شخص نے میری ہتک حرمت کی جس سے تو نے روکا بھی تھا صرف اس لئے کہ اسے تیری نعمتوں کا غرور پیدا ہو گیا ہے اور وہ تیرے عذاب سے غافل ہو گیا ہے۔

(۶) تو خدایا اب محمدؐ وآل محمدؑ پر رحمت نازل فرما اور اس کے لئے ظلم اور دشمن کو اپنی قدرت کاملہ سے مجھ پر ظلم کرنے سے روک دے اور اس کی باڑھ کو اپنی طاقت سے کند بنا دے، اسے اپنے حالات میں مشغول کر کے میری طرف سے غافل کر دے اور دشمنی سے عاجز بنا دے۔

(۷) خدایا محمدؐ وآل محمدؑ پر رحمت نازل فرما اور اس کے لئے ظلم کے امکانات کو رد کر دے اور اس کے مقابلہ میں میری امداد فرما مجھے اس کے اعمال سے محفوظ بنا دے اور اس کے جیسے حالات میں مبتلا نہ کرنا۔ (۸) خدایا محمدؐ وآل محمدؑ پر رحمت نازل فرما اور میری اس کے برخلاف بروقت امداد فرما جس سے میرا غصہ ٹھنڈا ہو جائے اور میرے غیظ وغضب کا علاج ہو جائے۔

(۹) خدایا محمدؐ وآل محمدؑ پر رحمت نازل فرما اور مجھے اس کے ظلم کے بدلے اپنی معافی عطا فرما اور اس کے بدترین برتاؤ کے عوض اپنی رحمت عطا فرما کہ تیری ناراضگی کے مقابلہ میں ہر مصیبت آسان ہے

(۱۰) اللّٰهُمَّ فَكَما كَرَّهْتَ إِلَيَّ أَنْ أُظْلَمَ فَقِنِي [۵]مِنْ أَنْ أَظْلِمَ (۱۱)
اللّٰهُمَّ لا أَشْكُو [۶]إِلىٰ أَحَدٍ سِواكَ وَلا أَسْتَعِينُ بِحاكِمٍ غَيْرِكَ
حاشاكَ فَصَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ وَصِلْ دُعائي بِالإِجابَةِ وَاقْرِنْ
شِكايَتي بِالتَّغْيِيرِ (۱۲) اللّٰهُمَّ لا تَفْتِنّي بِالْقُنُوطِ مِنْ إِنْصافِكَ وَلا تَفْتِنْهُ
بِالأَمْنِ مِنْ إِنْكارِكَ فَيُصِرَّ عَلىٰ ظُلْمي وَيُحاصِرَني بِحَقّي وَعَرِّفْهُ عَمّا
قَلِيلٍ مّا أَوْعَدْتَ [۷]الظّالِمِينَ وَعَرِّفْني ما وَعَدْتَّ مِنْ إِجابَةِ الْمُضْطَرِّينَ
(۱۳) اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ وَوَفِّقْني لِقَبُولِ ما قَضَيْتَ لي وَعَلَيَّ
وَرَضِّني بِما أَخَذْتَ [۸]لي وَ مِنّي وَ اهْدِني لِلَّتي هِيَ أَقْوَمُ وَ اسْتَعْمِلْني
بِما هُوَ أَسْلَمُ (۱۴) اللّٰهُمَّ وَ إِنْ كانَتِ الْخِيَرَةُ لي عِنْدَكَ في تَأْخِيرِ
الأَخْذِ لي وَ تَرْكِ الإِنْتِقامِ مِمَّنْ ظَلَمَني إِلىٰ يَوْمِ الْفَصْلِ وَمَجْمَعِ الْخَصْمِ
فَصَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ وَ أَيِّدْني مِنْكَ بِنِيَّةٍ صادِقَةٍ وَّ صَبْرٍ دائِمٍ (۱۵) وَّ
أَعِذْني مِنْ سُوءِ الرَّغْبَةِ وَهَلَعِ أَهْلِ الْحِرْصِ وَ صَوِّرْ في قَلْبي مِثالَ ما
ادَّخَرْتَ لي مِنْ ثَوابِكَ وَ أَعْدَدْتَّ لِخَصْمي مِنْ جَزائِكَ وَ عِقابِكَ
وَاجْعَلْ ذٰلِكَ سَبَباً لِّقَناعَتي بِما قَضَيْتَ وَ ثِقَتي بِما تَخَيَّرْتَ (۱۶) آ
مِينَ رَبَّ الْعالَمِينَ إِنَّكَ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ وَ أَنْتَ عَلىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ.



اور تیری ناراضگی کے ساتھ ہر چھوٹی بڑی مصیبت یکساں ہے۔

(۱۰) خدایا جس طرح مجھے یہ ناگوار ہے کہ مجھ پر ظلم کیا جائے مجھے اس بات سے بھی محفوظ رکھنا کہ دوسرے پر میں ظلم کروں (۱۱) پروردگار! میں تیرے علاوہ کسی سے فریاد نہیں کرتا ہوں اور تیرے سوا کسی حاکم کی امداد بھی نہیں چاہتا ہوں خدا نہ کرے کہ میں ایسا کروں۔ لہٰذا خدایا محمدؐ و آل محمدؐ پر رحمت نازل فرما اور میری دعا کو قبولیت سے ملادے اور میری فریاد کو تغیر حالات سے متصل کردے۔

(۱۲) خدایا مجھے اپنے انصاف سے مایوسی کے ذریعہ نہ آزمانا اور نہ دشمن کا امتحان اپنے عذاب سے حفاظت کی بنا پر کرنا کہ وہ اس طرح ظلم پر مزید اصرار کرے گا اور میرے حق کا محاصرہ کرلے گا بلکہ اسے اس سزا سے باخبر کردے جو عنقریب ظالمین کو دینے والا ہے اور مجھے وہ منظر دکھلادے جہاں تو مضطر لوگوں کی دعا کو قبول کرتا ہے۔ (۱۳) خدایا محمدؐ آل محمدؐ پر رحمت نازل فرما۔ اور مجھے توفیق دے کہ میں تیرے فیصلہ کو قبول کرلوں چاہے میرے حق میں ہو یا میرے خلاف ہو اور تو مجھے اس سے بھی راضی کردے جو میرے لئے دوسرے سے لیا ہے یا خود مجھ سے لے لیا ہے، مجھے سیدھے راستہ کی ہدایت دیدے اور اس کام میں لگادے جو سب سے زیادہ سالم ہو۔ (۱۴) خدایا اگر تیری نگاہ میں میرے حق میں یہی بہتر ہے کہ تو میرا حق لینے میں تاخیر کرے اور میرے ظالم سے روز قیامت تک بدلہ نہ لے جس دن تمام فریقوں کا اجتماع ہونے والا ہے تو پھر محمدؐ و آل محمدؐ پر رحمت نازل فرما اور میری تائید فرما، سچی نیت اور دائمی صبر کے ذریعہ۔ (۱۵) اور مجھے پناہ دیدے غلط رغبت اور اہل حرص کی بے صبری سے۔ اور میرے دل میں اس ثواب کی تصویر کھینچ دے جو تو نے میرے لئے ذخیرہ کیا ہے اور جس سزا کو میرے دشمن کے لئے مہیا کیا ہے اور اسے اس بات کا سبب قرار دیدے کہ میں تیرے فیصلہ پر قناعت کروں اور اس سے مطمئن ہوجاؤں جو تو نے میرے لئے پسند فرمایا ہے۔ آمین یارب العالمین۔ (۱۶) بیشک تو صاحب فضل عظیم ہے اور ہر شے پر قادر ہے۔



(۱۵) وَكَانَ مِنْ دُعَائِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِذَا مَرِضَ[۱] أَوْ نَزَلَ بِهِ كَرْبٌ أَوْ بَلِيَّةٌ

(۱) اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلىٰ مَا لَمْ أَزَلْ أَتَصَرَّفُ فِيهِ مِنْ سَلَامَةِ بَدَنِي وَلَكَ الْحَمْدُ عَلىٰ مَا أَحْدَثْتَ بِي مِنْ عِلَّةٍ فِي جَسَدِي[۲] (۲) فَمَا أَدْرِي يَا إِلٰهِي أَيُّ الْحَالَيْنِ أَحَقُّ بِالشُّكْرِ لَكَ وَ أَيُّ الْوَقْتَيْنِ أَوْلىٰ بِالْحَمْدِ لَكَ (۳) أَوَقْتُ الصِّحَّةِ الَّتِي هَنَّأْتَنِي فِيهَا طَيِّبَاتِ رِزْقِكَ وَ نَشَّطْتَنِي بِهَا لِابْتِغَاءِ مَرْضَاتِكَ وَ فَضْلِكَ وَ قَوَّيْتَنِي مَعَهَا عَلىٰ مَا وَفَّقْتَنِي لَهُ مِنْ طَاعَتِكَ (۴) أَمْ وَقْتُ[۳] الْعِلَّةِ الَّتِي مَحَّصْتَنِي بِهَا وَالنِّعَمِ الَّتِي أَتْحَفْتَنِي بِهَا تَخْفِيفاً لِمَا ثَقُلَ بِهِ عَلَيَّ ظَهْرِي مِنَ الْخَطِيئَاتِ وَتَطْهِيراً لِمَا انْغَمَسْتُ فِيهِ مِنَ السَّيِّئَاتِ وَتَنْبِيهاً لِتَنَاوُلِ التَّوْبَةِ وَتَذْكِيراً لِمَحْوِ الْحَوْبَةِ بِقَدِيمِ النِّعْمَةِ (۵) وَفِي خِلَالِ ذٰلِكَ مَا كَتَبَ[۴] لِيَ الْكَاتِبَانِ مِنْ زَكِيِّ الْأَعْمَالِ مَا لَا قَلْبٌ فَكَّرَ فِيهِ وَلَا لِسَانٌ نَطَقَ بِهِ وَلَا جَارِحَةٌ تَكَلَّفَتْهُ بَلْ إِفْضَالاً مِنْكَ عَلَيَّ وَ إِحْسَاناً مِنْ صَنِيعِكَ إِلَيَّ (۶) اللّٰهُمَّ فَصَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَ حَبِّبْ إِلَيَّ مَا رَضِيتَ لِي وَ يَسِّرْ لِيَ مَا أَحْلَلْتَ بِي وَ طَهِّرْنِي مِنْ دَنَسِ مَا أَسْلَفْتُ وَ امْحُ عَنِّي شَرَّ مَا قَدَّمْتُ وَ أَوْجِدْنِي حَلَاوَةَ

۱۵۔ بیماری کے اوقات اور بلاء و مصیبت کے نزول کے لمحات کی دعا

(۱) خدایا تیرا شکر ہے اس سلامتی بدن پر جس میں میں ہمیشہ کروٹیں بدلتا رہتا ہوں اور تیرا شکر ہے اس بیماری پر بھی جو تو نے میرے جسم میں پیدا کر دی ہے۔

(۲) کہ مجھے نہیں معلوم ہے کہ دونوں میں سے کون سی حالت زیادہ شکر ادا کرنے کی ہے اور دونوں میں کونسا وقت زیادہ حمد کرنے کا ہے۔

(۳) وہ صحت کا وقت جس میں تو پاکیزہ رزق کو خوشگوار بنا دیتا ہے اور مجھے اپنی مرضی اور اپنے فضل و کرم کو تلاش کرنے کا نشاط عنایت کرتا ہے اور اس اطاعت کی قوت فرماتا ہے جس کی توفیق عنایت فرمائی ہے۔

(۴) یا وہ بیماری کے لمحات جس سے میری آزمائش کرتا ہے اور میں جن گناہوں میں ڈوب گیا ہوں ان سے پاکیزگی حاصل ہو جاتی ہے اور مجھے توبہ اختیار کرنے کی تنبیہ حاصل ہو جاتی ہے اور مجھے گناہوں کو ختم کرنے کے لئے قدیم نعمتوں کی یاد دہانی کرا دی جاتی ہے۔

(۵) اور اس بیماری کے دوران کاتبان اعمال وہ پاکیزہ اعمال درج کرتے رہے جنھیں نہ کسی دل نے سوچا تھا اور نہ کسی زبان پر آئے تھے۔ اور نہ کسی ہاتھ نے اس کی زحمت برداشت کی تھی۔ بلکہ یہ صرف تیرے فضل و احسان اور نیک برتاؤ کا نتیجہ تھا۔

(۶) تو خدایا اب محمد آل محمد پر رحمت نازل فرما اور میری نظر میں ان چیزوں کو محبوب بنا دے جن کا تو نے فیصلہ کیا ہے اور ان مصیبتوں کو آسان بنا دے جو مجھ پر نازل کر دی ہیں۔ مجھے گذشتہ فتنوں سے پاکیزہ بنا دے اور میرے پرانے اعمال شر کو محو کر دے، مجھے عافیت کی حلاوت عطا فرما اور مجھے سلامتی کی خنکی کا مزہ چکھا دے۔ میرے لئے اس بیماری سے نکل کر معافی تک جانے کا راستہ بنا دے اور مجھے اس تباہی

الْعافِيَةِ وَأَذِقْني بَرْدَ السَّلامَةِ وَاجْعَلْ مَخْرَجي [۵]عَنْ عِلَّتي إِلىٰ عَفْوِک وَ مُتَحَوَّلي عَنْ صَرْعَتي إِلىٰ تَجاوُزِک وَخَلاصي مِنْ کَرْبي إِلىٰ رَوحِک وَ سَلامَتي مِنْ هٰذِهِ الشِّدَّةِ إِلىٰ فَرَجِک (۷) إِنَّک الْمُتَفَضِّلُ بِالإِحْسانِ الْمُتَطَوِّلُ بِالامْتِنانِ الْوَهّابُ الْکَريمُ ذُو الْجَلالِ وَالإِکْرامِ .



سے نکال کر درگذر کی منزل تک پہنچادے اور اس کرب سے چھٹکارا دلا کر سکون تک پہنچادے بیشک تو احسان سے فضل وکرم کرنے والا۔

(۷) اور بڑی عظیم نعمتیں عطا کرنے والا ہے تو بیحد عنایت کرنے والا بھی ہے اور کریم بھی ہے اور بھر صاحب جلال واکرام بھی ہے۔





(١٦) وَكَانَ مِنْ دُعَائِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِذَا اسْتَقَالَ مِنْ ذُنُوبِهِ أَوْ تَضَرَّعَ فِي طَلَبِ الْعَفْوِ عَنْ عُيُوبِهِ

(١) اللَّهُمَّ يَا مَنْ بِرَحْمَتِهِ يَسْتَغِيثُ الْمُذْنِبُونَ (٢) وَ يَا مَنْ إِلَىٰ ذِكْرِ إِحْسَانِهِ يَفْزَعُ الْمُضْطَرُّونَ (٣) وَ يَا مَنْ لِخِيفَتِهِ يَنْتَحِبُ الْخَاطِئُونَ (۴) يَا أُنْسَ كُلِّ مُسْتَوْحِشٍ غَرِيبٍ وَّ يَا فَرَجَ كُلِّ مَكْرُوبٍ كَئِيبٍ وَّ يَا غَوْثَ كُلِّ مَخْذُولٍ فَرِيدٍ وَّ يَا عَضُدَ كُلِّ مُحْتَاجٍ طَرِيدٍ (۵) أَنْتَ الَّذِي وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَحْمَةً وَّ عِلْماً (٦) وَّ أَنْتَ الَّذِي جَعَلْتَ لِكُلِّ مَخْلُوقٍ فِي نِعَمِكَ سَهْماً (٧) وَ أَنْتَ الَّذِي عَفْوُهُ أَعْلَىٰ مِنْ عِقَابِهِ (٨) وَ أَنْتَ الَّذِي تَسْعَىٰ رَحْمَتُهُ أَمَامَ غَضَبِهِ (٩) وَ أَنْتَ الَّذِي عَطَاؤُهُ أَكْثَرُ مِنْ مَّنْعِهِ (١٠) وَ أَنْتَ الَّذِي اتَّسَعَ الْخَلَائِقُ كُلُّهُمْ فِي وُسْعِهِ (١١) وَ أَنْتَ الَّذِي لَا يَرْغَبُ فِي جَزَاءِ مَنْ أَعْطَاهُ (١٢) وَ أَنْتَ الَّذِي لَا يُفْرِطُ فِي عِقَابِ مَنْ عَصَاهُ (١٣) وَ أَنَا يَا إِلٰهِي عَبْدُكَ الَّذِي أَمَرْتَهُ بِالدُّعَاءِ فَقَالَ لَبَّيْكَ وَ سَعْدَيْكَ هَا أَنَا ذَا يَا رَبِّ مَطْرُوحٌ بَيْنَ يَدَيْكَ (١۴) أَنَا الَّذِي أَوْقَرَتِ الْخَطَايَا ظَهْرَهُ وَ أَنَا الَّذِي أَفْنَتِ الذُّنُوبُ عُمْرَهُ وَ أَنَا الَّذِي بِجَهْلِهِ عَصَاكَ وَ لَمْ تَكُنْ أَهْلاً مِّنْهُ لِذَاكَ (١۵) هَلْ أَنْتَ [١] يَا إِلٰهِي رَاحِمٌ مَّنْ دَعَاكَ فَأُبْلِغَ فِي الدُّعَاءِ أَمْ

۱۶۔آپ کی وہ دعا جس وقت گناہوں سے توبہ کرتے تھے یا عیوب کی معافی طلب کرنے کے لئے گریہ وزاری فرماتے تھے۔

(۱) خدایا! اے وہ جس کی رحمت سے گناہگار فریاد کرتے ہیں (۲) اور جس کے احسانات کی یاد کے زیر سایہ مضطر اور بیچارہ افراد کو پناہ ملتی ہے اور جس کے خوف سے خطا کار گریہ کرتے ہیں۔(۳) اے ہر وحشت زدہ مسافر کے مونس اور ہر رنجیدہ دردرسیدہ کے سکون قلب۔(۴) اے ہر یکہ وتنہا کے فریاد رس اور ہر راندہ محتاج کے زور بازو تو (۵) ہی وہ ہے جس کی رحمت اور اس کا علم ہر شے پر حاوی ہے(۶) اور جس نے ہر مخلوق کے لئے اپنی نعمتوں میں ایک حصہ قرار دیا ہے۔

(۷) تو ہی وہ ہے جس کی معافی اس کے عذاب سے بالاتر ہے(۸) اور جس کی رحمت غضب کے آگے آگے چلتی ہے۔(۹) تو ہی وہ ہے جس کی عطا انکار سے بالاتر ہے(۱۰) اور جس کی وسعت کرم میں ساری مخلوقات سمائی ہوئی ہے۔(۱۱) تو ہی وہ ہے جو عطا کر کے بدلہ کی خواہش نہیں کرتا ہے(۱۲) اور نافرمانوں کے عذاب میں زیادتی نہیں کرتا ہے۔

(۱۳) خدایا! میں تیرا وہ بندہ ہوں جسے تو نے دعا کرنے کا حکم دیا۔اب لبیک کہہ کر حاضر ہو گیا اور اب میں تیری بارگاہ کرم میں پڑا ہوا ہوں (۱۴) میں ہی وہ ہوں جس کی خطاؤں کے بوجھ نے اس کی پشت کو بوجھل بنا دیا ہے اور جس کے گناہوں نے لذت زندگی کو فنا کر دیا ہے اور میں ہی وہ ہوں جس نے جہالت کی بنا پر تیری نافرمانی کی ہے جب کہ تو اس بات کا اہل نہ تھا (۱۵) تو اب خدایا تو دعا کرنے والوں پر رحم کرے گا کہ میں دعائیں کروں، یا رونے والوں کو معاف کرے گا کہ میں گریہ شروع کروں، یا خاک پر رخسار رکھ دینے والوں کو درگذر کریگا تو کل کے ساتھ فقیری کی شکایت نہ کرنے والوں کو غنی بنائے گا۔

أَنْتَ غَافِرٌ لِمَنْ بَكَاكَ فَأَسْرِعُ فِي الْبُكَاءِ أَمْ أَنْتَ مُتَجَاوِزٌ عَمَّنْ عَفَّرَ
لَكَ وَجْهَهُ تَذَلُّلاً أَمْ أَنْتَ مُغْنٍ مَّنْ شَكَا إِلَيْكَ فَقْرَهُ تَوَكُّلاً (١٦) إِلٰهِي لاَ
تُخَيِّبْ مَنْ لَّا يَجِدُ مُعْطِياً غَيْرَكَ وَلاَ تَخْذُلْ مَنْ لَّا يَسْتَغْنِي عَنْكَ بِأَحَدٍ
دُونَكَ (١٧) إِلٰهِي فَصَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَ ءَالِهِ وَلاَ تُعْرِضْ عَنِّي وَقَدْ
أَقْبَلْتُ عَلَيْكَ وَلاَ تَحْرِمْنِي وَقَدْ رَغِبْتُ إِلَيْكَ وَلاَ تَجْبَهْنِي بِالرَّدِّ وَقَدْ
انْتَصَبْتُ بَيْنَ يَدَيْكَ (١٨) أَنْتَ الَّذِي وَصَفْتَ نَفْسَكَ بِالرَّحْمَةِ فَصَلِّ
عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَّءَالِهِ وَارْحَمْنِي وَ أَنْتَ الَّذِي سَمَّيْتَ نَفْسَكَ بِالْعَفْوِ فَاعْفُ
عَنِّي (١٩) قَدْ تَرَىٰ يَا إِلٰهِي فَيْضَ دَمْعِي مِنْ خِيفَتِكَ وَ وَجِيبَ قَلْبِي مِنْ
خَشْيَتِكَ[٢] وَانْتِقَاضَ جَوَارِحِي مِنْ هَيْبَتِكَ (٢٠) كُلُّ ذٰلِكَ حَيَاءً
مِّنْكَ لِسُوءِ عَمَلِي وَ لِذَاكَ خَمَدَ صَوْتِي عَنِ الْجَأْرِ إِلَيْكَ وَ كَلَّ
لِسَانِي عَنْ مُنَاجَاتِكَ (٢١) يَا إِلٰهِي فَلَكَ الْحَمْدُ فَكَمْ مِنْ عَائِبَةٍ
سَتَرْتَهَا عَلَيَّ فَلَمْ تَفْضَحْنِي وَ كَمْ مِّنْ ذَنْبٍ غَطَّيْتَهُ عَلَيَّ فَلَمْ تَشْهَرْنِي وَكَمْ
مِّنْ شَائِبَةٍ أَلْمَمْتُ بِهَا فَلَمْ تَهْتِكْ عَنِّي سِتْرَهَا وَلَمْ تُقَلِّدْنِي مَكْرُوهَ
شَنَارِهَا وَلَمْ تُبْدِ سَوْءَاتِهَا لِمَنْ يَّلْتَمِسُ مَعَايِبِي مِنْ جِيرَتِي وَحَسَدَةِ
نِعْمَتِكَ عِنْدِي (٢٢) ثُمَّ لَمْ يَنْهَنِي ذٰلِكَ عَنْ أَنْ جَرَيْتُ إِلَىٰ سُوءِ مَا
عَهِدْتَ مِنِّي (٢٣) فَمَنْ أَجْهَلُ مِنِّي يَا إِلٰهِي بِرُشْدِهِ وَ مَنْ أَغْفَلُ مِنِّي عَنْ
حَظِّهِ وَمَنْ أَبْعَدُ مِنِّي مِنِ اسْتِصْلاَحِ نَفْسِهِ حِينَ أُنْفِقُ مَا أَجْرَيْتَ عَلَيَّ مِن

(۱۶) خدایا! اسے مایوس نہ کرنا جس کے پاس تیرے علاوہ کوئی عطا کرنے والا نہیں ہے اور اسے نظر انداز نہ کردینا جو کسی کو بھی پا کر تجھ سے بے نیاز نہیں ہو سکتا ہے۔

(۱۷) خدایا! محمد آل محمد پر رحمت نازل فرما اور جب ہم نے تیری طرف رخ کر لیا ہے تو اب تو اپنا رخ موڑ نہ لینا اور جب تیری طرف متوجہ ہو گئے ہیں تو محروم نہ کردینا اور جب تیرے سامنے کھڑے ہو گئے ہیں تو ہماری التماس کو رد نہ کردینا۔

(۱۸) تو ہی وہ ہے جس نے اپنی تعریف رحمت کے ذریعہ کی ہے تو اب محمد آل محمد پر رحمت نازل فرما اور میرے حال پر رحم فرما۔ اور تو نے خود ہی اپنا نام معاف کرنے والا رکھا ہے تو اب مجھے بھی معاف کردے۔

(۱۹) خدایا! تو دیکھ رہا ہے کہ کس طرح تیرے خوف سے میرے آنسو بہہ رہے ہیں اور تیری خشیت سے میرا دل لرز رہا ہے اور تیری ہیبت سے میرے اعضاء و جوارح کانپ رہے ہیں (۲۰) یہ سب اس لئے ہے کہ میں اپنے بدترین اعمال سے شرمندہ ہوں اور اس بنیاد پر میری آواز فریاد کرنے سے بھی دب گئی ہے اور میری زبان مناجات کرنے سے عاجز ہوگئی ہے۔ (۲۱) خدایا تیرا شکر ہے کہ میرے کتنے ہی عیب ہیں جن کی تو نے پردہ پوشی کی اور مجھے رسوا نہیں کیا ہے اور کتنی ہی خطائیں ہیں جن کا میں نے ارتکاب کیا ہے لیکن تو نے ان کے پردہ کو چاک نہیں کیا ہے اور ان کے بدترین ننگ و عار کا متحمل نہیں بنایا ہے اور ہمسایہ اور حسد کرنے والوں میں جتنے میرے عیوب کے تلاش کرنے والے تھے کسی پر ان برائیوں کو ظاہر نہیں ہونے دیا ہے مگر اس کے بعد بھی یہ احسانات مجھے اس حرکت سے روک نہ سکے۔ (۲۲) کہ میں ان برائیوں کی طرف آگے نہ بڑھتا۔

(۲۳) تو اب خدایا مجھ سے زیادہ ہوش مندی کی طرف سے جاہل کون ہے اور اپنے حصۂ رحمت سے غافل کون ہے اور اپنے نفس کی اصلاح کی طرف سے بے خبر کون ہے میں تیری طرف سے مسلسل نازل ہونے والے رزق کو تیری معصیت میں صرف کر رہا ہوں جس سے تو نے روکا تھا۔ اور مجھ سے زیادہ

رِزْقِکَ فِيمَا نَهَيْتَنِي عَنْهُ مِنْ مَّعْصِيَّتِکَ وَمَنْ أَبْعَدُ غَوْراً فِي الْبَاطِلِ وَ أَشَدُّ إِقْدَاماً عَلَىٰ السُّوءِ مِنِّي حِينَ أَقِفُ بَيْنَ دَعْوَتِکَ وَ دَعْوَةِ الشَّيْطَانِ فَأَتَّبِعُ دَعْوَتَهُ عَلَىٰ غَيْرِ عَمىً مِّنِّي فِي مَعْرِفَةٍ بِهِ وَلاَ نِسْيَانٍ مِّنْ حِفْظِي لَهُ (٢٤) وَأَنَاحِينَئِذٍ مُوقِنٌ بِأَنَّ مُنْتَهىٰ دَعْوَتِکَ إِلَىٰ الْجَنَّةِ وَ مُنْتَهىٰ دَعْوَتِهِ إِلَى النَّارِ (٢٥) سُبْحَانَکَ مَا أَعْجَبَ[٣] مَا أَشْهَدُ بِهِ عَلَىٰ نَفْسِي وَ أُعَدِّدُهُ مِنْ مَكْتُومِ أَمْرِي (٢٦) وَأَعْجَبُ مِنْ ذٰلِکَ أَنَاتُکَ عَنِّي وَ إِبْطَاؤُکَ عَنْ مُعَاجَلَتِي وَلَيْسَ ذٰلِکَ مِنْ كَرَمِي عَلَيْکَ بَلْ تَأَنِّياً مِّنْکَ لِي وَتَفَضُّلاً مِّنْکَ عَلَيَّ لِأَنْ أَرْتَدِعَ عَنْ مَّعْصِيَتِکَ الْمُسْخِطَةِ وَأُقْلِعَ عَنْ سَيِّئَاتِي الْمُخْلِقَةِ وَ لِأَنَّ عَفْوَکَ عَنِّي أَحَبُّ إِلَيْکَ مِنْ عُقُوبَتِي (٢٧) بَلْ أَنَا يَا إِلٰهِي أَكْثَرُ ذُنُوباً وَّأَقْبَحُ آثَاراً وَّأَشْنَعُ أَفْعَالاً وَّأَشَدُّ فِي الْبَاطِلِ تَهَوُّراً وَّأَضْعَفُ عِنْدَ طَاعَتِکَ تَيَقُّظاً وَّأَقَلُّ لِوَعِيدِکَ انْتِبَاهاً وَّارْتِقَاباً مِّنْ أَنْ أُحْصِيَ لَکَ عُيُوبِي أَوْ أَقْدِرَ عَلَىٰ ذِكْرِ ذُنُوبِي (٢٨) وَإِنَّمَا أُوَبِّخُ بِهٰذَا نَفْسِي[٤] طَمَعاً فِي رَأْفَتِکَ الَّتِي بِهَا صَلاَحُ أَمْرِ الْمُذْنِبِينَ وَرَجَاءً لِّرَحْمَتِکَ الَّتِي بِهَا فَكَاکُ رِقَابِ الْخَاطِئِينَ (٢٩) اَللّٰهُمَّ وَهٰذِهِ رَقَبَتِي قَدْ أَرَقَّتْهَا الذُّنُوبُ فَصَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَأَعْتِقْهَا بِعَفْوِکَ وَ هٰذَا ظَهْرِي قَدْ أَثْقَلَتْهُ الْخَطَايَا فَصَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَ خَفِّفْ عَنْهُ بِمَنِّکَ (٣٠) يَا إِلٰهِي لَوْ بَكَيْتُ إِلَيْکَ حَتّىٰ تَسْقُطَ أَشْفَارُ عَيْنِي وَ انْتَحَبْتُ حَتّىٰ

باطل میں ڈوب جانے والا اور برائیوں پر اقدام کرنے والا کون ہوگا کہ میں تیری دعوت اور شیطان کی پکار کے درمیان کھڑا ہوتا ہوں تو شیطان کا اتباع کرلیتا ہوں جب کہ میں اس کی معرفت کی طرف سے اندھا بھی نہیں ہوں اور اس کی شرارتوں کو ذہن میں محفوظ رکھنے کی طرف سے غافل بھی نہیں ہوں (۲۴) اور مجھے اس بات کا بھی یقین ہے کہ تیری دعوت کا انجام جنت ہے اور اس کی پکار کا انجام جہنم ہے۔

(۲۵) تو پاک پاکیزہ ہے اور میرا حال کس قدر عجیب ہے کہ میں خود ہی اپنے خلاف گواہی دے رہا ہوں اور اپنے رازوں کو شمار کرار ہا ہوں (۲۶) اور اس سے زیادہ حیرت انگیز یہ ہے کہ تو مجھے برداشت کر رہا ہے اور عذاب میں عجلت کرنے سے تاخیر کر رہا ہے جب کہ یہ تجھ پر میرا اکرم نہیں ہے بلکہ تیری طرف سے تحمل ہے اور مجھ پر تفضل ہے کہ میں ناراض کرنے والی معصیتوں سے باز آجاؤں اور ذلیل ورسوا کرنے والی برائیوں سے کنارہ کش ہو جاؤں اور اس لئے بھی ہے کہ تجھے معاف کر دینا عذاب کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔

(۲۷) سچ بات تو یہ ہے کہ مالک میں سب سے زیادہ گناہ کرنے والا سب سے بدترین آثار والا سب سے برے اعمال والا۔ سب سے زیادہ باطل کی راہ میں آگے بڑھنے والا اور منزل اطاعت میں بیدار رہنے والوں میں سب سے زیادہ کمزور اور عذاب کی طرف سب سے کم توجہ کرنے والا ہوں۔ تو میں کس طرح اپنے عیوب کا شمار کر سکتا ہوں اور کس طرح اپنے گناہوں کا ذکر کر سکتا ہوں۔ (۲۸) یہ تو در حقیقت میں اپنے نفس کی سرزنش کر رہا ہوں اس لئے کہ مجھے تیری مہربانی کا لالچ ہے جس سے گناہگاروں کا کام بنتا ہے اور اس رحمت کی آرزو ہے جس کے ذریعہ خطا کاروں کی گردن جہنم سے آزاد ہوتی ہے۔

(۲۹) خدایا! اب یہ میری گردن ہے جسے گناہوں نے گرفتار کرلیا ہے تو اب محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور اسے خطاؤں نے بوجھل بنادیا ہے تو اب محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور اسے اپنے کرم سے ہلکا بنادے۔

(۳۰) خدایا! اگر میں تیری بارگاہ میں اس قدر بھی گریہ کروں کہ میری پلکیں جھڑ جائیں اور اس

يَنْقَطِعَ صَوْتِي وَ قُمْتُ لَكَ حَتّي تَتَنَشَّرَ قَدَمايَ وَ رَكَعْتُ لَكَ حَتّىٰ
يَنْخَلِعَ صُلْبِي وَ سَجَدْتُ لَكَ حَتّىٰ تَتَفَقَّأَ حَدَقَتايَ وَأَكَلْتُ تُرابَ الأَرْضِ
طُولَ عُمْرِي وَشَرِبْتُ ماءَ الرَّمادِ آخِرَ دَهْرِي وَذَكَرْتُكَ فِي خِلالِ
ذٰلِكَ حَتّىٰ يَكِلَّ لِساني ثُمَّ لَمْ أَرْفَعْ طَرْفِي إِلىٰ آفاقِ السَّماءِ اسْتِحْياءً
مِّنْكَ ما اسْتَوْجَبْتُ بِذٰلِكَ مَحْوَ سَيِّئَةٍ وّاحِدَةٍ مِّنْ سَيِّئاتِي (۳۱) وَ إِنْ
كُنْتَ تَغْفِرُ لِي حِينَ أَسْتَوْجِبُ مَغْفِرَتَكَ وَتَعْفُو عَنِّي حِينَ أَسْتَحِقُّ
عَفْوَكَ فَإِنَّ ذٰلِكَ غَيْرُ واجِبٍ لِّي بِاسْتِحْقاقٍ وَّلا أَنا أَهْلٌ لَّهُ بِاسْتِيجابٍ
إِذْ كانَ جَزائِي مِنْكَ فِي أَوَّلِ ما عَصَيْتُكَ النّارَ فَإِنْ تُعَذِّبْنِي فَأَنْتَ غَيْرُ
ظالِمٍ لِّي (۳۲) إِلٰهِي فَإِذْ قَدْ تَغَمَّدْتَنِي بِسِتْرِكَ فَلَمْ تَفْضَحْنِي وَتَأَنَّيْتَنِي
بِكَرَمِكَ فَلَمْ تُعاجِلْنِي وَحَلُمْتَ عَنِّي بِتَفَضُّلِكَ فَلَمْ تُغَيِّرْ نِعْمَتَكَ عَلَيَّ
وَلَمْ تُكَدِّرْ مَعْرُوفَكَ عِنْدِي فَارْحَمْ طُولَ تَضَرُّعِي وَشِدَّةَ مَسْكَنَتِي وَسُوءَ
مَوْقِفِي (۳۳) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَقِنِي مِنَ الْمَعاصِي
وَاسْتَعْمِلْنِي بِالطّاعَةِ وَارْزُقْنِي حُسْنَ الإِنابَةِ وَطَهِّرْنِي بِالتَّوْبَةِ وَأَيِّدْنِي
بِالْعِصْمَةِ وَاسْتَصْلِحْنِي بِالْعافِيَةِ وَأَذِقْنِي حَلاوَةَ الْمَغْفِرَةِ وَاجْعَلْنِي طَلِيقَ
عَفْوِكَ وَعَتِيقَ رَحْمَتِكَ وَاكْتُبْ لِي أَماناً مِّنْ سَخَطِكَ وَبَشِّرْنِي[۵]
بِذٰلِكَ فِي الْعاجِلِ دُونَ الأَجِلِ بُشْرىٰ أَعْرِفُها وَعَرِّفْنِي فِيهِ عَلامَةً أَتَبَيَّنُها
(۳۴) إِنَّ ذٰلِكَ لا يَضِيقُ عَلَيْكَ فِي وُسْعِكَ وَلا يَتَكَأَّدُكَ فِي

قدر بھی فریاد کروں کہ آواز بند ہو جائے اور اس قدر کھڑا رہوں کہ پیروں پر ورم آجائے اور اس قدر رکوع کروں کہ ریڑھ کی ہڈیاں اکھڑ جائیں۔ اور اس قدر سجدے کروں کہ آنکھیں اندر کی طرف دھنس جائیں اور زندگی بھر خاک پھانکتا رہوں اور آخر حیات تک گدلا پانی پیتا رہوں اور اس درمیان اس قدر تیرا ذکر کروں کہ زبان گنگ ہو جائے اور شرم کے مارے آسمان کی طرف نظر بھی نہ اٹھاؤں۔

(۳۱) اور اگر تو طلب مغفرت کے وقت بخش دیتا ہے یا مستحق معافی سمجھ کر معاف کر دیتا ہے تو یہ درحقیقت میرا استحقاق نہیں ہے اور نہ میں اس کا اہل اور سزاوار ہوں۔ میں تو پہلے ہی گناہ کے موقع پر جہنم کا حقدار ہو چکا ہوں اب اگر تو عذاب بھی کرے گا تو تو ظالم نہیں ہوگا۔

(۳۲) خدایا! جب تو نے اب تک میرے عیوب کی پردہ پوشی کی ہے اور مجھے رسوا نہیں کیا ہے۔ اپنے کرم سے نرمی برتی ہے اور عذاب میں جلدی نہیں کی ہے۔ اپنے تفضل سے مجھے برداشت کیا ہے اور اپنی نعمتوں کو بدلا نہیں ہے اور اپنے احسانات کو مکدر نہیں بنایا ہے تو اب میری مسلسل گریہ وزاری۔ اور میری مسکینی کی شدت اور میرے بدترین موقف پر مہربانی فرما۔

(۳۳) خدایا! محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور مجھے نافرمانی سے بچالے، اطاعت میں لگادے۔ اور بہترین واپسی کی توفیق عنایت فرما مجھے توبہ کے ذریعہ پاک بنادے اپنی حفاظت سے میری تائید فرما اپنی عافیت سے میرے حالات کی اصلاح فرمادے مجھے مغفرت کی حلاوت کا مزہ چکھادے اور مجھے اپنی معافی اور اپنی رحمت کا آزاد کردہ قرار دیدے۔ میرے لئے اپنی ناراضگی سے امان لکھ دے اور مجھے اس کی بشارت آخرت سے پہلے دنیا ہی میں دیدے وہ بشارت جسے میں پہچان لوں اور اس کی ایسی نشانی بتادے جسے کسی شبہ کے بغیر دریافت کرلوں۔

(۳۴) تیری وسعت میں یہ بات کوئی مشکل نہیں ہے اور تیری قدرت کے سامنے یہ مسئلہ کوئی دشوار نہیں ہے بیشک تو ہر شے پر قادر ہے۔

قُدْرَتِکَ وَلاٰ یَتَصٰعَّدُکَ فِي أَنٰاتِکَ وَلاٰ یَئُودُکَ فِي جَزِیلِ هِبٰاتِکَ الَّتِي دَلَّتْ عَلَیْهٰا ءایٰاتُکَ إِنَّکَ تَفْعَلُ مٰا تَشٰاءُ وَ تَحْکُمُ مٰا تُرِیدُ إِنَّکَ عَلیٰ کُلِّ شَيْءٍ قَدِیرٌ .

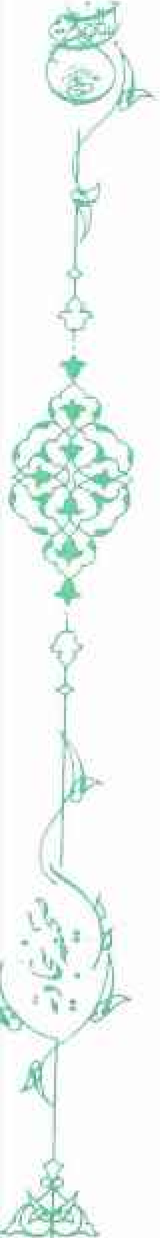




دوسری روایت کی بنا پر

یہ بات تیرے تحمل کے لئے مشکل نہیں ہے اور تیرے ان عظیم عطایا کے سامنے دشوار نہیں ہے جن پر تیری آیات نے دلالت کی ہے تو جو چاہے وہ کرسکتا ہے اور جس چیز کا چاہے حکم دے سکتا ہے کہ تو ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اور اللہ حضرت محمد اور ان کے آل اطہار پر رحمت نازل کرے۔





(۱۷) وَ كانَ مِنْ دُعائِهِ عَلَيْهِ السَّلامُ إِذا ذَكَرَ الشَّيْطانَ فَاسْتَعاذَ مِنْهُ وَ مِنْ عَداوَتِهِ وَ كَيْدِهِ

(۱) اللّٰهُمَّ إِنّا نَعُوذُ بِکَ مِنْ نَزَغاتِ الشَّيْطانِ الرَّجِيمِ وَ كَيْدِهِ وَ مَكائِدِهِ [۱]وَمِنَ الثِّقَةِ بِأَمانِيِّهِ وَمَواعِيدِهِ وَ غُرُورِهِ وَ مَصائِدِهِ (۲) وَ أَنْ يَطْمَعَ نَفْسُهُ فِي إِضْلالِنا عَنْ طاعَتِکَ وَامْتِهانِنا بِمَعْصِيَتِکَ أَوْ أَنْ يَحْسُنَ عِنْدَنا ما حَسَّنَ لَنا أَوْ أَنْ يَثْقُلَ عَلَيْنا ما كَرَّهَ إِلَيْنا (۳) اللّٰهُمَّ اخْسَأْهُ عَنّا بِعِبادَتِکَ وَ اكْبِتْهُ بِدُءُوبِنا فِي مَحَبَّتِکَ وَاجْعَلْ بَيْنَنا وَبَيْنَهُ سِتْراً لا يَهْتِكُهُ وَرَدْماً مُصْمِتاً لا يَفْتِقُهُ (۴) اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ وَاشْغَلْهُ عَنّا[۲] بِبَعْضِ أَعْدائِکَ وَاعْصِمْنا مِنْهُ بِحُسْنِ رِعايَتِکَ وَ اكْفِنا خَتْرَهُ وَوَلِّنا ظَهْرَهُ وَاقْطَعْ عَنّا إِثْرَهُ (۵) اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ وَأَمْتِعْنا بِالْهُدىٰ بِمِثْلِ ضَلالَتِهِ وَزَوِّدْنا مِنَ التَّقْوىٰ ضِدَّ غَوايَتِهِ وَ اسْلُکْ بِنا مِنَ التُّقىٰ خِلافَ سَبِيلِهِ مِنَ الرَّدىٰ (۶) اللّٰهُمَّ لا تَجْعَلْ لَهُ فِي قُلُوبِنا مَدْخَلاً [۳]وَّلا تُوطِنَنَّ لَهُ فِيما لَدَيْنا مَنْزِلاً (۷) اللّٰهُمَّ وَ ما سَوَّلَ لَنا مِنْ باطِلٍ فَعَرِّفْناهُ وَ إِذا عَرَّفْتَناهُ فَقِناهُ وَ بَصِّرْنا ما نُكايِدُهُ بِهِ وَ أَلْهِمْنا ما نُعِدُّهُ لَهُ وَأَيْقِظْنا عَنْ سِنَةِ الْغَفْلَةِ بِالرُّكُونِ إِلَيْهِ وَأَحْسِنْ بِتَوْفِيقِکَ عَوْنَنا عَلَيْهِ (۸) اللّٰهُمَّ وَ أَشْرِبْ قُلُوبَنا إِنْكارَ عَمَلِهِ وَالْطُفْ لَنا فِي نَقْضِ حِيَلِهِ

۱۷۔ آپ کی دعا جب آپ شیطان کے ذکر پر اس سے اور کید و مکر و عداوت سے پناہ مانگتے تھے۔

(۱) خدایا ہم تیری پناہ کے طلبگار ہیں شیطان رجیم کے وسوسوں اور مکاریوں سے اور اس کی پیدا کی ہوئی آرزوؤں، اس کے وعدوں اور اس کے دھوکوں اور چالوں پر اعتماد کرنے سے۔ (۲) اور اس بات سے کہ اس کے دل میں ہمیں راہ اطاعت سے بہکانے کی طمع پیدا ہو اور وہ ہمیں تیری معصیت کے ذریعہ ذلیل کر سکے یا اس کی حسین بنائی ہوئی بات ہم کو حسین دکھائی دینے لگے یا اس کی ناگوار کی ہوئی شے ہمیں سنگین معلوم ہونے لگے۔ (۳) خدایا! اسے اپنی عبادت کے ذریعہ ہم سے دور ہنکا دے اور اسے راہ محبت میں ہماری مسلسل کوشش کی بنا پر ٹھکرا دے ہمارے اور اس کے درمیان ایسا حجاب قائم کر دے جسے وہ چاک نہ کر سکے اور ایسی مضبوط دیوار اٹھا دے جس میں وہ شگاف نہ پیدا کر سکے۔ (۴) خدایا! محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما اور اسے اپنے دشمنوں میں مشغول کر کے ہماری طرف سے غافل بنا دے اور ہمیں اپنی بہترین حفاظت کے ذریعہ اس سے بچا لے ہمیں اس کے مکر سے محفوظ بنا دے اور ہماری طرف سے اس کا رخ موڑ دے اور ہمارے راستہ سے اس کے نشانات قدم کو مٹا دے۔ (۵) خدایا! محمد آل محمد پر رحمت نازل فرما اور ہمیں اس کی گمراہی کے مقابلہ میں تقویٰ کا ساز و سامان عطا فرما دے اور ہمیں اس کی راہ ضلالت۔ کے مقابلہ میں اپنی راہ تقویٰ پر چلا دے۔ (۶) خدایا! اسے ہمارے دلوں میں کوئی راستہ نہ بنانے دینا اور ہمارے گھر میں اس کا گھر نہ بننے دینا خدایا جب وہ کسی باطل کو ہمارے لئے آراستہ کرے تو ہمیں اس کی مکاریوں سے مقابلہ کے طریقے بتلا دینا اور اس ساز و سامان سے باخبر کر دینا جو ہم اس کے لئے تیار کریں (۷) ہمیں غفلت کی نیند سے چونکا دینا کہ ہم اس کی طرف مائل نہ ہو جائیں اور اپنی

(٩) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّءَالِه وَ حَوِّلْ سُلْطانَهُ عَنّٰا وَاقْطَعْ رَجاءَهُ مِنّٰا وَادْرَأْهُ عَنِ الْوُلُوعِ بِنا (١٠) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّءَالِه وَاجْعَلْ ءَاباءَنا [٥] وَأُمَّهاتِنا وَأَوْلادَنا وَأَهالِينا وَذَوِي أَرْحامِنا وَقَراباتِنا وَجيرانَنا مِنَ الْمُؤْمِنينَ وَالْمُؤْمِناتِ مِنْهُ في حِرْزٍ حارِزٍ وَّحِصْنٍ حافِظٍ وَّكَهْفٍ مّانِعٍ وَّأَلْبِسْهُمْ مِّنْهُ جُنَناً وّاقِيَةً وَّأَعْطِهِمْ عَلَيْهِ أَسْلِحَةً مّاضِيَةً (١١) اَللّٰهُمَّ وَاعْمُمْ بِذٰلِكَ مَنْ شَهِدَ لَكَ بِالرُّبُوبِيَّةِ وَأَخْلَصَ لَكَ بِالْوَحْدانِيَّةِ وَعاداهُ لَكَ بِحَقيقَةِ الْعُبُودِيَّةِ وَاسْتَظْهَرَ بِكَ عَلَيْهِ في مَعْرِفَةِ الْعُلُومِ الرَّبّانِيَّةِ (١٢) اَللّٰهُمَّ احْلُلْ ما عَقَدَ وَافْتُقْ ما رَتَقَ وَافْسَخْ ما دَبَّرَ وَثَبِّطْهُ إِذا عَزَمَ وَانْقُضْ ما أَبْرَمَ (١٣) اَللّٰهُمَّ وَاهْزِمْ جُنْدَهُ وَأَبْطِلْ كَيْدَهُ وَاهْدِمْ كَهْفَهُ وَأَرْغِمْ أَنْفَهُ (١٤) اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنا في نَظْمِ أَعْدائِهِ وَاعْزِلْنا عَنْ عِدادِ أَوْلِيائِهِ لا نُطيعُ لَهُ إِذا اسْتَهْوانا وَلا نَسْتَجيبُ لَهُ إِذا دَعانا نَأْمُرُ بِمُناوَأَتِهِ مَنْ أَطاعَ أَمْرَنا وَنَعِظُ عَنْ مُتابَعَتِهِ مَنِ اتَّبَعَ زَجْرَنا (١٥) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ خاتَمِ النَّبِيّينَ وَسَيِّدِ الْمُرْسَلينَ وَعَلىٰ أَهْلِ بَيْتِهِ الطَّيِّبينَ الطّاهِرينَ وَأَعِذْنا وَأَهالِينا وَ إِخْوانَنا وَجَميعَ الْمُؤْمِنينَ وَالْمُؤْمِناتِ مِمّا اسْتَعَذْنا مِنْهُ وَأَجِرْنا مِمّا اسْتَجَرْنا بِكَ مِنْ خَوْفِهِ (١٦) وَاسْمَعْ لَنا ما دَعَوْنا بِهِ وَأَعْطِنا ما أَغْفَلْناهُ وَاحْفَظْ لَنا ما نَسيناهُ وَصَيِّرْنا بِذٰلِكَ في دَرَجاتِ الصّالِحينَ وَمَراتِبِ الْمُؤْمِنينَ ءَامينَ [٦] رَبَّ الْعالَمينَ .

بہترین توفیق سے ہماری بہترین امداد فرمانا (۸) خدایا! ہمارے دلوں میں اس بات کو گھول کر پلادے کہ ہم اس کے اعمال کو ناپسند کریں اور ہم پر مہربانی فرما کہ ہم اس کے حیلوں کو توڑ سکیں۔

(۹) خدایا! محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما، اور اس کے اختیارات کو ہماری طرف موڑ دے اس کی امید کو ہم سے قطع کردے اور ہماری گمراہی کی آرزوؤں سے اسے دور کردے (۱۰) خدایا! محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور ہمارے ماں باپ، ہماری اولاد اور اہل، ہمارے رشتہ دار وقرابتدار اور صاحب ایمان مرد وعورت ہمسایہ سب کو اس کی طرف سے بہترین مستحکم حفاظت میں رکھنا۔ اور محفوظ قلعہ اور روک تھام کرنے والی پناہ گاہ میں رکھنا اور سب کو اس کی طرف بچانے والی زرہ۔۔ دینا اور اس کے مقابلہ کے لئے تیز اسلحہ عطا فرمادینا۔ (۱۱) خدایا! اس حفاظت میں ان سب کو شامل کرلینا جو تیری ربوبیت کے گواہ ہوں اور تیری وحدانیت سے اخلاص رکھتے ہوں اور حقیقت عبدیت کے ساتھ اس سے دشمنی رکھتے ہوں اور باقی علوم کی معرفت میں تیرے سہارے اس پر غلبہ حاصل کرنا چاہتے ہوں۔ (۱۲) خدایا! اس کی گرہوں کو کھول دے۔ اس کے جوڑ کو توڑ دے (۱۳) اس کی تدبیر کو باطل کردے اس کے مکر کو بیکار کردے اس کی پناہ گاہ کو منہدم کردے اور اس کی ناک کو رگڑ دے۔ (۱۴) خدایا! ہمیں اس کے دشمنوں کی صفوں میں قرار دیدے اور اس کے دوستوں کی جماعت سے الگ کردے وہ ہم کو مائل کرنا چاہے تو اس کی اطاعت نہ کریں اور جو ہماری بات مان لیں انھیں اس کے اتباع سے رکنے کی نصیحت کریں۔

(۱۵) خدایا رحمت نازل فرما حضرت محمد پر جو خاتم النبیین اور سید المرسلین ہیں اور ان کے اہل بیت طیبین وطاہرین علیہم السلام پر۔ ہمیں اور ہمارے اہل وعیال، برادران اور تمام مومنین ومومنات کو اس چیز سے پناہ دیدے جس سے ہم پناہ کے طالب ہیں اور ہمیں ان چیزوں سے بچالے جن کے خوف سے ہم تیری حفاظت کے طلبگار ہیں ہماری آوازوں کو سن لے اور جس چیز سے ہم غافل ہیں وہ بھی عطا فرمادے جس چیز کو ہم بھول گئے ہیں اسے یاد دلادے اور اس وسیلہ سے ہمیں صالحین کے درجات اور مومنین کے مراتب تک پہنچادے۔ آمین یارب العالمین۔

(۱۸) وَ کانَ مِنْ دُعائِهِ عَلَيْهِ السَّلامُ إِذا دُفِعَ عَنْهُ ما يَحْذَرُ أَوْ عُجِّلَ لَهُ مَطْلَبُهُ

(۱) اللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ عَلىٰ حُسْنِ قَضائِکَ وَ بِما صَرَفْتَ عَنِّي مِنْ بَلائِکَ فَلا تَجْعَلْ حَظِّي مِنْ رَحْمَتِکَ ما عَجَّلْتَ لِي مِنْ عافِيَتِکَ فَأَکُونَ قَدْ شَقِيتُ بِما أَحْبَبْتُ وَسَعِدَ غَيْرِي بِما کَرِهْتُ (۲) وَإِنْ يَکُنْ ما ظَلَلْتُ فِيهِ أَوْ بِتُّ فِيهِ مِنْ هٰذِهِ الْعافِيَةِ بَيْنَ يَدَيْ بَلاءٍ لا يَنْقَطِعُ وَ وِزْرٍ لا يَرْتَفِعُ فَقَدِّمْ لِي ما أَخَّرْتَ وَ أَخِّرْ عَنِّي ما قَدَّمْتَ (۳) فَغَيْرُ کَثِيرٍ[ا]مّا عاقِبَتُهُ الْفَناءُ وَ غَيْرُ قَلِيلٍ مّا عاقِبَتُهُ الْبَقاءُ وَ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ.



۱۸۔ کسی مصیبت کے دور ہو جانے یا کسی مقصد کے فوری طور پر حاصل ہو جانے پر آپ کی دعا۔

(۱) خدایا! تیرا شکر ہے تیرے بہترین فیصلہ پر اور مجھ سے اس بلا کے ٹال دینے پر لیکن اپنی رحمت کا حصہ میرے حق میں اس عافیت ہی کو نہ قرار دیدینا کہ میں جس چیز کو پسند کر رہا ہوں اس سے بدبخت ہو جاؤں اور جس چیز کو ناپسند کر رہا ہوں اس سے دوسرے لوگ خوش بخت ہو جائیں۔

(۲) بلکہ جس عافیت میں صبح وشام گذار رہا ہوں اگر اس کے پیچھے وہ بلا ہے جو ختم ہونے والی نہیں اور وہ بوجھ ہے جو اٹھنے والا نہیں ہے تو مجھے وہی دیدے جسے موخر کر دیا ہے اور اسے موخر کر دے جسے جلدی دیدیا ہے کہ جس کا انجام فنا ہوتا ہے (۳) اسے کثیر نہیں کہا جاتا ہے اور جس کا انجام بقا ہو اسے قلیل نہیں کہا جا سکتا ہے۔ اور رحمت نازل فرما حضرت محمد اور ان کی آل اطہار پر۔



(۱۹) وَ كانَ مِنْ دُعائِهِ عَلَيْهِ السَّلامُ عِنْدَ الاِسْتِسْقاءِ بَعْدَ الْجَدْبِ

(۱) اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا الْغَيْثَ وَانْشُرْ عَلَيْنا رَحْمَتَكَ بِغَيْثِكَ الْمُغْدِقِ مِنَ السَّحابِ الْمُنْساقِ لِنَباتِ أَرْضِكَ الْمُونِقِ فِي جَمِيعِ الْآفاقِ (۲) وَامْنُنْ عَلىٰ عِبادِكَ بِإِيناعِ الثَّمَرَةِ وَأَحْيِ بِلادَكَ بِبُلُوغِ الزَّهْرَةِ وَأَشْهِدْ مَلائِكَتَكَ[۱] الْكِرامَ السَّفَرَةَ بِسَقْيٍ مِنْكَ نافِعٍ دائِمٍ غُزْرُهُ واسِعٍ دِرَرُهُ وابِلٍ سَرِيعٍ عاجِلٍ (۳) تُحْيِي بِهِ ما قَدْ ماتَ وَ تَرُدُّ بِهِ ما قَدْ فاتَ وَ تُخْرِجُ بِهِ ما هُوَ آتٍ وَ تُوَسِّعُ بِهِ فِي الْأَقْواتِ سَحاباً مُتَراكِماً هَنِيئاً مَرِيئاً طَبَقاً مُجَلْجَلاً غَيْرَ مُلِثٍّ وَدْقُهُ وَلا خُلَّبٍ بَرْقُهُ (۴) اَللّٰهُمَّ اسْقِنا غَيْثاً مُغِيثاً مَرِيعاً مُمْرِعاً عَرِيضاً واسِعاً غَزِيراً تَرُدُّ بِهِ النَّهِيضَ وَتَجْبُرُ بِهِ الْمَهِيضَ (۵) اَللّٰهُمَّ اسْقِنا سَقْياً تُسِيلُ مِنْهُ الظِّرابَ وَتَمْلَأُ مِنْهُ الْجِبابَ وَتُفَجِّرُ بِهِ الْأَنْهارَ وَتُنْبِتُ بِهِ الْأَشْجارَ وَتُرْخِصُ[۲] بِهِ الْأَسْعارَ فِي جَمِيعِ الْأَمْصارِ وَتَنْعَشُ بِهِ الْبَهائِمَ وَالْخَلْقَ وَتُكْمِلُ لَنا بِهِ طَيِّباتِ الرِّزْقِ وَتُنْبِتُ لَنا بِهِ الزَّرْعَ وَتُدِرُّ بِهِ الضَّرْعَ وَتَزِيدُنا بِهِ قُوَّةً إِلىٰ قُوَّتِنا (۶) اَللّٰهُمَّ لا تَجْعَلْ ظِلَّهُ عَلَيْنا سَمُوماً وَلا تَجْعَلْ بَرْدَهُ عَلَيْنا حُسُوماً وَلا تَجْعَلْ صَوْبَهُ عَلَيْنا رُجُوماً وَلا تَجْعَلْ ماءَهُ عَلَيْنا أُجاجاً (۷) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَارْزُقْنا مِنْ بَرَكاتِ[۳] السَّمٰواتِ وَالْأَرْضِ إِنَّكَ عَلىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ.

۱۹۔ قحط کے بعد بارش کے لئے آپ کی دعا

(۱) خدایا! ہمیں باران رحمت سے سیراب فرمادے اور ہم پر اس دامن رحمت کو پھیلا دے جو تیری موسلا دھار بارش سے تیار ہوتا ہے اور اس بادل کے دوش پر چلتا ہے جسے تمام آفاق میں رنگ و بو پیدا کرنے کے لئے اور زمین میں سبزۂ خوش رنگ اگانے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ (۲) اور پھلوں کو تیار کر کے اپنے بندوں پر کرم فرما۔ اور سبزہ کو اگا کر اپنے شہروں کو زندگی دیدے۔ اور اپنے ان ملائکہ کو گواہ بنادے جو محترم ہیں اور جنھیں نمائندہ بنا کر بھیجا جاتا ہے اپنی طرف اس منفعت بخش سیرابی کے لئے جس کی فراوانی دائمی ہو اور جس کی روانی ہمہ گیر ہو اور جس کی بوندیں بڑی بڑی ہوں اور تیز برسنے والی ہوں (۳) جن کے ذریعہ تو مردہ زمینوں کو زندہ بنادے اور جو نعمتیں فوت ہوگئی ہیں انھیں دوبارہ پلٹا دے اور جو نعمتیں سامنے آنے والی ہیں انھیں سامنے لے آ، بندوں کے رزق میں وسعت عطا کردے اور وہ بادل بھیج دے جو تہ بہ تہ خوش آیند خوشگوار زمین پر محیط اور گھن گرج والا ہو۔ نہ اس کی بارش بالکل مسلسل ہو اور نہ اس کی بجلی صرف دھوکہ ہو۔ (۴) خدایا! ہمیں ایسی بارش سے سیراب کردے جو خشک سالی کو فنا کرنے والی، سبزہ کو اگانے والی، سرسبز و شاداب کرنے والی، وسعت والی اور کثیر پانی والی ہو (۵) جس کے ذریعہ تو مرجھائی ہوئی گھاس کی رونق کو پلٹادے اور سوکھے سبزے میں جان پیدا کردے۔ خدایا ہمیں وہ سیرابی عطا فرما جس کا پانی ٹیلوں سے بہہ نکلے اور جس سے کنویں چھلک جائیں، نہریں جاری ہوجائیں اور درخت اگنے لگیں، تمام شہروں میں قیمتیں ارزاں ہوجائیں اور تمام انسان مخلوقات جی اٹھیں ہمارے لئے پاکیزہ رزق کا سامان مکمل کردے اور زراعت کو اگادے اور تھنوں سے دودھ جاری کردے اور ہماری قوت میں مزید طاقت کا اضافہ کردے۔ (۶) خدایا اس ابر کے سایہ کو ہمارے لئے زہریلا اور اس کی ٹھنڈک کو نحوست کا سرچشمہ نہ بنادینا اس کا رخ ہماری طرف عذاب کا پیش خیمہ نہ ہوجائے اور اس کا پانی ہمارے حق میں کھارا نہ ہوجائے۔ (۷) خدایا! محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما اور ہمیں آسمان و زمین کی برکتوں سے نواز دے کہ تو ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔

(۲۰) وَ كَانَ مِنْ دُعَائِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي مَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ وَ مَرْضِيِّ الْأَفْعَالِ

(۱) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ بَلِّغْ بِإِيمَانِي أَكْمَلَ الْإِيمَانِ وَ اجْعَلْ يَقِينِي أَفْضَلَ الْيَقِينِ وَ انْتَهِ بِنِيَّتِي إِلىٰ أَحْسَنِ النِّيَّاتِ وَ بِعَمَلِي إِلىٰ أَحْسَنِ الْأَعْمَالِ (۲) اَللّٰهُمَّ وَفِّرْ بِلُطْفِكَ نِيَّتِي وَ صَحِّحْ بِمَا عِنْدَكَ يَقِينِي وَ اسْتَصْلِحْ بِقُدْرَتِكَ مَا فَسَدَ مِنِّي (۳) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ اكْفِنِي مَا يَشْغَلُنِي الِاهْتِمَامُ بِهِ وَ اسْتَعْمِلْنِي بِمَا تَسْأَلُنِي غَداً عَنْهُ وَ اسْتَفْرِغْ أَيَّامِي فِيمَا خَلَقْتَنِي لَهُ وَ أَغْنِنِي [۱] وَ أَوْسِعْ عَلَيَّ فِي رِزْقِكَ وَ لَا تَفْتِنِّي بِالنَّظَرِ وَ أَعِزَّنِي وَ لَا تَبْتَلِيَنِّي بِالْكِبْرِ وَ عَبِّدْنِي لَكَ وَ لَا تُفْسِدْ عِبَادَتِي بِالْعُجْبِ وَ أَجْرِ لِلنَّاسِ عَلىٰ يَدِيَ الْخَيْرَ وَ لَا تَمْحَقْهُ بِالْمَنِّ وَ هَبْ لِي مَعَالِيَ الْأَخْلَاقِ وَ اعْصِمْنِي مِنَ الْفَخْرِ (۴) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ لَا تَرْفَعْنِي فِي النَّاسِ دَرَجَةً إِلَّا حَطَطْتَنِي عِنْدَ نَفْسِي مِثْلَهَا وَ لَا تُحْدِثْ لِي عِزّاً ظَاهِراً إِلَّا أَحْدَثْتَ لِي ذِلَّةً بَاطِنَةً عِنْدَ نَفْسِي بِقَدَرِهَا (۵) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ مَتِّعْنِي بِهُدًى صَالِحٍ لَا أَسْتَبْدِلُ بِهِ وَ طَرِيقَةِ حَقٍّ لَا أَزِيغُ عَنْهَا وَ نِيَّةِ رُشْدٍ لَا أَشُكُّ فِيهَا وَ عَمِّرْنِي مَا كَانَ

۲۰۔ بلند ترین اخلاق اور پسندیدہ ترین اعمال کے بارے میں آپکی دعا

(۱) خدایا! محمد آل محمد پر رحمت نازل فرما اور ہمارے ایمان کو کامل ترین ایمان تک پہنچادے، ہمارے یقین کو بہترین یقین قرار دیدے اور ہماری نیت کو بہترین نیت اور ہمارے اعمال کو بہترین اعمال تک پہنچادے۔

(۲) خدایا! اپنے لطف وکرم سے ہماری نیت کو خالص بنادے، اپنے کرم سے ہمارے یقین کو مستحکم قرار دیدے اور اپنی قدرت کاملہ سے ہمارے بگڑے معاملات کی اصلاح کردے۔

(۳) خدایا! محمد آل محمد پر رحمت نازل فرما اور ہمارے لئے ان امور میں کافی ہوجا جن کا خیال ہمیں مشغول بنائے ہوئے ہے اور ہمیں ان کاموں میں لگادے جن کے بارے میں تو کل سوال کرنے والا ہے ہمارے روز وشب کو اس کام کے لئے خالی کرادے جس کے لئے تونے ہمیں پیدا کیا ہے ہمیں غنی بنادے اور ہمارے رزق میں وسعت دیدے لیکن غرور میں مبتلا نہ ہونے دینا۔ ہمیں عبادت میں مصروف کردے لیکن ہماری عبادت کو خود پسندی سے برباد نہ ہونے دینا۔ لوگوں کیلئے ہمارے ہاتھوں پر خیر جاری کردے لیکن اسے احسان جتانے کے ذریعہ برباد نہ ہونے دینا۔ ہمیں بلند ترین اخلاق عطا فرمادے لیکن فخر ومباہات سے محفوظ رکھنا۔

(۴) خدایا! محمد آل محمد پر رحمت نازل فرما اور لوگوں کے نزدیک ہمارے کسی درجہ کو بلند نہ کرنا جب تک خود ہمارے نزدیک ہمیں پست نہ بنادینا اور ظاہری طور پر کوئی عزت نہ دینا جب تک نفس کے اندر احساس ذلت نہ پیدا ہوجائے۔

(۵) خدایا! محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور ہمیں اس صالح ہدایت سے نواز دے جس کے بدل کی خواہش نہ ہو اور وہ راہ حق بتادے جس سے انحراف نہ کیا جاسکے اور وہ نیت صلاح عطا فرمادے جس

عُمْرِي بِذْلَةً فِي طَاعَتِکَ فَإِذَا کَانَ عُمْرِي مَرْتَعاً لِلشَّيْطَانِ فَاقْبِضْنِي إِلَيْکَ قَبْلَ أَنْ يَسْبِقَ مَقْتُکَ إِلَيَّ أَوْ يَسْتَحْکِمَ غَضَبُکَ عَلَيَّ (٦) اللّٰهُمَّ لَا تَدَعْ خِصْلَةً تُعَابُ مِنِّي إِلَّا أَصْلَحْتَهَا وَلَا عَائِبَةً أُؤَنَّبُ بِهَا إِلَّا حَسَّنْتَهَا وَلَا أُکْرُومَةً فِيَّ نَاقِصَةً إِلَّا أَتْمَمْتَهَا (٧) اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَأَبْدِلْنِي [٢] مِنْ بِغْضَةِ أَهْلِ الشَّنَآنِ الْمَحَبَّةَ وَ مِنْ حَسَدِ أَهْلِ الْبَغْيِ الْمَوَدَّةَ وَ مِنْ ظِنَّةِ أَهْلِ الصَّلَاحِ الثِّقَةَ وَ مِنْ عَدَاوَةِ الْأَدْنَيْنَ الْوَلَايَةَ وَ مِنْ عُقُوقِ ذَوِي الْأَرْحَامِ الْمَبَرَّةَ وَ مِنْ خُذْلَانِ الْأَقْرَبِينَ النُّصْرَةَ وَ مِنْ حُبِّ الْمُدَارِينَ تَصْحِيحَ الْمِقَةِ وَ مِنْ رَدِّ الْمُلَابِسِينَ کَرَمَ الْعِشْرَةِ وَ مِنْ مَرَارَةِ خَوْفِ الظَّالِمِينَ حَلَاوَةَ الْأَمَنَةِ (٨) اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاجْعَلْ لِي يَداً عَلَىٰ مَنْ ظَلَمَنِي وَ لِسَاناً عَلَىٰ مَنْ خَاصَمَنِي وَظَفَراً بِمَنْ عَانَدَنِي وَ هَبْ لِي مَکْراً عَلَىٰ مَنْ کَايَدَنِي وَقُدْرَةً عَلَىٰ مَنِ اضْطَهَدَنِي وَتَکْذِيباً لِمَنْ قَصَبَنِي وَسَلَامَةً مِمَّنْ تَوَعَّدَنِي وَوَفِّقْنِي لِطَاعَةِ مَنْ سَدَّدَنِي وَ مُتَابَعَةِ مَنْ أَرْشَدَنِي (٩) اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَسَدِّدْنِي [٣] لِأَنْ أُعَارِضَ مَنْ غَشَّنِي بِالنُّصْحِ وَأَجْزِيَ مَنْ هَجَرَنِي بِالْبِرِّ وَأُثِيبَ مَنْ حَرَمَنِي بِالْبَذْلِ وَأُکَافِيَ مَنْ قَطَعَنِي بِالصِّلَةِ وَأُخَالِفَ مَنِ اغْتَابَنِي إِلَىٰ حُسْنِ الذِّکْرِ وَأَنْ أَشْکُرَ الْحَسَنَةَ وَأُغْضِيَ عَنِ السَّيِّئَةِ (١٠) اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَحَلِّنِي بِحِلْيَةِ الصَّالِحِينَ وَأَلْبِسْنِي زِينَةَ الْمُتَّقِينَ [٤] فِي بَسْطِ الْعَدْلِ

میں کسی شک کی گنجائش نہ ہو اور مجھے اس وقت تک زندہ رکھنا جب تک زندگی تیری راہ میں خرچ ہوتی ہے اس کے بعد اگر اس کے شیطانی چراگاہ بن جانے کا امکان پیدا ہو جائے تو مجھے اس دنیا سے فوراً اٹھا لینا قبل اس کے کہ تیرے غضب کا رخ میری طرف ہو یا تیرا غضب میرے حق میں مستحکم ہو جائے۔ (۶) خدایا! میرے اندر کوئی عیب دار خصلت نہ چھوڑ دینا جب تک اس کی اصلاح نہ کر دے اور کوئی ناقص کرامت نہ چھوڑ دینا جب تک اسے مکمل نہ کر دینا۔

(۷) خدایا! محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما اور ہمیں دشمنوں کی عداوت کے مقابلہ میں محبت اور اہل ستم کے حسد کے مقابلہ میں مودت عطا فرما۔ اور نیک کرداروں کی بدگمانی کے بدلہ اعتماد عطا فرما اور قریب لوگوں کی دشمنی کے بدلے محبت عطا فرما قرابتداروں کی نافرنی کو حسن سلوک سے بدل دے اور عزیزوں کی کنارہ کشی کو امداد میں تبدیل کر دے خوشامدیوں کی محبت کو سچی محبت میں تبدیل کر دے اور ساتھیوں کے اہانت آمیز برتاؤ کو بہترین معاشرت میں بدل دے اور ظالمین کے خوف کی تلخی کے بدلے امن وسکون کی حلاوت عطا فرما۔

(۸) خدایا محمد آل محمد پر رحمت نازل فرما اور مجھے ظلم کرنے والے کے مقابلہ میں قوت، جھگڑا کرنے والے کے مقابلہ میں زبان گویا دشمن کے مقابلہ میں کامیابی۔ مکاری کرنے والوں کے مقابلہ میں حسن تدبیر، دباؤ ڈالنے والوں کے مقابلہ میں قدرت۔ بدگوئی کرنے والوں کے مقابلہ میں جھٹلانے کی قوت، دھمکانے والوں کے مقابلہ میں سلامتی، ہدایت کرنے والوں کی اطاعت کی توفیق، راستہ دکھانے والوں کے اتباع کی صلاحیت عطا فرما۔ (۹) خدایا! محمد آل محمد پر رحمت نازل فرما اور مجھے توفیق دے کہ میں فریب کرنے والوں سے نصیحت کا معاملہ کروں ترک تعلقات کرنے والوں کے ساتھ نیکی کروں محروم کرنے والوں کو عطا کروں۔ قطع تعلق کرنے والوں کا بدلہ تعلقات سے دوں اور غیبت کرنے والوں کا جواب بہترین ذکر خیر سے دوں نیکیوں کا شکریہ ادا کروں اور برائیوں سے چشم پوشی کروں۔ (۱۰) خدایا! محمد آل محمد پر رحمت نازل فرما اور مجھے صالحین کا انداز عطا فرما متقین کی زینت کا

وَكَظْمِ الْغَيْظِ وَإِطْفَاءِ النَّائِرَةِ وَضَمِّ أَهْلِ الْفُرْقَةِ وَإِصْلاحِ ذَاتِ الْبَيْنِ وَإِفْشَاءِ الْعَارِفَةِ وَسَتْرِ الْعَائِبَةِ وَلِينِ الْعَرِيكَةِ وَخَفْضِ الْجَنَاحِ وَحُسْنِ السِّيرَةِ وَسُكُونِ الرِّيحِ وَطِيبِ الْمُخَالَقَةِ وَالسَّبْقِ إِلَى الْفَضِيلَةِ وَإِيثَارِ التَّفَضُّلِ وَتَرْكِ التَّعْيِيرِ وَالإِفْضَالِ عَلَى غَيْرِ الْمُسْتَحِقِّ وَالْقَوْلِ بِالْحَقِّ وَ إِنْ عَزَّ وَاسْتِقْلالِ الْخَيْرِ وَ إِنْ كَثُرَ مِنْ قَوْلِي وَ فِعْلِي وَ اسْتِكْثَارِ الشَّرِّ وَإِنْ قَلَّ مِنْ قَوْلِي وَ فِعْلِي وَأَكْمِلْ ذَلِكَ لِي بِدَوَامِ الطَّاعَةِ وَلُزُومِ الْجَمَاعَةِ وَرَفْضِ أَهْلِ الْبِدَعِ وَمُسْتَعْمِلِ الرَّأْيِ الْمُخْتَرَعِ (١١) اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاجْعَلْ أَوْسَعَ رِزْقِكَ عَلَيَّ إِذَا كَبِرْتُ وَ أَقْوَى قُوَّتِكَ فِيَّ إِذَا نَصِبْتُ وَلا تَبْتَلِيَنِّي بِالْكَسَلِ عَنْ عِبَادَتِكَ وَلا الْعَمَى عَنْ سَبِيلِكَ وَلا بِالتَّعَرُّضِ لِخِلافِ مَحَبَّتِكَ وَلا مُجَامَعَةِ مَنْ تَفَرَّقَ عَنْكَ وَلا مُفَارَقَةِ مَنِ اجْتَمَعَ إِلَيْكَ (١٢) اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي أَصُولُ بِكَ عِنْدَ الضَّرُورَةِ وَأَسْأَلُكَ عِنْدَ الْحَاجَةِ وَأَتَضَرَّعُ إِلَيْكَ عِنْدَ الْمَسْكَنَةِ وَلا تَفْتِنِّي بِالاسْتِعَانَةِ بِغَيْرِكَ إِذَا اضْطُرِرْتُ وَلا بِالْخُضُوعِ لِسُؤَالِ غَيْرِكَ إِذَا افْتَقَرْتُ وَلا بِالتَّضَرُّعِ إِلَى مَنْ دُونَكَ إِذَا رَهِبْتُ فَأَسْتَحِقَّ بِذَلِكَ خِذْلانَكَ وَمَنْعَكَ وَإِعْرَاضَكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ (١٣) اللَّهُمَّ اجْعَلْ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ[٥] فِي رَوْعِي مِنَ التَّمَنِّي وَالتَّظَنِّي وَالْحَسَدِ ذِكْراً لِعَظَمَتِكَ وَتَفَكُّراً فِي قُدْرَتِكَ وَ تَدْبِيراً عَلَى عَدُوِّكَ وَمَا أَجْرَى عَلَى

لباس مرحمت فرماتا کہ میں عدل کو منتشر کروں غصہ کو ضبط کروں آتش جنگ کو بجھا دوں اختلاف کرنے والوں کو آپس میں ملا دوں آپس کے اختلافات کی اصلاح کروں نیکیوں کو عام کروں برائیوں کی پردہ پوشی کروں مزاج کو نرم رکھوں۔ کاندھوں کو جھکائے رکھوں سیرت کو بہترین رکھوں انداز سلوک کو پرسکون رکھوں اخلاق کو پاکیزہ رکھوں۔ فضیلت کی طرف قدم آگے بڑھاؤں۔ فضل و کرم کو اختیار کروں لوگوں کو سرزنش نہ کروں غیر مستحق پر بھی احسان کروں حرف حق کہوں چاہے کسی قدر مشکل کیوں نہ ہو۔ اور شر کو زیادہ سمجھوں چاہے کسی قدر قلیل کیوں نہ ہو۔ وہ قول میں ہو یا عمل میں ہو۔ اور ان تمام صفات کو اطاعت کے دوام، جماعت کے التزام، اہل بدعت کے ترک تعلقات اور انوکھی آراء کے اختیار کرنے والوں سے کنارہ کشی کے ذریعہ مکمل بنا دے۔

(۱۱) خدایا! محمد آل محمد پر رحمت نازل فرما۔ اور میرے وسیع ترین رزق کو میرے بڑھاپے میں عطا فرما اور قوی ترین قوت کو عاجزی کے دور میں مرحمت فرما۔ مجھے عبادت کی کسل مندی میں مبتلا نہ کرنا اور اپنے راہ حق سے اندھا نہ بننے دینا اور اپنی محبت کے خلاف کوئی اقدام نہ کرنے دینا۔ جو تیرے ساتھ رہیں ان سے الگ نہ ہونے پاؤں اور جو تجھ سے الگ ہو جائیں ان کے ساتھ نہ رہنے پاؤں۔

(۱۲) پروردگار! مجھے ایسا بنا دے کہ ضرورت کے وقت تیرے ذریعہ حملہ کروں اور حاجت کے موقع پر تجھ سے سوال کروں مسکینی میں تیری بارگاہ میں گڑگڑاؤں اور مجھے ایسی آزمائش میں نہ ڈال دینا کہ مجبوری میں تیرے غیر سے مدد مانگنے لگوں اور فقیری میں غیر کے دروازہ پر ہاتھ پھیلا کر خضوع کا اظہار کروں اور خوف میں تیرے غیر سے فریاد نہ کرنے پاؤں کہ اس طرح تیری بارگاہ میں محرومی، ناکامی اور بے اعتنائی کا مستحق ہو جاؤں اے بہترین رحم کرنے والے۔

(۱۳) خدایا! شیطان میرے دل میں جو آرزوئیں، خیالات اور حسد پیدا کراتا ہے اسے اپنی عظمت کی یاد، اپنی قدرت کی فکر اور دشمن کے مقابلہ میں تدبیر کرنے میں تبدیل کر دے اور۔ وہ جو میری زبان پر کلمہ فحش، بدگوئی، سب و شتم، جھوٹی گواہی۔ مومن غائب کی غیبت، مومن حاضر کے لئے گالیاں

لِسانـي مِنْ لَفْظَةِ فُحْشٍ أَوْ هُجْرٍ أَوْ شَتْمِ عِرْضٍ أَوْ شَهادَةِ باطِلٍ أَوِ اغْتِيابِ مُؤْمِنٍ غائِبٍ أَوْ سَبِّ حاضِرٍ وَ ما أَشْبَهَ ذٰلِكَ نُطْقاً بِالْحَمْدِ لَكَ وَ إِغْراقاً فِي الثَّناءِ عَلَيْكَ وَ ذِهاباً فِي تَمْجِيدِكَ وَشُكْراً لِنِعْمَتِكَ وَ اعْتِرافاً بِإِحْسانِكَ وَ إِحْصاءً لِمِنَنِكَ (١٤) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَلا أُظْلَمَنَّ وَأَنْتَ مُطِيقٌ لِلدَّفْعِ عَنِّي وَلا أَظْلِمَنَّ وَ أَنْتَ الْقادِرُ عَلىٰ الْقَبْضِ مِنِّي وَلا أَضِلَّنَّ وَ قَدْ أَمْكَنَتْكَ هِدايَتِي وَلا أَفْتَقِرَنَّ وَمِنْ عِنْدِكَ وُسْعِي وَلا أَطْغَيَنَّ وَ مِنْ عِنْدِكَ وُجْدِي (١٥) اَللّٰهُمَّ إِلىٰ مَغْفِرَتِكَ وَفَدْتُ وَإِلىٰ عَفْوِكَ قَصَدْتُ وَإِلىٰ تَجاوُزِكَ اشْتَقْتُ وَبِفَضْلِكَ وَثِقْتُ وَلَيْسَ عِنْدِي ما يُوجِبُ لِي مَغْفِرَتَكَ وَلا فِي عَمَلِي ما أَسْتَحِقُّ بِهِ عَفْوَكَ وَ ما لِي بَعْدَ أَنْ حَكَمْتُ عَلىٰ نَفْسِي إِلَّا فَضْلُكَ فَصَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَتَفَضَّلْ عَلَيَّ (١٦) اَللّٰهُمَّ وَأَنْطِقْنِي بِالْهُدىٰ وَأَلْهِمْنِي التَّقْوىٰ[٦] وَوَفِّقْنِي لِلَّتِي هِيَ أَزْكىٰ وَ اسْتَعْمِلْنِي بِما هُوَ أَرْضىٰ (١٧) اَللّٰهُمَّ اسْلُكْ بِيَ الطَّرِيقَةَ الْمُثْلىٰ وَاجْعَلْنِي عَلىٰ مِلَّتِكَ أَمُوتُ وَ أَحْيا (١٨) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَمَتِّعْنِي بِالْإِقْتِصادِ وَاجْعَلْنِي مِنْ أَهْلِ السَّدادِ وَمِنْ أَدِلَّةِ الرَّشادِ وَمِنْ صالِحِي الْعِبادِ وَارْزُقْنِي فَوْزَ الْمَعادِ وَسَلامَةَ الْمِرْصادِ (١٩) اَللّٰهُمَّ خُذْ لِنَفْسِكَ مِنْ نَفْسِي ما يُخَلِّصُها وَ أَبْقِ لِنَفْسِي مِنْ نَفْسِي ما يُصْلِحُها فَإِنَّ نَفْسِي هالِكَةٌ أَوْ تَعْصِمُها .

وغیرہ جاری کرنا چاہتا ہے اس کے بدلے اپنی حمد وثنا اور اپنی عمیق ترین ستائش، اپنی تمجید اور بزرگی کے بیان کا تسلسل، اپنی نعمت کا شکر، اپنے احسان کا اعتراف اور اپنی نعمتوں کے شمار کو قرار دیدے۔

(۱۴) خدایا! محمد آل محمد پر رحمت نازل فرما اور مجھ پر ظلم نہ ہونے پائے جب کہ تو مجھ سے دفاع کرنے کی قوت رکھتا ہے۔ اور میں کسی پر ظلم نہ کرنے پاؤں جب کہ تو میرا ہاتھ پکڑنے کی قوت رکھتا ہے۔ میں گمراہ نہ ہونے پاؤں کہ تو میری ہدایت کرسکتا ہے اور میں محتاج نہ ہونے پاؤں کہ تو وسعت عطا کرسکتا ہے اور میں سرکشی اختیار نہ کرنے پاؤں کہ ساری طاقتوں کا سرچشمہ تیری ہی ذات ہے۔

(۱۵) خدایا! میں تیری مغفرت کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں اور میں نے تیری معافی کا ارادہ کیا ہے اور تیرے درگذر کرنے کا مشتاق ہوں اور تیرے فضل پر بھروسہ رکھتا ہوں اور میرے پاس کوئی ایسی شے نہیں ہے جو سامان مغفرت بن سکے اور نہ میرے اعمال میں کوئی ایسا عمل جو معافی کا حقدار بنا سکے اور جب میں خود اپنے خلاف فیصلہ کر رہا ہوں تو اب تیرے فضل وکرم کے علاوہ باقی ہی کیا رہ جاتا ہے۔ لہٰذا اے پروردگار اب محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور مجھ پر فضل وکرم فرما (۱۶) میری زبان کو ہدایت کے ساتھ گویا بنادے اور مجھے تقویٰ کا الہام عطا فرما اور پاکیزہ ترین راہ عمل کی ہدایت فرما اور اس کام میں لگا دے جو سب سے زیادہ پسندیدہ ہو۔

(۱۷) خدایا! مجھے بہترین راستہ پر لگا دے۔ اور میری حیات وموت کو اپنے قانون پر قرار دیدے۔ (۱۸) خدایا محمد آل محمد پر رحمت نازل فرما اور مجھے اخراجات میں میانہ روی عطا فرما میرا شمار اہل ہدایت میں ہو اور میں نیکی کے راہنما میں شمار کیا جاؤں اور نیک بندوں میں شامل ہو جاؤں اور مجھے معاد کی کامیابی عطا فرما اور عذاب جہنم سے سلامتی عطا فرما۔

(۱۹) خدایا! میرے نفس میں اپنے لئے ایک حصہ مخصوص کردے جو اسے عذاب سے نجات دلا سکے اور ایک حصہ چھوڑ دے جو اس کی اصلاح کرسکے اس لئے کہ اگر تو حفاظت نہیں کرے گا تو میرا نفس ہلاک ہو جائے گا۔

(٢٠) اللّٰهُمَّ أَنْتَ عُدَّتِي إِنْ حَزِنْتُ وَ أَنْتَ مُنْتَجَعِي إِنْ حُرِمْتُ وَبِكَ اسْتِغَاثَتِي إِنْ كَرِثْتُ وَعِنْدَكَ مِمَّا فَاتَ خَلَفٌ وَّلِمَا فَسَدَ صَلاحٌ وَّفِيمَا أَنْكَرْتَ تَغْيِيرٌ فَامْنُنْ عَلَيَّ قَبْلَ الْبَلاءِ بِالْعَافِيَةِ وَقَبْلَ الطَّلَبِ بِالْجِدَةِ وَقَبْلَ الضَّلالِ بِالرَّشَادِ وَاكْفِنِي مَئُونَةَ مَعَرَّةِ الْعِبَادِ وَهَبْ لِي أَمْنَ يَوْمِ الْمَعَادِ وَامْنَحْنِي حُسْنَ الإِرْشَادِ (٢١) اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّءَالِهِ وَادْرَأْ عَنِّي بِلُطْفِكَ وَاغْذُنِي بِنِعْمَتِكَ وَأَصْلِحْنِي بِكَرَمِكَ وَدَاوِنِي بِصُنْعِكَ وَأَظِلَّنِي فِي ذَرَاكَ وَجَلِّلْنِي رِضَاكَ وَوَفِّقْنِي إِذَا اشْتَكَلَتْ عَلَيَّ الأُمُورُ لأَهْدَاهَا وَإِذَا تَشَابَهَتِ الأَعْمَالُ لأَزْكَاهَا وَإِذَا تَنَاقَضَتِ الْمِلَلُ لأَرْضَاهَا (٢٢) اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّءَالِهِ وَ تَوِّجْنِي بِالْكِفَايَةِ وَسُمْنِي حُسْنَ الْوِلايَةِ وَهَبْ لِي صِدْقَ الْهِدَايَةِ وَلا تَفْتِنِّي بِالسَّعَةِ وَامْنَحْنِي حُسْنَ الدَّعَةِ وَلا تَجْعَلْ عَيْشِي كَدّاً كَدّاً وَّلا تَرُدَّ دُعَائِي عَلَيَّ رَدّاً فَإِنِّي لا أَجْعَلُ لَكَ ضِدّاً وَّلا أَدْعُو مَعَكَ نِدّاً (٢٣) اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّءَالِهِ وَامْنَعْنِي مِنَ السَّرَفِ وَحَصِّنْ رِّزْقِي مِنَ التَّلَفِ وَوَفِّرْ مَلَكَتِي بِالْبَرَكَةِ فِيهِ وَ أَصِبْ بِّي سَبِيلَ الْهِدَايَةِ لِلْبِرِّ فِيمَا أُنْفِقُ مِنْهُ (٢٤) اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّءَالِهِ وَاكْفِنِي مَئُونَةَ الإِكْتِسَابِ وَارْزُقْنِي مِنْ غَيْرِ احْتِسَابٍ فَلا أَشْتَغِلَ عَنْ عِبَادَتِكَ بِالطَّلَبِ وَلا أَحْتَمِلَ إِصْرَ تَبِعَاتِ الْمَكْسَبِ (٢٥) اللّٰهُمَّ فَأَطْلِبْنِي بِقُدْرَتِكَ مَا أَطْلُبُ وَ أَجِرْنِي بِعِزَّتِكَ مِمَّا أَرْهَبُ.



(۲۰) خدایا! تو رنج وغم میں میرا سہارا ہے اور ہر طرف سے محرومی کی صورت میں میری امیدگاہ ہے اور میں ہر، ہجوم غم میں تیری ہی مدد کا طلبگار رہوں۔ اور تیرے پاس ہر ضائع ہو جانے والے کی تلافی اور ہر فاسد کی اصلاح کا سامان موجود ہے اور تو ہر ناپسندیدہ شے کو بدل سکتا ہے لہٰذا مجھ پر یہ احسان فرما کہ بلاء کے نازل ہونے سے پہلے عافیت دیدے اور طلب سے پہلے عطا فرمادے۔ گمراہی سے پہلے ہدایت دیدے اور مجھے لوگوں کی سخت سست باتوں سے محفوظ فرما اور روز قیامت امن وامان عطا فرما اور مجھے بہترین ہدایت سے نواز دے۔ (۲۱) خدایا محمد آل محمد پر رحمت نازل فرما اور مجھ سے اپنے لطف وکرم کی بنا پر ہر بلاء کو دفع کردے اور مجھے اپنی نعمت کی غذا عنایت فرما، اپنے کرم سے میرے حال کی اصلاح فرما اور اپنی مہربانی سے میرے مرض کا مداوا کردے اور مجھ پر اپنی رحمت کا سایہ کردے اور مجھے اپنی رضا کی چادر اوڑھادے جب مسائل مشتبہ ہو جائیں تو مجھے بہترین امر کی ہدایت فرما اور جب اعمال ایک جیسے دکھائی دیں تو مجھے پاکیزہ ترین عمل کی رہنمائی فرما مذاہب کے تضاد میں مجھے پسندیدہ ترین مذہب کا پتہ بتادے۔

(۲۲) خدایا محمد آل محمد پر رحمت نازل فرما اور مجھے بے نیازی کا تاج پہنادے اور مجھ پر بہترین سرپرستی کا نشان لگادے۔ مجھے بہترین آسودگی عنایت فرمادے اور میری زندگی کو صرف زحمت ومحنت نہ بنا دینا۔ اور میری دعا کو میری طرف واپس نہ کردینا کہ میں نہ تیری کوئی ضد قرار دیتا ہوں اور نہ تیرے کسی مثل کو آواز دیتا ہوں۔ (۲۳) خدایا! محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور مجھے اسراف سے روک دے۔ میرے رزق کو تلف ہونے سے بچالے اور میری املاک میں برکت کے ذریعہ اضافہ فرما اور مجھے اس ہدایت کے راستہ پر لگادے کہ میں اس میں سے کار خیر میں خرچ کروں۔

(۲۴) خدایا! محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور مجھے کرب معیشت کی زحمت سے بچالے اور رزق بے حساب عنایت فرمادے کہ میں طلب معاش میں تیری عبادت سے غافل نہ ہو جاؤں اور مجھے کسب معاش کی زحمتوں کا بوجھ نہ اٹھانا پڑے۔ (۲۵)، خدایا میں جس چیز کا طلبگار رہوں اسے اپنی قدرت

(٢٦) اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ ءَالِهِ وَصُن وَّجْهِي[٧] بِالْيَسارِ وَلَا تَبْتَذِلْ جاهِي بِالإِقْتارِ فَأَسْتَرْزِقَ أَهْلَ رِزْقِكَ وَأَسْتَعْطِيَ شِرارَ خَلْقِكَ فَأَفْتَتِنَ بِحَمْدِ مَنْ أَعْطانِي وَأُبْتَلىٰ بِذَمِّ مَن مَّنَعَنِي وَأَنْتَ مِنْ دُونِهِمْ وَلِيُّ الإِعْطاءِ وَالْمَنْعِ (٢٧) اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ ءَالِهِ وَارْزُقْنِي صِحَّةً فِي عِبادَةٍ [٨]وَفَراغاً فِي زَهادَةٍ وَعِلْماً فِي اسْتِعْمالٍ وَّوَرَعاً فِي إِجْمالٍ (٢٨) اللّٰهُمَّ اخْتِمْ بِعَفْوِكَ أَجَلِي وَحَقِّقْ فِي رَجاءِ رَحْمَتِكَ أَمَلِي وَسَهِّلْ إِلىٰ بُلُوغِ رِضاكَ سُبُلِي وَحَسِّنْ فِي جَمِيعِ أَحْوالِي عَمَلِي (٢٩) اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ ءَالِهِ وَنَبِّهْنِي لِذِكْرِكَ فِي أَوْقاتِ الْغَفْلَةِ وَاسْتَعْمِلْنِي بِطاعَتِكَ فِي أَيّامِ الْمُهْلَةِ وَانْهَجْ لِي إِلىٰ مَحَبَّتِكَ سَبِيلاً سَهْلَةً أَكْمِلْ لِي بِها خَيْرَ الدُّنْيا وَالأَخِرَةِ[٩] (٣٠) اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ ءَالِهِ كَأَفْضَلِ ما صَلَّيْتَ عَلىٰ أَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ قَبْلَهُ وَأَنْتَ مُصَلٍّ عَلىٰ أَحَدٍ بَعْدَهُ وَءَاتِنا فِي الدُّنْيا حَسَنَةً وَّفِي الأَخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنِي بِرَحْمَتِكَ عَذابَ النّارِ .





سے فراہم کردے اور جس چیز سے خوفزدہ ہوں اس سے اپنی عزت کے طفیل پناہ دے۔

(۲۶) خدایا! محمد آل محمد پر رحمت نازل فرما اور میری آبرو کو مالداری کے ذریعہ محفوظ کردے اور میری منزلت کو غربت کی بنا پر نہ گرا دینا کہ تیرے طلبگاروں سے رزق طلب کرنے لگوں اور تیری بدترین مخلوقات کے سامنے ہاتھ پھیلا دوں اور پھر اس فتنہ میں مبتلا ہو جاؤں کہ جو دیدے اس کی تعریف کرنے لگوں اور جو نہ دے اس کی مذمت میں لگ جاؤں ۔جب کہ تو تنہا ہر عطا کا مالک ہے اور کوئی دوسرا ایسا نہیں ہے۔

(۲۷) خدایا! محمد وآل پر رحمت نازل فرما اور مجھے عبادت میں صحت ، زہد میں وسعت ، منزل عمل میں علم اور مشتبہ امور میں احتیاط کی صلاحیت عطا فرما (۲۸) خدایا میری زندگی کا خاتمہ تیری معافی پر ہو اور تیری رحمت کی امید میں میری ہر آرزو پوری ہو جائے میرے لئے اپنی منزل رضا تک پہنچنے کے تمام راستے ہموار کردے اور میرے اعمال کو تمام حالات میں بہترین بنادے۔

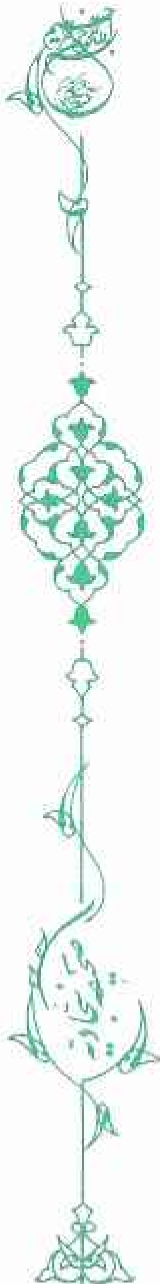
(۲۹) خدایا! محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور مجھے اوقات غفلت میں اپنی یاد کے لئے بیدار کردے اور ایام مہلت میں اپنی اطاعت کی راہ پر لگا دے مجھے اپنی محبت کے راستہ پر چلا دے اور اس کے ذریعہ دین و دنیا کے تمام خیر کو مکمل بنادے۔

(۳۰) خدایا محمد آل محمد پر رحمت نازل فرما وہ بہترین رحمت جو تو نے ان سے پہلے کسی بھی بندہ پر نازل کی ہو یا ان کے بعد کسی پر نازل کرنے والا ہو اور ہمیں دنیا و آخرت میں نیکیاں عطا فرما اور اپنی رحمت کے طفیل آتش جہنم سے محفوظ بنادے۔



(۲۱) وَكانَ مِنْ دُعائِهِ عَلَيْهِ السَّلامُ إِذا أَحْزَنَهُ أَمْرٌ وَأَهَمَّتْهُ الْخَطايا

(۱) اللّٰهُمَّ يا كافِيَ الْفَرْدِ الضَّعِيفِ وَ واقِيَ الأَمْرِ الْمَخُوفِ أَفْرَدَتْني الْخَطايا فَلا صاحِبَ مَعي وَضَعُفْتُ عَنْ غَضَبِكَ فَلا مُؤَيِّدَ لي وَأَشْرَفْتُ عَلىٰ خَوْفِ لِقائِكَ فَلا مُسَكِّنَ لِرَوْعَتي (۲) وَ مَنْ يُؤْمِنُني مِنْكَ وَ أَنْتَ أَخَفْتَني وَمَنْ يُساعِدُني وَأَنْتَ أَفْرَدتَني وَمَنْ يُقَوِّيني وَأَنْتَ أَضْعَفْتَني (۳) لا يُجيرُ يا إِلٰهي إِلّا رَبٌّ عَلىٰ مَرْبُوبٍ وَلا يُؤْمِنُ إِلّا غالِبٌ عَلىٰ مَغْلُوبٍ وَلا يُعينُ إِلّا طالِبٌ عَلىٰ مَطْلُوبٍ (۴) وَبِيَدِكَ يا إِلٰهي جَميعُ ذٰلِكَ السَّبَبُ وَإِلَيْكَ الْمَفَرُّ وَالْمَهْرَبُ فَصَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَجِرْ هَرَبي وَأَنْجِحْ مَطْلَبي (۵) اللّٰهُمَّ إِنَّكَ إِنْ صَرَفْتَ عَنّي وَجْهَكَ الْكَريمَ أَوْ مَنَعْتَني فَضْلَكَ الْجَسيمَ أَوْ حَظَرْتَ عَلَيَّ رِزْقَكَ أَوْ قَطَعْتَ عَنّي سَبَبَكَ لَمْ أَجِدِ السَّبيلَ إِلىٰ شَيْءٍ مِّنْ أَمَلي غَيْرَكَ وَ لَمْ أَقْدِرْ عَلىٰ ما عِنْدَكَ بِمَعُونَةِ سِواكَ فَإِنّي عَبْدُكَ وَ في قَبْضَتِكَ ناصِيَتي بِيَدِكَ (۶) لا أَمْرَ لي مَعَ أَمْرِكَ ماضٍ فِيَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ فِيَّ قَضاؤُكَ وَلا قُوَّةَ لي عَلىٰ الْخُرُوجِ مِنْ سُلْطانِكَ وَلا أَسْتَطيعُ مُجاوَزَةَ قُدْرَتِكَ وَلا



۲۱۔ کسی امر سے مغموم ہونے یا گناہوں کے تصور سے رنجیدہ ہونے کی صورت میں آپ کی دعا

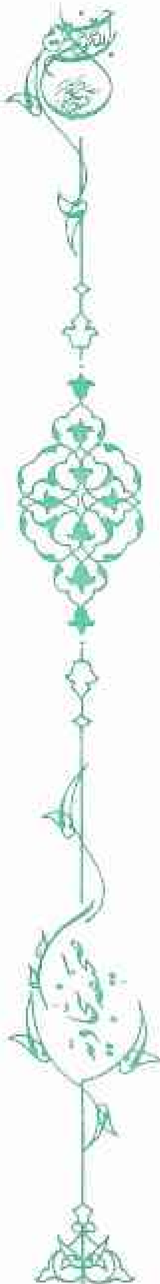
(۱) خدایا! اے تنہا اور کمزور انسان کے کام آنے والے اور خوفناک امور سے بچانے والے خطاؤں نے مجھے اکیلا چھوڑ دیا ہے اور اب میرا کوئی ساتھی نہیں ہے اور میں تیرے غضب کے برداشت کرنے سے بھی عاجز ہوں اور میں تیری ملاقات کے تصور سے خوفزدہ ہوں مگر کوئی تسکین دینے والا نہیں ہے (۲) اور اطمینان بھی کون دلا سکتا ہے جب تو ہی خوفزدہ بنادے اور مدد بھی کون کرسکتا ہے جب تو ہی اکیلا چھوڑ دے اور طاقتور کون بنا سکتا ہے جب تو ہی کمزور بنادے۔

(۳) میرے پروردگار! پالنے والے کے علاوہ پرورش پانے والے کو کوئی پناہ نہیں دے سکتا ہے اور غالب کے علاوہ کوئی مدد نہیں کرسکتا ہے۔

(۴) مالک. میرے سارے اسباب تیرے ہاتھ میں ہیں اور سب بھاگ کر تیری ہی طرف آتے ہیں لہٰذا محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور میرے بھاگنے پر مجھے پناہ دیدے اور میری حاجتوں کو پورا کردے (۵) خدایا اگر تو نے اپنے کرم کے رخ کو مجھ سے موڑ لیا اور اپنے عظیم فضل سے محروم کردیا یا اپنے رزق کو ممنوع قرار دے دیا یا اپنے رشتہ کو توڑ دیا، اور میرے لئے اپنی امیدوں تک پہنچنے کا دوسرا کوئی سہارا نہیں ہے اور میں تیری نعمتوں کو کسی اور کی امداد سے حاصل نہیں کرسکتا ہوں کہ میں تیرا ہی بندہ ہوں اور تیرے ہی قبضہ میں ہوں میری پریشانی تیرے ہاتھوں میں ہے اور تیرے امر کے آگے میری کوئی بات نہیں چل سکتی ہے۔

(۶) تیرا حکم میرے بارے میں نافذ ہے اور تیرا فیصلہ میرے بارے میں عین عدل ہے۔ میرے پاس تیری سلطنت سے نکل جانے کی قوت نہیں ہے اور میں تیری قدرت سے تجاوز کرنے کا دم

أَسْتَمِيلُ هَواكَ وَ لا أَبْلُغُ رِضاكَ وَلا أَنالُ ما عِنْدَكَ إِلّا بِطاعَتِكَ وَبِفَضْلِ رَحْمَتِكَ (٧) إِلٰهِي أَصْبَحْتُ وَأَمْسَيْتُ عَبْداً داخِراً لَكَ لا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعاً وَلا ضَرّاً إِلّا بِكَ أَشْهَدُ بِذٰلِكَ عَلىٰ نَفْسِي وَ أَعْتَرِفُ بِضَعْفِ قُوَّتِي وَقِلَّةِ حِيلَتِي فَأَنْجِزْ لِي ما وَعَدْتَنِي وَ تَمِّمْ لِي ما ءاتَيْتَنِي فَإِنِّي عَبْدُكَ الْمِسْكِينُ الْمُسْتَكِينُ الضَّعِيفُ الضَّرِيرُ الْحَقِيرُ الْمَهِينُ الْفَقِيرُ الْخائِفُ الْمُسْتَجِيرُ (٨) اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّءالِهِ وَلا تَجْعَلْنِي ناسِياً [١] لِّذِكْرِكَ فِيما أَوْلَيْتَنِي وَلا غافِلاً لِإِحْسانِكَ فِيما أَبْلَيْتَنِي وَلا ءايِساً مِّنْ إِجابَتِكَ لِي وَإِنْ أَبْطَأَتْ عَنِّي فِي سَرّاءٍ كُنْتُ أَوْ ضَرّاءٍ أَوْ شِدَّةٍ أَوْ رَخاءٍ أَوْ عافِيَةٍ أَوْ بَلاءٍ أَوْ بُؤْسٍ أَوْ نَعْماءٍ أَوْ جِدَةٍ أَوْ لَأْواءٍ أَوْ فَقْرٍ أَوْ غِنىً (٩) اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّءالِهِ وَاجْعَلْ ثَنائِي عَلَيْكَ وَ مَدْحِي إِيّاكَ وَحَمْدِي لَكَ فِي كُلِّ حالاتِي حَتّىٰ لا أَفْرَحَ بِما ءاتَيْتَنِي مِنَ الدُّنْيا وَلا أَحْزَنَ عَلىٰ ما مَنَعْتَنِي فِيها وَأَشْعِرْ قَلْبِي تَقْواكَ وَاسْتَعْمِلْ بَدَنِي فِيما تَقْبَلُهُ مِنِّي وَ اشْغَلْ بِطاعَتِكَ نَفْسِي عَنْ كُلِّ ما يَرِدُ عَلَيَّ حَتّي لا أُحِبَّ شَيْئاً مِّنْ سَخَطِكَ وَلا أَسْخَطَ شَيْئاً مِّنْ رِّضاكَ (١٠) اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّءالِهِ وَفَرِّغْ قَلْبِي لِمَحَبَّتِكَ وَاشْغَلْهُ بِذِكْرِكَ وَانْعَشْهُ بِخَوْفِكَ وَبِالْوَجَلِ مِنْكَ وَ قَوِّهِ بِالرَّغْبَةِ إِلَيْكَ وَأَمِلْهُ إِلىٰ طاعَتِكَ وَأَجْرِ بِهِ فِي أَحَبِّ السُّبُلِ إِلَيْكَ وَذَلِّلْهُ بِالرَّغْبَةِ فِيما



نہیں رکھتا ہوں اور تیری محبت کو اپنی طرف جھکا سکتا ہوں اور نہ تیری رضا تک جا سکتا ہوں اور تیری اطاعت اور تیرے فضل و رحمت کے بغیر تیری نعمتوں کو حاصل بھی نہیں کرسکتا ہوں۔

(۷) خدایا میری صبح و شام اس عالم میں ہے کہ میں تیرا بندۂ ذلیل ہوں میرے اختیار میں نہ فائدہ ہے اور نہ نقصان میں خود اپنے خلاف گواہی دے رہا ہوں اور اپنی کمزوری کا معترف ہوں کہ میرے پاس کوئی راہ تدبیر نہیں ہے لہٰذا تو خود ہی اپنے وعدوں کو پورا کردے اور اپنی دی ہوئی نعمتوں کو پورا کردے۔ کہ میں تیرا بندۂ مسکین و ذلیل و ضعیف و ناتواں و حقیر و فقیر و خوفزدہ و بے نوا و طالب پناہ ہوں۔

(۸) خدایا محمد آل محمد پر رحمت نازل فرما اور مجھے ایسا نہ بنا دینا کہ میں تیری نعمتوں کے بارے میں تیری یاد کو بھلا دوں اور تیری عطاؤں کی منزل میں تیرے احسان سے غافل ہو جاؤں اور مجھے اپنی دعاؤں سے مایوس بھی نہ ہونے دینا چاہے قبول ہونے میں تاخیر ہی کیوں نہ ہو جائے میں خوشحالی میں رہوں یا پریشانی میں سختیوں میں رہوں یا آسانی میں عافیت میں رہوں یا بلاء میں تنگدستی میں رہوں یا نعمت میں دولت میں رہوں یا عسرت میں اور فقیری میں رہوں یا مالداری میں۔

(۹) خدایا محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما اپنے بارے میں میری حمد و ثنا و ستائش کو جملہ حالات میں قرار دیدے تاکہ جو دنیا تو نے دیدی ہے اس پر اکڑ نہ جاؤں اور جس کو روک لیا ہے اس سے رنجیدہ نہ ہو جاؤں میرے دل کا شعار تقویٰ کو بنا دے اور میرے بدن کو ان کاموں میں لگا دے جنھیں تو قبول کرے میرے نفس کو اپنی اطاعت کے ذریعہ ان تمام مصیبتوں سے غافل بنا دے جو مجھ پر وارد ہونے والی ہیں تاکہ میں تیری کسی ناراضگی کو پسند نہ کروں اور تیری کسی رضا سے ناراض نہ ہوسکوں۔

(۱۰) خدایا! محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما اور میرے دل کو اپنی محبت کے لئے خالی کردے اور اسے اپنی رغبت کے ذریعہ قوی بنا دے اسے اپنی اطاعت کی طرف۔ موڑ دے اور اپنے محبوب ترین راستہ پر چلا دے اور ساری زندگی اپنے اجر و ثواب کی نسبت کے ذریعہ اسے رام رکھنا تقویٰ کو میرا زاد راہ بنا دے اور اپنی رحمت کی طرف میرے سفر کا رخ کردے اپنی رضا کے راستہ سے داخل کرے اور جنت میں

عِنْدَکَ أَیَّامَ حَیاتِي کُلِّهَا (۱۱) وَاجْعَلْ تَقْواکَ[۲] مِنَ الدُّنْیا زادِي وَ
إِلیٰ رَحْمَتِکَ رِحْلَتِي وَفِي مَرْضاتِکَ مَدْخَلِي وَ اجْعَلْ فِي جَنَّتِکَ
مَثْوایَ وَ هَبْ لِي قُوَّةً أَحْتَمِلُ بِهَا جَمِیعَ مَرْضاتِکَ وَاجْعَلْ فِرارِي
إِلَیْکَ وَ رَغْبَتِي فِیمَا عِنْدَکَ وَأَلْبِسْ قَلْبِيَ الْوَحْشَةَ مِنْ شِرارِ خَلْقِکَ وَ
هَبْ لِيَ الْأُنْسَ بِکَ وَ بِأَوْلِیائِکَ وَأَهْلِ طاعَتِکَ (۱۲) لا تَجْعَلْ لِفاجِرٍ
وَلا کافِرٍ عَلَيَّ مِنَّةً وَلا لَهُ عِنْدِي یَداً وَلا بِي إِلَیْهِمْ حاجَةً بَلْ اجْعَلْ سُکُونَ
قَلْبِي وَ أُنْسَ نَفْسِي وَ اسْتِغْنائِي وَکِفایَتِي بِکَ وَ بِخِیارِ خَلْقِکَ (۱۳)
اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَاجْعَلْنِي لَهُمْ قَرِیناً وَاجْعَلْنِي لَهُمْ نَصِیراً
وَامْنُنْ عَلَيَّ بِشَوْقٍ إِلَیْکَ وَبِالْعَمَلِ لَکَ بِمَا تُحِبُّ وَتَرْضیٰ إِنَّکَ عَلیٰ
کُلِّ شَيْءٍ قَدِیرٌ وَ ذٰلِکَ عَلَیْکَ یَسِیرٌ.[۳]



میرا ٹھکانا بنادے۔(۱۱) مجھے وہ قوت عطا فرمادے جس کے ذریعہ تیری مرضی کے تمام امور کو برداشت کرسکوں اور میرے فرار کو اپنی بارگاہ کی طرف قرار دیدے میری رغبت تیرے ثواب میں ہو اور میرے دل کو اشرار سے وحشت کا لباس پہنا دے اور اپنی ذات گرامی، اپنے اولیاء اور اہل اطاعت کو انس عطا فرمادے (۱۲) نہ کسی کافر اور فاجر کا مجھ پر کوئی احسان رہ جائے اور نہ اس کی کوئی نعمت میرے پاس رہے اور نہ کسی آن میں اس کا محتاج رہوں بلکہ میرے دل کا سکون، میرے نفس کا انس، میری بے نیازی اور تونگری سب تیرے اور تیری پسندیدہ مخلوق کے ذریعہ ہو۔

(۱۳) خدایا! محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور مجھے ان کا ہمنشین اور مددگار بنادے اور مجھ پر یہ احسان کردے کہ میرے دل میں تیرا شوق رہے اور میں ہمیشہ وہ عمل کرتا رہوں جو تیرا محبوب اور پسندیدہ عمل ہو کہ تو ہر شے پر قادر ہے اور یہ سب تیرے لئے بہت آسان ہے۔



(۲۲) وَكانَ مِنْ دُعائِهِ عَلَيْهِ السَّلامُ عِنْدَ الشِّدَّةِ وَالْجَهْدِ وَتَعَسُّرِ الأُمُورِ

(۱) اللّٰهُمَّ إِنَّكَ كَلَّفْتَني مِنْ نَفْسي ما أَنْتَ أَمْلَكُ بِهِ مِنّي وَ قُدْرَتُكَ عَلَيْهِ وَ عَلَيَّ أَغْلَبُ مِنْ قُدْرَتي فَأَعْطِني مِنْ نَفْسي ما يُرْضيكَ عَنّي وَخُذْ لِنَفْسِكَ رِضاها مِنْ نَفْسي في عافِيَةٍ (۲) اللّٰهُمَّ لا طاقَةَ لي بِالْجَهْدِ وَلا صَبْرَ لي عَلَى الْبَلاءِ وَلا قُوَّةَ لي عَلَى الْفَقْرِ فَلا تَحْظُرْ عَلَيَّ رِزْقي وَلا تَكِلْني إِلىٰ خَلْقِكَ بَلْ تَفَرَّدْ بِحاجَتي وَتَوَلَّ كِفايَتي (۳) وَانْظُرْ إِلَيَّ وَانْظُرْ لي في جَميعِ أُمُوري فَإِنَّكَ إِنْ وَكَلْتَني إِلىٰ نَفْسي عَجَزْتُ عَنْها وَلَمْ أُقِمْ ما فيهِ مَصْلَحَتُها وَإِنْ وَكَلْتَني إِلىٰ خَلْقِكَ تَجَهَّمُوني وَإِنْ أَلْجَأْتَني إِلىٰ قَرابَتي حَرَمُوني وَ إِنْ أَعْطَوْا أَعْطَوْا قَليلاً نَكِداً وَمَنُّوا عَلَيَّ طَويلاً وَذَمُّوا كَثيراً (۴) فَبِفَضْلِكَ اللّٰهُمَّ فَأَغْنِني وَبِعَظَمَتِكَ فَانْعَشْني وَبِسَعَتِكَ فَابْسُطْ يَدي وَ بِما عِنْدَكَ فَاكْفِني (۵) اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَخَلِّصْني مِنَ الْحَسَدِ[۱] وَاحْصُرْني عَنِ الذُّنُوبِ وَ وَرِّعْني عَنِ الْمَحارِمِ وَلا تُجَرِّئْني عَلَى الْمَعاصي وَاجْعَلْ هَوايَ عِنْدَكَ وَرِضايَ فيما يَرِدُ عَلَيَّ مِنْكَ وَبارِكْ لي فيما رَزَقْتَني وَ

۲۲۔شدت، زحمت اور دشواریوں کے مواقع پر آپ کی دعا

(۱) خدایا! تو نے میرے نفس کو جن باتوں کا حکم دیا ہے ان کے بارے میں تیرا اختیار مجھ سے کہیں زیادہ ہے اور تیری قدرت مجھ پر اور میرے نفس میں مجھ سے زیادہ غالب ہے لہٰذا تو ہی میرے نفس کو ان اعمال پر آمادہ کر دے جو تجھے مجھ سے راضی کر سکیں اور عافیت کے ساتھ میرے نفس سے اپنی رضا حاصل کرے۔

(۲) خدایا! مجھ میں نہ مصیبتوں کے لئے طاقت ہے اور نہ بلاؤ کے لئے صبر اور نہ فقیری برداشت کرنے کے لئے قوت لہٰذا میرے رزق کو ممنوع نہ قرار دے دینا اور مجھے اپنی مخلوقات کے حوالہ نہ کر دینا۔ تو تن تنہا میری حاجت روائی کرنا اور میرے لئے کافی ہو جانا (۳) اور میری طرف نگاہ رکھنا اور میرے تمام معاملات اپنی نظروں میں رکھنا، کہ اگر تو نے مجھے میرے حوالہ کر دیا تو میں کچھ نہ کر سکوں گا اور وہ کام بھی انجام نہ دے سکوں گا جس میں میری مصلحت ہوگی۔ اور اگر کہیں مخلوقات کے حوالے کر دیا تو وہ نگاہ غیظ و غضب ہی سے مجھے دیکھیں گے اور اگر قرابتداروں کے حوالہ کر دیا تو اولا تو محروم ہی رکھیں گے پھر اگر کچھ دے بھی دیا تو انتہائی قلیل دیں گے اور ڈھیر سارا احسان لاد دیں گے اور پھر مذمت بھی کرتے رہیں گے (۴) لہٰذا میرے مالک اپنے فضل سے مجھے بے نیاز بنا دے اور اپنی عظمت کے سہارے مجھے اونچا اٹھا دے اپنی وسعت کرم سے میرے ہاتھوں کو کشادہ کر دے اور جو کچھ تیرے پاس ہے اس سے میری کفایت فرما دے۔

(۵) خدایا! محمد آل محمد پر رحمت نازل فرما اور مجھے حسد سے چھٹکارا دلا دے اور گناہوں سے روک دے۔ محرمات کے مقابلہ میں تقویٰ عنایت فرما اور معصیتوں پر جری نہ ہونے دینا۔ میری خواہشات کو اپنے تک محدود رکھنا اور میری رضا کو ان چیزوں کے حوالہ کر دینا جو تیری طرف سے وارد ہوتی ہیں

فِيمَا خَوَّلْتَنِي وَفِيمَا أَنْعَمْتَ بِهِ عَلَيَّ وَاجْعَلْنِي فِي كُلِّ حَالاتِي مَحْفُوظاً مَكْلُوءاً مَسْتُوراً مَمْنُوعاً مُعَاذاً مُجَاراً (٦) اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاقْضِ عَنِّي[٢] كُلَّ مَا أَلْزَمْتَنِيهِ وَ فَرَضْتَهُ عَلَيَّ لَكَ فِي وَجْهٍ مِنْ وُجُوهِ طَاعَتِكَ أَوْ لِخَلْقٍ مِنْ خَلْقِكَ وَ إِنْ ضَعُفَ عَنْ ذٰلِكَ بَدَنِي وَ وَهَنَتْ عَنْهُ قُوَّتِي وَلَمْ تَنَلْهُ مَقْدُرَتِي وَلَمْ يَسَعْهُ مَالِي وَ لاَ ذَاتُ يَدِي ذَكَرْتُهُ أَوْ نَسِيتُهُ (٧) هُوَ يَا رَبِّ مِمَّا قَدْ أَحْصَيْتَهُ عَلَيَّ وَأَغْفَلْتُهُ أَنَا مِنْ نَفْسِي فَأَدِّهِ عَنِّي مِنْ جَزِيلِ عَطِيَّتِكَ وَ كَثِيرِ مَا عِنْدَكَ فَإِنَّكَ وَاسِعٌ كَرِيمٌ حَتّىٰ لاَ يَبْقىٰ عَلَيَّ شَيْءٌ مِنْهُ تُرِيدُ أَنْ تُقَاصَّنِي بِهِ مِنْ حَسَنَاتِي أَوْ تُضَاعِفَ بِهِ مِنْ سَيِّئَاتِي يَوْمَ أَلْقَاكَ يَا رَبِّ (٨) اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَارْزُقْنِي الرَّغْبَةَ فِي الْعَمَلِ لَكَ لِأخِرَتِي حَتّىٰ أَعْرِفَ صِدْقَ ذٰلِكَ مِنْ قَلْبِي وَ حَتّىٰ يَكُونَ الْغَالِبُ عَلَيَّ الزُّهْدَ فِي دُنْيَايَ[٣] وَ حَتّىٰ أَعْمَلَ الْحَسَنَاتِ شَوْقاً وَآمَنَ مِنَ السَّيِّئَاتِ فَرَقاً وَخَوْفاً وَهَبْ لِي نُوراً [٤] أَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ وَأَهْتَدِي بِهِ فِي الظُّلُمَاتِ وَ أَسْتَضِيءُ بِهِ مِنَ الشَّكِّ وَالشُّبُهَاتِ (٩) اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَارْزُقْنِي خَوْفَ غَمِّ الْوَعِيدِ وَ شَوْقَ ثَوَابِ الْمَوْعُودِ حَتّىٰ أَجِدَ لَذَّةَ مَا أَدْعُوكَ[٥] لَهُ وَ كَآبَةَ مَا أَسْتَجِيرُ بِكَ مِنْهُ (١٠) اللّٰهُمَّ قَدْ تَعْلَمُ مَا يُصْلِحُنِي مِنْ أَمْرِ دُنْيَايَ وَ آخِرَتِي فَكُنْ بِحَوَائِجِي حَفِيّاً (١١) اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ

میرے رزق اور سارے سازوسامان میں برکت عطا فرما اور میری ساری نعمتوں کو بابرکت بنادے مجھے جملہ حالات میں محفوظ رکھنا اور اپنے زیرنظر، اپنے حجاب ونگرانی میں اور اپنی پناہ وامان میں رکھنا۔

(۶) خدایا! محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور میرے ان تمام امور کو ادا فرمادے جو مجھ پر لازم قرار دیئے ہیں اور جن فرائض کو کسی بھی اطاعت کے راستہ میں یا کسی بھی مخلوق کے لئے قرار دیا ہے چاہے اس ادائیگی فرض میں میرا بدن ضعیف ہو اور میری قوت کمزور ہو اور میرے امکانات کی وہاں تک رسائی نہ ہو اور میرے مال واملاک میں گنجائش بھی نہ ہو۔ اور وہ مجھے یاد ہوں یا میں انھیں بھول گیا ہوں۔ (۷) لیکن تو نے انھیں شمار کر رکھا ہے اور صرف میں نے بھلا دیا ہے اب تو ان تمام فرائض وحقوق کو اپنی نعمت اور عظیم فضل کے ذریعہ ادا کرادے کہ تو صاحب وسعت بھی ہے اور کریم بھی ہے تا کہ اب میرے ذمہ کوئی ایسی شے باقی نہ رہ جائے جس کا حساب تو میری نیکیوں میں کرے یا روز قیامت میرے گناہوں میں اضافہ کردے۔ (۸) خدایا! محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور مجھے اپنی عاقبت اور تیری ذات کے لئے عمل کرنے کی رغبت عطا فرما تا کہ میں ان کی گہرائیوں سے اس صداقت نیت کا احساس کرلوں اور مجھ پر دنیا میں زہد غالب آجائے اور نیکیوں کو بصد شوق انجام دوں اور برائیوں سے تیرے خوف وخشیت کی بنا پر محفوظ ہو جاؤں مجھے وہ نور عطا فرمادے جس کے سہارے لوگوں کے درمیان چلوں اور تاریکیوں میں سیدھا راستہ حاصل کرلوں اور شک وشبہ کے اندھیرے میں روشنی حاصل کروں۔

(۹) خدایا! محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور مجھے آخرت کی مصیبت کا خوف اور وہاں کے ثواب کا شوق عطا فرمادے تا کہ میں جو مانگ رہا ہوں اس کی لذت کا بھی احساس کروں اور جس چیز سے پناہ چاہتا ہوں اس کے رنج وغم کا بھی اندازہ کرسکوں (۱۰) خدایا! تجھے معلوم ہے کہ دنیا وآخرت میں کونسی چیز میرے لئے مناسب ہے تو اب تو ہی ان حاجتوں کو عطا فرمادے۔

(۱۱) خدایا! محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور جس وقت میں تیری ان نعمتوں کے شکریہ میں

وَارْزُقْنِي الْحَقَّ عِنْدَ تَقْصِيرِي فِي الشُّكْرِ لَكَ بِمَا أَنْعَمْتَ عَلَيَّ فِي الْيُسْرِ وَالْعُسْرِ وَالصِّحَّةِ وَالسَّقَمِ حَتَّىٰ أَتَعَرَّفَ مِنْ نَفْسِي رُوحَ الرِّضَا وَطُمَأْنِينَةَ النَّفْسِ مِنِّي بِمَا يَجِبُ لَكَ فِيمَا يَحْدُثُ فِي حَالِ الْخَوْفِ وَالْأَمْنِ وَالرِّضَا وَالسُّخْطِ وَالضُّرِّ وَالنَّفْعِ (١٢) اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَارْزُقْنِي سَلَامَةَ الصَّدْرِ مِنَ الْحَسَدِ حَتَّىٰ لَا أَحْسُدَ أَحَداً مِنْ خَلْقِكَ عَلىٰ شَيْءٍ مِنْ فَضْلِكَ وَحَتَّىٰ لَا أَرىٰ[٦] نِعْمَةً مِنْ نِعَمِكَ عَلىٰ أَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ فِي دِينٍ أَوْ دُنْيَا أَوْ عَافِيَةٍ أَوْ تَقْوىٰ أَوْ سَعَةٍ أَوْ رَخَاءٍ إِلَّا رَجَوْتُ لِنَفْسِي أَفْضَلَ ذٰلِكَ بِكَ وَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ (١٣) اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَارْزُقْنِي التَّحَفُّظَ مِنَ الْخَطَايَا وَالْإِحْتِرَاسَ مِنَ الزَّلَلِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فِي حَالِ الرِّضَا وَالْغَضَبِ حَتَّىٰ أَكُونَ بِمَا يَرِدُ عَلَيَّ مِنْهُمَا بِمَنْزِلَةٍ سَوَاءٍ عَامِلاً بِطَاعَتِكَ مُؤْثِراً لِرِضَاكَ عَلىٰ مَا سِوَاهُمَا فِي الْأَوْلِيَاءِ وَالْأَعْدَاءِ[٧] حَتَّىٰ يَأْمَنَ عَدُوِّي مِنْ ظُلْمِي وَجَوْرِي وَيَيْأَسَ وَلِيِّي مِنْ مَيْلِي وَانْحِطَاطِ هَوَايَ (١٤) وَاجْعَلْنِي مِمَّنْ يَدْعُوكَ مُخْلِصاً فِي الرَّخَاءِ [٨] دُعَاءَ الْمُخْلِصِينَ الْمُضْطَرِّينَ لَكَ فِي الدُّعَاءِ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ.[٩]





کوتاہی کروں جو تو نے رحمت یا تنگدستی اور صحت یا بیماری میں عطا فرمائی ہیں تو مجھے اپنے حق کی معرفت عطا فرما دینا تا کہ میں اپنے نفس میں رضا مندی اور اطمینان کی کیفیت محسوس کر سکوں۔ان تمام معاملات میں جو خوف یا امن، رضا یا ناراضگی اور نفع یا نقصان کے حالات میں پیدا ہوتے ہیں۔

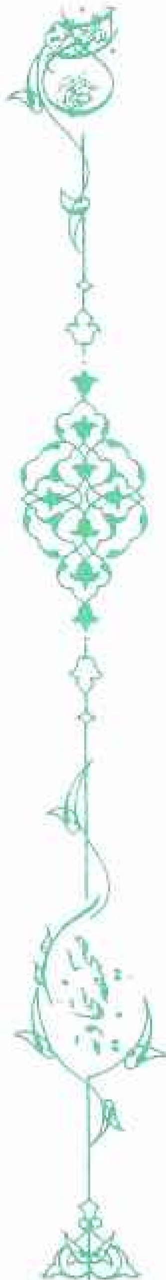
(۱۲) خدایا! محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور میرے سینہ کو حسد سے پاک کر دے تا کہ میں تیری مخلوقات میں کسی ایک سے بھی کسی ایک نعمت پر بھی حسد نہ کر سکوں نہ دین میں نہ دنیا میں۔نہ عافیت میں نہ تقویٰ میں۔نہ وسعت میں اور نہ سہولت میں۔علاوہ اس کے کہ اپنے نفس کے لئے اس سے بہتر امید رکھوں اور صرف تجھ سے تقاضا کروں کہ تیرے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے۔

(۱۳) خدایا! محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور مجھے خطاؤں سے تحفظ،لغزشوں سے حفاظت عطا فرما دنیا میں بھی۔رضا کی حالت میں بھی اور غضب کی حالت میں بھی تا کہ میں دونوں طرح کے حالات میں ایک انداز سے رہوں اور تیری اطاعت پر عمل کرتا رہوں تیری رضا کو دوست دشمن ہر ایک کے معاملہ میں ہر شے میں مقدم رکھوں یہاں تک کہ میرا دشمن بھی میرے ظلم و جور سے مامون رہے اور میرا دوست بھی میرے انحراف اور خواہش پرستی سے مایوس ہو جائے۔

(۱۴) مجھے ان لوگوں میں قرار دیدے جو سکون کے لمحات میں اس خلوص سے دعا کرتے ہیں جس طرح پریشانی کی اوقات میں مضطر لوگ دعا کرتے ہیں کہ تو قابل حمد بھی ہے اور صاحب مجد و بزرگی بھی ہے۔



(۲۳) وَ كٰانَ مِنْ دُعٰائِهِ عَلَيْهِ السَّلاٰمُ إِذٰا سَأَلَ اللّٰهَ الْعٰافِيَةَ وَ شُكْرَهٰا [۱]



(۱) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ أَلْبِسْنِى عٰافِيَتَكَ وَ جَلِّلْنِى عٰافِيَتَكَ وَ حَصِّنِّى بِعٰافِيَتِكَ وَ أَكْرِمْنِي بِعٰافِيَتِكَ وَ أَغْنِنِى بِعٰافِيَتِكَ وَ تَصَدَّقْ عَلَيَّ بِعٰافِيَتِكَ وَ هَبْ لِى عٰافِيَتَكَ وَ أَفْرِشْنِى عٰافِيَتَكَ وَ أَصْلِحْ لِى عٰافِيَتَكَ وَ لاٰ تُفَرِّقْ بَيْنِى وَ بَيْنَ عٰافِيَتِكَ فِى الدُّنْيٰا وَ الْآخِرَةِ (۲) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ عٰافِنِى عٰافِيَةً كٰافِيَةً شٰافِيَةً عٰالِيَةً نٰامِيَةً عٰافِيَةً تُوَلِّدُ فِى بَدَنِى الْعٰافِيَةَ عٰافِيَةَ الدُّنْيٰا وَ الْآخِرَةِ (۳) وَ امْنُنْ عَلَيَّ بِالصِّحَّةِ وَ الْأَمْنِ وَ السَّلاٰمَةِ فِى دِينِى وَ بَدَنِى وَ الْبَصِيرَةِ فِى قَلْبِى وَ النَّفٰاذِ فِى أُمُورِى وَ الْخَشْيَةِ لَكَ وَ الْخَوْفِ مِنْكَ وَ الْقُوَّةِ عَلىٰ مٰا أَمَرْتَنِى بِهِ مِنْ طٰاعَتِكَ وَ الْاِجْتِنٰابِ لِمٰا نَهَيْتَنِى عَنْهُ مِنْ مَعْصِيَتِكَ (۴) اَللّٰهُمَّ وَ امْنُنْ عَلَيَّ بِالْحَجِّ وَ الْعُمْرَةِ [۲] وَ زِيٰارَةِ قَبْرِ رَسُولِكَ صَلَوٰاتُكَ عَلَيْهِ وَ رَحْمَتُكَ وَ بَرَكٰاتُكَ عَلَيْهِ وَ عَلىٰ آلِهِ وَ آلِ رَسُولِكَ عَلَيْهِمُ السَّلاٰمُ أَبَدًا مٰا أَبْقَيْتَنِى فِي عٰامِي هٰذٰا وَ فِي كُلِّ عٰامٍ وَ اجْعَلْ ذٰلِكَ مَقْبُولاً مَشْكُوراً [۳] مَذْكُوراً لَدَيْكَ مَذْخُوراً عِنْدَكَ (۵) وَ أَنْطِقْ بِحَمْدِكَ

۲۳۔آپ کی دعا پروردگار سے عافیت اور شکر عافیت طلب کرنے کے لئے

(۱) خدایا! محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور مجھے عافیت کا لباس اور عافیت کی ردا عنایت فرمادے مجھے عافیت کے ذریعہ محفوظ فرما اور مجھے عافیت کی کرامت عطا فرما مجھے عافیت کے ذریعہ بے نیاز بنادے اور مجھے عافیت کی بھیک دیدے مجھے عافیت عنایت فرمادے اور مجھے عافیت کے فرش پر آرام دیدے ،میرے لئے عافیت کو صالح قرار دیدے اور میرے اور عافیت کے درمیان دنیا وآخرت میں جدائی نہ پیدا ہونے پائے۔

(۲) خدایا! محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور مجھے کامل ،شافی ،بلندتر اور فزوں تر عافیت پیدا کردے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور مجھ پر احسان فرما۔

(۳) صحت ،امن اور دین وبدن کی سلامتی کے ساتھ اور میرے دل کو بصیرت عطا فرما اور میرے امور کو نافذ کردے مجھے اپنے خوف وخشیت سے نواز دے جس اطاعت کا حکم دیا ہے اس کی قوت عطا فرما اور جس معصیت سے منع کیا ہے اس سے اجتناب کی صلاحیت عطا فرمادے۔

(۴) خدایا میرے اوپر احسان فرما حج وعمرہ اور زیارت پیغمبر کے ذریعہ میری صلوات ورحمت وبرکات تیرے رسول اور آل رسول پر۔ ہمیشہ جب تک تو مجھے زندہ رکھے اس سال اور ہر سال اور پھر اس حج وزیارت کو متقبول ومشکور بنادے جس کا ذکر تیری بارگاہ میں ہو اور جو تیرے پاس میرے لئے ذخیرہ رہے (۵) اور پھر میری زبان کو اپنی حمد۔ اپنے شکر وذکر۔ اور اپنی بہترین ثنا سے گویا بنادے اور میرے قلب کو دینی ہدایتوں کے لئے کشادہ بنادے اور مجھے اور میری اولاد کو شیطان رجیم اور زہریلے اور مہلک

وَ شُكْرِكَ وَ ذِكْرِكَ وَ حُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْكَ لِسَانِي وَ اشْرَحْ لِمَرَاشِدِ دِينِكَ قَلْبِي(٦) وَ أَعِذْنِي وَ ذُرِّيَّتِي مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ وَ مِنْ شَرِّ السَّامَّةِ [٣]وَ الْهَامَّةِ وَ الْعَامَّةِ وَ اللَّامَّةِ وَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ مَرِيدٍ وَ مِنْ شَرِّ كُلِّ سُلْطَانٍ عَنِيدٍ وَّ مِنْ شَرِّ كُلِّ مُتْرَفٍ حَفِيدٍ وَ مِنْ شَرِّ كُلِّ ضَعِيفٍ وَ شَدِيدٍ وَ مِن شَرِّ كُلِّ شَرِيفٍ وَ وَضِيعٍ و مِنْ شَرِّ كُلِّ صَغِيرٍ وَ شَدِيدٍ وَ مِن شَرِّ كُلِّ قَرِيبٍ وَ بَعِيدٍ وَ مِن شَرِّ كُلِّ مَن نَّصَبَ لِرَسُولِكَ وَ لِأَهْلِ بَيْتِهِ حَرْباً مِّنَ الْجِنِّ وَ الإِنْسِ وَ مِنْ شَرِ كُلِّ دَابَّةٍ أَنْتَ ءَاخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا إِنَّكَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ (٧) اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَ ءَآلِهِ وَ مَنْ أَرَادَنِي[٥] بِسُوءٍ فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَ ادْحَرْ عَنِّي مَكْرَهُ وَ ادْرَأْ عَنِّي شَرَّهُ وَ رُدَّ كَيْدَهُ فِي نَحْرِهِ (٨) وَ اجْعَلْ بَيْنَ يَدَيْهِ سَدًّا حَتَّىٰ تُعْمِيَ عَنِّي بَصَرَهُ وَ تُصِمَّ عَن ذِكْرِي سَمْعَهُ وَ تُقْفِلَ دُونَ إِخْطَارِي قَلْبَهُ وَ تُخْرِسَ عَنِّي لِسَانَهُ وَ تَقْمَعَ رَأْسَهُ وَ تُذِلَ عِزَّهُ وَ تَكْسِرَ جَبَرُوتَهُ وَ تُذِلَّ رَقَبَتَهُ وَ تَفْسَخَ كِبْرَهُ وَ تُؤْمِنَنِي مِن جَمِيعِ ضَرِّهِ وَ شَرِّهِ وَ غَمْزِهِ وَ هَمْزِهِ وَ لَمْزِهِ وَ حَسَدِهِ وَ عَدَاوَتِهِ وَ حَبَائِلِهِ وِ مَصَائِدِهِ وَ رَجْلِهِ وَ خَيْلِهِ إِنَّكَ عَزِيزٌ قَدِيرٌ.



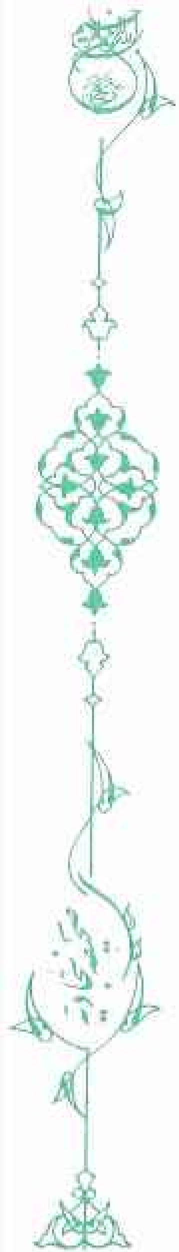


جانوروں سے اور نظر بد سے محفوظ رکھنا (۶) اور ہر شیطان سرکش اور بادشاہ ظالم اور صاحب حشم دولت مند اور ہر ضعیف وشدید اور ہر شریف وذلیل اور ہر صغیر وکبیر اور ہر قریب وبعید اور انسان وجنات میں ہر رسول اور آل رسول سے جنگ کی تیاری کرنے والے کے شر سے محفوظ رکھنا۔ اور ہر اس زمین پر چلنے والے کے شر سے محفوظ رکھنا جس کی پیشانی تیرے قبضہ میں ہے یقیناً تیرا راستہ سیدھا ہے۔

(۷) خدایا! محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور جو بھی میرے ساتھ کسی برائی کا ارادہ کرے اسے اس سے باز رکھنا اور اس کے مکر کو باطل کر دینا اور اس کے شر کو دفع کر دینا اور اس کے مکر کو اس کی گردن میں ڈال دینا۔

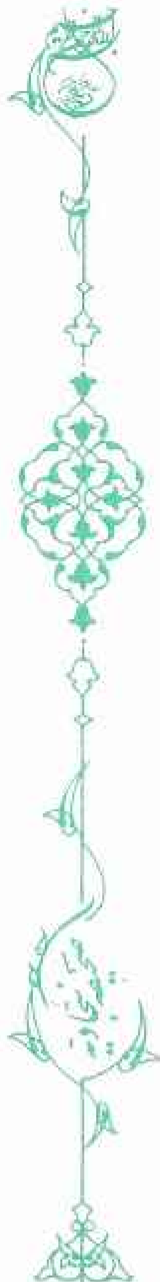
(۸) اور میرے اور اسکے درمیان دیوار حائل کر دینا اور اس کی آنکھوں کو اندھا بنا دینا اس کے کانوں کو میرے ذکر سے بہرا بنا دینا اور اس کے دل میں میرے تصور سے پہلے تالا ڈال دے اور اس کی زبان کو گونگا بنا دے اور اس کے سر کو کچل دے اور اس کی عزت کو ذلیل بنا دے اور اس کے جبروت کو توڑ دے اس کی گردن کو ذلیل کر دے اس کی برائی کو ختم کر دے اور اس کے تمام قسم کے ضرر، شر، طعنے، غیبت، طنز، حسد، عداوت، پھندے، جال، ہتھکنڈے اور پیادہ وسوار سے حفاظت فرما کہ یقیناً تو صاحب عزت بھی ہے اور قدیر بھی ہے۔





(۲۴) وَ كانَ مِن دُعائِهِ عَلَيْهِ السَّلامُ لِأَبَوَيْهِ عَلَيْهِمَا السَّلامُ

(۱) اللَّهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ [۱] عَبْدِكَ وَ رَسُولِكَ وَ أَهْلِ بَيْتِهِ الطّاهِرِينَ وَ اخْصُصْهُمْ بِأَفْضَلِ صَلَواتِكَ وَ رَحْمَتِكَ وَ بَرَكاتِكَ وَ سَلامِكَ (۲) وَ اخْصُصِ اللّٰهُمَّ والِدَيَّ بِالْكَرامَةِ لَدَيْكَ وَ الصَّلاةِ مِنْكَ يا أَرْحَمَ الرّاحِمِينَ (۳) اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَأَلْهِمْني [۲] عِلْمَ ما يَجِبُ لَهُما عَلَيَّ إِلْهاماً وَ اجْمَعْ لي عِلْمَ ذٰلِكَ كُلِّهِ تَماماً ثُمَّ اسْتَعْمِلْني بِما تُلْهِمُني مِنْهُ وَ وَفِّقْني لِلنُّفُوذِ فيما تُبَصِّرُني مِنْ عِلْمِهِ حَتّىٰ لايَفُوتَني اسْتِعْمالُ شَيْءٍ عَلَّمْتَنيهِ وَ لاتَثْقُلَ أَرْكاني عَنِ الْحُفُوفِ فيما أَلْهَمْتَنيهِ (۴) اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ كَما شَرَّفْتَنا بِهِ وَصَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ كَما أَوْجَبْتَ لَنا الْحَقَّ عَلَى الْخَلْقِ بِسَبَبِهِ (۵) اللّٰهُمَّ اجْعَلْني أَهابُهُما هَيْبَةَ السُّلْطانِ الْعَسُوفِ وَ أَبَرُّهُما بِرَّ الْأُمِّ الرَّؤُوفِ وَ اجْعَلْ طاعَتي لِوالِدَيَّ وَ بِرّي بِهِما أَقَرَّ لِعَيْني مِن رَقْدَةِ الْوَسْنانِ وَ أَثْلَجَ لِصَدْري مِن شَرْبَةِ الظَّمْآنِ حَتّىٰ أُوثِرَ عَلىٰ هَوايَ هَواهُما وَ أُقَدِّمَ عَلىٰ رِضايَ رِضاهُما وَ أَسْتَكْثِرَ بِرَّهُما بي وَ إِن قَلَّ وَ أَسْتَقِلَّ بِرّي بِهِما وَ إِن كَثُرَ (۶) اللّٰهُمَّ خَفِّضْ لَهُما صَوْتي وَ أَطِبْ لَهُما كَلامي وَ أَلِنْ لَهُما



۲۴۔والدین کے حق میں آپ کی دعا

(۱) خدایا! اپنے بندہ اور رسول حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرما اور ان کے اہل بیت طاہرین علیہم السلام پر بھی اور ان سب کو بہترین صلوات، رحمت، برکات اور سلام کے ساتھ مخصوص فرما (۲) اور خدایا میرے والدین کو بھی خصوصیت کے ساتھ اپنی بارگاہ میں کرامت اور رحمت عطا فرما اے بہترین رحم کرنے والے۔

(۳) خدایا! محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور مجھے ان تمام امور کا الہام فرمادے جو والدین کے لئے مجھ پر واجب کی ہیں اور ان سب کا مکمل علم میرے پاس جمع کردے اور ان پر عمل کرنے کے راستہ پر لگادے اور مجھے توفیق دے کہ جس علم کی بصیرت تونے عطا فرمادی ہے اسے اپنی زندگی میں نافذ بھی کرسکوں تاکہ کوئی تیرا دیا ہوا علم عمل سے الگ نہ رہ جائے اور تیرے الہام کا اتباع کرنے میں میرے اعضاء کو گرانی کا احساس نہ ہو۔ (۴) خدایا! محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما جس طرح تونے ہمیں ان کے ذریعہ شرف بخشا ہے اور ان پر رحمت نازل فرما جس طرح تونے ان کے حق کو تمام مخلوقات پر لازم قرار دیا ہے۔

(۵) خدایا! مجھے توفیق دے کہ میں اپنے ماں باپ سے اس طرح ڈروں جیسے کسی جابر سلطان سے ڈرا جاتا ہے اور ان کے ساتھ اس طرح مہربانی کروں جس طرح ایک مادر مہربان اپنی اولاد کے ساتھ مہربانی کرتی ہے۔ اور پھر میری اس اطاعت کو اور میرے اس نیک برتاؤ کو میری آنکھوں کے لئے اس سے زیادہ خوشگوار بنادے جتنا خواب آلود آنکھوں میں نیند کا خمار خوشگوار ہوتا ہے اور اس سے زیادہ باعث سکون بنادے جتنا تشنہ لب کے لئے جرعۂ آب باعث سکون ہوتا ہے تاکہ میں ان کی خواہش کو اپنی خواہش پر مقدم کروں اور ان کی رضا کو اپنی رضا سے آگے رکھوں۔ ان کے لئے ہوئے احسانات کو زیادہ سمجھوں

عَـرِيـكَتـي وَ اعْـطِفْ عَـلَيْهِمٰا قَلْبي وَصَيِّرْني بِهِمٰا رَفيقاً وَ عَلَيْهِمٰا شَفيقاً (٧) الـلّٰهُـمَّ اشْـكُـرْ لَهُـمٰا تَرْبِيَتي وَ أَثِبْهُمٰا عَلىٰ تَكْرِمَتي وَ احْفَظْ لَهُمٰا ما حَفِظٰاهُ مِنّي في صِغَري (٨) اللّٰهُمَّ وَ ما مَسَّهُمٰا [٣] مِنّي مِنْ أَذىً أَوْ خَلَصَ إِلَيْهِمٰا عَنّي مِن مَكْرُوهٍ أَوْ ضٰاعَ قِبَلي لَهُمٰا مِنْ حَقٍّ فَاجْعَلْهُ حِطَّةً لِذُنُوبِهِمٰا وَ عُلُوّاً في دَرَجاتِهِمٰا وَ زِيادَةً في حَسَنٰاتِهِمٰا يا مُبَدِّلَ السَّيِّئاتِ بِأَضْعافِهٰا مِنَ الْحَسَناتِ (٩) اللّٰهُمَّ وَ ما تَعَدَّيا عَلَيَّ فيهِ مِن قَوْلٍ أَوْ أَسْرَفا عَلَيَّ فيهِ مِن فِعْلٍ أَوْ ضَيَّعاهُ لي مِنْ حَقٍّ أَوْ قَصَّرا بي عَنْهُ مِن وٰاجِبٍ فَقَدْ وَهَبْتُهُ لَهُمٰا وَجُدتُّ بِهِ عَلَيْهِمٰا وَ رَغِبْتُ إِلَيْکَ في وَضْعِ تَبِعَتِهِ عَنْهُمٰا فَإِنّي لاَ أَتَّهِمُهُمٰا عَلىٰ نَفسي وَ لاَ أَسْتَبْطِئُهُمٰا في بِرّي وَ لاَ أَكْرَهُ مٰا تَوَلَّيٰاهُ مِنْ أَمْري يا رَبِّ (١٠) فَهُمٰا أَوْجَبُ حَقّاً عَلَيَّ وَ أَقْدَمُ إِحْسٰاناً إِلَيَّ وَ أَعْظَمُ مِنَّةً لَدَيَّ مِنْ أَنْ أُقاصَّهُمٰا بِعَدْلٍ أَوْ أُجازِيَهُمٰا عَلىٰ مِثْلٍ أَيْنَ إِذاً يٰا إِلٰهي طُولُ شُغْلِهِمٰا بِتَرْبِيَتي وَ أَيْنَ شِدَّةُ تَعَبِهِمٰا في حِراسَتي وَ أَيْنَ إِقْتٰارُهُمٰا عَلىٰ أَنفُسِهِمٰا لِلتَّوْسِعَةِ عَلَيَّ (١١) هَيْهٰاتَ ما يَسْتَوْفِيٰانِ مِنّي حَقَّهُمٰا وَ لاَ أُدْرِکُ ما يَجِبُ عَلَيَّ لَهُمٰا وَ لاَ أَنٰا بِقٰاضٍ وَّظيفَةَ خِدْمَتِهِمٰا فَصَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ وَ أَعِنّي يا خَيْرَ مَنِ اسْتُعينَ بِهِ وَ وَفِّقْني يا أَهْدىٰ مَن رُّغِبَ إِلَيْهِ وَ لاتَجْعَلْني في أَهْلِ الْعُقُوقِ لِلْآباءِ وَ الْأُمَّهاتِ يَوم تُجْزىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمٰا كَسَبَتْ وَ هُمْ لاَيُظْلَمونَ (١٢) اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ ء

چاہے وہ قلیل ہی کیوں نہ ہواور اپنے خدمات کو قلیل تصور کروں چاہے وہ کثیر ہی کیوں نہ ہو۔

(۶) خدایا! ان کے سامنے میری آواز کو دبا دے میرے کلام کو خوشگوار بنادے، میرے مزاج کو نرم کردے، میرے دل کو مہربان بنادے، مجھے ان کا رفیق اور ان کے حال پر شفیق بنادے۔

(۷) خدایا! انھیں میری تربیت کی جزا مرحمت فرما اور میری نگہداشت کا ثواب عطا فرما اور جس طرح انھوں نے بچپنے میں میری حفاظت کی ہے تو ان کی حفاظت فرما۔

(۸) خدایا! اور انھیں میری طرف سے جو بھی اذیت پہنچی ہے یا کوئی ناخوشگوار صورت پیش آئی ہو یا میرے پاس ان کا کوئی حق ضائع ہو گیا ہو تو اسے ان کے گناہوں کا کفارہ، ان کے درجات میں بلندی کا سبب اور انکی نیکیوں میں اضافہ کا سامان بنادے اے برائیوں کو کئی گنا نیکیوں میں تبدیل کردینے والے۔ (۹) خدایا! اور اگر انھوں نے کسی قول میں مجھ پر زیادتی کی ہے یا کسی عمل میں حد سے تجاوز کیا ہے یا میرے کسی حق کو برباد کیا ہے یا میرے بارے میں کسی واجب میں کوتاہی کی ہے تو میں اسے معاف کئے دیتا ہوں اور انھیں بخش دے رہا ہوں بلکہ یہ التماس رکھتا ہوں کہ تو ان سے اس کے مواخذہ کو برطرف فرمادے کہ میں انھیں اپنے بارے میں متہم نہیں کرنا چاہتا ہوں اور نہ تربیت کے سلسلہ میں انھیں سست قرار دیتا ہوں اور نہ ان کے کسی عمل کو ناگوار قرار دیتا ہوں۔

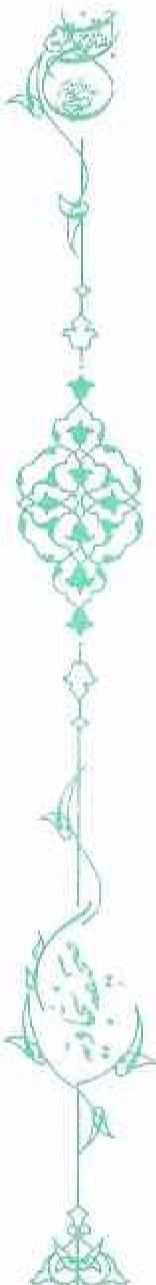
(۱۰) کہ مالک ان دونوں کا حق میرے اوپر زیادہ واجب ہے اور ان کے احسانات میری خدمات کے پہلے سے ہیں اور ان کی شان اس سے بالاتر ہے کہ میں کسی عدل کی بنا پر ان سے بدلہ لوں یا ان کے ساتھ برابر کا معاملہ کروں ایسا کروں گا تو ان کے اس احسان کا کیا ہوگا جو انھوں نے میری طویل تربیت کی مشغولیت میں کیا ہے یا میری حفاظت میں وسعت اور سکون کا سامان فراہم کیا ہے۔

(۱۱) بھلا وہ مجھ سے اپنا مکمل حق کہاں حاصل کرسکتے ہیں میں تو ان کے حقوق کا ادراک بھی نہیں رکھتا ہوں اور ان کے خدمات کے فرض کو ادا بھی نہیں کرسکتا ہوں۔

(۱۲) تو خدایا! محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما اور اس راہ میں میری امداد فرمائے وہ بہترین

الِهِ وَ ذُرِّيَّتِهِ وَ اخْصُصْ أَبَوَيَّ بِأَفْضَلِ مَا خَصَصْتَ بِهِ ءَابَاءَ عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِينَ وَ أُمَّهَاتِهِمْ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ (١٣) اللَّهُمَّ لاَ تُنْسِنِي ذِكْرَهُمَا [٣] فِي أَدْبَارِ صَلَوَاتِي وَ فِي إِنًى مِنْ ءَانَاءِ لَيْلِي وَ فِي كُلِّ سَاعَةٍ مِّن سَاعَاتِ نَهَارِى (١٤) اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَّ ءَالِهِ وَ اغْفِرْ لِي بِدُعَائِي لَهُمَا وَ اغْفِرْ لَهُمَا بِبِرِّهِمَا بِي مَغْفِرَةً حَتْماً وَّ ارْضَ عَنْهُمَا بِشَفَاعَتِي لَهُمَا رِضىً عَزْماً وَّ بَلِّغْهُمَا بِالْكَرَامَةِ مَوَاطِنَ السَّلاَمَةِ (١٥) اللَّهُمَّ وَ إِنْ سَبَقَتْ مَغْفِرَتُكَ لَهُمَا فَشَفِّعْهُمَا فِيَّ وَ إِن سَبَقَتْ مَغْفِرَتُكَ لِي فَشَفِّعْنِي فِيهِمَا حَتَّىٰ نَجْتَمِعَ بِرَأْفَتِكَ فِي دَارِ كَرَامَتِكَ وَ مَحَلِّ مَغْفِرَتِكَ وَ رَحْمَتِكَ إِنَّكَ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيمِ وَ الْمَنِّ الْقَدِيمِ وَ أَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ.





ذات جس سے مدد مانگی جاتی ہے اور مجھے توفیق عطا فرما اے سب سے زیادہ مرکز توجہ اور ہدایت دینے والے اور مجھے ان لوگوں میں نہ قرار دے دینا جو ماں باپ کے نافرمان ہوں۔ اس دن جس دن ہر نفس کو اس کے کئے کا مکمل بدلہ دیا جائیگا اور کسی پر کوئی ظلم نہ کیا جائے گا۔ خدایا محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور میرے والدین کو وہ بہترین نعمت عطا فرما جو تو نے اپنے بندگان مومنین میں کسی والدین کو بھی عطا فرمائی ہے اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

(۱۳) اور خدایا مجھے ان کی یاد سے غافل نہ ہونے دینا، نہ نمازوں کے بعد اور نہ رات کے لمحات میں اور نہ دن کی ساعات میں۔

(۱۴) خدایا محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور میری دعائے خیر کے سبب انھیں بخش دے اور میرے ساتھ ان کی نیکیوں کے بدلہ ان کی حتمی مغفرت فرما اور میری گذارش کی بنا پر ان سے مکمل طور پر راضی ہوجا اور اپنی کرامت کی بنا پر انھیں بہترین سلامتی کی منزل تک پہنچادے۔

(۱۵) اور خدایا اگر تو انھیں پہلے بخش چکا ہے تو اب انھیں میرے حق میں شفیع بنادے اور اگر میری بخشش پہلے ہوجائے تو مجھے ان کے حق میں سفارش کا حق عطا کردینا تاکہ ہم سب ایک کرامت کی منزل اور مغفرت ورحمت کے محل میں جمع ہوجائیں۔ کہ تو عظیم ترین فضل کا مالک اور قدیم ترین احسان کرنے والا اور سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔



(۲۵) وَ كانَ مِن دُعائِهِ عَلَيْهِ السَّلامُ لِوُلْدِهِ عَلَيهِمُ السَّلامُ

(۱) اللّهُمَّ وَ مُنَّ عَلَيَّ بِبَقآءِ وُلْدي وَ بِإصْلاحِهِمْ لي وَ بِإمْتاعي بِهِمْ (۲) إلهيَ امْدُدْ لي في أعْمارِهِمْ وَزِدْ لي في ءاجالِهِمْ و رَبِّ لي صَغيرَهُمْ و قَوِّ لي ضَعيفَهُمْ [۱] وَ أصِحَّ لي أبْدانَهُمْ وَ أدْيانَهُمْ و أخْلاقَهُمْ وَ عافِهِمْ في أنْفُسِهِمْ و في جَوارِحِهِمْ و في كُلِّ ما عُنيتُ به مِن أمْرِهِمْ وَ أدْرِرْ لي و عَلىٰ يَدىَ أرْزاقَهُمْ (۳) وَ اجْعَلْهُمْ أبراراً أتْقيآءَ بُصَرآءَ سامِعينَ مُطيعينَ لَكَ وَلِأوْليائِكَ مُحِبّينَ مُناصِحينَ وَ لِجَميعِ أعْدائِكَ مُعانِدينَ وَ مُبْغِضينَ ءامينَ (۴) اللّهُمَّ اشْدُدْ بِهِمْ عَضُدي وَ أقِمْ بِهِمْ أوَدي وَ كَثِّرْ بِهِمْ عَدَدي وَ زَيِّنْ بِهِمْ مَحْضري وَ أحْيِ بِهِمْ ذِكْري وَ اكْفِني بِهِمْ في غَيْبَتي وَ أعِنّي بِهِمْ عَلى حاجَتي وَاجْعَلْهُمْ لي مُحِبّينَ وَ عَلَيَّ حَدِبينَ مُقْبِلينَ مُسْتَقيمينَ لي مُطيعينَ غَيْرَ عاصينَ وَ لاعاقّينَ وَ لامُخالِفينَ وَ لاخاطِئينَ (۵) وَ أعِنّي عَلىٰ تَرْبِيَتِهِمْ وَ تَأديبِهِمْ وَ بِرِّهِمْ وَهَبْ لي مِن لَدُنْكَ مَعَهُمْ أوْلاداً ذُكُوراً وَّ اجْعَلْ ذٰلِكَ خَيْراً لي وَ اجْعَلْهُمْ لي عَوْناً عَلىٰ ماسَألْتُكَ (۶) وَ أعِذْني وَ ذُرِّيَّتي [۲] مِنَ الشَّيْطانِ الرَّجيمِ فَإنَّكَ خَلَقْتَنا وَ أمَرْتَنا وَ نَهَيْتَنا وَ رَغَّبْتَنا في ثَوابِ ما أمَرْتَنا وَ

۲۵۔ آپ کی دعائے خیر۔ اولاد کے حق میں

(۱) خدایا اور مجھ پر میری اولاد کی بقاان کے حالات کی اصلاح اور ان سے میری بہرہ مندی کے ذریعہ احسان فرما۔ (۲) خدایا! میرے حق میں ان کی عمر دراز کردے ان کی مدت حیات میں فرمادے ان کے کمسنوں کی تربیت فرما ان کے کمزوروں کو قوت عطا فرما ان کے بدن کو صحت دے۔ ان کے دین واخلاق کو درست فرمادے ان کے نفس اور اعضاء و جوارح اور جن اشیاء کے لئے ان کے بارے میں فکر مند ہوں سب میں عافیت عطا فرما ان کے رزق کو میرے ذریعہ اور میرے ہاتھوں مسلسل بنادے۔

(۳) انھیں نیک کردار، پرہیز گار، صاحب بصیرت ،فرمانبردار، تیری اور تیرے اولیاء کی اطاعت کرنے والے، محب، مخلص اور اپنے دشمنوں کا دشمن اور ان سے بغض رکھنے والا بنادے۔۔ آمین۔

(۴) خدایا! ان کے ذریعہ میرے بازوؤں کو مضبوط بنادے میری کجی کو سیدھا کردے میرے عدد میں اضافہ کردے اور میری محفل کو آراستہ کردے میرے ذکر کو زندہ بنادے اور میری غیبت میں انھیں میرا بدل بنادے میری حاجتوں میں ان کے ذریعہ میری امداد فرما اور انھیں مرا چاہنے والا اور میرے حال پر مہربانی کرنے والا اور میری طرف توجہ کرنے والا اور میرے حق میں سیدھا اور اطاعت گذار بنادے جہاں نہ معصیت کریں نہ عاق ہوں، نہ مخالفت کریں اور نہ غلطی کریں۔

(۵) اور میری امداد فرما ان کی تربیت، تادیب اور نیکی کے سلسلہ میں۔ اور مجھے ان کے ساتھ مزید اولاد ذکور عطا فرما اور اسے بھی میرے حق میں خیر قرار دیدے۔ میں جس چیز کا سوال کررہا ہوں اس میں انھیں میرا مددگار بنادے (۶) اور مجھے اور میری ذات کو شیطان رجیم سے اپنی پناہ میں رکھنا کہ تو نے ہی ہمیں پیدا کیا ہے اور اپنے عذاب سے ڈرایا ہے اور شیطان کو ہمارا دشمن قرار دیا ہے جو ہمیشہ مکاری کرتا رہتا ہے اور اسے میرے اوپر وہ اختیار دیدیا ہے، ہماری رگوں میں خون کی طرح دوڑادیا ہے ہم اس سے

رَهَّبْتَنا عِقابَهُ وَ جَعَلْتَ لَنا عَدُوّاً يَكِيدُنا سَلَّطتَهُ مِنّا عَلىٰ ما لَمْ تُسَلِّطْنا عَلَيْهِ مِنْهُ أَسْكَنْتَهُ صُدُورَنا وَ أَجْرَيْتَهُ مَجارِيَ دِمآئِنا لايَغْفُلُ إِنْ غَفَلْنا وَ لايَنْسىٰ إِن نَّسِينا يُؤْمِنُنا عِقابَكَ وَ يُخَوِّفُنا بِغَيْرِكَ (٧) إِنْ هَمَمْنا بِفاحِشَةٍ شَجَّعْنا عَلَيْها وَ إِنْ هَمَمْنا بِعَمَلٍ صالِحٍ ثَبَّطَنا عَنْهُ يَتَعَرَّضُ لَنا بِالشَّهَواتِ وَ يَنْصِبُ لَنا بِالشُّبُهاتِ إِن وَّعَدَنا كَذَبَنا وَ إِن مَّنّانا أَخْلَفَنا وَ إِلاّ تَصْرِفْ عَنّا كَيْدَهُ يُضِلَّنا وَ إِلّا تَقِنا خَبالَهُ يَسْتَزِلَّنا (٨) اَللّٰهُمَّ فَاقْهَرْ سُلْطانَهُ عَنّا بِسُلْطانِكَ حَتّىٰ تَحْبِسَهُ عَنّا بِكَثْرَةِ الدُّعآءِ لَكَ فَنُصْبِحَ مِن كَيْدِهِ فِي الْمَعْصُومِينَ بِكَ (٩) اَللّٰهُمَّ أَعْطِنى كُلَّ سُؤْلِي وَاقْضِ لِي حَوآئِجِي وَ لاتَمْنَعْنِي الْإِجابَةَ وَ قَدْ ضَمِنْتَها لِي وَ لاتَحْجُبْ دُعآئِي[٣] عَنْكَ وَ قَدْ أَمَرْتَنِي بِهِ وَامْنُنْ عَلَيَّ بِكُلِّ مايُصْلِحُنِي فى دُنْيايَ وَ ءاخِرَتِي ماذَكَرْتُ مِنْهُ و مانَسِيتُ أَوْ أَظْهَرْتُ أَوْ أَخْفَيْتُ أَوْ أَعْلَنْتُ أَوْ أَسْرَرْتُ (١٠) وَاجْعَلْنى فى جَمِيعِ ذٰلِكَ مِنَ الْمُصْلِحِينَ بِسُؤآلِي إِيّاكَ الْمُنْجِحِينَ بِالطَّلَبِ إِلَيْكَ غَيْرِ الْمَمْنُوعِينَ بِالتَّوَكُّلِ عَلَيْكَ (١١) الْمُعَوَّدِينَ[٤] بِالتَّعَوُّذِ بِكَ الرّابِحِينَ فِى التِّجارَةِ عَلَيْكَ الْمُجارِينَ بِعِزِّكَ الْمُوَسَّعِ عَلَيْهِمُ الرِّزْقُ الْحَلالُ مِنْ فَضْلِكَ الْواسِعِ وَ كَرَمِكَ الْمُعَزِّينَ مِنَ الذُّلِّ بِكَ وَ الْمُجارِينَ مِنَ الظُّلْمِ بِعَدْلِكَ وَ الْمُعافِينَ مِنَ الْبَلآءِ بِرَحْمَتِكَ وَ الْمُغْنَيْنَ مِنَ الْفَقْرِ بِغِناكَ وَ الْمَعْصُومِينَ مِنَ الذُّنُوبِ

غافل بھی ہو جائیں تو وہ ہم سے غافل نہیں ہوتا ہے ہم اسے بھول بھی جائیں تو وہ ہم کو بھلاتا نہیں ہے تیرے عقاب سے مطمئن بناتا ہے اور دوسروں کا خوف پیدا کراتا ہے۔

(۷) ہم برائیوں کا ارادہ کرتے ہیں تو حوصلہ افزائی کرتا ہے نیک عمل کا ارادہ کرتے ہیں تو روک دیتا ہے خواہشات کو سامنے لاکر رکھ دیتا ہے اور شبہات کو ہمیشہ نظر کے سامنے رکھتا رہتا ہے وعدے کرتا ہے تو جھوٹے وعدے کرتا ہے اور امید دلاتا ہے تو اس کے برخلاف کرتا ہے اب اگر تو اس کے مکر کو توڑ نہ دے گا تو وہ ہمیں گمراہ کر کے چھوڑے گا اور ہمیں اس کے فتنہ سے بچا نہ لے گا تو وہ ہمارے قدموں کو ڈگمگا کے رہے گا۔

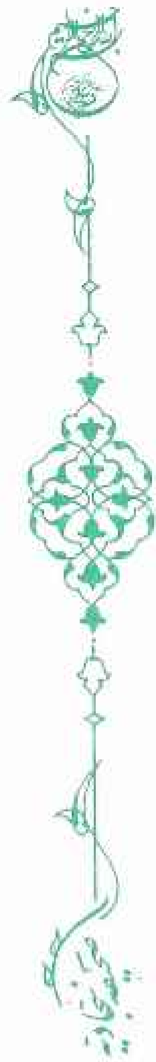
(۸) خدایا! اب اس کے اقتدار کو اپنی طاقت کے زور سے دبا دے تاکہ ہماری کثیر دعاؤں کے سبب اسے بالکل ہماری طرف سے روک دے اور ہم تیرے طفیل اس کے مکر سے محفوظ لوگوں میں شامل ہو جائیں۔

(۹) خدایا! ہمارے تمام مطالبات کو عطا کر دے ہماری تمام حاجتیں پوری کر دے ہمیں قبولیت دعا سے محروم نہ کرنا جب کہ تو نے اس کی ضمانت بھی لی ہے اور ہماری دعاؤں کو اپنی بارگاہ سے دور نہ کر دینا جب کہ تو نے دعاؤں کا حکم دیا ہے ہمیں وہ تمام چیزیں عنایت فرما دے جس میں ہماری دنیا و آخرت کی بھلائی ہو چاہے وہ ہمیں یاد ہوں یا ہم انھیں بھول گئے ہوں (۱۰) ان تمام مراحل میں ہمیں ان مصلحین میں قرار دیدینا جو تیرے سوالی ہیں اور تجھ پر بھروسہ کیا ہے۔

(۱۱) اور وہ تیری پناہ کے طلبگار ہیں اور تیرے ساتھ تجارت کرنے میں کامیابی کے طلبگار ہیں اور تیری عزت کی پناہ میں ہیں اور تو نے اپنے جود و کرم سے ان کے رزق حلال میں وسعت دی ہے۔ تیرے کرم کے طفیل ذلت کے مقابلہ میں صاحب عزت ہیں اور تیرے عدل کے طفیل ظلم سے محفوظ ہیں تیری رحمت کے سہارے بلاؤں سے عافیت میں ہیں اور تیری بے نیازی کے صدقہ میں فقر و فاقہ سے بے نیاز ہیں تیرے تقویٰ کی بنا پر گناہ، لغزش اور خطا سے محفوظ ہیں اور تیری اطاعت کے سبب خیر، نیکی اور

وَ الزَّلَلِ وَالْخَطآءِ بِتَقْواکَ وَ الْمُوَفَّقينَ لِلْخَيْرِ وَ الرُّشْدِ وَ الصَّوابِ بِطاعَتِکَ وَ الْمُحالِ بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ الذُّنُوبِ بِقُدْرَتِکَ التّارِكينَ لِكُلِّ مَعْصِيَتِکَ السّاكِنينَ في جِوارِکَ [۵](۱۲) اللّهُمَّ أَعْطِنا جَميعَ ذٰلکَ بِتَوْفيقِکَ وَ رَحْمَتِکَ وَ أَعِذْنا مِنْ عَذابِ السَّعيرِ وَ أَعْطِ جَميعَ الْمُسْلِمينَ[۶] وَ الْمُسْلِماتِ وَ الْمُؤْمِنينَ وَ الْمُؤْمِناتِ مِثْلَ الَّذي سَأَلْتُکَ لِنَفْسي وَ لِوُلْدي في عاجِلِ الدُّنيا و ءاجِلِ الْآخِرَةِ إِنَّکَ قَريبٌ مُجيبٌ سَميعٌ عَليمٌ عَفُوٌّ غَفُورٌ رَءُوفٌ رَحيمٌ (۱۳) وَ ءاتِنا فِي الدُّنيا حَسَنَةً وَ فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَ قِنا عَذابَ النّارِ.



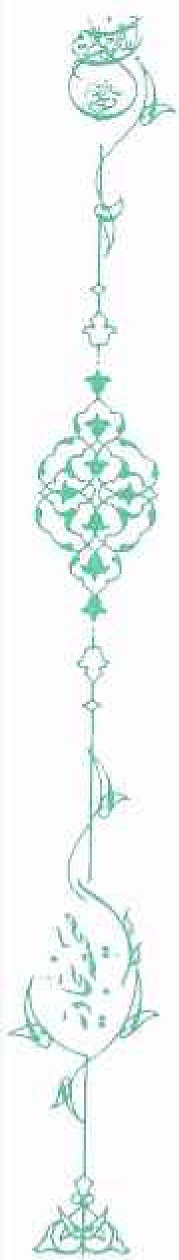


ہدایت کی توفیق حاصل کئے ہوئے ہیں تیری قدرت نے ان کے اور گناہوں کے درمیان دیوار کھڑی کردی ہے لہٰذا ہر معصیت کے ترک کرنے والے اور تیرے جوار کے ساکن ہیں۔

(۱۲) خدایا! ہمیں اپنی توفیق اور رحمت کے طفیل میں یہ تمام نعمتیں عنایت فرمادے اور ہمیں جہنم کی آگ سے بچالے اور تمام مسلمین ومسلمات اور مومنین ومومنات کو وہ سب عطا فرمادے جس کا سوال میں نے اپنے لئے یا اپنی اولاد کے لئے کیا ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی کہ تو قریب بھی ہے اور مجیب بھی ہے۔ سمیع بھی ہے اور علیم بھی۔ معاف کرنے والا بھی ہے اور بخشنے والا بھی۔ مہربان بھی ہے اور رحیم بھی۔

(۱۳) اور ہمیں دنیا اور آخرت دونوں مقامات پر نیکی عطا فرما اور عذاب جہنم سے محفوظ بنادے۔





(٢٦) وَ كَانَ مِنْ دُعَائِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِجِيرَانِهِ[١] وَ أَوْلِيَائِهِ إِذَا ذَكَرَهُمْ

(١) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ وَ تَوَلَّنِي فِي جِيرَانِي وَ مَوَالِيَّ الْعَارِفِينَ بِحَقِّنَا وَ الْمُنَابِذِينَ لِأَعْدَآئِنَا بِأَفْضَلِ وَلَايَتِكَ (٢) وَ وَفِّقْهُمْ [٢]لِإِقَامَةِ سُنَّتِكَ وَ الْأَخْذِ بِمَحَاسِنِ أَدَبِكَ فِيْ إِرْفَاقِ ضَعِيفِهِمْ وَ سَدِّ خَلَّتِهِمْ وَعِيَادَةِ مَرِيضِهِمْ وَهِدَايَةِ مُسْتَرْشِدِهِمْ وَ مُنَاصَحَةِ مُسْتَشِيرِهِمْ وَ تَعَهُّدِ قَادِمِهِمْ وَكِتْمَانِ أَسْرَارِهِمْ وَ سَتْرِ عَوْرَاتِهِمْ [٣]وَ نُصْرَةِ مَظْلُومِهِمْ وَ حُسْنِ مُوَاسَاتِهِمْ بِالْمَاعُونِ[٤] وَ الْعَوْدِ عَلَيْهِم بِالْجِدَةِ وَ الْإِفْضَالِ وَ إِعْطَآءِ مَايَجِبُ لَهُمْ قَبْلَ السُّؤَالِ (٣) وَاجْعَلْنِي اللّٰهُمَّ أَجْزِي بِالْإِحْسَانِ مُسِيْئَهُمْ وَ أُعْرِضُ بِالتَّجَاوُزِ عَنْ ظَالِمِهِمْ وَ أَسْتَعْمِلُ حُسْنَ الظَّنِّ فِي كَآفَّتِهِمْ وَ أَتَوَلَّى بِالْبِرِّ عَآمَّتَهُمْ وَ أَغُضُّ بَصَرِيْ عَنْهُمْ عِفَّةً وَّ أُلِينُ جَانِبِي لَهُمْ تَوَاضُعاً وَّ أَرِقُّ عَلَىٰ أَهلِ الْبَلَآءِ مِنْهُمْ رَحْمَةً وَّ أُسِرُّ[٥] لَهُمْ بِالْغَيْبِ مَوَدَّةً وَ أُحِبُّ بَقَآءَ النِّعْمَةِ عِنْدَهُمْ نُصْحاً وَّ أُوجِبُ لَهُمْ مَآ أُوجِبُ لِحَآمَّتِي وَ أَرْعَىٰ لَهُمْ مَآ أَرْعَى لِخَاصَّتِي (٤) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ وَ ارْزُقْنِي مِثْلَ ذٰلِكَ مِنْهُمْ وَاجْعَلْ لِّيْ أَوْفَى الْحُظُوظِ فِيمَا عِنْدَهُمْ وَزِدْهُم بَصِيرَةً فِى حَقِّي وَ مَعْرِفَةً بِفَضْلِي حَتّىٰ يَسْعَدُوا بِي وَ أَسْعَدَ بِهِمْ آمِين رَبَّ الْعَالَمِينَ.

۲۶۔آپ کی دعا ہمسایہ اور دوستوں کے حق میں جب بھی ان کی یاد آجائے

(۱) خدایا محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما اور ہماری بہترین امداد فرما ہمارے ہمسایہ اور ان دوستوں کے حق میں جو ہمارے حق کے پہچاننے والے اور ہمارے دشمنوں کو ٹھکرانے والے ہیں۔(۲) اور انھیں توفیق دے کہ تیری سنت کو قائم کرنے، کمزوروں کے ساتھ نرمی برتنے، ان کی حاجت روائی کرنے مشورہ لینے والوں کو صحیح مشورہ دینے، وارد ہونے والے سے ملاقات کرنے، اسرار کو پوشیدہ رکھنے، عیوب کو چھپانے، مظلوم کی امداد کرنے، ظروف کے معاملہ میں ہمدردی کرنے، بخشش و انعام کے ذریعہ انھیں فائدہ پہنچانے اور سوال سے پہلے عطا کرنے میں بہترین ادب کا مظاہرہ کریں۔

(۳) اور مجھے بھی توفیق دے کہ میں ان کے بدسلوکوں کو اچھا بدلہ دوں، ان کے ظالموں سے درگذر کروں، سب کے بارے میں حسن ظن سے کام لوں، عام لوگوں کے ساتھ نیک برتاؤ کروں، بربنائے عفت نگاہوں کو نیچا رکھوں، تواضع کے ساتھ اپنے پہلو کو نرم رکھوں۔ جو مبتلائے مصیبت ہو جائیں ان کے ساتھ نرمی اور مہربانی کا برتاؤ کروں جو نگاہوں سے غائب ہوں ان کی بھی محبت دل میں رکھوں۔ اخلاص کے ساتھ ان کی نعمتوں کی بقا کی خواہش کروں اور جو کچھ اپنے قرابتداروں کے لئے لازم قرار دیتا ہوں ان کے لئے بھی لازم قرار دوں اور جن باتوں کا اپنے خواص کے بارے میں خیال رکھتا ہوں ان کے بارے میں بھی خیال رکھوں۔(۴) خدایا محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما اور مجھے یہی تمام چیزیں ان کی طرف سے عنایت فرما دے اور جو چیزیں ان کے پاس ہیں ان میں میرے حصہ کو وافر قرار دیدے کہ وہ میرے ذریعہ نیک بخت ہوں اور میں ان کے ذریعہ خوش بخت رہوں۔ آمین یارب العالمین۔

(٢٧) وَ كانَ مِنْ دُعائِهِ عَلَيْهِ السَّلامُ لِأَهْلِ الثُّغُورِ [١]

(١) اَللّهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِه وحَصِّن ثُغورَ الْمُسلمينَ بِعزَّتِكَ و أَيِّدْ حُماتَها بِقُوَّتِكَ وَ أَسْبِغْ عَطاياهُم مِّن جِدَتِكَ (٢) اَللّهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِه و كَثِّرْ عِدَّتَهُمْ وَ اشْحَذْ أَسلِحَتَهُمْ وَ احْرُسْ حَوْزَتَهُمْ وَ امْنَعْ حَوْمَتَهُمْ وَ أَلِّفْ جَمْعَهُمْ وَ دَبِّرْ أَمْرَهُمْ وَ واتِرْ بَيْنَ مِيَرِهِمْ وَ تَوَحَّدْ بِكِفايَةِ مُؤَنِهِمْ وَ اعْضُدْهُم بِالنَّصْرِ وَ أَعِنْهُمْ بِالصَّبْرِ وَالْطُفْ لَهُمْ فِى الْمَكْرِ (٣) اَللّهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهِ وَ عَرِّفْهُم مّايَجْهَلُونَ وَ عَلِّمْهُم مّا لايَعْلَمُونَ وَ بَصِّرْهُم ما لايُبْصِرونَ (٤) اَللّهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهِ وَ أَنْسِهِمْ عِنْدَ لِقآئِهِمُ الْعَدُوَّ ذِكْرَ دُنْياهُمُ الْخَدّاعَةِ الْغَرُورِ وَ امْحُ عَن قُلوبِهِمْ خَطَراتِ الْمالِ الْفَتونِ وَ اجْعَلِ الْجَنَّةَ نُصْبَ أَعْيُنِهِمْ وَ لَوِّحْ مِنْها لِأَبْصارِهِم مّآ أَعْدَدتَّ فيها مِن مَّساكِنِ الْخُلدِ وَ مَنازِلِ الْكَرامَةِ وَ الْحُورِ الْحِسانِ وَ الأَنْهارِ الْمُطَّرِدَةِ بِأَنْواعِ الأَشْرِبَةِ وَ الأَشْجارِ الْمُتَدَلِّيَةِ بِصُنُوفِ الثَّمَرِ حَتّى لايَهُمَّ أحدٌ مِّنْهُمْ بِالإدْبارِ وَ لايُحَدِّثَ نَفْسَهُ عَن قِرْنِهِ بِفِرارٍ (٥) اَللّهُمَّ افْلُلْ[٢] بِذٰلِكَ عَدُوَّهُمْ وَ اقْلِمْ عَنْهُمْ أَظْفارَهُمْ و فَرِّقْ بَيْنَهُمْ و بَيْنَ أَسْلِحَتِهِمْ وَ اخْلَعْ وَثآئِقَ أَفْئِدَتِهِمْ وَ باعِدْ بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ

۲۷۔ آپ کی دعا سرحد کے محافظوں کے بارے میں

(۱) خدایا! محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما اور اپنے غلبہ کے ذریعہ مسلمانوں کی سرحدوں کی محافظت فرما اور اپنی قوت کے سہارے محافظین حدود کی تائید فرما اور اپنے کرم سے ان کے عطایا کو مکمل بنادے۔

(۲) خدایا! محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما اور مجاہدین کی تعداد میں اضافہ فرما ان کے اسلحوں کو تیز و تند بنادے ان کے مرکزی مقامات کی حفاظت فرما ان کے حدود و اطراف کی حراست فرما۔ ان کی رسد کے وسائل کو متواتر بنادے اور تو تن تنہا ان کی تمام ضروریات کے لئے کافی ہو جا اپنی نصرت سے ان کے بازوؤں کو قوی بنادے اور جوہر صبر کے ذریعہ ان کی امداد فرما اور انھیں باریک تدبیروں کا علم عطا فرما۔

(۳) خدایا! محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما اور مسلمانوں کو ان تمام چیزوں سے باخبر کردے جن سے ناواقف ہیں اور وہ تمام باتیں بتادے جنھیں آنکھیں نہیں دیکھ سکتی ہیں۔

(۴) خدایا! محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما اور مجاہدین کے ذہن سے وقت جنگ دشمن کا خیال نکال دے اور فریب کو بھلادے ان کے دلوں سے فتنہ پیدا کرنے والے مال کے اندیشوں کو محو کردے اور جنت کو ان کا نشانۂ نگاہ بنادے اور ان کی نگاہ کے سامنے ان چیزوں کو نمایاں کردے جنھیں تو نے ان کے لئے مہیا کیا ہے۔ جنت کے مکانات، کرامت کے منازل، حسین و جمیل حوریں اور طرح طرح کے مشروبات سے چھلکتی ہوئی نہریں اور رنگ برنگ کے پھلوں سے لدے ہوئے درخت۔ تاکہ ان میں سے کسی کے دل میں پیٹھ پھرانے کا خیال بھی نہ پیدا ہو اور کوئی دشمن کے مقابلہ میں بھاگنے کے بارے میں سوچ بھی نہ سکے۔

(۵) خدایا ان مجاہدین کے ذریعہ دشمن کے اسلحوں کے درمیان جدائی پیدا کردے ان کے رگ

أَزْوِدَتِهِمْ وَ حَيِّرْهُمْ فِى سُبُلِهِمْ وَ ضَلِّلْهُمْ عَنْ وَجْهِهِمْ وَ اقْطَعْ عَنْهُمُ الْمَدَدَ وَ انْقُصْ مِنْهُمُ الْعَدَدَ وَ امْلَأْ أَفْئِدَتَهُمُ الرُّعْبَ وَ اقْبِضْ أَيْدِيَهُمْ عَنِ الْبَسْطِ وَ اخْزِمْ أَلْسِنَتَهُمْ عَنِ النُّطْقِ وَ شَرِّدْ بِهِم مَّنْ خَلْفَهُمْ وَ نَكِّلْ بِهِمْ مَّن وَّرَآئَهُمْ وَ اقْطَعْ بِخِزْيِهِمْ أَطْماعَ مَن بَعْدَهُمْ (٦) اللّٰهُمَّ عَقِّمْ[٣] أَرْحامَ نِسآئِهِمْ وَ يَبِّسْ أَصْلابَ رِجالِهِمْ وَ اقْطَعْ نَسْلَ دَوابِّهِمْ وَ أَنْعامِهِمْ لاتَأْذَن لِّسمآئِهِمْ فِى قَطْرٍ وَّ لا لِأَرْضِهِمْ فِي نَباتٍ (٧) اللّٰهُمَّ و قَوِّ بذلك مِحالَ أَهْلِ الْإِسْلامِ وَ حَصِّن به دِيارَهُمْ وَ ثَمِّرْ به أَمْوالَهُمْ وَ فَرِّغْهُمْ عن مُحارَبَتِهِمْ لِعِبادَتِكَ وَ عَن مُنابَذَتِهِمْ لِلْخَلْوَةِ بِكَ حَتّى لايُعْبَدَ فى بِقاعِ الْأَرْضِ غَيْرُكَ وَ لاتُعَفَّرَ لِاَحَدٍ مِّنْهُمْ جَبْهَةٌ دُونَكَ (٨) اللّٰهُمَّ اغْزُ بِكُلِّ ناحِيَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَلىٰ مَن بِإزآئِهِم مِّنَ الْمُشْرِكِينَ وَ أَمْدِدْهُمْ[٤] بِمَلآئِكَةٍ مِّنْ عِنْدِكَ مُرْدِفِينَ حَتّى يَكْشِفُوهُمْ إلى مُنْقَطَعِ التُّرابِ قَتْلاً فِيْ أَرْضِكَ وَ أَسْراً أَوْ يُقِرُّوا بِأَنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ الَّذي لآ إلٰهَ إلاّ أَنْتَ وَحْدَكَ لاشَرِيكَ لَكَ (٩) اللّٰهُمَّ وَ اعْمُم بذٰلكَ أَعْدآءَكَ فِىْ أَقْطارِ الْبِلادِ مِنَ الْهِنْدِ وَ الرُّومِ وَ التُّرْكِ وَ الْخَزَرِ وَ الْحَبَشِ وَ النُّوبَةِ وَ الزَّنْجِ وَ السَّقالِبَةِ وَ الدَّيالِمَةِ وَ سآئِرِ أُمَمِ الشِّرْكِ الَّذينَ تَخْفىٰ أَسْماؤُهُمْ وَ صِفاتُهُمْ و قَد أَحْصَيْتَهُمْ بِمَعْرِفَتِكَ وَ أَشْرَفْتَ عَلَيْهِمْ بِقُدْرَتِكَ (١٠) اللّٰهُمَّ اشْغَلِ الْمُشْرِكِينَ بِالْمُشْرِكِينَ[٥]عَن تَناوُلِ أَطْرافِ الْمُسْلِمِينَ وَ

دل کی طنابیں توڑ دے اور انھیں ان کے ساز وسامان سے دور کر دے انھیں ان کے راستوں میں متحیر بنادے اور ان کے واقعی رخ سے ہٹادے ان کی زبان کو گویائی سے محروم کر دے ان کے ذریعہ پیچھے والوں کو بھی بھاگنے پر مجبور کر دے، ان کے وسیلہ سے ان کے پیروکاروں پر عذاب نازل کر دے اور انھیں رسوا کر کے بعد والوں کے حوصلے بھی پست کر دے۔ (۶) خدایا ان کی عورتوں کے رحم کو بانجھ کر دے اور ان کے مردوں کے صلبوں کو خشک کر دے اور ان کے جانوروں کی نسل قطع کر دے۔ ان کے سروں پر آسمان کو بارش سے روک دے اور ان کے زیر قدم زمین کو غلہ اگانے سے منع کر دے۔

(۷) خدایا! اور ان حالات کے ذریعہ اہل اسلام کی تدبیروں کو قوی تر بنادے ان کے دیار کو محفوظ بنادے ان کے اموال کو ثمر بار بنادے اور انھیں جنگ کی مشقت سے بچا کر عبادتوں میں لگا دے اور دشمن کے مقابلہ سے فارغ کر کے اپنی بارگاہ میں بلالے تاکہ روئے زمین پر تیرے علاوہ کسی کی عبادت نہ کی جائے اور کسی کے سامنے پیشانی کو خاک پر نہ رکھا جائے۔

(۸) خدایا! مسلمانوں کو ہر علاقہ میں ان کے مدمقابل مشرکین پر فتح عنایت فرما اور اپنی طرف سے مسلسل آنے والے ملائکہ کے ذریعہ ان کی امداد فرما تاکہ دشمنوں کو آخری خطۂ زمین تک نکال باہر کر دیں یا قتل کر دیں گرفتار کر لیں یا اس بات کا اقرار لے لیں کہ تو ہی خدا ہے اور تیرے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے۔ تو وحدہٗ لاشریک ہے۔

(۹) خدایا! اور تمام اطراف زمین کے اپنے دشمنوں کو بھی اس جہاد کی لپیٹ میں لے لے چاہے وہ ہند میں ہوں یا روم میں، ترک میں ہوں یا خزر میں، حبش میں ہوں یا نوبہ میں، زنج میں ہوں یا سقالبہ میں، دیالمہ میں ہوں یا باقی امت شرک میں جن کے اسماء وصفات ہم سے مخفی ہیں لیکن تو اپنے علم سے سب کا حساب رکھتا ہے اور اپنی قدرت کاملہ سے سب پر نگاہ رکھتا ہے۔

(۱۰) خدایا! مشرکین کو مشرکین ہی میں مشغول کر دے تاکہ مسلمانوں میں نقص پیدا کرنے سے روک دے ان کے درمیان تفرقہ پیدا کر کے انھیں ایک نقطہ پر جمع ہونے سے منع کر دے۔

خُذْهُم بِالنَّقْصِ عَن تَنَقُّصِهِمْ وَ ثَبِّطْهُم بِالْفُرْقَةِ عَنِ الاحْتِشادِ عَلَيْهِمْ (١١) اللّهُمَّ أخلِ قُلُوبَهُم مِّنَ الْأَمَنَةِ وَ أَبْدانَهُم مِّنَ الْقُوَّةِ وَ أَذْهِلْ قُلُوبَهُمْ عَنِ الاحْتِيالِ وَ أَوْهِنْ أَرْكانَهُمْ عَنْ مُّنازَلَةِ الرِّجالِ وَ جَبِّنْهُمْ عَنْ مُّقارَعَةِ الأَبْطالِ وَ ابْعَثْ عَلَيْهِمْ جُنْداً مِّن مَلائِكَتِكَ بِبَأْسٍ مِّن بَأسِكَ كَفِعْلِكَ يَوْمَ بَدرٍ تَقْطَعُ بِهِ دابِرَهُمْ وَ تَحْصُدُ بِهِ شَوْكَتَهُمْ وَ تُفَرِّقُ بِهِ عَدَدَهُمْ (١٢) اللّهُمَّ وَ امْزُجْ[٦] مِياهَهُم بِالْوَبآءِ وَ أَطْعِمَتَهُم بِالأَدْوآءِ وَارْمِ بِلادَهُم بِالْخُسُوفِ وَ أَلِحَّ عَلَيْها بِالْقُذُوفِ وَ افْرَعْها بِالْمُحُولِ وَ اجْعَلْ مِيرَهُمْ فِي أَحَصِّ أَرْضِكَ وَ أَبْعَدِها عَنْهُمْ وَامْنَعْ حُصُونَها مِنْهُمْ أَصِبْهُم بِالْجُوعِ الْمُقِيمِ وَ السُّقْمِ الأَلِيمِ (١٣) اللّهُمَّ وَ أَيُّما غازٍ[٧] غَزاهُم مِّنْ أَهْلِ مِلَّتِكَ أَوْ مُجاهِدٍ جاهَدَهُم مِّنْ أَتْباعِ سُنَّتِكَ لِيَكُونَ دِينُكَ الْأَعْلىٰ وَ حِزْبُكَ الْأَقْوىٰ وَحَظُّكَ الْأَوْفىٰ فَلَقِّهِ الْيُسْرَ وَ هَيِّىءْ لَهُ الْأَمْرَ وَ تَوَلَّهُ بِالنُّجْحِ وَ تَخَيَّرْ لَهُ الأَصْحابَ وَ اسْتَقْوِ لَهُ الظَّهْرَ وَ أَسْبِغْ عَلَيْهِ فِي النَّفَقَةِ وَ مَتِّعْهُ بِالنَّشاطِ وَ أَطْفِ عَنْهُ حَرارَةَ الشَّوْقِ وَ أَجِرْهُ مِنْ غَمِّ الْوَحْشَةِ وَ أَنْسِهِ ذِكْرَ الْأَهْلِ وَ الْوَلَدِ (١٤) وَ ءاثِرْ لَهُ حُسْنَ النِّيَّةِ وَ تَوَلَّهُ بِالْعافِيَةِ وَأَصْحِبْهُ السَّلامَةَ وَ أَعْفِهِ مِنَ الْجُبْنِ وَ أَلْهِمْهُ الْجُرْأَةَ وَ ارْزُقْهُ الشِّدَّةَ وَ أَيِّدْهُ بِالنُّصْرَةِ وَ عَلِّمْهُ السِّيَرَ وَ السُّنَنَ وَ سَدِّدْهُ فِي الْحُكْمِ وَ اعْزِلْ عَنْهُ الرِّيآءَ وَ خَلِّصْهُ مِنَ السُّمْعَةِ وَ اجْعَلْ فِكْرَهُ وَ ذِكْرَهُ وَ ظَعْنَهُ وَ إِقامَتَهُ فِيكَ وَ لَكَ

(۱۱) خدایا! ان کے دلوں کو امن واطمینان، ان کے اجسام کو قوت وتوانائی ان کے دلوں کو حیلہ وتدبیر سے محروم کردے اوران کے اعضاء وجوارح کو مجاہدین کے مقابلہ میں کمزور بنادے انھیں شیر دل افراد کے مقابلہ میں بزدل بنادے اوران پر ملائکہ کا وہ لشکر بھیج دے جو تیری طرف سے عذاب لے کر نازل ہوں جس طرح تو نے روز بدر کیا تھا اوراس طرح ان کی جڑوں کو کاٹ دے ان کی شوکت کا خاتمہ کردے اوران کے عدد میں افتراق پیدا کردے۔

(۱۲) خدایا! ان کے پانی میں وبا شامل کردے، ان کی غذا میں بیماریاں داخل کردے، ان کی زمینوں کو دھنسا دے، انھیں آسمانی پتھروں کا نشانہ بنادے، ان پر قحط سالی مسلط کردے اوران کی روزی کو ایسی زمین میں قرار دیدے جو بنجر ہو اورانھیں مستقل بھوک اور دردناک بیماری میں مبتلا کردے۔

(۱۳) پروردگار اور تیرے اہل مذہب میں سے جو مجاہد بھی ان ظالموں سے جہاد کرے یا تیری سنت کی پیروی کرنے والوں میں سے جو غازی بھی ان سے مقابلہ کرے تا کہ تیرا دین سربلند ہو اور تیرا گروہ غالب رہے اور تیرا حصہ مکمل طور سے مل جائے۔ تو اس کے مرحلہ جہاد کو آسان بنادینا اس کے امور کو مہیا کردینا اس کی کامیابی کی ذمہ داری لے لینا اس کے لئے بہترین اصحاب منتخب فرمادینا اس کے لئے بہترین سواری کا انتظام کردینا اس کو مکمل خرچ عطا فرمانا اسے نشاط جنگ سے سرفراز فرمانا اس کے لئے شوق وطن کی حرارت کو سرد بنادینا اورغم وحشت سے نجات دے دینا اہل واولاد کی یاد کو دل سے نکال دینا۔

(۱۴) اسے حسن نیت عطا فرمانا عافیت سے سرفراز فرمانا سلامتی کو ساتھ کردینا بزدلی سے محفوظ بنادینا جرأت کا الہام فرمانا زور وتوانائی مرحمت فرمانا اپنی نصرت سے اس کی تائید فرمانا ریاکاری کو اس سے دور کردے نام ونمود سے الگ کردے اوراس کے ذکر وفکر، سفر وحضر کو صرف اپنی راہ میں اوراپنی ذات کے لئے قرار دے دے جب اپنے اور تیرے دشمن کا سامنا کرے۔

(١٥)فَاءِ ذا صافَ عَدُوَّكَ وَ عَدُوَّهُ فَقَلِّلْهُمْ في عَيْنِهِ وَ صَغِّرْ شَأْنَهُمْ في قَلْبِهِ وَ أَدِلْ لَهُ مِنْهُمْ وَ لاتُدِلْهُم مِنْهُ فَإِنْ خَتَمْتَ لَهُ بِالسَّعادَةِ وَ قَضَيْتَ لَهُ بِالشَّهادَةِ فَبَعْدَ أن يَجْتاحَ عَدُوَّكَ بِالْقَتْلِ وَ بَعْدَ أن يَجْهَدَ بِهِمُ الأَسْرُ وَ بَعْدَ أن تَأمَنَ أَطْرافُ الْمُسْلِمينَ وَ بَعْدَ أن يُوَلِّيَ عَدُوُّكَ مُدْبِرينَ (١٦) اَللّهُمَّ وَ أَيُّما مُسْلِمٍ[٨] خَلَفَ غازِياً أوْ مُرابِطاً في دارِهِ أوْ تَعَهَّدَ خالِفيهِ في غَيْبَتِهِ أوْ أعانَهُ بِطائِفَةٍ مِنْ مالِهِ أوْ أمَدَّهُ بِعِتادٍ أوْ شَحَذَهُ عَلىٰ جِهادٍ أوْ أتْبَعَهُ في وَجْهِهِ دَعْوَةً أوْ رَعىٰ لَهُ مِن وَرائِهِ حُرْمَةً فَأْجِرْ لَهُ مِثْلَ أجْرِهِ وَزْناً بِوَزْنٍ وَ مِثْلاً بِمِثْلٍ وَ عَوِّضْهُ مِن فِعْلِهِ عِوَضاً حاضِراً يَتَعَجَّلُ بِهِ نَفْعَ ماقَدَّمَ وَ سُرُورَ ما أتىٰ بِهِ إلىٰ أن يَنْتَهِيَ بِهِ الْوَقْتُ إلىٰ ما أجْرَيْتَ لَهُ مِنْ فَضْلِكَ وَ أعْدَدتَّ لَهُ مِن كَرامَتِكَ (١٧) اَللّهُمَّ وَ أَيُّما مُسْلِمٍ أهَمَّهُ أمْرُ الإسْلامِ وَ أحْزَنَهُ تَحَزُّبُ أهْلِ الشِّرْكِ عَلَيْهِمْ فَنَوىٰ غَزْواً أوْ هَمَّ بِجِهادٍ فَقَعَدَ بِهِ ضَعْفٌ أوْ أبْطَأتْ بِهِ فاقَةٌ أوْ أخَّرَهُ عَنْهُ حادِثٌ أوْ عَرَضَ لَهُ دُونَ إرادَتِهِ مانِعٌ فَاكْتُبِ اسْمَهُ فِي الْعابِدينَ وَ أوْجِبْ لَهُ ثَوابَ الْمُجاهِدينَ وَاجْعَلْهُ في نِظامِ الشُّهَداءِ وَ الصّالِحينَ (١٨) اَللّهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ رَسُولِكَ وَ آلِ مُحَمَّدٍ صَلاةً عالِيَةً عَلَى الصَّلَواتِ مُشْرِفَةً فَوْقَ التَّحِيّاتِ صَلاةً لايَنْتَهي أمَدُها وَ لايَنْقَطِعُ عَدَدُها كَأَتَمِّ مامَضىٰ مِن صَلَواتِكَ عَلىٰ أحَدٍ مِنْ أوْلِيائِكَ إنَّكَ الْمَنّانُ الْحَميدُ الْمُبْدِئُ الْمُعيدُ الْفَعّالُ لِما تُريدُ.

(۱۵) تو دشمن کی تعداد کو اس کی نظر میں قلیل بنادے اور دشمن کی شان کو اس کے دل میں حقیر قرار دیدے، اسے دشمنوں پر تسلط دیدے اور دشمن اس پر غالب نہ آنے پائے اس کے بعد اگر انجام خوب ہو اور مقدر میں شہادت ہو تو یہ بھی اس وقت ہو جب دشمنوں کو مار مار کر کیفر کردار تک پہنچادے اور انھیں اسیری کی مشقت میں مبتلا کردے تا کہ مسلمین کے اطراف محفوظ ہو جائیں اور دشمن پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں۔ (۱۶) خدایا! اور جو مرد مسلمان کسی غازی یا سرحد کے سپاہی کے گھر کی ذمہ داری لے لے اور اس کے اہل خانہ کی نگہداشت کرے یا اپنے مال سے اس کی مدد کرے یا آلات جنگ سے اس کی کمک کرے یا اسے جہاد کا جوش دلائے یا اس کے حق میں اپنی دعاؤں کو ساتھ کردے یا پس غیبت اس کی حرمت کا تحفظ کرے تو اسے بھی اسی جیسا اجر عنایت فرمانا تا کہ دونوں کا وزن ایک جیسا ہو اور دونوں کا انداز ایک طرح کا ہو اور اسے اس کے اس عمل کا فوری معاوضہ عطا فرمانا تا کہ وہ اپنے عمل کا نفع اور اپنے اقدام کا سرور یہیں دیکھ لے قبل اس کے کہ زمانہ اسے اس منزل تک پہنچادے جہاں تو نے اس کے اجر کا سلسلہ جاری کیا ہے اور اس کے لئے اپنی کرامت کا انتظام کیا ہے۔

(۱۷) خدایا اور جس مسلمان کے دل میں اسلام کا درد ہو اور وہ اہل شرک کی گروہ بندی سے رنجیدہ ہو کر جہاد کا ارادہ کرے اور مقابلہ پر آمادہ ہو جائے لیکن کمزوری اسے بٹھادے یا فاقہ اسے روک دے یا کوئی حادثہ درمیان میں حائل ہو جائے اور اس کے ارادہ کی راہ میں کوئی مانع پیش آجائے تو اس کا نام بھی عبادت گذاروں میں لکھ دینا اور اسے بھی مجاہدین کا ثواب عطا فرمادینا اور شہداء وصالحین کی فہرست میں اس کا نام بھی درج کردینا۔ (۱۸) خدایا! حضرت محمدؐ پر رحمت نازل فرما جو تیرے بندہ اور رسول ہیں اور آل محمد پر بھی وہ صلوات نازل فرما جو تمام صلواتوں سے بلند تر اور تمام تجلیات میں سب سے نمایاں ہو۔ وہ صلوات جس کی مدت تمام نہ ہو اور جس کے عدد کا سلسلہ ختم نہ ہو، ایسی مکمل ترین صلوات جو تو نے ماضی میں کسی بھی ولی پر نازل کی ہے کہ جو بہترین احسان کرنے والا، قابل حمد، ایجاد کرنے والا، پلٹا کر واپس لانے والا اور اپنے ارادہ کے مطابق ہر عمل انجام دینے والا ہے۔

(٢٨) وَ كانَ مِنْ دُعائِهِ عَلَيْهِ السَّلامُ مُتفَزِّعاً إلَى اللهِ عَزَّوَجَلَّ

(١) اَللّٰهُمَّ إنّي أَخْلَصْتُ بِانْقِطاعي إلَيْكَ (٢) وَ أَقْبَلْتُ بِكُلّي عَلَيْكَ (٣) وَ صَرَفْتُ وَجْهي عَمَّن يَّحْتاجُ إلىٰ رَفْدِكَ (٤) وَ قَلَبْتُ مَسْأَلَتي عَمَّن لَّمْ يَسْتَغْنِ عَن فَضْلِكَ (٥) وَ رَأَيْتُ أَنَّ طَلَبَ الْمُحْتاجِ إلَى الْمُحْتاجِ سَفَهٌ مِّن رَّأيِهِ وَ ضَلَّةٌ مِّنْ عَقْلِهِ (٦) فَكَمْ قَدْ رَأَيْتُ يا إلٰهي مِنْ أُناسٍ طَلَبُوا الْعِزَّ بِغَيْرِكَ فَذَلُّوا وَّ رامُوا الثَّرْوَةَ مِن سِواكَ فَافْتَقَرُوا وَ حاوَلُوا الْإِرْتِفاعَ فَاتَّضَعُوا (٧) فَصَحَّ بِمُعايَنَةِ أَمْثالِهِمْ حازِمٌ وَّفَّقَهُ اعْتِبارُهُ وَ أَرْشَدَهُ إلىٰ طَريقِ صَوابِهِ اخْتِيارُهُ (٨) فَأَنْتَ يا مَوْلايَ دُونَ كُلِّ مَسْئُولٍ مَّوْضِعُ مَسْأَلَتي وَ دُونَ كُلِّ مَطْلُوبٍ إلَيْهِ وَلِيُّ حاجَتي (٩) أَنْتَ الْمَخْصُوصُ قَبْلَ كُلِّ مَدْعُوٍّ بِدَعْوَتي لايَشْرَكُكَ أَحَدٌ في رَجائي وَ لايَتَّفِقُ أَحَدٌ مَّعَكَ في دُعائي وَ لايَنْظِمُهُ وَ إيّاكَ نِدائي (١٠) لَكَ يا إلٰهي وَحْدانِيَّةُ الْعَدَدِ [١] وَ مَلَكَةُ الْقُدْرَةِ الصَّمَدِ وَ فَضيلَةُ الْحَوْلِ وَ الْقُوَّةِ وَ دَرَجَةُ الْعُلُوِّ وَ الرِّفْعَةِ (١١) وَ مَن سِواكَ مَرْحُومٌ في عُمْرِهِ مَغْلُوبٌ عَلىٰ أَمْرِهِ مَقْهُورٌ عَلىٰ شَأنِهِ مُخْتَلِفُ الْحالاتِ مُتَنَقِّلٌ فِي الصِّفاتِ (١٢) فَتَعالَيْتَ [٢] عَنِ الْأَشْباهِ وَ الْأَضْدادِ وَ تَكَبَّرْتَ عَنِ الْأَمْثالِ وَ الْأَنْدادِ فَسُبْحانَكَ لآ إلٰهَ إلاّ أَنْتَ.

۲۸۔ مالک کی بارگاہ میں فریاد کرتے وقت آپؑ کی دُعا

(۱) خدایا! مکمل اخلاص کے ساتھ تیری طرف آ رہا ہوں (۲) اور پورے وجود کے ساتھ تیری طرف متوجہ ہوں۔ (۳) میں نے اپنا رخ ان تمام لوگوں سے موڑ لیا ہے (۴) جو خود ہی تیری عطا کے محتاج ہیں اور اپنے سوال کو ان کی طرف سے ہٹا لیا ہے جو خود بھی تیرے فضل و کرم سے بے نیاز نہیں ہیں (۵) اور میں نے یہ اندازہ کر لیا ہے کہ محتاج کا محتاج سے مانگنا ایک فکر کی نادانی اور عقل کی گمراہی ہے (۶) میں نے بارہا دیکھا ہے کہ جن لوگوں نے تیرے غیر سے عزت کا تقاضا کیا ہے وہ ذلیل۔

(۷) اور جنھوں نے تیرے علاوہ کسی اور سے دولت کا سوال کیا ہے وہ حقیر ہو گئے ہیں انھوں نے بلند ہونا چاہا تھا لیکن پست ہو گئے تو ان سب کا انجام کار دیکھ کر وہ ہوش مند ہوش میں آ گیا جسے نگاہ عبرت نے توفیق فراہم کر دی اور اسے اس کے انتخاب نے سیدھا راستہ دکھلا دیا۔

(۸) اب تو ہی اے میرے مولا تمام مسئولوں سے ہٹ کر میرے سوالات کی منزل اور تمام مطلوبوں سے جدا ہو کر میری حاجتوں کا ذمہ دار ہے۔ (۹) ہر مدعو سے قطع نظر کر کے میں صرف تجھ سے دعا کر رہا ہوں اور اس امید میں تیرا کوئی دوسرا شریک نہیں ہے اور تیرے ساتھ کوئی دوسرا شریک دعوت نہیں ہے۔ اور نہ میں نے اپنی نداء میں تیرے ساتھ کسی اور کا نام رکھا ہے۔ (۱۰) میرے مالک عدد کی یکتائی بھی تیرے لئے ہے اور بے نیازی کی قدرت بھی تیری ہے۔ ساری قوت و طاقت اور درجات کی بلندی و رفعت سب تیرے لئے ہے۔ (۱۱) تیرے علاوہ جو بھی ہے وہ اپنی زندگی میں بھی تیرے رحم کا محتاج ہے اور اپنے معاملات میں بھی مغلوب ہے اور اپنی شان میں بھی تیرے زیر اقتدار ہے سب کے حالات بدلتے رہتے ہیں اور سب کے صفات میں تغیر ہوتا رہتا ہے۔ (۱۲) لیکن تو تمام امثال اور ضدوں سے بلند تر ہے اور تمام شبیہوں اور شریکوں سے بزرگ تر ہے تو پاک و بے نیاز ہے اور تیرے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے۔

(۲۹) وَ کانَ مِنْ دُعائِهِ عَلَيْهِ السَّلامُ إذا قُتِّرَ عَلَيْهِ الرِّزْقُ[۱]

(۱) اَللَّهُمَّ إنَّکَ ابْتَلَيْتَنا فِيٓ أَرْزاقِنا بِسُوٓءِ الظَّنِّ وَ فِي ءاجالِنا بِطُولِ الْأَمَلِ حَتّٰى الْتَمَسْنآ أَرْزاقَکَ مِنْ عِنْدِ الْمَرْزُوقِينَ وَ طَمِعْنا بِئامالِنا فِيٓ أَعْمارِ الْمُعَمَّرِينَ [۲](۲) فَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ ءالِهِ وَهَبْ لَنا يَقِيناً صادِقاً تَكْفِينا بِهِ مِن مَئُونَةِ الطَّلَبِ وَ أَلْهِمْنا ثِقَةً خالِصَةً تُعْفِينا بِها مِن شِدَّةِ النَّصَبِ (۳) وَاجْعَلْ ماصَرَّحْتَ بِهِ مِن عِدَتِکَ فِي وَحْيِکَ وَ أَتْبَعْتَهُ مِن قَسَمِکَ فِي كِتابِکَ قاطِعاً لاهْتِمامِنا بِالرِّزْقِ الَّذِي تَكَفَّلْتَ بِهِ وَحَسْماً لِلاشْتِغالِ بِماضَمِنْتَ الْكِفايَةَ لَهُ (۴) فَقُلْتَ وَ قَوْلُکَ الْحَقُّ الْأَصْدَقُ وَ أَقْسَمْتَ وَ قَسَمُکَ الْأَبَرُّ الْأَوْفىٰ ﴿وَ فِى السَّمآءِ رِزْقُكُمْ [۳]وَ ماتُوعَدُونَ﴾ (۵) ثُمَّ قُلْتَ ﴿فَوَ رَبِّ السَّمآءِ وَ الْأَرْضِ إنَّهُ لَحَقٌّ مِّثْلَ مآ أَنَّكُمْ تَنطِقُونَ﴾.



۲۹۔ تنگیٔ رزق کے لمحات کے لئے آپ کی دعا

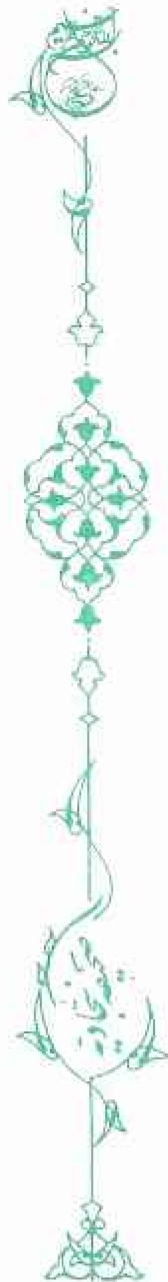
(۱) خدایا تو نے رزق کے سلسلہ میں ہمارا امتحان بدگمانی سے لیا ہے اور عمروں کے سلسلہ میں ہمارا امتحان دور دور از امیدوں سے لیا ہے یہاں تک کہ ہم محتاج رزق افراد سے اپنا رزق طلب کرنے لگے اور امیدوں کی خاطر لمبی عمروں کی لالچ کرنے لگے۔

(۲) لہٰذا اب تو محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور ہمیں رزق کا وہ یقین صادق عطا فرمادے جو ہمیشہ تلاش کی زحمت سے بچالے اور ایسے خالص اعتماد کا الہام فرمادے جس کی بنا پر شدت تعب سے معاف کردے (۳) اور جو تو نے اپنی وحی میں صریحی وعدہ کیا ہے اور اپنی کتاب میں اس کے بارے میں قسم بھی کھائی ہے۔ اسے رزق کے تمام افکار کو قطع کرنے کا وسیلہ بنادے کہ تو نے اس کی کفالت کی ہے اور ان چیزوں میں مشغول ہونے سے بچالے جن کے لئے کافی ہونے کا تو خود ذمہ دار ہے (۴) اور تو نے صاف کہہ دیا ہے اور تیرا قول حق وصداقت ہے اور تو نے قسم بھی کھائی ہے جب کہ تیری قسم سے زیادہ کسی کی قسم سچی نہیں ہے" آسمان میں تمہارا رزق بھی ہے اور وہ تمام چیزیں بھی ہیں جن کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے"۔ (۵) آسمان وزمین کے مالک کی قسم یہ اسی طرح برحق ہے جس طرح تم بول رہے ہو۔



(٣٠) وَ كانَ مِنْ دُعائِهِ عليه السلام في الْمَعُونَةِ عَلىٰ قَضاءِ الدَّيْنِ[١]

(١) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ ءالِه وَهَبْ لِيَ الْعافِيَةَ مِن دَيْنٍ تُخْلِقُ بِهِ وَجْهِي وَ يَحارُ فيهِ ذِهْني وَ يَتَشَعَّبُ لَهُ فِكْرِي وَ يَطُولُ بِمُمارَسَتِهِ شُغْلِي (٢) وَ أَعُوذُ بِكَ يا رَبِّ مِنْ هَمِّ الدَّينِ وَ فِكْرِهِ وَ شُغْلِ الدَّينِ وَ سَهَرِهِ فَصَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَ ءالِهِ وَ أَعِذْني مِنْهُ وَ أَسْتَجِيرُ بِكَ يا رَبِّ مِن ذِلَّتِهِ فِي الْحَياةِ وَ مِن تَبِعَتِهِ بَعْدَ الْوَفاةِ فَصَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَ ءالِهِ وَ أَجِرْنِي مِنْهُ بِوُسْعٍ فاضِلٍ أَوْ كَفافٍ واصِلٍ (٣) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ ءالِه وَاحْجُبْني عَنِ السَّرَفِ وَالْإِزْدِيادِ وَقَوِّمْني بِالْبَذْلِ وَ الْإِقْتِصادِ وَ عَلِّمْني حُسْنَ التَّقْدِيرِ[٢] وَ اقْبِضْني بِلُطْفِكَ عَنِ التَّبْذِيرِ وَ أَجْرِ مِنْ أَسْبابِ الْحَلالِ أَرْزاقِي وَ وَجِّهْ فِي أَبْوابِ الْبِرِّ إِنْفاقِي[٣] وَازْوِ عَنّي مِنَ الْمالِ ما يُحْدِثُ لي مَخِيلَةً أَوْ تَأَدِّياً إِلىٰ بَغْيٍ أَوْ ما أَتَعَقَّبُ مِنْهُ طُغْياناً (٤) اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيَّ صُحْبَةَ الْفُقَراءِ[٤] وَ أَعِنّي عَلىٰ صُحْبَتِهِم بِحُسْنِ الصَّبْرِ(٥) وَ ما زَوَيْتَ عَنّي مِن مَتاعِ الدُّنْيا الْفانِيَةِ فَاذْخَرْهُ لي في خَزائِنِكَ الْباقِيَةِ (٦) وَاجْعَلْ ما خَوَّلْتَني مِنْ حُطامِها وَ عَجَّلْتَ لي مِن مَتاعِها بُلْغَةً إِلىٰ جِوارِكَ[٥] وَ وُصْلَةً إِلىٰ قُرْبِكَ وَ ذَرِيعَةً إِلىٰ جَنَّتِكَ إِنَّكَ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ وَ أَنْتَ الْجَوادُ الْكَرِيمُ.



۳۰۔آپ کی دعا ادائے قرض پر طلب اعانت کے لئے

(۱) خدایا محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما اور مجھے اس قرض سے نجات دیدے جو میری آبرو کو مٹادے اور میرے ذہن کو پریشان کردے اور میری فکر کو منتشر کردے اور میں اس کی فکر میں ہمہ وقت مصروف رہوں۔

(۲) خدایا میں قرض کی فکر اور اس کے ہم و غم اور اس میں مشغول رہنے اور اس کے لئے بیدار رہنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔لہٰذا محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما اور مجھے اپنے وسیع فضل اور مسلسل رزق کے ذریعہ نجات دیدے۔

(۳) خدایا محمد و آل محمدؐ پر رحمت نازل فرما اور مجھے فضول خرچی اور زیادتی مصارف سے بچالے اور میانہ روی اور عطایا کے ذریعہ مجھے سیدھے راستہ پر لگادے مجھے صحیح اندازوں کی تعلیم دیدے اور اپنے لطف و رزق کو جاری فرمادے اور نیک راستوں کی طرف میرے اخراجات کا رخ موڑ دے اور اس مال کو مجھ سے دور کردے جو میرے اندر غرور پیدا کردے یا جس کے نتیجہ میں میں سرکش ہو جاؤں۔

(۴) خدایا میرے لئے فقیروں کی صحبت کو محبوب بنادے اور اس ہمنشینی پر حسن صبر سے میری امداد فرما (۵) اور جس فانی مال دنیا کو میری طرف سے دور کردیا ہے اسے اپنے باقی خزانوں میں ذخیرہ کردے۔

(۶) اور جو مال دنیا یہاں دیدیا ہے یا جس متاع دنیا کو عطا فرمادیا ہے اسے بھی اپنی بارگاہ تک پہنچنے کا سامان، اپنے قرب کا وسیلہ اور اپنی جنت کے حصول کا ذریعہ بنادے۔ بیشک تو صاحب فضل عظیم اور جواد و کریم ہے۔



(٣١) وَ كانَ مِنْ دُعائِهِ عَلَيْهِ السَّلامُ في ذِكْرِ التَّوْبَةِ وَ طَلَبِها

(١) اَللّٰهُمَّ يا مَنْ لَايَصِفُهُ نَعْتُ الْواصِفينَ (٢) وَ يا مَنْ لَايُجاوِزُهُ رَجآءُ الرّاجينَ (٣) وَ يا مَنْ لَايَضيعُ لَدَيْهِ أَجْرُ الْمُحْسِنينَ (۴) وَ يا مَنْ هُوَ مُنْتَهىٰ خَوْفِ الْعابِدينَ (۵) وَ يا مَنْ هُوَ غايَةُ خَشْيَةِ الْمُتَّقينَ (٦) هٰذا مَقامُ مَنْ تَداوَلَتْهُ أَيْدِي الذُّنُوبِ وَ قادَتْهُ أَزِمَّةُ الْخَطايا وَاسْتَحْوَذَ عَلَيْهِ الشَّيْطانُ فَقَصَّرَ عَمّآ أَمَرْتَ بِهِ تَفْريطاً وَّ تَعاطىٰ مانَهَيْتَ عَنْهُ تَغْريراً (٧) كَالْجاهِلِ بِقُدْرَتِكَ عَلَيْهِ أَوْ كَالْمُنْكِرِ فَضْلَ إِحْسانِكَ إِلَيْهِ حَتّىٰ إِذَا انْفَتَحَ لَهُ بَصَرُ الْهُدىٰ وَ تَقَشَّعَتْ عَنْهُ سَحآئِبُ الْعَمىٰ أَحْصىٰ ماظَلَمَ بِهِ نَفْسَهُ وَ فَكَّرَ فيما خالَفَ بِهِ رَبَّهُ فَرَأىٰ كَبيرَ عِصْيانِهِ كَبيراً وَ جَليلَ مُخالَفَتِهِ جَليلاً (٨) فَأَقْبَلَ نَحْوَكَ مُؤَمِّلاً لَّكَ مُسْتَحْيِياً مِنْكَ وَ وَجَّهَ رَغْبَتَهُ إِلَيْكَ ثِقَةً بِكَ فَأَمَّكَ بِطَمَعِهِ يَقيناً وَّ قَصَدَكَ بِخَوْفِهِ إِخْلاصاً قَدْ خَلا طَمَعُهُ مِنْ كُلِّ مَطْمُوعٍ فيهِ غَيْرِكَ وَ أَفْرَخَ رَوْعُهُ مِنْ كُلِّ مَحْذُورٍ مِّنْهُ سِوٰاكَ (٩) فَمَثَلَ بَيْنَ يَدَيْكَ مُتَضَرِّعاً وَّ غَمَّضَ بَصَرَهُ إِلَى الْأَرْضِ مُتَخَشِّعاً وَّ طَأْطَأَ رَأْسَهُ لِعِزَّتِكَ مُتَذَلِّلاً وَّ أَبَثَّكَ مِنْ سِرِّهِ مآ أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنْهُ خُضُوعاً وَّ عَدَّدَ مِنْ ذُنُوبِهِ مآ أَنْتَ أَحْصىٰ لَها خُشُوعاً وَاسْتَغاثَ بِكَ مِنْ عَظيمِ ماوَقَعَ بِهِ في عِلْمِكَ وَ قَبيحِ مافَضَحَهُ في حُكْمِكَ مِنْ ذُنُوبٍ أَدْبَرَتْ



۳۱۔ آپ کی دعا۔ ذکر توبہ اور طلب توبہ کے بارے میں

(۱) اے وہ پروردگار جس کی توصیف سے تمام توصیف کرنے والے قاصر ہیں (۲) اور جس کی بارگاہ سے امیدواروں کی امیدیں آگے نہیں جا سکتی ہیں (۳) اور جس کی جناب میں نیک کرداروں کا اجر ضائع نہیں ہوتا ہے (۴) اور جو عبادت گذاروں کے خوف کی آخری منزل ہے (۵) اور جو متقین کی خشیت کی حد آخر ہے۔ (۶) تیرے سامنے وہ کھڑا ہے جیسے گناہوں کے ہاتھوں نے کروٹیں بدلوائی ہیں اور خطاؤں کی زمام نے اسے کھینچ لیا ہے اور شیطان اس پر غالب آ گیا ہے جس کے نتیجہ میں تیرے اوامر کی تعمیل میں کوتاہی کی ہے اور جن چیزوں سے تو نے روکا تھا انھیں شیطان کے دھوکہ میں آ کر اختیار کر لیا ہے۔ (۷) جیسے وہ تیری قدرت کو جانتا ہی نہیں ہے یا تیرے فضل و احسان کا منکر ہو گیا ہے لیکن اب جب کہ ہدایت کی آنکھیں کھل گئیں اور گمراہی کے بادل چھٹ گئے تو اس نے ان موارد کا حساب کیا جہاں اپنے نفس پر ظلم کیا ہے اور اپنے رب کی مخالفت کی ہے تو دیکھا کہ گناہوں کا ایک بڑا حصہ گناہان کبیرہ کا ہے اور مخالفت کا ایک بڑا حصہ عظیم گناہوں کا ہے۔ (۸) تو اب وہ تیری طرف مڑ کر اس عالم میں آ گیا ہے کہ تجھ سے امید حال تیری طرف کر دیا ہے۔ کہ اسے تیرے کرم پر اعتبار ہے۔ اور اسی یقین کے ساتھ بخشش کی طمع کا رخ تیری طرف کر دیا ہے اور تیرے خوف کی بنا پر اخلاص کے ساتھ تیری طرف متوجہ ہو گیا ہے اس کی طمع ہر قابل طمع سے الگ ہو گئی ہے اور اس کا خوف ہر قابل خوف سے ختم ہو چکا ہے۔

(۹) وہ احساس ذلت کے ساتھ تیرے سامنے کھڑا ہے اور خشوع و خضوع کی بنا پر نگاہیں زمین کی طرف جھکائے ہوئے ہے اس نے تیری عزت کے سامنے ذلت کے ساتھ سر جھکا دیا ہے تیری بارگاہ میں اپنے وہ راز کھول رہا ہے جنھیں تو اس سے بہتر جانتا ہے اور خوف و ہراس کی بنا پر ان گناہوں کو شمار کر رہا ہے جن سے تو زیادہ باخبر ہے وہ اپنے ان گناہوں کا فریادی ہے جن میں گر پڑا ہے اور انھیں تو جانتا بھی

لَـذّاتُهـا فَذَهَبَتْ وَ أقامَت تَبِعاتُها فَلَزِمَتْ (١٠) لايُنْكِرُ يآ إلٰهِيَ عَدْلَكَ إنْ عـاقَبْتَـهُ وَ لايَسْتَعْظِـمُ عَفْوَكَ إنْ عَفَوْتَ عَنْهُ وَ رَحِمْتَهُ لِأنَّكَ الرَّبُّ الْكَريمُ الّذي لايَتَعاظَمُهُ غُفرانُ الذَّنْبِ الْعَظيمِ (١١) اَللّهُمَّ فَها أنَا ذا قَدْ جِئْتُكَ مُطيعاً لِأمْرِكَ فيما أمَرْتَ بِهِ مِنَ الدُّعآءِ مُتَنَجِّزاً وَعْدَكَ فيما وَعَدتَ بِهِ مِنَ الْإجابَةِ إذْ تَقولُ ﴿ادْعُوني أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ (١٢) اَللّهُمَّ فَصَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ الْقَني بِمَغْفِرَتِكَ كَما لَقيتُكَ بِإقْراري وَارْفَعْني عَن مَصارِعِ الذُّنوبِ كَما وَضَعْتُ لَكَ نَفْسي وَاسْتُرْني بِسِتْرِكَ كَما تَأنَّيْتَني عَنِ الْانْتِقامِ مِنّي (١٣) اَللّهُمَّ وَ ثَبِّتْ في طاعَتِكَ نِيَّتي وَأحْكِمْ في عِبادَتِكَ بَصيرَتي وَ وَفِّقْني مِنَ الْأعْمالِ لِما تَغْسِلُ بِهِ دَنَسَ الْخَطايا عَنّي وَ تَوَفَّني عَلىٰ مِلَّتِكَ وَ مِلَّةِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلامُ إذا تَوَفَّيْتَني (١٤) اَللّهُمَّ إنّي أتُوبُ إلَيْكَ في مَقامي هٰذا مِنْ كَبآئِرِ ذُنوبي وَ صَغآئِرِها وَ بَواطِنِ سَيِّئاتي وَ ظَواهِرِها وَ سَوالِفِ زَلّاتي وَحَوادِثِها تَوْبَةَ مَن لا يُحَدِّثُ نَفْسَهُ بِمَعْصِيَةٍ وَ لايُضْمِرُ أن يَعُودَ في خَطيئَةٍ (١٥) وَقَدْ قُلْتَ يآ إلٰهِيَ في مُحْكَمِ كِتابِكَ إنَّكَ تَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبادِكَ وَ تَعْفُو عَنِ السَّيِّئاتِ وَتُحِبُّ التَّوّابينَ فَاقْبَلْ تَوْبَتي كَما وَعَدتَ وَاعْفُ عَن سَيِّئاتي كَما ضَمِنْتَ وَ أوْجِبْ لي مَحَبَّتَكَ كَما شَرَطْتَ (١٦) وَ لَكَ يا رَبِّ شَرْطِيَ ألّآ أعُودَ في مَكْرُوهِكَ وَ ضَمانِيَ

ہے اوران برائیوں کی فریاد بھی لے کر آیا ہے تیرے فیصلہ کی بنا پر رسوا کن ہیں۔وہ گناہ جن کی لذت تمام ہو چکی ہے اور جن کے نتائج باقی رہ گئے ہیں۔(۱۰) خدایا اب اگر تو عذاب بھی کرے گا تو میں تیرے عدل کا انکار نہیں کر سکتا ہوں لیکن اگر تو معاف کردے گا تو یہ تیرے لئے کوئی بڑی بات بھی نہیں ہے اس لئے کہ تو وہ خدائے کریم ہے جس کے لئے بڑے گناہوں کا معاف کر دینا بھی کوئی بڑا کام نہیں ہے۔(۱۱) اب میں تیرے سامنے اس امر کی اطاعت کرتے ہوئے حاضر ہوا ہوں کہ تو نے دعا کا حکم دیا ہے۔اوراس وعدہ کی وفا کا طلبگار ہوں جو تو نے دعاؤں کی قبولیت کے بارے میں کیا ہے اور فرمایا ہے کہ تم دعا کرو میں قبول کروں گا۔

(۱۲) خدایا اب محمدؐ وآل محمدؐ پر رحمت نازل فرما اوراس طرح مغفرت کے ساتھ میرا سامنا کر جس طرح اقرار گناہ کے ساتھ میں نے تیرا سامنا کیا ہے اور مجھے گناہوں کی ہلاکت گاہوں سے اس طرح اٹھا لے جس طرح میں نے ذلت کے ساتھ اپنے کو تیرے سامنے گرا دیا ہے۔میرے عیوب پر اسی طرح پردہ ڈال دے جس طرح تو نے انتقام لینے میں صبر وتحمل سے کام لیا ہے۔

(۱۳) خدایا اپنی اطاعت میں میری نیت کو استحکام عطا فرما اور اپنی عبادت میں میری بصیرت کو مضبوط بنادے مجھے جب بھی دنیا سے اٹھانا تو اپنے دین اور اپنے نبی کے راستہ پر اٹھانا۔(۱۴) خدایا! میں اس وقت تجھ سے تمام گناہوں کی توبہ کر رہا ہوں چاہے وہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ چھپے ہوں یا نمایاں۔قدیم ہوں یا جدید اور یہ اس شخص کی توبہ ہے جو آئندہ معصیت کے بارے میں سوچتا بھی نہیں ہے اور اس کا دوبارہ غلطی کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔(۱۵) اور تو نے اپنی کتاب محکم میں فرمایا ہے کہ تو اپنے بندوں کی توبہ کو قبول کرتا ہے اوران کی برائیوں کو معاف کر دیتا ہے اور توبہ کرنے والوں سے محبت بھی کرتا ہے لہٰذا اب اپنے وعدہ کے مطابق میری توبہ کو قبول کرلے اوراپنی ضمانت کے مطابق میری برائیوں سے درگذر فرما اوراپنی قرارداد کے مطابق اپنی محبت کو میرے لئے لازم قرار دیدے(۱۶) اور میں بھی تجھ سے قرارداد کرتا ہوں کہ اب تیرے ناپسندیدہ اعمال نہیں کروں گا اور میں ضمانت دیتا ہوں کہ تیری نگاہ میں

أن لاّ أرْجِعَ فِي مَذْمُومِكَ وَ عَهْدِيَ أنْ أهْجُرَ جَمِيعَ مَعاصِيكَ (١٧)
اَللّهُمَّ إنَّكَ أعْلَمُ بِمٰا عَمِلْتُ فَاغْفِرْ لِي مٰاعَلِمْتَ وَاصْرِفْنِي بِقُدْرَتِكَ
إلىٰ مٰاأحْبَبْتَ (١٨) اَللّهُمَّ وَ عَلَيَّ تَبِعاتٌ قَدْ حَفِظْتُهُنَّ وَ تَبِعاتٌ قَدْ
نَسِيتُهُنَّ وَ كُلُّهُنَّ بِعَيْنِكَ الَّتِي لاتَنامُ وَ عِلْمِكَ الَّذِي لايَنْسىٰ فَعَوِّضْ
مِنْهآ أهْلَها وَاحْطُطْ عَنّي وِزْرَها وَ خَفِّفْ عَنّي ثِقْلَها وَ اعْصِمْني مِنْ أنْ
اُقارِفَ مِثْلَها (١٩) اَللّهُمَّ وَ إنَّهُ لاوَفآءَ لي بِالتَّوْبَةِ إلاّ بِعِصْمَتِكَ وَ
لااسْتِمْساكَ بي عَنِ الْخَطايا إلاّ عَنْ قُوَّتِكَ فَقَوِّني بِقُوَّةٍ كافِيَةٍ وَّ تَوَلَّني
بِعِصْمَةٍ مّانِعَةٍ (٢٠) اَللّهُمَّ أيُّما عَبْدٍ تابَ إلَيْكَ وَ هُوَ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ
عِنْدَكَ فاسِخٌ لِتَوْبَتِهِ وَ عائِدٌ في ذَنْبِهِ وَ خَطِيئَتِهِ فَإنّي أعُوذُ بِكَ أنْ أكُونَ
كَذٰلِكَ فَاجْعَلْ تَوْبَتِي هٰذِهِ تَوْبَةً لاّ أحْتاجُ بَعْدَها إلىٰ تَوْبَةٍ تَوْبَةً مُّوجِبَةً
لِّمَحْوِ مٰاسَلَفَ وَالسَّلامَةِ فِيما بَقِيَ (٢١) اَللّهُمَّ إنّي أعْتَذِرُ إلَيْكَ مِن
جَهْلِي وَ أسْتَوْهِبُكَ سُوءَ فِعْلِي فَاضْمُمْنِي إلىٰ كَنَفِ رَحْمَتِكَ تَطَوُّلاً
وَاسْتُرْني بِسِتْرِ عافِيَتِكَ تَفَضُّلاً (٢٢) اَللّهُمَّ وَ إنّي أتُوبُ إلَيْكَ مِن كُلِّ
مٰاخالَفَ إرادَتَكَ أوْ زالَ عَنْ مَّحَبَّتِكَ مِن خَطَراتِ قَلْبِي وَ لَحَظاتِ
عَيْنِي وَ حِكاياتِ لِسانِي تَوْبَةً تَسْلَمُ بِها كُلُّ جارِحَةٍ عَلىٰ حِيالِهٰا مِن
تَبِعاتِكَ وَ تَأمَنُ مِمّا يَخافُ الْمُعْتَدُونَ مِن ألِيمِ سَطَواتِكَ (٢٣) اَللّهُمَّ
فَارْحَمْ وَحْدَتِي بَيْنَ يَدَيْكَ وَ وَجِيبَ قَلْبِي مِنْ خَشْيَتِكَ وَ اضْطِرابَ

قابل مذمت اعمال کی طرف مڑ کر بھی نہیں دیکھوں گا اور یہ عہد کرتا ہوں کہ میں تمام گناہوں کو ترک کر دوں گا۔(۱۷) خدایا! تو میرے تمام گناہوں کو جانتا ہے لہٰذا اپنے علم کے مطابق سب کو معاف کر دے اور اپنی قدرت کاملہ سے مجھے اپنے محبوب اعمال کی طرف موڑ دے(۱۸) خدایا میرے ذمہ بعض وہ گناہ ہیں جو مجھے یاد ہیں اور بعض وہ ہیں جو مجھے یاد بھی نہیں ہیں لیکن سب تیری ان نگاہوں کے سامنے ہیں جو سوتی نہیں ہیں اور تیرے اس علم میں ہیں جس میں نسیان کا گذر نہیں ہے لہٰذا جن کا بھی کوئی حق ہے انھیں اس کا معاوضہ دے کر میرے بار کو ہلکا کر دے اور میرے بوجھ کی سنگینی کو گرا دے اور مجھے دوبارہ ایسے گناہ کرنے سے بچا لے۔

(۱۹) خدایا میں تو اس توبہ پر بھی قائم نہیں رہ سکتا ہوں جب تک تو حفاظت نہ کرے اور اپنے کو گناہوں سے روک بھی نہیں سکتا ہوں جب تک کہ تیری قوت شامل حال نہ ہو جائے لہٰذا خدایا مجھے اپنی قوت سے قوی بنا دے اور میری ذمہ داری اپنی روکنے والی حفاظت کے ساتھ لے لے۔(۲۰) خدایا اگر تیرے علم غیب میں کوئی بندہ ایسا ہے جو توبہ کر کے اسے توڑنے والا ہے اور دوبارہ گناہ وخطا کی طرف جانے والا ہے تو میں ایسا کرنے سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں لہٰذا میری توبہ جو گذشتہ گناہوں کو صاف کر دے اور آئندہ کے لئے گناہوں سے محفوظ بنا دے۔

(۲۱) خدایا میں تجھ سے اپنی جہالت کی معافی چاہتا ہوں اور اپنے برے اعمال کی بخشش کا طلبگار ہوں لہٰذا اپنے کرم سے مجھے رحمت کی پناہ گاہ میں جگہ دیدے اور اپنے فضل واحسان سے اپنی عافیت کے پردہ میں چھپا لے۔(۲۲) خدایا میں اپنے ان تمام اعمال سے توبہ کر رہا ہوں جو تیرے ارادہ کے خلاف تھے اور جنھوں نے تیری محبت کے راستے سے ہٹا دیا ہے چاہے وہ دل کے خیالات ہوں یا آنکھوں کے اشارے یا زبان کے کلمات۔ایسی توبہ جس کی بنا پر ہر عضو اپنی منزل پر تیرے عذاب سے محفوظ ہو جائے اور ان سزاؤں سے مطمئن ہو جائے جن سے سرکش لوگ خوفزدہ رہتے ہیں۔

(۲۳) خدایا اپنی بارگاہ میں میری تنہائی اور اپنے خوف سے میرے دل کے لرزہ اور اپنی ہیبت

أَرْكَانِي مِنْ هَيْبَتِكَ فَقَدْ أَقَامَتْنِي يَا رَبِّ ذُنُوبِي مَقَامَ الْخِزْيِ بِفِنَائِكَ فَإِنْ سَكَتُّ لَمْ يَنْطِقْ عَنِّي أَحَدٌ وَإِنْ شَفَعْتُ فَلَسْتُ بِأَهْلِ الشَّفَاعَةِ (٢٤) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ وَ شَفِّعْ فِي خَطَايَايَ كَرَمَكَ وَعُدْ عَلٰى سَيِّئَاتِي بِعَفْوِكَ وَ لَاتَجْزِنِي جَزَائِي مِنْ عُقُوبَتِكَ وَابْسُطْ عَلَيَّ طَوْلَكَ وَ جَلِّلْنِي بِسِتْرِكَ وَافْعَلْ بِي فِعْلَ عَزِيزٍ تَضَرَّعَ إِلَيْهِ عَبْدٌ ذَلِيلٌ فَرَحِمَهُ أَوْ غَنِيٍّ تَعَرَّضَ لَهُ عَبْدٌ فَقِيرٌ فَنَعَشَهُ (٢٥) اَللّٰهُمَّ لَاخَفِيرَ لِي مِنْكَ فَلْيَخْفُرْنِي عِزُّكَ وَ لَاشَفِيعَ لِيَ إِلَيْكَ فَلْيَشْفَعْ لِي فَضْلُكَ وَ قَدْ أَوْجَلَتْنِي خَطَايَايَ فَلْيُؤْمِنِّي عَفْوُكَ (٢٦) فَمَا كُلُّ مَانَطَقْتُ بِهِ عَنْ جَهْلٍ مِّنِّي بِسُوءِ أَثَرِي وَ لَانِسْيَانٍ لِّمَاسَبَقَ مِنْ ذَمِيمِ فِعْلِي لٰكِنْ لِّتَسْمَعَ سَمَاؤُكَ وَ مَنْ فِيهَا وَ أَرْضُكَ وَ مَنْ عَلَيْهَا مَا أَظْهَرْتُ لَكَ مِنَ النَّدَمِ وَلَجَأْتُ إِلَيْكَ فِيهِ مِنَ التَّوْبَةِ (٢٧) فَلَعَلَّ بَعْضَهُمْ بِرَحْمَتِكَ يَرْحَمُنِي لِسُوءِ مَوْقِفِيَ أَوْ تُدْرِكُهُ الرِّقَّةُ عَلَيَّ لِسُوءِ حَالِي فَيَنَالَنِي مِنْهُ بِدَعْوَةٍ هِيَ أَسْمَعُ لَدَيْكَ مِنْ دُعَائِيَ أَوْ شَفَاعَةٍ أَوْكَدُ عِنْدَكَ مِنْ شَفَاعَتِي تَكُونُ بِهَا نَجَاتِي مِنْ غَضَبِكَ وَ فَوْزَتِي بِرِضَاكَ (٢٨) اَللّٰهُمَّ إِنْ يَّكُنِ النَّدَمُ تَوْبَةً إِلَيْكَ فَأَنَا أَنْدَمُ النَّادِمِينَ وَ إِنْ يَّكُنِ التَّرْكُ لِمَعْصِيَتِكَ إِنَابَةً فَأَنَا أَوَّلُ الْمُنِيبِينَ وَ إِنْ يَّكُنِ الْاِسْتِغْفَارُ حِطَّةً لِلذُّنُوبِ فَإِنِّي لَكَ مِنَ الْمُسْتَغْفِرِينَ (٢٩) اَللّٰهُمَّ فَكَمَا أَمَرْتَ بِالتَّوْبَةِ وَ ضَمِنْتَ الْقَبُولَ وَحَثَثْتَ عَلَى الدُّعَاءِ وَ وَعَدْتَ الْإِجَابَةَ

سے میرے اعضاء و جوارح کی تھرتھری پر رحم فرما کہ گناہوں نے مجھے تیری جناب میں مقام ذلت میں لاکر کھڑا کردیا ہے۔ اور اب صورت حال یہ ہے کہ میں چپ رہوں تو میری طرف سے کوئی بولنے والا نہیں ہے اور سفارش کرنا چاہوں تو میں اہل شفاعت بھی نہیں ہوں۔

(۲۴) لہٰذا خدایا محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما اور میرے گناہوں کے بارے میں اپنے کرم کو شفیع بنادے اور میری برائیوں کی طرف اپنی معافی کا رخ موڑ دے۔ مجھے اپنے عذاب کی سزا نہ دینا اور مجھ پر اپنے دامن کرم کو پھیلا دینا اور مجھے اپنی چادر رحمت میں چھپا لینا اور میرے ساتھ اس صاحب عزت جیسا برتاؤ کرنا جس کے سامنے بندۂ ذلیل فریاد کرے تو اسے رحم آجائے اور اس غنی جیسا سلوک کرنا جس کے سامنے بندۂ فقیر کھڑا ہو جائے تو وہ اسے اوپر اٹھا لے۔

(۲۵) خدایا میرا کوئی محافظ نہیں ہے تو اب تیری عزت ہی محافظ بن جائے اور میرا کوئی شفیع نہیں ہے تو تیرا فضل ہی شفاعت کرے۔ مجھے خطاؤں نے خوفزدہ کردیا ہے تو تیری معافی ہی اطمینان قلب عطا فرمادے۔ (۲۶) میں جانتا ہوں کہ میری تمام لغو باتیں اس بنا پر نہیں تھیں کہ میں ان کے بدترین انجام سے باخبر نہیں تھا یا تمام غلطیاں اس لئے نہیں تھیں کہ میں گذشتہ قابل مذمت اعمال کو بھول گیا تھا۔ بلکہ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ آسمان اور اہل آسمان اور زمین اور ان کے رہنے والے اس ندامت کو سن لیں جس کا میں اظہار کر رہا ہوں اور اس توبہ سے باخبر ہو جائیں جس کی میں نے پناہ لی ہے۔ (۲۷) شاید تیری رحمت کی بنا پر کسی کو میرے بدترین موقف پر رحم آجائے اور کسی کے دل میں میری بدحالی کو دیکھ کر نرمی پیدا ہو جائے اور وہ میرے حق میں کوئی ایسی دعا کردے جو تیری بارگاہ میں زیادہ قابل سماعت ہو اور ایسی سفارش کردے جو زیادہ باثر ہو اور اس کے ذریعہ مجھے تیرے غضب سے نجات مل جائے اور تیری رضا حاصل ہو جائے۔

(۲۸) خدایا اگر شرمندگی ہی کا نام توبہ ہے تو میں سب سے زیادہ شرمندہ ہوں اور اگر گناہوں کے چھوڑ دینے کا نام تیری طرف توجہ ہے تو میں تیری بارگاہ کی طرف سراپا متوجہ ہوں اور اگر استغفار گناہوں کو گرا سکتا ہے تو میں استغفار کرنے والوں میں شامل ہوں۔

فَصَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَ ءَالِه وَاقْبَلْ تَوْبَتي وَ لاتَرْجِعْني مَرْجِعَ الْخَيْبَةِ مِن رَّحْمَتِكَ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوابُ عَلَى الْمُذْنِبِينَ وَ الرَّحيمُ لِلْخاطِئِينَ الْمُنيبِينَ (٣٠) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ ءَالِه كَما هَدَيْتَنا بِه وَصَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ ءَالِه كَما اسْتَنْقَذْتَنا بِهِ وَ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ صَلاةً تَشْفَعُ لَنا يَوْمَ الْقِيامَةِ وَ يَوْمَ الْفاقَةِ إِلَيْكَ إِنَّكَ عَلىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَديرٌ وَ هُوَ عَلَيْكَ يَسيرٌ.





(۲۹) پروردگار جس طرح تو نے توبہ کا حکم دے کر قبولیت کی ضمانت لی ہے اور دعا پر آمادہ کر کے استجابت کا وعدہ کیا ہے اب محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما اور میری توبہ کو قبول کرے اور مجھے اپنی رحمت سے مایوسی کی منزل کی طرف نہ پلٹا دینا۔ کہ یقیناً تو گناہگاروں کی توبہ قبول کرنے والا اور خطا کاروں پر مہربانی کرنے والا ہے۔

(۳۰) خدایا محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے ان کے ذریعہ مجھے ہلاکت سے بچالیا ہے۔ اور ان پر ایسی رحمت نازل فرما جو روز قیامت اور منزل فقر و احتیاج میں میری سفارش کر سکے۔ کہ تو ہر شے پر قادر ہے اور تیرے لئے یہ کام بہت آسان ہے۔



(۳۲) وَ كانَ مِنْ دُعائِهِ عَلَيْهِ السَّلامُ بَعْدَ الْفَراغِ مِنْ صَلاةِ اللَّيْلِ لِنَفْسِهِ فِي الاِعْتِرافِ بِالذَّنْبِ

(۱) اَللّهُمَّ يا ذَا الْمُلْكِ الْمُتَأَبِّدِ بِالْخُلُودِ (۲) وَ السُّلْطانِ الْمُمْتَنِعِ بِغَيْرِ جُنُودٍ وَ لاَ أعوانٍ (۳) وَالْعِزِّ الْباقِي عَلىٰ مَرِّ الدُّهورِ وَ خَوالِي الْأَعوامِ وَ مَواضِي الْأَزمانِ وَ الْأَيّامِ (۴) عَزَّ سُلْطانُكَ عِزّاً لا حَدَّ لَهُ بِأَوَّلِيَّةٍ وَّ لامُنْتَهىٰ لَهُ بِآخِرِيَّةٍ (۵) وَاسْتَعلىٰ مُلْكُكَ عُلُوّاً سَقَطَتِ الْأَشْياءُ دُونَ بُلوغِ أَمَدِهِ (۶) وَ لايَبْلُغُ أَدْنىٰ مَااسْتَأْثَرْتَ بِهِ مِن ذلِكَ أَقْصىٰ نَعْتِ النّاعِتِينَ (۷) ضَلَّتْ فِيكَ الصِّفاتُ وَ تَفَسَّخَت دُونَكَ النُّعُوتُ وَ حارَتْ فِي كِبْرِيائِكَ لَطائِفُ الْأَوْهامِ (۸) كَذٰلِكَ أَنْتَ اللّهُ الاَوَّلُ فِي أَوَّلِيَّتِكَ وَ عَلىٰ ذٰلِكَ أَنْتَ دائِمٌ لاتَزُولُ (۹) وَ أَنَا الْعَبْدُ الضَّعِيفُ عَمَلاً الْجَسِيمُ أَمَلاً خَرَجَتْ مِن يَّدَيَّ أَسْبابُ الْوُصُلاتِ إِلّا ماوَصَلَهُ رَحْمَتُكَ وَ تَقَطَّعَتْ عَنّي عِصَمُ الْآمالِ إِلّا ما أَنَا مُعْتَصِمٌ بِهِ مِنْ عَفْوِكَ (۱۰) قَلَّ عِنْدِي ما أَعْتَدُّ بِهِ مِنْ طاعَتِكَ وَ كَثُرَ عَلَيَّ ما أَبُوءُ بِهِ مِن مَّعْصِيَتِكَ وَ لَن يَّضِيقَ عَلَيْكَ عَفْوٌ عَنْ عَبْدِكَ و إن أساءَ فَاعْفُ عَنّي (۱۱) اَللّهُمَّ وَ قَدْ أَشْرَفَ عَلىٰ خَفايَا الْأَعْمالِ عِلْمُكَ وَانْكَشَفَ



۳۲۔نماز شب سے فارغ ہونے بعد اعتراف خطا کی منزل میں

(۱) اے وہ پروردگار جس کا مالک ہمیشگی کے ساتھ ابدیت رکھنے والا (۲) اور جس کی سلطنت بغیر کسی لشکر اور مددگار کے محفوظ ہے (۳) زمانوں کے بدلتے رہنے، برسوں کے بیت جانے، ایام وازمنہ کے گذر جانے کے باوجود اس کی عزت باقی رہنے والی ہے (۴) تیری سلطنت اس قدر عزیز ہے کہ اس کی عزت کی نہ کوئی ابتدا ہے اور نہ انتہا۔

(۵) اور تیرا ملک اس قدر بلند ہے کہ تمام اشیاء اس کی انتہاء تک پہنچنے سے پہلے ہی گر جاتی ہیں۔(۶) اور جن کمالات کو تو نے اپنی ذات کے لئے مخصوص کیا ہے ان کی ادنی منزل تک بھی تعریف کرنے والوں کی تعریف کی آخری منزل نہیں پہنچ سکتی ہے (۷) سارے صفات تیری بارگاہ میں گم ہو گئے ہیں اور تمام تعریفیں تیری جناب میں بکھر گئی ہیں (۸) اور دقیق ترین تصورات بھی اپنی اولیت کے اعتبار سے اول ہے اور ایسا ہی ہمیشہ رہنے والا ہے۔

(۹) میں تیرا وہ بندہ ہوں جس کے اعمال ضعیف اور جس کی آرزوئیں عظیم ہیں۔ میرے ہاتھ سے تعلقات کے تمام اسباب نکل گئے ہیں علاوہ اس رشتہ کے جسے تیری رحمت نے قائم کیا ہے اور امیدوں کے تمام رشتے قطع ہو گئے ہیں علاوہ اس معافی کے رشتہ کے جس کی پناہ میں میں زندگی گذار رہا ہوں وہ بہت زیادہ ہیں۔

(۱۰) لیکن یہ طے ہے کہ بندہ کسی قدر بھی بدکردار کیوں نہ ہو جائے تیرے پاس معافی کی تنگی دامن نہیں لہٰذا مجھے معاف کر سکتا ہے۔

(۱۱) خدایا تیرا علم میرے مخفی اعمال پر بھی نگاہ رکھتا ہے اور تیری اطلاع کے سامنے ہر پوشیدہ عمل واضح ہے دقیق ترین چیز بھی تجھ سے پوشیدہ نہیں ہے اور غیبی اسرار بھی تیرے علم سے دور نہیں ہے۔

كُلُّ مَسْتُورٍ دُونَ خُبْرِكَ و لاتَنْطَوِي عَنْكَ دَقآئِقُ الأُمُورِ وَ لاتَعْزُبُ عَنْكَ غَيِّباتُ السَّرآئِرِ (١٢) وَ قَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَيَّ عَدُوُّكَ الَّذِي اسْتَنْظَرَكَ لِغَوايَتِي فَأَنْظَرْتَهُ وَاسْتَمْهَلَكَ إلى يَوْمِ الدِّينِ لِإضْلالِي فَأَمْهَلْتَهُ (١٣) فَأَوْقَعَنِي وَ قَدْ هَرَبْتُ إِلَيْكَ مِن صَغائِرِ ذُنوبٍ مُوبِقَةٍ وَ كَبآئِرِ أعْمالٍ مُرْدِيَةٍ حَتَّىٰ إذا قارَفْتُ مَعْصِيَتَكَ وَاسْتَوْجَبْتُ بِسُوْءِ سَعْيِي سَخْطَتَكَ فَتَلَ عَنّي عِذارَ غَدْرِهِ وَ تَلَقّانِي بِكَلِمَةِ كُفْرِهِ وَ تَوَلَّى الْبَرآءَةَ مِنّي وَ أَدْبَرَ مُوَلِّياً عَنّي فَاصْحَرَنِي لِغَضَبِكَ فَرِيداً وَ أَخْرَجَنِي إلىٰ فِنآءِ نَقِمَتِكَ طَرِيداً (١٤) لاشَفِيعٌ لِيَ إلَيْكَ وَ لاخَفِيرٌ يُؤْمِنُنِي عَلَيْكَ وَ لاحِصْنٌ يَحْجُبُنِي عَنْكَ وَ لامَلاذٌ أَلْجَأُ إلَيْهِ مِنْكَ (١٥) فَهٰذا مَقامُ الْعآئِذِ بِكَ وَ مَحَلُّ الْمُعْتَرِفِ لَكَ فَلايَضِيقَنَّ عَنّي فَضْلُكَ وَ لايَقْصُرَنَّ دُونِي عَفْوُكَ وَ لآ أَكُنْ أَخْيَبَ عِبادِكَ التّآئِبِينَ وَ لآ أَقْنَطَ وُفُودِكَ الآمِلِينَ وَ اغْفِرْ لِيَ إنَّكَ خَيْرُ الْغافِرِينَ (١٦) اَللّٰهُمَّ إنَّكَ أَمَرْتَنِي فَتَرَكْتُ وَ نَهَيْتَنِي فَرَكِبْتُ وَ سَوَّلَ لِيَ الْخَطآءَ خاطِرُ السُّوْءِ فَفَرَّطْتُ (١٧) وَ لآ أَسْتَشْهِدُ عَلىٰ صِيامِي نَهاراً وَّ لآأَسْتَجِيرُ بِتَهَجُّدِي لَيْلاً وَّ لاتُثْنِي عَلَيَّ بِإحْيآئِها سُنَّةٌ حاشا فُرُوضِكَ الَّتِي مَنْ ضَيَّعَها هَلَكَ (١٨) وَ لَسْتُ أَتَوَسَّلُ إلَيْكَ بِفَضْلِ نافِلَةٍ مَّعَ كَثِيرِ ماأَغْفَلْتُ مِن وَّظآئِفِ فُرُوضِكَ وَ تَعَدَّيْتُ عَنْ مَّقاماتِ حُدُودِكَ إلىٰ حُرُماتٍ انْتَهَكْتُها وَ

(۱۲) میرے اوپر تیرے اس دشمن کا غلبہ ہوگیا ہے جس نے تجھ سے مجھے گمراہ کرنے کی مہلت مانگی تھی تو تو نے دیدی اور مجھے بہکانے کے لئے قیامت تک کا وقت مانگا تو تو نے اسے آزاد چھوڑ دیا (۱۳) اور اب اس نے مجھے گمراہی میں ڈال دیا جب کہ میں اپنے مہلک گناہان صغیرہ اور تباہ کن گناہان کبیرہ سے بھاگ کر تیری بارگاہ میں آ رہا تھا حالت یہ ہے کہ جب میں نے تیری کوئی نافرمانی کی اور برے اعمال کی بنا پر تیری ناراضگی کا حقدار ہوگیا تو اس نے اپنے حیلہ کی باگ موڑ دی اور چل دیا اور مجھے کلمہ کفر میں مبتلا کر کے مجھ سے برائت کا اعلان کر دیا۔ اور پیٹھ پھیر کر روانہ ہوگیا مجھے تیرے غضب کے صحرا میں اکیلا چھوڑ دیا اور تیرے عذاب کے میدان تک ہنکا دیا۔

(۱۴) کہ اب نہ کوئی شفیع ہے جو سفارش کر سکے اور نہ کوئی محافظ ہے جو امن وامان کا انتظام کر سکے اور نہ کوئی قلعہ ہے جو اپنے اندر چھپا سکے اور نہ کوئی پناہ گاہ ہے جس کی پناہ لی جا سکے (۱۵) اب تیرے سامنے وہ شخص کھڑا ہے جو تیری پناہ کا طلبگار ہے اور اپنے گناہوں کا اقرار کر رہا ہے لہٰذا تیرے فضل میں تنگی نہ ہونے پائے اور تیری معافی میں کمی نہ آنے پائے میں تیرے ان بندوں میں نہ ہو جاؤں جو توبہ کر کے بھی ناکام ہو جاتے ہیں اور ان امیدواروں میں نہ شامل ہو جاؤں جو مایوس ہو جاتے ہیں میرے گناہوں کو بخش دے کہ تو بہترین بخشنے والا ہے۔

(۱۶) خدایا تو نے جس بات کا حکم دیا اسے میں نے چھوڑ دیا اور جس چیز سے منع کیا اس کا مرتکب ہوگیا اور برے خیالات نے خطاؤں کو سنوار دیا تو میں نے کوتاہی سے کام لیا (۱۷) میں نہ اپنے دنوں کے لئے روزوں کو گواہ قرار دے رہا ہوں اور نہ راتوں کی شب بیداری کی پناہ لے رہا ہوں اور نہ کوئی سنت حسنہ اپنے کو زندہ کرنے کی تعریف کر سکتی ہے علاوہ ان فرائض کے جن کو سنت حسنہ اپنے کو زندہ کرنے کی تعریف کر سکتی ہے علاوہ ان فرائض کے جن کو ضائع کرنے والا ہلاک ہو جاتا ہے۔

(۱۸) میں تو کسی مستحب عمل کو بھی وسیلہ نہیں قرار دے سکتا ہوں جب کہ بہت سے واجبات وفرائض میں غفلت برت چکا ہوں اور تیرے مقرر کیے ہوئے حدود سے تجاوز کر چکا ہوں کچھ حرمتوں کو

كَبآئِرِ ذُنُوبٍ اجْتَرَحْتُها كانَتْ عافِيَتُكَ لي مِن فَضآئِحِها سِتْراً (١٩) وَّ
هٰذا مَقامُ مَنِ اسْتَحْيا لِنَفْسِهِ مِنْكَ وَ سَخِطَ عَلَيْها وَ رَضِيَ عَنْكَ
فَتَلَقّاكَ بِنَفْسٍ خاشِعَةٍ وَّ رَقَبَةٍ خاضِعَةٍ وَّ ظَهْرٍ مُّثْقَلٍ مِّنَ الْخَطايا واقِفاً بَيْنَ
الرَّغْبَةِ إِلَيْكَ وَ الرَّهْبَةِ مِنْكَ (٢٠) وَ أَنْتَ أَوْلىٰ مَن رَّجاهُ وَ أَحَقُّ مَنْ
خَشِيَهُ وَ اتَّقاهُ فَأَعْطِني يا رَبِّ مارَجَوْتُ وَ ءَامِنّي ماحَذِرْتُ وَعُدْ عَلَيَّ
بِعآئِدَةِ رَحْمَتِكَ إِنَّكَ أَكْرَمُ الْمَسْئُولِينَ (٢١) اَللّٰهُمَّ وَ إِذْ سَتَرْتَنِي
بِعَفْوِكَ وَ تَغَمَّدْتَنِي بِفَضْلِكَ فِي دارِ الْفَنآءِ بِحَضْرَةِ الْأَكْفاءِ فَأَجِرْنِي
مِنْ فَضيحاتِ دارِ الْبَقآءِ عِنْدَ مَواقِفِ الْأَشْهادِ مِنَ الْمَلآئِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَ
الرُّسُلِ الْمُكَرَّمِينَ وَ الشُّهَدآءِ وَ الصّالِحِينَ مِن جارٍ كُنْتُ أُكاتِمُهُ سَيِّئاتِي
وَ مِن ذِي رَحِمٍ كُنْتُ أَحْتَشِمُ مِنْهُ فِي سَرِيراتِي (٢٢) لَمْ أَثِقْ بِهِمْ رَبِّ فِي
السَّتْرِ عَلَيَّ وَ وَثِقْتُ بِكَ رَبِّ فِي الْمَغْفِرَةِ لِي وَ أَنْتَ أَوْلىٰ مَن وُّثِقَ بِهِ وَ
أَعْطىٰ مَن رُّغِبَ إِلَيْهِ وَ أَرْأَفُ مَنِ اسْتُرْحِمَ فَارْحَمْنِي (٢٣) اَللّٰهُمَّ وَ أَنْتَ
حَدَرْتَنِي مآءً مَّهِيناً مِّن صُلْبٍ مُّتَضآئِقِ الْعِظامِ حَرِجِ الْمَسالِكِ إِلىٰ رَحِمٍ
ضَيِّقَةٍ سَتَرْتَها بِالْحُجُبِ تُصَرِّفُنِي حالاً عَنْ حالٍ حَتّىٰ انْتَهَيْتَ بِيَ إِلىٰ
تَمامِ الصُّورَةِ وَ أَثْبَتَّ فِيَّ الْجَوارِحَ كَما نَعَتَّ فِي كِتابِكَ نُطْفَةً ثُمَّ عَلَقَةً
ثُمَّ مُضْغَةً ثُمَّ عَظْماً ثُمَّ كَسَوْتَ الْعِظامَ لَحْماً ثُمَّ أَنْشَأْتَنِي خَلْقاً ءاخَرَ كَما
شِئْتَ (٢٤) حَتّىٰ إِذَا احْتَجْتُ إِلىٰ رِزْقِكَ وَ لَمْ أَسْتَغْنِ



برباد کیا اور کچھ گناہان کبیرہ کا مرتکب ہو گیا لیکن تیری عافیت نے ان کی رسوائی سے پردہ پوشی کرلی۔

(۱۹) خدایا یہ اس شخص کی منزل ہے جو اپنے نفس کے بارے میں تجھ سے شرمندہ ہے اور اس سے ناراض ہو کر تجھ سے خوش بھی ہے اور اب تیرے سامنے اس نفس کے ساتھ آیا ہے جو خاشع ہے اور اس گردن کے ساتھ حاضر ہوا ہے جو خاضع ہے اور اس پشت کے ساتھ جس پر خطاؤں کا بوجھ ہے اس کی منزل خوف اور امید کے درمیان ہے۔ (۲۰) اور تو اس کی امیدوں کے لئے سب سے زیادہ اولی اور اس کے خوف وخشیت کے لئے سب سے زیادہ حقدار ہے لہٰذا مجھے وہ شے عنایت فرمادے جس کا میں امیدوار ہوں اور اس سے بچالے جس سے خوفزدہ ہوں اور اپنی رحمت کے انعامات سے نواز دے کہ تو ان سب سے زیادہ کریم ہے جن سے سوال کیا جاتا ہے۔

(۲۱) خدایا جب تو نے اپنی معافی سے پردہ پوشی کردی ہے اور اپنے فضل سے اس فنا کے گھر میں ساتھیوں کے سامنے ڈھانپ لیا ہے تو اب دارالبقاء میں بھی تمام ملائکہ مقربین اور مرسلین معصومین اور شہداء وصالحین کے سامنے رسوائی سے بچالینا۔ اس پڑوسی کے حضور جس سے میں اپنی برائیوں کو چھپایا کرتا تھا اور اس قرابتدار کے سامنے جس سے میں اپنے مخفی معاملات میں شرماتا تھا۔ (۲۲) میں نے اس پردہ پوشی میں کسی پر بھروسہ نہیں کیا لیکن خدایا تیری مغفرت پر بھروسہ کیا ہے اور تو سب سے زیادہ بھروسہ کے قابل اور تمام ان لوگوں سے زیادہ عطا کرنے والا ہے جن کی طرف رغبت کی جاتی ہے ہو اور ان سب سے زیادہ مہربان ہے جن سے مہربانی طلب کی جاتی ہے لہٰذا مجھ پر رحم فرما۔

(۲۳) اے خدا کہ تو نے صلب کی ہڈیوں کے تنگ راستوں اور رحم مادر کی تنگ نالیوں سے ایک حقیر نطفہ کی شکل میں گذارا ہے۔ تو نے مختلف حجابات سے میری پردہ پوشی کی ہے اور مختلف حالات میں مجھے کروٹیں بدلوائی ہیں یہاں تک کہ جب میری صورت مکمل ہو گئی اور تو نے میرے اعضاء وجوارح کو مستحکم بنادیا جس طرح تو نے اپنی کتاب میں توصیف کی ہے کہ نطفہ سے علقہ بنا، اس کے بعد مضغہ بنا پھر ہڈیاں پیدا ہوئیں۔ (۲۴) پھر جب مجھے تیرے رزق کی ضرورت پڑی اور میں تیرے باران کرم سے بے

عَنْ غِياثِ فَضْلِكَ جَعَلْتَ لي قُوتاً مِّن فَضْلِ طَعامٍ وَّ شَرابٍ أَجْرَيْتَهُ لِأَمَتِكَ الَّتِي أَسْكَنْتَني جَوْفَها وَ أَوْدَعْتَني قَرارَ رَحِمِها (٢٥) وَلَوْ تَكِلُني يا رَبِّ في تِلْكَ الْحالاتِ إِلىٰ حَوْلي أَوْ تَضْطَرُّني إِلىٰ قُوَّتي لَكانَ الْحَوْلُ عَنّي مُعْتَزِلاً وَّ لَكانَتِ الْقُوَّةُ مِنّي بَعيدَةً (٢٦) فَغَذَوْتَني بِفَضْلِكَ غِذآءَ الْبَرِّ اللَّطيفِ تَفْعَلُ ذٰلِكَ بي تَطَوُّلاً عَلَيَّ إِلىٰ غايَتي هٰذِهِ لآأَعْدَمُ بِرَّكَ وَ لايُبْطِيءُ بي حُسْنُ صَنيعِكَ وَ لا تَتأَكَّدُ مَعَ ذٰلِكَ ثِقَتي فَأَتَفَرَّغَ لِما هُوَ أَحْظىٰ لي عِنْدَكَ (٢٧) قَدْ مَلَكَ الشَّيْطانُ عِناني في سُوْءِ الظَّنِّ وَ ضَعْفِ الْيَقينِ فَأَنَآ أَشْكُو سُوْءَ مُجاوَرَتِهِ لي وَ طاعَةَ نَفْسي لَهُ وَ أَسْتَعْصِمُكَ مِن مَّلَكَتِهِ وَ أَتَضَرَّعُ إِلَيْكَ في صَرْفِ كَيْدِهِ عَنّي (٢٨) وَ أَسْأَلُكَ في أَن تُسَهِّلَ إِلىٰ رِزْقي سَبيلاً فَلَكَ الْحَمْدُ عَلَى ابْتِدآئِكَ بِالنِّعَمِ الْجِسامِ وَ إِلْهامِكَ الشُّكْرَ عَلَى الْإِحْسانِ وَ الْإِنْعامِ فَصَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ ءالِهِ وَ سَهِّلْ عَلَيَّ رِزْقي وَ أَن تُقَنِّعَني بِتَقْديرِكَ لي وَ أَن تُرْضِيَني بِحِصَّتي فيما قَسَمْتَ لي وَ أَن تَجْعَلَ ماذَهَبَ مِن جِسْمي وَ عُمْري في سَبيلِ طاعَتِكَ إِنَّكَ خَيْرُ الرّٰازِقينَ (٢٩) اَللّٰهُمَّ إِنّي أَعُوذُ بِكَ مِن نّارٍ تَغَلَّظْتَ بِها عَلىٰ مَنْ عَصاكَ وَ تَوَعَّدتَّ بِها مَن صَدَفَ عَن رِّضاكَ وَ مِن نّٰارٍ نُورُها ظُلْمَةٌ وَّ هَيِّنُهآ أَليمٌ وَّ بَعيدُها قَريبٌ وَّ مِن نّٰارٍ يَّأْكُلُ بَعْضَها بَعْضٌ وَّ يَصُولُ بَعْضُها عَلىٰ بَعْضٍ (٣٠) وَّ مِن نّارٍ تَذَرُ

نیاز نہ ہو سکا تو تو نے میری غذا بہترین ماکولات و مشروبات کو بنا دیا۔ جسے تو نے اپنی اس کنیز کے جسم میں دوڑا دیا جس کے شکم میں مجھے جگہ دی تھی اور مجھے اس کے مرکز رحم میں ودیعت کر دیا تھا۔

(۲۵) حالانکہ اگر اس وقت مجھے میری طاقت کے حوالہ کر دیتا اور میری ہی قوت کے سپرد کر دیتا تو ہر تدبیر مجھ سے الگ ہو جاتی اور ہر قوت مجھ سے دور بھاگ جاتی (۲۶) تو نے اپنے فضل سے ایک مہربان کرم فرما کی طرح مجھے غذا عنایت کی اور مسلسل ایسا احسان کرتا رہا یہاں تک کہ میں اس منزل تک پہنچ گیا۔ نہ کبھی تیری نیکی سے محروم ہوا اور نہ تیرے بہترین سلوک میں کوئی تاخیر ہوئی۔ لیکن پھر بھی میرا بھروسہ مستحکم نہ ہوا اور میں برابر زیادہ مفاد کے لئے مواقع نکالتا رہا (۲۷) شیطان نے بدگمانی اور ضعف یقین کی بنا پر میری زمام کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے لہٰذا میں اس کی بدترین ہمسائیگی اور اپنی طرف سے اس کی اطاعت کی فریاد کر رہا ہوں (۲۸) اور اس کے تسلط سے تیری حفاظت کا طلبگار ہوں اور اس بات کی بھی فریاد کر رہا ہوں کہ تو میرے رزق کے راستہ کو آسان کر دے۔ تیرا شکر ہے اس بات پر کہ تو نے بلا مانگے ہی عظیم نعمتیں عطا فرما دی ہیں اور پھر ان احسانات و انعامات پر شکر ادا کرنے کا الہام بھی کر دیا ہے۔ لہٰذا اب محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما اور۔ میرے رزق کو آسان بنا دے اور جو کچھ مقدر کیا ہے اس پر قانع بنا دے اور میری قسمت کے حصہ پر مجھے راضی کر دے اور میری زندگی اور میری جسمانی طاقت کا مصرف اپنی اطاعت کے راستہ کو قرار دیدے کہ تو بہترین رزق دینے والا ہے۔

(۲۹) خدایا میں تیری پناہ کا طلبگار ہوں اس آگ سے جس کو تو نے نافرمانوں کیلئے بھڑکایا ہے اور اس کے ذریعہ اپنی رضا سے انحراف کرنے والوں کو تنبیہ کی ہے۔ وہ آگ جس کی روشنی بھی قریب ہے اور جس کا ایک حصہ دوسرے کو کھا رہا ہے اور اس پر حملہ آور ہو رہا ہے۔

(۳۰) وہ آگ ہڈیوں کو ریزہ ریزہ بنا دیتی ہے اور اپنے باشندوں کو کھولتا پانی پلاتی ہے فریادی کو چھوڑتی نہیں ہے اور طالب رحم پر مہربانی نہیں کرتی ہے کوئی فروتنی کا اظہار بھی کرے اور اس کے سپرد بھی ہو جائے تو اس کے حق میں کوئی تخفیف نہیں کرتی ہے۔ اپنے باشندوں سے دردناک عذاب اور سخت وبال

الْعِظامَ رَمِيماً وَّ تَسقِي أَهْلَها حَمِيماً وَّ مِن نَّارٍ لاتُبْقِي عَلىٰ مَن تَضَرَّعَ إِلَيْها وَ لاتَرْحَمُ مَنِ اسْتَعْطَفَها وَ لاتَقْدِرُ عَلَى التَّخفِيفِ عَمَّنْ خَشَعَ لَها وَاسْتَسْلَمَ إِلَيْها تَلْقىٰ سُكّانَها بِأَحَرِّ ما لَدَيْها مِنْ أَلِيمِ النَّكالِ وَ شَدِيدِ الْوَبالِ (۳۱) وَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَقارِبِها الْفاغِرَةِ أَفْواهُها وَ حَيّاتِها الصّالِقَةِ بِأَنْيابِها وَ شَرابِها الَّذِي يُقَطِّعُ أَمْعاءَ وَ أَفْئِدَةَ سُكّانِها وَ يَنْزِعُ قُلُوبَهُمْ وَ أَسْتَهْدِيكَ لِما باعَدَ مِنْها وَ أَخَّرَ عَنْها (۳۲) اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ وَ أَجِرْنِي مِنْها بِفَضْلِ رَحْمَتِكَ وَ أَقِلْنِي عَثَراتِي بِحُسْنِ إِقالَتِكَ وَ لاتَخْذُلْنِي يا خَيْرَ الْمُجِيرِينَ (۳۳) اللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَقِي الْكَرِيهَةَ وَ تُعْطِي الْحَسَنَةَ وَ تَفْعَلُ ماتُرِيدُ وَ أَنْتَ عَلىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (۳۴) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ إِذا ذُكِرَ الْأَبْرارُ وَ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ مَااخْتَلَفَ اللَّيْلُ وَ النَّهارُ صَلاةً لّايَنْقَطِعُ مَدَدُها وَ لايُحْصىٰ عَدَدُها صَلاةً تَشْحَنُ الْهَواءَ وَ تَمْلَأُ الْأَرْضَ وَ السَّماءَ (۳۵) صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ حَتّٰى يَرْضىٰ وَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بَعْدَ الرِّضا صَلاةً لّاحَدَّ لَها وَ لامُنْتَهىٰ يآ أَرْحَمَ الرّاحِمِينَ.





کے گرم ترین مصائب کے ساتھ ملاقات کرتی ہے۔(۳۱)اور خدایا میں تیری پناہ چاہتا ہوں جہنم کے ان بچھوؤں سے جو منھ پھلائے ہوئے ہیں اور ان سانپوں سے جو اپنے دانت گاڑ رہے ہوں گے۔اور اس کھولتے ہوئے پانی سے جو اپنے باشندوں کے دل اور کلیجہ کو کاٹ ڈالے گا اور دل کو کھینچ کر پھینک دے گا۔

اور تیری ہدایت کا طالب ہوں ان امور کیلئے جو اس آگ سے دور بنادیں اور اسے پیچھے ہٹادیں۔

(۳۲)خدایا محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور مجھے اپنے فضل و رحمت سے بچالے اپنی مہربانیوں سے میری لغزشوں کو معاف کردے اور اے بہترین پناہ دینے والے مجھے لاوارث نہ چھوڑ دینا۔

(۳۳)کہ تو ہر برائی سے بچانے والا اور ہر نیکی کا عطا کرنے والا ہے جو چاہے وہ کرسکتا ہے تو ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔

(۳۴)خدایا محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اس وقت جب نیک کرداروں کا ذکر کیا جائے اور محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما جب تک روز و شب کی آمد و رفت برقرار رہے۔

ایسی رحمت جو فضا کو معمور کردے اور آسمان و زمین کی وسعتوں کو بھردے۔

(۳۵)اللہ ان پر رحمت نازل کرے یہاں تک کہ وہ راضی ہوجائیں۔اور اس رضا کے بعد بھی ایسی رحمت نازل کرے جس کی کوئی حد اور انتہا نہ ہو۔اے بہترین رحم کرنے والے۔





(٣٣) وَ كانَ مِنْ دُعائِهِ عَلَيْهِ السَّلامُ فِي الاسْتِخارَة

(١) اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ فَصَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ وَاقْضِ لِي بِالْخِيَرَةِ (٢) وَ أَلْهِمْنا مَعْرِفَةَ الْاِخْتِيارِ وَاجْعَلْ ذٰلِكَ ذَرِيعَةً إِلَى الرِّضا بِما قَضَيْتَ لَنا وَ التَّسْلِيمِ لِما حَكَمْتَ فَأَزِحْ عَنّا رَيْبَ الْاِرْتِيابِ وَ أَيِّدْنا بِيَقِينِ الْمُخْلِصِينَ (٣) وَ لاتَسُمْنا عَجْزَ الْمَعْرِفَةِ عَمّا تَخَيَّرْت فَنَغْمِطَ قَدْرَكَ وَ نَكْرَهَ مَوْضِعَ رِضاكَ وَ نَجْنَحَ إِلَى الَّتِي هِيَ أَبْعَدُ مِنْ حُسْنِ الْعاقِبَةِ وَ أَقْرَبُ إِلىٰ ضِدِّ الْعافِيَةِ (٤) حَبِّبْ إِلَيْنا مانَكْرَهُ مِن قَضآئِكَ وَ سَهِّلْ عَلَيْنا مانَسْتَصْعِبُ مِنْ حُكْمِكَ (٥) وَ أَلْهِمْنا الْاِنْقِيادَ لِمآ أَوْرَدْتَ عَلَيْنا مِن مَّشِيَّتِكَ حَتّىٰ لانُحِبَّ تَأْخِيرَ ما عَجَّلْتَ وَ لاتَعْجِيلَ مآأَخَّرْتَ وَ لانَكْرَهَ مآأَحْبَبْتَ وَ لانَتَخَيَّرَ ماكَرِهْتَ (٦) وَاخْتِمْ لَنا بِالَّتِي هِيَ أَحْمَدُ عاقِبَةً وَّ أَكْرَمُ مَصِيراً إِنَّكَ تُفِيدُ الْكَرِيمَةَ وَ تُعْطِي الْجَسِيمَةَ وَ تَفْعَلُ ماتُرِيدُ وَ أَنْتَ عَلىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ.



۳۳۔ طلب خیر کے سلسلہ سے آپ کی دعا

(۱) خدایا میں تیرے علم سے خیر کا طلبگار ہوں لہٰذا محمد آل محمد پر رحمت نازل فرما اور میرے حق میں خیر کا فیصلہ فرمادے (۲) مجھے راہ خیر اختیار کرنے کا الہام عطا فرما اور اسے ذریعہ قرار دیدے کہ میں تیرے فیصلہ سے راضی ہو جاؤں اور تیرے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دوں۔

(۳) خدایا مجھ سے شک اور شبہ کو زائل کردے اور مخلصین جیسے یقین سے میری تائید فرمادے جو کچھ تو نے میرے لئے پسند فرمایا ہے اس کی معرفت سے عاجزی کا دھبہ میرے کردار پر نہ لگنے پائے کہ میں تیری قدر و منزلت کو سبک سمجھوں اور تیری رضا کی منزل سے ناراض ہو جاؤں اور اس شے کی طرف مائل ہو جاؤں جو حسن عاقبت سے بہت دور ہو اور ضد عافیت سے بہت قریب ہو۔

(۴) ہم تیرے جس فیصلہ کو برا سمجھتے ہیں اسے محبوب بنادے اور جس حکم کو دشوار تصور کرتے ہیں اسے آسان بنادے (۵) ہمیں اس مشیت کی اطاعت کا الہام عطا فرما جو تو نے ہم پر وارد کی ہے تاکہ جو چیز جلدی سامنے آجائے ہم اس کی تاخیر کے خواہاں نہ ہوں اور جو چیز دیر میں آئے اس کی عجلت کے طلبگار نہ ہوں۔ تیری اشیاء کو مکروہ نہ سمجھیں اور تیری ناپسندیدہ چیزوں کو اختیار نہ کرلیں۔

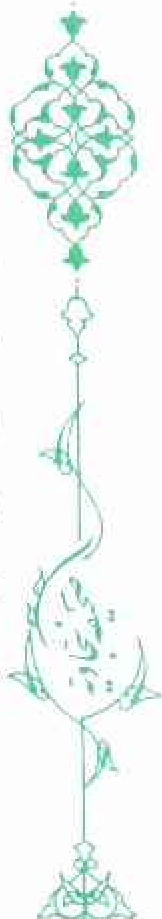
(۶) ہمارا انجام ایسا قرار دینا جس کی عاقبت قابل ستائش ہو، اور جس کا نتیجہ بہترین ہو کہ تو عظیم نعمتوں کا افادہ فرماتا ہے اور بزرگترین عطیے عطا فرمادیتا ہے جو چاہتا ہے کرسکتا ہے اور ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔



(۳۴) وَ كانَ مِنْ دُعائِهِ عَلَيْهِ السَّلامُ إِذَا ابْتُلِيَ أَوْ رَأىٰ مُبْتَلىً بِفَضيحَةٍ بِذَنْبٍ

(۱) اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلىٰ سِتْرِكَ بَعْدَ عِلْمِكَ وَ مُعافاتِكَ بَعْدَ خُبْرِكَ فَكُلُّنا قَدِاقْتَرَفَ الْعائِبَةَ فَلَمْ تَشْهَرْهُ وَارْتَكَبَ الْفاحِشَةَ فَلَمْ تَفْضَحْهُ وَ تَسَتَّرَ بِالْمَساوِىءِ فَلَمْ تَدلُلْ عَلَيْهِ (۲) كَمْ نَهْيٍ لَكَ قَدْأَتَيْناهُ وَ أَمْرٍ قَدْ وَقَفْتَنا عَلَيْهِ فَتَعَدَّيْناهُ وَ سَيِّئَةٍ اكْتَسَبْناها وَ خَطيئَةٍ ارْتَكَبْناها كُنْتَ الْمُطَّلِعَ عَلَيْها دُونَ النّاظِرينَ وَ الْقادِرَ عَلىٰ إِعْلانِها فَوْقَ الْقادِرينَ كانَتْ عافِيَتُكَ لَنا حِجاباً دُونَ أَبْصارِهِمْ وَ رَدْماً دُونَ أَسْماعِهِمْ (۳) فَاجْعَلْ ماسَتَرْتَ مِنَ الْعَوْرَةِ وَ أَخْفَيْتَ مِنَ الدَّخيلَةِ واعِظاً لَنا وَ زاجِراً عَنْ سُوءِ الْخُلُقِ وَاقْتِرافِ الْخَطيئَةِ وَ سَعْياً إِلَى التَّوْبَةِ الْماحِيَةِ وَ الطَّريقِ الْمَحْمُودَةِ (۴) وَ قَرِّبِ الْوَقْتَ فيهِ وَ لاتَسُمْنَا الْغَفْلَةَ عَنْكَ إِنّا إِلَيْكَ راغِبُونَ وَ مِنَ الذُّنُوبِ تائِبُونَ (۵) وَ صَلِّ عَلىٰ خِيَرَتِكَ اللّٰهُمَّ مِنْ خَلْقِكَ مُحَمَّدٍ وَّ عِتْرَتِهِ الصَّفْوَةِ مِنْ بَرِيَّتِكَ الطّاهِرينَ وَاجْعَلْنا لَهُمْ سامِعينَ وَ مُطيعينَ كَما أَمَرْتَ.





۳۴۔منزل ابتلاء میں آ جانے یا کسی کو گناہ اور رسوائی میں مبتلا دیکھنے کے بعد آپ کی دعا

(۱) خدایا تیری حمد ہے کہ تو علم کے بعد بھی پردہ پوشی کرتا ہے اور اطلاع کے بعد بھی عافیت دیدیتا ہے ہم سب نے عیب دار کام کئے ہیں لیکن تو نے ان کا اشتہار نہیں کیا اور برائیوں کا ارتکاب کیا ہے لیکن تو نے رسوا نہیں کیا اور برائیوں کی پردہ پوشی کی تو تو نے لوگوں کو پتہ نہیں بتایا۔

(۲) کتنی ہی چیزیں ہیں جن سے تو نے منع کیا اور ہم نے انجام دیا اور کتنے ہی اوامر ہیں جن کا ہمیں علم ہوا لیکن آگے بڑھ گئے برائیوں کو حاصل کیا، خطاؤں کا ارتکاب کیا، اور تو ہی تمام دیکھنے والے سے ہٹ کر دیکھتا رہا، اور سب سے زیادہ اعلان کرنے پر قادر ہونے کے باوجود تیری عافیت لوگوں کے سامنے حجاب بن گئی اور ان کاموں کے آگے روکاوٹ بن گئی۔

(۳) اب گذارش ہے کہ برائیوں کی اس پردہ پوشی اور عیوب کی اس ستاری کو ہمارے لئے سامان نصیحت بنادے اور ہمیں اخلاق بد اور اختیار گناہ سے روک دے اور ہمیں توفیق دے کہ اس توبہ کی طرف تیزی کے ساتھ بڑھیں جو گناہوں کو محو کرنے والی ہو اور پسندیدہ راستہ کو اختیار کریں (۴) اور اس کے وقت کو قریب تر بنادے اور ہم پر غفلت کا دھبہ نہ لگنے پائے ہم تیری ہی طرف متوجہ ہیں اور اپنے گناہوں سے توبہ کررہے ہیں۔

(۵) خدایا اپنی تمام مخلوقات میں پسندیدہ ترین فرد حضرت محمد اور ان کی پاکیزہ عترت پر صلوات کرنے والا بنادے جیسا تو نے حکم دیا ہے۔



(۳۵) وَ كانَ مِنْ دُعائِهِ عَلَيْهِ السَّلامُ فِي الرِّضا إِذا نَظَرَ إِلىٰ أَصْحابِ الدُّنْيا

(۱) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رِضىً بِحُكْمِ اللّٰهِ شَهِدتُ أَنَّ اللّٰهَ قَسَمَ مَعايِشَ عِبادِهِ بِالْعَدْلِ وَ أَخَذَ عَلىٰ جَمِيعِ خَلْقِهِ بِالْفَضْلِ (۲) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ وَ لاتَفْتِنِّي بِمآ أَعْطَيْتَهُمْ وَ لاتَفْتِنْهُم بِما مَنَعْتَنِي فَأَحْسُدَ خَلْقَكَ وَأَغْمَطَ حُكْمَكَ (۳) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ وَ طَيِّبْ بِقَضآئِكَ نَفْسِي وَ وَسِّعْ بِمَواقِعِ حُكْمِكَ صَدْرِي وَهَبْ لِيَ الثِّقَةَ لِأُقِرَّ مَعَها بِأَنَّ قَضآءَكَ لَمْ يَجْرِ إِلَّا بِالْخِيَرَةِ وَاجْعَلْ شُكْرِي لَكَ عَلىٰ مازَوَيْتَ عَنِّي أَوْفَرَ مِن شُكْرِيَ إِيّاكَ عَلىٰ ما خَوَّلْتَنِي (۴) وَاعْصِمْنِي مِنْ أَنْ أَظُنَّ بِذِي عَدَمٍ خَساسَةً أَوْ أَظُنَّ بِصاحِبِ ثَرْوَةٍ فَضْلاً فَإِنَّ الشَّرِيفَ مَن شَرَّفَتْهُ طاعَتُكَ وَ الْعَزِيزَ مَنْ أَعَزَّتْهُ عِبادَتُكَ (۵) فَصَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ وَ مَتِّعْنا بِثَرْوَةٍ لاتَنْفَدُ وَ أَيِّدْنا بِعِزٍّ لايُفْقَدُ وَ أَسْرِحْنا فِي مُلْكِ الأَبَدِ إِنَّكَ الْواحِدُ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ تَلِدْ وَ لَمْ تُولَدْ وَ لَمْ يَكُن لَّكَ كُفُواً أَحَدٌ.



۳۵۔اصحاب دنیا کو دیکھ کر رضائے الٰہی کے سلسلہ میں آپ کی دعا

(۱) ساری حمد اللہ کے لئے ہے اور میں اس کے فیصلہ سے راضی ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اس نے بندوں کی معیشت انصاف کے ساتھ تقسیم کی ہے اور تمام مخلوقات پر فضل کی ذمہ داری لے لی ہے۔

(۲) خدایا محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور مجھے اس سے نہ آزمانا جو دوسروں کو دیا ہے اور انھیں اس سے نہ آزمانا جو مجھ کو نہ دے کر انھیں دے دیا ہے کہ میں تیری مخلوقات سے حسد کروں اور تیرے فیصلہ کو غلط تصور کروں۔

(۳) خدایا محمد آل محمد پر رحمت نازل فرما اور میرے نفس کو اپنے فیصلہ سے مطمئن کر دے اور میرے سینہ کو اپنے فیصلوں کیلئے کشادہ بنادے مجھے یہ اطمینان عطا فرمادے کہ میں اس امر کا اقرار کروں کہ تیرا فیصلہ ہمیشہ خیر ہی کے ساتھ جاری ہوتا ہے۔اور پھر اس نعمت پر زیادہ شکریہ ادا کرنے کی توفیق دے جسے تو نے مجھ سے دور رکھا ہے اس نعمت کی بہ نسبت جسے مجھے عطا فرمادیا ہے۔

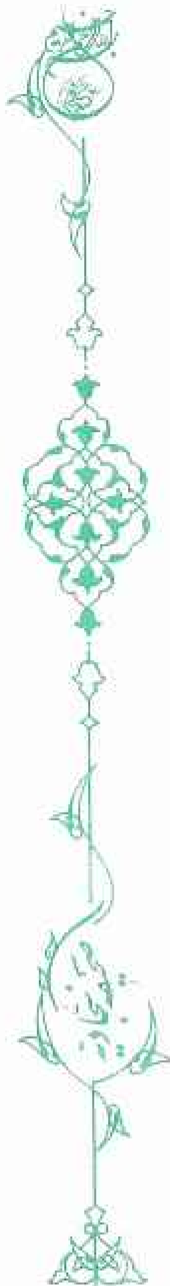
(۴) مجھے اس بات سے بچائے رکھنا کہ میں کسی غریب کے بارے میں ذلت کا خیال پیدا کروں یا کسی دولت مند کو صاحب فضل تصور کرنے لگوں کہ حقیقتاً شریف وہی ہے جسے تیری اطاعت شرف بخشے اور عزیز وہی ہے جسے تیری عبادت صاحب عزت بنادے۔

(۵) خدایا محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور مجھے اس ثروت سے بہرہ مند کر دے جو تمام نہ ہو اور وہ عزت دیدے جو کم نہ ہو مجھے ملک ابد میں سیر و سیاحت کی نعمت عطا فرمادے کہ خدائے واحد و یکتا و بے نیاز ہے جس کا نہ کوئی بیٹا ہے اور نہ باپ اور نہ تیرا کوئی ہمسر ہے۔



(٣٦) وَ كانَ مِنْ دُعائِهِ عَلَيْهِ السَّلامُ إذا نَظَرَ إلَى السَّحابِ وَ الْبَرْقِ وَ سَمِعَ صَوْتَ الرَّعْدِ

(١) اَللّٰهُمَّ إنَّ هٰذَيْنِ ءايَتانِ مِنْ ءاياتِكَ وَ هٰذَيْنِ عَوْنانِ مِنْ أعْوانِكَ يَبْتَدِرانِ طاعَتَكَ بِرَحْمَةٍ نافِعَةٍ أوْ نَقِمَةٍ ضارَّةٍ فَلا تُمْطِرْنا بِهِما مَطَرَ السَّوْءِ وَ لاتُلْبِسْنا بِهِما لِباسَ الْبَلآءِ (٢) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ ءالِهِ وَ أنْزِلْ عَلَيْنا نَفْعَ هٰذِهِ السَّحآئِبِ وَ بَرَكَتَها وَاصْرِفْ عَنّآ أذاها وَ مَضَرَّتَها وَ لاتُصِبْنا فيها بِافَةٍ وَّ لاتُرْسِلْ عَلىٰ مَعايِشِنا عاهَةً (٣) اَللّٰهُمَّ وَ إن كُنْتَ بَعَثْتَها نَقِمَةً وَّ أرْسَلْتَها سَخْطَةً فَإنّا نَسْتَجيرُكَ مِنْ غَضَبِكَ وَ نَبْتَهِلُ إلَيْكَ في سُؤالِ عَفْوِكَ فَمِلْ بِالْغَضَبِ إلَى الْمُشْرِكينَ وَ أدِرْ رَحىٰ نَقِمَتِكَ عَلَى الْمُلْحِدينَ (٤) اَللّٰهُمَّ أذْهِبْ مَحْلَ بِلادِنا بِسُقْياكَ وَ أخْرِجْ وَحَرَ صُدورِنا بِرِزْقِكَ وَ لاتَشْغَلْنا عَنْكَ بِغَيْرِكَ وَ لاتَقْطَعْ عَنْ كآفَّتِنا مآدَّةَ بِرِّكَ فَإنَّ الْغَنِيَّ مَنْ أغْنَيْتَ وَ إنَّ السّالِمَ مَنْ وَّقَيْتَ (٥) ما عِنْدَ أحَدٍ دونَكَ دِفاعٌ وَّ لابِأحَدٍ عَنْ سَطْوَتِكَ امْتِناعٌ تَحْكُمُ بِماشِئْتَ عَلىٰ مَنْ شِئْتَ وَ تَقْضي بِمآ أرَدْتَ فيمَنْ أرَدْتَ (٦) فَلَكَ الْحَمْدُ عَلىٰ ماوَقَيْتَنا مِنَ الْبَلآءِ وَ لَكَ الشُّكْرُ



۳۶۔ابر و برق کو دیکھ کر اور گرج کی آواز سن کر آپ کی دعا

(۱) خدایا یہ تیری نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں اور تیرے نظام کے مددگاروں میں سے دو مددگار ہیں جو تیری اطاعت کی طرف نفع بخش رحمت یا نقصان دہ عذاب لے کر قدم بڑھاتے ہیں لہٰذا ہم پر عذاب کی بارش نہ ہونے پائے اور ہمیں بلاؤں میں نہ ڈھانک دیا جائے۔

(۲) خدایا محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور ہم پر ان بادلوں کی منفعت و برکت کو برسا دے اور ان کی اذیت و مضرات کو ہم سے دور کر دے۔ ہمیں ان کی کسی آفت میں مبتلا نہ کرنا اور ہماری معیشت پر ان کی بیماری نازل نہ ہونے پائے۔

(۳) خدایا اگر تو نے ان بادلوں کو عذاب یا ناراضگی کی علامت بنا کر بھیجا ہے تو ہم تیرے غضب سے پناہ چاہتے ہیں اور تیری معافی کے طلبگار ہیں تو اپنے غضب کا رخ مشرکین کی طرف موڑ دے اور اس انتقام کی چکی کو بے دینوں پر چلا دے۔

(۴) خدایا ہمارے شہروں کی قحط سالی کو اپنی سیرابی سے دور کر دے اور ہمارے دلوں کے رنج کو اپنے رزق سے زائل کر دے ہمیں اپنے علاوہ کسی اور کی طرف متوجہ نہ ہونے دینا۔

(۴) اور ہماری جماعت سے نیکیوں کے سرچشمہ کو قطع نہ کر دینا حقیقتاً غنی وہی ہے جسے تو غنی بنا دے اور سالم وہی ہے جسے تو آفتوں سے بچالے۔

(۵) تیرے بغیر کسی کے پاس قوت دفاع نہیں ہے اور تیری سطوت سے کوئی بچ نہیں سکتا ہے تو جو حکم چاہتا ہے اور جس پر چاہتا ہے نافذ کر دیتا ہے، اور جہاں چاہتا ہے اپنے ارادہ کو حتمی بنا دیتا ہے۔

(۶) ساری حمد تیرے لئے ہے کہ تو نے بلاؤں سے بچالیا ہے اور سارا شکر تیرے لئے ہے کہ تو

عَلىٰ مٰاخَوَّلْتَنٰا مِنَ النَّعْمآءِ حَمْداً يُخَلِّفُ حَمْدَ الْحامِدِينَ وَرآءَهُ حَمْداً يَمْلَأُ أَرْضَهُ وَ سَمآءَهُ (۷) إِنَّكَ الْمَنّانُ بِجَسِيمِ الْمِنَنِ الْوَهّابُ لِعَظِيمِ النِّعَمِ الْقابِلُ يَسِيرَ الْحَمْدِ الشّاكِرُ قَلِيلَ الشُّكْرِ الْمُحْسِنُ الْمُجْمِلُ ذُو الطَّوْلِ لآ إِلٰهَ إِلاّٰ أَنْتَ إِلَيْكَ الْمَصِيرُ.





نے نعمتیں عطا کردی ہیں۔ اور یہ وہ حمد ہے جو تمام حمد کرنے والوں کی حمد کو پیچھے چھوڑ دے اور زمین و آسمان کی وسعتوں کو بھر دے۔

(۷) بے شک تو بڑی نعمتوں سے احسان کرنے والا اور عظیم احسانات کا عطا کرنے والا ہے۔ تھوڑی سی حمد کو قبول کر لیتا ہے اور معمولی شکریہ کی بھی قدر کرتا ہے تو احسان کرنے والا، نیکیاں عطا کرنے والا اور صاحب جود و کرم ہے اور تیرے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے سب کی بازگشت تیری ہی طرف ہے۔







(۳۷) وَ کانَ مِنْ دُعائِهِ عَلَيْهِ السَّلامُ إِذا اعْتَرَفَ بِالتَّقْصِيرِ عَنْ تَأْدِيَةِ الشُّکْرِ

(۱) اَللّٰهُمَّ إِنَّ أَحَداً لايَبْلُغُ مِنْ شُکْرِکَ غايَةً إِلّا حَصَلَ عَلَيْهِ مِنْ إِحْسانِکَ مايُلْزِمُهُ شُکْراً (۲) وَّ لايَبْلُغُ مَبْلَغاً مِّنْ طاعَتِکَ وَ إِنِ اجْتَهَدَ إِلّا کانَ مُقَصِّراً دُونَ اسْتِحْقاقِکَ بِفَضْلِکَ (۳) فَأَشْکَرُ عِبادِکَ عاجِزٌ عَنْ شُکْرِکَ وَ أَعْبَدُهُمْ مُقَصِّرٌ عَنْ طاعَتِکَ (۴) لايَجِبُ لِأَحَدٍ أَنْ تَغْفِرَ لَهُ بِاسْتِحْقاقِهِ وَ لا أَنْ تَرْضىٰ عَنْهُ بِاسْتِيجابِهِ (۵) فَمَنْ غَفَرْتَ لَهُ فَبِطَوْلِکَ وَ مَنْ رَّضِيتَ عَنْهُ فَبِفَضْلِکَ (۶) تَشْکُرُ يَسِيرَ ماشَکَرْتَهُ وَ تُثِيبُ عَلىٰ قَلِيلِ ماتُطاعُ فِيهِ حَتّىٰ کَأَنَّ شُکْرَ عِبادِکَ الَّذِي أَوْجَبْتَ عَلَيْهِ ثَوابَهُمْ وَ أَعْظَمْتَ عَنْهُ جَزآءَهُمْ أَمْرٌ مَّلَکُوا اسْتِطاعَةَ الِامْتِناعِ مِنْهُ دُونَکَ فَکافَيْتَهُمْ أَوْ لَمْ يَکُنْ سَبَبُهُ بِيَدِکَ فَجازَيْتَهُمْ (۷) بَلْ مَلَکْتَ يآ إِلٰهِي أَمْرَهُمْ قَبْلَ إِنْ يَّمْلِکُوا عِبادَتَکَ وَ أَعْدَدْتَ ثَوابَهُمْ قَبْلَ أَنْ يُّفِيضُوا فِي طاعَتِکَ وَ ذٰلِکَ أَنَّ سُنَّتَکَ الْإِفْضالُ وَ عادَتَکَ الْإِحْسانُ وَ سَبِيلَکَ الْعَفْوُ (۸) فَکُلُّ الْبَرِيَّةِ مُعْتَرِفَةٌ بِأَنَّکَ غَيْرُ ظالِمٍ لِّمَنْ عاقَبْتَ وَ شاهِدَةٌ بِأَنَّکَ مُتَفَضِّلٌ عَلىٰ مَنْ عافَيْتَ وَ کُلٌّ مُقِرٌّ عَلىٰ نَفْسِهِ بِالتَّقْصِيرِ

۳۷۔ادائے شکر میں کوتاہی کے اعتراف کے سلسلہ میں آپ کی دعا

(۱) خدایا کوئی بھی شخص جب تیرے شکر کی کسی حد تک پہنچتا ہے تو تیرا ایسا احسان حاصل ہو جاتا ہے کہ پھر شکر واجب ہو جاتا ہے (۲) اور کوشش کرنے کے بعد جب تیری اطاعت کی کسی منزل تک پہنچتا ہے تو تیرے حقوق کے سامنے مقصر ہی نظر آنے لگتا ہے۔

(۳) تیرے بندوں میں سب سے زیادہ شکر کرنے والا بھی تیرے شکر سے عاجز ہے (۴) اور سب سے زیادہ عبادت کرنے والا بھی اطاعت کی منزل میں کوتاہی کرنے والا ہے (۵) کوئی اس بات کا حقدار نہیں ہے کہ اس کے استحقاق کی بنا پر اسے بخش دیا جائے یا اس کے حقدار ہونے کی بنا پر تو اس سے راضی ہو جاتا ہے۔

(۶) تو یہ تیرا احسان ہے تو معمولی شکریہ کی بھی قدر کرتا ہے اور تھوڑے سے عمل اطاعت پر بھی ثواب دیدیتا ہے ایسا لگتا ہے کہ جیسے تیرے بندوں کا وہ شکر جس پر تو نے ثواب کو لازم قرار دے دیا ہے اور عظیم ترین جزا دیدی ہے کوئی ایسا امر جس سے وہ باز رہ سکتے تھے تو تو نے ان کے اختیار کا بدلہ دیدیا ہے یا اس کا اختیار تیرے ہاتھ میں نہیں تھا تو تو نے جزا عنایت کر دی ہے۔

(۷) جب کہ ایسا کچھ نہیں ہے بلکہ میرے پروردگار تو ان کے اختیار عبادت کے پہلے سے خود ان کا صاحب اختیار ہے اور تو نے ان کے مسلسل اطاعت کرنے سے پہلے ہی ان کا ثواب مہیا کر دیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ تیری سیرت فضل و کرم ہے اور تیری عادت احسان ہے اور تیرا راستہ معاف کر دینے کا ہے۔

(۸) ساری مخلوقات اس بات کی معترف ہے کہ تو جس پر بھی عذاب کرتا ہے ظلم نہیں کرتا ہے اور جسے بھی عافیت دیتا ہے اس پر کرم کرتا ہے سب تیرے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہیوں کے معترف ہیں۔

عَمّا اسْتَوْجَبْتَ (٩) فَلَوْلاۤ أَنَّ الشَّيْطانَ يَخْتَدِعُهُمْ عَن طاعَتِكَ ماعَصاكَ عاصٍ وَلَوْلاۤ أَنَّهُ صَوَّرَ لَهُمُ الْباطِلَ في مِثالِ الْحَقِّ ماضَلَّ عَن طَرِيقِكَ ضالٌّ (١٠) فَسُبْحانَكَ مآ أَبْيَنَ كَرَمَكَ في مُعامَلَةِ مَنْ أَطاعَكَ أَوْ عَصاكَ تَشْكُرُ لِلْمُطيعِ مآ أَنْتَ تَوَلَّيْتَهُ لَهُ وَ تُمْلي لِلْعاصي فيما تَمْلِكُ مُعاجَلَتَهُ فيهِ (١١) أَعْطَيْتَ كُلّاً مِّنْهُما ما لَمْ يَجِبْ لَهُ وَ تَفَضَّلْتَ عَلىٰ كُلٍّ مِنْهُما بِما يَقْصُرُ عَمَلُهُ عَنْهُ (١٢) وَلَوْ كافَأْتَ الْمُطيعَ عَلىٰ مآ أَنْتَ تَوَلَّيْتَهُ لَأَوْشَكَ أَن يَّفْقِدَ ثَوابَكَ وَ أَن تَزُولَ عَنْهُ نِعْمَتُكَ وَ لٰكِنَّكَ بِكَرَمِكَ جازَيْتَهُ عَلَى الْمُدَّةِ الْقَصيرَةِ الْفانِيَةِ بِالْمُدَّةِ الطَّويلَةِ الْخالِدَةِ وَ عَلَى الْغايَةِ الْقَريبَةِ الزّائِلَةِ بِالْغايَةِ الْمَديدَةِ الْباقِيَةِ (١٣) ثُمَّ لَمْ تَسُمْهُ الْقِصاصَ فيمآ أَكَلَ مِن رِّزْقِكَ الَّذي يَقْوىٰ بِهِ عَلىٰ طاعَتِكَ وَ لَمْ تَحْمِلْهُ عَلَى الْمُناقَشاتِ فِي الْآلاتِ الَّتي تَسَبَّبَ بِاسْتِعْمالِهآ إِلىٰ مَغْفِرَتِكَ وَلَوْ فَعَلْتَ ذٰلِكَ بِهِ لَذَهَبَ بِجَميعِ ماكَدَحَ لَهُ وَ جُمْلَةِ ماسَعىٰ فيهِ جَزآءً لِلصُّغْرىٰ مِن أَياديكَ وَ مِنَنِكَ وَ لَبَقِيَ رَهيناً بَيْنَ يَدَيْكَ بِسآئِرِ نِعَمِكَ فَمَتىٰ كانَ يَسْتَحِقُّ شَيْئاً مِّن ثَوابِكَ لامَتىٰ (١٤) هٰذا يآ إِلٰهيَ حالُ مَنْ أَطاعَكَ وَ سَبيلُ مَن تَعَبَّدَ لَكَ فَأَمَّا الْعاصيَ أَمْرَكَ وَ الْمُواقِعُ نَهْيَكَ فَلَمْ تُعاجِلْهُ بِنَقِمَتِكَ لِكَيْ يَسْتَبْدِلَ بِحالِهِ في مَعْصِيَتِكَ حالَ الْإِنابَةِ إِلىٰ طاعَتِكَ وَ لَقَدْ كانَ يَسْتَحِقُّ فيٓ أَوَّلِ

(۹) کہ اگر شیطان انھیں راہ اطاعت میں دھوکہ نہ دیتا تو کوئی ایک بھی معصیت کرنے والا نہ ہوتا اور اگر وہ باطل کو حق کی شکل میں پیش نہ کردیتا تو کوئی ایک بھی تیرے راستہ سے بھٹکنے والا نہ ہوتا۔

(۱۰) تو پاک و پاکیزہ ہے تیرا کرم اطاعت گذاروں کو ان اعمال کی جزا دیتا ہے جس کی تو نے خود توفیق دی ہے اور معصیت کاروں کو وہاں بھی ڈھیل دے دیتا ہے جہاں علاج کا اختیار تیرے ہاتھ میں تھا۔

(۱۱) تو نے دونوں کو وہ دیا ہے جو ان کا حق نہیں تھا اور دونوں پر اس قدر کرم کیا ہے جس سے ان کا عمل یقیناً کم تھا۔

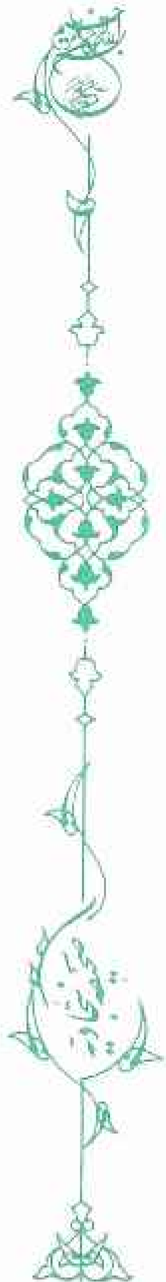
(۱۲) اگر تو اطاعت گذار کو اس حساب سے جزا دیتا کہ تو نے ہی توفیق دی ہے۔ تو قریب تھا کہ وہ تیرے ثواب سے محروم ہوجاتا اور اس سے تیری نعمتیں زائل ہوجاتیں۔ لیکن تو نے اپنے کرم سے ایک مختصر فانی مدت کے مقابلہ میں ایک طویل اور ہمیشگی کی مدت عنایت فرمادی ہے اور بہت جلد زائل ہوجانے والی انتہاء کے مقابلہ میں ہمیشہ باقی رہنے والی انتہاء عنایت فرمادی ہے۔

(۱۳) پھر اس کے بعد تو نے اس رزق کا بھی حساب نہ کیا جسے کھا کر اطاعت کی قوت پیدا کی تھی اور ان آلات وادوات کا بھی بار نہ ڈالا جنھیں استعمال کر کے مغفرت کا راستہ پیدا کیا تھا کہ اگر ایسا کردیتا تو ساری محنتیں ختم ہوجاتیں اور ساری کوششیں تمام ہوجاتیں صرف تیری کسی ایک چھوٹی سی نعت کے مقابلہ میں اور وہ باقی تمام نعمتوں کا گروی ہی رہ جاتا ہے بھلا وہ کب تیرے کسی ثواب کا استحقاق پیدا کرتا اور ہرگز نہیں کرسکتا تھا۔

(۱۴) خدایا یہ تو اس کا حال ہے جو اطاعت کرنے والا ہے اور یہ اس کا انجام ہے جو عبادت کرنے والا ہے اس کے بعد جو تیرے امر کی نافرمانی کرنے والا اور تیری نہی کے بعد بھی عمل کرنے والے ہیں۔

مٰا هَمَّ بِعِصْیانِکَ کُلَّ مٰآ أَعْدَدتَّ لِجَمیعِ خَلْقِکَ مِن عُقُوبَتِکَ (۱۵) فَجَمیعُ مٰآ أَخَّرْتَ عَنْهُ مِنَ الْعَذابِ وَ أَبْطَأْتَ بِهِ عَلَیْهِ مِن سَطَواتِ النَّقْمَةِ وَ الْعِقابِ تَرْکٌ مِّنْ حَقِّکَ وَ رِضیً بِدُونِ واجِبِکَ (۱۶) فَمَنْ أَکْرَمُ یٰآ إِلهِیَ مِنْکَ وَ مَنْ أَشْقیٰ مِمَّنْ هَلَکَ عَلَیْکَ لا مَن فَتَبارَکْتَ أَن تُوصَفَ إِلّا بِالْإِحْسانِ وَ کَرُمْتَ أَن یُخافَ مِنْکَ إِلّا الْعَدْلُ لایُخْشیٰ جَوْرُکَ عَلیٰ مَنْ عَصاکَ وَ لایُخافُ إِغْفالُکَ ثَوابَ مَنْ أَرْضاکَ فَصَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ ءالِهِ وَهَبْ لِیَ أَمَلِي وَزِدْنِي مِنْ هُداکَ مٰآ أَصِلُ بِهٖ إِلَی التَّوْفیقِ فِي عَمَلِیَ إِنَّکَ مَنّانٌ کَریمٌ.





(۱۵) تو نے ان پر بھی جلدی عذاب نہ کیا کہ معصیت کے حالات کو اطاعت اور توبہ کے حالت میں تبدیل کرلیں۔

حالانکہ وہ پہلے ہی گناہ کے ارادہ میں ان تمام عقوبتوں کے حقدار ہو چکے تھے جو تو نے مخلوقات کے لئے مہیا کی ہیں تو جس قدر عذاب بھی تو نے ٹال دیا ہے اور جس انتقام وعذاب کے حملوں میں تاخیر کردی ہے وہ سب اپنے حق کو چھوڑ دینے اور اپنے لازم سے کم پر راضی ہو جانے کے مترادف ہے بھلا کون ایسا مالک ہے جو تجھ سے زیادہ کریم ہو اور کون اس سے زیادہ بدبخت ہے جو ان حالات کے بعد بھی ہلاک ہو جائے۔ واقعا کوئی نہیں ہے۔

(۱۶) تو بڑا بابرکت ہے کہ احسان کے علاوہ تیری کوئی توصیف نہیں ہے اور اس قدر کریم ہے کہ تیرے عدل کے علاوہ کسی چیز سے ڈرنے کا امکان نہیں ہے تجھ سے گناہگاروں کے بارے میں بھی ظلم کا اندیشہ نہیں ہے اور راضی کرلینے والوں کے ثواب سے غفلت کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔۔ لہٰذا اب محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور مجھے میری آرزوں کو عنایت فرمادے اور اپنی ہدایت میں وہ اضافہ فرمادے کہ میں توفیق عمل تک پہنچ جاؤں۔

بیشک تو بڑا احسان کرنے والا اور کریم ہے۔





(٣٨) وَ كانَ مِنْ دُعائِهِ عليه السلام في الاِعْتِذارِ مِن تَبِعاتِ الْعِبادِ وَ مِنَ التَّقْصيرِ في حُقُوقِهِمْ وَ في فَكاكِ رَقَبَتِهِ مِنَ النّارِ

(١) اَللّهُمَّ إنّي أَعْتَذِرُ إلَيْكَ مِن مَظْلومٍ ظُلِمَ بِحَضْرَتي فَلَمْ أَنْصُرْهُ وَ مِن مَعْروفٍ أُسْدِيَ إلَيَّ فَلَمْ أَشْكُرْهُ وَ مِن مُسيءٍ اعْتَذَرَ إلَيَّ فَلَمْ أَعْذِرْهُ وَ مِن ذي فاقَةٍ سَأَلَني فَلَمْ أُوثِرْهُ وَ مِنْ حَقِّ ذي حَقٍّ لَزِمَني لِمُؤْمِنٍ فَلَمْ أُوَفِّرْهُ وَ مِنْ عَيْبِ مُؤْمِنٍ ظَهَرَ لي فَلَمْ أَسْتُرْهُ وَ مِن كُلِّ إثْمٍ عَرَضَ لي فَلَمْ أَهْجُرْهُ (٢) أَعْتَذِرُ إلَيْكَ يا إلهي مِنْهُنَّ وَ مِن نَظائِرِهِنَّ اعْتِذارَ نَدامَةٍ يَكُونُ واعِظاً لِما بَيْنَ يَدَيَّ مِنْ أَشْباهِهِنَّ (٣) فَصَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ وَاجْعَلْ نَدامَتي عَلىٰ ما وَقَعْتُ فيهِ مِنَ الزَّلّاتِ وَ عَزْمي عَلىٰ تَرْكِ ما يَعْرِضُ لي مِنَ السَّيِّئاتِ تَوْبَةً تُوجِبُ لي مَحَبَّتَكَ يا مُحِبَّ التَّوّابينَ.

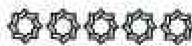


۳۸۔ بندوں کی ذمہ داریوں اور ان کے حقوق میں کوتاہی کی معذرت اور آتش جہنم سے آزادی کے سلسلہ میں آپ کی دعا

(۱) خدایا میں اس مظلوم کے بارے میں معذرت خواہ ہوں جس پر میرے سامنے ظلم کیا گیا اور میں نے اس کی مدد نہ کی اور ان نیکیوں کے بارے میں معافی چاہتا ہوں جو مجھے عطا کی گئی اور میں نے ان کا شکریہ ادا نہیں کیا اور ان غلط کاروں کے بارے میں طالب عفو ہوں جنھوں نے مجھ سے معذرت کی اور میں نے انھیں معاف نہیں کیا اور ان مفلسوں کے بارے میں شرمندہ ہوں جنھوں نے مجھ سے سوال کیا اور میں نے انھیں اپنے اوپر مقدم نہیں کیا۔ اور ان صاحبان حق کے بارے میں معافی کا طلبگار ہوں جن کا حق مجھ پر لازم تھا اور میں نے ادا نہیں کیا اور مومنین کے ان عیوب کے بارے میں بھی جو معلوم ہوئے تو میں نے ان کی پردہ پوشی نہیں کی اور ہر اس گناہ کے بارے میں جو سامنے آیا اور میں نے اس ترک نہیں کیا۔

(۲) خدایا ان تمام گناہوں سے اور ایسے تمام گناہوں سے میری معذرت، شرمندگی کی معذرت ہے تاکہ وہ مجھے ایسے دوسرے جرائم سے روک سکے۔

(۳) لہٰذا خدایا محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور میری گذشتہ لغزشوں کے بارے میں ندامت اور آئندہ سامنے آنے والی برائیوں کے بارے میں ترک کر دینے کے ارادہ کو ایسی توبہ بنا دے جو تیری محبت کو لازم قرار دیدے کہ تو توبہ کرنے والوں کو دوست رکھنے والا ہے۔



(۳۹) وَ كانَ مِنْ دُعائِهِ عليه السلام في طَلَبِ الْعَفْوِ وَ الرَّحْمَةِ

(۱) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ ءالِهِ وَاكْسِرْ شَهْوَتي عَن كُلِّ مَحْرَمٍ وَّازْوِ حِرْصي عَن كُلِّ مَأْثَمٍ وَّامْنَعْني عَنْ أَذىٰ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَّ مُؤْمِنَةٍ وَّمُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَةٍ (۲) اَللّٰهُمَّ وَ أَيُّما عَبْدٍ نالَ مِنّي ماحَظَرْتَ عَلَيْهِ وَانْتَهَكَ مِنّي ماحَجَزْتَ عَلَيْهِ فَمَضىٰ بِظُلامَتي مَيِّتاً أَوْ حَصَلَتْ لي قِبَلَهُ حَيّاً فَاغْفِرْ لَهُ مآ أَلَمَّ بِهِ مِنّي وَاعْفُ لَهُ عَمّآ أَدْبَرَ بِهِ عَنّي وَ لاتَقِفْهُ عَلىٰ مَاارْتَكَبَ فِيَّ وَ لاتَكْشِفْهُ عَمَّا اكْتَسَبَ بي وَاجْعَلْ ماسَمَحْتُ بِهِ مِنَ الْعَفْوِ عَنْهُمْ وَ تَبَرَّعْتُ بِهِ مِنَ الصَّدَقَةِ عَلَيْهِمْ أَزْكىٰ صَدَقاتِ الْمُتَصَدِّقينَ وَ أَعْلىٰ صِلاتِ الْمُتَقَرِّبينَ (۳) وَ عَوِّضْني مِنْ عَفْوي عَنْهُمْ عَفْوَكَ وَ مِن دُعآئي لَهُمْ رَحْمَتَكَ حَتّىٰ يَسْعَدَ كُلُّ واحِدٍ مِّنّا بِفَضْلِكَ وَ يَنْجُوَ كُلٌّ مِّنّا بِمَنِّكَ (۴) اَللّٰهُمَّ وَ أَيُّما عَبْدٍ مِّنْ عَبيدِكَ أَدْرَكَهُ مِنّي دَرَكٌ أَوْ مَسَّهُ مِّنْ نّاحِيَتي أَذىً أَوْ لَحِقَهُ بي أَوْ بِسَبَبي ظُلْمٌ فَفُتُّهُ بِحَقِّهِ أَوْ سَبَقْتُهُ بِمَظْلِمَتِهِ فَصَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ ءالِهِ وَأَرْضِهِ عَنّي مِن وُّجْدِكَ وَ أَوْفِهِ حَقَّهُ مِنْ عِنْدِكَ (۵) ثُمَّ قِنِي مايُوجِبُ لَهُ حُكْمُكَ وَ خَلِّصْني مِمّا يَحْكُمُ بِهِ عَدْلُكَ فَإِنَّ قُوَّتي لاتَسْتَقِلُّ بِنَقِمَتِكَ وَ إِنَّ طاقَتي لاتَنْهَضُ بِسُخْطِكَ فَإِنَّكَ إِن تُكافِني بِالْحَقِّ تُهْلِكْني وَ إِلّا تَغَمَّدْني بِرَحْمَتِكَ تُوبِقْني.

۳۹۔ طلب عفو ورحمت کے بارے میں آپ کی دعا

(۱) خدایا محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور میری خواہش نفس کو ہر حرام کی منزل میں توڑ دے اور میری لالچ کا رخ ہر گناہ سے موڑ دے اور مجھے ہر مومن ومومنہ اور ہر مسلم ومسلمہ کی اذیت سے محفوظ رکھنا۔(۲) اور خدایا اگر کسی بندہ کی طرف سے مجھ تک وہ اذیت پہنچی ہے جسے تو نے ممنوع قرار دیا تھا یا اس طرح ہتک حرمت کی ہے جس طرح تو نے حرام قرار دیا تھا اور وہ اس مظلمہ کو لے کر مر گیا ہے یا زندگی ہی میں میرا کوئی حق اس کے میرے ذمہ رہ گیا ہے تو اس کے میرے ساتھ غلط برتاؤ کو بخش دے اور جو حق لے کر چلا گیا ہے اسے معاف کر دے اس کا حساب ان اعمال پر نہ کرنا جو میرے ساتھ انجام دیئے ہیں اور اس کی ان برائیوں کا اظہار نہ کرنا جو میرے حق میں انجام دی نہیں۔

(۳) اس کے بعد جو میں نے معاف کر دینے میں فیاضی سے کام لیا ہے اور عفو ودرگذار کی پیش کش کی ہے اس عمل کو کار خیر کرنے والوں کا بہترین کار خیر اور صاحبان تقرب کا بلند ترین وسیلہ قرار دینا ۔اور میرے معاف کر دینے کے عوض تو مجھے معاف کر دینا اور میری دعا کے بدلے مجھے رحمت عطا فرما تا کہ ہم سب تیرے فضل سے خوش نصیب ہو جائیں اور ہر ایک کو تیرے احسان کے طفیل نجات مل جائے۔

(۴) اور خدایا اگر تیرے کسی بندہ تک میری طرف سے کوئی مصیبت پہنچی ہو یا میری جانب سے کوئی اذیت پہنچ گئی ہو اور میری ذات سے یا میرے سبب سے کوئی ظلم ہو گیا ہو کہ اس کا کوئی حق فوت ہو گیا ہو یا میں اس کے حق میں حد سے آگے بڑھ گیا ہوں تو محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور اپنے عطیہ کے ذریعہ اسے مجھ سے راضی کر دے اور اس کے حق کو میری طرف سے مکمل طور پر عطا فرما دے اس کے بعد مجھے اس عذاب سے بچا لینا جسے تیرے فیصلہ نے لازم قرار دیا ہے (۵) اور اس مصیبت سے محفوظ کر دینا جس کا فیصلہ تیرے عدل نے کیا ہے کہ میری طاقت تیرے انتقام کا بوجھ نہیں اٹھا سکتی ہے اور میری قوت

(٦) اللّٰهُمَّ إنّيٓ أَسْتَوْهِبُکَ يآ إلٰهيٓ ما لايَنْقُصُکَ بَذْلُهُ وَ أَسْتَحْمِلُکَ ما لايَبْهَضُکَ حَمْلُهُ (٧) أَسْتَوْهِبُکَ يآ إلٰهيٓ نَفْسِيَ الَّتي لَمْ تَخْلُقْها لِتَمْتَنِعَ بِها مِن سُوٓءٍ أَوْ لِتَطَرَّقَ بِهآ إلىٰ نَفْعٍ وَّ لٰكِنْ أَنْشَأْتَهآ إثْباتاً لِّقُدْرَتِکَ عَلىٰ مِثْلِها وَاحْتِجاجاً بِها عَلىٰ شَكْلِها (٨) وَأَسْتَحْمِلُکَ مِن ذُنُوبي ما قَدْ بَهَظَني حَمْلُهُ وَ أَسْتَعِينُ بِکَ عَلىٰ ما قَدْ فَدَحَني ثِقْلُهُ (٩) فَصَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ ءالِهِ وَهَبْ لِنَفْسي عَلىٰ ظُلْمِها نَفْسي وَ وَكِّلْ رَّحْمَتَکَ بِاحْتِمالِ إصْرِي فَكَمْ قَدْ لَحِقَتْ رَحْمَتُکَ بِالْمُسِيٓئِينَ وَ كَمْ قَدْشَمِلَ عَفْوُکَ الظّالِمِينَ (١٠) فَصَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ ءالِهِ وَاجْعَلْنيٓ أُسْوَةَ مَن قَدْ أَنْهَضْتَهُ بِتَجاوُزِکَ عَن مَّصارِعِ الْخاطِئِينَ و خَلَّصْتَهُ بِتَوْفِيقِکَ مِن وَّرَطاتِ الْمُجْرِمِينَ فَأَصْبَحَ طَلِيقَ عَفْوِکَ مِنْ إسارِ سُخْطِکَ وَ عَتِيقَ صُنْعِکَ مِن وَّثاقِ عَدْلِکَ (١١) إنَّکَ إن تَفْعَلْ ذٰلِکَ يآ إلٰهيٓ تَفْعَلْهُ بِمَن لايَجْحَدُ اسْتِحْقاقَ عُقُوبَتِکَ وَ لايُبَرِّىءُ نَفْسَهُ مِنِ اسْتِيجابِ نَقِمَتِکَ (١٢) تَفْعَلْ ذٰلِکَ يآ إلٰهيٓ بِمَنْ خَوْفُهُ مِنکَ أَكْثَرُ مِن طَمَعِهِ فيکَ وَ بِمَن يَّأْسُهُ مِنَ النَّجاةِ أَوْكَدُ مِن رَّجائِهِ لِلْخَلاصِ لا أَنْ يَّكُونَ يَأْسُهُ قُنُوطاً أَوْ أَن يَّكُونَ طَمَعُهُ اغْتِراراً بَل لِّقِلَّةِ حَسَناتِهِ بَيْنَ سَيِّئاتِهِ وَ ضَعْفِ حُجَجِهِ فِي جَمِيعِ تَبِعاتِهِ (١٣) فَأَمّآ أَنْتَ يآ إلٰهيٓ فَأَهْلٌ أَن لّايَغْتَرَّ بِکَ الصِّدِّيقُونَ وَ لايَيْأَسَ مِنکَ الْمُجْرِمُونَ لِأَنَّکَ الرَّبُّ



تیری ناراضگی کو برداشت نہیں کر سکتی ہے۔(۶) خدایا میں تجھ سے وہ مانگ رہا ہوں جس کے دیدینے سے تیرے یہاں کوئی کمی نہ ہوگی اور تجھ پر وہ بار ڈال رہا ہوں جس کے اٹھانے سے تو تھک نہیں سکتا ہے۔ (۷) میں تجھ سے اپنا وہ نفس مانگ رہا ہوں جسے تو نے اس لئے نہیں خلق کیا ہے کہ اس کے ذریعہ اپنے کو کسی برائی سے بچائے یا کسی فائدہ تک پہنچنے کا راستہ بنائے۔ بلکہ صرف اس لئے بنایا ہے کہ اپنی قدرت کا اثبات کرے اور اس بات پر استدلال کرے کہ تو ایسی عظیم چیزیں بھی بنا سکتا ہے۔

(۸) اور میں اپنے گناہوں کا بار تیرے حوالہ کر رہا ہوں جن کی گرانی نے مجھے تھکا ڈالا ہے اور میں ان خطاؤں کے مقابلہ میں طالب امداد ہوں جن کی سنگینی نے خستہ حال کر دیا ہے۔(۹) لہٰذا خدایا محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور میرے نفس کو بخش دے کہ اس نے خود اپنے اوپر ظلم کیا ہے اور اپنی رحمت کو یہ ذمہ داری دیدے کہ میرے بوجھ کو برداشت کرے کہ کتنی ہی مرتبہ تیری رحمت بدعملوں کے شامل حال ہوئی ہے اور تیری معافی ظالموں کے کام آئی ہے۔(۱۰) لہٰذا محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور مجھے ان لوگوں کا نمونہ بنادے جنھیں تو نے اپنے درگذر کی بنا پر خطا کاروں کی ہلاکت گاہوں سے نکالا ہے اور اپنی توفیق کے سہارے مجرموں کی بربادیوں کی منزل سے بچایا ہے اور اب وہ تیری ناراضگی کی قید سے تیری معافی کے آزاد کردہ ہوگئے ہیں اور تیرے عدل کی زنجیروں سے تیری مہربانی کی بدولت نکل گئے ہیں ۔(۱۱) پروردگار اگر تو ایسا کرے گا بھی تو ایسے ہی انسان کے ساتھ کریگا جو استحقاق عذاب کا منکر نہیں ہے اور نہ اپنے نفس کو عقوبت کے قابل ہونے سے بری قرار دیتا ہے۔

(۱۲) تیرا یہ برتاؤ اس شخص کے ساتھ ہوگا جس کا تیرے عذاب سے خوف تیری رحمت کی طمع سے زیادہ ہے اور اس کی نجات سے مایوسی آزادی کی امید سے زیادہ ہے لیکن یہ مایوسی نہیں ہے اور نہ یہ امید کسی دھوکہ کی بنا پر ہے۔ بلکہ یہ مایوسی برائیوں کے درمیان نیکیوں کی قلت اور عواقب عمل کے سلسلہ میں اپنے دلائل کی کمزوری کی بنا پر ہے۔

(۱۳) لیکن تو بہر حال اس امر کا اہل ہے کہ سچے لوگ بھی تیری رحمت کے دھوکہ میں نہ رہ

الْعَظِيمُ الَّذِى لاَيَمْنَعُ أَحَداً فَضْلَهُ وَ لاَيَسْتَقْصِي مِنْ أَحَدٍ حَقَّهُ (۱۴)
تَعالىٰ ذِكْرُكَ عَنِ الْمَذْكُورِينَ وَ تَقَدَّسَتْ أَسْمَاؤُكَ عَنِ الْمَنْسُوبِينَ
وَفَشَتْ نِعْمَتُكَ فِي جَمِيعِ الْمَخْلُوقِينَ فَلَكَ الْحَمْدُ عَلىٰ ذٰلِكَ يَا
رَبَّ الْعالَمِينَ.





جائیں اور مجرمین بھی تیری رحمت سے مایوس نہ ہونے پائیں اس لئے کہ تو وہ رب عظیم ہے جو کسی سے بھی اپنے فضل و کرم کو روکتا نہیں ہے اور کسی ایک سے بھی اپنے پورے حق کا مطالبہ نہیں کرتا ہے۔

(۱۴) تیرا ذکر تمام قابل ذکر افراد سے زیادہ بلند تر ہے اور تیرے نام تمام نام آور لوگوں سے زیادہ مقدس ہیں اور تیری نعمتیں تمام مخلوقات میں پھیلی ہوئی ہیں۔ لہٰذا ساری حمد صرف تیرے ہی لئے ہے اے عالمین کے پالنے والے۔





(۴۰) وَكانَ مِنْ دُعائِهِ عَلَيْهِ السَّلامُ إذا نُعِيَ إلَيْهِ مَيِّتٌ أَوْ ذَكَرَ الْمَوْتَ

(۱) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَاكْفِنا طُولَ الْأَمَلِ وَ قَصِّرْهُ عَنّا بِصِدْقِ الْعَمَلِ حَتّٰى لانُؤَمِّلَ اسْتِتْمامَ ساعَةٍ بَعْدَ ساعَةٍ وَّ لَا اسْتِيفاءَ يَوْمٍ بَعْدَ يَوْمٍ وَّ لَا اتِّصالَ نَفَسٍ بِنَفَسٍ وَّ لَا لُحُوقَ قَدَمٍ بِقَدَمٍ (۲) وَّ سَلِّمْنا مِنْ غُرُورِهٖ وَ آمِنّا مِنْ شُرُورِهٖ وَانْصِبِ الْمَوْتَ بَيْنَ أَيْدِينا نَصْباً وَّ لاتَجْعَلْ ذِكْرَنا لَهُ غِبّاً (۳) وَّاجْعَلْ لَّنا مِنْ صالِحِ الْأَعْمالِ عَمَلاً نَّسْتَبْطِىءُ مَعَهُ الْمَصِيرَ إِلَيْكَ وَ نَحْرِصُ لَهُ عَلىٰ وَشْكِ اللَّحاقِ بِكَ حَتّٰى يَكُونَ الْمَوْتُ مَأْنَسَنَا الَّذِي نَأْنَسُ بِهٖ وَ مَأْلَفَنَا الَّذِي نَشْتاقُ إِلَيْهِ وَ حامَّتَنَا الَّتِي نُحِبُّ الدُّنُوَّ مِنْها (۴) فَإِذا أَوْرَدْتَّهُ عَلَيْنا وَأَنْزَلْتَهُ بِنا فَأَسْعِدْنا بِهٖ زائِراً وَّ آنِسْنا بِهٖ قادِماً وَّ لاتُشْقِنا بِضِيافَتِهٖ وَ لاتُخْزِنا بِزِيارَتِهٖ وَ اجْعَلْهُ باباً مِّنْ أَبْوابِ مَغْفِرَتِكَ وَ مِفْتاحاً مِّنْ مَّفاتِيحِ رَحْمَتِكَ (۵) أَمِتْنا مُهْتَدِينَ غَيْرَ ضالِّينَ طائِعِينَ غَيْرَ مُسْتَكْرِهِينَ تائِبِينَ غَيْرَ عاصِينَ وَ لامُصِرِّينَ يا ضامِنَ جَزاءِ الْمُحْسِنِينَ و مُسْتَصْلِحَ عَمَلِ الْمُفْسِدِينَ.



۴۰۔ کسی مرنے والے کی خبر سننے کے بعد یا موت کی یاد آنے کے بعد آپ کی دعا

(۱) خدایا محمد آل محمد پر رحمت نازل فرما اور ہمیں لمبی امیدوں سے بچالے اور انھیں صدق اعمال کی بنا پر کوتاہ بنادے تاکہ ہم ہر ساعت کے بعد دوسری ساعت کے مکمل ہوجانے اور ہر دن کے بعد دوسرے دن کے تمام ہوجانے اور ہر سانس کے بعد دوسری سانس کے آنے اور ہر قدم کے بعد دوسرے اقدام کے اٹھانے کی امید نہ کریں۔ (۲) ہمیں امیدوں کے فریب سے بچالے اور ان کے شر سے محفوظ رکھ موت کو ہمارا مطمح نظر بنادے اور ہمارے دل سے اس کی یاد غائب نہ ہونے پائے (۳) ہمیں نیک اعمال میں سے ایسے عمل کی توفیق عطا فرما جس کی بنا پر ہم تیری بارگاہ کی طرف واپسی میں دیری کو محسوس کریں اور جلد از جلد تیری جناب سے ملحق ہوجانے کی آرزو کریں۔

(۴) موت ہمارا وہ مرکز انس ہو جس سے ہم مانوس ہوں اور وہ محل الفت ہو جس کے ہم مشتاق رہیں اور ایک ایسی عزیز بن جائے جس سے قربت کی چاہت رہے اور اس کے بعد جب اس منزل میں وارد ہو جائیں اور وہ ہم پر نازل ہو جائے تو اسے بہترین ملاقات کرنے والا اور مانوس ترین آنے والا قرار دیدینا اور ہمیں اس کی مہمانی سے بد بخت نہ بنادینا اور اس کی ملاقات سے رسوانہ کردینا۔ اے ہمارے لئے مغفرت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ اور رحمت کی کنجیوں میں سے ایک کنجی قرار دے دینا۔

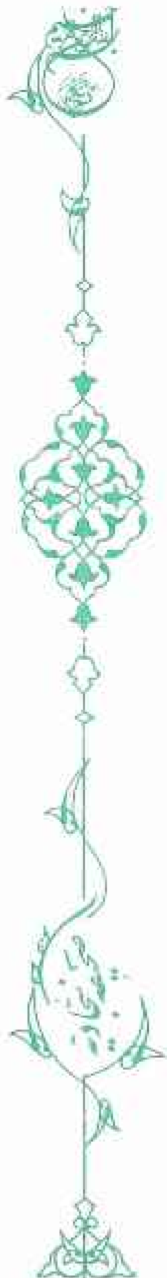
(۵) ہمیں اس حالت میں موت دینا کہ ہم ہدایت یافتہ ہوں اور گمراہ نہ ہوں۔ اطاعت گذار ہوں اور بیزار نہ ہوں توبہ کرنے والے ہوں اور کنہگار نہ ہوں اور نہ گناہوں پر اصرار کرنے والے ہوں۔ اے نیک کرداروں کی جزا کے ذمہ دار اور بدکرداروں کے اعمال کی اصلاح کرنے والے۔



(۴۱) وَكانَ مِنْ دُعائِهِ عَلَيْهِ السَّلامُ في طَلَبِ السِّترِ وَ الْوِقايَةِ

(۱) اَللّهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِه وَأَفْرِشْني مِهادَ كَرامَتِكَ وَ أَوْرِدْني مَشارِعَ رَحْمَتِكَ وَ أَحْلِلْني بُحْبُوحَةَ جَنَّتِكَ وَ لاتَسُمْني بِالرَّدِّ عَنْكَ وَ لاتَحْرِمْني بِالْخَيْبَةِ مِنْكَ (۲) وَ لاتُقاصَّني بِمَا اجْتَرَحْتُ وَ لاتُناقِشْني بِمَا اكْتَسَبْتُ وَ لاتُبْرِزْ مَكْتُومي وَ لاتَكْشِفْ مَسْتوري وَ لاتَحْمِلْ عَلىٰ ميزانِ الْإِنْصافِ عَمَلي وَ لاتُعْلِنْ عَلىٰ عُيُونِ الْمَلَأِ خَبَري (۳) أَخْفِ عَنْهُمْ مّايَكونُ نَشْرُهُ عَلَيَّ عاراً وّاطْوِ عَنْهُمْ مّايُلْحِقُني عِنْدَكَ شَناراً (۴) شَرِّفْ دَرَجَتي بِرِضْوانِكَ وَ أَكْمِلْ كَرامَتي بِغُفْرانِكَ وَانْظِمْني في أَصْحابِ الْيَمينِ وَ وَجِّهْني في مَسالِكِ الْأمِنينَ وَاجْعَلْني في فَوْجِ الْفائِزينَ وَاعْمُرْ بي مَجالِسَ الصّالِحينَ اٰمينَ رَبَّ الْعالَمينَ.





۴۱۔ پردہ پوشی اور حفاظت کے تقاضے کیلئے آپ کی دعا

(۱) خدایا محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما اور میرے لئے عزت و کرامت کی مسند بچھا دے اور مجھے رحمت کے چشموں پر وارد کر دے اور جنت کے مرکزی مقام تک پہنچا دے اور اپنی بارگاہ سے رد کر کے رنجیدہ نہ کرنا۔

(۲) اور میرے کرتوت کا بدلہ نہ لینا اور میرے اعمال کا دقیق محاسبہ نہ کرنا اور میرے پوشیدہ راز کا انکشاف نہ کرنا اور میرے مخفی امور کا اظہار نہ کرنا اور میرے اعمال کو عدالت کی ترازو پر مت رکھنا اور میرے اخبار کو لوگوں کی نظروں کے سامنے نمایاں نہ کرنا۔

(۳) میرے ان تمام معاملات کو لوگوں سے مخفی رکھنا جن کے نشر ہونے میں میرے واسطے ننگ و عار ہو۔

(۴) ان چیزوں کو لپیٹ کر رکھ دینا جن کی وجہ سے تیری بارگاہ میں مجھے ذلت و رسوائی لاحق ہو جائے اپنی رضا سے میرے درجہ کو بلند فرما دینا اور اپنی مغفرت سے میری کرامت کو مکمل کر دینا مجھے اصحاب یمین کے زمرہ میں شامل کر دے اور مطمئن افراد کے راستہ پر لگا دے کامیاب لوگوں کی فوج میں شامل کر دے اور مجھے صالحین کی مجلس کی آبادی کا ذریعہ بنا دے۔ آمین یارب العالمین۔



(۴۲) وَ كانَ مِنْ دُعائِهِ عَلَيْهِ السَّلامُ عِنْدَ خَتْمِ الْقُرْآنِ

(۱) اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ أَعَنْتَنِي عَلىٰ خَتْمِ كِتابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَهُ نُوراً وَّ جَعَلْتَهُ مُهَيْمِناً عَلىٰ كُلِّ كِتابٍ أَنْزَلْتَهُ وَ فَضَّلْتَهُ عَلىٰ كُلِّ حَدِيثٍ قَصَصْتَهُ (۲) وَ فُرْقاناً فَرَقْتَ بِهِ بَيْنَ حَلالِكَ وَ حَرامِكَ وَ قُرْءاناً أَعْرَبْتَ بِهِ عَنْ شَرائِعِ أَحْكامِكَ وَ كِتاباً فَصَّلْتَهُ لِعِبادِكَ تَفْصِيلاً وَّ وَحْياً أَنْزَلْتَهُ عَلىٰ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَواتُكَ عَلَيْهِ وَ ءالِهِ تَنْزِيلاً (۳) وَّ جَعَلْتَهُ نُوراً نَّهْتَدِي مِنْ ظُلَمِ الضَّلالَةِ وَ الْجَهالَةِ بِاتِّباعِهِ وَ شِفاءً لِّمَنْ أَنْصَتَ بِفَهْمِ التَّصْدِيقِ إِلَى اسْتِماعِهِ وَ مِيزانَ قِسْطٍ لَّايَحِيفُ عَنِ الْحَقِّ لِسانُهُ وَ نُورَ هُدًى لَّايُطْفَأُ عَنِ الشّاهِدِينَ بُرْهانُهُ وَ عَلَمَ نَجاةٍ لَّايَضِلُّ مَنْ أَمَّ قَصْدَ سُنَّتِهِ وَ لاتَنالُ أَيْدِي الْهَلَكاتِ مَنْ تَعَلَّقَ بِعُرْوَةِ عِصْمَتِهِ (۴) اللّٰهُمَّ فَإِذْ أَفَدْتَنَا الْمَعُونَةَ عَلىٰ تِلاوَتِهِ وَ سَهَّلْتَ جَواسِيَ أَلْسِنَتِنا بِحُسْنِ عِبارَتِهِ فَاجْعَلْنا مِمَّنْ يَّرْعاهُ حَقَّ رِعايَتِهِ وَ يَدِينُ لَكَ بِاعْتِقادِ التَّسْلِيمِ لِمُحْكَمِ ءاياتِهِ وَ يَفْزَعُ إِلَى الْإِقْرارِ بِمُتَشابِهِهِ وَ مُوضَحاتِ بَيِّناتِهِ (۵) اللّٰهُمَّ إِنَّكَ أَنْزَلْتَهُ عَلىٰ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَّ ءالِهِ مُجْمَلاً وَّ أَلْهَمْتَهُ عِلْمَ عَجائِبِهِ مُكَمَّلاً وَّ وَرَّثْتَنا عِلْمَهُ مُفَسَّراً وَّ فَضَّلْتَنا عَلىٰ مَنْ جَهِلَ عِلْمَهُ وَ قَوَّيْتَنا عَلَيْهِ لِتَرْفَعَنا فَوْقَ مَنْ لَّمْ يُطِقْ حَمْلَهُ (۶) اللّٰهُمَّ فَكَما جَعَلْتَ قُلُوبَنا لَهُ حَمَلَةً وَّ عَرَّفْتَنا

۴۲۔ختم قرآن کے موقع پر آپ کی دعا

(۱) خدایا تو نے میری امداد کی ہے اس کتاب کے ختم کرنے میں جس کو تو نے نور بنا کر نازل کیا ہے اور تمام نازل ہونے والی کتابوں کا گواہ بنایا ہے اس میں ہر حدیث کی تفصیل بیان کر دی ہے (۲) اور اسے ایسا نقطۂ امتیاز بنا دیا ہے جس سے حق و باطل میں امتیاز قائم کیا جا سکے اور ایسا قرآن بنا دیا ہے جس کے ذریعہ تمام قوانین شریعت کا اظہار ہو سکے اور ایسی کتاب بنا دی ہے جسے اپنے بندوں کے لئے شرح و تفصیل کے ساتھ واضح کیا ہے ایسی وحی بنائی ہے جسے اپنے نبی محمد ﷺ پر نازل کیا ہے (۳) اور ایسا نمونہ بنا دیا ہے جس کا اتباع کر کے ہم گمراہی کی تاریکیوں اور جہالت کے اندھیروں میں ہدایت پا سکیں اسے ان لوگوں کے واسطے نسخۂ شفا بنا دیا ہے جو فہم و تصدیق کے ساتھ اس کی باتوں کو کان دھر کر سنیں۔ اور ایسی میزان عدالت بنا دیا ہے جس کا کانٹا حق سے منحرف نہیں ہو سکتا ہے اور ایسا نور ہدایت بنا دیا ہے جس کا میزان دیکھنے والوں کے لئے خاموش نہیں ہوتا ہے اور ایسا پرچم نجات بنا دیا ہے جس کی سنت کا قصد کرنے والا گمراہ نہیں ہو سکتا ہے اور اس کی عصمت کے دستہ سے تمسک کرنے والے کو ہلاکت کے ہاتھ پا نہیں سکتے ہیں۔

(۴) خدایا جب تو نے اس کی تلاوت کے لئے ہماری امداد فرمائی ہے اور اس کی بہترین عبادت کے ذریعہ ہماری زبانوں کی گرہیں کھول دی ہیں تو اب ہمیں ان لوگوں میں بھی قرار دے دینا جو اس کی مکمل حفاظت کرتے ہوں اور اس کی محکم آیات کے سامنے سر تسلیم خم کرنے ہی کو اپنا دین قرار دیتے ہوں اور اس کے تشابہات کا بھی اقرار کرتے ہوں اور اس کے لئے روشن اور واضح دلائل کی پناہ لیتے ہوں۔ (۵) خدایا تو نے اسے نبی محمد ﷺ پر مجمل بنا کر نازل کیا ہے اور انھیں اس کے عجائبات کا مکمل علم دے دیا ہے اور ہمیں اس کے علم سے جاہل ہیں اور ہمیں اس کا بار اٹھانے کی قوت عطا فرما دی ہے جو اس

بِرَحْمَتِكَ شَرَفَهُ وَ فَضْلَهُ فَصَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ الْخَطيبِ بِهٖ وَ عَلىٰ ءالِهٖ الْخُزّانِ لَهُ وَاجْعَلْنا مِمَّن يَّعْتَرِفُ بِأَنَّهُ مِنْ عِنْدِكَ حَتّىٰ لايُعارِضَنَا الشَّكُّ في تَصْديقِهٖ وَ لايَخْتَلِجَنَا الزَّيْغُ عَن قَصْدِ طَريقِهٖ (٧) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ ءالِهٖ وَاجْعَلْنا مِمَّن يَّعْتَصِمُ بِحَبْلِهٖ وَ يَأْوي مِنَ الْمُتَشابِهاتِ إِلىٰ حِرْزِ مَعْقِلِهٖ وَ يَسْكُنُ في ظِلِّ جَناحِهٖ وَ يَهْتَدي بِضَوْءِ صَباحِهٖ وَ يَقْتَدي بِتَبَلُّجِ أَسْفارِهٖ وَ يَسْتَصْبِحُ بِمِصْباحِهٖ وَ لايَلْتَمِسُ الْهُدىٰ في غَيْرِهٖ (٨) اَللّٰهُمَّ وَ كَمانَصَبْتَ بِهٖ مُحَمَّداً عَلَماً لِّلدَّلالَةِ عَلَيْكَ وَ أَنْهَجْتَ بِالِهٖ سُبُلَ الرِّضآ إِلَيْكَ فَصَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ ءالِهٖ وَاجْعَلِ الْقُرْءانَ وَسيلَةً لَّنآ إِلىٰ أَشْرَفِ مَنازِلِ الْكَرامَةِ وَ سُلَّماً نَّعْرُجُ فيهِ إِلي مَحَلِّ السَّلامَةِ وَ سَبَباً نُّجْزىٰ بِهِ النَّجاةَ في عَرْصَةِ الْقِيامَةِ وَ ذَريعَةً نَّقْدُمُ بِها عَلىٰ نَعيمِ دارِ الْمُقامَةِ (٩) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ ءالِهٖ وَاحْطُطْ بِالْقُرْءانِ عَنّا ثِقْلَ الْأَوْزارِ وَهَبْ لَنا حُسْنَ شَمآئِلِ الْأَبْرارِ وَاقْفُ بِنآ ءاثارَ الَّذينَ قامُوا لَكَ بِهٖ ءاناءَ اللَّيْلِ وَ أَطْرافَ النَّهارِ حَتّىٰ تُطَهِّرَنا مِن كُلِّ دَنَسٍ بِتَطْهيرِهٖ وَ تَقْفُوَ بِنآ ءاثارَ الَّذينَ اسْتَضآءُوا بِنُورِهٖ وَ لَمْ يُلْهِهِمُ الْأَمَلُ عَنِ الْعَمَلِ فَيَقْطَعَهُم بِخُدَعِ غُرُورِهٖ (١٠) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ ءالِهٖ وَاجْعَلِ الْقُرْءانَ لَنا في ظُلَمِ اللَّيالي مُونِساً وَّ مِن نَّزَغاتِ الشَّيْطانِ وَ خَطَراتِ الْوَساوِسِ حارِساً وَّ لِأَقْدامِنا عَن نَّقْلِهآ إِلَى الْمَعاصي حابِساً وَّ لِأَلْسِنَتِنا

کے علم سے جاہل ہیں اور ہمیں اس کا بار اٹھانے کی قوت عطا فرمادی ہے تاکہ ہمیں ان سے بلند تر بنا سکے جو اس کا بار اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتے ہیں۔(۶) خدایا اب جس طرح تو نے ہمارے دلوں کو اس کا حامل بنایا ہے اور اپنی رحمت سے اس کے شرف سے باخبر بنایا ہے۔ اس نبی محمد پر رحمت نازل فرما جو اس کے ذریعہ خطابت کرتے تھے اور ان کی آل پر بھی جو اس کے خزانہ دار تھے۔ اور ہمیں ان لوگوں میں قرار دیدے جو اس امر کا اقرار رکھتے ہوں کہ یہ قرآن تیری طرف سے نازل ہوا ہے تاکہ ہم اس کی تصدیق میں کسی شک سے دوچار نہ ہوں اور اس کے سیدھے راستہ میں کوئی کجی شامل حال نہ ہونے پائے۔

(۷) خدایا محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور ہمیں ان لوگوں میں قرار دیدے جو اس کی ریسمان ہدایت سے متمسک ہوں اور متشابہات میں اس کی محفوظ پناہ گاہ کا سہارا لیتے ہوں اور اس کے پروں کے نیچے آرام لیتے ہوں اور اس کے نور کی روشنی سے ہدایت پاتے ہوں اور اس کی واضح درخشندگی کی اقتدا کرتے ہوں اور اس کے چراغ ہدایت سے اپنے چراغ جلاتے ہوں اور اس کے علاوہ کسی اور سے طلب ہدایت نہ کرتے ہوں۔(۸) خدایا جس طرح تو نے حضرت محمد ﷺ کو اپنی ذات کی طرف رہنمائی کا پرچم قرار دیا ہے اور ان کی آل کے وسیلہ سے راہ رضا پر چلایا ہے اب محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور اس قرآن کے ہمارے لئے شریف ترین منازل کرامت کا وسیلہ بنادے اور وہ زینہ بنادے جس سے ہم محل سلامتی تک بلند ہوسکیں اور وہ ذریعہ بنادے جس کے نتیجہ میں روز قیامت نجات حاصل کرسکیں اور جنت کی نعمتوں پر وارد ہوسکیں۔(۹) خدایا محمد وآل محمد کے ذریعہ رحمت نازل فرما اور اس قرآن کے ذریعہ ہمارے گناہوں کے بوجھ کو گرادے اور ہمیں نیک کرداروں کے بہترین خصائل عنایت فرمادے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلادے جو رات کے لحات اور ان کے اطراف میں تیرے حضور میں کھڑے رہتے ہیں تاکہ تو ہمیں ہر کثافت سے پاک بنادے اور ہمیں ان کے آثار پر چلادے جنھوں نے اس کے نور سے روشنی حاصل کی ہے اور انھیں بیجا امیدوں نے عمل سے غافل نہیں کیا ہے کہ غرور کی فریب کاری کے ذریعہ اعمال سے منقطع کردے۔(۱۰) خدایا محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور ہمارے لئے

عَنِ الْخَوْضِ فِى الْباطِلِ مِنْ غَيْرِ مَا ءافَةٍ مُخْرِساً وَّ لِجَوارِحِنا عَنِ اقْتِرافِ الْأَثامِ زاجِراً وَّ لِما طَوَتِ الْغَفْلَةُ عَنّا مِن تَصَفُّحِ الْإِعْتِبارِ ناشِراً حَتّى تُوصِلَ إِلىٰ قُلُوبِنا فَهْمَ عَجائِبِهِ وَ زَواجِرَ أَمْثالِهِ الَّتي ضَعُفَتِ الْجِبالُ الرَّواسي عَلىٰ صَلابَتِها عَنِ احْتِمالِهِ (١١) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ ءالِهِ وَ أَدِمْ بِالْقُرْءانِ صَلاحَ ظاهِرِنا وَاحْجُبْ بِهٖ خَطَراتِ الْوَساوِسِ عَن صِحَّةِ ضَمائِرِنا وَاغْسِلْ بِهٖ دَرَنَ قُلُوبِنا وَ عَلائِقَ أَوْزارِنا وَاجْمَعْ بِهٖ مُنْتَشَرَ أُمُورِنا وَأَرْوِ بِهٖ في مَوْقِفِ الْعَرْضِ عَلَيْكَ ظَمَأَ هَواجِرِنا وَاكْسُنا بِهٖ حُلَلَ الْأَمانِ يَوْمَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ في نُشُورِنا (١٢) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ ءالِهِ وَاجْبُرْ بِالْقُرْءانِ خَلَّتَنا مِنْ عَدَمِ الْإِمْلاقِ وَسُقْ إِلَيْنا بِهٖ رَغَدَ الْعَيْشِ وَ خِصْبَ سَعَةِ الْأَرْزاقِ وَجَنِّبْنا بِهِ الضَّرائِبَ الْمَذْمُومَةَ وَ مَدانِيَ الْأَخْلاقِ وَاعْصِمْنا بِهٖ مِنْ هُوَّةِ الْكُفْرِ وَ دَواعِي النِّفاقِ حَتّىٰ يَكُونَ لَنا فِى الْقِيامَةِ إِلىٰ رِضْوانِكَ وَ جِنانِكَ قائِداً وَّ لَنا فِى الدُّنْيا عَن سُخْطِكَ وَ تَعَدّي حُدُودِكَ ذائِداً وَّلِما عِنْدَكَ بِتَحْليلِ حَلالِهِ وَ تَحْريمِ حَرامِهِ شاهِداً (١٣) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ ءالِهِ وَ هَوِّن بِالْقُرْءانِ عِنْدَ الْمَوْتِ عَلىٰ أَنْفُسِنا كَرْبَ السِّياقِ وَ جَهْدَ الْأَنينِ وَ تَرادُفَ الْحَشارِجِ إِذا بَلَغَتِ النُّفُوسُ التَّراقِيَ وَ قيلَ مَن رّاقٍ وَّ تَجَلّىٰ مَلَكُ الْمَوْتِ لِقَبْضِها مِنْ حُجُبِ الْغُيُوبِ وَ رَماها عَن قَوْسِ الْمَنايا بِأَسْهُمِ وَحْشَةِ الْفِراقِ وَ داف

اس قرآن کورات کی تاریکیوں میں مونس اور شیطان کے اوہام اور وسوسوں کے خیالات سے محافظ بنادے اور ہمارے قدموں کو گناہوں کی طرف بڑھنے سے روکنے والا بنادے اور ہماری زبانوں کو باطل میں مبتلا ہونے سے بغیر کسی بیماری کے گونگا بنادے اور ہمارے اعضاء و جوارح کو گناہ اختیار کرنے سے روک دے اور ہماری غفلت نے جس دفتر عبرت کو لپیٹ دیا ہے اس کا نشر کرنے والا بنادے تاکہ تو ہمارے دلوں تک اس کے عجائب و غرائب کا ادراک اور اس کی متنبہ کرنے والی صلابت کے باوجود عاجز ہیں۔

(۱۱) خدایا محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما اور قرآن کے ذریعہ ہمارے ظاہر کی صلاح کو دائمی بنادے اور ہمارے منتشر امور کو جمع کردے اور اپنی بارگاہ میں حاضری کے وقت ہماری جھلتی دوپہر کی پیاس کو بجھادے اور ہمارے۔ حشر و نشر کے موقع پر ہولناک عذاب کے سامنے امن و امان کا لباس پہنا دینا۔

(۱۲) خدایا محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما اور قرآن کے ذریعہ ہماری ہر ضرورت کو پورا فرما کہ ہم محتاج نہ ہونے پائیں اور ہماری طرف بہترین عیش اور وسعت رزق کی آسودگی کے رخ کو موڑ دے اور ہمیں بری عادات اور پست اخلاق سے دور رکھنا اور کفر کے گڑھے میں گرنے اور نفاق کے اسباب سے بچالینا تاکہ یہ قرآن روز قیامت ہمارے لئے تیری رضا اور جنت کا قائد بن جائے اور ہمیں دنیا میں تیرے غضب اور تیرے حدود کے تجاوز سے روک دے اور تیری بارگاہ میں حلال کو حلال کہنے اور حرام کو حرام سمجھنے کا گواہ بن جائے۔

(۱۳) خدایا محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما اور موت کے وقت اس قرآن کے ذریعہ ہماری سخت جانکنی کو آسان بنادینا اور کراہنے کی سختیوں اور مسلسل ہچکیوں سے بچالینا جب جان گلے تک پہنچ جائے اور پوچھا جائے کہ اب جھاڑ پھونک کرنے والا کون ہے اور ملک الموت غیب کے پردہ سے قبض روح کے لئے نکل آئیں اور نفس کو موت کی کمان سے چلنے والے وحشت فراق کے تیروں کا نشانہ بنادیں اور موت کے زہریلے۔ مشروب کا وہ جام پلادے جس کا ذائقہ بھی زہریلا ہو اور آخرت کی طرف کوچ اور روانگی کا

لَهَا مِن ذُعَافِ الْمَوْتِ كَأْساً مَسْمُومَةَ الْمَذَاقِ وَدَنَا مِنَّآ إِلَى الْآخِرَةِ رَحِيلٌ وَّانْطِلَاقٌ وَّ صَارَتِ الْأَعْمَالُ قَلَآئِدَ فِي الْأَعْنَاقِ وَ كَانَتِ الْقُبُورُ هِيَ الْمَأْوىٰ إِلىٰ مِيقَاتِ يَوْمِ التَّلَاقِ (١٤) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ ءَالِهِ وَبَارِكْ لَنَا فِي حُلُولِ دَارِ الْبِلىٰ وَ طُولِ الْمُقَامَةِ بَيْنَ أَطْبَاقِ الثَّرىٰ وَاجْعَلِ الْقُبُورَ بَعْدَ فِرَاقِ الدُّنْيَا خَيْرَ مَنَازِلِنَا وَافْسَحْ لَنَا بِرَحْمَتِكَ فِي ضِيقِ مَلَاحِدِنَا وَ لَا تَفْضَحْنَا فِي حَاضِرِي الْقِيَامَةِ بِمُوبِقَاتِ ءَاثَامِنَا (١٥) وَارْحَمْ بِالْقُرْءَانِ فِي مَوْقِفِ الْعَرْضِ عَلَيْكَ ذُلَّ مَقَامِنَا وَ ثَبِّتْ بِهِ عِنْدَ اضْطِرَابِ جِسْرِ جَهَنَّمَ يَوْمَ الْمَجَازِ عَلَيْهَا زَلَلَ أَقْدَامِنَا وَ نَوِّرْ بِهِ قَبْلَ الْبَعْثِ سُدَفَ قُبُورِنَا وَ نَجِّنَا بِهِ مِنْ كُلِّ كَرْبٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ شَدَآئِدِ أَهْوَالِ يَوْمِ الطَّآمَّةِ (١٦) وَ بَيِّضْ وُجُوهَنَا يَوْمَ تَسْوَدُّ وُجُوهُ الظَّلَمَةِ فِي يَوْمِ الْحَسْرَةِ وَ النَّدَامَةِ وَاجْعَلْ لَنَا فِي صُدُورِ الْمُؤْمِنِينَ وُدّاً وَّ لَا تَجْعَلِ الْحَيَاةَ عَلَيْنَا نَكَداً (١٧) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ رَسُولِكَ كَمَا بَلَّغَ رِسَالَتَكَ وَ صَدَعَ بِأَمْرِكَ وَ نَصَحَ لِعِبَادِكَ (١٨) اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ نَبِيَّنَا صَلَوٰاتُكَ عَلَيْهِ وَ عَلىٰٓ ءَالِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَقْرَبَ النَّبِيِّينَ مِنْكَ مَجْلِساً وَّ أَمْكَنَهُمْ مِنْكَ شَفَاعَةً وَّ أَجَلَّهُمْ عِنْدَكَ قَدْراً وَّ أَوْجَهَهُمْ عِنْدَكَ جَاهاً (١٩) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ ءَالِ مُحَمَّدٍ وَّ شَرِّفْ بُنْيَانَهُ وَعَظِّمْ بُرْهَانَهُ وَ ثَقِّلْ مِيزَانَهُ وَ تَقَبَّلْ شَفَاعَتَهُ وَقَرِّبْ وَسِيلَتَهُ وَ بَيِّضْ وَجْهَهُ وَ أَتِمَّ

وقت قریب آجائے اور اعمال گلے کا طوق بن جائیں اور قبریں ہی قیامت تک رہنے کا ٹھکانہ بن جائیں۔

(۱۴) خدایا محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور ہمیں بوسیدگی کے گھر میں نازل ہونے اور خاک کے طبقات میں طویل قیام کے دوران برکت عطا فرما اور ہماری قبروں کو دنیا چھوڑنے کے بعد بہترین منزل بنا دینا اور ہمارے لئے اپنی رحمت سے قبر میں وسعت عطا فرما دینا (۱۵) اور ہمارے مہلک گناہوں کی بنا پر ہمیں روز قیامت کے حاضرین کے درمیان رسوا نہ کرنا اور جس دن تیرے سامنے پیش کئے جائیں اس دن اس قرآن کی برکت سے ہمارے موقف کی ذلت پر رحم کرنا اور جب جہنم کے پل سے گذرتے ہوئے پاؤں لڑکھڑانے لگیں تو ہماری لغزش قدم کو ثبات عطا فرما دینا (۱۶) اور ہمیں قیامت کے دن کے ہر کرب اور روز حشر کے تمام ہولناک ترین منازل سے اسی قرآن کے ذریعہ نجات دے دینا اور اس کی برکت سے اس دن ہمارے چہروں کو روشن بنا دینا جب سارے چہرے سیاہ ہو رہے ہوں۔ جو حسرت وندامت کا دن ہوگا اور ہمارے لئے مومنین کے دل میں محبت قرار دیدے اور ہماری زندگی کو ناخوشگوار نہ بنا دینا۔

(۱۷) خدایا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت نازل فرما جو تیرے بندہ اور رسول ہیں جس طرح کہ انھوں نے تیرے پیغامات کو پہنچایا تیرے امر کا برملا اظہار کیا اور تیرے بندوں کو نصیحت کی۔

(۱۸) خدا ہمارے پیغمبر کو (ان پر اور ان کی آل پر تیری صلوات ہو) روز قیامت تمام انبیاء کی نشستوں میں اپنے سے قریب ترین جگہ دینا جن کے شفاعت کے اختیارات سب سے زیادہ ہوں اور ان کی منزلت سب سے زیادہ عظیم تر ہو اور ان کا جاہ وحشم وجیہ تر ہو۔

(۱۹) خدایا حضرت محمد پر رحمت نازل فرما ان کی بنیادوں کو بلند تر قرار دے ان کے برہان کو عظیم بنا دے ان کے میزان عمل کو سنگین بنا دے ان کی شفاعت کو قبول فرما ان کے وسیلہ کو قریب تر بنا دے۔ ان کے چہرہ کو روشن کر دے ان کے نور کو مکمل کر دے ان کے درجہ کو بلند کر دے۔

نُورَهُ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ (٢٠) وَ أَحْيِنا عَلىٰ سُنَّتِهِ وَ تَوَفَّنا عَلىٰ مِلَّتِهِ وَ خُذْ بِنا مِنْهاجَهُ وَاسْلُكْ بِنا سَبِيلَهُ وَاجْعَلْنا مِنْ أَهْلِ طاعَتِهِ وَاحْشُرْنا فِي زُمْرَتِهِ وَ أَوْرِدْنا حَوْضَهُ وَاسْقِنا بِكَأْسِهِ (٢١) وَصَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ ءالِه صَلاةً تُبَلِّغُهُ بِهآ أَفْضَلَ ما يَأْمُلُ مِنْ خَيْرِكَ وَ فَضْلِكَ وَ كَرامَتِكَ إِنَّكَ ذُو رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ وَّ فَضْلٍ كَرِيمٍ (٢٢) اَللّٰهُمَّ اجْزِهِ بِما بَلَّغَ مِن رِّسالاتِكَ وَ أَدّىٰ مِنْ ءاياتِكَ وَ نَصَحَ لِعِبادِكَ وَ جاهَدَ فِي سَبِيلِكَ أَفْضَلَ ما جَزَيْتَ أَحَداً مِّن مَّلآئِكَتِكَ الْمُقَرَّبِينَ وَ أَنْبِيآئِكَ الْمُرْسَلِينَ الْمُصْطَفَيْنَ وَ السَّلامُ عَلَيْهِ وَعَلىٰ ءالِهِ الطَّيِّبِينَ الطّاهِرِينَ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكاتُهُ.





(۲۰) ہمیں ان کی سنت پر زندہ رکھنا اور انھیں کی ملت پر موت دینا ہمیں انھیں کے راستہ پر چلانا اور انھیں کے مسلک پر گامزن رکھنا ہمیں ان کے اطاعت گذاروں میں قرار دینا اور انھیں کے زمرہ میں محشور کرنا انھیں کے حوض کوثر پر وارد کرنا اور انھیں کے پیالہ سے سیراب کرنا۔

(۲۱) خدایا رحمت نازل فرما محمد وآل محمد پر وہ رحمت جس کے ذریعہ تو انھیں خیر وفضل وکرامت کی اس منزل تک پہنچادے جس کی وہ آرزو رکھتے ہوں کہ تو بیشک رحمت واسعہ اور فضل کریم کا مالک ہے۔

(۲۲) خدایا انھیں اپنے پیغامات کے پہنچانے، اپنی آیات کی تبلیغ کرنے اپنے بندوں کو نصیحت کرنے اور اپنی راہ میں جہاد کرنے کا وہ اجر عطا فرما جو ان تمام جزاؤں سے بالاتر ہو جو تو نے ملائکہ مقربین یا انبیاء مرسلین مصطفین کو عطا فرمائی ہیں۔ سلام ہو ان پر ان کی آل طیبین وطاہرین پر اور اللہ کی رحمت وبرکت ان تمام حضرات کے لئے ہے۔



(۴۳) وَ كانَ مِنْ دُعائِهِ عَلَيْهِ السَّلامُ إذا نَظَرَ إلَى الْهِلالِ

(۱) أَيُّهَا الْخَلْقُ الْمُطيعُ الدّآئِبُ السَّريعُ الْمُتَرَدِّدُ في مَنازِلِ التَّقْديرِ الْمُتَصَرِّفُ في فَلَكِ التَّدْبيرِ (۲) ءامَنْتُ بِمَن نَوَّرَ بِكَ الظُّلَمَ وَ أَوْضَحَ بِكَ الْبُهَمَ وَ جَعَلَكَ ءايَةً مِنْ ءاياتِ مُلْكِهِ وَ عَلامَةً مِنْ عَلاماتِ سُلْطانِهِ وَامْتَهَنَكَ بِالزِّيادَةِ وَ النُّقْصانِ وَ الطُّلُوعِ وَ الْأُفُولِ وَ الْإِنارَةِ وَ الْكُسُوفِ في كُلِّ ذلِكَ أَنْتَ لَهُ مُطيعٌ وَ إلَىٰ إرادَتِهِ سَريعٌ (۳) سُبْحانَهُ ماأَعْجَبَ مادَبَّرَ في أَمْرِكَ وَ أَلْطَفَ ماصَنَعَ في شَأْنِكَ جَعَلَكَ مِفْتاحَ شَهْرٍ حادِثٍ لِأَمْرٍ حادِثٍ (۴) فَأَسْأَلُ اللهَ رَبّي وَ رَبَّكَ وَ خالِقي وَ خالِقَكَ وَ مُقَدِّري وَ مُقَدِّرَكَ وَ مُصَوِّري وَ مُصَوِّرَكَ أَنْ يُصَلِّيَ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَ ءالِهِ و أن يَجْعَلَكَ هِلالَ بَرَكَةٍ لاتَمْحَقُهَا الْأَيّامُ وَ طَهارَةٍ لاتُدَنِّسُهَا الْآثامُ (۵) هِلالَ أَمْنٍ مِنَ الْآفاتِ وَ سَلامَةٍ مِنَ السَّيِّئاتِ هِلالَ سَعْدٍ لانَحْسَ فيهِ وَ يُمْنٍ لانَكَدَ مَعَهُ وَ يُسْرٍ لايُمازِجُهُ عُسْرٌ وَ خَيْرٍ لايَشُوبُهُ شَرٌّ هِلالَ أَمْنٍ وَ إيمانٍ وَ نِعْمَةٍ وَ إحْسانٍ وَ سَلامَةٍ وَ إسْلامٍ (۶) اَللّهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَ ءالِهِ وَاجْعَلْنا مِنْ أَرْضىٰ مَنْ طَلَعَ عَلَيْهِ وَ أَزْكىٰ مَن نَظَرَ إلَيْهِ وَ أَسْعَدَ مَن تَعَبَّدَ لَكَ فيهِ وَ وَفِّقْنا فيهِ لِلتَّوْبَةِ وَاعْصِمْنا فيهِ مِنَ الْحَوْبَةِ وَاحْفَظْنا فيهِ مِن مُباشَرَةِ مَعْصِيَتِكَ (۷) وَأَوْزِعْنا فيهِ شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَ أَلْبِسْنا فيهِ جُنَنَ الْعافِيَةِ وَ أَتْمِمْ عَلَيْنا بِاسْتِكْمالِ طاعَتِكَ فيهِ الْمِنَّةَ إنَّكَ الْمَنّانُ الْحَميدُ وَ صَلَّى اللهُ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَ ءالِهِ الطَّيِّبينَ الطّاهِرينَ.

۴۳۔ چاند دیکھنے کے بعد آپ کی دعا

(۱) اے اطاعت الٰہی میں تیز رفتاری کے ساتھ سرگرم عمل مخلوق۔ جو تقدیر الٰہی کی معینہ منزلوں میں گردش کرتا رہتا ہے اور آسان تدبیر پر تصرف کرتا رہتا ہے (۲) میں اس ذات اقدس پر ایمان رکھتا ہوں جس نے تیرے ذریعہ تاریکیوں کو روشن بنایا، ڈھکی چھپی چیزوں کو واضح کیا اور تجھے اپنی مملکت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی اور اپنی سلطنت کی علامتوں میں سے ایک علامت قرار دیا اور تیری کمی و زیادتی اور طلوع و غروب، روشنی و کسوف کے ذریعہ تجھ پر اپنے غلبہ کا اظہار کیا اور تو ہر حال میں اس کا مطیع اور اس کی فرمانبرداری کی راہ میں سریع اسیر رہا۔ (۳) پاک پاکیزہ ہے جس نے تیرے امر کی تدبیر کو حیرت انگیز انداز سے انجام دیا اور تیرے حالات کی صناعی کو لطیف ترین قرار دیا اور تجھے آنے والے حالات کے لئے نئے مہینہ کی کلید بنا دیا۔ (۴) اب میں اسی خدا سے سوال کر رہا ہوں جو تیرا بھی رب ہے اور میرا بھی رب ہے تیرا بھی خالق ہے اور میرا بھی خالق ہے۔ تیرا بھی تقدیر ساز ہے اور میرا بھی تقدیر ساز ہے تیرا بھی مصور ہے اور میرا بھی مصور ہے۔ کہ محمد و آل محمد پر رحمت نازل کرے اور تجھے وہ برکت کا چاند قرار دے جسے گناہ آلودہ نہ کر سکیں۔ (۵) تو آفتوں سے امن و امان کا چاند رہے اور برائیوں سے سلامتی کا ہلال بنے ایسی سعادت کا چاند بنے جس میں نحوست نہ ہو اور ایسی برکت کا چاند بنے جس میں رنج و غم نہ ہو اور ایسی سہولت کا چاند بنے جس میں تنگی نہ ہو اور ایسے خیر کا چاند بنے جس میں شر کی آمیزش نہ ہو امن و ایمان، نعمت و احسان اور سلامتی و اسلام کا چاند۔ (۶) خدایا محمد آل محمد پر رحمت نازل فرما اور ہم کو ان تمام لوگوں میں پسندیدہ ترین بنا دے جن پر چاند طلوع کرے اور ان میں پاکیزہ ترین قرار دے دے جو اس کی طرف نظر کریں اور ان میں نیک بخت ترین بنا دے جو اس میں تیری عبادت کریں۔ اور ہمیں توبہ کی توفیق دیدے اور ہمیں گناہوں سے محفوظ بنا دے۔ اور ہمارا نافرمانیوں کے ارتکاب سے تحفظ فرما (۷) اور نعمتوں کے شکریہ کی توفیق عطا فرما ہمیں اس مہینہ میں عافیت کا لباس پہنا دے اور تکمیل اطاعت کے ذریعہ ہم پر اپنے احسانات کو مکمل کر دے بیشک تو بڑا احسان کرنے والا اور قابل حمد ہے۔ اللہ رحمت نازل کرے حضرت محمد اور ان کی آل پر جو سب کے سب طیب و طاہر ہیں۔

(٤٤) وَكَانَ مِنْ دُعائِهِ عَلَيْهِ السَّلامُ إِذا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضانَ

(١) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدانا لِحَمْدِهِ وَ جَعَلَنا مِنْ أَهْلِهِ لِنَكُونَ لِإِحْسانِهِ مِنَ الشّاكِرِينَ وَ لِيَجْزِيَنا عَلىٰ ذٰلِكَ جَزآءَ الْمُحْسِنِينَ (٢) وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي حَبانا بِدِينِهِ وَاخْتَصَّنا بِمِلَّتِهِ وَ سَبَّلَنا فِي سُبُلِ إِحْسانِهِ لِنَسْلُكَها بِمَنِّهِ إِلىٰ رِضْوانِهِ حَمْداً يَتَقَبَّلُهُ مِنّا وَ يَرْضىٰ بِهِ عَنّا (٣) وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَ مِنْ تِلْكَ السُّبُلِ شَهْرَهُ شَهْرَ رَمَضانَ شَهْرَ الصِّيامِ وَ شَهْرَ الْإِسْلامِ وَ شَهْرَ الطَّهُورِ وَ شَهْرَ التَّمْحِيصِ وَ شَهْرَ الْقِيامِ الَّذِيٓ أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْءانُ هُدىً لِّلنّاسِ وَ بَيِّناتٍ مِّنَ الْهُدىٰ وَ الْفُرْقانِ (٤) فَأَبانَ فَضِيلَتَهُ عَلىٰ سآئِرِ الشُّهُورِ بِما جَعَلَ لَهُ مِنَ الْحُرُماتِ الْمَوْفُورَةِ وَ الْفَضآئِلِ الْمَشْهُورَةِ فَحَرَّمَ فِيهِ ما أَحَلَّ فِي غَيْرِهٖ إِعْظاماً وَّ حَجَرَ فِيهِ الْمَطاعِمَ وَ الْمَشارِبَ إِكْراماً وَّ جَعَلَ لَهُ وَقْتاً بَيِّناً لّا يُجِيزُ جَلَّ وَعَزَّ أَنْ يُّقَدَّمَ قَبْلَهُ وَ لا يَقْبَلُ أَنْ يُّؤَخَّرَ عَنْهُ (٥) ثُمَّ فَضَّلَ لَيْلَةً واحِدَةً مِّنْ لَّيالِيهِ عَلىٰ لَيالِيْ أَلْفِ شَهْرٍ وَّ سَمّاها لَيْلَةَ الْقَدْرِ تَنَزَّلُ الْمَلآئِكَةُ وَالرُّوحُ فِيها بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ أَمْرٍ سَلامٌ دآئِمُ الْبَرَكَةِ إِلىٰ طُلُوعِ الْفَجْرِ عَلىٰ مَنْ يَّشآءُ مِنْ عِبادِهٖ بِما أَحْكَمَ مِنْ قَضآئِهِ (٦) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ ءالِهِ وَ أَلْهِمْنا مَعْرِفَةَ فَضْلِهِ وَ إِجْلالَ حُرْمَتِهِ وَ التَّحَفُّظَ مِمّا حَظَرْتَ فِيهِ وَ أَعِنّا عَلىٰ

۴۴۔ماہ رمضان کے آغاز پر آپ کی دعا

(۱) ساری حمد اس اللہ کے لئے ہے جس نے ہمیں حمد کی ہدایت دی ہے اور اس کا اہل قرار دیا ہے تاکہ ہم اس کے احسانات کا شکریہ ادا کرنے والوں میں شامل ہو جائیں اور وہ ہمیں اس بات پر نیک کرداروں جیسی جزا دے سکے۔ (۲) ساری حمد اس اللہ کیلئے ہے جس نے ہمیں اپنا دین عطا فرمایا۔ اور اپنی ملت کا امتیاز بخشا اور اپنے احسان کے راستوں پر لگا دیا تاکہ اس کے احسان کے سہارے اس کی مرضی تک پہنچ جائیں۔ ایسی حمد جسے وہ ہم سے قبول کرلے اور اس کے ذریعہ ہم سے راضی ہو جائے۔

(۳) ساری حمد اس اللہ کے لئے ہے جس نے ہمارے خیر کے راستوں میں سے ایک راستہ اپنے مہینہ کو قرار دیا ہے جو رمضان کا مہینہ ہے روزہ کا مہینہ ہے اور راتوں کو قیام کا مہینہ ہے۔ جس میں اس نے اس قرآن کو نازل کیا ہے اور اسے لوگوں کیلئے ہدایت اور ہدایت کے ساتھ حق و باطل میں امتیاز کی کھلی نشانی قرار دیا ہے (۴) اور اس کے بعد فراوان عزتوں اور مشہور فضیلتوں کے ذریعہ تمام مہینوں پر اس کی فضیلت کا اظہار کیا ہے اس کے احترام میں ان چیزوں کو بھی حرام کر دیا ہے جو دوسرے مہینوں میں حلال تھیں اور اس کے اکرام میں کھانے پینے کو بھی ممنوع قرار دیدیا ہے۔ اور اس نے اس کے لئے ایک واضح وقت قرار دیا ہے جس سے نہ مقدم کرنے کی اجازت دی ہے اور نہ موخر کرنے پر راضی ہے۔

(۵) اس مہینہ کی ایک رات کو ہزار مہینوں کی راتوں سے افضل قرار دیدیا ہے اور اس کا نام شب قدر رکھ دیا ہے جس میں ملائکہ اور روح پروردگار کے اذن سے تمام امور لے کر نازل ہوتے ہیں اور یہ رات طلوع فجر تک سلامتی اور دوام برکت کا سبب رہتی ہے وہ اپنے جس بندہ کے لئے برکت چاہے، اور جس طرح اس نے محکم فیصلہ کر دیا ہے۔

(۶) خدایا محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما اور ہمیں اس کی فضیلت کی معرفت اور اس کی حرمت

صِيامِهِ بِكَفِّ الْجَوارِحِ عَنْ مَعاصِيكَ وَاسْتِعْمالِها فيهِ بِما يُرْضيكَ
حَتّىٰ لانُصْغِيَ بِأَسْماعِنآ إِلىٰ لَغْوٍ وَّ لانُسْرِعَ بِأَبْصارِنآ إِلىٰ لَهْوٍ (٧) وَّ حَتّىٰ
لانَبْسُطَ أَيْدِيَنا إِلىٰ مَحْظُورٍ وَّ لانَخْطُوَ بِأَقْدامِنآ إِلىٰ مَحْجُورٍ وَّ حَتّى
لاتَعِيَ بُطُونُنآ إِلّا مآ أَحْلَلْتَ وَ لاتَنْطِقَ أَلْسِنَتُنآ إِلّا بِما مَثَّلْتَ وَ لا تَتَكَلَّفَ
إِلّا ما يُدْني مِنْ ثَوابِكَ وَ لا نَتَعاطىٰ إِلَّا الَّذي يَقي مِنْ عِقابِكَ ثُمَّ خَلِّصْ
ذٰلِكَ كُلَّهُ مِن رِّيآءِ الْمُرآئينَ وَ سُمْعَةِ الْمُسْمِعينَ لانُشْرِكُ فيهِ أَحَداً
دُونَكَ وَ لانَبْتَغي فيهِ مُراداً سِواكَ (٨) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ ءالِهِ
وَقِفْنا فيهِ عَلىٰ مَواقيتِ الصَّلَواتِ الْخَمْسِ بِحُدُودِهَا الَّتي حَدَّدْتَ وَ
فُرُوضِهَا الَّتي فَرَضْتَ وَ وَظآئِفِهَا الَّتي وَظَّفْتَ وَ أَوْقاتِهَا الَّتي وَقَّتَّ (٩) وَ
أَنْزِلْنا فيها مَنْزِلَةَ الْمُصيبينَ لِمَنازِلِهَا الْحافِظينَ لِأَرْكانِهَا الْمُؤَدّينَ لَها فِي
أَوْقاتِها عَلىٰ ما سَنَّهُ عَبْدُكَ وَ رَسُولُكَ صَلَواتُكَ عَلَيْهِ وَ ءالِهِ في
رُكُوعِها وَ سُجُودِها وَ جَميعِ فَواضِلِها عَلىٰ أَتَمِّ الطُّهُورِ وَ أَسْبَغِهِ وَ أَبْيَنِ
الْخُشُوعِ وَ أَبْلَغِهِ (١٠) وَ وَفِّقْنا فيهِ لِأَنْ نَصِلَ أَرْحامَنا بِالْبِرِّ وَ الصِّلَةِ وَ
أَنْ نَتَعاهَدَ جيرانَنا بِالْإِفْضالِ وَ الْعَطِيَّةِ وَ أَنْ نُخَلِّصَ أَمْوالَنا مِنَ التَّبِعاتِ وَ
أَنْ نُطَهِّرَها بِإِخْراجِ الزَّكَواتِ وَ أَنْ نُراجِعَ مَنْ هاجَرَنا وَ أَنْ نُنْصِفَ مَنْ
ظَلَمَنا وَ أَنْ نُسالِمَ مَنْ عادانا حاشىٰ مَنْ عُودِيَ فيكَ وَ لَكَ فَإِنَّهُ الْعَدُوُّ
الَّذي لا نُواليهِ وَ الْحِزْبُ الَّذي لا نُصافيهِ . (١١) وَ أَنْ نَتَقَرَّبَ إِ-

کی جلالت اور اس میں تمام ممنوعہ امور سے تحفظ کا الہام عطا فرما اور اس کے روزوں پر ہماری امداد فرما کہ ہم اپنے اعضا کو تیری نافرمانی سے روک سکیں اور ان اعمال میں لگا سکیں جو تجھے راضی کر سکیں تا کہ ہم کسی لغویات پر کان نہ دھریں اور کسی لہو کی طرف جلدی سے نگاہ نہ کریں اور نہ کسی ممنوع شئے کی طرف ہاتھ بڑھائیں اور نہ کسی حرام کی طرف قدم اٹھائیں (۷) یہاں تک کہ ہمارے پیٹ بھی انھیں چیزوں سے بھریں جنھیں تو نے حلال قرار دیا ہے۔ اور ہماری زبان بھی انھیں باتوں سے گویا ہو جنھیں تو نے بیان کیا ہے اور ہم صرف انھیں اعمال کی زحمت اٹھائیں ثواب سے قریب تر بنا دیں اور وہی افعال انجام دیں جو تیرے عذاب سے بچا سکیں اس کے بعد ان تمام اعمال کو ریاکاروں کی ریاکاری اور سنانے والوں کے جذبۂ شہرت سے پاک بنا دے تا کہ ہم تیرے علاوہ کسی کو شریک نہ کریں اور تیرے ماسوا کسی مطلوب کی آرزو نہ کریں۔ (۸) خدایا محمد آل محمد پر رحمت نازل فرما اور ہمیں پانچوں نمازوں کے اوقات کی توفیق دے ان حدود کے ساتھ جو تو نے معین کی ہیں اور ان واجبات کے ساتھ جنھیں تو نے فرض کیا ہے اور ان وظائف کے ساتھ جو تو نے مقرر کیا ہے اور ان اوقات کے ساتھ جنھیں تو نے معین کر دیا ہے۔

(۹) اور اس منزل نماز میں ہمیں ان کے مرتبہ تک پہنچا دے جو اس کی منزلوں کے حاصل کرنے والے، اس کے ارکان کی حفاظت کرنے والے اور اسے بروقت ادا کرنے والے ہیں جس طرح تیرے بندہ اور رسول نے رکوع و سجود اور تمام آداب کو مقرر کیا ہے مکمل طہارت اور پوری پاکیزگی اور کامل و نمایاں خضوع و خشوع کے ساتھ۔ (۱۰) اور ہمیں توفیق دے کہ ہم اس ماہ رمضان میں اپنے قرابتداروں کے ساتھ نیکی اور صلۂ رحمی کا برتاؤ کریں اور اپنے ہمسایوں کے ساتھ انعام و بخشش کا برتاؤ کریں اور جو ظلم کرے ذریعہ پاک بنائیں جو قطع تعلق کرے اس سے تعلقات قائم کریں اور جو ظلم کرے اس کے ساتھ انصاف کریں اور جو دشمنی کرے اس کے ساتھ معالمت آمیز برتاؤ کریں علاوہ ان کے جن سے میری دشمنی تیرے بارے میں ہے اور تیرے لئے ہے کہ ایسے دشمنوں سے ہم کسی وقت بھی محبت نہیں کر سکتے ہیں اور یہ وہ گروہ ہے جس سے کسی قیمت پر صفائی نہیں ہو سکتی ہے۔ (۱۱) اور ہمیں توفیق دے کہ اس مہینہ میں

فيهِ مِنَ الْأَعْمالِ الزّاكِيَةِ بِماتُطَهِّرُنا بِهِ مِنَ الذُّنوبِ وَ تَعْصِمُنا فيهِ مِمّا نَسْتَأْنِفُ مِنَ الْعُيُوبِ حَتّى لايُورِدَ عَلَيْكَ أَحَدٌ مِّنْ مَّلآئِكَتِكَ إِلّا دُونَ ما نُورِدُ مِنْ أَبْوابِ الطّاعَةِ لَكَ وَ أَنْواعِ الْقُرْبَةِ إِلَيْكَ (١٢) اَللّهُمَّ إِنّي أَسْأَلُكَ بِحَقِّ هذا الشَّهْرِ وَ بِحَقِّ مَن تَعَبَّدَ لَكَ فيهِ مِنِ ابْتِدآئِهِ إِلىٰ وَقْتِ فَنآئِهِ مِن مَّلَكٍ قَرَّبْتَهُ أَوْ نَبِيٍّ أَرْسَلْتَهُ أَوْ عَبْدٍ صالِحٍ اخْتَصَصْتَهُ أَن تُصَلِّيَ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ ءالِهِ وَ أَهِّلْنا فيهِ لِما وَعَدتَّ أَوْلِيآءَكَ مِن كَرامَتِكَ وَ أَوْجِبْ لَنا فيهِ ماأَوْجَبْتَ لِأَهْلِ الْمُبالَغَةِ فِي طاعَتِكَ وَاجْعَلْنا فِي نَظْمِ مَنِ اسْتَحَقَّ الرَّفِيعَ الْأَعْلىٰ بِرَحْمَتِكَ (١٣) اَللّهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ ءالِهِ وَجَنِّبْنَا الْإِلْحادَ فِي تَوْحيدِكَ وَ التَّقْصيرَ فِي تَمْجيدِكَ وَ الشَّكَّ فِي دينِكَ وَالْعَمىٰ عَن سَبيلِكَ وَ الْإِغْفالَ لِحُرْمَتِكَ وَ الْإِنْخِداعَ لِعَدُوِّكَ الشَّيْطانِ الرَّجيمِ (١٤) اَللّهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ ءالِهِ وَ إِذا كانَ لَكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِّن لَّيالِي شَهْرِنا هذا رِقابٌ يُّعْتِقُها عَفْوُكَ أَوْ يَهَبُها صَفْحُكَ فَاجْعَل رِّقابَنا مِن تِلْكَ الرِّقابِ وَاجْعَلْنا لِشَهْرِنا مِنْ خَيْرِ أَهْلٍ وَّ أَصْحابٍ (١٥) اَللّهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ ءالِهِ وَامْحَقْ ذُنُوبَنا مَعَ امِّحاقِ هِلالِهِ وَاسْلَخْ عَنّا تَبِعاتِنا مَعَ انْسِلاخِ أَيّامِهِ حَتّى يَنْقَضِيَ عَنّا وَ قَدْ صَفَّيْتَنا فيهِ مِنَ الْخَطيئاتِ وَ أَخْلَصْتَنا فيهِ مِنَ السَّيِّئاتِ (١٦) اَللّهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ ءالِهِ وَإِن مِّلْنا فيهِ فَعَدِّلْنا وَ إِن زُغْنا فيهِ فَقَوِّمْنا وَ إِن اشْتَمَ

پاکیزہ اعمال کے ذریعہ تیرا قرب حاصل کریں جو ہمیں گناہوں سے پاک بنادے اور مستقبل کی زندگی میں عیوب سے بچالے تاکہ کوئی بھی فرشتہ تیری بارگاہ میں اس سے بہتر عمل نہ پیش کرسکیں۔

(۱۲) خدایا میں تجھے اس مہینہ کے حق اور ان بندوں کے حق کا واسطہ دے کر سوال کررہا ہوں جنھوں نے اس مہینہ میں ابتدا سے لے کر انتہاء تک تیری عبادت کی ہے چاہے۔ وہ ملک مقرب ہو یا نبی مرسل یا وہ بندہ صالح جسے تو نے اپنا بنا رکھا ہے۔ کہ محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما اور ہمیں اس کرامت کا اہل قرار دیدے جس کا تو نے اپنے اولیاء سے وعدہ کیا ہے اور ہمارے لئے لازم قرار دیئے ہیں جو تیری انتہائی اطاعت کرنے والے ہیں اور ہمیں اس جماعت میں شامل کردے جو تیری رحمت کی بنا پر تیری رفاقت کی بلند ترین منزل پر فائز ہیں۔

(۱۳) خدایا محمد آل محمد پر رحمت نازل فرما اور ہمیں اپنی توحید کے بارے میں ہر طرح کی بے راہ روی اور اپنی بزرگی کے اقرار کے ذیل میں ہر طرح کی کوتاہی اور اپنے دین میں ہر طرح کے شک اور اپنے راستہ سے ہر طرح کی گمراہی اور اپنی حرمت سے ہر طرح کی غفلت اور اپنے دشمن شیطان رجیم سے ہر طرح سے دھوکہ کھانے سے محفوظ فرمادے۔

(۱۴) خدایا محمد آل محمد پر رحمت نازل فرما اور اگر تیرے پاس اس مہینہ کی ہر رات میں کچھ گرفتار عذاب گردنیں ہیں جنھیں تو آزاد کرتا ہے یا اپنی مہربانی سے معاف کرتا ہے تو ہماری گردنوں کو بھی انھیں گردنوں میں سے قرار دیدے اور ہمیں اس مہینہ کے بہترین اہل واصحاب میں شمار کرلے۔

(۱۵) خدایا محمد آل محمد پر رحمت نازل فرما اور اس چاند کے تمام ہوتے ہوتے ہمارے گناہوں کو بھی محو کردے اور اس کے ایام کے گذرتے گذرتے ہمیں تمام صعوبتوں سے باہر نکال لے تاکہ یہ مہینہ اس عالم میں تمام ہو کہ تو ہمیں خطاؤں سے اور گناہوں سے آزاد کرچکا ہو۔ (۱۶) خدایا محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما اور اگر اس مہینہ میں ہمارے اندر کوئی کجی پیدا ہوگئی ہو تو اسے سیدھا کردینا اور اگر ہم بہک جائیں تو ہماری اصلاح کردینا اور اگر شیطان ہم پر غالب آجائے تو ہمیں اس سے نجات دلادینا۔

عَلَيْنا عَدُوُّکَ الشَّيْطانُ فَاسْتَنْقِذْنا مِنْهُ (١٧) اللّهُمَّ اشْحَنْهُ بِعِبادَتِنا إيّاکَ وَ زَيِّنْ أَوْقاتَهُ بِطاعَتِنا لَکَ وَ أَعِنّا في نَهارِهِ عَلىٰ صِيامِهِ وَ في لَيْلِهِ عَلَى الصَّلاةِ وَ التَّضَرُّعِ إلَيْکَ وَ الْخُشُوعِ لَکَ وَ الذِّلَّةِ بَيْنَ يَدَيْکَ حَتّى لايَشْهَدَ نَهارُهُ عَلَيْنا بِغَفْلَةٍ وَّ لا لَيْلُهُ بِتَفْرِيطٍ (١٨) اللّهُمَّ وَاجْعَلْنا في سائِرِ الشُّهُورِ وَ الْأَيّامِ كَذٰلِکَ ما عَمَّرْتَنا وَاجْعَلْنا مِنْ عِبادِکَ الصّالِحِينَ ﴿الَّذينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فيها خالِدُونَ﴾ ﴿وَالَّذينَ يُؤْتُونَ ما آتَوْا وَ قُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إلىٰ رَبِّهِمْ راجِعُونَ﴾ وَ مِنَ ﴿الَّذينَ يُسارِعُونَ فِى الْخَيْراتِ وَ هُمْ لَها سابِقُونَ﴾ (١٩) اَللّهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ في كُلِّ وَقْتٍ وَّ كُلِّ أَوانٍ وَّ عَلىٰ كُلِّ حالٍ عَدَدَ ماصَلَّيْتَ عَلىٰ مَن صَلَّيْتَ عَلَيْهِ وَ أَضْعافَ ذٰلِکَ كُلِّهِ بِالْأَضْعافِ الَّتي لايُحْصيها غَيْرُکَ إنَّکَ فَعّالٌ لِّماتُرِيدُ.





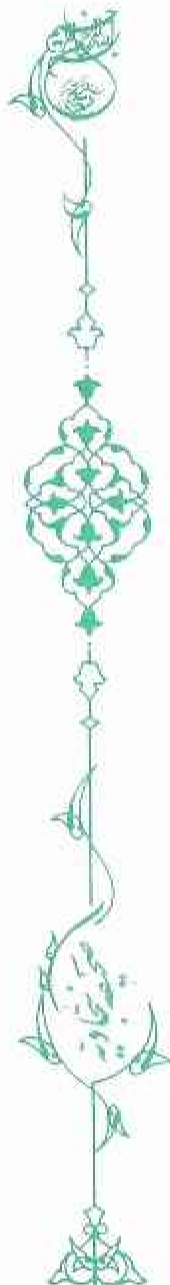
(۱۷) خدایا اس مہینہ کو ہماری عبادتوں سے معمور کر دے اور ہمارے سارے اوقات میں اس کی نماز، تضرع وزاری وخشوع وتذلل پر ہماری امداد فرما تا کہ نہ اس کا دن ہماری غفلت کا گواہ بنے اور نہ اس کی رات ہماری کوتاہیوں کی شہادت دے۔

(۱۸) خدایا اور جب تک ہمیں زندہ رکھنا تمام مہینوں اور دنوں میں ہمارے لیل ونہار کو ایسا ہی رکھنا اور ہمیں ان نیک بندوں میں قرار دے دینا جو تیری جنت کے وارث ہوں اور وہیں ہمیشہ رہنے والے ہوں تیرے دیئے ہوئے کو تیری ہی راہ میں خرچ کریں اور ان کے دل تیرے خوف سے لرزرہے ہوں کہ انھیں اپنے پروردگار کی بارگاہ میں واپس جانا ہے۔ اور ان لوگوں میں قرار دیدے جو نیکیوں کی طرف تیز رفتاری سے بڑھنے والے اور سبقت کرنے والے ہوں۔

(۱۹) خدایا محمد وآل محمد پر ہر وقت، ہر آن اور ہر حال میں اتنی رحمت نازل فرما جس قدر تو نے اپنے کسی بھی بندہ پر نازل کی ہو اور پھر اسے اس قدر دگنا کر دے جس کا شمار نہ کیا جا سکے کہ تو جس چیز کا ارادہ کر لیتا ہے اسے کر دیتا ہے۔







(۴۵) وَكانَ مِنْ دُعائِهِ عَلَيْهِ السَّلامُ في وَداعِ شَهْرِ رَمَضانَ

(۱) اَللّٰهُمَّ يا مَن لّايَرْغَبُ فِى الْجَزآءِ (۲) وَ يا مَن لّايَنْدَمُ عَلَى الْعَطآءِ (۳) وَ يا مَن لّايُكافِئُ عَبْدَهُ عَلَى السَّوآءِ (۴) مِنَّتُكَ ابْتِدآءٌ وَّ عَفْوُكَ تَفَضُّلٌ وَّ عُقُوبَتُكَ عَدْلٌ وَّقَضاؤُكَ خِيَرَةٌ (۵) إنْ أَعْطَيْتَ لَمْ تَشُبْ عَطآءَكَ بِمَنٍّ وَ إن مَّنَعْتَ لَمْ يَكُن مَّنْعُكَ تَعَدِّياً (۶) تَشْكُرُ مَن شَكَرَكَ وَ أَنْتَ أَلْهَمْتَهُ شُكْرَكَ (۷) وَ تُكافِىءُ مِنْ حَمِدَكَ وَ أَنْتَ عَلَّمْتَهُ حَمْدَكَ (۸) تَسْتُرُ عَلىٰ مَن لَّوْ شِئْتَ فَضَحْتَهُ وَ تَجُودُ عَلىٰ مَن لَّوْ شِئْتَ مَنَعْتَهُ وَكِلاهُمآ أَهْلٌ مِّنْكَ لِلْفَضِيحَةِ وَ الْمَنعِ غَيْرَ أَنَّكَ بَنَيْتَ أَفْعالَكَ عَلَى التَّفَضُّلِ وَ أَجْرَيْتَ قُدْرَتَكَ عَلَى التَّجاوُزِ (۹) وَ تَلَقَّيْتَ مَنْ عَصاكَ بِالْحِلْمِ وَ أَمْهَلْتَ مَن قَصَدَ لِنَفْسِهِ بِالظُّلْمِ تَسْتَنْظِرُهُمْ بِأَناتِكَ إِلَى الإنابَةِ وَ تَتْرُكُ مُعاجَلَتَهُمْ إِلَى التَّوْبَةِ لِكَيْلا يَهْلِكَ عَلَيْكَ هالِكُهُمْ وَ لايَشْقىٰ بِنِعْمَتِكَ شَقِيُّهُمْ إِلّا عَن طُولِ الإعْذارِ إِلَيْهُ وَ بَعْدَ تَرادُفِ الْحُجَّةِ عَلَيْهِ كَرَماً مِّنْ عَفْوِكَ يا كَرِيمُ وَ عائِدَةً مِّنْ عَطْفِكَ يا حَلِيمُ (۱۰) أَنْتَ الَّذِىٓ فَتَحْتَ لِعِبادِكَ باباً إِلىٰ عَفْوِكَ وَ سَمَّيْتَهُ التَّوْبَةَ وَ جَعَلْتَ عَلى ذٰلِكَ الْبابِ دَلِيلاً مِّن وَّحْيِكَ لِئَلّا يَضِلُّوا عَنهُ فَقُلْتَ تَبارَكَ اسْمُكَ ﴿تُوبُوٓا إِلَى اللهِ تَوْبَةً نَّصُوحاً عَسىٰ رَبُّكُمْ أَن يُّكَفِّرَ

۴۵۔وداع ماہ مبارک رمضان کے لئے آپ کی دعا

(۱)اے وہ پروردگار جو اپنے احسانات کا بدلہ نہیں چاہتا (۲)اور اپنی عطاؤں پر نادم نہیں ہوتا۔ (۳)اور کسی کو صرف عمل کے برابر بدلہ نہیں دیتا۔(۴) بلکہ اس کا احسان ابتدائی ہوتا ہے اور اس کی معافی اس کے کافضل وکرم کا نتیجہ ہے۔اس کا عقاب تقاضائے انصاف ہے اور اس کا فیصلہ خیر مجسم ہے(۵)وہ جب عطا کرتا ہے تو اپنی عطا کو احسان جتانے سے آلودہ نہیں کرتا ہے اور جب روک دیتا ہے تو اس کا روک دینا کوئی ظلم نہیں ہوتا ہے۔(۶)وہ ہر شکریہ ادا کرنے والے کی قدر کرتا ہے جب کہ خود ہی شکریہ کا الہام کرتا ہے(۷)اور ہر حمد کرنے والے کو بدلہ دیتا ہے جب کہ خود ہی حمد کی تعلیم دیتا ہے۔(۸)وہ اس کے گناہوں پر بھی پردہ ڈالتا ہے جسے رسوا کرسکتا ہے اور اس پر بھی کرم کرتا ہے جس کے کرم کو روک سکتا ہے۔ جب کہ دونوں ہی رسوائی اور محرومی کے قابل ہوتے ہیں لیکن اس نے اپنے افعال کی بنیاد تفضل پر رکھی ہے اور اپنی قدرت کا استعمال صرف درگذر کرنے میں کرتا ہے۔

(۹) گناہگار کے ساتھ حلم سے پیش آتا ہے اور جو اپنے نفس پر ظلم کرنے کا ارادہ کرتا ہے اسے مہلت دیدیتا ہے مجرموں کو مہلت دے کر ان کی توبہ کا انتظار کرتا ہے اور ان کے حساب میں جلدی نہیں کرتا ہے تا کہ اس کی طرف رجوع کرلیں اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ کوئی ہلاک ہونے والا ہلاک ہو یا کوئی بدبخت اس کی نعمتوں میں بدبختی سے کام لے تو پوری عذرداری کے بعد اور مسلسل دلائل کے قیام کے بعد ایسا ہو یہ اس کے عفو و درگذر کا کرم ہے اور یہ اس کی مہربانی کا احسان ہے کہ وہ کریم و حلیم ہے۔

(۱۰)میرے پروردگار تو ہی وہ ہے جس نے اپنے بندوں کے لئے معافی کا ایک دروازہ کھولا ہے اور اس کا نام توبہ رکھا ہے اور پھر اس دروازہ پر اپنی وحی کا ایک رہنما مقرر کردیا ہے تا کہ لوگ اس سے بھٹکنے نہ پائیں تیرا نام پاکیزہ ہے اور تو نے خود فرمایا ہے کہ اللہ کی بارگاہ میں خالص توبہ کرو قریب

عَنْكُمْ سَيِّئاتِكُمْ وَ يُدْخِلَكُمْ جَنّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهارُ (١١) يَوْمَ لايُخْزِي اللهُ النَّبِيَّ وَ الَّذِينَ ءامَنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ يَسْعىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَ بِأَيْمانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنا أَتْمِمْ لَنا نُورَنا وَاغْفِرْ لَنا إِنَّكَ عَلىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ فَما عُذْرُ مَنْ أَغْفَلَ دُخُولَ ذٰلِكَ الْمَنزِلِ بَعْدَ فَتْحِ الْبابِ وَ إِقامَةِ الدَّلِيلِ (١٢) وَ أَنْتَ الَّذِي زِدتَّ فِي السَّوْمِ عَلىٰ نَفْسِكَ لِعِبادِكَ تُرِيدُ رِبْحَهُمْ فِي مُتاجَرَتِهِمْ لَكَ وَ فَوْزَهُمْ بِالْوِفادَةِ عَلَيْكَ وَ الزِّيادَةِ مِنكَ فَقُلْتَ تَبارَكَ اسْمُكَ وَ تَعالَيْتَ ﴿مَن جاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثالِها وَ مَن جاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلايُجْزىٰ إِلَّا مِثْلَها﴾(١٣) وَ قُلْتَ ﴿مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنابِلَ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ وَّاللهُ يُضاعِفُ لِمَن يَشاءُ﴾ وَ قُلْتَ ﴿مَن ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللهَ قَرْضاً حَسَناً فَيُضاعِفَهُ لَهُ أَضْعافاً كَثِيرَةً﴾ وَّ مآ أَنْزَلْتَ مِن نَّظائِرِهِنَّ فِي الْقُرْءانِ مِن تَضاعِيفِ الْحَسَناتِ (١٤) وَ أَنْتَ الَّذِي دَلَلْتَهُمْ بِقَوْلِكَ مِن غَيْبِكَ وَ تَرْغِيبِكَ الَّذِي فِيهِ حَظُّهُمْ عَلىٰ ما لَوْسَتَرْتَهُ عَنْهُمْ لَمْ تُدْرِكْهُ أَبْصارُهُمْ وَ لَمْ تَعِهِ أَسْماعُهُمْ وَ لَمْ تَلْحَقْهُ أَوْهامُهُمْ فَقُلْتَ ﴿اذْكُرُونِيٓ أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَ لاتَكْفُرُونِ﴾ وَ قُلْتَ ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَ لَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذابِي لَشَدِيدٌ﴾(١٥) وَّ قُلْتَ ﴿أُدْعُونِيٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ داخِرِينَ﴾ فَسَمَّيْتَ

ہے کہ تمھارا پروردگار تمھاری خطاؤں سے درگذر کردے اور تمھیں ان باغات میں داخل کردے جس کے نیچے نہریں جاری ہوں۔(۱۱) اس دن جس دن پروردگار اپنے پیغمبر اور ان کے ساتھ ایمان لانیوالوں کو رسوانہیں کرے گا اور ان کے لئے ایک نور قرار دے گا جو ان کے سامنے اور داہنے چل رہا ہوگا اور وہ کہہ رہے ہوں گے کہ۔ پروردگار ہمارے نور کی تکمیل فرمادے اور ہمیں معاف کردے کہ تو ہر شے پر قادر ہے،، تو اب اس شخص کے پاس کیا عذر ہے جو دروازہ کھلنے اور راہنمائی کے قائم ہونے کے بعد بھی گھر میں داخل نہ ہو، تو وہ ہے جس نے اپنے بندوں سے معاملہ کرنے میں اپنے اوپر زیادہ نرخ کی ذمہ داری لے لی ہے۔(۱۲) کہ تو ان کی تجارت میں زیادہ فائدہ دینا چاہتا ہے اور انھیں اپنی بارگاہ میں حاضری کی کامیابی اور اضافہ کی سعادت دینا چاہتا ہے تو نے خود ہی اعلان کیا ہے اور تیرا نام بابرکت اور بلند و برتر ہے۔ کہ جو ایک نیکی انجام دے گا اسے دس گنا اجر دیا جائے گا اور اگر برائی کرے گا تو صرف اتنا ہی بدلہ دیا جائیگا۔

(۱۳) اور تیرا ارشاد ہے جو لوگ راہ خدا میں اپنے اموال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس دانہ کی ہے جس سے سات بالیاں پیدا ہوں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ جس کے لئے چاہتا ہے اضافہ کردیتا ہے'' اور تیرا ہی یہ بھی ارشاد ہے ،،کون ہے جو اللہ کو قرض حسن دے تاکہ وہ اسے کئی گنا بنادے'' اور اس کے علاوہ قرآن مجید کی بہت سی آیات ہیں جن میں تو نے نیکیوں کے دگنے چوگنے بنانے کا وعدہ کیا ہے۔(۱۴) اور تو ہی وہ ہے جس نے اپنی قوت غیبی اور ترغیب کے ذریعہ ان کی رہنمائی کی ہے جس میں ان کا فائدہ ہے کہ اگر تو ان سے پوشیدہ رکھتا تو ان کی نگاہیں ان کا ادراک نہ کرسکتیں۔ اور ان کے کان سن بھی نہ سکتے اور ان کے خیالات وہاں تک پہنچ بھی نہ سکتے اور تو نے ہی فرمایا ہے کہ ''تم مجھے یاد کرو میں تمھیں یاد کروں گا اور میرا شکریہ ادا کرو اور میری نعمتوں کا انکار نہ کرو،، اور یہ بھی فرمایا ہے کہ! اگر تم ہمارا شکریہ ادا کروگے تو ہم نعمتوں میں اضافہ کردیں گے اور اگر کفران نعمت کروگے تو ہمارا عذاب بھی بہت سخت ہوگا،، (۱۵) اور یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا اور جو لوگ میری عبادت (دعا) سے استکبار کرتے ہیں وہ عنقریب ذلت کے ساتھ داخل جہنم ہوں گے،،

دُعاَئَکَ عِبادَةً وَّ تَرْکَهُ اسْتِکْباراً وَّ تَوَعَّدتَ عَلیٰ تَرْکِهٖ دُخُولَ جَهَنَّمَ داخِرِينَ (۱۶) فَذَکَرُوکَ بِمَنِّکَ وَ شَکَرُوکَ بِفَضْلِکَ وَ دَعَوْکَ بِأَمْرِکَ وَ تَصَدَّقُوا لَکَ طَلَباً لِّمَزِيدِکَ وَ فِيهاٰ کانَتْ نَجاتُهُم مِّنْ غَضَبِکَ وَ فَوْزُهُم بِرِضاکَ (۱۷) وَلَوْ دَلَّ مَخْلوقٌ مَّخْلوقاً مِّن نَّفْسِهٖ عَلیٰ مِثْلِ الَّذِی دَلَلْتَ عَلَيْهِ عِباذَکَ مِنْکَ کانَ مَوْصُوفاً بِالْإِحسانِ وَ مَنْعُوتاً بِالْاِمْتِنانِ وَ مَحْمُوداً بِکُلِّ لِسانٍ فَلَکَ الْحَمْدُ ماوُجِدَ فِي حَمْدِکَ مَذْهَبٌ وَّ مابَقِيَ لِلْحَمْدِ لَفْظٌ تُحْمَدُ بِهٖ وَ مَعْنیً يَّنْصَرِفُ الَيْهِ (۱۸) يا مَن تَحَمَّدَ إِلیٰ عِبادِهٖ بِالإِحْسانِ وَ الْفَضْلِ وَ غَمَرَهُم بِالْمَنِّ وَالطُّولِ ماٰ أَفْشیٰ فِيناٰ نِعْمَتَکَ وَ أَسْبَغَ عَلَيْناٰ مِنَّتَکَ وَ أَخَصَّنا بِبِرِّکَ (۱۹) هَدَيْتَنا لِدِينِکَ الَّذِی اصْطَفَيْتَ وَ مِلَّتِکَ الَّتِي ارْتَضَيْتَ وَ سَبِيلِکَ الَّذِی سَهَّلْتَ وَ بَصَّرْتَنَا الزُّلْفَةَ لَدَيْکَ وَ الْوُصولَ إِلیٰ کَرامَتِکَ (۲۰) اَللّٰهُمَّ وَ أَنْتَ جَعَلْتَ مِن صَفايا تِلْکَ الْوَظآئِفِ وَ خَصائِصِ تِلْکَ الْفُروضِ شَهْرَ رَمَضانَ الَّذِی اخْتَصَصْتَهُ مِن سآئِرِ الشُّهُورِ وَ تَخَيَّرْتَهُ مِن جَمِيعِ الْأَزْمِنَةِ وَ الدُّهُورِ وَ ءاثَرْتَهُ عَلیٰ کُلِّ أَوْقاتِ السَّنَةِ بِماٰ أَنْزَلْتَ فِيهِ مِنَ الْقُرءانِ وَ النُّورِ وَ ضاعَفْتَ فِيهِ مِنَ الْإِيمانِ وَ فَرَضْتَ فِيهِ مِنَ الصِّيامِ وَ رَغَّبْتَ فِيهِ مِنَ الْقِيامِ وَ أَجْلَلْتَ فِيهِ مِن لَّيْلَةِ الْقَدْرِ الَّتِي هِیَ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ (۲۱) ثُمَّ ءاثَرْتَنا بِهٖ عَلی سآئِرِ

تو نے دعا کو عبادت کا نام دیا ہے اور اس کے ترک کرنے کو استکبار قرار دیا ہے بلکہ اس ترک پر جہنم میں منھ کے بل داخل کرنے کی دھمکی دی ہے (۱۶) جس کے نتیجہ میں انھوں نے تیرے احسان سے تجھے یاد کیا اور تیرے فضل سے تیرا شکریہ ادا کیا تیرے حکم سے تجھے پکارا اور تجھ سے مزید لینے کیلئے تیری راہ میں صدقہ دیا اور اسی میں ان کے لئے تیرے غضب سے نجات اور تیری رضا کی کامیابی تھی۔

(۱۷) کہ اگر کوئی مخلوق کسی مخلوق کو اپنے بارے میں وہ باتیں بتا دیتا جو تو نے بتائی ہیں تو یقیناً اس کی تعریف کی جاتی۔ تو اب ہمیشہ میری طرف سے تیری حمد ہوتی رہے گی جب تک حمد کا کوئی راستہ ملتا رہے گا اور جب تک حمد کے لئے کوئی لفظ باقی رہے گا اور کوئی معنی رہ جائیں گے جس کی بازگشت حمد کی طرف ہو۔

(۱۸) اے وہ پروردگار جس نے اپنے فضل واحسان کی بنا پر حمد کا استحقاق پیدا کیا اور بندوں کو اپنے نعمت وکرم سے ڈھانپ لیا تیری نعمتیں ہمارے بارے میں کس قدر عام ہیں اور تیرے احسانات کس قدر مکمل ہیں اور تو نے اپنے کرم کو کسی قدر ہم سے مخصوص کر دیا ہے۔

(۱۹) ہمیں اپنے اس دین کی ہدایت دیدی ہے جسے تو نے پسند فرمایا ہے اور اس راستہ کی نشاندہی کر دی ہے جسے منتخب کیا ہے اور وہ راہ حق دکھلا دی ہے جسے آسان بنا دیا ہے اور اپنی بارگاہ میں قربت کے تمام راستے دکھا دیئے اور اپنی کرامت تک پہنچنے کے تمام وسائل بتا دیئے۔

(۲۰) خدایا اور تو نے اپنے انھیں منتخب فرائض اور مخصوص واجباب میں ایک ماہ رمضان بھی قرار دیا ہے جسے تمام مہینوں میں خصوصیت عطا فرمائی ہے اور تمام زمانوں اور اوقات میں منتخب قرار دیا ہے اور سال کے تمام اوقات میں اس امر کے لئے منتخب کیا ہے کہ اس میں قرآن اور نور کو نازل کیا ہے جو ہزار مہینوں والی ہے اور اسے شب قدر کی جلالت عطا فرمائی ہے۔ جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

(۲۱) اس کے بعد تو نے اس ماہ مبارک کے ذریعہ ہمیں تمام امتوں پر مقدم کیا ہے اس کی فضیلت کے ذریعہ اقوام میں منتخب قرار دیا ہے۔ تو ہم نے بھی تیرے حکم سے اس کے دن میں روزہ رکھا اور

الْأُمَمِ وَاصْطَفَيْتَنا بِفَضْلِهِ دُونَ أَهْلِ الْمِلَلِ فَصُمْنا بِأَمْرِكَ نَهارَهُ وَ قُمْنا
بِعَوْنِكَ لَيْلَهُ مُتَعَرِّضِينَ بِصِيامِهِ وَ قِيامِهِ لِما عَرَّضْتَنا لَهُ مِن رَّحْمَتِكَ وَ
تَسَبَّبْنا إِلَيْهِ مِن مَّثُوبَتِكَ وَ أَنْتَ الْمَلِيءُ بِمارُغِبَ فِيهِ إِلَيْكَ الْجَوادُ بِما
سُئِلْتَ مِن فَضْلِكَ الْقَرِيبُ إِلىٰ مَنْ حاوَلَ قُرْبَكَ (٢٢) وَ قَدْ أَقامَ فِينا
هٰذَا الشَّهْرُ مَقامَ حَمْدٍ وَّ صَحِبَنا صُحْبَةَ مَبْرُورٍ وَّ أَرْبَحَنا أَفْضَلَ أَرْباحِ
الْعالَمِينَ ثُمَّ قَدْ فارَقَنا عِنْدَ تَمامِ وَقْتِهِ وَ انْقِطاعِ مُدَّتِهِ وَ وَفاءِ عَدَدِهِ (٢٣)
فَنَحْنُ مُوَدِّعُوهُ وِداعَ مَنْ عَزَّ فِراقُهُ عَلَيْنا وَ غَمَّنا وَ أَوْحَشَنا انْصِرافُهُ عَنّا وَ
لَزِمَنا لَهُ الذِّمامُ الْمَحْفُوظُ وَ الْحُرْمَةُ الْمَرْعِيَّةُ وَ الْحَقُّ الْمَقْضِيُّ فَنَحْنُ
قائِلُونَ السَّلامُ عَلَيْكَ يا شَهْرَ اللهِ الْأَكْبَرَ وَ يا عِيدَ أَوْلِيائِهِ (٢٤) السَّلامُ
عَلَيْكَ يا أَكْرَمَ مَصْحُوبٍ مِّنَ الْأَوْقاتِ وَ يا خَيْرَ شَهْرٍ فِي الْأَيّامِ وَ
السّاعاتِ (٢٥) السَّلامُ عَلَيْكَ مِن شَهْرٍ قَرُبَت فِيهِ الْآمالُ وَ نُشِرَتْ فِيهِ
الْأَعْمالُ (٢٦) السَّلامُ عَلَيْكَ مِن قَرِينٍ جَلَّ قَدْرُهُ مَوْجُوداً وَّ أَفْجَعَ فَقْدُهُ
مَفْقُوداً وَّ مَرْجُوٍّ آلَمَ فِراقُهُ (٢٧) السَّلامُ عَلَيْكَ مِنْ أَلِيفٍ آنَسَ
مُقْبِلاً فَسَرَّ وَ أَوْحَشَ مُنْقَضِياً فَمَضَّ (٢٨) السَّلامُ عَلَيْكَ مِن مُّجاوِرٍ
رَّقَّتْ فِيهِ الْقُلُوبُ وَ قَلَّتْ فِيهِ الذُّنُوبُ (٢٩) السَّلامُ عَلَيْكَ مِن ناصِرٍ
أَعانَ عَلَى الشَّيْطانِ وَ صاحِبٍ سَهَّلَ سُبُلَ الْإِحْسانِ (٣٠) السَّلامُ
عَلَيْكَ ما أَكْثَرَ عُتَقاءَ اللهِ فِيكَ وَ ما أَسْعَدَ مَن رَّعىٰ حُرْمَتَكَ بِكَ

تیری مدد سے راتوں میں قیام کیا اور اس قیام وصیام کے ذریعہ اس رحمت کا ارادہ کیا جس کی تو نے پیشکش کی تھی اور اسے تیرے ثواب تک پہنچنے کا وسیلہ بنادیا جس ثواب سے تیرا دامن بھرا ہوا ہے اور جسے تو اپنے فضل وکرم سے عطا کرنے میں جواد و کریم ہے تو اس بندہ سے قریب تر ہے جو تیرے قرب کا ارادہ کرے۔(۲۲) اس مہینہ نے ہمارے درمیان قابل ستائش دن گذارے اور ہمارے ساتھ رفاقت کا حق ادا کیا ہمیں عالمین کے بہترین فوائد سے نوازا اور جب اس کا وقت تمام ہوگیا اور اس کی مدت ختم ہوگئی اور اس کا عدد پورا ہوگیا (۲۳) تو ہم سے رخصت ہونے لگا تو اب ہم اسے اس طرح رخصت کر رہے ہیں جس طرح اسے رخصت کیا جاتا ہے جس کا فراق سخت ہو اور اس کی جدائی غمزدہ اور وحشت زدہ بنانے والی ہو اور جو محفوظ حقوق، قابل نگہداشت حرمت اور قابل ادا حق کو لازم قرار دیدے تو اب ہم یہ آواز دے رہے ہیں کہ اے اللہ کے بزرگ تیرین مہینے اور اے اولیاء خدا کے لئے زمانۂ عید تجھ پر ہمارا سلام۔

(۲۴) سلام ہو تجھ پر اے اوقات میں سے بہترین ساتھی اور ایام وساعات میں سے بہترین مہینے۔(۲۵) سلام ہو تجھ پر اے وہ ماہ مبارک جس میں آرزوئیں قریب تر ہوگئیں اور اعمال کے صحیفے منتشر ہوگئے۔

(۲۶) سلام ہو تجھ پر اے وہ ہمنشین جو رہا تو اس کی منزلت عظیم رہی اور چلا گیا تو اس کے فراق نے رنجیدہ بنادیا اور اس کا وجود ایسا پر امید تھا جس کی جدائی دردناک ثابت ہوئی۔

(۲۷) سلام ہو تجھ پر اے وہ محبوب جو آیا تو سامان انس لے کر آیا اور خوش کر گیا اور گیا تو وحشت زدہ اور رنجیدہ بنا کر گیا۔

(۲۸) سلام ہو تجھ پر اے وہ ہمسایہ جس کے زیر سایہ دل نرم ہوگئے اور گناہ کم ہوگئے۔

(۲۹) سلام ہو تجھ پر اے وہ مددگار جس نے شیطان کے مقابلہ میں ہماری مدد کی اور ایسا ساتھی بنا جس نے نیکیوں کے راستوں کو آسان بنادیا۔

(۳۰) سلام ہو تجھ پر کہ تیرے دور میں جہنم سے آزاد ہونے والے کس قدر زیادہ تھے اور تیری

(۳۱) السَّلامُ عَلَيْكَ ما كانَ أَمْحاكَ لِلذُّنوبِ وَ أَسْتَرَكَ لِأَنْواعِ الْعُيُوبِ (۳۲) السَّلامُ عَلَيْكَ ما كانَ أَطْوَلَكَ عَلَى الْمُجْرِمينَ وَ أَهْيَبَكَ فِى صُدُورِ الْمُؤْمِنِينَ (۳۳) السَّلامُ عَلَيْكَ مِنْ شَهْرٍ لاتُنافِسُهُ الْأَيّامُ (۳۴) السَّلامُ عَلَيْكَ مِنْ شَهْرٍ هُوَ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ سَلامٌ (۳۵) السَّلامُ عَلَيْكَ غَيْرَ كَرِيهِ الْمُصاحَبَةِ وَ لاذَمِيمِ الْمُلابَسَةِ (۳۶) السَّلامُ عَلَيْكَ كَما وَفَدْتَ عَلَيْنا بِالْبَرَكاتِ وَ غَسَلْتَ عَنّا دَنَسَ الْخَطِيئاتِ (۳۷) السَّلامُ عَلَيْكَ غَيْرَ مُوَدَّعٍ بَرَماً وَّ لامَتْرُوكٍ صِيامُهُ سَأَماً (۳۸) السَّلامُ عَلَيْكَ مِن مَّطْلوبٍ قَبْلَ وَقْتِهِ وَ مَحْزونٍ عَلَيْهِ قَبْلَ فَوْتِهِ (۳۹) السَّلامُ عَلَيْكَ كَمْ مِّن سُوْءٍ صُرِفَ بِكَ عَنّا وَ كَم مِّنْ خَيْرٍ أُفِيضَ بِكَ عَلَيْنا (۴۰) السَّلامُ عَلَيْكَ وَ عَلىٰ لَيْلَةِ الْقَدْرِ الَّتِي هِيَ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ (۴۱) السَّلامُ عَلَيْكَ ما كانَ أَحْرَصَنا بِالْأَمْسِ عَلَيْكَ وَ أَشَدَّ شَوْقَنا غَداً إِلَيْكَ (۴۲) السَّلامُ عَلَيْكَ وَ عَلىٰ فَضْلِكَ الَّذى حُرِمْناهُ وَ عَلى ماضٍ مِّن بَرَكاتِكَ سُلِبْناهُ (۴۳) اَللّٰهُمَّ إِنّآ أَهْلُ هٰذَا الشَّهْرِ الَّذِي شَرَّفْتَنا بِهِ وَ وَفَّقْتَنا بِمَنِّكَ لَهُ حينَ جَهِلَ الْأَشْقِيآءُ وَقْتَهُ وَ حُرِمُوا لِشَقآئِهِمْ فَضْلَهُ (۴۴) أَنْتَ وَلِيُّ ما ءاثَرْتَنا بِهِ مِن مَّعْرِفَتِهِ وَ هَدَيْتَنا لَهُ مِن سُنَّتِهِ وَ قَد تَّوَلَّيْنا بِتَوْفِيقِكَ صِيامَهُ وَ قِيامَهُ عَلىٰ تَقْصِيرٍ وَّ أَدَّيْنا فيهِ قَلِيلًا مِّن كَثِيرٍ (۴۵) اَللّٰهُمَّ فَلَكَ الْحَمْدُ إِقْراراً بِالْإِسآءَةِ وَ اعْتِرافاً بِالْإِضاعَةِ

حرمت کا خیال رکھنے والے کس قدر نیک بخت ہو گئے۔ (۳۱) سلام ہو تجھ پر کہ تو نے کس قدر گناہوں کو محو کر دیا اور کتنے قسم کے عیوب کو چھپا دیا۔ (۳۲) سلام ہو تجھ پر کہ تو گنا ہگاروں پر کس قدر مہربان تھا اور تیری ہیبت صاحبان ایمان کے دلوں میں کس قدر زیادہ تھی۔

(۳۳) سلام ہو تجھ پر اے وہ مہینے جس کا مقابلہ دوسرے زمانے نہیں کر سکتے ہیں۔

(۳۴) سلام ہو تجھ پر اے وہ مہینے اور جو ہر رخ سے سلامتی کا باعث تھا۔

(۳۵) سلام ہو تجھ پر کہ نہ تیری مصاحبت ناپسندیدہ تھی اور نہ تیری معاشرت قابل مذمت تھی۔

(۳۶) سلام ہو تجھ پر کہ تو برکتیں لے کر وارد ہوا اور گناہوں کی کثافت کو دھو کر پاک کر گیا۔

(۳۷) سلام ہو تجھ کہ تجھے دلی تنگی کی بنا پر رخصت نہیں کیا اور اس کے روزوں کو خستگی کی بنا پر نہیں چھوڑا گیا۔ (۳۸) سلام ہو تجھ پر کہ تیرے وقت سے پہلے تیرا انتظار کیا جاتا ہے اور تیرے جانے سے پہلے ہی سے لوگ رنجیدہ ہو جاتے ہیں۔ (۳۹) سلام ہو تجھ پر کہ تیری وجہ سے کتنی ہی برائیوں کا رخ موڑ دیا گیا اور کتنی ہی نیکیاں انڈیل دی گئیں۔ (۴۰) سلام ہو تجھ پر اور تیری قدر کی رات پر جو ہزار مہینوں سے بہتر تھی۔ (۴۱) سلام ہو تجھ پر ہمیں کس قدر کل تیری آرزو تھی اور کل تیرا شوق رہے گا۔ (۴۲) سلام ہو تجھ پر اور تیرے اس فضل پر جس سے ہم محروم ہو گئے اور تیری ان گذشتہ برکتوں پر جو ہم سے چھن گئیں۔

(۴۳) خدایا ہم اس مہینہ والے ہیں جس سے تو نے ہمیں شرف بخشا ہے اور اپنے کرم سے ہمیں اس کی توفیق دی ہے جب کہ بد بخت افراد اس کے وقت سے بے خبر رہے اور اپنی بدبختی کی بنا پر اس کے فضل سے محرم رہ گئے۔

(۴۴) درحقیقت تو ہی اس معرف کا مالک و مختار ہے جو تو نے اس کے سلسلہ میں ہمیں عنایت فرمائی ہے اور اس کی سنت کی ہدایت دی ہے اور ہم نے تیری توفیق ہی سے اس کے روزہ و نماز کا بیڑہ اٹھایا ہے اگر چہ اس میں کوتاہیاں بھی ہوئی ہیں اور ہم بہت سے حقوق میں سے صرف چند ایک کو ادا کر سکے ہیں۔ (۴۵) خدایا یہ تیری حمد اپنی برائیوں کے اقرار اور حقوق کی بربادی کے اعتراف کے ساتھ ہے۔

وَ لَکَ مِن قُلُوبِنا عَقْدُ النَّدَمِ وَ مِنْ اَلْسِنَتِنا صِدْقُ الْاِعْتِذارِ فَأْجُرْنا عَلٰى مآ أصابَنا فيهِ مِنَ التَّفْرِيطِ أجْراً نَّسْتَدرِکُ بِهِ الْفَضْلَ الْمَرْغُوبَ فيهِ وَ نَعْتاضُ بِهِ مِنْ أنْواعِ الذُّخْرِ الْمَحْرُوصِ عَلَيْهِ (٤٦) وَ أَوْجِبْ لَنا عُذْرَکَ عَلٰى ماقَصَّرْنا فيهِ مِنْ حَقِّکَ وَابْلُغْ بِأعْمارِنا ما بَيْنَ أيْدينا مِنْ شَهْرِ رَمَضانَ الْمُقْبِلِ فَإذا بَلَّغْتَناهُ فَأعِنّا عَلٰى تَناوُلِ مآ أنْتَ أهْلُهُ مِنَ الْعِبادَةِ وَ أدِّنآ إلَى الْقِيامِ بِما يَسْتَحِقُّهُ مِنَ الطّاعَةِ وَ أجْرِ لَنا مِنْ صالِحِ الْعَمَلِ مايَكُونُ دَرَکاً لِّحَقِّکَ فِي الشَّهْرَيْنِ مِنْ شُهُورِ الدَّهْرِ (٤٧) اَللّٰهُمَّ وَ مآ اَلْمَمْنا بِهِ في شَهْرِنا هٰذا مِنْ لَّمَمٍ أوْ إثْمٍ أوْ واقَعْنا فيهِ مِنْ ذَنْبٍ وَّاكْتَسَبْنا فيهِ مِنْ خَطِيئَةٍ عَلٰى تَعَمُّدٍ مِّنّآ أوْ عَلٰى نِسْيانٍ ظَلَمْنا فيهِ أنْفُسَنآ أوِانْتَهَكْنا بِهِ حُرْمَةً مِّنْ غَيْرِنا فَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ ءالِهٖ وَاسْتُرْنا بِسِتْرِکَ وَاعْفُ عَنّا بِعَفْوِکَ وَ لاتَنْصِبْنا فيهِ لِأعْيُنِ الشّامِتِينَ وَ لاتَبْسُطْ عَلَيْنا فيهِ ألْسُنَ الطّاعِنِينَ وَاسْتَعْمِلْنا بِما يَكُونُ حِطَّةً وَّ كَفّارَةً لِّمآ أنْكَرْتَ مِنّا فيهِ بِرَأْفَتِکَ الَّتِي لاتَنْفَدُ وَ فَضْلِکَ الَّذِى لايَنْقُصُ (٤٨) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ ءالِهٖ وَاجْبُرْ مُصِيبَتَنا بِشَهْرِنا وَ بارِکْ لَنا في يَوْمِ عِيدِنا وَ فِطْرِنا وَاجْعَلْهُ مِنْ خَيْرِ يَوْمٍ مَّرَّ عَلَيْنا أجْلَبِهِ لِعَفْوٍ وَّ أمْحاهُ لِذَنْبٍ وَاغْفِرْ لَنا ماخَفِيَ مِنْ ذُنُوبِنا وَ ما عَلَنَ (٤٩) اَللّٰهُمَّ اسْلَخْنا بِانْسِلاخِ هٰذَا الشَّهْرِ مِنْ خَطايانا وَ أخْرِجْنا بِخُرُوجِهٖ مِنْ سَيِّئاتِنا وَاجْعَلْنا مِنْ أسْعَدِ أهْلِهٖ بِهٖ

تیرے لئے ہمارے دلوں میں واقعی شرمندگی ہے اور ہماری زبانوں پر سچی معذرت ہے۔ لہٰذا ہماری کوتاہیوں کے باوجود ہمیں وہ اجر عطا فرمادے جس کے ذریعہ اس فضل کا تدارک ہو سکے جس کی آرزو تھی اور اسے ان ذخیروں کے انواع واقسام کا بدل قرار دے سکیں جن کی تمنا اور طمع تھی۔

(۴۶) اور اگر چہ ہم نے تیرے حق میں تقصیر اور کوتاہی کی ہے لیکن اس کے باوجود ہمارے عذر کو قبول کرلے۔ اور ہماری عمروں کو ہمارے سامنے آنے والے رمضان تک پہنچادے اور جب ایسا ہو جائے تو ہماری مدد فرما کہ ہم اس عبادت کو اختیار کریں جس کا تو اہل ہے اور ہمیں اس منزل تک پہنچادے کہ ہم اس اطاعت کو انجام دے سکیں جس کا تو استحقاق رکھتا ہے۔ اور ہمارے لئے عمل نیک کا وہ سلسلہ قائم کردے جو اس سال اور آئندہ سال کے ماہ رمضان کے حقوق کی تلافی کر سکے۔

(۴۷) خدایا اور ہم نے اس مہینہ میں جو بھی جرم یا گناہ کیا ہے یا جس معصیت میں مبتلا ہو گئے ہیں اور جس خطا کا ارتکاب کیا ہے چاہے وہ قصداً ہو یا بھول کر ہو اور جس کے ذریعہ ہم نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے یا کسی دوسرے کی ہتک حرمت کی ہے۔ تو محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما اور ہمارے عیوب کو اپنے پردہ کرم میں چھپالے اور ہمارے گناہوں کا نشانہ نہ بننے دینا اور ہمارے خلاف سرکشوں کی زبان دراز نہ ہونے دینا۔ ہمیں ان کاموں میں لگادے جو گناہوں کو زائل کرسکیں اور ہمارے بدترین اعمال کا کفارہ بن سکیں۔ اپنی اس مہربانی کی بنا پر ختم ہونے والی نہیں ہے اور اس فضل وکرم کی بنا پر جو کم ہونے والا نہیں ہے۔

(۴۸) خدایا محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما۔ اور ہماری مصیبت کا تدارک اس مہینہ کے شرف سے فرمادے اور ہمارے لئے روز عید الفطر کو بابرکت قرار دیدے اور اسے تمام گذرنے والے دنوں سے بہتر بنادے اس طرح کہ وہ سب سے زیادہ معافی حاصل کر سکے اور سب سے زیادہ گناہوں کو مٹا سکے اور ہمارے تمام ظاہر و باطن گناہوں کو معاف کرا سکے۔ (۴۹) خدایا اس مہینہ کے گذرنے کے ساتھ ہمیں خطاؤں سے باہر نکال لے اور اس کے جانے کے ساتھ ہمیں برائیوں سے الگ کردے ہمیں اس کے بہترین اہل میں قرار دیدے جن کا نصیب سب سے وافر ہو اور جن کا حصہ سب سے زیادہ عظیم ہو۔

أَجْزَلِهِمْ قِسْماً فِيهِ وَ أَوْفَرِهِمْ حَظّاً مِنْهُ (٥٠) اَللّٰهُمَّ وَ مَنْ رَعَىٰ هٰذَا الشَّهْرَ حَقَّ رِعَايَتِهِ وَ حَفِظَ حُرْمَتَهُ حَقَّ حِفْظِهَا وَ قَامَ بِحُدُودِهِ حَقَّ قِيَامِهَا وَ اتَّقَىٰ ذُنُوبَهُ حَقَّ تُقَاتِهَا أَوْ تَقَرَّبَ إِلَيْكَ بِقُرْبَةٍ أَوْجَبَتْ رِضَاكَ لَهُ وَ عَطَفَتْ رَحْمَتَكَ عَلَيْهِ فَهَبْ لَنَا مِثْلَهُ مِنْ وُجْدِكَ وَ أَعْطِنَا أَضْعَافَهُ مِنْ فَضْلِكَ فَإِنَّ فَضْلَكَ لَا يَغِيضُ وَ إِنَّ خَزَآئِنَكَ لَا تَنْقُصُ بَلْ تَفِيضُ وَ إِنَّ مَعَادِنَ إِحْسَانِكَ لَا تَفْنَىٰ وَ إِنَّ عَطَآءَكَ لَلْعَطَآءُ الْمُهَنَّا (٥١) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَّ ءَالِهِ وَاكْتُبْ لَنَا مِثْلَ أُجُورِ مَنْ صَامَهُ أَوْ تَعَبَّدَ لَكَ فِيهِ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ (٥٢) اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَتُوبُ إِلَيْكَ فِي يَوْمِ فِطْرِنَا الَّذِي جَعَلْتَهُ لِلْمُؤْمِنِينَ عِيداً وَّ سُرُوراً وَّ لِأَهْلِ مِلَّتِكَ مَجْمَعاً وَّ مُحْتَشَداً مِّنْ كُلِّ ذَنْبٍ أَذْنَبْنَاهُ أَوْ سُوءٍ أَسْلَفْنَاهُ أَوْ خَاطِرِ شَرٍّ أَضْمَرْنَاهُ تَوْبَةَ مَنْ لَا يَنْطَوِي عَلَىٰ رُجُوعٍ إِلَىٰ ذَنْبٍ وَّ لَا يَعُودُ بَعْدَهَا فِي خَطِيئَةٍ تَوْبَةً نَّصُوحاً خَلَصَتْ مِنَ الشَّكِّ وَ الْإِرْتِيَابِ فَتَقَبَّلْهَا مِنَّا وَارْضَ عَنَّا وَثَبِّتْنَا عَلَيْهَا (٥٣) اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا خَوْفَ عِقَابِ الْوَعِيدِ وَ شَوْقَ ثَوَابِ الْمَوْعُودِ حَتَّىٰ نَجِدَ لَذَّةَ مَا نَدْعُوكَ بِهِ وَ كَآبَةَ مَا نَسْتَجِيرُكَ مِنْهُ (٥٤) وَاجْعَلْنَا عِنْدَكَ مِنَ التَّوَّابِينَ الَّذِينَ أَوْجَبْتَ لَهُمْ مَحَبَّتَكَ وَ قَبِلْتَ مِنْهُمْ مُرَاجَعَةَ طَاعَتِكَ يَآ أَعْدَلَ الْعَادِلِينَ (٥٥) اَللّٰهُمَّ تَجَاوَزْ عَنْ ءَابَآئِنَا وَ أُمَّهَاتِنَا وَ أَهْلِ دِينِنَا جَمِيعاً مَّنْ سَلَفَ مِنْهُمْ وَ مَنْ غَبَرَ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ

(۵۰) خدایا! اور جو شخص بھی اس مہینہ کے حق کی مکمل رعایت کرے اور اس کی حرمت کی باقاعدہ حفاظت کرے اور اس کے مکمل حدود کے ساتھ قیام کرے اور اس کے گناہوں سے مکمل طور پر پرہیز کرے۔ یا تیری بارگاہ میں قربت کا کوئی وسیلہ اختیار کرے جو تیری رضا کا باعث ہو اور جس کی بنا پر تیری رحمت کا رخ اس کی طرف ہو جائے۔ تو ہمیں بھی اپنے کرم سے ایسا ہی شرف عنایت فرما دینا اور اپنے فضل سے اسے کئی گنا بنا دینا کہ تیرا فضل ختم ہونے والا نہیں ہے اور تیرے خزانے کم نہیں ہوتے ہیں بلکہ ابلتے ہی رہتے ہیں اور تیرے احسانات کی کانیں فنا ہونے والی نہیں ہیں اور تیری عطا ہی درحقیقت خوشگوار عطا کہے جانے کے قابل ہے۔

(۵۱) خدایا محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور ہمیں ویسا ہی اجر عطا فرما جیسا ان لوگوں کا اجر ہے جو اس مہینے میں روزے رکھنے والے یا قیامت تک کوئی بھی عبادت کرنے والے ہیں۔

(۵۲) خدایا ہم تیری بارگاہ میں آج کے یوم الفطر میں جسے تو نے صاحبان ایمان کے لئے روز عید و مسرت قرار دیا ہے اور اپنے اہل ملت کے جمع ہونے کا سامان فراہم کیا ہے۔ ہر اس گناہ سے توبہ کر رہے ہیں جس کا ارتکاب کیا ہے یا جو برائی ہم سے سرزد ہوئی ہے یا جو برا خیال ہمارے دلوں میں پایا جاتا ہے۔ اور یہ توبہ ویسی ہے میں جس میں دوبارہ گناہ کی طرف پلٹ کر جانے کا کوئی خیال نہیں ہے اور نہ بار دیگر خطا کرنے کا کوئی ارادہ ہے۔ یہ ہماری توبہ ہر طرح کے شک و ریب سے پاک ہے لہٰذا اسے قبول کر لے اور ہم سے راضی ہو جا اور پھر ہمیں اسی توبہ پر ثبات قدم بھی عنایت فرما۔

(۵۳) خدایا ہمیں روز قیامت کے عذاب کا خوف اور اس ثواب کا شوق عطا فرما جس کا تو نے وعدہ کیا ہے تاکہ ہم تجھ سے دعاؤں کی لذت کا احساس کر سکیں اور جن گناہوں سے پناہ چاہتے ہیں ان کے درد کو محسوس کر سکیں۔ (۵۴) ہمیں اپنی بارگاہ کے ان توابین میں قرار دیدے جن کے لئے تو نے اپنی محبت کو لازم قرار دیا ہے اور جن کے اطاعتوں کی طرف رجوع کرنے کو قبول کر لیا ہے۔

(۵۵) خدایا ہمارے آباؤ کرام اور ہماری ماؤں کو اور ہمارے تمام اہل مذہب کو بخش دے

(۵۶) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ نَّبِيِّنٰا وَّ اٰلِهٖ كَمٰا صَلَّيْتَ عَلٰى مَلائِكَتِكَ الْمُقَرَّبِيْنَ، وَ صَلِّ عَلَيْهِ وَآلِهٖ كَمٰا صَلَّيْتَ عَلٰى اَنْبِيائِكَ الْمُرْسَلِينَ وَ صَلِّ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ كَمٰا صَلَّيْتَ عَلٰى عِبادِكَ الصّالِحينَ وَ أَفْضَلَ مِن ذٰلِكَ يا رَبَّ الْعالَمينَ صَلاةً تَبْلُغُنا بَرَكَتُها وَ يَنالُنا نَفْعُها وَ يُسْتَجابُ لَها دُعاؤُنا إِنَّكَ أَكْرَمُ مَن رُغِبَ إِلَيْهِ وَ أَكْفىٰ مَن تُوُكِّلَ عَلَيْهِ وَ أَعْطىٰ مَن سُئِلَ مِن فَضْلِهٖ وَ أَنْتَ عَلى كُلِّ شَيْءٍ قَديرٌ.





چاہے وہ گذر چکے ہوں یا قیامت تک گذرنے والے ہوں خدایا ہمارے نبی حضرت محمد اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے اپنے مقرب ملائکہ پر رحمت نازل کی ہے۔

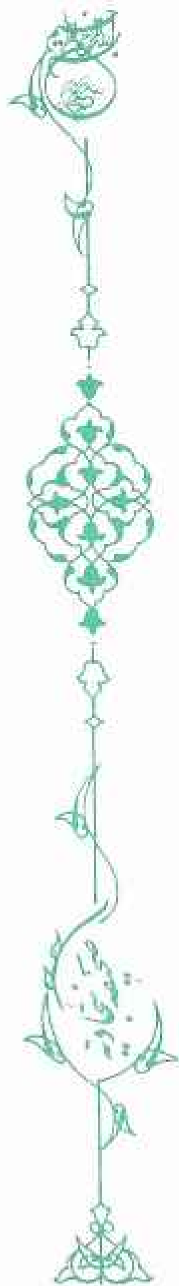
(۵۶) محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے اپنے نیک کردار بندوں پر رحمت نازل کی ہے۔ بلکہ اس سے بہتر اے عالمین کے پروردگار وہ صلوات جس کی برکتیں ہم تک پہنچ جائیں اور اس کا نفع ہمارے شامل حال ہو جائے اور اس کے بارے میں ہماری دعا مستجاب ہو جائے۔ تو بہترین وہ ہستی ہے جس کی طرف توجہ کی جائے اور ان سب سے زیادہ کام آنے والا ہے جن پر بھروسہ کیا جاتا ہے اور ان سب سے بہتر عطا کرنے والا ہے جن کے فضل وکرم کا سوال کیا جاتا ہے اور تو ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔





(۴۶) وَكانَ مِنْ دُعائِهِ عليه السلام في يَوْمِ الْفِطْرِ إِذا انْصَرَفَ مِن صَلاتِهِ قامَ قائِماً ثُمَّ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَ في يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَقالَ:

(۱) يا مَنْ يَرْحَمُ مَن لايَرْحَمُهُ الْعِبادُ (۲) وَ يا مَنْ يَقْبَلُ مَن لاتَقْبَلُهُ الْبِلادُ (۳) وَ يا مَن لايَحْتَقِرُ أَهْلَ الْحاجَةِ إِلَيْهِ (۴) وَ يا مَن لايُخَيِّبُ الْمُلِحّينَ عَلَيْهِ (۵) وَ يا مَن لايَجْبَهُ بِالرَّدِّ أَهلَ الدّآلَّةِ عَلَيْهِ (۶) وَ يا مَن يَجْتَبي صَغيرَ ما يُتْحَفُ به وَ يَشْكُرُ يَسيرَ مايُعْمَلُ لَهُ (۷) وَ يا مَن يَشْكُرُ عَلَى الْقَليلِ وَ يُجازي بِالْجَليلِ (۸) وَ يا مَن يَدْنو إِلىٰ مَن دَنا مِنْهُ (۹) وَ يا مَن يَدْعو إِلى نَفْسِهِ مَنْ أَدْبَرَ عَنْهُ (۱۰) وَ يا مَن لايُغَيِّرُ النِّعْمَةَ وَ لايُبادِرُ بِالنَّقِمَةِ (۱۱) وَ يا من يُثْمِرُ الْحَسنةَ حَتّى يُنْميها وَ يَتجاوَزُ عَنِ السَّيِّئَةِ حَتّى يُعَفّيها (۱۲) اِنْصَرَفَتِ الْآمالُ دونَ مَدىٰ كَرَمِكَ بِالْحاجاتِ وَ امْتَلَأَتْ بِفَيْضِ جُودِكَ أَوعِيَةُ الطَّلِباتِ وَ تَفَسَّخت دُّون بلوغِ نَعْتِكَ الصِّفاتُ فَلَكَ الْعُلُوُّ الْأَعْلى فوقَ كُلِّ عالٍ وَّ الْجلالُ الْأَمْجَدُ فوقَ كُلِّ جَلالٍ (۱۳) كُلُّ جَليلٍ عندكَ صغيرٌ وَ كُلُّ شَريفٍ فِي جَنْبِ شَرَفِكَ حَقيرٌ خابَ الْوافِدُونَ عَلى غَيْرِكَ و خَسِرَ الْمُتَعَرِّضُونَ إلاّ لَكَ وَ ضاعَ الْمُلِمُّونَ إلّا بِكَ وَأَجْدَبَ الْمُنْتَجِعُونَ إلاّ مَنِ انْتَجَعَ فَضْلَكَ (۱۴) بابُكَ مَفتوحٌ لِّلرّاغبينَ وَجُودُكَ مُباحٌ لِلسّآئِلينَ و إغاثَتُكَ



۴۶۔روز عید الفطر اور روز جمعہ آپ کی دعا جسے نماز سے واپسی پر رو بقبلہ کھڑے ہو کر پڑھا کرتے تھے

(۱) اے وہ پروردگار جو اس پر بھی رحم کرتا ہے جس پر بندے رحم نہیں کرتے ہیں (۲) اور اسے بھی قبول کر لیتا ہے جسے کوئی شہر قبول نہیں کرتا ہے۔ (۳) اے وہ جو اپنے محتاجوں کو حقیر نہیں سمجھتا ہے (۴) اور اپنے سے اصرار کرنے والوں کو نامراد نہیں کرتا ہے (۵) اور محبت کا اظہار کرنے والوں کو ٹھکرا نہیں دیتا ہے۔ (۶) اے وہ جو چھوٹے سے تحفہ کو بھی جمع کر لیتا ہے اور اپنی راہ میں ہونے والے معمولی عمل کی بھی قدر دانی کرتا ہے (۷) اے وہ جو مختصر عمل کی بھی قدر کر کے عظیم ترین جزا عنایت کر دیتا ہے (۸) اے وہ جو قریب ہونے والوں سے قریب ہو جاتا ہے (۹) اور منھ پھیرنے والوں کو بھی اپنی طرف دعوت دیتا ہے (۱۰) نعمتوں کو بدلتا نہیں ہے اور انتقام میں جلدی نہیں کرتا ہے (۱۱) نیکیوں کو ثمر دار بنا دیتا ہے تاکہ انھیں بڑھا سکے اور برائیوں سے درگذر کرتا ہے تاکہ انھیں مٹا سکے۔

(۱۲) امیدیں تیرے کرم کی انتہا سے پہلے ہی حاجتیں لے کر واپس آگئیں اور مطالبات کے ظرف تیرے فیض کرم سے چھلکنے لگے اور صفتیں تیری حد نعمت تک پہنچنے سے پہلے ہی بکھر گئیں۔ تیرے لئے ہی تمام سربلند افراد سے بالاتر بلندی ہے اور ہر جلال سے بالاتر جلال ہے۔

(۱۳) اپنے مقام کا ہر جلیل تیرے سامنے صغیر ہے اور اپنی منزل کا ہر شریف تیرے شرف کے پہلو میں حقیر ہے تیرے غیر کی بارگاہ میں وارد ہونے والے ناکام ہو جاتے ہیں اور تیرے علاوہ کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے والے گھاٹے میں رہ جاتے ہیں، تیرے علاوہ کسی کی جناب میں حاضر ہونے والے برباد ہو گئے اور تیرے فضل کے علاوہ کسی فضل کے تلاش کرنے والے مبتلائے قحط ہو گئے۔

قَرِيبَةٌ مِّنَ الْمُسْتَغِيثِينَ (١٥) لَايَخِيبُ مِنْكَ الْآمِلُونَ وَ لَايَيْأَسُ مِنْ عَطَآئِكَ الْمُتَعَرِّضُونَ وَ لَايَشْقَى بِنَقِمَتِكَ الْمُسْتَغْفِرُونَ (١٦) رِزْقُكَ مَبْسُوطٌ لِّمَنْ عَصَاكَ وَ حِلْمُكَ مُعْتَرِضٌ لِّمَنْ نَاوَاكَ عَادَتُكَ الْإِحْسَانُ إِلَى الْمُسِيئِينَ وَ سُنَّتُكَ الْإِبْقَآءُ عَلَى الْمُعْتَدِينَ حَتَّى لَقَدْ غَرَّتْهُمْ أَنَاتُكَ عَنِ الرُّجُوعِ وَصَدَّهُمْ إِمْهَالُكَ عَنِ النُّزُوعِ (١٧) وَ إِنَّمَا تَأَنَّيْتَ بِهِمْ لِيَفِيئُوا إِلَى أَمْرِكَ وَ أَمْهَلْتَهُمْ ثِقَةً بِدَوَامِ مُلْكِكَ فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ خَتَمْتَ لَهُ بِهَا وَ مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ خَذَلْتَهُ لَهَا (١٨) كُلُّهُمْ صَائِرُونَ إِلَى حُكْمِكَ وَ أُمُورُهُمْ ءَائِلَةٌ إِلَى أَمْرِكَ لَمْ يَهِنْ عَلَى طُولِ مُدَّتِهِمْ سُلْطَانُكَ وَ لَمْ يَدْحَضْ لِتَرْكِ مُعَاجَلَتِهِمْ بُرْهَانُكَ (١٩) حُجَّتُكَ قَائِمَةٌ لَاتُدْحَضُ وَ سُلْطَانُكَ ثَابِتٌ لَايَزُولُ فَالْوَيْلُ الدَّآئِمُ لِمَنْ جَنَحَ عَنْكَ وَ الْخَيْبَةُ الْخَاذِلَةُ لِمَنْ خَابَ مِنْكَ وَ الشَّقَآءُ الْأَشْقَى لِمَنِ اغْتَرَّ بِكَ (٢٠) مَآ أَكْثَرَ تَصَرُّفَهُ فِى عَذَابِكَ وَ مَا أَطْوَلَ تَرَدُّدَهُ فِي عِقَابِكَ وَ مَآ أَبْعَدَ غَايَتَهُ مِنَ الْفَرَجِ وَ مَآ أَقْنَطَهُ مِن سُهُولَةِ الْمَخْرَجِ عَدْلاً مِّن قَضَآئِكَ لَاتَجُورُ فِيهِ وَ إِنْصَافاً مِنْ حُكْمِكَ لَاتَحِيفُ عَلَيْهِ (٢١) فَقَدْ ظَاهَرْتَ الْحُجَجَ وَ أَبْلَيْتَ الْأَعْذَارَ وَ قَدْ تَقَدَّمْتَ بِالْوَعِيدِ وَ تَلَطَّفْتَ فِى التَّرْغِيبِ وَ ضَرَبْتَ الْأَمْثَالَ وَ أَطَلْتَ الْإِمْهَالَ وَ أَخَّرْتَ وَ أَنْتَ مُسْتَطِيعٌ لِّلْمُعَاجَلَةِ وَ تَأَنَّيْتَ وَ أَنتَ مَلِيٓءٌ بِالْمُبَادَرَةِ (٢٢) لَمْ تَكُنْ

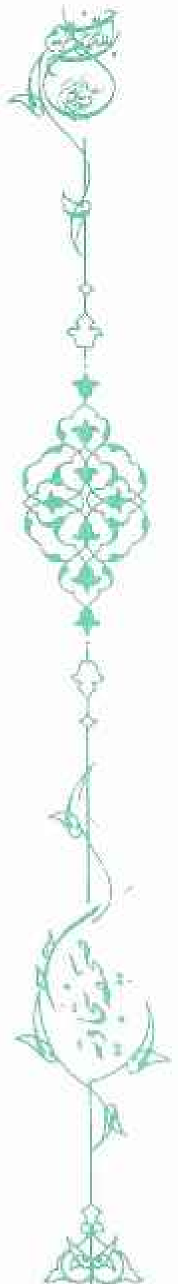
(۱۴) تیرا دروازہ طلبگاروں کے لئے ہمیشہ کھلا رہتا ہے اور تیرا اکرم سائلوں کے لئے ہمیشہ عام رہتا ہے اور تیری فریادرسی فریادیوں سے قریب تر ہے (۱۵) امیدوار تجھ سے محروم نہیں رہتے ہیں اور طلبگار تیری عطا سے مایوس نہیں ہوتے ہیں اور استغفار کرنے والے تیرے عذاب کی بنا پر بدبخت نہیں ہوتے ہیں۔

(۱۶) تیرا رزق تیرے گنہگاروں کے لئے بھی عام ہے اور تیرا حلم تیرے دشمنوں کے لئے پیش پیش رہتا ہے تیری عادت بدعمل افراد کے ساتھ بھی احسان ہے اور تیرا طریقۂ کار ظالموں کو بھی چھوٹ دیدیتا ہے۔ یہاں تک کہ تیری مہلت کی وجہ سے پلٹنے کے بارے میں دھوکہ میں رہ گئے اور تیری رحمت کے خیال نے انھیں گناہوں سے پرہیز کرنے سے روک دیا (۱۷) جب کہ تو نے انھیں فرصت دی تھی کہ تیرے احکام کی طرف پلٹ آئیں اور انھیں مہلت دی تھی کہ تجھے اپنی سلطنت کے دوام کا اعتبار تھا اب اس کے بعد جو حقدار سعادت تھا اس کا خاتمہ سعادت پر ہو گیا اور جو اہل شقاوت میں تھا اسے شقاوت کے حوالہ کر دیا۔ (۱۸) جب کہ سب تیرے ہی حکم کی طرف جا رہے ہیں اور سب کے امور تیرے ہی امر کی طرف پلٹ کر آنے والے ہیں۔ ان کی مدت طویل بھی ہو گئی تو تیری سلطنت کمزور نہیں ہوئی۔

(۱۹) اور تو نے جلدی نہیں بھی کی تو تیری دلیل کمزور نہیں ہوئی تیری حجت برقرار ہے وہ زائل نہیں ہو سکتی ہے اور تیری سلطنت ثابت ہے اور تمام نہیں ہو سکتی ہے۔ دائمی افسوس اس کے لئے ہے جو تیری طرف سے کنارہ کش ہو گیا اور رسواکن نامرادی اس کا مقدر ہے جو تیرے دربار سے نامراد ہو جائے اور بدترین بدبختی اس کا حصہ ہے جو تیرے کرم کے دھوکہ میں رہ جائے (۲۰) ایسے شخص کو عذاب میں کس قدر کروٹیں بدلنا پڑیں گی اور اسے عتاب میں کس قدر پلٹے کھانا پڑیں گے اور اس کا فائدہ منزل سکون سے کس قدر بعید ہے اور وہ اس کے چھٹکارہ کی سہولت سے کس قدر مایوس ہے۔ یہ سب تیرے فیصلہ کا عادلانہ نظام ہے جس میں تو کسی پر ظلم نہیں کرتا ہے (۲۱) تو نے دلیلوں کو کھول کر بیان کر دیا ہے اور سب کے عذروں کو تمام کر دیا ہے اور تو پہلے سے بھی عذاب کی دھمکی دے چکا تھا نہایت نرمی کے ساتھ ترغیب بھی

أناتُکَ عَجْزاً وَّ لَآ إمْهالُکَ وَهْناً وَّ لَآ إمْساکُکَ غَفْلَةً وَّ لاانْتظارُکَ مُداراةً بَل لِّتَکُونَ حُجَّتُکَ أبْلَغَ وَ کَرَمُکَ أکْمَلَ وَ إحْسانُکَ أوْفیٰ وَ نِعْمَتُکَ أتَمَّ کُلُّ ذٰلِکَ کانَ وَ لَمْ تزَلْ وَ هُوَ کآئِنٌ وَّ لاتَزالُ (۲۳) حُجَّتِکَ أجَلُّ مِنْ أن توصَفَ بِکُلِّها وَ مَجْدُکَ أرْفَعُ مِنْ أن یُّحَدَّ بِکُنْهِهِ وَ نِعْمَتُکَ أکْثَرُ مِنْ أن تُحْصیٰ بِأسْرِها وَ إحْسانُکَ أکْثَرُ مِنْ أن تُشْکَرَ عَلیٰٓ أقَلِّهِ (۲۴) وَ قَدْ قَصَّرَ بِیَ السُّکُوتُ عَن تَحْمِیدِکَ وَ فَهَّهَنِی الْإمْساکُ عَن تَمْجِیدِکَ وَ قُصارایَ الْإقْرارُ بِالْحُسُورِ لارَغْبَةً یَآ إلٰهِیٓ بَلْ عَجْزاً (۲۵) فَهآ أنا ذا أؤُمُّکَ بِالوِفادَةِ وَ أسْألُکَ حُسْنَ الرِّفادَةِ فَصَلِّ عَلی مُحَمَّدٍ وَّ ءالِهِ وَاسْمَعْ نَجْوایَ وَاسْتَجِبْ دُعآئِي وَ لاتَخْتِمْ یَوْمی بِخَیْبَتِي وَ لاتَجْبَهْنِي بِالرَّدِّ فِي مَسْألَتِي وَ أکْرِمْ مِّنْ عِنْدِکَ مُنْصَرَفِي وَ إلَیْکَ مُنْقَلَبیٓ إنَّکَ غَیْرُ ضآئِقٍ بِماتُرِیدُ وَ لاعاجِزٍ عَمّا تُسْألُ وَ أنْتَ عَلی کُلِّ شَیْءٍ قَدیرٌ وَّ لاحَوْلَ وَ لاقُوَّةَ إلّا بِاللهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیم.





کر چکا تھا تو نے مثالیں بھی بیان کر دیں اور مہلت بھی طولانی کر دی اور عذاب کو جلدی کے امکانات کے باوجود موخر کر دیا اور اسباب سبقت سے مالا مال ہونے کے بعد بھی صبر و تحمل سے کام لیا۔ (۲۲) یہ تیرا توقف کوئی عاجزی نہیں تھا اور یہ تیری مہلت کوئی کمزوری نہیں تھی اور نہ عذاب روک لینے میں کسی غفلت کا کوئی دخل تھا اور نہ تو کسی مدارات کا انتظار کر رہا تھا بات صرف یہ تھی (۲۳) کہ تو اپنی حجت کو بلیغ تر، اپنے کرم کو کامل تر، اپنے احسانات کو مکمل اور اپنی نعمت کو اتم و اکمل بنانا چاہتا تھا یہ سب ہو گیا اور ہو رہا ہے اور سب ہوتا رہے گا اور تو رہے گا تیری بزرگی اس امر سے اجل وارفع ہے کہ اس کی حقیقت کی تحدید کی جا سکے اور تیری نعمتیں اس بات سے زیادہ ہیں کہ ان کے مختصر کا بھی شکریہ ادا کیا جا سکے۔

(۲۴) میرے سکوت نے مجھے تیری حمد سے قاصر بنا دیا اور میرے توقف نے تیری بزرگی کے بیان سے گونگا بنا دیا اب میری آخری حد امکان یہ ہے کہ میں اپنی عاجزی کا اقرار کرلوں لیکن کسی بے رغبتی کی بنا پر نہیں، بلکہ اپنی عاجزی کی بنا پر اے میرے پروردگار۔

(۲۵) اب میں تیری بارگاہ میں حاضری کا قصد کر رہا ہوں اور تجھ سے بہترین عطا کا سوال کر رہا ہوں لہٰذا محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما اور میری مناجات کو سن لے، میری دعاؤں کو قبول کر لے اور میرے دن کا خاتمہ ناکامی پر نہ کرنا اور میرے سوال کا مقابلہ ٹھکرانے سے نہ کرنا۔ اپنی بارگاہ سے میری واپسی کو باعزت بنا دے اور اپنی طرف میرے پلٹ کے آنے کو عزت و احترام سے آشنا کر دے تیرے لئے کسی مقصد میں کوئی تنگی تو ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے اور خدائے علی و عظیم سے ہٹ کر کوئی قوت اور طاقت نہیں ہے۔





(۴۷) وَ كَانَ مِنْ دُعائِهِ عَلَيْهِ السَّلامُ فِي يَوْمِ عَرَفَةَ

(۱) اَلْحَمْدُ للهِ رَبِّ الْعالَمِينَ (۲) اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ بَدِيعَ السَّمٰواتِ وَ الْأَرْضِ ذَا الْجَلالِ وَ الْإِكْرامِ رَبَّ الْأَرْبابِ وَ إِلٰهَ كُلِّ مَأْلُوهٍ وَّ خالِقَ كُلِّ مَخْلُوقٍ وَّ وارِثَ كُلِّ شَيْءٍ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَّ لا يَعْزُبُ عَنْهُ عِلْمُ شَيْءٍ وَّ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ وَّ هُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيبٌ (۳) أَنْتَ اللهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ الْأَحَدُ الْمُتَوَحِّدُ الْفَرْدُ الْمُتَفَرِّدُ (۴) وَأَنْتَ اللهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ الْكَرِيمُ الْمُتَكَرِّمُ الْعَظِيمُ الْمُتَعَظِّمُ الْكَبِيرُ الْمُتَكَبِّرُ (۵) وَ أَنْتَ اللهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ الْعَلِيُّ الْمُتَعالِ الشَّدِيدُ الْمِحالِ (۶) وَ أَنْتَ اللهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ (۷) وَ أَنْتَ اللهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ الْقَدِيمُ الْخَبِيرُ (۸) وَ أَنْتَ اللهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ الْكَرِيمُ الْأَكْرَمُ الدَّآئِمُ الْأَدْوَمُ (۹) وَ أَنْتَ اللهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ الْأَوَّلُ قَبْلَ كُلِّ أَحَدٍ وَّ الْآخِرُ بَعْدَ كُلِّ عَدَدٍ (۱۰) وَ أَنْتَ اللهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ الدّانِي فِي عُلُوِّهِ وَ الْعالِي فِي دُنُوِّهِ (۱۱) وَ أَنْتَ اللهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ ذُو الْبَهاءِ وَ الْمَجْدِ وَ الْكِبْرِيآءِ وَ الْحَمْدِ (۱۲) وَ أَنْتَ اللهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ الَّذِيَ أَنْشَأْتَ الْأَشْيآءَ مِنْ غَيْرِ سِنْخٍ وَّ صَوَّرْتَ ما صَوَّرْتَ مِنْ غَيْرِ مِثالٍ وَ ابْتَدَعْتَ الْمُبْتَدَعاتِ بِلا احْتِذآءٍ (۱۳) أَنْتَ الَّذِي قَدَّرْتَ كُلَّ شَيْءٍ تَقْدِيراً وَّ يَسَّرْتَ كُلَّ شَيْءٍ

۴۷۔ روز عرفہ آپ کی دعا

(۱) ساری حمد اللہ کے لئے جو عالمین کا پروردگار ہے (۲) خدایا ساری حمد تیرے لئے ہے کہ تو آسمان وزمین کا موجد، صاحب جلال واکرام، پالنے والوں کا پالنے والا، معبودوں کا معبود، مخلوقات کا خالق اور ہر شے کا مالک ہے تیرا جیسا کوئی نہیں ہے اور تیرے علم سے کوئی شے بعید نہیں ہے۔ تو تمام اشیاء پر محیط اور ہر شے کی نگرانی کرنے والا ہے (۳) تو وہ خدا ہے جس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے تو ایک اکیلا، یکتا اور یگانہ ہے، (۴) تیرے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے تو کریم اور بہت زیادہ صاحب کرم ہے۔ عظیم اور بڑی عظمت والا ہے، بزرگ اور بڑی بزرگی کا مالک ہے۔

(۵) تیرے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے کہ تو بلند و بلند تر اور مضبوط ترین قوت کا مالک ہے (۶) تیرے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے کہ تو رحمن ورحیم وعلیم وحکیم ہے (۷) تیرے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے کہ تو سننے والا، جاننے والا، دیکھنے والا اور خبر رکھنے والا ہے۔ (۸) تیرے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے کہ تو کریم، اکرم، دائم اور ہمیشہ ہمیشہ رہنے والا ہے۔

(۹) تیرے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے کہ تو ہر ایک سے پہلے ہے اور ہر عدد کے بعد رہنے والا ہے (۱۰) تو وہ خدا ہے جس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے تو اپنی بلندی کے باوجود قریب تر اور اپنی قربت کے باوجود بلند تر ہے (۱۱) تو وہ خدا ہے جس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے تو صاحب حسن وجمال وبزرگی وکبریائی وحمد ہے۔ (۱۲) تو وہ خدا ہے جس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے تو وہ ہے جس نے تمام اشیاء کو بغیر مواد کے پیدا کیا ہے اور سب کی تصویریں بغیر کسی نمونہ کے بنائی ہے نئی نئی چیزوں کو بغیر مثال کے ایجاد کیا ہے۔

(۱۳) اور تو ہی وہ ہے جس نے ہر چیز کی مقدار معین کی ہے اور ہر چیز کے لئے فرائض کی انجام دہی کو آسان بنادیا ہے اور خود ہر چیز کی تدبیر سازی فرمائی ہے۔

تَيْسِيراً وَّ دَبَّرْتَ مٰا دُونَکَ تَدْبِيراً (١٤) أَنْتَ الَّذِي لَمْ يُعِنْکَ عَلىٰ
خَلْقِکَ شَرِيکٌ وَّ لَمْ يُؤٰازِرْکَ فِي أَمْرِکَ وَزِيرٌ وَّ لَمْ يَکُنْ لَکَ
مُشٰاهِدٌ وَّ لاٰنَظِيرٌ (١٥) أَنْتَ الَّذِىٓ أَرَدْتَّ فَکٰانَ حَتْماً مّٰا أَرَدْتَّ وَّ قَضَيْتَ
فَکٰانَ عَدْلاً مّٰا قَضَيْتَ وَ حَکَمْتَ فَکٰانَ نِصْفاً مّٰا حَکَمْتَ (١٦) أَنْتَ الَّذِي
لاٰيَحْوِيکَ مَکٰانٌ وَّ لَمْ يَقُمْ لِسُلْطٰانِکَ سُلْطٰانٌ وَّ لَمْ يُعْيِکَ بُرْهٰانٌ وَّلاٰ
بَيٰانٌ (١٧) أَنْتَ الَّذِىٓ أَحْصَيْتَ کُلَّ شَيْءٍ عَدَداً وَّ جَعَلْتَ لِکُلِّ شَيْءٍ أَمَداً
وَّ قَدَّرْتَ کُلَّ شَيْءٍ تَقْدِيراً (١٨) أَنْتَ الَّذِي قَصُرَتِ الْأَوْهٰامُ عَنْ ذٰاتِيَّتِکَ
وَ عَجَزَتِ الْأَفْهٰامُ عَنْ کَيْفِيَّتِکَ وَ لَمْ تُدْرِکِ الْأَبْصٰارُ مَوْضِعَ أَيْنِيَّتِکَ
(١٩) أَنْتَ الَّذِي لاٰتُحَدُّ فَتَکُونَ مَحْدُوداً وَّ لَمْ تُمَثَّلْ فَتَکُونَ مَوْجُوداً وَّ لَمْ
تَلِدْ فَتَکُونَ مَوْلُوداً (٢٠) أَنْتَ الَّذِي لاٰضِدَّ مَعَکَ فَيُعٰانِدَکَ وَ لاٰعِدْلَ
لَکَ فَيُکٰاثِرَکَ وَ لاٰ نِدَّ لَکَ فَيُعٰارِضَکَ (٢١) أَنْتَ الَّذِي ابْتَدَأَ
وَاخْتَرَعَ وَاسْتَحْدَثَ وَابْتَدَعَ وَأَحْسَنَ صُنْعَ مٰاصَنَعَ (٢٢) سُبْحٰانَکَ مٰا
أَجَلَّ شَأْنَکَ وَ أَسْنىٰ فِي الْأَمٰاکِنِ مَکٰانَکَ وَ أَصْدَعَ بِالْحَقِّ فُرْقٰانَکَ
(٢٣) سُبْحٰانَکَ مِنْ لَطِيفٍ مّٰا أَلْطَفَکَ وَ رَءُوفٍ مّٰا أَرْأَفَکَ وَ حَکِيمٍ
مّٰا أَعْرَفَکَ (٢٤) سُبْحٰانَکَ مِنْ مَّلِيکٍ مّٰا أَمْنَعَکَ وَ جَوٰادٍ مّٰا
أَوْسَعَکَ وَ رَفِيعٍ مّٰا أَرْفَعَکَ ذُوالْبَهٰاءِ وَ الْمَجْدِ وَ الْکِبْرِيٰاءِ وَ الْحَمْدِ
(٢٥) سُبْحٰانَکَ بَسَطْتَ بِالْخَيْرٰاتِ يَدَکَ وَ عُرِفَتِ الْهِدٰايَةُ مِنْ

(۱۴) تو وہ خدا ہے جس کے کار تخلیق میں کوئی شریک نہیں ہے اور جس کا امور مملکت میں کوئی وزیر نہیں ہے۔

(۱۵) تو وہ ہے کہ جس نے جس چیز کا ارادہ کرلیا وہ حتمی ہوگئی اور جس چیز کا فیصلہ کردیا وہ فیصلہ مطابق عدل رہا اور تیرا ہر حکم مطابق انصاف ہے (۱۶) تو ہی وہ ہے جس پر کوئی مکان حادی نہیں اور اس کی سلطنت کے مقابلہ میں کوئی سلطنت واقتدار نہیں ہے۔ اور کسی بیان و برہان کے مسئلہ میں عاجز نہیں ہے۔ (۱۷) تو ہی وہ ہے جس نے ہر شے کے عدد کو شمار کرلیا ہے اور ہر چیز کی ایک انتہا معین کردی ہے اور ہر شے کا ایک اندازہ طے کردیا ہے۔ (۱۸) تو ہی وہ ہے جس کی ذات کے ادراک سے عقول قاصر ہیں اور اس کی کیفیت کی تحدید سے فکریں عاجز ہیں اور اس کی جگہ تک نگاہوں کی رسائی نہیں ہے۔ (۱۹) تو ہی وہ ہے جس کی کوئی حد نہیں ہے جو اسے محدود بنا سکے اور اس کا کوئی پیدا کرنے والا نہیں ہے کہ اسے مولود قرار دیا جاسکے (۲۰) تو ہی وہ ہے جس کی کوئی ضد نہیں ہے کہ وہ جھگڑا کرسکے اور کوئی ہمسر نہیں ہے کہ وہ مقابلہ کرسکے اور کوئی مثل نہیں ہے جو آڑے آسکے۔

(۲۱) تو ہی وہ ہے جس نے ابتدا اور ایجاد کی ہے عالم کی بنیاد قائم کی ہے اور بلا مثال بنایا ہے اور جو کچھ بنایا ہے بہترین بنایا ہے (۲۲) تو پاک و پاکیزہ ہے تیری شان کس قدر جلیل ہے اور تمام منزلتوں میں تیری منزلت کس قدر بلند ہے اور تیری حق و باطل میں امتیاز قائم کرنے والی کتاب نے حق کو کس قدر نمایاں کردیا ہے (۲۳) تو پاک و پاکیزہ ہے اور لطیف ہے اور کس قدر لطیف ہے مہربان ہے اور کس قدر مہربان ہے حکیم اور کیا صاحب معرفت حکیم ہے۔

(۲۴) تو پاک و پاکیزہ ہے تو صاحب اقتدار ہے اور کریم ہے اور کیا وسعت کرم کا مالک ہے اور بلند ہے تو کس قدر بلندی رکھنے والا ہے۔ اور صاحب حسن و جمال و بزرگی و کبریائی و حمد و ستائش ہے (۲۵) تو ایک و پاکیزہ ہے تو نے نیکیوں کے ساتھ اپنے ہاتھ پھیلا دیئے ہیں اور ہدایت کی مکمل شناخت کرادی ہے جو بھی دین دنیا کے لئے تجھے تلاش کرے گا وہ تجھے پالے گا۔

عِنْدِکَ فَمَنِ التَمَسکَ لِدینٍ أَوْ دُنْیا وَجَدَکَ (۲۶) سُبْحانَکَ خَضَعَ لَکَ مَن جَریٰ فِی عِلْمِکَ وَ خَشَعَ لِعَظَمَتِکَ ما دُونَ عَرْشِکَ وَانْقادَ لِلتَّسْلیمِ لَکَ کُلُّ خَلْقِکَ (۲۷) سُبْحانَکَ لاٰتُحَسُّ وَ لاٰتُجَسُّ وَ لاٰتُمَسُّ وَ لاٰتُکادُ وَ لاٰتُماطُ وَ لاٰتُنازَعُ وَ لاٰتُجاریٰ وَ لاٰتُماریٰ وَ لاٰتُخادَعُ وَ لاٰتُماکَرُ (۲۸) سُبْحانَکَ سَبیلُکَ جَدَدٌ وَ أَمْرُکَ رَشَدٌ وَ أَنْتَ حَیٌّ صَمَدٌ (۲۹) سُبْحانَکَ قَولُکَ حُکْمٌ وَّ قَضاؤُکَ حَتْمٌ وَّ إِرادَتُکَ عَزْمٌ (۳۰) سُبْحانَکَ لاٰ رادَّ لِمَشِیَّتِکَ وَ لاٰمُبَدِّلَ لِکَلِماتِکَ (۳۱) سُبْحانَکَ باهِرَ الْاٰیاتِ فاطِرَ السَّمٰواتِ بارِئَ النَّسَماتِ (۳۲) لَکَ الْحَمْدُ حَمْداً یَّدُومُ بِدَوامِکَ (۳۳) وَ لَکَ الْحَمْدُ حَمْداً خالِداً بِنِعْمَتِکَ (۳۴) وَ لَکَ الْحَمْدُ حَمْداً یُوازِیْ صُنْعَکَ (۳۵) وَ لَکَ الْحَمْدُ حَمْداً یَزِیدُ عَلیٰ رِضاکَ (۳۶) وَ لَکَ الْحَمْدُ حَمْداً مَعَ حَمْدِ کُلِّ حامِدٍ وَّ شُکْراً یَّقْصُرُ عَنْهُ شُکْرُ کُلِّ شاکِرٍ (۳۷) حَمْداً لاٰیَنْبَغِی إِلاّٰ لَکَ وَ لاٰیُتَقَرَّبُ بِهٖ إِلاّٰ إِلَیْکَ (۳۸) حَمْداً یُسْتَدامُ بِهِ الْأَوَّلُ وَ یُسْتَدْعیٰ بِهٖ دَوامُ الْأٰخِرِ (۳۹) حَمْداً یَّتَضاعَفُ عَلیٰ کُرُورِ الْأَزْمِنَةِ وَ یَتَزایَدُ أَضْعافاً مُّتَرادِفَةً (۴۰) حَمْداً یَعْجِزُ عَنْ إِحْصائِهِ الْحَفَظَةُ وَ یَزِیدُ عَلیٰ مآ أَحْصَتْهُ فِي کِتابِکَ الْکَتَبَةُ (۴۱) حَمْداً یُوازِنُ عَرْشَکَ الْمَجِیدَ وَ یُعادِلُ کُرْسِیَّکَ الرَّفِیعَ (۴۲) حَمْداً یَّکْمُلُ لَدَیْکَ

(۲۶) تو پاک و بے نیاز ہے جو بھی تیرے حدود علم میں ہے وہ تیرے سامنے سرنگوں ہے اور جو بھی تیرے عرش کے نیچے ہے وہ تیری بارگاہ میں سر تسلیم خم کئے ہوتا ہے تمام مخلوقات تیرے سامنے سراپا تسلیم ہے۔(۲۷) تو پاک و بے نیاز ہے جو نہ احساس میں آتا ہے نہ چھوا جاسکتا ہے نہ ٹٹولا جاسکتا ہے نہ اس پر کوئی حیلہ چل سکتا ہے، نہ اسے راستے سے ہٹایا جاسکتا ہے نہ اس سے جھگڑا کیا جاسکتا ہے نہ اس کا مقابلہ ہوسکتا ہے نہ اس سے بحث ہوسکتی ہے نہ اسے دھوکہ دیا جاسکتا ہے نہ اس سے کوئی مکاری چل سکتی ہے۔(۲۸) تو پاک و بے نیاز ہے تیرا راستہ ہموار تیرے (امور صواب (درست) ہیں اور تو زندہ جاوید اور مرجع حاجات ہے۔

(۲۹) تو پاک و بے نیاز ہے تیرا قول حکم، تیرا فیصلہ حتمی اور تیرا ارادہ یقینی ہے (۳۰) تو پاک و بے نیاز ہے کوئی تیری مشیت کو ٹال نہیں سکتا ہے اور کوئی تیرے کلمات کو بدل نہیں سکتا ہے (۳۱) تو پاک و بے نیاز ہے کوئی تیری نشانیاں روشن، تو آسمانوں کا موجد اور ہر ذی روح اشیاء کا خالق ہے (۳۲) تیرے لئے ایسی حمد ہے جو تیرے دوام کے ساتھ برقرار رہے (۳۳) اور تیری ایسی تعریف ہے جو تیری نعمتوں کے ساتھ ہمیشہ رہے (۳۴) اور تیرے لئے ایسی تعریف ہے جو تیری صنعت کے مثل۔

ہو (۳۵) اور تیرے لئے ایسی حمد ہے جو تیری رضا میں اضافہ کرا سکے (۳۶) اور تیرے لئے ایسی حمد ہے جو ہر حمد ہے کرنے والے کی حمد کے ساتھ چل سکے اور ایسا شکر ہے جس سے ہر شکر کرنے والے کا شکر کمتر رہے (۳۷) وہ حمد جو تیرے علاوہ کسی کے لئے سزاوار نہ ہو اور جس سے صرف تیرا ہی قرب حاصل کیا جاسکے۔(۳۸) وہ حمد جس سے پہلی حمد کو دوام حاصل ہو اور جس کے ذریعہ آخری حمد کی دوام کی التماس کی جاسکے۔(۳۹) وہ حمد جو زمانوں کے گذرنے کے ساتھ دوگنی چوگنی ہوتی رہے اور اس میں مسلسل اضافہ ہوتا رہے۔(۴۰) وہ حمد جس کے شمار سے ملائکہ محافظین بھی عاجز رہیں اور اس سے زیادہ ہو جسے کاتبان اعمال نے تیری کتاب میں لکھ دیا ہے۔(۴۱) وہ حمد جو تیرے عرش مجید کے ہم وزن ہو اور تیری بلندترین کرسی کے ہم پایہ ہو۔(۴۲) وہ حمد جس کا ثواب تیرے نزدیک کامل ہو اور جس کی جزا پر حاوی ہو۔

ثَوابُهُ وَ يَسْتَغرِقُ كُلَّ جَزاءٍ جَزاؤُهُ (٤٣) حَمْداً ظاهِرُهُ وَفْقٌ لِباطِنِهِ وَ باطِنُهُ وَفْقٌ لِصِدْقِ النِّيَّةِ (٤٤) حَمْداً لَمْ يَحْمَدْكَ خَلْقٌ مِثْلَهُ وَ لا يَعْرِفُ أَحَدٌ سِواكَ فَضْلَهُ (٤٥) حَمْداً يُعانُ مَنِ اجْتَهَدَ في تَعْديدِهِ وَ يُؤَيَّدُ مَنْ أَغْرَقَ نَزْعاً في تَوفِيَتِهِ (٤٦) حَمْداً يَجْمَعُ ما خَلَقْتَ مِنَ الْحَمْدِ وَ يَنْتَظِمُ ما أَنْتَ خالِقُهُ مِن بَعْدُ (٤٧) حَمْداً لا حَمْدَ أَقْرَبُ إِلىٰ قَوْلِكَ مِنْهُ وَ لا أَحْمَدَ مِمَّن يَحْمَدُكَ بِهِ (٤٨) حَمْداً يُوجِبُ بِكَرَمِكَ الْمَزيدَ بِوُفُورِهِ وَ تَصِلُهُ بِمَزيدٍ بَعْدَ مَزيدٍ طَوْلاً مِنْكَ. (٤٩) حَمْداً يَجِبُ لِكَرَمِ وَجهِكَ وَيُقابِلُ عِزَّ جَلالِكَ. (٥٠) رَبِّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ الْمُنْتَجَبِ الْمُصْطَفَى الْمُكَرَّمِ الْمُقَرَّبِ أَفْضَلَ صَلَواتِكَ وَ بارِكْ عَلَيْهِ أَتَمَّ بَرَكاتِكَ وَ تَرَحَّمْ عَلَيْهِ أَمْتَعَ رَحَماتِكَ (٥١) رَبِّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ صَلاةً زاكِيَةً لاتَكُونُ صَلاةٌ أَزْكىٰ مِنْها وَ صَلِّ عَلَيْهِ صَلاةً نامِيَةً لاتَكُونُ صَلاةٌ أَنْمىٰ مِنْها وَصَلِّ عَلَيْهِ صَلاةً راضِيَةً لاتَكُونُ صَلاةٌ فَوْقَها (٥٢) رَبِّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ صَلاةً تُرْضيهِ وَ تَزيدُ عَلىٰ رِضاهُ وَ صَلِّ عَلَيْهِ صَلاةً تُرْضيكَ وَ تَزيدُ عَلىٰ رِضاكَ لَهُ وَ صَلِّ عَلَيْهِ صَلاةً لاتَرْضىٰ لَهُ إِلّا بِها وَ لاتَرىٰ غَيْرَهُ لَها أَهْلاً (٥٣) رَبِّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ صَلاةً تُجاوِزُ رِضْوانَكَ وَ يَتَّصِلُ اتِّصالُها بِبَقائِكَ وَ لايَنْفَدُ كَما لاتَنْفَدُ كَلِماتُكَ (٥٤) رَبِّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ

(۴۳) وہ حمد جس کا ظاہر اس کے باطن سے ہم آہنگ ہو اور اس کا باطن صدق نیت کی بنا پر اس کے ظاہر کے مطابق ہو۔

(۴۴) ایسی حمد جیسی حمد نہ کسی مخلوق نے کی ہے اور نہ اسکے فضل کو تیرے علاوہ کوئی دوسرا جانتا ہے (۴۵) ایسی حمد جس حمد کے اضافہ کی کوشش کرنے والے کی مدد کی جائے اور جو اس سے انجام تک پہنچانے میں ڈوب جائے اس کی تائید کی جائے۔ (۴۶) ایسی حمد جو ان تمام ستائشوں کی جامع ہو جو وجود میں آچکیں اور ان سب کو اپنے اندر سمیٹ لے جنھیں تو بعد میں پیدا کرنے والا ہے۔ (۴۷) ایسی حمد جس سے قریب تر کوئی حمد نہ ہو اور جس کے حمد گذار سے بہتر کوئی حمد گذار نہ ہو (۴۸) ایسی حمد جو تیرے کرم کے سہارے مزید نعمتوں کا سبب بنے اور تو اس کے ذریعہ اپنے فضل و کرم کے سلسلہ کو جاری رکھے (۴۹) ایسی حمد جو تیری ذات کی بزرگی کے لئے لازم ہو اور تیرے عزت وجلال کے شایان شان ہو۔ (۵۰) خدایا محمد آل محمدؐ پر رحمت نازل فرما جو منتخب، پسندیدہ، محترم اور مقرب ہیں اپنی بہترین رحمت اور ان پر برکتیں نازل فرما اپنی تمام ترین برکات، اور ان پر مہربانی فرما اپنی مفید ترین مہربانی۔ (۵۱) خدایا محمد آل محمد پر وہ پاکیزہ صلوات نازل فرما جس سے زیادہ پاکیزہ صلوات نہ ہو اور وہ مسلسل بڑھنے والی رحمت سے زیادہ بڑھنے والی کوئی رحمت نہ ہو ان پر وہ پسندیدہ صلوات نازل فرما جس سے انھیں راضی کردے اور ان کی رضامندی میں اضافہ کردے۔ (۵۲) اپنے پیغمبر پر وہ صلوات نازل فرما جو تجھے راضی کردے اور تیری رضا میں اضافہ کردے۔ ان پر وہ صلوات نازل فرما جس کے علاوہ ان کے لئے کسی صلوات سے تو راضی نہ ہو اور اس کا ان کے علاوہ کسی کو اہل نہ سمجھتا ہو (۵۳) خدایا محمد و آل محمد پر صلوات نازل فرما جو تیری رضا سے بھی آگے بڑھ جائے اور جس کا سلسلہ تیری بقا کے ساتھ قائم رہے اور تیرے کلمات کی طرح کبھی ختم نہ ہونے پائے۔

(۵۴) خدایا محمد و آل محمد پر وہ صلوات نازل فرما جو تیرے ملائکہ، انبیاء و مرسلین اور اطاعت گذاروں کی صلوات کو سمیٹ لے اور جن وانس کے تمام عبادت گذاروں اور تیری دعوت کے قبول کرنے

صَلاةً تَنْتَظِمُ صَلَواتِ مَلائِكَتِكَ وَ أَنْبِيائِكَ وَ رُسُلِكَ وَ أَهْلِ طاعَتِكَ وَ تَشْتَمِلُ عَلىٰ صَلَواتِ عِبادِكَ مِن جِنِّكَ وَ إِنْسِكَ وَ أَهْلِ إِجابَتِكَ وَ تَجْتَمِعُ عَلىٰ صَلاةِ كُلِّ مَن ذَرَأْتَ وَ بَرَأْتَ مِنْ أَصْنافِ خَلْقِكَ (۵۵) رَبِّ صَلِّ عَلَيْهِ وَ آلِهِ صَلاةً تُحِيطُ بِكُلِّ صَلاةٍ سالِفَةٍ وَّ مُسْتَأْنَفَةٍ وَّ صَلِّ عَلَيْهِ وَ عَلىٰ آلِهِ صَلاةً مَّرْضِيَّةً لَّكَ وَ لِمَنْ دُونَكَ وَ تُنْشِئُ مَعَ ذٰلِكَ صَلَواتٍ تُضاعِفُ مَعَهَا تِلْكَ الصَّلَواتِ عِنْدَها وَ تَزِيدُها عَلىٰ كُرُورِ الْأَيّامِ زِيادَةً فِي تَضاعِيفَ لاٰ يَعُدُّها غَيْرُكَ (۵۶) رَبِّ صَلِّ عَلىٰ أَطايِبِ أَهْلِ بَيْتِهِ الَّذِينَ اخْتَرْتَهُمْ لِأَمْرِكَ وَ جَعَلْتَهُمْ خَزَنَةَ عِلْمِكَ وَ حَفَظَةَ دِينِكَ وَ خُلَفاءَكَ فِي أَرْضِكَ وَ حُجَجَكَ عَلىٰ عِبادِكَ وَ طَهَّرْتَهُمْ مِّنَ الرِّجْسِ وَ الدَّنَسِ تَطْهِيراً بِإِرادَتِكَ وَ جَعَلْتَهُمُ الْوَسِيلَةَ إِلَيْكَ وَالْمَسْلَكَ إِلىٰ جَنَّتِكَ (۵۷) رَبِّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ صَلاةً تُجْزِلُ لَهُمْ بِها مِنْ نِّحَلِكَ وَ كَرامَتِكَ وَ تُكْمِلُ لَهُمُ الْأَشْياءَ مِنْ عَطاياكَ وَ نَوافِلِكَ وَ تُوَفِّرُ عَلَيْهِمُ الْحَظَّ مِنْ عَوائِدِكَ وَ فَوائِدِكَ (۵۸) رَبِّ صَلِّ عَلَيْهِ وَ عَلَيْهِمْ صَلاةً لاٰ أَمَدَ فِي أَوَّلِها وَ لاٰ غايَةَ لِأَمَدِها وَ لاٰ نِهايَةَ لِآخِرِها (۵۹) رَبِّ صَلِّ عَلَيْهِمْ زِنَةَ عَرْشِكَ وَ ما دُونَهُ وَ مِلْءَ سَمٰواتِكَ وَ ما فَوْقَهُنَّ وَ عَدَدَ أَرَضِيكَ وَ ما تَحْتَهُنَّ وَ ما بَيْنَهُنَّ صَلاةً تُقَرِّبُهُم مِّنْكَ زُلْفىٰ وَ تَكُونُ لَكَ وَ لَهُمْ رِضىً وَّ مُتَّصِلَةً بِنَظائِرِهِنَّ أَبَداً.

والوں کی صلوات کو شامل ہو جائے اور تمام اقسام مخلوقات کی صلوات کی جامع ہو۔

(۵۵) خدایا محمدؐ و آل محمدؐ پر وہ صلوات نازل فرما جو ہر قدیم و جدید صلوات کو محیط ہو۔ محمدؐ و آل محمدؐ پر وہ صلوات نازل فرما جو تجھے بھی پسند ہو اور تیرے علاوہ دوسرے افراد کو بھی پسند ہو اور اس کے ساتھ ایسی رحمتوں کو ایجاد کرا سکے جس کے بنا پر یہ رحمتیں دگنی چوگنی ہوتی رہیں اور زمانوں کے گذرنے کے ساتھ ان میں اس قدر اضافہ ہوتا رہے جسے تیرے علاوہ کوئی شمار نہ کر سکے۔

(۵۶) خدایا پیغمبرؐ کے ان طیب و طاہر اہلبیت پر رحمت نازل فرما جنھیں تو نے اپنے امر کے لئے منتخب کیا ہے اور اپنے علم کا خزانہ دار، اپنے دین کا محافظ، اپنی زمین کا خلیفہ اور اپنے بندوں پر اپنی حجت قرار دیا ہے اور انھیں اپنے ارادہ سے ہر رجس اور آلودگی سے اس طرح پاک کیا ہے جو پاکیزگی کا حق ہے اور پھر انھیں اپنی بارگاہ کے لئے وسیلہ اور اپنی جنت کا راستہ بنا دیا ہے۔

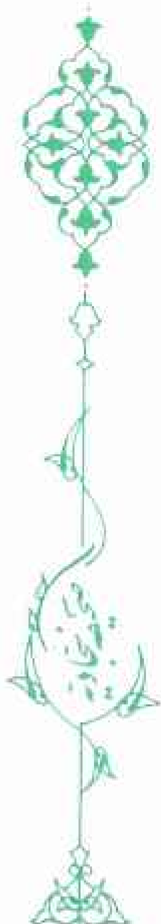
(۵۷) خدایا محمدؐ و آل محمدؐ پر ایسی رحمت نازل فرما جس کے ذریعہ ان کے عطیہ اور کرامت کو فراواں کر دے اور اپنے عطا اور انعامات کو مکمل کر دے اور اپنے تحائف اور منافع میں ان کے حصہ کو وافر بنا دے۔

(۵۸) خدایا حضرت محمدؐ اور ان کے اہل بیت پر وہ صلوات نازل فرما جس کے اول کی کوئی مدت نہ ہو اور مدت کی کوئی غایت نہ ہو اور آخر کی کوئی انتہا نہ ہو۔

(۵۹) خدایا ان پر اس قدر رحمت نازل فرما جو تیرے عرش اور غیر عرش کے ہم وزن آسمان اور اس کے مافوق کی وسعت کے برابر زمین اور اس کے نچلے طبقات اور ان کے درمیانی وسعتوں کے ہم عدد ہو وہ صلوات جو انھیں تجھ سے قریب تر بنا سکے اور تو ان سے راضی ہو جائے اور وہ تجھ راضی ہو جائیں اور پھر ایسی ہی صلواتوں کا سلسلہ برقرار رہے۔

(۶۰) خدایا تو نے ہر دور میں اپنے دین کی تائید ایک امام کے ذریعہ کی ہے جو بندوں کے لئے پرچم ہدایت اور شہروں کے لئے منارہ نور تھا اس کی ریسمان ہدایت کو اپنی رسی سے متصل کر دیا۔ اور اسے

(٦٠) اللّٰهُمَّ إِنَّکَ أَيَّدتَ دِينَکَ فِي كُلِّ أَوانٍ بِإِمامٍ أَقَمْتَهُ عَلَماً لِعِبادِکَ وَ مَناراً فِي بِلادِکَ بَعْدَ أَنْ وَصَلْتَ حَبْلَهُ بِحَبْلِکَ وَ جَعَلْتَهُ الذَّرِيعَةَ إِلىٰ رِضْوانِکَ وَ افْتَرَضْتَ طاعَتَهُ وَ حَذَّرْتَ مَعْصِيَتَهُ وَ أَمَرْتَ بِامْتِثالِ أَوامِرِهِ وَ الانْتِهاءِ عِنْدَ نَهْيِهِ وَ أَلَّا يَتَقَدَّمَهُ مُتَقَدِّمٌ وَ لا يَتَأَخَّرَ عَنْهُ مُتَأَخِّرٌ فَهُوَ عِصْمَةُ اللّائِذِينَ وَ كَهْفُ الْمُؤْمِنِينَ وَ عُرْوَةُ الْمُتَمَسِّكِينَ وَ بَهاءُ الْعالَمِينَ (٦١) اللّٰهُمَّ فَأَوْزِعْ لِوَلِيِّکَ شُكْرَ ما أَنْعَمْتَ بِهِ عَلَيْهِ وَ أَوْزِعْنا مِثْلَهُ فِيهِ وَ آتِهِ مِنْ لَدُنْکَ سُلْطاناً نَصِيراً وَ افْتَحْ لَهُ فَتْحاً يَسِيراً وَ أَعِنْهُ بِرُكْنِکَ الْأَعَزِّ وَاشْدُدْ أَزْرَهُ وَ قَوِّ عَضُدَهُ وَ راعِهِ بِعَيْنِکَ وَاحْمِهِ بِحِفْظِکَ وَانْصُرْهُ بِمَلائِكَتِکَ وَ امْدُدْهُ بِجُنْدِکَ الْأَغْلَبِ (٦٢) وَ أَقِمْ بِهِ كِتابَکَ وَ حُدُودَکَ وَ شَرائِعَکَ وَ سُنَنَ رَسُولِکَ صَلَواتُکَ اللّٰهُمَّ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ أَحْيِ بِهِ ما أَماتَهُ الظّالِمُونَ مِنْ مَعالِمِ دِينِکَ وَاجْلُ بِهِ صَداءَ الْجَوْرِ عَنْ طَرِيقَتِکَ وَ أَبِنْ بِهِ الضَّرّاءَ مِنْ سَبِيلِکَ وَ أَزِلْ بِهِ النّاكِبِينَ عَنْ صِراطِکَ وَ امْحَقْ بِهِ بُغاةَ قَصْدِکَ عِوَجاً (٦٣) وَأَلِنْ جانِبَهُ لِأَوْلِيائِکَ وَابْسُطْ يَدَهُ عَلىٰ أَعْدائِکَ وَهَبْ لَنا رَأْفَتَهُ وَ رَحْمَتَهُ وَ تَعَطُّفَهُ وَ تَحَنُّنَهُ وَاجْعَلْنا لَهُ سامِعِينَ مُطِيعِينَ وَ فِي رِضاهُ ساعِينَ وَ إِلىٰ نُصْرَتِهِ وَ الْمُدافَعَةِ عَنْهُ مُكْنِفِينَ وَ إِلَيْکَ وَ إِلىٰ رَسُولِکَ صَلَواتُکَ اللّٰهُمَّ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بِذٰلِکَ مُتَقَرِّبِينَ (٦٤) اللّٰهُمَّ وَ صَلِّ عَلىٰ أَوْلِيائِهِمُ الْمُعْتَرِفِينَ



اپنی رضا کا وسیلہ بنادیا۔ اس کی اطاعت کو واجب قرار دیا۔ اور اس کی نافرمانی سے ڈرایا۔ اس کے اوامر کے امتثال کا حکم دیا اور اس کے مناہی سے رکنے کا حکم دیا اور یہ فرمایا کہ خبردار کوئی اس سے آگے نہ جانے پائے اور کوئی اس سے پیچھے نہ رہ جائے۔ کہ وہ پناہ گزینوں کی حفاظت، مومنین کی پناہ گاہ، تمسک کرنے والوں کا سہارا اور عالمین کا نور ہوتا ہے۔

(۶۱) خدایا اپنے ولی کو توفیق دے کہ وہ تیری اس نعمت کا شکریہ ادا کرے۔ اور ہمیں بھی ایسی ہی توفیق فرما اور اپنے ولی کو اپنی طرف سے ایسا اقتدار عطا فرما جو کارآمد ہو اور انھیں سہولت کے ساتھ فتح عنایت فرما اپنے مستحکم سہارے سے ان کی امداد فرما۔ ان کی پشت کو مضبوط تر اور ان کے بازوؤں کو قوی تر بنادے اپنی چشم عنایت سے ان کی نگرانی فرما اور اپنی حفاظت سے ان کی حمایت فرما۔

(۶۲) اپنے ملائکہ کے ذریعہ اپنی کتاب، اپنے حدود، اپنے قوانین اور اپنے رسول کی سیرتوں کو قائم فرما (تیری صلوات تیرے رسول اور ان کی آل پاک پر ہو) ان کے ذریعہ اپنے دین کے ان آثار کو زندہ کردے جنھیں ظالمین نے مردہ بنادیا ہے اور اپنے راستہ سے انحراف کے زنگ کو صاف کردے اور اپنے راہ حق کی دشواریوں کو دور کردے اور صراط مستقیم سے بھٹک جانے والوں کو زائل کردے اور درمیانی راستہ میں کجی پیدا کرنے والوں کو فنا کردے۔

(۶۳) ان کے پہلو کو اپنے اولیاء کے لئے نرم بنادے اور ان کے ہاتھوں کو دشمنوں کے مقابلہ میں کھول دے انھیں اپنی رافت و رحمت و مہربانی و عنایت عطا فرما۔ ہمیں ان کی بات سننے والا، اطاعت گذار اور ان کی رضا کی راہ میں سعی کرنے والا، ان کی نصرت کرنے والا، ان کے حقوق سے دفاع کرنے والا اور ان اعمال کے ذریعہ اپنا اور اپنے رسول کا قرب تلاش کرنے والا قرار دیدے۔

(۶۴) خدایا اپنی صلوات نازل فرما اپنے ان اولیاء پر جو ان کے مقام کے معترف، ان کی ولایت سے وابستہ، ان کے نقش قدم پر چلنے والے، اپنے کو ان کے احکام کے حوالہ کردینے والے، ان کی اطاعت کی کوشش کرنے والے، ان کے اقتدار کا انتظار کرنے والے، ان کی راہ میں آنکھیں بچھادینے

بِمَقامِهِمُ الْمُتَّبِعينَ مِنْهَجَهُمُ الْمُقْتَفينَ ءاثارَهُمُ الْمُسْتَمْسِكينَ بِعُرْوَتِهِمُ الْمُتَمَسِّكينَ بِوَلايَتِهِمُ الْمُؤْتَمّينَ بِإمامَتِهِمُ الْمُسَلِّمينَ لِأمْرِهِمُ الْمُجْتَهِدينَ في طاعَتِهِمُ الْمُنْتَظِرينَ أيّامَهُمُ الْمادّينَ إلَيْهِمْ أعْيُنَهُمُ الصَّلواتِ الْمُبارَكاتِ الزّاكِياتِ النّامِياتِ الْغادِياتِ الرّائِحاتِ (٢٥) وَ سَلِّمْ عَلَيْهِمْ وَ عَلىٰ أرْواحِهِمْ وَاجْمَعْ عَلَى التَّقْوىٰ أمْرَهُمْ وَ أصْلِحْ لَهُمْ شُئُونَهُمْ وَ تُبْ عَلَيْهِمْ إنَّكَ أنْتَ التَّوّابُ الرَّحيمُ وَ خَيْرُ الْغافِرينَ وَاجْعَلْنا مَعَهُمْ في دارِ السَّلامِ بِرَحْمَتِكَ يآ أرْحَمَ الرّاحِمينَ (٢٦) اَللّٰهُمَّ هٰذا يَوْمُ عَرَفَةَ يَوْمٌ شَرَّفْتَهُ وَ كَرَّمْتَهُ وَ عَظَّمْتَهُ نَشَرْتَ فيهِ رَحْمَتَكَ وَ مَنَنْتَ فيهِ بِعَفْوِكَ وَ أجْزَلْتَ فيهِ عَطِيَّتَكَ وَ تَفَضَّلْتَ بِهِ عَلىٰ عِبادِكَ (٢٧) اَللّٰهُمَّ وَ أنَا عَبْدُكَ الَّذيٓ أنْعَمْتَ عَلَيْهِ قَبْلَ خَلْقِكَ لَهُ وَ بَعْدَ خَلْقِكَ إيّاهُ فَجَعَلْتَهُ مِمَّنْ هَدَيْتَهُ لِدينِكَ وَ وَفَّقْتَهُ لِحَقِّكَ وَ عَصَمْتَهُ بِحَبْلِكَ وَأدْخَلْتَهُ في حِزْبِكَ وَ أرْشَدْتَهُ لِمُوالاةِ أوْلِيآئِكَ وَ مُعاداةِ أعْدآئِكَ (٢٨) ثُمَّ أمَرْتَهُ فَلَمْ يَأْتَمِرْ وَ زَجَرْتَهُ فَلَمْ يَنْزَجِرْ وَ نَهَيْتَهُ عَنْ مَعْصِيَتِكَ فَخالَفَ أمْرَكَ إلىٰ نَهْيِكَ لامُعانَدَةً لَكَ وَ لاَاسْتِكْباراً عَلَيْكَ بَلْ دَعاهُ هَواهُ إلىٰ ما زَيَّلْتَهُ وَ إلىٰ ماحَذَّرْتَهُ وَ أعانَهُ عَلىٰ ذٰلِكَ عَدُوُّكَ وَ عَدُوُّهُ فَأقْدَمَ عَلَيْهِ عارِفاً بِوَعيدِكَ راجِياً لِعَفْوِكَ واثِقاً بِتَجاوُزِكَ وَكانَ أحَقَّ عِبادِكَ مَعَ مامَنَنْتَ عَلَيْهِ ألّا يَفْعَلَ،

والے ہیں وہ صلوات جو بابرکت، پاکیزہ، مسلسل بڑھنے والی اور صبح وشام نازل ہونے والی ہو۔

(۶۵) اپنی سلامتی نازل فرما ان پر اور ان کی ارواح طیبہ پر۔ان کے امور کو تقویٰ پر جمع کردے اور ان کے حالات کی اصلاح کردے اور ان کی توجہ کو قبول فرمالے کہ تو ہر توجہ کا قبول کرنے والا اور مہربان ہے اور بہترین بخشنے والا ہے۔ مجھے اپنی رحمت کے سہارے ان کے ساتھ دارالسلام میں جگہ دیدے اے بہترین رحم کرنے والے۔

(۶۶) خدایا یہ عرفہ کا دن ہے جسے تو نے شرافت، کرامت اور عظمت عنایت فرمائی ہے اس میں اپنے دامن رحمت کو پھیلا دیا ہے اپنی معافی کے ذریعہ بندوں پر احسان کیا ہے اپنے عطایا کو وسیع تر بنا دیا ہے اور اپنے بندوں پر فضل وکرم فرمایا ہے۔

(۶۷) خدایا میں تیرا وہ بندہ ہوں جس پر تو نے پیدائش سے پہلے بھی احسان کیا ہے اور پیدائش کے بعد بھی اسے نعمتیں عطا کی ہیں اور ان لوگوں میں قرار دیا ہے جنھیں اپنے دین کی ہدایت دی ہے اپنے حق کی توفیق دی ہے، اپنی ریسمان ہدایت کے ذریعہ تحفظ دیا ہے اور اپنے گروہ میں شامل کیا ہے اور اپنے دوستوں کی دوستی اور اپنے دشمنوں کی دشمنی کا راستہ دکھایا ہے۔

(۶۸) لیکن اس کے بعد بھی جب تو نے حکم دیا تو میں عمل نہیں کیا اور جب منع کیا تو میں رکا نہیں اور جب نافرمانی سے روکنا چاہا تو تیرے حکم کی خلاف ورزی کر کے معصیت کا مرتکب ہو گیا۔البتہ یہ صورت حال نہ کسی عناد کی بنا پر ہے اور نہ کسی استکبار اور غرور کی بنا پر ہے بلکہ خواہشات نے ادھر کھینچ لیا جس سے تو ہٹانا چاہتا تھا اور جس سے تو نے ڈرایا تھا۔اور پھر تیرے اور اس کے مشترک دشمن (شیطان) نے بھی دی اور وہ گناہوں کی طرف بڑھ گیا حالانکہ وہ تیرے عذاب سے باخبر تھا لیکن تیری معافی کا امیدوار بھی تھا بلکہ درگذر کرنے کا اطمینان رکھتا تھا۔جب کہ ان تمام احسانات کے بعد وہ سب سے زیادہ اس امر کا حقدار تھا کہ ایسا اقدام نہ کرتا۔

(۶۹) خیر اب میں تیرے سامنے حقارت، ذلت، خضوع وخشوع اور خوف کے ساتھ حاضر

(۶۹) وَ هآ أنا ذا بَيْنَ يَدَيْکَ صاغِراً ذَليلاً خاضِعاً خاشِعاً خآئِفاً مُعْتَرِفاً بَعظيمٍ مِّنَ الذُّنُوبِ تَحَمَّلْتُهُ وَ جَليلٍ مِّنَ الْخَطايَا اجْتَرَمْتُهُ مُسْتَجيراً بِصَفْحِکَ لآئِذاً بِرَحْمَتِکَ مُوقِناً أنَّهُ لايُجيرُني مِنْکَ مُجيرٌ وَّ لايَمْنَعُني مِنْکَ مانِعٌ (۷۰) فَعُدْ عَلَيَّ بِما تَعُودُ بِهِ عَلىٰ مَنِ اقْتَرَفَ مِن تَغَمُّدِکَ وَجُدْ عَلَيَّ بِما تَجُودُ به عَلىٰ مَنْ ألْقىٰ بِيَدِهٖٓ إلَيْکَ مِنْ عَفْوِکَ وَامْنُنْ عَلَيَّ بِما لايَتَعاظَمُکَ أن تَمُنَّ به عَلىٰ مَنْ أمَّلَکَ مِنْ غُفْرانِکَ (۷۱) وَاجْعَلْ لّي في هٰذا الْيَومِ نَصيباً أنالُ به حَظّاً مِّنْ رِّضْوانِکَ وَ لاتَرُدَّني صِفْراً مِّمّا يَنْقَلِبُ بِهِ الْمُتَعَبِّدُونَ لَکَ مِنْ عِبادِکَ (۷۲) وَ إنّي وَ إن لَّمْ أُقَدِّمْ مّا قَدَّمُوهُ مِنَ الصّالِحاتِ فَقَدْ قَدَّمْتُ تَوْحيدَکَ وَ نَفْيَ الْأَضْدادِ وَ الْأَنْدادِ وَ الْأَشْباهِ عَنْکَ وَ أتَيْتُکَ مِنَ الْأَبْوابِ الَّتيٓ أمَرْتَ أن تُؤْتىٰ مِنْها وَ تَقَرَّبْتُ إلَيْکَ بِما لايَقْرُبُ أحدٌ مِّنْکَ إلّا بِالتَّقَرُّبِ به (۷۳) ثُمَّ أتْبَعْتُ ذٰلِکَ بِالْإنابَةِ إلَيْکَ وَالتَّذَلُّلِ وَالاِسْتِکانَةِ لَکَ وَ حُسْنِ الظَّنِّ بِکَ وَ الثِّقَةِ بِما عِنْدَکَ وَ شَفَعْتُهُ بِرَجآئِکَ الَّذي قَلَّ مايَخيبُ عَلَيْهِ راجيکَ (۷۴) وَ سَأَلْتُکَ مَسْألَةَ الْحَقيرِ الذَّليلِ البآئِسِ الْفَقيرِ الْخآئِفِ الْمُسْتَجيرِ وَ مَعَ ذٰلِکَ خيفَةً وَّ تَضَرُّعاً وَّ تَعَوُّذاً وَّ تَلَوُّذاً لامُسْتَطيلاً بِتَکَبُّرِ الْمُتَکَبِّرينَ وَ لامُتَعالِياً بِدآلَّةِ الْمُطيعينَ وَ لامُسْتَطيلاً بِشَفاعَةِ الشّافِعينَ (۷۵) وَ أنا بَعْدُ أقَلُّ الْأَقَلّينَ و أذَلُّ الْأَذَلّينَ وَ مِثْلُ

ہوں۔ اپنے ان عظیم گناہوں کا معترف ہوں جن کا ارتکاب کیا ہے اور ان بڑی بڑی خطاؤں کا اقراری ہوں جن میں مبتلا ہوگیا ہوں، میں تیری معافی کی پناہ چاہتا ہوں تیری رحمت کے سایہ میں پناہ کا طالب ہوں (۷۰) اور یہ یقین رکھتا ہوں کہ تیرے علاوہ کوئی پناہ دینے والا نہیں ہے اور تیرے عذاب سے کوئی دفاع کرنے والا نہیں ہے لہٰذا اب تو ہی اس رحمت میں شامل کرلے جس میں تو نے مجھ جیسے گنہگاروں کو شامل کیا ہے اور مجھ پر اس معافی کا کرم فرمادے جو تو نے ہر اس شخص پر احسان کیا جو تیری بخشش کا امیدوار ہے (۷۱) اور میرے لئے آج کے دن اپنی رضا کا وہ حصہ قرار دیدے جو مجھے خوش قسمت بنا سکے اور مجھے اس رحمت سے خالی ہاتھ واپس نہ کرنا جسے لے کر تیرے عبادت گذار بندے واپس ہوتے نیک بندوں نے پیش کی ہیں۔

(۷۲) لیکن کم سے کم تیری توحید کا سرمایہ تو لے کر حاضر ہوا ہوں۔ تیرے ضد اور مثل دونوں کی نفی تو کی ہے کسی کو تیری شبیہ تو نہیں بنایا ہے اور ان دروازوں سے حاضر ہوا ہوں جن سے حاضر ہونے کا تو نے حکم دیا ہے اور ان وسائل سے تیرا قرب چاہتا ہوں جن کے بغیر کوئی تجھ سے قریب تر نہیں ہو سکتا ہے (۷۳) اس کے بعد میں نے تیری طرف توجہ کی اور ذلت و مسکنت کے ساتھ پیش آیا تجھ سے حسن ظن قائم کیا تیرے اوپر اعتماد کیا اور اس امید کو اپنا شفیع قرار دیا جس کا امیدوار کبھی ناکام نہیں ہوتا ہے (۷۴) اور تجھ سے اس شان سے سوال کیا جس طرح ایک حقیر، ذلیل، تہی دست، فقیر، خوفزدہ اور طالب پناہ سوال کرتا ہے اور ان سب کے باوجود میرا سوال خوف، تضرع، فریاد اور طلب پناہ کی بنیاد پر ہے۔ نہ متکبرین کے تکبر کے ساتھ برتری کا طلبگار ہوں اور نہ اطاعت گذاروں کے ناز کی بنا پر بلندی کا خواہش مند ہوں اور نہ سفارش کرنے والوں کی سفارش کی بنا پر سربلندی کا اظہار کرنے والا ہوں۔

(۷۵) بلکہ میں ایک ذرہ کے مانند یا اس سے بھی کمتر ہوں۔ لہٰذا اے وہ پروردگار جو بدعمل افراد کے عذاب میں جلدی نہیں کرتا ہے اور سرکشوں کو اپنی نعمت سے محروم نہیں کرتا ہے۔ لغزش کرنے والوں کو سنبھال کر ان پر احسان کرتا ہے اور خطا کاروں کو مہلت دے کر ان پر فضل و کرم کرتا ہے۔

الذَّرَّةِ أَوْ دُونَهَا فَيَا مَنْ لَمْ يُعاجِلِ الْمُسِيْئِينَ وَ لَايَنْدَهُ الْمُتْرَفِينَ وَ يا مَنْ يَمُنُّ بِإِقالَةِ الْعاثِرِينَ وَ يَتَفَضَّلُ بِإِنْظارِ الخاطِئِينَ (٧٦) أَنَا الْمُسِيْءُ الْمُعْتَرِفُ الْخاطِيءُ الْعاثِرُ (٧٧) أَنَا الَّذِيْ أَقْدَمَ عَلَيْكَ مُجْتَرِئاً (٧٨) أَنَا الَّذِيْ عَصاكَ مُتَعَمِّداً (٧٩) أَنَا الَّذِي اسْتَخْفىٰ مِنْ عِبادِكَ وَ بارَزَكَ (٨٠) أَنَا الَّذِي هابَ عِبادَكَ وَ أَمِنَكَ (٨١) أَنَا الَّذِيْ لَمْ يَرْهَبْ سَطْوَتَكَ وَ لَمْ يَخَفْ بَأْسَكَ (٨٢) أَنَا الْجانِي عَلىٰ نَفْسِهِ (٨٣) أَنَا الْمُرْتَهَنُ بِبَلِيَّتِهِ (٨٤) أَنَا القَلِيلُ الْحَيآءِ (٨٥) أَنَا الطَّوِيلُ الْعَنآءِ (٨٦) بِحَقِّ مَنِ انْتَجَبْتَ مِن خَلْقِكَ وَ بِمَنِ اصْطَفَيْتَهُ لِنَفْسِكَ بِحَقِّ مَنِ اخْتَرْتَ مِن بَرِيَّتِكَ وَ مَنِ اجْتَبَيْتَ لِشَأنِكَ بِحَقِّ مَن وَّصَلْتَ طاعَتَهُ بِطاعَتِكَ وَ مَن جَعَلْتَ مَعْصِيَتَهُ كَمَعْصِيَتِكَ بِحَقِّ مَن قَرَنْتَ مُوالاتَهُ بِمُوالاتِكَ وَ مَن نُطْتَ مُعاداتَهُ بِمُعاداتِكَ تَغَمَّدْنِي فِي يَوْمِي هذا بِما تَتَغَمَّدُ بِهِ مَن جَأَرَ إِلَيْكَ مُتَنَصِّلاً وَّ عاذَ بِاسْتِغْفارِكَ تآئِباً (٨٧) وَّ تَوَلَّنِي بِما تَتَوَلّىٰ بِهٖ أَهْلَ طاعَتِكَ وَ الزُّلْفى لَدَيْكَ وَ الْمَكانَةِ مِنْكَ (٨٨) وَ تَوَحَّدْنِي بِما تَتَوَحَّدُ بِهِ مَن وَّفى بِعَهْدِكَ وَأَتْعَبَ نَفْسَهُ فِى ذاتِكَ وَ أَجْهَدَها فِي مَرْضاتِكَ (٨٩) وَ لاتُؤاخِذْنِي بِتَفْرِيطِي فِي جَنْبِكَ وَ تَعَدِّي طَوْرِي فِي حُدودِكَ وَ مُجاوَزَةِ أَحْكامِكَ (٩٠) وَ لاتَسْتَدْرِجْنِي بِإِمْلآئِكَ لِى اسْتِدْراجَ مَن مَّنَعَنِي خَيْرَ ماعِنْدَهُ وَ لَمْ يَشْرَكْكَ فِى حُلُو

(۷۶) میں اک بدعمل، خطا کار اور لغزش کرنے والا ہوں۔ (۷۷) میں ہی وہ ہوں جس نے جرأت کے ساتھ تیرا سامنا کیا ہے (۷۸) میں ہی وہ ہوں جس نے قصداً تیری نافرمانی کی ہے (۷۹) میں ہی وہ ہوں جس نے بندوں سے اپنے گناہوں کو چھپایا ہے اور تیرے سامنے علی الاعلان گناہ کیا ہے۔ (۸۰) میں ہی وہ ہوں جو بندوں سے ڈرا ہے اور تیرے سامنے بے خوفی سے آیا ہے۔

(۸۱) میں ہی وہ ہوں جو نہ تیری سطوت سے مرعوب ہوا ہے اور نہ تیری ہیبت سے خوفزدہ ہے (۸۲) میں ہی وہ ہوں جس نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے (۸۳) میں ہی وہ ہوں جو اپنی ہی بلاء میں خود گرفتار ہوا ہے۔ (۸۴) میں ایک کمترین حیا والا (۸۵) اور طویل ترین زحمتوں والا ہوں۔

(۸۶) مالک اس کا واسطہ جسے تو نے مخلوقات میں منتخب قرار دیا ہے اور اپنے واسطے پسند کرلیا ہے اس کا واسطہ جسے تو نے تمام بندوں میں چن لیا اور اپنی شان کے ساتھ اختیار کرلیا ہے۔ اس کے حق کا واسطہ جس کی اطاعت کو اپنی اطاعت سے ملا دیا ہے اور اس کی حق کا واسطہ جس کی اطاعت کو اپنی اطاعت سے ملا دیا ہے اور اس کی معصیت کو اپنی معصیت کے مانند قرار دیا ہے۔ اس کے حق کا واسطہ جس کی محبت کو اپنی محبت سے مقرون کردیا ہے اور اس کی دشمنی کو اپنی دشمنی سے وابستہ کردیا ہے۔ آج کے دن مجھے اس دامن رحمت میں چھپا لے جس میں اس بندہ کو پناہ دی ہو جو گناہوں سے الگ ہو کر حاضر ہوا ہو اور استغفار کر کے تائب بن کر تیری پناہ میں آیا ہو۔ (۸۷) اور میری اس طرح سرپرستی فرما جس طرح ان کی سرپرستی کی ہے جو تیری اطاعت والے، تیرے قرب کے اہل اور تیری بارگاہ میں منزلت والے ہوں۔

(۸۸) اور مجھ پر تنہا وہ احسان فرما جو کسی ایسے بندہ پر فرماتا ہے، جس نے تیرے عہد کو پورا کیا ہو تیری خاطر اپنے نفس کو زحمتوں میں ڈالا ہو تیری مرضی میں زحمتیں برداشت کی ہوں۔ (۸۹) اپنی بارگاہ میں کوتاہیوں کی بنا پر مجھ سے مواخذہ نہ کرنا اور اپنے حدود سے تجاوز کرنے اور اپنے احکام پر عمل نہ کرنے کی بنا پر میرا احتساب نہ کرنا۔

(۹۰) مجھے مہلت دے کر اس طرح اپنے عذاب میں نہ لپیٹ لینا جس طرح میں اسے لپیٹ

نِعْمَتِهِ بي (۹۱) وَ نَبِّهْني مِن رَقْدَةِ الْمَخْذُولينَ (۹۲) وَ خُذْ بِقَلْبي إلى مَا اسْتَعْمَلْتَ بِهِ الْمُتَعَبِّدينَ وَاسْتَنْقَذْتَ بِهِ الْمُتَهاوِنينَ (۹۳) وَ أَعِذْني مِمّا يُباعِدُني عَنكَ وَ يَحُولُ بَيْني وَ بَيْنَ حَظّي مِنكَ وَ يَصُدُّني عَمّا أُحاوِلُ لَدَيْكَ (۹۴) وَ سَهِّلْ لي مَسْلَكَ الْخَيْراتِ إلَيْكَ وَ الْمُسابَقَةَ إلَيْها مِنْ حَيْثُ أَمَرْتَ وَ الْمُشاحَّةَ فيها عَلىٰ ما أَرَدْتَ (۹۵) وَ لاتَمْحَقْني فيمَن تَمْحَقُ مِنَ الْمُسْتَخِفّينَ بِما أَوْعَدْتَ (۹۶) وَ لاتُهْلِكْني مَعَ مَن تُهْلِكُ مِنَ الْمُتَعَرِّضينَ لِمَقْتِكَ (۹۷) وَ لاتُتَبِّرْني فيمَن تُتَبِّرُ مِنَ الْمُنْحَرِفينَ عَن سُبُلِكَ (۹۸) وَ نَجِّني مِنْ غَمَراتِ الْفِتْنَةِ وَ خَلِّصْني مِن لَهَواتِ الْبَلْوىٰ وَ أَجِرْني مِنْ أَخْذِ الْإِملاءِ (۹۹) وَحُلْ بَيْني وَ بَيْنَ عَدُوٍّ يُضِلُّني وَ هَوىً يُوبِقُني وَ مَنْقَصَةٍ تَرْهَقُني (۱۰۰) وَ لاتُعْرِضْ عَنّي إعْراضَ مَن لاتَرْضىٰ عَنْهُ بَعْدَ غَضَبِكَ (۱۰۱) وَ لاتُؤْيِسْني مِنَ الْأَمَلِ فيكَ فَيَغْلِبَ عَلَيَّ الْقُنُوطُ مِن رَحْمَتِكَ (۱۰۲) وَ لاتَمْنَحْني بِما لاطاقَةَ لي بِهِ فَتَبْهَظَني مِمّا تُحَمِّلُنيهِ مِن فَضْلِ مَحَبَّتِكَ (۱۰۳) وَ لاتُرْسِلْني مِن يَدِكَ إرْسالَ مَن لاخَيْرَ فيهِ وَ لاحاجَةَ بِكَ إلَيْهِ وَ لآ إنابَةَ لَهُ (۱۰۴) وَ لاتَرْمِ بي رَمْيَ مَن سَقَطَ مِنْ عَيْنِ رِعايَتِكَ وَ مَنِ اشْتَمَلَ عَلَيْهِ الْخِزْيُ مِنْ عِندِكَ بَلْ خُذْ بِيَدي مِن سَقْطَةِ الْمُتَرَدّينَ وَ وَهْلَةِ الْمُتَعَسِّفينَ وَ زَلَّةِ الْمَغْرورينَ وَ

لیتا ہوں جو مجھ سے اپنے خیر کو روک لیتا ہے اور میری نعمتوں میں تجھے بھی اپنا شریک نہیں تصور کرتا۔(۹۱) مجھے غافلوں کی نیند، حدود سے تجاوز کرنے والوں کے خواب اور محرومین کی غفلت سے بیدار کردے (۹۲) اور میرے دل کو اس راہ پر لگادے جس پر عبادت گذاروں کو لگادیا ہے اور جس کے ذریعہ عابدین نے تیری عبادت کی ہے اور جس پر عبادت کی ہے اور جس کے سہارے سستی کرنے والوں کو عذاب سے نکال لیا ہے (۹۳) ان چیزوں سے پناہ دیدے جو تجھ سے دور کرنے والی ہوں اور میرے اور میرے نصیب کے درمیان حائل ہوجائیں اور مجھے ان اعمال سے روک دیں جو میں تیری بارگاہ میں انجام دینا چاہتا ہوں (۹۴) میرے لئے نیکیوں کے راستہ کو آسان کردے اور ان کی طرف ان راہوں سے بڑھنے کی توفیق عطا فرما جس کا تو نے حکم دیا ہے اور ان کی طرف ان راہوں سے بڑھ چڑھ کر کام کرنے کی توفیق عطا فرما جس طرح تو چاہتا ہے۔

(۹۵) مجھے ان لوگوں کے ساتھ ہلاک نہ کردینا جو تیرے عذاب کو معمولی سمجھنے والے ہیں (۹۶) اور ان کے ساتھ برباد نہ کردینا جو تیری ناراضگی کا سامنے کرنے والے ہیں (۹۷) اپنی راہ سے انحراف کرنے والوں کے ساتھ مجھے ہلاک نہ کردینا (۹۸) اور فتنوں کی گہرائیوں سے نجات عطا فرما اور بلاؤں کے منھ سے چھڑالے اور مہلت دینے کی گرفت سے پناہ دیدے (۹۹) اور میرے اور میرے اس دشمن کے درمیان حائل ہوجا جو مجھے گمراہ کرنے والا ہے اور اس خواہش کے درمیان جو مجھے ہلاک کرنے والا ہے (۱۰۰) اور اس طرح کنارہ کشی نہ کرلینا جس طرح کسی ایسے بندہ سے کرتا ہے جس سے غضب کے بعد راضی نہیں ہوتا ہے (۱۰۱) اور مجھے اپنی ذات سے امید رکھنے سے مایوس نہ کردینا کہ مجھ پر رحمت سے مایوسی کا جذبہ غالب آجائے (۱۰۲) اور مجھے میری طاقت سے زیادہ نعمتیں بھی نہ دیدینا کہ اپنی فاضل محبت کا بوجھ اٹھانے سے گراں بار بنادے (۱۰۳) اور مجھے اپنے ہاتھ سے اس شخص کی طرح نگرانی کی نگاہوں سے گرجائے اور اس پر تیری طرف سے رسوائی حاوی ہوجائے (۱۰۴) بلکہ میرے ہاتھ کو تھام لے تاکہ میں ہلاک ہونے والوں کی طرح گرنے نہ پاؤں اور کج رو افراد کی طرح ہراساں نہ ہوں اور فریب خوردہ

وَرْطَةِ الْهالِكِينَ (١٠٥) وَ عافِني مِمَّا ابْتَلَيْتَ بِهِ طَبَقاتِ عَبيدِكَ وَ
إمائِكَ وَ بَلِّغْني مَبالِغَ مَنْ عُنيتَ بِهِ وَ انْعَمْتَ عَلَيْهِ وَ رَضيتَ عَنْهُ فَأَعَشْتَهُ
حَميداً وَ تَوَفَّيْتَهُ سَعيداً (١٠٦) وَ طَوِّقْني طَوْقَ الإِقْلاعِ عَمّا يُحْبِطُ
الْحَسَناتِ وَ يَذْهَبُ بِالبَرَكاتِ (١٠٧) وَ أَشْعِرْ قَلْبِيَ الازْدِجارَ عَنْ قَبا
ئِحِ السَّيِّئاتِ وَ فَواضِحِ الْحَوْباتِ (١٠٨) وَ لاتَشْغَلْني بِما لاأُدْرِكُهُ إلاّ
بِكَ عَمّا لايُرْضيكَ عَنّي غَيْرُه (١٠٩) وَ انْزِعْ مِن قَلْبي حُبَّ دُنْياً دَنِيَّةٍ
تَنْهي عَمّا عِنْدَكَ وَ تَصُدُّ عَنِ ابْتِغاءِ الْوَسيلَةِ إلَيْكَ وَ تُذهِلُ عَنِ التَّقَرُّبِ
مِنْكَ (١١٠) وَ زَيِّنْ لِيَ التَّفَرُّدَ بِمُناجاتِكَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهارِ (١١١)
وَهَبْ لي عِصْمَةً تُدْنيني مِنْ خَشْيَتِكَ وَ تَقْطَعُني عَنْ رُكُوبِ مَحارِمِكَ
وَ تَفُكُّني مِنْ أَسْرِ الْعَظائِمِ (١١٢) وَ هَبْ لِيَ التَّطْهيرَ مِن دَنَسِ الْعِصْيانِ
وَ أَذْهِبْ عَنّي دَرَنَ الْخَطايا وَ سَرْبِلْني بِسِرْبالِ عافِيَتِكَ وَ رَدِّني رِدآءَ
مُعافاتِكَ وَ جَلِّلْني سَوابِغَ نَعْمائِكَ وَ ظاهِرْ لَدَيَّ فَضْلَكَ وَ
طَوْلَكَ (١١٣) وَ أَيِّدْني بِتَوْفيقِكَ وَ تَسْديدِكَ وَ أَعِنّي عَلى صالِحِ
النِّيَّةِ وَ مَرْضِيِّ الْقَوْلِ وَ مُسْتَحْسَنِ الْعَمَلِ وَ لاتَكِلْني إلىٰ حَوْلي وَ قُوَّتي
دُونَ حَوْلِكَ وَ قُوَّتِكَ (١١٤) وَ لاتُخْزِني يَوْمَ تَبْعَثُني لِلِقائِكَ وَ
لاتَفْضَحْني بَيْنَ يَدَيْ أَوْلِيائِكَ وَ لاتُنْسِني ذِكْرَكَ وَ لاتُذهِبْ عَنّي
شُكْرَكَ بَلْ أَلْزِمْنيهِ في أَحْوالِ السَّهْوِ عِنْدَ غَفَلاتِ الْجاهِلينَ لِآلائِكَ وَ

لوگوں کی لغزش نہ کروں (۱۰۵) اور ہلاک ہونے والوں کی طرح ورطۂ ہلاکت میں نہ گرنے پاؤں، مجھے ان تمام مصیبتوں سے نجات عطا فرمادے جن میں اپنے بندوں اور کنیزوں کے مختلف طبقات کو مبتلا کیا ہے وران کے درجات تک پہنچادے جن پر تو نے عنایت کی ہے اور انھیں نعمتیں عطا کی ہیں اور ان سے راضی ہوگیا ہے اور انھیں قابل ستایش زندگی دی ہے اور بخشی کے ساتھ دنیا سے اٹھالیا ہے۔

(۱۰۶) اور مجھے ایسے حصار میں لے لے جو ان تمام برائیوں سے بچاسکے جو نیکیوں کو برباد کردیتی ہیں اور برکتوں کو زائل کردیتی ہیں۔ (۱۰۷) اور بدترین برائیوں اور رسواکن گناہوں سے نفرت کو ے دل کا شعار بنادے (۱۰۸) مجھے اس چیز میں مشغول نہ کردینا جو تیرے بغیر حاصل نہ ہوسکے اور اس چیز سے الگ نہ کردینا جس کے علاوہ کوئی مجھے راضی کرنے کا سہارا نہیں ہے۔

(۱۰۹) میرے دل سے دنیائے دنی کی محبت کو نکال دے جو تیرے اجروثواب سے روک دے اور تیری بارگاہ کے وسائل کو تلاش نہ کرنے دے اور تیرے تقرب سے غافل کردے۔ (۱۱۰) میرے لئے اس جذبہ کو آراستہ بنادے کہ میں دن اور رات میں تنہائی میں تجھ سے مناجات کروں (۱۱۱) اور مجھے وہ حفاظت عطا فرمادے جو تیرے خوف سے قریب تر بناسکے اور تیرے حرام کے ارتکاب سے الگ رکھ سکے اور بڑے گناہوں کی قید سے آزاد کرسکے۔

(۱۱۲) مجھے معصیت کی آلودگی سے طہارت عطا فرما اور مجھ سے خطاؤں کی کثافت کو دور فرمادے۔ مجھے عافیت کا لباس عطا فرما اور سلامتی کی چادر اوڑھادے اور مکمل نعمتوں کی ردا میں ڈھانک لے میرے سامنے اپنے فضل وکرم کو نمایاں کردے۔ (۱۱۳) اور اپنی توفیق وامداد سے میری تائید فرما۔ نیک نیت، پسندیدہ قول اور بہترین عمل کیلئے میری قوت اور طاقت کے حوالہ نہ کردینا۔

(۱۱۴) اور جس دن اپنی ملاقات کے لئے قبر سے اٹھانا اس دن رسوانہ کرنا اور اپنے اولیاء کے سامنے ذلیل نہ کرنا۔ مجھے اپنی یاد سے غافل نہ ہونے دینا اور میرے دل سے اپنے شکر کو جانے نہ دینا۔ بلکہ میرے لئے اس شکر کو اس وقت بھی لازم قرار دیدینا۔ بلکہ میرے لئے اس شکر کو اس وقت بھی لازم

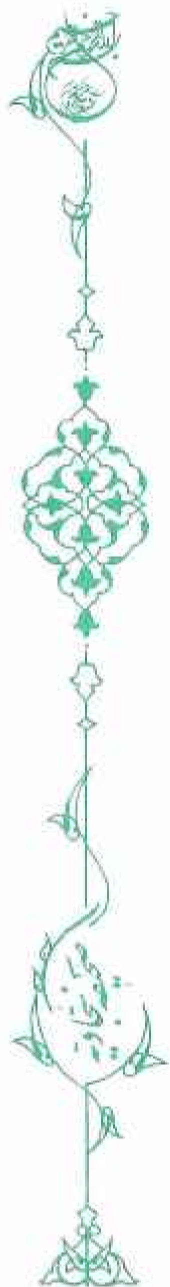
أَوْزِعْنِي أَنْ أُثْنِيَ بِما أَوْلَيْتَنِيهِ وَ أَعْتَرِفَ بِما أَسْدَيْتَهُ إِلَيَّ(۱۱۵) وَاجْعَلْ رَغْبَتِي إِلَيْكَ فَوْقَ رَغْبَةِ الرّاغِبِينَ وَ حَمْدِي إِيّاكَ فَوْقَ حَمْدِ الْحامِدِينَ(۱۱۶) وَ لاتَخْذُلْنِي عِنْدَ فاقَتِي إِلَيْكَ وَ لاتُهْلِكْنِي بِما أَسْدَيْتُهُ إِلَيْكَ وَ لاتَجْبَهْنِي بِما جَبَهْتَ بِهِ الْمُعانِدِينَ لَكَ فَإِنِّي لَكَ مُسَلِّمٌ أَعْلَمُ أَنَّ الْحُجَّةَ لَكَ وَ أَنَّكَ أَوْلَى بِالْفَضْلِ وَ أَعْوَدُ بِالْإِحْسانِ وَ أَهْلُ الْمَغْفِرَةِ وَ أَنَّكَ بِأَن تَعْفُوَ أَوْلىٰ مِنْكَ بِأَن تُعاقِبَ وَ أَنَّكَ بِأَن تَسْتُرَ أَقْرَبُ مِنْكَ إِلَى أَن تَشْهَرَ(۱۱۷) فَأَحْيِنِي حَياةً طَيِّبَةً تَنْتَظِمُ بِما أُرِيدُ و تَبْلُغُ ما أُحِبُّ مِنْ حَيْثُ لآ ءاتِي ما تَكْرَهُ وَ لاأَرْتَكِبُ ما نَهَيْتَ عَنْهُ وَ أَمِتْنِي مِيتَةَ مَن يَسْعى نُورُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ عَن يَمِينِهِ(۱۱۸) وَ ذَلِّلْنِي بَيْنَ يَدَيْكَ وَ أَعِزَّنِي عِنْدَ خَلْقِكَ وَضَعْنِي إِذا خَلَوْتُ بِكَ وَ ارْفَعْنِي بَيْنَ عِبادِكَ وَ أَغْنِنِي عَمَّنْ هُوَ غَنِيٌّ عَنِّي وَزِدْنِي إِلَيْكَ فاقَةً وَ فَقْراً(۱۱۹) وَ أَعِذْنِي مِن شَماتَةِ الْأَعْداءِ وَ مِنْ حُلولِ الْبَلآءِ وَ مِنَ الذُّلِّ وَالْعَناءِ تَغَمَّدْنِي فِيما اطَّلَعْتَ عَلَيْهِ مِنّي بِما يَتَغَمَّدُ بِهِ الْقادِرُ عَلَى الْبَطْشِ لَوْلا حِلْمُهُ وَالْأَخِذُ عَلَى الْجَرِيرَةِ لَوْلا أَناتُهُ(۱۲۰) وَ اذا أَرَدْتَ بِقَوْمٍ فِتْنَةً أَوْ سُوٓءاً فَنَجِّنِي مِنْهُما لِواذاً وَ إِذْ لَمْ تُقِمْنِي مَقامَ فَضِيحَةٍ فِي دُنْياكَ فَلا تُقِمْنِي مِثْلَهُ فِي أخِرَتِكَ(۱۲۱) وَاشْفَعْ لِي أَوائِلَ مِنَنِكَ بِأَواخِرِها وَ قَدِيمَ فَوائِدِكَ بِحَوادِثِها وَلا تَمْدُدْ لِي مَدّاً يَقْسُو مَعَهُ قَلْبِي وَ لاتَقْرَعْنِي قارِعَةً يَذْهَبُ لَها

قرار دے دینا جب تیری نعمتوں سے بے خبر افراد غفلتوں کی بنا پر تجھے بھول رہے ہوں۔ اور مجھے توفیق دے کہ میں تیری عطاؤں کی تعریف کروں اور تیری عطا کا اعتراف کروں۔

(۱۱۵) اپنی بارگاہ میں میری رغبت کو تمام رغبت کرنے والوں کی رغبت سے زیادہ بنا دے اور میری حمد کو تمام حمد کرنے والوں کی حمد سے زیادہ قرار دیدے۔ (۱۱۶) جب میں تیرا محتاج ہوں تو مجھے بے سہارا نہ چھوڑ دینا اور جن اعمال کو میں نے تیری بارگاہ میں پیش کیا ہے ان کے ذریعہ مجھے ہلاک نہ کر دینا۔ اور جن اعمال سے تو نے اپنے دشمنوں کو دھتکار دیا ہے مجھے ان اعمال کے ذریعہ دھتکار نہ دینا۔ میں تیرا فرمانبردار بندہ ہوں اور جانتا ہوں کہ تیری حجت تمام ہو چکی ہے اور تو فضل و کرم کا زیادہ حقدار ہے اور زیادہ احسان کرنے والا ہے اور تقویٰ اور مغفرت کا اہل ہے۔ تو عذاب کرنے سے زیادہ معاف کرنے کا حقدار ہے اور گناہوں کے اعلان سے زیادہ پردہ پوشی کرنے کا اہل ہے۔

(۱۱۷) مجھے ایسی پاکیزہ زندگی عطا فرما دے جو میرے مقصد سے ہم آہنگ ہو اور مجھے میری محبوب منزل تک پہنچا دے جہاں میں کوئی ایسا کام نہ کروں جو تجھے ناپسند ہو اور مجھے اس مومن کی موت عطا فرما جس کا نور اس کے سامنے اور داہنے چل رہا ہو۔ (۱۱۸) اور مجھے اپنی بارگاہ میں ذلیل بنا کر رکھنا لیکن مخلوقات کے سامنے باعزت بنا دینا جب تیرے سامنے آؤں تو پست بنا دینا مگر جب بندوں کے درمیان جاؤں تو بلند بنا دینا اس سے بے نیاز بنا دینا جو مجھ سے بے نیاز ہو لیکن اپنی بارگاہ میں میرے فقر و فاقہ میں اضافہ فرما دے۔ (۱۱۹) مجھے دشمنوں کے طعنوں، بلاؤں کے نزول اور ذلت و زحمت سے پناہ عطا فرما، میرے اعمال سے باخبر ہونے کے باوجود مجھے اس چادر رحمت سے ڈھانک دینا جس سے وہ شخص ڈھانک دیتا ہے جو برداشت نہ کر سکے تو انتقام لینے کی قدرت رکھتا ہے اور صبر نہ کرے تو جرائم کا مواخذہ کر سکتا ہے (۱۲۰) اور جب کسی قوم کو کسی آزمائش یا برائی میں مبتلا کرنا چاہے تو مجھے اس سے بچا کر اپنی پناہ میں رکھ لینا اور جب دنیا میں رسوائی کی منزل میں نہیں رکھا ہے تو روز قیامت بھی اس منزل میں نہ رکھنا۔ (۱۲۱) میرے لئے احسانات کے آغاز کو انجام سے ملا دینا اور قدیم منافع کو جدید منافع سے متصل

بَهائِي وَ لاتَسُمْنِي خَسيسَةٌ يَصْغُرُ لَها قَدْرِي وَ لانَقيصَةٌ يُجْهَلُ مِنْ أَجْلِها مَكاني(١٢٢) وَ لاتَرُعْنِي رَوْعَةٌ أُبْلِسُ بِها وَ لاخيفَةٌ أُوجِسُ دُونَها اجْعَلْ هَيْبَتي في وَعيدِكَ وَ حَذَري مِنْ إعْذارِكَ وَ إنْذارِكَ وَ رَهْبَتي عِنْدَ تِلاوَةِ آياتِكَ (١٢٣) وَاعْمُرْ لَيْلي بِإيقاظي فيهِ لِعِبادَتِكَ وَ تَفَرُّدي بِالتَّهَجُّدِ لَكَ وَ تَجَرُّدي بِسُكُوني إلَيْكَ وَ إنْزالِ حَوائِجي بِكَ وَ مُنازَلَتي إيّاكَ في فَكاكِ رَقَبَتي مِن نّارِكَ وَ إجارَتي مِمّا فيهِ أهْلُها مِنْ عَذابِكَ(١٢٤) وَ لاتَذَرْني في طُغْياني عامِهاً وَّلا في غَمْرَتي ساهِياً حَتّى حينٍ وَ لا تَجْعَلْني عِظَةً لِّمَنِ اتَّعَظَ وَ لانَكالاً لِمَنِ اعْتَبَرَ وَ لافِتْنَةً لِّمَن نَّظَرَ وَ لاتَمْكُرْ بي فيمَنْ تَمْكُرُ بِهِ وَ لاتَسْتَبْدِلْ بي غَيْري وَ لاتُغَيِّرْ لي اسْماً وَ لاتُبَدِّلْ لي جِسْماً وَّلا تَتَّخِذْني هُزُواً لِخَلْقِكَ وَ لا سُخْرِيّاً لَكَ وَ لاتَبَعاً إلّا لِمَرْضاتِكَ وَ لامُمْتَهَناً إلّا بِالانْتِقامِ لَكَ(١٢٥) وَ أَوْجِدْني بَرْدَ عَفْوِكَ وَ حَلاوَةَ رَحْمَتِكَ وَ رَوْحِكَ وَ رَيْحانِكَ وَ جَنَّةِ نَعيمِكَ وَ أَذِقْني طَعْمَ الْفَراغِ لِما تُحِبُّ بِسَعَةٍ مِّن سَعَتِكَ وَالاجْتِهادِ فيما يُزْلِفُ لَدَيْكَ وَ عِنْدَكَ وَ أَتْحِفْني بِتُحْفَةٍ مِّن تُحْفاتِكَ (١٢٦) وَاجْعَلْ تِجارَتي رابِحَةً وَّكَرَّتي غَيْرَ خاسِرَةٍ وَّ أَخِفْني مَقامَكَ وَ شَوِّقْني لِقائَكَ وَ تُبْ عَلَيَّ تَوْبَةً نَّصوحاً لاتُبْقِ مَعَها ذُنوباً صَغيرَةً وَّلا كَبيرَةً وَ لاتَذَرْ مَعَها عَلانِيَةً وَّلاسَريرَةً(١٢٧) وَانْزِعِ الْغِلَّ مِن صَدْري لِلْمُؤْمِنينَ



کردینا۔ مجھے ایسی ڈھیل نہ دے دینا جس سے میرا دل سخت ہوجائے اور ایسی ذلت سے دوچار نہ کردینا جس سے میری قدر ومنزلت کم ہوجائے اور ایسے عیب میں گرفتار نہ کردینا جس سے میری منزلت نہ پہچانی جاسکے۔(۱۲۲) مجھے اتنا خوفزدہ نہ کردینا کہ مایوسی کا شکار ہوجاؤں اور ایسا ہراساں نہ بنادینا کہ مستقل وحشت زدہ ہوجاؤں۔ میرے خوف کو اپنی وعید وسرزنش میں میری احتیاط کو اپنے حجت اور انذار میں قرار دے دینا۔ میرے خوف وہراس کو تلاوت قرآن کے وقت قرار دینا(۱۲۳) اور میری راتوں کو عبادت کیلئے شب بیداری اور تنہائی میں تہجد اور سب سے الگ ہوکر تجھ سے لو لگانے اور اپنی حاجتوں کو تیرے سامنے پیش کرنے اور جہنم سے آزادی حاصل کرنے کے لئے بار بار تقاضا کرنے اور جس عذاب میں اہل جہنم مبتلا ہیں اس سے پناہ مانگنے سے آباد رکھنا۔

(۱۲۴) مجھے میری سرکشی میں سرگرداں اور ایک مدت تک غفلت میں بے خبر پڑا رہنے والا بنا کر نہ چھوڑ دینا۔ اور مجھے نصیحت حاصل کرنے والوں کے لئے سامان نصیحت اور عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے وسیلۂ عبرت اور نظر کرنے والوں کے لئے سامان آزمایش نہ قرار دے دینا۔ مجھے ان لوگوں میں بھی نہ قرار دے دینا جن کے ساتھ تو جوابی تدبیریں کرتا ہے اور اپنی بندگی کے لئے مجھے چھوڑ کر دوسرے کو نہ اختیار کر لینا میرے نام کو بدل نہ دینا اور میرے جسم میں تغیر نہ پیدا کردینا مخلوقات کے لئے سامان استہزاء اور اپنی بارگاہ میں قابل تمسخر نہ بنا دینا۔ میں تیری مرضی کے علاوہ کسی کا اتباع نہ کروں اور تیرے دشمنوں سے انتقام کے علاوہ کسی زحمت میں مبتلا نہ ہوں۔(۱۲۵) مجھے اپنی معافی کی ٹھنڈک، اپنی رحمت وراٖفت وآسائش وجنت نعیم کی حلاوت عطا فرما۔ مجھے اپنی وسعتوں کی بنا پر اپنے محبوب اعمال کے لئے فرصت اور اپنی بارگاہ سے قریب تر بنانے والے اعمال کی کوشش کا مزہ چکھا دے مجھے اپنے تحفوں میں سے کوئی تحفہ عنایت فرما۔(۱۲۶) میری تجارت کو منفعت بخش بنا دے میری واپسی کو خسارہ سے محفوظ رکھ لے مجھے اپنی بارگاہ کا خوف اور اپنی ملاقات کا شوق عطا فرما میری مخلصانہ توبہ کو قبول کرلے جس کے بعد کوئی چھوٹا یا بڑا گناہ نہ رہ جائے اور کوئی خفیہ یا علانیہ معصیت باقی نہ رہے۔(۱۲۷) میرے سینہ سے مومنین کے

وَاعْطِفْ بِقَلْبِي عَلَى الْخَاشِعِينَ وَ كُن لِّي كَما تَكُونُ لِلصَّالِحِينَ وَ حَلِّنِي حِلْيَةَ الْمُتَّقِينَ وَاجْعَل لِي لِسانَ صِدْقٍ فِي الْغابِرِينَ وَ ذِكْراً نَامياً فِي الأخِرِينَ وَ وافِ بِى عَرْصَةَ الأوَّلِينَ (١٢٨) وَ تَمِّمْ سُبُوغَ نِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَ ظاهِرْ كَراماتِها لَدَيَّ امْلَأْ مِن فَوائِدِكَ يَدِي وَسُقْ كَرائِمَ مَواهِبِكَ إِلَيَّ وَ جاوِرْ بِيَ الْأَطْيَبِينَ مِنْ أوْلِيائِكَ فِي الْجِنانِ الَّتِي زَيَّنْتَها لِأَصْفِيائِكَ وَ جَلِّلْنِي شَرائِفَ نِحَلِكَ فِي الْمَقاماتِ الْمُعَدَّةِ لِأَحِبَّائِكَ (١٢٩) وَاجْعَلْ لِي عِنْدَكَ مَقِيلاً آوِي إِلَيْهِ مُطْمَئِنّاً وَّ مَثابَةً أَتَبَوَّءُ ها وَأَقَرُّ عَيْناً وَّ لاتُقَايِسْنِي بِعَظِيماتِ الْجَرآئِرِ وَ لاتُهْلِكْنِي يَوْمَ تُبْلَى السَّرائِرُ وَ أَزِلْ عَنِّي كُلَّ شَكٍّ وَ شُبْهَةٍ وَّاجْعَل لِي فِي الْحَقِّ طَرِيقاً مِّن كُلِّ رَحْمَةٍ وَّ أَجْزِل لِي قِسَمَ الْمَواهِبِ مِن نَّوالِكَ وَ وَفِّرْ عَلَيَّ حُظُوظَ الْإِحْسانِ مِنْ إِفْضالِكَ (١٣٠) وَاجْعَلْ قَلْبِي واثِقاً بِما عِنْدَكَ وَ هَمِّي مُسْتَفْرَغاً لِّما هُوَ لَكَ وَاسْتَعْمِلْنِي بِما تَسْتَعْمِلُ بِهِ خالِصَتَكَ وَ أَشْرِبْ قَلْبِي عِنْدَ ذُهولِ الْعُقُولِ طاعَتَكَ وَاجْمَعْ لِيَ الْغِنىٰ وَالْعَفافَ وَالدَّعَةَ وَ الْمُعافاةَ وَالصِّحَّةَ وَالسَّعَةَ وَالطُّمَأْنِينَةَ وَ الْعافِيَةَ (١٣١) وَ لاتُحْبِطْ حَسَناتِي بِمايَشُوبُها مِن مَّعْصِيَتِكَ وَ لاخَلَواتِي بِمايَعْرِضُ لِي مِن نَّزَغاتِ فِتْنَتِكَ وَصُن وَّجْهِي عَنِ الطَّلَبِ إِلىٰ أَحَدٍ مِّنَ الْعالَمِينَ وَ ذُبَّنِي عَنِ الْتِماسِ ما عِنْدَ الْفاسِقِينَ (١٣٢) وَ لاتَجْعَلْنِي لِلظَّالِمِينَ ظَهِيراً وَّ لا

کینہ کو نکال دے اور میرے دل کو خشوع وخضوع والوں کے لئے نرم بنادے میرے لئے ویسا ہی ہوجا جیسا اپنے نیک بندوں کیلئے رہتا ہے مجھے صاحبان تقویٰ کے زیور سے آراستہ کردے اور میری لئے بعد میں آنے والوں کے درمیان سچی زبان (ذکر خیر) اور مستقبل میں بڑھنے والا ذکر قرار دے دے۔ مجھے اولین وسابقین کی بارگاہ تک پہنچادے (۱۲۸) اور مجھ پر اپنی نعمتوں کو مکمل کردے اپنی کرامتوں کے سلسلہ کو مسلسل بنادے اور اپنے فوائد سے میرے ہاتھوں کو بھردے اور اپنے بہترین عطایا کا رخ میری طرف موڑ دے۔ مجھے پاکیزہ اولیاء کا جوار عطا فرما۔ ان جنتوں میں جگہ دیدے جن کو اپنے مخلص بندوں کے لئے سجایا ہے۔ اور مجھے اپنے شریف ترین عطایا سے نواز دے ان مقامات پر جنھیں اپنے چاہنے والوں کے لئے مہیا کیا ہے۔

(۱۲۹) میرے لئے اپنی بارگاہ میں منزل ضیافت قرار دیدے جہاں میں اطمینان سے پناہ لے سکوں اور وہ منزل رجوع بنادے جہاں رہ کر خنکی چشم حاصل کرسکوں۔ مجھے عظیم جرائم کا بدلہ نہ دینا اور اس دن ہلاک نہ کردینا جب تمام راز کھل جائیں گے۔ مجھ سے ہر شک اور شبہ کو زائل کردینا اور میرے لئے راہ حق میں ہر رحمت کا راستہ بنادینا۔ مجھے اپنے کرم کے کثیر عطایا عطا فرمادے اور میرے حق میں اپنے فضل وکرم سے احسانات کے حصول کے وافر بنادے، (۱۳۰) میرے دل کو اپنے ثواب کے لئے مطمئن کردے اور میرے عزائم کو ان اعمال کے لئے فارغ کردے جو صرف تیرے لئے ہوں۔ مجھے انھیں کاموں میں لگادے جن میں اپنے مخلص بندوں کو لگادیا ہے میرے دل کو عقلوں کی غفلت کے وقت اپنی اطاعت سے معمور کردینا۔ میرے لئے بے نیازی، عفت، وسعت، عافیت، صحت، سکون، اطمینان اور سلامتی کو جمع کردے۔

(۱۳۱) میری نیکیوں کو معصیت کے خلط ملط سے برباد نہ ہونے دینا اور میری خلوتوں کو فتنوں کے جذبات کی پیش آمد سے تباہ نہ ہونے دینا۔ میری آبرو کو اپنے کسی بھی بندہ کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے محفوظ رکھنا اور مجھے فاسقوں سے التماس کرنے سے دور رکھنا۔

لَهُمْ عَلى مَحْوِ كِتابِكَ يَداً وَ نَصيراً وَحُطْني مِنْ حَيْثُ لاَ أَعْلَمُ حِياطَةً تَقيني بِها وَافْتَحْ لِيَ أَبْوابَ تَوْبَتِكَ وَ رَحْمَتِكَ وَ رَأفَتِكَ وَ رِزْقِكَ الْواسِعِ إِنّي إِلَيْكَ مِنَ الرّاغِبينَ وَ أَتْمِمْ لِيَ إِنْعامَكَ إِنَّكَ خَيْرُ الْمُنْعِمينَ (١٣٣) وَاجْعَلْ باقِيَ عُمُري فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ ابْتِغاءَ وَجْهِكَ يا رَبَّ الْعالَمينَ وَ صَلَّى اللهُ عَلى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ الطَّيِّبينَ الطّاهِرينَ وَ السَّلامُ عَلَيْهِ وَ عَلَيْهِمْ أَبَدَ الْآبِدينَ.





(۱۳۲) مجھے ظالموں کا پشت پناہ اور اپنی کتاب کو برباد کرنے میں ان کا مددگار نہ بننے دینا اور میری حفاظت ان راستوں سے کرنا جن کی مجھے اطلاع بھی نہ ہو اور میں محفوظ ہو جاؤں۔ میرے لئے توبہ و رحمت و رافت اور وسیع رزق کے دروازوں کو کھول دینا۔ کہ میں تیری بارگاہ کی طرف رغبت کرنے والوں میں ہو جاؤں۔ میرے واسطے اپنی نعمتوں کو مکمل کر دے کہ تو بہترین نعمت دینے والا ہے۔

(۱۳۳) میری باقی زندگی کو صرف اپنی ذات کے لئے حج و عمرہ میں گذار دینا اے عالمین کے پروردگار۔ اللہ رحمت نازل کرے حضرت محمد اور ان کی آل طیبین و طاہرین پر اور اس کا سلام ان تمام حضرات پر جب تک زمانوں کا سلسلہ قائم رہے۔



(۴۸) وَ كانَ مِنْ دُعائِهِ عليه السلام يَوْمَ الأَضْحىٰ وَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

(۱) اَللّٰهُمَّ هٰذا يَوْمٌ مُبارَكٌ مَيْمُونٌ وَّالْمُسْلِمُونَ فيهِ مُجْتَمِعُونَ فِيْ أَقْطارِ أَرْضِكَ يَشْهَدُ السّآئِلُ مِنْهُمْ وَالطّالِبُ وَ الرّاغِبُ وَالرّاهِبُ وَ أَنْتَ النّاظِرُ في حَوآئِجِهِمْ فَأَسْأَلُكَ بِجُودِكَ وَ كَرَمِكَ وَ هَوانِ ماسَأَلْتُكَ عَلَيْكَ أَن تُصَلِّيَ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّءالِهِ (۲) وَ أَسْأَلُكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنا بِأَنَّ لَكَ الْمُلْكَ وَ لَكَ الْحَمْدَ لآ إِلٰهَ إِلاّ أَنْتَ الْحَليمُ الْكَريمُ الْحَنّانُ الْمَنّانُ ذُوالْجَلالِ وَ الْإِكْرامِ بَديعُ السَّمٰواتِ وَ الْأَرْضِ مَهْما قَسَمْتَ بَيْنَ عِبادِكَ الْمُؤْمِنينَ مِنْ خَيْرٍ أَوْ عافِيَةٍ أَوْ بَرَكَةٍ أَوْ هُدىً أَوْ عَمَلٍ بِطاعَتِكَ أَوْ خَيْرٍ تَمُنُّ بِهِ عَلَيْهِمْ تَهْديهِمْ بِهٓ إِلَيْكَ أَوْ تَرْفَعُ لَهُمْ عِنْدَكَ دَرَجَةً أَوْ تُعْطيهِمْ بِهِ خَيْراً مِّنْ خَيْرِ الدُّنْيا وَ الْأٓخِرَةِ أَن تُوَفِّرَ حَظّي وَ نَصيبي مِنْهُ (۳) وَ أَسْأَلُكَ اللّٰهُمَّ بِأَنَّ لَكَ الْمُلْكَ وَ الْحَمْدَ لا إِلٰهَ إِلاّ أَنْتَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلىٰ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ رَسُولِكَ وَ حَبيبِكَ وَ صِفْوَتِكَ وَ خِيَرَتِكَ مِنْ خَلْقِكَ وَ عَلىٰٓ ءالِ مُحَمَّدٍ الأَبْرارِ الطّاهِرِينَ الأَخْيارِ صَلاةً لاَّيَقْوىٰ عَلىٰٓ إِحْصآئِها إِلآّ أَنْتَ وَ أَن تُشْرِكَنا في صالِحِ مَن دَعاكَ في هٰذَا الْيَوْمِ مِنْ عِبادِكَ الْمُؤْمِنينَ يا رَبَّ الْعالَمينَ وَ أَن تَغْفِرَ لَنا وَ لَهُمْ إِنَّكَ عَلىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَديرٌ (۴) اللّٰهُمَّ إِلَيْكَ تَعَمَّدْتُ بِحاجَتي وَ بِكَ

۴۸۔روز عید اضحیٰ اور روز جمعہ آپ کی دعا

(۱)خدایا یہ ایک مبارک اور مسعود دن ہے جس میں تمام اطراف زمین کے مسلمان ایک مقام پر جمع ہوتے ہیں کوئی سائل ہوتا ہے،کوئی طالب ،کوئی طلب گار ثواب ہوتا ہے اور کوئی عذاب سے خوفزدہ۔اور تو سبھی کی حاجتوں پر نظر رکھتا ہے لہٰذا تیرے جودوکرم کی بناپر اور اس بنیاد پر کہ میرے تمام مطالبات تیرے لئے بہت آسان ہیں ۔میرا سوال یہ ہے کہ محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما۔(۲)اور میرے پروردگار یہ میرا سوال اس بنیاد پر بھی ہے کہ سارا ملک اور ساری حمد تیرے لئے ہے اور تیرے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے،تو حلیم ،کریم ،مہربان ،احسان کرنے والا ،صاحب جلال واکرم اور خالق آسمان وزمین ہے۔میرا سوال یہ ہے کہ جب بھی اپنے بندگان مومنین کے درمیان کوئی خیر سے احسان فرما جس کے ذریعے انھیں دنیا وآخرت کی کوئی نیکی عطا کردے۔اس میں تو میرے حصہ کو بھی نظر انداز نہ کرنا۔

(۳)اور خدایا میرا سوال اس بنیاد پر کہ سارا ملک تیرا ہے اور ساری حمد تیرے لئے ہے اور تیرے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے۔یہ بھی ہے کہ محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما۔وہ حضرت محمد جو تیرے بندہ، رسول ،محبوب ،مصطفےٰ اور مخلوقات میں منتخب ہیں اور وہ آل محمد جو نیک کردار ،پاک وپاکیزہ اور پسندیدہ ہیں ۔۔اور وہ صلوات جسے تیرے علاوہ کوئی شمار نہ کرسکے ۔۔اور ہمیں اپنے بندگان مومنین کی نیک دعاؤں میں شریک قرار دے دینا اے عالمین کے پالنے والے۔اور ہمارے اور مومنین کے گناہوں کو بخش دینا کہ تو ہر شے پر قادر ہے۔

(۴)خدایا میں نے اپنی حاجتوں کے لئے تیرا ارادہ کیا ہے اور اپنے فقر وفاقہ وغربت کو تیری بارگاہ میں پیش کیا ہے میں تیری مغفرت اور رحمت پر اپنے عمل سے زیادہ بھروسہ رکھتا ہوں اور تیری مغفرت اور رحمت میرے گناہوں سے کہیں زیادہ وسیع تر ہے۔لہٰذا محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور میری ہر اس

أَنْزَلْتُ الْيَوْمَ فَقْرِي وَ فَاقَتِي وَ مَسْكَنَتِي وَ إِنِّي بِمَغْفِرَتِكَ وَ رَحْمَتِكَ أَوْثَقُ مِنِّي بِعَمَلِي وَ لَمَغْفِرَتُكَ وَ رَحْمَتُكَ أَوْسَعُ مِنْ ذُنُوبِي فَصَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ ءَالِ مُحَمَّدٍ وَّ تَوَلَّ قَضَآءَ كُلِّ حَاجَةٍ هِيَ لِي بِقُدْرَتِكَ عَلَيْهَا وَ تَيْسِيرِ ذٰلِكَ عَلَيْكَ وَ بِفَقْرِيَ إِلَيْكَ وَ غِنَاكَ عَنِّي فَإِنِّي لَمْ أُصِبْ خَيْراً قَطُّ إِلَّا مِنْكَ وَ لَمْ يَصْرِفْ عَنِّي سُوٓءاً قَطُّ أَحَدٌ غَيْرُكَ وَ لَآ أَرْجُو لِأَمْرِ ءَاخِرَتِي وَ دُنْيَايَ سِوَاكَ (۵) اَللّٰهُمَّ مَنْ تَهَيَّأَ وَ تَعَبَّأَ وَ أَعَدَّ وَاسْتَعَدَّ لِوِفَادَةٍ إِلىٰ مَخْلُوقٍ رَّجَآءَ رِفْدِهِ وَ نَوَافِلِهِ وَ طَلَبَ نَيْلِهِ وَ جَآئِزَتِهِ فَإِلَيْكَ يَا مَوْلَايَ كَانَتِ الْيَوْمَ تَهْيِئَتِي وَ تَعْبِئَتِي وَ إِعْدَادِي وَاسْتِعْدَادِي رَجَآءَ عَفْوِكَ وَ رِفْدِكَ وَ طَلَبَ نَيْلِكَ وَ جَآئِزَتِكَ (۶) اَللّٰهُمَّ فَصَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ ءَالِ مُحَمَّدٍ وَّ لَاتُخَيِّبِ الْيَوْمَ ذٰلِكَ مِنْ رَّجَآئِي يَا مَنْ لَّايُحْفِيهِ سَآئِلٌ وَ لَايَنْقُصُهُ نَآئِلٌ فَإِنِّي لَمْ ءَاتِكَ ثِقَةً مِّنِّي بِعَمَلٍ صَالِحٍ قَدَّمْتُهُ وَ لَاشَفَاعَةِ مَخْلُوقٍ رَّجَوْتُهُ إِلَّا شَفَاعَةَ مُحَمَّدٍ وَّ أَهْلِ بَيْتِهِ عَلَيْهِ وَ عَلَيْهِمْ سَلَامُكَ (۷) أَتَيْتُكَ مُقِرّاً بِالْجُرْمِ وَالْإِسَآءَةِ إِلىٰ نَفْسِيَ أَتَيْتُكَ أَرْجُو عَظِيمَ عَفْوِكَ الَّذِي عَفَوْتَ بِهِ عَنِ الْخَاطِئِينَ ثُمَّ لَمْ يَمْنَعْكَ طُولُ عُكُوفِهِمْ عَلىٰ عَظِيمِ الْجُرْمِ أَنْ عُدْتَ عَلَيْهِمْ بِالرَّحْمَةِ وَ الْمَغْفِرَةِ (۸) فَيَا مَنْ رَّحْمَتُهُ وَاسِعَةٌ وَّ عَفْوُهُ عَظِيمٌ يَا عَظِيمُ يَا عَظِيمُ يَا كَرِيمُ يَا كَرِيمُ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ ءَالِ مُحَمَّدٍ وَّ عُدْ عَلَيَّ بِرَحْمَتِكَ وَ تَعَطَّفْ عَلَيَّ

حاجت کی ذمہ داری لے لے جو میرے حق میں بہتر ہو کہ تو اس پر قدرت رکھتا ہے اور وہ تیرے لئے بہت آسان ہے اور میں اس کے بارے میں تیرا محتاج ہوں اور تو مجھ سے بے نیاز ہے میں نے تیرے بغیر کوئی خیر حاصل نہیں کیا ہے اور مجھ سے کسی بھی شر کو تیرے علاوہ کسی نے رد نہیں کیا ہے اور میں امور دنیا و آخرت میں تیرے علاوہ کسی سے امید نہیں رکھتا ہوں۔

(۵) خدایا اگر کسی شخص نے کسی مخلوق کی بارگاہ میں حاضری کے لئے ارادہ یا استعداد یا تہیہ کیا ہے یا کوئی سامان فراہم کیا ہے کہ اس کے عطایا اور انعامات کو حاصل کرے یا اس کے کرم اور جائزہ کو طلب کرے۔ تو میرے مالک آج یہ میری آمادگی تیاری استعداد اور سامان کی فراہمی صرف تیری معافی اور تیرے عطیہ کی امید میں ہے اور میں صرف تیری عطا اور تیرے جائزہ کا طلبگار ہوں۔

(۶) خدایا محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما اور آج کے دن میری امید کو ناامید نہ کرنا۔ اے وہ پرودگار جسے کوئی سائل تنگ دست نہیں بنا سکتا ہے اور جس کے یہاں عطا و بخشش سے کوئی کمی نہیں واقع ہوتی ہے۔ میں تیری بارگاہ میں کسی ایسے عمل صالح کے سہارے نہیں حاضر ہوا ہوں جسے پہلے بھیج دیا ہو اور نہ کسی مخلوق کی سفارش کا امیدوار ہوں۔ علاوہ حضرت محمد اور ان کے اہلبیت علیہم السلام کی سفارش کے (جن پر تیری صلوات اور تیرا اسلام ہے)

(۷) خدایا میں تیری بارگاہ میں اپنے جرم و خطا کا اقراری بن کر حاضر ہوا ہوں میں تیری اس عظیم معافی کا امیدوار بن کر حاضر ہوا ہوں جس کے ذریعہ تو نے تمام خطا کاروں کو معاف کیا ہے اور ان کے عظیم جرائم پر مسلسل اصرار بھی تجھے رحمت و مغفرت سے روک نہیں سکا ہے (۸) لہٰذا اے وہ پروردگار جس کی رحمت وسیع ہے اور اس کی معافی عظیم ہے اے عظیم اے عظیم اے عظیم۔ اے کریم اے کریم اے کریم۔ محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما اور مجھ پر دوبارہ اپنی رحمت نازل فرما دے اور اپنے فضل و کرم سے مہربانی فرما دے اور مجھے اپنی مغفرت میں شامل کر لے۔

(۹) خدایا یہ منصب تیرے جانشینوں اور منتخب بندوں اور تیرے ان امانتداروں کا تھا جنھیں تو

بِفَضْلِكَ وَ تَوَسَّعَ عَلَيَّ بِمَغْفِرَتِكَ (۹) اَللّٰهُمَّ إِنَّ هٰذَا الْمَقامَ لِخُلَفآئِكَ وَ أَصْفِيآئِكَ وَ مَواضِعَ أُمَنآئِكَ فِي الدَّرَجَةِ الرَّفِيعَةِ الَّتِي اخْتَصَصْتَهُم بِها قَدِ ابْتَزُّوها وَ أَنْتَ الْمُقَدِّرُ لِذٰلِكَ لايُغالَبُ أَمْرُكَ وَ لايُجاوَزُ الْمَحْتُومُ مِن تَدْبِيرِكَ كَيْفَ شِئْتَ وَ أَنّىٰ شِئْتَ وَ لِمآ أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ غَيْرُ مُتَّهَمٍ عَلىٰ خَلْقِكَ وَ لا لِإِرادَتِكَ حَتّى عادَ صِفْوَتُكَ وَ خُلَفآؤُكَ مَغْلُوبِينَ مَقْهُورِينَ مُبْتَزِّينَ يَرَوْنَ حُكْمَكَ مُبَدَّلاً وَ كِتابَكَ مَنْبُوذاً وَ فَرائِضَكَ مُحَرَّفَةً عَن جِهاتِ أَشْراعِكَ وَ سُنَنَ نَبِيِّكَ مَتْرُوكَةً (۱۰) اَللّٰهُمَّ الْعَنْ أَعْدآءَهُمْ مِّنَ الْأَوَّلِينَ وَ الْآخِرِينَ وَ مَن رَّضِىَ بِفِعالِهِمْ وَ أَشْياعَهُمْ وَ أَتْباعَهُمْ (۱۱) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ ءالِ مُحَمَّدٍ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ كَصَلَواتِكَ وَ بَرَكاتِكَ وَ تَحِيّاتِكَ عَلىٰٓ أَصْفِيائِكَ إِبْراهِيمَ وَ ءالِ إِبْراهِيمَ وَ عَجِّلِ الْفَرَجَ وَ الرَّوْحَ وَالنُّصْرَةَ وَ التَّمْكِينَ وَ التَّأْيِيدَ لَهُمْ (۱۲) اَللّٰهُمَّ وَاجْعَلْنِي مِنْ أَهْلِ التَّوْحِيدِ وَ الْإِيمانِ بِكَ وَ التَّصْدِيقِ بِرَسُولِكَ وَ الْأَئِمَّةِ الَّذِينَ حَتَمْتَ طاعَتَهُم مِّمَّن يَّجْرِي ذٰلِكَ بِهِ وَ عَلىٰ يَدَيْهِ ءامِينَ رَبَّ الْعالَمِينَ. (۱۳) اَللّٰهُمَّ لَيْسَ يَرُدُّ غَضَبَكَ إِلاّ حِلْمُكَ وَ لا يَرُدُّ سَخَطَكَ إِلاّ عَفْوُكَ وَ لايُجِيرُ مِنْ عِقابِكَ إِلاّ رَحْمَتُكَ وَ لايُنْجِينِي مِنْكَ إِلاَّ التَّضَرُّعُ إِلَيْكَ وَ بَيْنَ يَدَيْكَ فَصَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ ءالِ مُحَمَّدٍ وَهَبْ لَنا يآ إِلٰهِيَ مِن لَّدُنْكَ فَرَجاً بِالْقُدْرَةِ

نے بلند ترین درجات سے مخصوص کیا تھا مگر اسے ظالموں نے چھین لیا ہے اور یہی تیرے قضاوقدر[۱] کا بھی تقاضا تھا اور نہ کوئی تیرے امر پر غالب آسکتا ہے اور نہ کوئی تیرے حتمی تدبیر سے آگے بڑھ سکتا ہے تو جس طرح چاہے اور جہاں چاہے وہی ہوتا ہے کہ تو ہر ایک سے بہتر جاننے والا ہے نہ تیری تخلیق پر کوئی الزام لگایا جاسکتا ہے اور نہ تیرے ارادہ کو متہم کیا جاسکتا ہے۔اس صورت حال کا نتیجہ یہ ہو کہ تیرے منتخب بندے اور جانشین مغلوب اور مظلوم ہو گئے اور ان کا حق ان کے پاس سے نکل گیا۔اور آج تیرے احکام کو بدلا ہوا تیری کتاب کو پس پشت ڈالا ہوا تیرے قوانین کو اصل رخ سے ہٹا ہوا اور تیرے رسول کے طور طریقے کو نظر انداز کیا ہوا دیکھ رہے ہیں۔

(۱۰) خدایا اولین و آخرین میں ان کے دشمنوں اور ان دشمنوں کے اعمال سے راضی ہونے والوں اور ان کے پیروکاروں پر لعنت فرما(۱۱) اور محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما کہ تو قابل حمد بھی ہے اور بزرگ تر بھی ہے ویسی ہی صلوات و برکات وتحیات نازل کی ہے اور ان کے لئے کشائش و راحت ونصرت وقدرت وتائید میں عجلت فرما۔

(۱۲) خدایا ہمیں اپنے ایماندار، توحید پرست، رسول اکرم اور ائمہ کرام کی تصدیق کرنے والوں میں قرار رکھا ہے۔آمین یارب العالمین.

(۱۳) خدایا تیرے غضب کو تیرے حلم کے علاوہ کوئی ٹال نہیں سکتا ہے اور تیری ناراضگی کو تیری

---

(۱) پروردگار کے بے شمار مصالح میں سے ایک مصلحت یہ بھی ہے کہ اس کے نیک بندے مصائب دنیا کو برداشت کریں اور مظالم آفات پر صبر وشکر کا مظاہرہ کریں۔تاکہ ان کہ قوت صبر کا بھی مظاہرہ ہوجائے اور ظالموں کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ ہمیں مجبور کردیا گیا تھا ورنہ ہم دنیا کو الٹ دیتے۔

پروردگار ظالموں کو چھوٹ دے کر ان پر حجت تمام کرتا ہے مظلوموں کو قوت صبر دے کر ان کے اجر وثواب میں اضافہ فرماتا ہے۔اور انھیں مصائب کی سختیوں کا احساس اسی لئے نہیں ہوتا ہے کہ ان کی نگاہ میں بے شمار اجر اور بے حساب ثواب ہوتا ہے اور جو اجرت کا اندازہ کر لیتا ہے اسے عمل میں کوئی تکلیف نہیں ہوتی ہے۔

الَّتي بِها تُحْيِي أَمْواتَ الْعِبادِ وَ بِها تَنْشُرُ مَيْتَ الْبِلادِ (١٤) وَ
يا إِلهي غَمّاً حَتّى تَسْتَجيبَ لي وَ تُعَرِّفَنِي الْإِجابَةَ في دُعائي وَ أَذِ
طَعْمَ الْعافِيَةِ إِلى مُنْتَهى أَجَلي وَ لاتُشْمِتْ بي عَدُوّي وَ لاتُمَكِّنْهُ مِنْ
وَ لاتُسَلِّطْهُ عَلَيَّ (١٥) إِلهي إِنْ رَفَعْتَني فَمَنْ ذَا الَّذي يَضَعُني وَ إِ
وَضَعْتَني فَمَنْ ذَا الَّذي يَرْفَعُني وَ إِنْ أَكْرَمْتَني فَمَنْ ذَا الَّذي يُهينُني وَ إِ
أَهَنْتَني فَمَنْ ذَا الَّذي يُكْرِمُني وَ إِنْ عَذَّبْتَني فَمَنْ ذَا الَّذي يَرْحَمُني وَ إِنْ
أَهْلَكْتَني فَمَنْ ذَا الَّذي يَعْرِضُ لَكَ في عَبْدِكَ أَوْ يَسْأَلُكَ عَنْ أَمْرِهِ
قَدْ عَلِمْتُ أَنَّهُ لَيْسَ في حُكْمِكَ ظُلْمٌ وَ لا في نَقِمَتِكَ عَجَلَةٌ وَ إِ
يَعْجَلُ مَنْ يَخافُ الْفَوْتَ وَ إِنَّما يَحْتاجُ إِلَى الظُّلْمِ الضَّعيفُ وَ قَدْ تَعالَيْتَ
يا إِلهي عَنْ ذلِكَ عُلُوّاً كَبيراً (١٦) اَللّهُمَّ صَلِّ عَلى مُحَمَّدٍ وَ آلِ
مُحَمَّدٍ وَ لاتَجْعَلْني لِلْبَلاءِ غَرَضاً وَ لا لِنَقِمَتِكَ نَصَباً وَ مَهِّلْني وَ نَفِّسْني
وَ أَقِلْني عَثْرَتي وَ لاتَبْتَلِيَنّي بِبَلاءٍ عَلى أَثَرِ بَلاءٍ فَقَدْ تَرى ضَعْفي وَ قِلَّةَ
حيلَتي وَ تَضَرُّعي إِلَيْكَ (١٧) أَعُوذُ بِكَ اللّهُمَّ الْيَوْمَ مِنْ غَضَبِكَ
فَصَلِّ عَلى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ أَعِذْني (١٨) وَ أَسْتَجيرُ بِكَ الْيَوْمَ مِنْ
سَخَطِكَ فَصَلِّ عَلى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ أَجِرْني (١٩) وَ أَسْأَلُكَ أَمْناً مِنْ
عَذابِكَ فَصَلِّ عَلى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ آمِنّي (٢٠) وَأَسْتَهْديكَ فَصَلِّ
عَلى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَاهْدِني (٢١) وَ أَسْتَنْصِرُكَ فَصَلِّ عَلى مُحَمَّدٍ و

معافی کے علاوہ کوئی بدل نہیں سکتا ہے تیرے عذاب سے تیری رحمت کے علاوہ کوئی بچا نہیں سکتا ہے اور تیری ہیبت سے تضرع وزاری کے علاوہ کوئی نجات نہیں دلا سکتا۔لہٰذا محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور اپنی بارگاہ میں وسعت حال عطا فرما۔اپنی اس قدرت کے ذریعہ جس سے مردہ بندوں کو زندگی عنایت فرماتا ہے اور مردہ زمینوں میں زندگی دوڑاتا ہے۔(۱۴)اور خدایا ہمیں ہم وغم سے ہلاک نہ کردینا یہاں تک کہ تو ہماری دعا کو قبول کرلے اور اس قبولیت کو ہمیں دکھلا دے اور آخر حیات تک ہمیں عافیت کا مزہ چکھا دے ہمارے دشمن کو طعنہ کا موقع نہ دینا اور اسے ہماری گردن پر سوار نہ ہونے دینا اور ہم پر مسلط نہ ہونے دینا۔

(۱۵)خدایا اگر تو نے ہمیں بلند کردیا تو گرانے والا کون ہوسکتا ہے؟اگر تو نے محترم بنادیا تو ذلیل کون کرسکتا ہے اور اگر ذلیل کردیا تو عزت کون دے سکتا ہے اور اگر ہلاک کردیا تو تیرے بندہ کے بارے میں تجھ سے بات کرنے والا کون ہوگا اور اس کے انجام کار کے بارے میں دریافت کون کرے گا؟ اور مجھے تو معلوم ہے کہ تیرے حکم میں کوئی ظلم نہیں ہے تیرے انتقام میں کوئی عجلت نہیں ہے کہ عجلت وہ کرتا ہے جسے مجرم کے ہاتھ سے نکل جانے کا خوف ہوتا ہے۔اور ظلم وہ کرتا ہے جسے اپنی کمزوری کا احساس ہوتا ہے اور تو ان تمام باتوں سے کہیں زیادہ بلند و برتر ہے۔

(۱۶)خدایا محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور مجھے بلاؤں کا نشانہ اور انتقام کا ہدف نہ بنادینا۔ مجھے مہلت دینا، مجھے راحت دینا، مجھے لغزشوں سے سنبھالا دینا اور مجھے مسلسل بلاؤں میں گرفتار نہ ہونے دینا کہ تجھے میری کمزوری، بے چارگی، اور اپنی بارگاہ میں فریاد کا علم ہے۔(۱۷)خدایا میں آج کے دن تیرے غضب سے پناہ چاہتا ہوں لہٰذا محمد آل محمد پر رحمت نازل فرما اور مجھے پناہ دیدے(۱۸)اور میں تیری ناراضگی سے پناہ چاہتا ہوں لہٰذا محمد آل محمد پر رحمت نازل فرما اور مجھے اپنی پناہ میں لے لے۔

(۱۹)میں تیرے عذاب سے تحفظ کا طلبگار ہوں لہٰذا محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور مجھے امن وامان عطا فرمادے۔(۲۰)اور میں تجھ سے ہدایت کا طالب ہوں لہٰذا محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما

ء الِهِ وَانْصُرْني (٢٢) وَأَسْتَرْحِمُكَ فَصَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّء الِهِ وَأَرْحَمْني (٢٣) وَ أَسْتَكْفيكَ فَصَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّء الِهِ وَاكْفِني (٢٤) وَ أَسْتَرْزِقُكَ فَصَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّء الِهِ وَارْزُقْني (٢٥) وَ أَسْتَعينُكَ فَصَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّء الِهِ وَأَعِنّي (٢٦) وَ أَسْتَغْفِرُكَ لِما سَلَفَ مِن ذُنُوبي عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّء الِهِ وَاغْفِرْ لي (٢٧) وَ أَسْتَعْصِمُكَ فَصَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّء الِهِ وَاعْصِمْني فَإنّي لَنْ أَعُودَ لِشَيْءٍ كَرِهْتَهُ مِنّي إن شِئْتَ ذٰلِكَ (٢٨) يا رَبِّ يا رَبِّ يا حَنّانُ يا مَنّانُ يا ذَاالْجَلالِ وَ الْإكْرامِ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّء الِهِ وَاسْتَجِبْ لي جَميعَ ماسَأَلْتُكَ وَ طَلَبْتُ إلَيْكَ وَ رَغِبْتُ فيهِ إلَيْكَ وَ أَرِدْهُ وَ قَدِّرْهُ وَاقْضِهِ وَأَمْضِهِ وَخِرْ لي فيما تَقْضي مِنْهُ وَ بارِكْ لي في ذٰلِكَ وَ تَفَضَّلْ عَلَيَّ بِهِ وَ أَسْعِدْني بِماتُعْطيني مِنْهُ وَزِدْني مِنْ فَضْلِكَ وَ سَعَةِ ماعِنْدَكَ فَإنَّكَ واسِعٌ كَريمٌ وَّصِلْ ذٰلِكَ بِخَيْرِ الْأخِرَةِ وَ نَعيمِها يآ أَرْحَمَ الرّاحِمينَ. ثُمَّ تَدْعُو بِما بَدا لَكَ وَ تُصَلّي عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّء الِهِ أَلْفَ مَرَّةٍ هٰكَذا كانَ يَفْعَلُ عَلَيْهِ السَّلامُ.





اور مجھے ہدایت دیدے۔(۲۱)اور میں تیری مدد چاہتا ہوں لہٰذا محمد آل محمد پر رحمت نازل فرما اور میری مدد فرما۔(۲۲)اور میں تجھ سے رحمت کا طلبگار ہوں لہٰذا محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور مجھ پر رحم فرما۔

(۲۳)میں تجھ سے بے نیازی کا خواہش مند ہوں لہٰذا محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور مجھے بے نیاز بنادے(۲۴)اور میں تجھ سے رزق کا طلبگار ہوں لہٰذا محمد آل محمد پر رحمت نازل فرما اور مجھے رزق عطا فرما۔(۲۵)اور میں تجھ سے اعانت چاہتا ہوں لہٰذا محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور میری اعانت فرما دے۔(۲۶)اور میں اپنے گذشتہ گناہوں کی مغفرت چاہتا ہوں لہٰذا محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور مجھے بخش دے۔(۲۷)اور میں گناہوں سے حفاظت چاہتا ہوں لہٰذا محمد آل محمد پر رحمت نازل فرما اور مجھے محفوظ بنادے۔کہ اگر تو چاہ لے گا تو میں دوبارہ تیرا کوئی ناپسندیدہ عمل نہیں کرسکتا ہوں۔

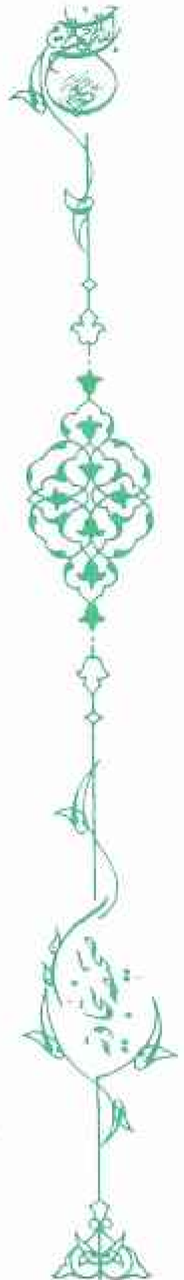
(۲۸)اے میرے پروردگار اے میرے پروردگار اے میرے پروردگار۔اے مہربان اے احسان کرنے والے ان تمام مطالبات کو قبول کرلے جن کا میں نے سوال کیا ہے یا تقاضا کیا ہے یا ان کے بارے میں تیری طرف رغبت کی ہے۔اب تو بھی ان تمام چیزوں کو چاہ لے اور ان کو مقدور کردے اور ان کے بارے میں فیصلہ کردے اور انھیں امضا کردے اور میرے حق میں بہترین فیصلہ فرمادے اور اسے میرے لئے بابرکت بنادے مجھ پر اس کے ذریعہ رحم وکرم فرما مجھے اپنی عطاؤں سے نیک بخت بنادے اور پھر اپنے فضل اور وسعت سے اس میں اضافہ فرمادے کہ تو صاحب وسعت بھی ہے اور کریم بھی ہے۔اور پھر اس خیر دنیا کو خیر آخرت اور نعیم جنت سے ملادے اے سب سے زیادہ مہربانی کرنے والے۔

(اس کے بعد جو چاہے دعا کرے اور محمد وآل محمد پر ایک ہزار مرتبہ صلوات پڑھے کہ امام سجاد علیہ السلام یہی انداز اختیار کیا کرتے تھے)



(۴۹) وَكانَ مِنْ دُعائِهِ عَلَيْهِ السَّلامُ في دَفْعِ كَيْدِ الْأَعْداءِ وَ رَدِّ بَأْسِهِمْ

(۱) إلهي هَدَيْتَني فَلَهَوْتُ وَ وَعَظْتَ فَقَسَوْتُ وَ أَبْلَيْتَ الْجَميلَ فَعَصَيْتُ ثُمَّ عَرَفْتُ ما أَصْدَرْتَ إِذْ عَرَّفْتَنيهِ فَاسْتَغْفَرْتُ فَأَقَلْتَ فَعُدْتُ فَسَتَرْتَ فَلَكَ إلهي الْحَمْدُ (۲) تَقَحَّمْتُ أَوْدِيَةَ الْهَلاكِ وَ حَلَلْتُ شِعابَ تَلَفٍ تَعَرَّضْتُ فيها لِسَطَواتِكَ وَ بِحُلُولِها عُقُوباتِكَ (۳) وَ وَسيلَتي إِلَيْكَ التَّوْحيدُ وَ ذَريعَتي أَنّي لَمْ أُشْرِكْ بِكَ شَيْئاً وَ لَمْ أَتَّخِذْ مَعَكَ إِلهاً وَ قَدْ فَرَرْتُ إِلَيْكَ بِنَفْسي وَ إِلَيْكَ مَفَرُّ الْمُسيءِ وَ مَفْزَعُ الْمُضَيِّعِ لِحَظِّ نَفْسِهِ الْمُلْتَجِيءِ (۴) فَكَمْ مِنْ عَدُوٍّ انْتَضىٰ عَلَيَّ سَيْفَ عَداوَتِهِ وَ شَحَذَ لي ظُبَةَ مُدْيَتِهِ وَ أَرْهَفَ لي شَبا حَدِّهِ وَ دافَ لي قَواتِلَ سُمُومِهِ وَ سَدَّدَ نَحْوي صَوائِبَ سِهامِهِ وَ لَمْ تَنَمْ عَنّي عَيْنُ حِراسَتِهِ وَ أَضْمَرَ أَنْ يَسُومَني الْمَكْرُوهَ وَ يُجَرِّعَني زُعاقَ مَرارَتِهِ (۵) فَنَظَرْتَ يا إِلهي إِلىٰ ضَعْفي عَنِ احْتِمالِ الْفَوادِحِ وَ عَجْزي عَنِ الْإِنْتِصارِ مِمَّنْ قَصَدَني بِمُحارَبَتِهِ وَ وَحْدَتي في كَثيرِ عَدَدِ مَنْ ناواني وَ أَرْصَدَ لي بِالْبَلاءِ فيما لَمْ أُعْمِلْ فيهِ فِكْري (۶) فَابْتَدَأْتَني بِنَصْرِكَ وَ شَدَدْتَ أَزْري بِقُوَّتِكَ ثُمَّ فَلَلْتَ لي حَدَّهُ وَ صَيَّرْتَهُ مِنْ بَعْدِ جَمْعٍ عَديدٍ وَحْدَهُ وَ



۴۹۔ دشمنوں کے مکر سے تحفظ اور ان کے حملوں کو رد کرنے کے سلسلہ میں آپؑ کی دعا

(۱) خدایا تو نے مجھے ہدایت دی لیکن میں غافل رہا اور تو نے مجھے نصیحت کی لیکن میں سنگدلی کا شکار رہا تو نے بہترین نعمتیں دیں مگر میں نافرمانی کرتا رہا۔ اس کے بعد جب تیرے پہچوانے سے میں نے تیرے حکم توبہ کو پہچان کر استغفار کیا تو تو نے معاف بھی کر دیا پھر میں نے دوبارہ جو گناہ کیا اور تو نے اس پر بھی پردہ ڈال دیا۔ تو مالک اب ساری تعریف تیرے ہی لئے ہے (۲) کہ میں ہلاکت کی وادیوں میں کود پڑا اور بربادی کے گڑھوں میں گر پڑا ہوں جن کی بنا پر تیرے عذاب کا سامنا ہے تیرے غضب کے نازل ہونے کا مستحق ہو گیا ہوں (۳) تو اب میرا وسیلہ تیری بارگاہ میں صرف تیری توحید ہے کہ میں نے کسی کو تیرا شریک نہیں بنایا اور دوسرا کوئی خدا اختیار نہیں کیا۔ میں اپنی جان لے کر تیری طرف بھاگ کر آ گیا ہوں اور ہر عمل بھاگ کر تیری ہی طرف آتا ہے اور ہر اپنے کو برباد کرنے والے کی بازگشت تیری ہی طرف ہوتی ہے۔ (۴) کتنے ہی دشمن ہیں جنھوں نے میرے خلاف دشمنی کی تلوار کھینچی اور اپنی چھری کی دھار کو تیز کر لیا اور اپنی سختیوں کی باڑھ کو تیز تر بنا لیا اور میرے لئے قاتل زہر پانی میں ملا دیا ہے اور ایک لمحہ کے لئے بھی ان کی تعاقب کی نگاہیں غافل نہیں ہوئیں اور وہ دل یہ عزم لئے رہے کہ مجھے ناخوشگوار حالات میں مبتلا کر دیں اور اپنی تلخیوں کے گھونٹ پلا دیں۔ (۵) لیکن پروردگار جب تو نے دیکھا کہ میں ان سنگینیوں کو برداشت کرنے سے کمزور ہوں اور آمادۂ جنگ افراد کے مقابلہ سے قاصر ہوں اور دشمنوں اور مجھے نشانۂ ستم بنانے والوں کی کثیر تعداد کے سامنے اکیلا ہوں تو میں نے تو اس سلسلہ میں کچھ سوچا بھی نہیں تھا (۶) لیکن تو نے بلا کہے میری مدد کر دی اور میری کمر کو مضبوط کر دیا۔ میری خاطر دشمن کی

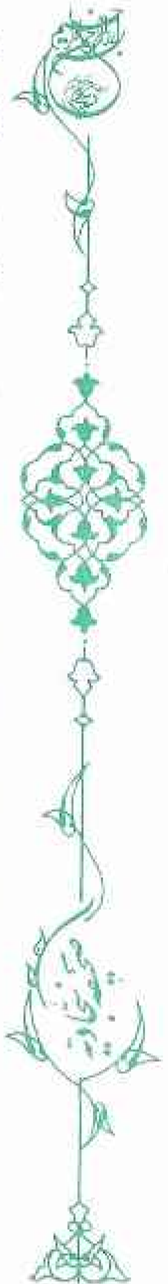
أَغْلَيْتَ كَعْبِي عَلَيْهِ وَ جَعَلْتَ مَا سَدَّدَهُ مَرْدُوداً عَلَيْهِ فَرَدَدْتَهُ لَمْ يَشْفِ غَيْظَهُ وَ لَمْ يَسْكُنْ غَلِيلُهُ قَدْ عَضَّ عَلَىٰ شَوَاهُ وَ أَدْبَرَ مُوَلِّياً قَدْ أَخْلَفَتْ سَرَايَاهُ (٧) وَ كَمْ مِّنْ بَاغٍ بَغَانِي بِمَكَائِدِهِ وَ نَصَبَ لِي شَرَكَ مَصَائِدِهِ وَ وَكَّلَ بِي تَفَقُّدَ رِعَايَتِهِ وَ أَضْبَأَ إِلَيَّ إِضْبَآءَ السَّبُعِ لِطَرِيدَتِهِ انْتِظَاراً لِّانْتِهَازِ الْفُرْصَةِ لِفَرِيسَتِهِ وَ هُوَ يُظْهِرُ لِي بَشَاشَةَ الْمَلَقِ وَ يَنْظُرُنِي عَلَىٰ شِدَّةِ الْحَنَقِ (٨) فَلَمَّا رَأَيْتَ يَآ إِلٰهِيَ تَبَارَكْتَ وَ تَعَالَيْتَ دَغَلَ سَرِيرَتِهِ وَ قُبْحَ مَا انْطَوىٰ عَلَيْهِ أَرْكَسْتَهُ لِأُمِّ رَأْسِهِ فِي زُبْيَتِهِ وَ رَدَدْتَهُ فِي مَهْوىٰ حُفْرَتِهِ فَانْقَمَعَ بَعْدَ اسْتِطَالَتِهِ ذَلِيلاً فِي رِبَقِ حِبَالَتِهِ الَّتِي كَانَ يُقَدِّرُ أَن يَّرَانِي فِيهَا وَ قَدْ كَادَ أَن يَّحُلَّ بِي لَوْلَا رَحْمَتُكَ مَا حَلَّ بِسَاحَتِهِ (٩) وَ كَمْ مِّنْ حَاسِدٍ قَدْ شَرِقَ بِي بِغُصَّتِهِ وَ شَجِيَ مِنِّي بِغَيْظِهِ وَ سَلَقَنِي بِحَدِّ لِسَانِهِ وَ وَحَرَنِي بِقَرْفِ عُيُوبِهِ وَ جَعَلَ عِرْضِي غَرَضاً لِّمَرَامِيهِ وَ قَلَّدَنِي خِلَالاً لَّمْ تَزَلْ فِيهِ وَ وَحَرَنِي بِكَيْدِهِ وَ قَصَدَنِي بِمَكِيدَتِهِ (١٠) فَنَادَيْتُكَ يَآ إِلٰهِيَ مُسْتَغِيثاً بِكَ وَاثِقاً بِسُرْعَةِ إِجَابَتِكَ عَالِماً أَنَّهُ لَا يُضْطَهَدُ مَنْ أَوىٰ إِلىٰ ظِلِّ كَنَفِكَ وَ لَا يَفْزَعُ مَن لَّجَأَ إِلَىٰ مَعْقِلِ انْتِصَارِكَ فَحَصَّنْتَنِي مِن بَأْسِهِ بِقُدْرَتِكَ (١١) وَ كَم مِّن سَحَآئِبِ مَكْرُوهٍ جَلَّيْتَهَا عَنِّي وَ سَحَآئِبِ نِعَمٍ أَمْطَرْتَهَا عَلَيَّ وَ جَدَاوِلِ رَحْمَةٍ نَّشَرْتَهَا وَ عَافِيَةٍ أَلْبَسْتَهَا وَ أَعْيُنِ أَحْدَاثٍ طَمَسْتَهَا وَ غَوَاشِي كُرُبَاتٍ كَشَفْتَهَا (١٢) وَ كَم مِّن ظَنٍّ حَسَنٍ حَقَّقْتَ

باڑھ کو کند کردیا اور اسے کثیر لشکر جمع کرنے کے بعد بھی اکیلا بنادیا اور میرے پایہ کو اس سے بلند تر کردیا اور جس تیر کا رخ اس نے میری طرف کیا تھا اسے اس کی طرف پلٹا دیا کہ نہ اس کا غصہ فرو ہوسکا اور نہ اس کی دل کی آگ ٹھنڈی ہوسکی اس نے اپنی ہی بوٹیاں کاٹ لیں اور اس طرح ناکام ہوکر منھ پھرایا کہ اس کے لشکروں نے بھی اس سے غداری کردی۔ (۷) اور کتنے ہی ایسے باغی ہیں جنھوں نے اپنی مکاریوں سے مجھ پر ظلم کیا اپنے شکاری جال میری راہ میں بچھائے اور اپنی نگاہ غضب کا مجھ پر پہرہ لگایا اور اس طرح گھات لگا کر بیٹھ گئے جس طرح کوئی درندہ اپنے شکار کے انتظار میں بیٹھتا ہے کہ کب موقع ملے اور اسے پھاڑ ڈالے اور اس کے بعد بھی میرے سامنے خوشامد کی مسرت کا اظہار کرتے رہے اور انتہائی کینہ ور نظروں سے دیکھتے رہے۔ (۸) مگر جب خدایا تو نے اپنی بابرکت اور بلند و برتر ہستی کی بنا پر ان کی اندرونی خباثت کو دیکھ لیا اور یہ دیکھ لیا کہ وہ کیا بدتر جذبات اپنے اندر چھپائے ہوئے ہیں تو تو نے انھیں سر کے بل انھیں کے گڑھے میں الٹ دیا اور ان کے کھودے ہوئے ہلاکت کے غار میں پلٹا دیا۔

(۹) اب وہ اپنے غرور و سربلندی کا مظاہرہ کرنے کے بعد ذلیل ہوکر اپنے اس پھندے میں گرفتار ہوگئے ہیں جس میں کل مجھے دیکھنے کا منصوبہ بنا رہے تھے اور قریب تھا کہ تیری رحمت شامل حال نہ ہوتی تو جو بلا ان کے غیظ کی بنا پر گلے میں غصہ کا پھندا پڑ گیا مجھے اپنی زبان کی تیزی سے ستاتے رہے اور اپنے تیروں کا نشانہ بناتے رہے اور اپنی عادتوں کو میرے سر منڈھتے رہے۔ اپنی مکاریوں سے مجھے تپاتے رہے اور اپنی چال بازیوں کا نشانہ مجھے بناتے رہے (۱۰) لیکن جب میں نے تجھے فریاد کرکے پکارا اس اعتماد کے ساتھ کہ تو فوراً قبول کرلے گا اور اس یقین کے ساتھ کہ جو تیرے سایۂ رحمت میں آجائے اسے کوئی پامال نہیں کرسکتا ہے اور جو تیری کمک کی پناہ گاہ میں پناہ لے لے وہ پریشان نہیں ہوتا ہے۔ تو تو نے اپنی قدرت کے سہارے اس کے حملوں سے بچالیا۔ (۱۱) اسی طرح کتنے ہی مصیبتوں کے بادل تھے جنھیں تو نے چھانٹ دیا اور کتنے ہی نعمتوں کے ابر کرم تھے جنھیں برسا دیا کتنی رحمت کی نہریں تھیں جنھیں جاری کردیا اور کتنی ہی عافیت کے لباس تھے جنھیں پہنا دیا کتنی ہی حوادث کی آنکھیں تھیں جنھیں پھوڑ دیا اور

عَدَمٍ جَبَرْتَ وَ صَرْعَةٍ أَنْعَشْتَ وَ مَسْكَنَةٍ حَوَّلْتَ (١٣) كُلُّ ذٰلِكَ إِنْعاماً وَّ تَطَوُّلاً مِّنْكَ وَ فِي جَمِيعِهِ انْهِماكاً مِّنّي عَلىٰ مَعاصِيكَ لَمْ تَمْنَعْكَ إِساءَتي عَنْ إِتْمامِ إِحْسانِكَ وَ لاحَجَرَني ذٰلِكَ عَنِ ارْتِكابِ مَساخِطِكَ لاتُسْأَلُ عَمّا تَفْعَلُ (١٤) وَ لَقَدْ سُئِلْتَ فَأَعْطَيْتَ وَ لَمْ تُسْأَلْ فَابْتَدَأْتَ وَاسْتُمِيحَ فَضْلُكَ فَمآ أَكْدَيْتَ أَبَيْتَ يا مَوْلايَ إِلاّ إِحْساناً وَّ امْتِناناً وَّ تَطَوُّلاً وَّ إِنْعاماً وَّ أَبَيْتُ إِلّا تَقَحُّماً لِّحُرُماتِكَ وَ تَعَدِّياً لِّحُدودِكَ وَ غَفْلَةً عَن وَّعيدِكَ فَلَكَ الْحَمْدُ إِلهِي مِن مُّقْتَدِرٍ لّايُغْلَبُ وَ ذِيْ أَناةٍ لّايَعْجَلُ (١٥) هٰذا مَقامُ مَنِ اعْتَرَفَ بِسُبُوغِ النِّعَمِ وَ قابَلَها بِالتَّقْصِيرِ وَ شَهِدَ عَلىٰ نَفْسِهِ بِالتَّضْيِيعِ (١٦) اللّٰهُمَّ فَإِنّي أَتَقَرَّبُ إِلَيْكَ بِالْمُحَمَّدِيَّةِ الرَّفِيعَةِ وَ الْعَلَوِيَّةِ الْبَيْضاءِ وَ أَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِهِمآ أَن تُعِيذَني مِن شَرِّ كَذا وَ كَذا فَإِنَّ ذٰلِكَ لايَضِيقُ عَلَيْكَ فِي وُجْدِكَ وَ لايَتَكَأَّدُكَ فِي قُدْرَتِكَ وَ أَنْتَ عَلىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (١٧) فَهَبْ لي يآ إِلٰهِي مِن رَّحْمَتِكَ وَ دَوامِ تَوْفِيقِكَ مآ أَتَّخِذُهُ سُلَّماً أَعْرُجُ بِهِ إِلىٰ رِضْوانِكَ وَءامَنُ بِهِ مِنْ عِقابِكَ يآ أَرْحَمَ الرّاحِمِينَ.





کتنے ہی رنج وغم کے پردے تھے جنھیں اٹھا دیا۔ (۱۲) کتنے ہی حسن ظن تھے جنھیں حقیقت بنادیا اور کتنے ہی فقر وفاقہ کے حالات تھے جن کی اصلاح کردی اور ہلاکت سے بچالیا اور مسکنت کو بے نیازی میں تبدیل کردیا۔ (۱۳) یہ سب تیرا فضل وکرم وانعام تھا اور سب کے مقابلہ میں میری طرف سے صرف گناہوں میں انہماک ہی دیکھنے میں آیا لیکن نہ میری برائیاں تجھے احسانات کی تکمیل سے روک سکیں اور نہ تیرا کرم مجھے نافرمانیوں کے ارتکاب سے روک سکا اور اگر چہ تجھ سے کسی عمل کے بارے میں باز پرس نہیں ہوسکتی ہے۔

(۱۴) لیکن تجھ سے مانگا گیا تو تو نے دے دیا اور نہیں مانگا گیا تو بھی از خود عنایت کردیا تجھ سے فضل وکرم کی درخواست کی گئی تو تو نے بخل سے کام نہیں لیا۔ گویا میرے مالک تجھے احسان، منت، فضل وکرم اور انعام کے علاوہ ہر چیز سے انکار ہے اور مجھے تیرے محرمات میں کود پڑنے، تیرے حدود سے تجاوز کرجانے اور تیرے عذاب سے غفلت کے علاوہ ہر شے سے انکار ہے۔ تیرے لئے حمد ہے میرے پروردگار کہ تو وہ صاحب اقتدار ہے جو مغلوب نہیں ہوتا ہے اور وہ بردبار ہے جو عجلت سے کام نہیں لیتا ہے۔ (۱۵) یہ اس بندہ کا موقف ہے جسے اس بات کا اعتراف ہے کہ تو نے مکمل نعمتیں دی ہیں اور اس نے کوتاہی کی ہے اور پھر اپنے نفس کی بربادی کا خود گواہ ہے۔

(۱۶) خدایا میں تجھ سے قریب ہونا چاہتا ہوں بلند ترین محمدیت اور روشن ترین علویت کے ذریعہ اور ان دونوں کو واسطہ قرار دے کر تیری طرف متوجہ ہوں کہ تو مجھے ہر ایک شر سے بچالے کہ یہ کام تیرے کرم کی بارگاہ میں تنگی نہیں پیدا کرسکتا ہے تیری قدرت کو تھکا نہیں سکتا ہے۔ اور تو ہر شے پر قادر ہے۔

(۱۷) لہٰذا خدایا مجھے اپنی رحمت اور دائمی توفیق کی بنا پر وہ وسیلہ دیدے جس کو زینہ بنا کر میں تیری رضا کی بلندیوں تک پہنچ جاؤں اور تیرے عذاب سے امان حاصل کرلوں۔ اے بہترین رحم کرنے والے۔



(۵۰) وَ كَانَ مِنْ دُعَائِهِ عَلَيْهِ السَّلاَمِ فِي الرَّهْبَةِ.

(۱) اللّٰهُمَّ إِنَّكَ خَلَقْتَنِي سَوِيّاً وَ رَبَّيْتَنِي صَغِيراً وَ رَزَقْتَنِي مَكْفِيّاً (۲) اللّٰهُمَّ إِنِّي وَجَدْتُ فِيمَا أَنْزَلْتَ مِنْ كِتَابِكَ وَ بَشَّرْتَ بِهِ عِبَادَكَ أَنْ قُلْتَ ﴿يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ لاَ تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعاً﴾ وَ قَدْ تَقَدَّمَ مِنِّي مَا قَدْ عَلِمْتَ وَ مَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي فَيَا سَوْأَتَا مِمَّا أَحْصَاهُ عَلَيَّ كِتَابُكَ (۳) فَلَوْ لاَ الْمَوَاقِفُ الَّتِي أُؤَمِّلُ مِنْ عَفْوِكَ الَّذِي شَمِلَ كُلَّ شَيْءٍ لَأَلْقَيْتُ بِيَدِي وَ لَوْ أَنَّ أَحَداً اسْتَطَاعَ الْهَرَبَ مِنْ رَبِّهِ لَكُنْتُ أَنَا أَحَقَّ بِالْهَرَبِ مِنْكَ وَ أَنْتَ لاَ تَخْفَىٰ عَلَيْكَ خَافِيَةٌ فِي الْأَرْضِ وَ لاَ فِي السَّمَاءِ إِلاَّ أَتَيْتَ بِهَا وَ كَفَىٰ بِكَ جَازِياً وَ كَفَىٰ بِكَ حَسِيباً (۴) اللّٰهُمَّ إِنَّكَ طَالِبِي إِنْ أَنَا هَرَبْتُ وَ مُدْرِكِي إِنْ أَنَا فَرَرْتُ فَهَا أَنَا ذَا بَيْنَ يَدَيْكَ خَاضِعٌ ذَلِيلٌ رَاغِمٌ إِنْ تُعَذِّبْنِي فَإِنِّي لِذٰلِكَ أَهْلٌ وَ هُوَ يَا رَبِّ مِنْكَ عَدْلٌ وَ إِنْ تَعْفُ عَنِّي فَقَدِيماً شَمَلَنِي عَفْوُكَ وَ أَلْبَسْتَنِي عَافِيَتَكَ (۵) فَأَسْأَلُكَ اللّٰهُمَّ بِالْمَخْزُونِ مِنْ أَسْمَائِكَ وَ بِمَا وَارَتْهُ الْحُجُبُ مِنْ بَهَائِكَ إِلاَّ رَحِمْتَ هٰذِهِ النَّفْسَ الْجَزُوعَةَ وَ هٰذِهِ الرِّمَّةَ الْهَلُوعَةَ الَّتِي لاَ تَسْتَطِيعُ حَرَّ شَمْسِكَ فَكَيْفَ تَسْتَطِيعُ حَرَّ نَارِكَ وَ الَّتِي لاَ تَسْتَطِيعُ صَوْتَ رَعْدِكَ فَكَيْفَ تَسْتَطِيعُ

۵۰۔خوف خدا کے سلسلہ میں آپ کی دعا

(۱) خدایا تو نے مجھے صحیح وسالم پیدا کیا ہے اور بچپنے میں مجھے پالا ہے اور بقدر کافی رزق دیا ہے (۲) خدایا میں نے تیری نازل کی ہوئی کتاب اور بندوں کو دی جانے والی بشارت میں یہ دیکھا ہے کہ تو نے فرمایا ہے۔اے میرے وہ بندو! جنھوں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے خبردار اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جانا کہ اللہ تمام گناہوں کو معاف کرنے والا ہے۔اور خدایا میرے اعمال وہی ہیں جن کو تو جانتا ہے۔اور مجھ سے بہتر جانتا ہے۔(۳) تو ہائے میری بدبختی ان اعمال سے جنھیں تیری اس معافی کا امیدوار ہوتا ہوں جو ہر شے کو محیط ہے تو میں اپنے کو ہلاکت میں ڈال چکا ہوتا۔اور اگر کوئی بندہ اپنے پروردگار سے بھاگ سکتا ہوتا تو میں سب سے زیادہ اس فرار کا حقدار تھا۔لیکن مشکل یہ ہے کہ زمین وآسمان کی کوئی مخفی بات بھی ایسی نہیں ہے جسے تو سامنے لانے والا نہ ہو اور تو سب کے معاوضہ کیلئے بھی کافی ہے۔

(۴) خدایا میں اگر بھاگ جاؤں تو تو تلاش کر لینے والا ہے اور اگر فرار کروں تو پکڑ لینے والا ہے لہٰذا اب میں تیرے سامنے خشوع وخضوع اور ذلت وحقارت کے ساتھ حاضر ہوں۔اگر عذاب کرے گا تو میں یقیناً اس کا اہل ہوں گا اور یہ تیرا انصاف ہی ہوگا۔اگر تو معاف کر دے گا تو دور قدیم سے تیری معافی میرے شامل حال رہی ہے اور تو نے ہمیشہ ہی عافیت کا لباس پہنایا ہے۔

(۵) اب میرا سوال ان اسماء کے وسیلہ سے ہے جنھیں تو نے خزانہ قدرت میں جمع کر رکھا ہے اور اس جمال کے وسیلہ سے جسے حجابات میں چھپا رکھا ہے کہ اس دھڑکتے ہوئے دل اور ان لرزتی ہوئی ہڈیوں پر رحم فرما جو آفتاب کی حرارت کو برداشت نہیں کر سکتی ہیں تو آتش جہنم کی تپش کو کیا برداشت نہیں کریں گے اور جو بادل کی گرج کو سن نہیں سکتی ہیں تو غضب کی آواز کو کس طرح سنیں گی۔

(۶) لہٰذا خدایا مجھ پر رحم فرما میں ایک حقیر انسان ہوں اور میری حیثیت بہت معمولی ہے۔مجھ پر

صَوْتَ غَضَبِکَ (۶) فَارْحَمْنِی اللّٰهُمَّ فَإِنّی امْرُؤٌ حَقِیرٌ وَ خَطَرِی یَسِیرٌ وَ
لَیْسَ عَذابِی مِمّا یَزِیدُ فِی مُلْکِکَ مِثْقالَ ذَرَّةٍ وَ لَوْ أَنَّ عَذابِی مِمّا یَزِیدُ
فِی مُلْکِکَ لَسَأَلْتُکَ الصَّبْرَ عَلَیْهِ وَ أَحْبَبْتُ أَن یَکُونَ ذٰلِکَ لَکَ
وَلٰکِن سُلْطانُکَ اللّٰهُمَّ أَعْظَمُ وَ مُلْکُکَ أَدْوَمُ مِنْ أَن تَزِیدَ فِیهِ طاعَةُ
الْمُطِیعِینَ أَوْ تَنْقُصَ مِنْهُ مَعْصِیَةُ الْمُذْنِبِینَ (۷) فَارْحَمْنِی یَا أَرْحَمَ
الرّاحِمِینَ وَ تَجاوَزْ عَنّي یا ذَا الْجَلالِ وَ الْإِکْرامِ وَ تُبْ عَلَیَّ إِنَّکَ أَنْتَ
التَّوّابُ الرَّحِیمُ.





عذاب کردینے سے تیرے ملک میں ذرہ برابر اضافہ نہیں ہوسکتا ہے اور اگر میرے عذاب سے تیرے ملک میں اضافہ ہوسکتا تو میں تجھ سے اس کو برداشت کرنے کا سوال کرتا اور یہ چاہتا کہ یہ کام تیرے حق میں ہے تو ہوجائے لیکن خدایا تیری سلطنت عظیم تیرین ہے اور تیرا ملک اس سے بالاتر ہے کہ۔اس میں اطاعت گذاروں کی اطاعت سے کوئی اضافہ ہوجائے یا معصیت کاروں کی نافرمانی سے کوئی کمی واقع ہوجائے۔

(۷) لہٰذا اے صاحب جلال واکرام میرے گناہوں سے درگذر فرما۔میری توبہ کو قبول فرمالے کہ تو بے پناہ توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے۔





(۵۱) وَ كَانَ مِنْ دُعَائِهِ عَلَيْهِ السَّلاٰمُ فِى التَّضرُّعِ وَ الاسْتِكَانَةِ.

(۱) إلٰهِيّ أَحْمَدُکَ وَ أَنْتَ لِلْحَمْدِ أَهْلٌ عَلىٰ حُسْنِ صَنِيعِکَ إلَيَّ وَ سُبُوُغِ نَعْمَآئِکَ عَلَيَّ وَ جَزِيلِ عَطَآئِکَ عِنْدِي وَعَلىٰ مَا فَضَّلْتَنِي مِنْ رَّحْمَتِکَ وَأَسْبَغْتَ عَلَيَّ مِنْ نِعْمَتِکَ فَقَدِ اصْطَنَعْتَ عِنْدِي مَا يَعْجِزُ عَنْهُ شُكْرِي (۲) وَ لَوْلاَ إحْسانُکَ إلَيَّ وَ سُبُوغُ نَعْمَآئِکَ عَلَيَّ مَا بَلَغْتُ إحْرازَ حَظِّي وَ لاَ إصْلاحَ نَفْسِيْ وَلٰكِنَّکَ ابْتَدَأْتَنِي بِالْإحْسانِ وَ رَزَقْتَنِي فِي أُمُورِي كُلِّهَا الْكِفايَةَ وَ صَرَفْتَ عَنِّي جَهْدَ الْبَلآءِ وَ مَنَعْتَ مِنِّي مَحْذُورَ الْقَضآءِ (۳) إلٰهِي فَكَمْ مِّن بَلآءٍ جاهِدٍ قَدْ صَرَفْتَ عَنِّي وَ كَمْ مِّنْ نِعْمَةٍ سَابِغَةٍ أَقْرَرْتَ بِهَا عَيْنِي وَكَمْ مِّن صَنِيعَةٍ كَرِيمَةٍ لَّکَ عِنْدِي (۴) أَنْتَ الَّذِيّ أَجَبْتَ عِنْدَ الاضْطِرارِ دَعْوَتِي وَ أَقَلْتَ عِنْدَ الْعِثارِ زَلَّتِي وَ أَخَذْتَ لِي مِنَ الْأَعْدآءِ بِظُلاٰمَتِي (۵) إلٰهِي مَا وَ جَدتُّکَ بَخِيلاً حِينَ سَأَلْتُکَ وَ لاٰ مُنْقَبِضاً حِينَ أَرَدتُّکَ بَلْ وَجَدتُکَ لِدُعَائِي سامِعاً وَ لِمَطالِبِي مُعْطِياً وَّ وَجَدتُّ نُعْماکَ عَلَيَّ سابِغَةً فِي كُلِّ شَأْنٍ مِّن شَأْنِي وَ كُلِّ زَمانٍ مِّن زَمانِي فَأَنْتَ عِنْدِي مَحْمُودٌ وَّ صَنِيعُکَ لَدَيَّ مَبْرُورٌ (۶) تَحْمَدُکَ نَفْسِي وَ لِسانِي وَ عَقْلِي حَمْداً يَّبْلُغُ الْوَفاءَ وَحَقِيقَةَ الشُّكْرِ،

۵۱۔ تضرع اور فروتنی کے سلسلہ میں آپؑ کی دعا

(۱) خدایا میں تیری حمد کرتا ہوں کہ تیرے ساتھ بہترین برتاؤ کرنے، کامل نعمت دینے اور وافر عطیات عطا کرنے کی بنا پر اس حمد کا اہل ہے۔ تیری حمد اس امر پر بھی ہے کہ تو نے اپنی رحمت سے مجھے فضیلت دی ہے اور اپنی نعمتوں کو مجھ پر مکمل کر دیا۔ میرے ساتھ وہ بہترین برتاؤ کیا ہے جس سے میرا شکریہ عاجز ہے۔

(۲) اور اگر تیرا یہ احسان اور تیری یہ مکمل نعمتیں نہ ہوتیں تو میں اپنے نصیب کی حفاظت اور اپنے حالات کی اصلاح بھی نہ کر سکتا۔ مگر پھر بھی تو نے ابتداءً احسان کیا اور میرے جملہ امور میں مجھے بقدر کافی عنایت فرمایا اور مجھ سے بلاؤں کی ہر زحمت کو دور کیا اور قضا و قدر کے خطرات کو رد کر دیا۔

(۳) خدایا کتنی ہی سخت ترین بلائیں تھیں جنھیں تو نے مجھ سے ٹال دیا اور کتنی ہی مکمل نعمتیں تھیں جن سے میری آنکھوں کی خنکی فراہم کر دی اور کتنی ہی حسین نعمتیں تھیں جنھیں عنایت فرما دیا۔

(۴) تو ہی وہ ہے جس نے اضطرار کی حالت میں میری دعا قبول کی ہے۔ اور ٹھوکر کھاتے وقت مجھے لغزش سے سنبھالا ہے اور دشمنوں سے میری مظلومیت کا انتقام لیا ہے۔

(۵) خدایا میں نے جب بھی مانگا ہے کبھی تجھے بخیل نہیں پایا اور جب تجھے چاہا ہے تجھے رنجیدہ نہیں پایا۔ بلکہ اپنی دعاؤں کا سننے والا، اپنے مطالب کا عطا کرنے والا ہی پایا ہے اور ہمیشہ ہر حال میں اور ہر زمانہ میں تیری نعمتوں کو مکمل ہی پایا ہے لہٰذا تو میری نگاہ میں قابل حمد ہے اور تیرا احسان لائق شکر ہے۔

(۶) تیری حمد میرا نفس، میری زبان میری عقل، سب کر رہے ہیں اور ایسی حمد کر رہے ہیں جو حد کمال اور انتہائے شکر تک پہنچ جائے جو تیری خوشنودی کے برابر ہو۔ لہٰذا مجھے اپنی ناراضگی سے محفوظ کر دے۔

حَمْداً يَّكُونُ مَبْلَغَ رِضَاكَ عَنِّي فَنَجِّنِي مِنْ سَخَطِكَ (۷) يَا كَهْفِي حِينَ تُعْيِينِي الْمَذَاهِبُ وَ يَا مُقِيلِي عَثْرَتِي فَلَوْلَا سَتْرُكَ عَوْرَتِي لَكُنْتُ مِنَ الْمَفْضُوحِينَ وَ يَا مُؤَيِّدِي بِالنَّصْرِ فَلَوْلَا نَصْرُكَ إِيَّايَ لَكُنْتُ مِنَ الْمَغْلُوبِينَ وَ يَا مَنْ وَّضَعَتْ لَهُ الْمُلُوكُ نِيرَ الْمَذَلَّةِ عَلَىٰٓ أَعْنَاقِهَا فَهُم مِّنْ سَطَوَاتِهِ خَائِفُونَ وَ يَآ أَهْلَ التَّقْوىٰ وَ يَا مَنْ لَهُ الْأَسْمَآءُ الْحُسْنىٰٓ أَسْأَلُكَ أَنْ تَعْفُوَ عَنِّي وَ تَغْفِرَ لِي فَلَسْتُ بَرِيْئاً فَأَعْتَذِرَ وَ لَا بِذِي قُوَّةٍ فَأَنْتَصِرَ وَ لَا مَفَرَّ لِي فَأَفِرَّ (۸) وَ أَسْتَقِيلُكَ عَثَرَاتِي وَ أَتَنَصَّلُ إِلَيْكَ مِنْ ذُنُوبِيَ الَّتِي قَدْ أَوْبَقَتْنِي وَ أَحَاطَتْ بِي فَأَهْلَكَتْنِي مِنْهَا فَرَرْتُ إِلَيْكَ رَبِّ تَائِباً فَتُبْ عَلَيَّ مُتَعَوِّذاً فَأَعِذْنِي مُسْتَجِيْراً فَلَا تَخْذُلْنِي سَائِلاً فَلَا تَحْرِمْنِي مُعْتَصِماً فَلَا تُسْلِمْنِي دَاعِياً فَلَا تَرُدَّنِي خَائِفاً (۹) دَعَوْتُكَ يَا رَبِّ مِسْكِيْناً مُسْتَكِيْناً مُشْفِقاً خَائِفاً وَّجِلاً فَقِيراً مُضْطَراً إِلَيْكَ (۱۰) أَشْكُو إِلَيْكَ يَآ إِلٰهِي ضَعْفَ نَفْسِي عَنِ الْمُسَارَعَةِ فِيمَا وَعَدْتَهُ أَوْلِيَآءَكَ وَ الْمُجَانَبَةِ عَمَّا حَذَّرْتَهُ أَعْدَآءَكَ وَ كَثْرَةَ هُمُومِي وَوَسْوَسَةَ نَفْسِيَ (۱۱) إِلٰهِي لَمْ تَفْضَحْنِي بِسَرِيرَتِي وَ لَمْ تُهْلِكْنِي بِجَرِيرَتِيَ أَدْعُوكَ فَتُجِيبُنِي وَ إِنْ كُنْتُ بَطِيْئاً حِينَ تَدْعُونِي وَ أَسْأَلُكَ كُلَّمَا شِئْتُ مِنْ حَوَآئِجِي وَ حَيْثُ مَا كُنْتُ وَضَعْتُ عِنْدَكَ سِرِّي فَلَا أَدْعُو سِوَاكَ وَلَا أَرْجُو غَيْرَكَ. (۱۲) لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ تَسْمَعُ مَنْ شَكَآ إِلَيْكَ وَ تَلْقىٰ مَنْ تَوَكَّلَ عَلَيْكَ

(۷) اے وہ پروردگار جو اس وقت پناہ گاہ بنتا ہے جب سارے راستے عاجز کر دیتے ہیں اور اے میری لغزشوں کے سنبھالا دینے والے۔ اگر تیری پردہ پوشی نہ ہوتی تو میں رسوا ہو جانے والوں میں شمار ہو جاتا۔ اور اے اپنی نصرت سے میری تائید کرنے والے۔ اگر تیری نصرت نہ ہوتی تو میں مغلوبوں میں شمار ہو جاتا۔ اور اے وہ پروردگار جس کی بارگاہ میں بادشاہوں نے ذلت کا جُوا اپنے کاندھے پہ رکھا لیا ہے اور اب اس کی ہیبت سے خوف زدہ ہیں اے وہ جو تقویٰ کے قابل ہے اور جس کے اسماء انتہائی حسین ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ مجھے معاف کر دے اور میرے گناہوں کو بخش دے، میں بے گناہ نہیں ہوں کہ اسے اپنا عذر بنا دوں اور میرے ہاتھ میں قوت بھی نہیں ہے کہ اپنے کو بچا لوں۔ میرے پاس بھاگنے کی جگہ بھی نہیں ہے کہ بھاگ جاؤں (۸) اب میں تجھ سے اپنی لغزشوں کی معافی چاہتا ہوں اور ان گناہوں سے الگ ہو کر حاضر ہوا ہوں جنھوں نے مجھے ہلاک کر دیا ہے اور ہر طرف سے گھیر کر برباد کر دیا ہے۔ میں تیری ہی طرف بھاگ کر توبہ کرتا ہوا آیا ہوں لہٰذا میری توبہ کو قبول کر لے اور میں طالب پناہ ہوں تو مجھے پناہ دیدے میں تیرا سہارا چاہتا ہوں تو مجھے بے سہارا نہ چھوڑ دینا۔ میں تیرا سائل ہوں تو مجھے محروم نہ کر دینا۔

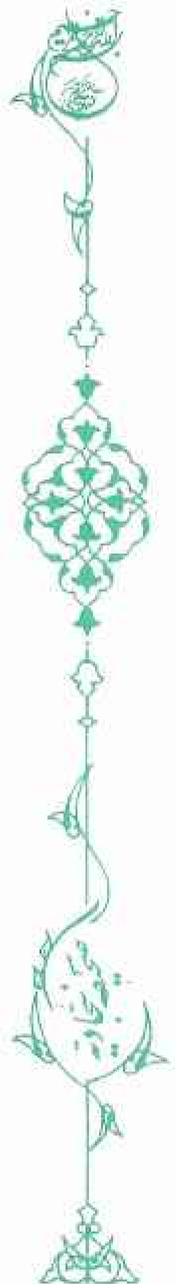
(۹) میں تجھ کو ایک مسکین، ذلیل، لاچار، خوفزدا، لرزاں، ہراساں، فقیر و مضطر کی طرح آواز دے رہا ہوں (۱۰) اور میری فریاد اس امر کی ہے کہ میرا نفس اس منزل کی طرف تیز چلنے سے عاجز ہے جس کا تو نے اپنے دوستوں سے وعدہ کیا ہے اور اس منزل سے بچنے سے قاصر ہے جس سے اپنے دشمنوں کو ڈرایا ہے میں اپنے ہموم کی کثرت اور اپنے نفس کے وسوسوں کا فریادی ہوں۔

(۱۱) خدایا! مجھے میرے پوشیدہ عیب کی بنا پر رسوا نہ کر دینا اور مجھے میرے جرائم کی بنا پر ہلاک نہ کر دینا۔ میں جب تجھے پکارتا ہوں تو تو سن لیتا ہے۔ حالانکہ جب تو پکارتا ہے تو میں سستی کا مظاہرہ کرتا ہوں میں جب چاہتا ہوں اپنی حاجتوں کے لئے تجھ سے سوال کر لیتا ہوں اور جہاں ہوتا ہوں اپنے راز تیرے سپرد کر دیتا ہوں نہ تیرے علاوہ کسی کو پکارتا ہوں اور نہ تیرے سوا کسی سے امید وابستہ کرتا ہوں۔

(۱۲) میں لبیک کہتے ہوئے حاضر ہوا ہوں کہ تو فریادی کی آواز سن لیتا ہے اور بھروسہ کرنے

وَ تُخَلِّصُ مَنِ اعْتَصَمَ بِکَ وَ تُفَرِّجُ عَمَّن لاذَ بِکَ (۱۳) إلٰهِي
تَحْرِمْنِي خَيْرَ الْآخِرَةِ وَ الْأُولٰى لِقِلَّةِ شُكْرِي وَ اغْفِرْ لِي ما تَعْلَمُ مِن ذُنُو
(۱۴) إنْ تُعَذِّبْ فَأنَا الظّالِمُ الْمُفَرِّطُ الْمُضَيِّعُ الْآثِمُ الْمُقَصِّرُ ا
الْمُغْفِلُ حَظَّ نَفْسِي وَ إنْ تَغْفِرْ فَأَنْتَ أَرْحَمُ الرّاحِمِينَ.



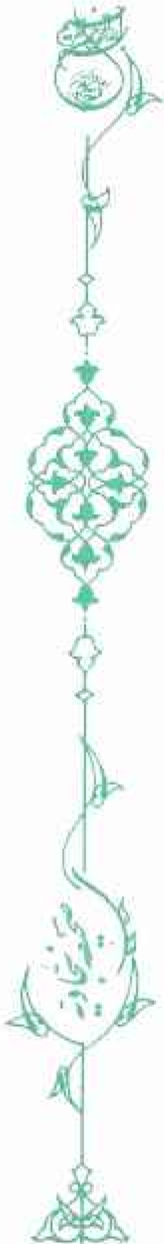


والے سے مل لیتا ہے پناہ لینے والے کو مصیبت سے چھڑا دیتا ہے اور پناہ لینے والے کو سکون عنایت کردیتا ہے۔

(۱۳) خدایا مجھے دنیا و آخرت کی نیکی سے محروم نہ کرنا اور میرے ان تمام گناہوں کو معاف دینا جن کا علم تجھے ہے۔

(۱۴) کہ تو عذاب کرے گا۔ تو تیرا حق ہے کہ میں قلت شکر کی بنا پر ظالم تقصیر وار، اپنے کو برباد کرنے والا گنہگار، تقصیر کرنے والا، غفلت شعار اور اپنے نصیب سے لاپروائی کرنے والا ہوں۔ اور اگر بخش دے گا تو تو تمام مہربانوں سے زیادہ مہربانی کرنے والا ہے۔





(٥٢) وَكانَ مِنْ دُعائِهِ عَلَيْهِ السَّلامُ فِي الْإِلْحاحِ عَلَى اللهِ تَعالىٰ

(١) يا اللهُ الَّذي لايَخفىٰ عَلَيْهِ شيْءٌ فِى الْأَرْضِ وَ لا فِى السَّماءِ وَكَيْفَ يَخْفىٰ عَلَيْكَ يا إلهِيَ ما أنْتَ خَلَقْتَهُ وَ كَيْفَ لاتُحْصي ما أنْتَ صَنَعْتَهُ أوْ كَيْفَ يَغيبُ عَنْكَ ما أنْتَ تُدَبِّرُهُ أوْ كَيْفَ يَسْتَطيعُ أن يَّهْرُبَ مِنْكَ مَن لّاحَياةَ لَهُ إلّا بِرِزْقِكَ أوْ كَيْفَ يَنْجُو مِنْكَ مَن لّامَذْهَبَ لَهُ في غَيْرِ مُلْكِكَ (٢) سُبْحانَكَ أخْشىٰ خَلْقِكَ لَكَ أعْلَمُهُمْ بِكَ وَ أخْضَعُهُمْ لَكَ أعْمَلُهُمْ بِطاعَتِكَ وَ أهْوَنُهُمْ عَلَيْكَ مَنْ أنْتَ تَرْزُقُهُ وَ هُوَ يَعْبُدُ غَيْرَكَ (٣) سُبْحانَكَ لايَنْقُصُ سُلْطانَكَ مَنْ أشْرَكَ بِكَ وَكَذَّبَ رُسُلَكَ وَلَيْسَ يَسْتَطيعُ مَن كَرِهَ قَضآءَكَ أن يَّرُدَّ أمْرَكَ وَ لايَمْتَنِعُ مِنْكَ مَن كَذَّبَ بِقُدْرَتِكَ وَ لايَفُوتُكَ مَنْ عَبَدَ غَيْرَكَ وَ لا يُعَمَّرُ فِى الدُّنْيا مَن كَرِهَ لِقآءَكَ (٤) سُبْحانَكَ مآ أعْظَمَ شَأنَكَ وَ أقْهَرَ سُلْطانَكَ وَ أشَدَّ قُوَّتَكَ وَ أنفَذَ أمْرَكَ (٥) سُبْحانَكَ قَضَيْتَ عَلىٰ جَميعِ خَلْقِكَ الْمَوْتَ مَن وَّحَّدَكَ وَ مَن كَفَرَ بِكَ وَ كُلٌّ ذآئِقُ الْمَوْتِ وَ كُلٌّ صآئِرٌ إلَيْكَ فَتَبارَكْتَ وَ تَعالَيْتَ لآ إلهَ إلّا أنْتَ وَحْدَكَ لاشَريكَ لَكَ (٦) ءامَنْتُ بِكَ وَ صَدَّقْتُ رُسُلَكَ وَ قَبِلْتُ كِتابَكَ

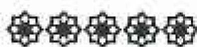
۵۲۔ بارگاہ الٰہی میں شدت اصرار کے ساتھ طلب کرنے کیلئے آپؑ کی

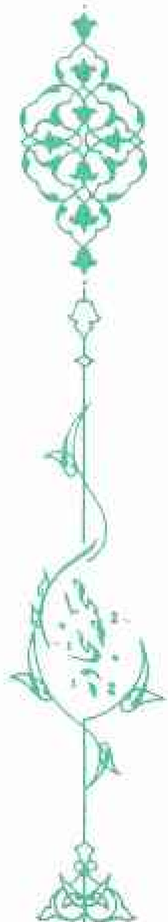
دعا

(۱) اے وہ اللہ جس پر زمین وآسمان کی کوئی شے مخفی نہیں ہے اور کوئی چیز مخفی بھی کس طرح ہو سکتی ہے جب کہ تو نے ہی پیدا کیا ہے اور تو اس کا شمار کس طرح نہیں کر سکتا ہے جسے تو نے ہی بنایا ہے اور وہ تجھ سے کس طرح غائب ہو سکتی ہے جس کی تدبیر تو ہی کر رہا ہے اور وہ تجھ سے بھاگ کر کہاں جا سکتا ہے جو تیرے رزق کے بغیر زندہ بھی نہیں رہ سکتا ہے اور وہ تجھ سے کس طرح بچ سکتا ہے جس کا کوئی راستہ تیرے ملک کے علاوہ نہیں ہے۔(۲) تو پاک وپاکیزہ ہے تجھ سے سب سے زیادہ وہی ڈرتا ہے جو سب سے زیادہ پہچانتا ہے اور تیرے سامنے سب سے زیادہ وہی جھکتا ہے جو سب سے زیادہ تیری اطاعت کرتا ہے اور تیری نگاہ میں سب سے زیادہ پست وہی ہے جس کو تو روزی دیتا ہے اور وہ تیرے غیر کی پرستش کرتا ہے۔(۳) تو پاک وبے نیاز ہے تیرا شریک ٹھہرانے والا اور تیرے رسولوں کو جھٹلانے والا تیری سلطنت کو کمزور نہیں کر سکتا ہے اور تیرے فیصلہ کو ناخوشگوار سمجھے والا تیرے امر کا انکار نہیں کر سکتا ہے اور تیری قدرت کا جھٹلانے والا بھی تجھ سے بچ نہیں سکتا ہے اور تیرے غیر کی پرستش کرنے والا بھی تیرے ہاتھ سے نکل نہیں سکتا ہے اور تیری ملاقات کو ناپسند کرنے والا بھی دنیا میں ہمیشہ نہیں رہ سکتا ہے۔

(۴) تو پاک وبے نیاز ہے تیری شان کس قدر عظیم اور تیری سلطنت کس قدر مستحکم ہے تیری قدرت کس قدر شدید اور تیرا حکم کس قدر نافذ ہے(۵) تو پاک وبے نیاز ہے تو نے تمام مخلوقات کیلئے موت کا فیصلہ کر دیا ہے چاہے وہ توحید پرست ہو یا کافر۔ سب موت کا مزہ چکھنے والے ہیں اور سب تیری طرف آنیوالے ہیں۔ تو بابرکت اور بلند وبرتر ہے تیرے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے تو اکیلا ہے اور تیرا کوئی شریک نہیں ہے(۶) میں تجھ پر ایمان لایا میں نے تیرے رسولوں کی، تیری کتاب کو قبول کیا اور تیرے

وَ كَفَرْتُ بِكُلِّ مَعْبُودٍ غَيْرِكَ وَ بَرِئْتُ مِمَّنْ عَبَدَ سِواكَ (٧) اللّٰهُمَّ إِنِّي أُصْبِحُ وَ أُمْسِي مُسْتَقِلًّا لِعَمَلِي مُعْتَرِفاً بِذَنْبِي مُقِرّاً بِخَطاياىَ أَنَا بِإِسْرافِي عَلىٰ نَفْسِي ذَلِيلٌ عَمَلِيَ أَهْلَكَنِي وَ هَواىَ أَرْدانِي وَ شَهَواتِي حَرَمَتْنِي (٨) فَأَسْأَلُكَ يا مَوْلاىَ سُؤالَ مَنْ نَفْسُهُ لاهِيَةٌ لِطُولِ أَمَلِهِ وَ بَدَنُهُ غافِلٌ لِسُكُونِ عُرُوقِهِ وَ قَلْبُهُ مَفْتُونٌ بِكَثْرَةِ النِّعَمِ عَلَيْهِ وَ فِكْرُهُ قَلِيلٌ لِما هُوَ صائِرٌ إِلَيْهِ (٩) سُؤالَ مَنْ قَدْ غَلَبَ عَلَيْهِ الْأَمَلُ وَ فَتَنَهُ الْهَوىٰ وَ اسْتَمْكَنَتْ مِنْهُ الدُّنْيا وَ أَظَلَّهُ الْأَجَلُ سُؤالَ مَنِ اسْتَكْثَرَ ذُنُوبَهُ وَ اعْتَرَفَ بِخَطِيئَتِهِ سُؤالَ مَنْ لا رَبَّ لَهُ غَيْرُكَ وَ لا وَلِيَّ لَهُ دُونَكَ وَ لا مُنْقِذَ لَهُ مِنْكَ وَ لا مَلْجَأَ لَهُ مِنْكَ إِلاَّ إِلَيْكَ (١٠) إِلٰهِي أَسْأَلُكَ بِحَقِّكَ الْواجِبِ عَلىٰ جَمِيعِ خَلْقِكَ وَ بِاسْمِكَ الْعَظِيمِ الَّذِي أَمَرْتَ رَسُولَكَ أَنْ يُسَبِّحَكَ بِهِ وَ بِجَلالِ وَجْهِكَ الْكَرِيمِ الَّذِي لا يَبْلىٰ وَ لا يَتَغَيَّرُ وَ لا يَحُولُ وَ لا يَفْنىٰ أَنْ تُصَلِّيَ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ أَنْ تُغْنِيَنِي عَنْ كُلِّ شَيْءٍ بِعِبادَتِكَ وَ أَنْ تُسَلِّيَ نَفْسِي عَنِ الدُّنْيا بِمَخافَتِكَ وَ أَنْ تُثْنِيَنِي بِالْكَثِيرِ مِنْ كَرامَتِكَ بِرَحْمَتِكَ (١١) فَإِلَيْكَ أَفِرُّ وَ مِنْكَ أَخافُ وَ بِكَ أَسْتَغِيثُ وَ إِيَّاكَ أَرْجُو وَ لَكَ أَدْعُو وَ إِلَيْكَ أَلْجَأُ وَ بِكَ أَثِقُ وَ إِيَّاكَ أَسْتَعِينُ وَ بِكَ أُومِنُ وَ عَلَيْكَ أَتَوَكَّلُ وَ عَلىٰ جُودِكَ وَ كَرَمِكَ أَتَّكِلُ.





علاوہ ہر معبود کا انکار کر دیا اور تیرے علاوہ کسی کی بھی پرستش کرنے والوں سے بیزار ہوں۔ (۷) خدایا میں نے اس عالم میں صبح و شام کی ہے کہ اپنے عمل کو قلیل تصور کرتا ہوں، اپنے گناہوں کا معترف ہوں اپنی خطاؤں کا اقرار کرتا ہوں میں اپنے نفس پر ظلم کی بنا پر ذلیل ہوں کہ میرے عمل نے مجھے تباہ کر دیا ہے شہوتوں نے مجھے ہر شے سے محروم کر دیا ہے۔

(۸) لہٰذا میرے مولا میرا سوال اس شخص کا سوال ہے جس کا نفس لمبی امیدوں کی بنا پر بالکل غافل ہے اور اس کا بدن رگوں کے ساکن ہونے کی بنا پر غفلت میں پڑا ہے دل نعمت کی فراوانی کے باعث وارفتہ ہو گیا ہے فکر انجام کار کے بارے میں بہت قلیل ہے۔ (۹) میرا سوال اس شخص جیسا ہے جس پر امیدوں کا غلبہ ہو گیا ہو اور خواہشات نے اسے بہکا دیا ہو دنیا اس پر مسلط ہو گئی ہے اور اجل اس کے سر پر سایہ افگن ہے۔ یہ اس شخص کا سوال ہے جس کا تیرے علاوہ کوئی رب اور تیرے سوا کوئی ولی نہیں ہے تجھ سے کوئی بچانے والا نہیں ہے۔

(۱۰) اور تیرے اس حق کے واسطہ سے سوال کر رہا ہوں جو تمام مخلوقات پر واجب ہے اور اس عظیم نام کے واسطہ سے سوال کر رہا ہوں جس کی تسبیح کا تو نے اپنے رسول کو حکم دیا ہے اور تیری ذات کریم کے جلال کے واسطہ سے یہ مانگ رہا ہوں جو نہ کہنہ ہونے والا ہے، نہ بدلنے والا ہے، نہ متغیر ہونے والا ہے اور نہ فنا ہونے والا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما اور مجھے اپنی عبادت کے طفیل ہر شے سے بے نیاز بنا دے اور میرے نفس کو اپنے خوف کے ذریعہ دنیا سے دل برداشتہ بنا دے اور مجھے اپنی رحمت کے سہارے کثیر کرامتوں کے ساتھ واپس کر کہ (۱۱) میں تیری طرف بھاگ کر آیا ہوں اور تجھ ہی سے خوفزدہ ہوں تجھ ہی سے فریاد کر رہا ہوں اور تجھ ہی سے امید رکھتا ہوں تجھ ہی سے دعا کرتا ہوں اور تیری ہی پناہ چاہتا ہوں تجھ ہی پر بھروسہ کرتا ہوں اور تجھ ہی سے مدد چاہتا ہوں تجھ ہی پر ایمان لایا ہوں اور تجھ ہی پر اعتماد رکھتا ہوں اور تیرے ہی جود و کرم پر بھروسہ کرتا ہوں۔



(۵۳) وَ كانَ مِنْ دُعائِهِ عَلَيْهِ السَّلامُ فِي التَّذَلُّلِ للهِ عَزَّوَجَلَّ

(١) رَبِّ أَفْحَمَتْنِي ذُنُوبِي وَ انْقَطَعَتْ مَقالَتِي فَلا حُجَّةَ لِي فَأَنَا الْأَسِيرُ بِبَلِيَّتِي الْمُرْتَهَنُ بِعَمَلِي الْمُتَرَدِّدُ فِي خَطِيئَتِي الْمُتَحَيِّرُ عَنْ قَصْدِي الْمُنْقَطِعُ بِي (٢) قَدْ أَوْقَفْتُ نَفْسِي مَوْقِفَ الْأَذِلَّاءِ الْمُذْنِبِينَ مَوْقِفَ الْأَشْقِيَاءِ الْمُتَجَرِّينَ عَلَيْكَ الْمُسْتَخِفِّينَ بِوَعْدِكَ (٣) سُبْحانَكَ أَيَّ جُرْأَةٍ اجْتَرَأْتُ عَلَيْكَ وَ أَيَّ تَغْرِيرٍ غَرَّرْتُ بِنَفْسِي (٤) مَوْلايَ ارْحَمْ كَبْوَتِي لِحُرِّ وَجْهِي وَ زَلَّةَ قَدَمِي وَعُدْ بِحِلْمِكَ عَلَىٰ جَهْلِي وَ بِإِحْسانِكَ عَلَىٰ إِساءَتِي فَأَنَا الْمُقِرُّ بِذَنْبِي الْمُعْتَرِفُ بِخَطِيئَتِي وَ هٰذِهِ يَدِي وَ ناصِيَتِي أَسْتَكِينُ بِالْقَوَدِ مِنْ نَفْسِي ارْحَمْ شَيْبَتِي وَ نَفادَ أَيّامِي وَاقْتِرابَ أَجَلِي وَ ضَعْفِي وَ مَسْكَنَتِي وَ قِلَّةَ حِيلَتِي (٥) مَوْلايَ وَارْحَمْنِي إِذَا انْقَطَعَ مِنَ الدُّنْيَا أَثَرِي وَامَّحىٰ مِنَ الْمَخْلُوقِينَ ذِكْرِي وَ كُنْتُ مِنَ الْمَنْسِيِّينَ كَمَنْ قَدْ نُسِيَ (٦) مَوْلايَ وَارْحَمْنِي عِنْدَ تَغَيُّرِ صُورَتِي وَ حالِيَ إِذا بَلِيَ جِسْمِي وَ تَفَرَّقَتْ أَعْضائِي وَ تَقَطَّعَتْ أَوْصالِي يا غَفْلَتِي عَمّا يُرادُ بِي (٧) مَوْلايَ وَارْحَمْنِي فِي حَشْرِي وَ نَشْرِي وَاجْعَلْ ذٰلِكَ الْيَوْمَ مَعَ أَوْلِيائِكَ مَوْقِفِي وَ فِي أَحِبّائِكَ مَصْدَرِي وَ جِوارِكَ مَسْكَنِي يا رَبَّ الْعالَمِينَ.

۵۳۔ بارگاہ احدیث میں اظہار فروتنی کے لئے آپؑ کی دعا

(۱) خدایا میرے گناہوں نے مجھے ساکت بنادیا ہے اور میری گفتگو کے سلسلہ کو کاٹ دیا ہے تو اب میرے پاس کوئی دلیل باقی نہیں ہے اور میں اپنی بلاؤں کا قیدی، اپنے اعمال کا گروی، اپنی خطاؤں میں کروٹیں بدلنے والا اپنے راستہ سے سرگرداں اور ایک دور افتادہ بندہ ہوں۔ (۲) میں نے اپنے نفس کو ان لوگوں کے موقف میں کھڑا کردیا ہے جو ذلیل و گنہگار ہوں اور تیرے مقابلہ میں جرأت کرنے والے اور بدبخت ہوں اور تیرے وعدوں کو معمولی سمجھنے والے ہوں۔ (۳) تو پاک و بے نیاز ہے۔ میں نے تیرے سامنے کس قدر جرأت کی ہے اور کس ہلاکت میں اپنے نفس کو ڈال دیا ہے۔

(۴) خدایا میرے منھ کے بل گرجانے اور میرے قدم کی لغزش پر رحم فرما۔ میرے جہل کا سامنا اپنے حلم سے کرنا اور میری برائیوں کا مقابلہ اپنے احسانات سے کرنا۔ میں وہ انسان ہوں جو اپنے گناہوں کا اقراری اور اپنی خطاؤں کا اعتراف کرنے والا ہوں۔ یہ میرے ہاتھ یہ میری پیشانی یہ سب میرے نفس کے قصاص کے لئے حاضر ہیں۔ لہٰذا خدایا اب میری ضعیفی، میرے روزگار کے خاتمہ، میری موت کی قربت، میری کمزوری و ذلت اور میری تدبیروں کی قلت پر رحم فرما۔ (۵) میرے مالک مجھ پر اس وقت بھی رحم کرنا جب دنیا سے میرے آثار ختم ہوجائیں اور مخلوقات کے دلوں سے میری یاد محو ہوجائے۔ اور میں اپنے سے پہلے بھلادیئے جانے والوں کی طرح نسیاً منسیاً ہوجاؤں۔ (۶) خدایا مجھ پر اس وقت بھی رحم کرنا جب میری صورت اور حالت بگڑ جائے اور میرا جسم بوسیدہ ہوجائے اور میرے اعضاء منتشر ہوجائیں اور میرے جوڑ بند الگ الگ ہوجائیں۔ ہائے میری غفلت کہ میں ان امور سے کس قدر غافل تھا جو اب میرے لئے چاہے جارہے ہیں۔ (۷) میرے مالک حشر و نشر کی منزل میں مجھ پر رحم کرنا اور اس دن میرے موقف کو اپنے اولیاء کے ساتھ اور میری منزل کو اپنے چاہنے والوں کے ہمراہ قرار دینا اور میرا مسکن اپنے جوار رحمت میں قرار دینا اے عالمین کے پروردگار۔

(۵۴) وَكانَ مِنْ دُعائِهِ عَلَيْهِ السَّلامُ في اسْتِكْشافِ الْهُمُومِ

(۱) يا فارِجَ الْهَمِّ وَ كاشِفَ الْغَمِّ يا رَحْمنَ الدُّنْيا وَ الْآخِرَةِ وَ رَحِيمَهُما صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَافْرُجْ هَمّي وَاكْشِفْ غَمّي (۲) يا واحِدُ يا أَحَدُ يا صَمَدُ يا مَنْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَ لَمْ يَكُن لَهُ كُفُواً أَحَدٌ اعْصِمْني وَ طَهِّرْني وَاذْهَبْ بِبَلِيَّتي وَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ وَ الْمُعَوِّذَتَيْنِ وَ قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ وَ قُلْ: (۳) اَللّهُمَّ إِنّي أَسْأَلُكَ سُؤالَ مَنِ اشْتَدَّتْ فاقَتُهُ وَ ضَعُفَتْ قُوَّتُهُ وَ كَثُرَتْ ذُنُوبُهُ سُؤالَ مَن لا يَجِدُ لِفاقَتِهِ مُغيثاً وَّ لا لِضَعْفِهِ مُقَوِّياً وَّ لا لِذَنْبِهِ غافِراً غَيْرَكَ يا ذَا الْجَلالِ وَ الْإِكْرامِ أَسْأَلُكَ عَمَلاً تُحِبُّ بِهِ مَنْ عَمِلَ بِهِ وَ يَقِيناً تَنْفَعُ بِهِ مَنِ اسْتَيْقَنَ بِهِ حَقَّ الْيَقِينِ في نَفاذِ أَمْرِكَ (۴) اَللّهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَّاقْبِضْ عَلَى الصِّدْقِ نَفْسي وَاقْطَعْ مِنَ الدُّنيا حاجَتي وَاجْعَلْ فِيما عِنْدَكَ رَغْبَتي شَوْقاً إِلىٰ لِقائِكَ وَهَبْ لي صِدْقَ التَّوَكُّلِ عَلَيْكَ (۵) أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ كِتابٍ قَدْ خَلا وَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كِتابٍ قَدْ خَلا أَسْأَلُكَ خَوْفَ الْعابِدِينَ لَكَ وَ عِبادَةَ الْخاشِعِينَ لَكَ وَ يَقِينَ الْمُتَوَكِّلِينَ عَلَيْكَ وَ تَوَكُّلَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْكَ (۶) اَللّهُمَّ اجْعَلْ رَغْبَتي في مَسْأَلَتي مِثْلَ رَغْبَةِ أَوْلِيائِكَ في مَسائِلِهِمْ وَ رَهْبَتي مِثْلَ رَهْبَةِ أَوْلِيآءِ

۵۴۔ رنج وغم کے ازالہ کے لئے آپ کی دعا۔

(۱) اے رنج واندوہ کے دور کرنے والے اور ہم وغم کے زائل کرنے والے۔ اے دنیا وآخرت کے عظیم اور دائمی مہربانیوں والے محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور میرے رنج کو دور کردے، میرے غم کا ازالہ فرمادے۔ (۲) اے واحد واحد جس کا کوئی باپ یا بیٹا نہیں ہے اور اس کا کوئی ہمسر بھی نہیں ہے میری حفاظت فرما اور مجھے پاکیزہ بنادے اور میری بلاؤں کو دور کردے۔ (اس کے بعد آیۃ الکرسی، سورۂ ناس، سورۂ توحید پڑھ کر اس طرح کہے)

(۳) خدایا میرا سوال اس شخص کا سوال ہے جس کی احتیاج شدید ہو، جس کی قوت ضعیف اور اس کے گناہ بکثرت ہوں۔ یہ اس شخص کا سوال ہے جو تیرے علاوہ اپنی احتیاج کے لئے کوئی فریادرس، اپنی کمزوری کے لئے طاقت بخش اور اپنے گناہوں کے لئے بخشنے والا نہیں پارہا ہے اے صاحب جلال واکرم، میرا سوال اس عمل کے بارے میں ہے، جس کے انجام دینے والے کو تو دوست رکھتا ہے اور اس یقین کے بارے میں ہے جسے تیرے حکم کے نفاذ کے بارے میں پیدا کر لینے والے کو تو فائدہ پہونچاتا ہے۔

(۴) خدایا محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور میری روح کو صداقت پر قبض فرمانا اور دنیا سے میری حاجت کے سلسلہ کو توڑ دینا اور اپنے ثواب کی رغبت پیدا کردینا تاکہ میں تیری ملاقات کا مشتاق بن جاؤں، مجھے اپنے اوپر بہترین توکل عطا فرما۔ (۵) میں تجھ سے سابق کے بہترین نوشتہ تقدیر کا طلبگار رہوں اور بدترین نوشتہ تقدیر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ میں عبادت گذاروں جیسا خوف، اور خوفزدہ بندوں جیسی عبادت اور توکل کرنے والوں جیسا یقین اور ایمان رکھنے والوں جیسا یقین اور ایمان رکھنے والوں جیسا توکل چاہتا ہوں۔



وَاسْتَعْمِلْني في مَرْضاتِکَ عَمَلاً لا أَتْرُکُ مَعَهُ شَيْئاً مِنْ دينِکَ مَخافَةَ أَحَدٍ مِنْ خَلْقِکَ (٧) اَللّٰهُمَّ هٰذِهِ حاجَتي فَأَعْظِمْ فيها رَغْبَتي وَأَظْهِرْ فيها عُذْري وَلَقِّني فيها حُجَّتي وَعافِ فيها جَسَدي (٨) اَللّٰهُمَّ مَنْ أَصْبَحَ لَهُ ثِقَةٌ أَوْ رَجاءٌ غَيْرُکَ فَقَدْ أَصْبَحْتُ وَأَنْتَ ثِقَتي وَرَجائي فِي الْأُمورِ كُلِّها فَاقْضِ لي بِخَيْرِها عاقِبَةً وَنَجِّني مِنْ مُضِلّاتِ الْفِتَنِ بِرَحْمَتِکَ يا أَرْحَمَ الرّاحِمينَ (٩) وَصَلَّى اللّٰهُ عَلىٰ سَيِّدِنا مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ الْمُصْطَفىٰ وَعَلىٰ آلِهِ الطّاهِرينَ.



(۶) خدایا میرے سوال میں میری رغبت کو ویسا ہی بنادینا جیسے تیرے اولیاء اپنے سوال میں رغبت رکھتے ہیں اور میرا خوف بھی اپنے اولیاء جیسا قرار دینا مجھے اپنی رضا کی راہ میں اس عمل میں لگادے جس کے ساتھ میں مخلوقات کے خوف سے دین کی کسی بات کو چھوڑنے نہ پاؤں۔

(۷) خدایا یہ میری حاجت ہے اس میں میری رغبت کو بڑھادے اور میرے عذر کو آشکار کردے، مجھے میری حجت کی تلقین کردے اور میرے جسم کو عافیت عنایت فرمادے۔ (۸) خدایا اگر کسی کی صبح میں تیرے علاوہ کسی اور کی امید شامل ہو تو میں نے اس عالم میں صبح کی ہے کہ تو ہی میرا معتمد اور تمام امور میں میرا سہارا ہے اب تو میرے لئے وہ فیصلہ کردے جس کی عاقبت بہترین ہو۔ اور مجھے گمراہ کن فتنوں سے نجات دیدے اپنی رحمت کے سہارے اے بہترین رحم کرنے والے۔

(۹) اللہ ہمارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ رسول اللہ پر اور ان کی آل طاہرین پر رحمت نازل فرمائے۔[۱]



والحمد للہ رب العلمین.

السید ذیشان حیدر جوادی

شب دہم رجب ۱۴۲۰ھ شب ولادت امام محمد تقی علیہ السلام

زینبیہ، ممبئی۔

---

[۱] یہاں تک کا ترجمہ علامہ ذیشان حیدر جوادی صاحب مرحوم کا تھا، اس کے بعد ملحقات صحیفہ کا ترجمہ علامہ مفتی جعفر صاحب مرحوم کا ہے۔ [اقبال حیدری]

ومما الحق ببعض نسخ الصحيفة

(٥٥) وَكانَ مِنْ تَسْبيحِهِ أعْني زَيْنَ الْعابِدينَ عَلَيْهِ السَّلامُ

(١) سُبْحانَكَ اللّٰهُمَّ وَحَنانَيْكَ (٢) سُبْحانَكَ اللّٰهُمَّ وَ تَعالَيْتَ (٣) سُبْحانَكَ اللّٰهُمَّ وَ الْعِزُّ إزارُكَ (٤) سُبْحانَكَ اللّٰهُمَّ وَ الْعَظَمَةُ رِداؤُكَ (٥) سُبْحانَكَ اللّٰهُمَّ وَ الْكِبْرِياۤءُ سُلْطانُكَ (٦) سُبْحانَكَ مِنْ عَظيمٍ مّآ أعْظَمَكَ (٧) سُبْحانَكَ سُبِّحْتَ فِي الْأعْلىٰ تَسْمَعُ وَ تَرىٰ ما تَحْتَ الثَّرىٰ (٨) سُبْحانَكَ أنْتَ شاهِدُ كُلِّ نَجْوىٰ (٩) سُبْحانَكَ مَوْضِعُ كُلِّ شَكْوىٰ (١٠) سُبْحانَكَ حاضِرُ كُلِّ مَلاءٍ (١١) سُبْحانَكَ عَظيمُ الرَّجاۤءِ (١٢) سُبْحانَكَ تَرىٰ ما في قَعْرِ الْماۤءِ (١٣) سُبْحانَكَ تَسْمَعُ أنْفاسَ الْحيتانِ فِي قُعُورِ الْبِحارِ (١٤) سُبْحانَكَ تَعْلَمُ وَزْنَ السَّمٰواتِ (١٥) سُبْحانَكَ تَعْلَمُ وَزْنَ الْأرْضينَ (١٦) سُبْحانَكَ تَعْلَمُ وَزْنَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ (١٧) سُبْحانَكَ تَعْلَمُ وَزْنَ الظُّلْمَةِ وَ النُّورِ (١٨) سُبْحانَكَ تَعْلَمُ وَزْنَ الْفَيْءِ وَ الْهَواۤءِ (١٩) سُبْحانَكَ تَعْلَمُ وَزْنَ الرّيحِ كَمْ هِيَ مِنْ مِّثْقالِ ذَرَّةٍ (٢٠) سُبْحانَكَ قُدُّوسٌ قُدُّوسٌ قُدُّوسٌ (٢١) سُبْحانَكَ عَجَباً مَّنْ عَرَفَكَ كَيْفَ لا يَخافُكَ (٢٢) سُبْحانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ (٢٣) سُبْحانَ اللهِ الْعَلِيِّ الْعَظيمِ

یہ وہ دعائیں ہیں جو صحیفہ کاملہ کے بعض نسخوں میں درج کی گئی ہیں۔

(۵۵) تسبیح و تقدیس کے سلسلہ میں آپؑ کی دعا

(۱) اے میرے معبود! میں تیری تسبیح کرتا ہوں تو مجھ پر کرم بالائے کرم فرما۔ (۲) بارالہا! میں تیری تسبیح کرتا ہوں اور تو بلند و برتر ہے۔ (۳) خدایا! میں تیری تسبیح کرتا ہوں اور عزت تیرا ہی جامہ ہے۔ ۴) بارالہا! میں تیری تسبیح کرتا ہوں اور عظمت تیری ہی ردا ہے۔ (۶) اے پروردگار! میں تیری تسبیح کرتا ہوں اور کبریائی تیری دلیل و حجت ہے۔ (۷) پاک ہے تو اے عظیم و برتر تو کتنا عظمت والا ہے۔ (۸) پاک ہے تو اے وہ کہ ملاء اعلیٰ کے رہنے والوں میں تیری تسبیح کی گئی ہے۔ جو کچھ تہِ خاک ہے تو اسے سنتا اور دیکھتا ہے۔ (۹) پاک ہے تیری ذات تو ہر رازدارانہ گفتگو پر مطلع ہے۔ (۱۰) پاک ہے تو اے وہ جو ہر رنج و شکوہ کے پیش کرنے کی جگہ ہے۔ (۱۱) پاک ہے تو اے وہ جو ہر اجتماع میں موجود ہے پاک ہے تو اے وہ جس سے بڑی سے بڑی امیدیں باندھی جاتی ہیں۔ (۱۲) پاک ہے تو جو کچھ پانی کی گہرائی میں ہے اسے تو دیکھتا ہے۔ (۱۳) پاک ہے تیری ذات تو سمندروں کی گہرائیوں میں مچھلیوں کے سانس لینے کی آواز سنتا ہے۔ (۱۴) پاک ہے تیری ذات تو آسمانوں کا وزن جانتا ہے۔ (۱۵) پاک ہے تیری ذات تو زمینوں کے وزن سے باخبر ہے۔ (۱۶) پاک ہے تیری ذات تو سورج اور چاند کے وزن سے واقف ہے۔ (۱۷) پاک ہے تیری ذات تو تاریکی اور روشنی کے وزن سے آگاہ ہے۔

(۱۸) پاک ہے تیری ذات تو سایہ اور ہوا کا وزن جانتا ہے۔ (۱۹) پاک تیری ذات تو ہوا کے (ہر جھونکے کے) وزن سے آگاہ ہے کہ وہ وزن میں کتنے ذروں کے برابر ہے۔ (۲۰) پاک ہے تیری ذات تو (تصور و خیال و وہم میں آنے سے) پاک، منزہ اور بری ہے۔ (۲۱) میں تیری تسبیح کرتا ہوں۔ تعجب ہے کہ جس نے تجھے پہچانا وہ کیونکر تجھ سے خوف نہیں کھاتا۔ (۲۲) اے اللہ! میں حمد و ثنا کے ساتھ تیری پاکیزگی بیان کرتا ہوں۔ (۲۳) پاک ہے وہ پروردگار جو علو و عظمت والا ہے۔

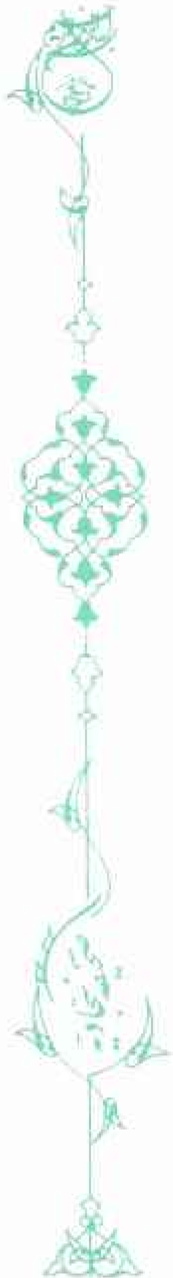
(٥٦) دُعاءٌ وَ تَمْجيدٌ لَهُ عَلَيْهِ السَّلامُ

(١) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذي تَجَلّىٰ لِلْقُلُوبِ بِالْعَظَمَةِ وَاحْتَجَبَ عَنِ الْأَبْصارِ بِالْعِزَّةِ وَاقْتَدَرَ عَلَى الْأَشْياءِ بِالْقُدْرَةِ (٢) فَلَا الْأَبْصارُ تَثْبُتُ لِرُؤْيَتِهِ وَ لَا الْأَوْهامُ تَبْلُغُ كُنْهَ عَظَمَتِهِ (٣) تَجَبَّرَ بِالْعَظَمَةِ وَ الْكِبْرِيآءِ وَ تَعَطَّفَ بِالْعِزِّ وَ الْبِرِّ وَ الْجَلالِ وَتَقَدَّسَ بِالْحُسْنِ وَ الْجَمالِ وَ تَمَجَّدَ بِالْفَخْرِ وَ الْبَهآءِ وَ تَجَلَّلَ بِالْمَجْدِ وَ الْآلآءِ وَاسْتَخْلَصَ بِالنُّورِ وَ الضِّيآءِ (٤) خالِقٌ لانَظيرَ لَهُ وَ أَحَدٌ لا نِدَّ لَهُ وَ واحِدٌ لا ضِدَّ لَهُ وَ صَمَدٌ لا كُفْوَ لَهُ وَ إِلٰهٌ لا ثانِيَ مَعَهُ وَ فاطِرٌ لاشَريكَ لَهُ وَ رازِقٌ لا مُعينَ لَهُ (٥) وَ الْأَوَّلُ بِلا زَوالٍ وَّ الدّآئِمُ بِلا فَنآءٍ وَّ الْقآئِمُ بِلا عَنآءٍ وَّ الْمُؤْمِنُ بِلا نِهايَةٍ وَّ الْمُبْدِئُ بِلآ أَمَدٍ وَّ الصّانِعُ بِلآ أَحَدٍ وَّ الرَّبُّ بِلا شَريكٍ وَّ الْفاطِرُ بِلا كُلْفَةٍ وَّ الْفَعّالُ بِلاعَجْزٍ (٦) لَيْسَ لَهُ حَدٌّ في مَكانٍ وَّ لا غايَةٌ في زَمانٍ لَمْ يَزَلْ وَ لا يَزُولُ وَ لَن يَّزالَ كَذٰلِكَ أَبَداً هُوَ الْإِلٰهُ الْحَيُّ الْقَيُّومُ الدّآئِمُ الْقَديمُ الْقادِرُ الْحَكيمُ (٧) إِلٰهي عُبَيْدُكَ بِفِنآئِكَ سآئِلُكَ بِفِنآئِكَ فَقيرُكَ بِفِنآئِكَ (ثَلاثاً) (٨) إِلٰهي لَكَ يَرْهَبُ الْمُتَرَهِّبُونَ وَ إِلَيْكَ أَخْلَصَ الْمُسْتَهِلُّونَ رَهْبَةً لَّكَ وَ رَجآءً لِّعَفْوِكَ (٩) يآ إِلٰهَ الْحَقِّ ارْحَمْ دُعآءَ الْمُسْتَصْرِخينَ وَاعْفُ عَنْ جَرآئِمِ الْغافِلينَ وَزِدْ فِيٓ إِحْسانِ الْمُنيبينَ يَوْمَ الْوُفُودِ عَلَيْكَ يا كَريمُ.

۵۶۔ بزرگی و عظمت الٰہی کے بیان میں حضرتؑ کی دعا

(۱) تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو اپنی عظمت کے ساتھ دلوں پر روشن و درخشاں ہے اور اپنی عزت کے ساتھ آنکھوں سے نہاں ہے۔ اور تمام چیزوں پر اپنے اقتدار سے قابو رکھتا ہے۔ (۲) نہ آنکھیں اس کے دیدار کی تاب لاسکتی ہیں اور نہ عقلیں اس کی عظمت کی حد تک پہنچ سکتی ہیں۔ (۳) وہ اپنی عظمت و بزرگی کے ساتھ ہر چیز پر غالب ہے اور عزت و احسان و جلالت کی رداء اوڑھے ہوئے ہے۔ حسن و جمال کے ساتھ نقائص سے بری ہے اور فخر و سربلندی کے ساتھ شرف و بزرگی کا مالک ہے اور خیر و بخشش کی فراوانی اور (عطائے) نعمات سے خوش ہوتا ہے اور نور و روشنی کے ساتھ (تمام عالم سے) امتیاز رکھتا ہے۔

(۴) وہ ایسا خالق ہے جس کا کوئی نظیر نہیں۔ وہ ایسا یکتا ہے جس کا کوئی مثل نہیں۔ وہ ایسا یگانہ ہے جس کا کوئی مد مقابل نہیں۔ وہ ایسا بے نیاز ہے جس کا کوئی ہمسر نہیں۔ وہ خدا جس کا کوئی دوسرا نہیں۔ وہ پیدا کرنے والا ہے جس کا کوئی شریک کار نہیں۔ وہ رزق دینے والا ہے جس کا کوئی مددگار نہیں۔ (۵) وہ ایسا اول جسے زوال نہیں۔ وہ ایسا باقی و جاوید ہے جسے فنا نہیں۔ وہ دائم و قائم ہے۔ بغیر کسی رنج و مشقت کے وہ امن امان کا بخشنے والا ہے۔ بغیر کسی حد و نہایت کے وہ ایجاد کرنے والا ہے۔ بغیر کسی مدت کی حد بندی کے وہ صانع و موجد ہے۔ بغیر کسی ایک (کی اعانت) کے وہ پروردگار ہے۔ بغیر کسی شریک کے وہ پیدا کرنے والا ہے۔ بغیر زحمت و دشواری کے وہ کام کرنے والا ہے۔ بغیر عجز و درماندگی کے (۶) اس کی کوئی حد نہیں۔ مکان میں اور نہ اس کی کوئی انتہا ہے زمانہ میں۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ یونہی ہمیشہ ہمیشہ اسے کبھی زوال نہ ہوگا۔ وہی خدا ہے جو زندہ قائم و دائم، قدیم قادر اور علم و حکمت والا ہے۔ (۷) بارالہا! تیرا ایک بندۂ حقیر تیرے ساحت قدس میں حاضر ہے۔ تیرا سائل تیرے آستانہ پر حاضر ہے۔ تیرا محتاج و دست نگر تیری بارگاہ میں حاضر ہے۔ (ان تینوں جملوں کو تین مرتبہ دہرائے) (۸) اے میرے اللہ تجھ ہی سے عبادت گزار ڈرتے ہیں اور تیرے خوف اور امید و عفو و بخشش کے پیش نظر عاجزی سے التجا کرنے والے تجھ سے سے لو لگاتے ہیں۔ اے سچے معبود! استغاثہ و فریاد کرنے والوں کی پکار پر رحم فرما اور غفلت میں گرفتار ہونے والوں کے گناہوں سے درگزر فرما اور اے کریم اپنی بارگاہ میں توبہ کرنے والوں کے ساتھ اس دن کہ جب وہ تیرے سامنے پیش ں، نیکی اور احسان میں اضافہ فرما!



(۵۷) وَكانَ مِنْ دُعائِهِ عَلَيْهِ السَّلامُ في ذِكْرِ ءالِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِمُ السَّلامُ

(۱) اَللّٰهُمَّ يا مَنْ خَصَّ مُحَمَّداً وَّءالَهُ بِالْكَرامَةِ وَ حَباهُ بِالرِّسالَةِ وَخَصَّصَهُم بِالْوَسيلَةِ وَ جَعَلَهُمْ وَرَثَةَ الْاَنْبيآءِ وَ خَتَمَ بِهِمُ الْاَوْصِياءَ وَ الْأَئِمَّةَ وَ عَلَّمَهُمْ عِلْمَ ما كانَ وَ ما بَقِيَ وَ جَعَلَ أَفْئِدَةً مِّنَ النّاسِ تَهْوىٰ إِلَيْهِمْ (۲) فَصَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّءالِهِ الطّاهِرينَ وَافْعَلْ بِنا مآ أَنْتَ أَهْلُهُ فِي الدّينِ وَ الدُّنيا وَ الأٰخِرَةِ إِنَّكَ عَلىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَديرٌ.

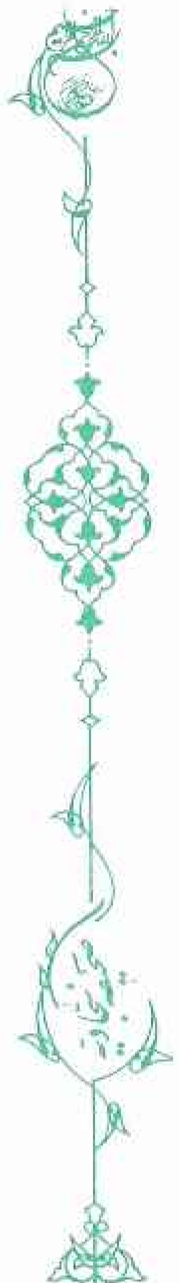


۵۷۔ حضرت کی دعا جو ذکر آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مشتمل ہے۔

(۱) اے اللہ! اے وہ جس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوران کی آل کو عزت و بزرگی کے تحت مخصوص کیا اور جنھیں منصب رسالت عطا کیا اور وسیلہ بنا کر امتیاز خاص بخشا، جنھیں انبیاء کا وارث قرار دیا اور جن کے ذریعہ اوصیاء اور ائمہ کا سلسلہ ختم کیا جنھیں گزشتہ و آئندہ علم سکھایا اور لوگوں کے دلوں کو جن کی طرف مائل کیا۔

(۲) بارالہا! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوران کی پاک و پاکیزہ آل پر رحمت نازل فرما او ہمارے ساتھ دین، دنیا اور آخرت میں وہ برتاؤ کر جس کا تو سزاوار ہے۔ یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے و توانا ہے۔





(٥٨) وَكانَ مِنْ دُعائِهِ عَلَيْهِ السَّلامُ فِي الصَّلاةِ عَلىٰ ءادَمَ عَلَيْهِ السَّلامُ

(١) اَللّٰهُمَّ وَ ءادَمُ بَديعُ فِطْرَتِکَ وَ أَوَّلُ مُعْتَرِفٍ مِنَ ا
بِرُبُوبِيَّتِکَ وَ بِدْوُ حُجَّتِکَ عَلىٰ عِبادِکَ وَ بَرِيَّتِکَ وَ الدَّليلُ
الاِسْتِجارَةِ بِعَفْوِکَ مِنْ عِقابِکَ وَ النّاهِجُ سُبُلَ تَوْبَتِکَ وَ الْمُوَسِّلُ
الْخَلْقِ وَ بَيْنَ مَعْرِفَتِکَ (٢) وَ الَّذي لَقَّنْتَهُ ما رَضيتَ بِهِ عَنْهُ بِمَنِّکَ
وَ رَحْمَتِکَ (٣) وَالْمُنيبُ الَّذي لَمْ يُصِرَّ عَلىٰ مَعْصِيَتِکَ وَ سا
الْمُتَذَلِّلينَ بِحَلْقِ رَأْسِهِ فِي حَرَمِکَ وَ الْمُتَوَسِّلُ بَعْدَ الْمَعْصِيَةِ بِالطّا
إِلىٰ عَفْوِکَ وَ أَبُو الْأَنْبِياءِ الَّذينَ أُوذُوا فِي جَنْبِکَ وَ أَكْثَرُ سُكّانِ
الْأَرْضِ سَعْياً فِي طاعَتِکَ (٤) فَصَلِّ عَلَيْهِ أَنْتَ يا رَحْمٰنُ وَ مَلآئِكَتُکَ وَ
سُكّانُ سَمٰواتِکَ وَ أَرْضِکَ كَما عَظَّمَ حُرُماتِکَ وَ دَلَّنا عَلىٰ سَبيلِ
مَرْضاتِکَ يا أَرْحَمَ الرّاحِمينَ.



۵۸۔ حضرت آدمؑ پر درود وصلوٰۃ کے سلسلہ میں حضرتؑ کی دعاء۔

(۱) بارالہا! وہ آدمؑ جو تیری آفرینش کے نقش بدیع اور خاک سے پیدا ہونے والوں میں تیری ربوبیت کے پہلے معترف اور تیرے بندوں اور تیری مخلوقات پر تیری پہلی حجت اور تیرے عذاب سے تیرے دامن عفو میں پناہ مانگنے کی راہ دکھانے والے اور تیری بارگاہ میں توبہ کی راہیں آشکارا کرنے والے اور تیری معرفت اور تیرے مخلوقات کے درمیان وسیلہ بننے والے ہیں۔

(۲) وہ کہ جن پر خصوصی کرم واحسان اور مہربانی کرتے ہوئے انھیں وہ تمام باتیں بتلا دیں جن کے ذریعہ تو ان سے راضی وخوشنود ہوا۔

(۳) وہ کہ جو توبہ وانابت کرنے والے ہیں۔ جنھوں نے تیری معصیت پر اصرار نہیں کیا۔ جو تیرے حرم میں سر منڈوا کر عجز وفروتنی کرنے والوں میں سابق ہیں۔ وہ جو مخالفت کے بعد اطاعت کے وسیلہ سے تیرے عفو وکرم کے خواہشمند ہوئے اور ان تمام انبیاءؑ کے باپ ہیں جنھوں نے تیری راہ میں اذیتیں اٹھائیں۔ اور زمین پر بسنے والوں میں سب سے زیادہ تیری اطاعت وبندگی میں سعی وکوشش کرنے والے ہیں۔

(۴) ان پر اے مہربانی کرنے والے تو اپنی جانب سے اور اپنے فرشتوں اور زمین وآسمان میں بسنے والوں کی طرف سے رحمت نازل فرما۔ جس طرح انھوں نے تیری قابل احترام چیزوں کی عظمت ملحوظ رکھی۔ اور تیری خوشنودی ورضامندی کی طرف ہماری رہنمائی کی۔ اے تمام رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔



(۵۹) وَ كانَ مِنْ دُعائِهِ عَلَيْهِ السَّلامُ فِي الْكَرْبِ وَ الْإِقالَةِ

(۱) إِلٰهِي لا تُشْمِتْ بِي عَدُوِّي وَ لا تَفْجَعْ بِي حَمِيمِي وَ صَدِيقِي

(۲) إِلٰهِي هَبْ لِي لَحْظَةً مِنْ لَحَظاتِكَ تَكْشِفُ بِها عَنِّي مَا ابْتَلَيْتَنِي بِهِ وَ تُعِيدُنِي إِلَى أَحْسَنِ عاداتِكَ عِنْدِي وَاسْتَجِبْ دُعائِي وَ دُعاءَ مَنْ أَخْلَصَ لَكَ دُعاءَهُ فَقَدْ ضَعُفَتْ قُوَّتِي وَ قَلَّتْ حِيلَتِي وَ اشْتَدَّتْ حالِي وَ يَئِسْتُ مِمَّا عِنْدَ خَلْقِكَ فَلَمْ يَبْقَ لِي إِلَّا رَجاؤُكَ عَلَيَّ (۳) إِلٰهِي إِنَّ قُدْرَتَكَ عَلىٰ كَشْفِ ما أَنا فِيهِ كَقُدْرَتِكَ عَلىٰ مَا ابْتَلَيْتَنِي بِهِ وَ إِنَّ ذِ... عَوائِدِكَ يُؤْنِسُنِي وَ الرَّجاءَ فِي إِنْعامِكَ وَ فَضْلِكَ يُقَوِّينِي لِأَنِّي لَمْ أَخْلُ مِنْ نِعْمَتِكَ مُنْذُ خَلَقْتَنِي (۴) وَ أَنْتَ إِلٰهِي مَفْزَعِي وَ مَلْجَئِي الْحافِظُ لِي وَ الذّابُّ عَنِّي (۵) الْمُتَحَنِّنُ عَلَيَّ الرَّحِيمُ بِي الْمُتَكَفِّلُ بِرِزْ... فِي قَضائِكَ كانَ ما حَلَّ بِي وَ بِعِلْمِكَ ما صِرْتُ إِلَيْهِ (۶) فَاجْعَلْ وَلِيِّي وَ سَيِّدِي فِيما قَدَّرْتَ وَ قَضَيْتَ عَلَيَّ وَ حَتَمْتَ عافِيَتِي وَ ما ... صَلاحِي وَ خَلاصِي مِمَّا أَنا فِيهِ (۷) فَإِنِّي لا أَرْجُو لِدَفْعِ ذٰلِكَ غَيْرَكَ لا أَعْتَمِدُ فِيهِ إِلَّا عَلَيْكَ (۸) فَكُنْ يا ذَا الْجَلالِ وَ الْإِكْرامِ عِنْدَ أَحْسَنِ ظَنِّي بِكَ (۹) وَارْحَمْ ضَعْفِي وَ قِلَّةَ حِيلَتِي وَاكْشِفْ كُرْبَتِي وَا... دَعْوَتِي وَ أَقِلْنِي عَثْرَتِي وَامْنُنْ عَلَيَّ بِذٰلِكَ وَ عَلىٰ كُلِّ داعٍ لَكَ أَمَرْ...

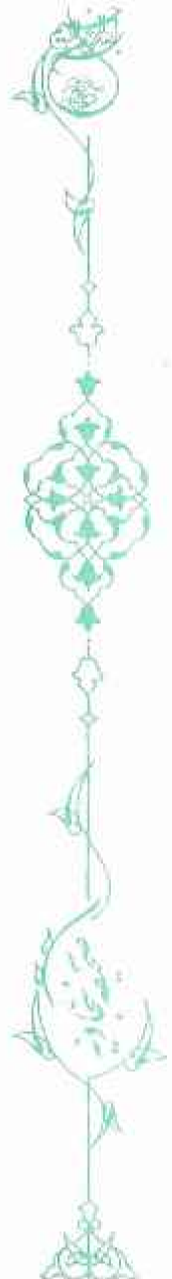


۵۹۔ کرب و مصیبت سے تحفظ اور لغزش و خطا سے معافی کے لئے حضرتؑ کی دعاء

(۱) اے میرے معبود! میرے دشمنوں کو میرے حالت پر دل میں خوش ہونے کا موقع نہ دے اور میری وجہ سے میرے کسی مخلص و دوست کو رنجیدہ خاطر نہ کر۔ (۲) بار الہا! اپنی نظر عنایات میں سے ایسی نظر توجہ میری شامل حال فرما جس سے تو ان مصیبتوں کو مجھ سے ٹال دے جن میں مجھے مبتلا کیا ہے اور ان احسانات کی طرف مجھے پلٹا دے جن کا مجھے خوگر بنایا ہے۔ اور میری دعاء اور ہر اس شخص کی دعا کو جو صدق نیت سے تجھے پکارے قبول فرما۔ کیونکہ میری قوت کمزور، چارہ جوئی کی صورت ناپید، اور حال سخت سے سخت تر ہوگئی ہے اور جو کچھ تیری مخلوقات کے پاس ہے اس سے میں بالکل ناامید ہوں۔ اب تو تیری پہلی نعمتوں کے دوبارہ حاصل ہونے میں تیری امید کے علاوہ کوئی صورت باقی نہیں رہی۔ (۳) اے میرے معبود! جن رنج و آلام میں گرفتار ہوں ان سے چھٹکارا دلانے پر تو ایسا ہی قادر ہے جیسا ان چیزوں پر قدرت رکھتا ہے جن میں مجھے مبتلا کیا ہے۔ بے شک تیرے احسانات کی یاد میرا دل بہلاتی اور تیرے انعام و تفضل کی امید میری ہمت بندھاتی ہے۔ اس لئے کہ جب سے تو نے مجھے پیدا کیا ہے میں تیری نعمتوں سے محروم نہیں رہا۔ (۴) اور تو ہی اے میرے معبود! میری پناہ گاہ، میرا ملجاء، میرا محافظ و پشت پناہ، میرے حال پر شفیق و مہربان اور میرے رزق کا ذمہ دار ہے۔ (۵) جو مصیبت مجھ پر وارد ہوئی ہے وہ تیرے فیصلہ قضا و قدر میں اور جو میری موجودہ حالت ہے وہ تیرے علم میں گزر چکی تھی۔ (۶) تو اے میرے مالک و سردار! جن چیزوں کو تیرے فیصلہ قضا و قدر نے میرے حق میں طے کیا اور لازم و ضروری قرار دیا ہے ان چیزوں میں سے میری عافیت اور وہ چیز جس سے میری بہبودی اور جس حالت میں ہوں

يا سَيِّدِي بِالدُّعاءِ وَ تَكَفَّلْتَ بِالْإِجابَةِ وَ وَعْدُكَ الْحَقُّ الَّذِي لاخُلْفَ فِيهِ وَ لاتَبْدِيلَ (١٠) فَصَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ نَبِيِّكَ وَ عَبْدِكَ وَ عَلَى الطّاهِرِينَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ وَ أَغِثْنِي فَإِنَّكَ غِياثُ مَنْ لا غِياثَ لَهُ وَ حِرْزُ مَنْ لا حِرْزَ لَهُ وَ أَنَا الْمُضْطَرُّ الَّذِي أَوْجَبْتَ إِجابَتَهُ وَ كَشْفَ ما بِهِ مِنَ السُّوءِ (١١) فَأَجِبْنِي وَاكْشِفْ هَمِّي وَ فَرِّجْ غَمِّي وَ أَعِدْ حالِيَ إِلىٰ أَحْسَنِ ما كانَتْ عَلَيْهِ وَ لاتُجازِنِي بِالْاِسْتِحْقاقِ وَ لٰكِن بِرَحْمَتِكَ الَّتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ يا ذَا الْجَلالِ وَ الْإِكْرامِ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَاسْمَعْ وَ أَجِبْ يا عَزِيزُ.





اس سے رہائی وابستہ ہے قرار دے۔(۷) کیونکہ میں اس مصیبت کے ٹالنے میں کسی پر امید نہیں رکھتا اور نہ اس سلسلہ میں تیرے علاوہ کسی پر بھروسہ کرتا ہوں۔(۸) تو اے جلالت و بزرگی کے مالک میرے اس حسن ظن کے مطابق ثابت ہو۔

(۹) جو مجھے تیرے بارے میں ہے اور میری کمزوری و بے چارگی پر رحم فرما۔ میری بے چینی کو دور کر۔ میری دعاء قبول فرما۔ میری خطا و لغزش کو معاف کر دے اور مجھ پر اور جو بھی تجھ سے دعا مانگے عفو و در گزر کر کے احسان فرما۔ اے میرے مالک! تو نے مجھے دعا کا حکم دیا اور قبولیتِ دعا کا ذمہ لیا۔ اور تیرا وعدہ ایسا سچا ہے جس میں خلاف ورزی و تبدیلی کی گنجائش نہیں ہے۔

(۱۰) تو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عبد خاص محمدؐ اور ان کے اہل بیت اطہارؑ پر رحمت نازل فرما؛ اور میری فریاد کو پہنچ۔ کیونکہ تو ان کا فریادرس ہے جن کا کوئی فریادرس نہ ہو۔ اور ان کے لئے پناہ ہے جن کے لئے کوئی پناہ نہ ہو۔ میں ہی وہ مضطر و لاچار ہوں جس کی دعاء قبول کرنے اور اس کے دکھ درد کے دور کرنے کا تو نے التزام کیا ہے۔

(۱۱) لہٰذا میری دعا قبول فرما؛ میرے غم کو دور اور میرے رنج و اندوہ کو برطرف فرما اور میری حالت کو پہلی حالت سے بھی بہتر حالت کی طرف پلٹا دے۔ اور مجھے استحقاق کے بقدر اجر نہ دے بلکہ اپنی اس رحمت کے لحاظ سے جزا دے جو تمام چیزوں پر چھائی ہوئی ہے اے جلالت و بزرگی کے مالک تو رحمت نازل فرما محمدؐ اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور میری دعاء کو سن اور اسے قبول فرما؛ اے غالب! اے صاحبِ اقتدار!



(٦٠) دُعاءُهُ عَلَيْهِ السَّلامُ مِمّا يَحْذَرُ وَ يَخافُ

(١) إلٰهي إنّهُ لَيسَ يَرُدُّ غَضَبَكَ إلّا حِلْمُكَ وَ لايُنجي مِنْ عِقابِكَ إلّا عَفْوُكَ وَ لا يُخَلِّصُ مِنكَ إلّا رَحْمَتُكَ وَ التَّضَرُّعُ إلَيْكَ (٢) فَهَبْ لي يآ إلٰهي فَرَجاً بِالْقُدْرَةِ الَّتي بِها تُحْيي مَيْتَ الْبِلادِ وَ بِها تَنْشُرُ أرْواحَ الْعِبادِ وَ لاتُهْلِكْني وَ عَرِّفْني الْإجابَةَ يا رَبِّ وَارْفَعْني وَ لاتَضَعْني وَانْصُرْني وَارْزُقْني وَ عافِني مِنَ الْآفاتِ (٣) يا رَبِّ إن تَرْفَعْني فَمَن يَّضَعُني وَ إن تَضَعْني فَمَن يَّرْفَعُني وَ قَدْعَلِمْتُ يآ إلٰهي أن لَّيْسَ في حُكْمِكَ ظُلْمٌ وَّ لا في نَقِمَتِكَ عَجَلَةٌ إنَّما يَعْجَلُ مَن يَّخافُ الْفَوْتَ وَ يَحْتاجُ إلَى الظُّلْمِ الضَّعيفُ وَ قَد تَّعالَيْتَ عَن ذٰلِكَ يا سَيِّدي عُلُوّاً كَبيراً (٤) رَبِّ لاتَجْعَلْني لِلْبَلآءِ غَرَضاً وَّ لا لِنَقِمَتِكَ نَصَباً وَّ مَهِّلْني وَ نَفِّسْني وَ أقِلْني عَثْرَتي وَ لاتُتْبِعْني بِالْبَلآءِ فَقَد تَّرىٰ ضَعْفي وَ قِلَّةَ حيلَتي فَصَبِّرْني فَإنّي يا رَبِّ ضَعيفٌ مُّتَضَرِّعٌ إلَيْكَ يا رَبِّ (٥) و أعوذُ بِكَ مِنكَ فَأعِذْني (٦) وَ أسْتَجيرُ بِكَ مِن كُلِّ بَلآءٍ فَأجِرْني (٧) وَ أسْتَتِرُ بِكَ فَاسْتُرْني يا سَيِّدي مِمّآ أخافُ وَ أحْذَرُ (٨) وَ أنْتَ الْعَظيمُ أعْظَمُ مِن كُلِّ عَظيمٍ (٩) بِكَ بِكَ بِكَ اسْتَتَرْتُ (١٠) يا اللهُ يا اللهُ يا اللهُ يا اللهُ يا اللهُ يا اللهُ يا اللهُ يا اللهُ يا اللهُ يا اللهُ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ الطَّيِّبينَ الطّاهِرينَ.

۶۰۔خوف وخطر کے موقع پر حضرتؑ کی دعاء

(۱)اے میرے معبود! تیرے غضب کو کوئی چیز روک نہیں سکتی سوا تیرے حلم کے،اور تیرے عذاب سے کوئی چیز چھڑا نہیں سکتی سوا تیرے عفو وکرم کے اور تجھ سے کوئی چیز بچا نہیں سکتی سوا تیری رحمت اور تیری بارگاہ میں تضرع وزاری کے۔(۲)اے میرے معبود! تو اس قدرت کے ذریعہ جس سے مردہ زمینوں کو زندہ کرے گا اور بندوں کی (مردہ) روحوں کو زندگی دے گا، مجھے کشائش وفارغ البالی عطا کر اور تباہ و برباد نہ ہونے دے۔ اور (موت سے پہلے) قبولیت دعاء سے آگاہ کردے۔(۳)اے میرے پروردگار اور مجھے رفعت و سربلندی دے اور پست سرنگونسار نہ کر۔اور میری امداد فرما اور مجھے روزی دے۔اور آفتوں سے حفظ وامان میں رکھ۔ پروردگارا! اگر تو مجھے بلند کرے تو پھر کون مجھے پست کرسکتا ہے۔اگر تو پست کرے تو کون بلند کرسکتا ہے۔اور میرے معبود! مجھے بخوبی علم ہے کہ تیرے حکم میں ظلم کا شائبہ نہیں ہے اور نہ تیرے انتقام میں جلدی۔جلدی تو وہ کرتا ہے جسے موقع کے ہاتھ سے نکل جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔اور ظلم کرنے کی ضرورت اسے پڑتی ہے جو کمزور وناتواں ہوتا ہے۔اور تو اے میرے مالک! اس سے کہیں زیادہ بلند و برتر ہے۔(۴)اے میرے پروردگار! مجھے بلاء ومصیبت کا ہدف اور اپنے عذاب کا نشانہ نہ بنا۔اور مجھے مہلت دے، میرے غم واندوہ کو دور کر۔میری لغزش سے درگزر فرما اور مصیبت میرے پیچھے نہ لگا۔کیونکہ میری کمزوری و بےچارگی تیرے سامنے ہے۔تو مجھے صبر وثبات کی ہمت دے۔کیونکہ اے میرے پروردگار! میں کمزور اور تیرے آگے گڑگڑانے والا ہوں۔

(۵)اے میرے پروردگار! میں تجھ سے تیرے ہی دامن رحمت میں پناہ مانگتا ہوں۔(۶)لہٰذا مجھے پناہ دے اور ہر مصیبت وابتلاء سے تیرے ہی دامن میں امان کا طلب گار ہوں لہٰذا مجھے امان دے۔(۷)اور تجھ سے پردہ پوشی چاہتا ہوں۔لہٰذا جن چیزوں سے میں خوف و ہراس محسوس کرتا ہوں ان سے اے میرے مالک اپنے دامن حفظ وحمایت میں چھپالے۔(۸)اور تو عظیم اور ہر عظیم سے عظیم تر ہے۔(۹)میں تیرے اور صرف تیرے اور محض تیرے ذریعہ (پردۂ حفظ وامان میں) چھپا ہوا ہوں۔(۱۰)اے اللہ! اے اللہ! اے اللہ! اے اللہ! اے اللہ! اے اللہ! اے اللہ! اے اللہ! اے اللہ! اے اللہ! تو محمدؐ اور ان کی پاک وپاکیزہ آلؑ پر رحمت اور کثیر سلامتی نازل فرما۔

(٦١) وَمِنْ دُعاءِهِ عَلَيْهِ السَّلامُ فِي التَّذَلُّلِ

(١) مَوْلايَ مَوْلايَ أَنْتَ الْمَوْلىٰ وَ أَنَا الْعَبْدُ وَ هَلْ يَرْحَمُ الْعَبْدَ إِلَّا الْمَوْلىٰ (٢) مَوْلايَ مَوْلايَ أَنْتَ الْعَزِيزُ وَ أَنَا الذَّلِيلُ وَ هَلْ يَرْحَمُ الذَّلِيلَ إِلَّا الْعَزِيزُ (٣) مَوْلايَ مَوْلايَ أَنْتَ الْخالِقُ وَ أَنَا الْمَخْلوقُ وَ هَلْ يَرْحَمُ الْمَخْلُوقَ إِلَّا الْخالِقُ (٤) مَوْلايَ مَوْلايَ أَنْتَ الْمُعْطِي وَ أَنَا السّآئِلُ وَ يَرْحَمُ السّآئِلَ إِلَّا الْمُعْطِيَ (٥) مَوْلايَ مَوْلايَ أَنْتَ الْمُغِيثُ وَ أَ الْمُسْتَغِيثُ وَ هَلْ يَرْحَمُ الْمُسْتَغِيثَ إِلَّا الْمُغِيثُ (٦) مَوْلايَ مَوْلايَ أَنْتَ الْباقِي وَ أَنَا الْفانِي وَ هَلْ يَرْحَمُ الْفانِيَ إِلَّا الْباقِي (٧) مَوْلايَ مَوْلايَ أَنْتَ الدّآئِمُ وَ أَنَا الزّآئِلُ وَ هَلْ يَرْحَمُ الزّآئِلَ إِلَّا الدّآئِمُ (٨) مَوْلايَ مَوْلايَ أَنْتَ الْحَيُّ وَ أَنَا الْمَيِّتُ وَ هَلْ يَرْحَمُ الْمَيِّتَ إِلَّا الْحَيُّ (٩) مَوْلايَ مَوْلايَ أَنْتَ الْقَوِيُّ وَ أَنَا الضَّعِيفُ وَ هَلْ يَرْحَمُ الضَّعِيفَ إِلَّا الْقَوِيُّ (١٠) مَوْلايَ مَوْلايَ أَنْتَ الْغَنِيُّ وَ أَنَا الْفَقِيرُ وَ هَلْ يَرْحَمُ الْفَقِيرَ إِلَّا الْغَنِيُّ (١١) مَوْلايَ مَوْلايَ أَنْتَ الْكَبِيرُ وَ أَنَا الصَّغِيرُ وَ هَلْ يَرْحَمُ الصَّغِيرَ إِلَّا الْكَبِيرُ (١٢) مَوْلايَ مَوْلايَ أَنْتَ الْمالِكُ وَ أَنَا الْمَمْلُوكُ وَ هَلْ يَرْحَمُ الْمَمْلُوكَ إِلَّا الْمالِكُ.



۶۱۔ تذلّل وعاجزی کے سلسلہ میں حضرتؑ کی دعاء۔

(۱) اے میرے آقا، اے میرے مالک! تو آقا ہے، اور میں بندہ۔ اور بندے پر آقا کے سوا ن رحم کھائے گا۔ (۲) میرے مولا، میرے آقا! تو عزت والا ہے اور میں ذلیل۔ اور ذلیل پر عزت دار علاوہ اور کون رحم کرے گا۔ (۳) میرے مالک! میرے مالک! تو خالق ہے اور میں مخلوق، اور مخلوق پر کے سوا کون ترس کھائے گا۔ (۴) میرے مولا میرے مولا! تو عطا کرنے والا ہے اور میں سوالی۔ اور ل پر عطا کرنے والے کے علاوہ کون مہربانی کرے گا۔

(۵) میرے آقا! میرے آقا! تو فریادرس ہے اور میں فریادی۔ اور فریادی پر فریادرس کے علاوہ کون رحم کرے گا۔ (۶) میرے مالک! میرے مالک! تو باقی ہے اور میں فانی۔ اور فانی پر دائم وجاوید کے علاوہ کون رحم کرے گا (۷) میرے مولا! میرے مولا! تو زندہ ہے اور میں مردہ۔ اور مردہ پر زندہ کے سوا کون ترس کھائے گا۔ (۸) میرے مولا! میرے مولا! تو دائم ہے اور میں نابود ہونے والا اور نابود ہونے والے پر دائم کے علاوہ کون رحم کرسکتا ہے۔

(۹) میرے مالک! میرے مالک! تو طاقتور ہے اور میں کمزور۔ اور کمزور پر طاقتور کے علاوہ کون رحم کرے گا۔ (۱۰) میرے مولا! میرے مالک! تو غنی ہے اور میں تہی دست؛ اور تہی دست پر غنی کے علاوہ کون رحم کھائے گا۔ (۱۱) میرے آقا! میرے آقا! تو بڑا ہے اور میں چھوٹا۔ اور چھوٹے پر بڑے کے سوا کون نظر شفقت کرے گا۔ (۱۲) میرے مولا! میرے مولا! تو مالک ہے اور میں غلام۔ اور غلام پر مالک کے سوا کون مہربانی کرے گا۔



وَمِنْ دُعاءِهِ عَلَيْهِ السَّلامُ فِي الْأَيّامِ السَّبْعَةِ

(٦٢) دُعاءُ يَوْمِ الْأَحَدِ

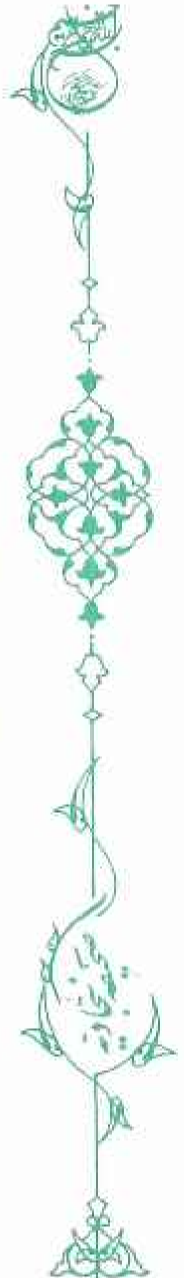
بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ (١) بِسْمِ اللهِ الَّذِي لاأَرْجُو إِلّا فَضْلَهُ وَ أَخْشىٰ إِلّا عَدْلَهُ وَ لاَ أَعْتَمِدُ إِلّا قَوْلَهُ وَ لاَ أَتَمَسَّكُ إِلّا بِحَبْلِهِ (٢). أَسْتَجِيرُ يا ذَا الْعَفْوِ وَ الرِّضْوانِ مِنَ الظُّلْمِ وَ الْعُدْوانِ وَ مِنْ غِيَرِ الزَّمانِ تَواتُرِ الْأَحْزانِ وَ مِن طَوارِقِ الْحَدَثانِ وَ مِنِ انْقِضاءِ الْمُدَّةِ قَبْلَ التَّأَهُّبِ وَ الْعُدَّةِ (٣) وَ إِيّاكَ أَسْتَرْشِدُ لِما فِيهِ الصَّلاحُ وَ الْإِصْلاحُ (٤) وَ بِكَ أَسْتَعِينُ فِيما يَقْتَرِنُ بِهِ النَّجاحُ وَ الْإِنْجاحُ (٥) وَ إِيّاكَ أَرْغَبُ فِي لِباسِ الْعافِيَةِ وَ تَمامِها وَ شُمُولِ السَّلامَةِ وَ دَوامِها وَ أَعُوذُ بِكَ يا رَبِّ مِنْ هَمَزاتِ الشَّياطِينِ وَ أَحْتَرِزُ بِسُلْطانِكَ مِنْ جَوْرِ السَّلاطِينِ فَتَقَبَّلْ ما كانَ مِنْ صَلاتِي وَ صَوْمِي وَاجْعَلْ غَدِي وَ مابَعْدَهُ أَفْضَلَ مِنْ ساعَتِي وَ يَوْمِي وَ أَعِزَّنِي فِي عَشِيرَتِي وَ قَوْمِي وَاحْفَظْنِي فِي يَقْظَتِي وَ نَوْمِي فَأَنْتَ اللهُ خَيْرٌ حافِظاً وَ أَنْتَ أَرْحَمُ الرّاحِمِينَ (٦) اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَبْرَءُ إِلَيْكَ فِي يَوْمِي هٰذا وَ فِي مابَعْدَهُ مِنَ الْآحادِ مِنَ الشِّرْكِ وَ الْإِلْحادِ وَ أُخْلِصُ لَكَ دُعآئِي تَعَرُّضاً لِلْإِجابَةِ (٧) فَصَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَءَالِ مُحَمَّدٍ خَيْرِ خَلْقِكَ الدّاعِي إِلىٰ حَقِّكَ وَ أَعِزَّنِي بِعِزِّكَ الَّذِي لايُضامُ وَاحْفَظْنِي بِعَيْنِكَ الَّتِي لاتَنامُ وَ اخْتِمْ بِالْإِنْقِطاعِ إِلَيْكَ أَمْرِي وَ بِالْمَغْفِرَةِ عُمْرِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ.

ہفتہ کے سات دنوں میں حضرتؑ کے پڑھنے کی دعائیں

۶۲۔ دعائے روز یک شنبہ

(۱) اس اللہ تعالیٰ کے نام سے مدد مانگتا ہوں جس کے فضل و کرم ہی کا امیدوار ہوں اور جس کے ل ہی سے اندیشہ ہے۔ اسی کی بات پر مجھے بھروسہ ہے اور اسی کی رسی سے وابستہ ہوں۔ (۲) اے عفو دی کے مالک! میں تجھ سے ظلم و جور، زمانہ کے انقلابات، غموں کے پیہم ہجوم اور نازل ہونے والی ۔ ں سے پناہ مانگتا ہوں اور اس بات سے کہ آخرت کا ساز و سامان اور زادِ راہ مہیا کرنے سے پہلے ہی ت حیات ختم ہوجائے۔ (۳) اور تجھ ہی سے ان چیزوں کی رہنمائی چاہتا ہوں جن میں اپنی بہبودی اور سروں کی فلاح و درستی کا سامان ہو۔ (۴) اور تجھ ہی سے مدد مانگتا ہوں ان باتوں کی جن میں اپنی فلاح و مرانی اور دوسرے کو کامیاب بنانے کی صورت مضمر ہو۔ (۵) اور تجھ ہی سے خواہشمند ہوں لباس عافیت پہنانے) اور اسے اتمام تک پہنچانے کا اور سلامتی کے شامل حال ہونے اور اس کے دائم و برقرار رہنے کا اور تیرے ہی ذریعہ اے میرے پروردگار پناہ مانگتا ہوں شیطان کے وسوسوں سے۔ اور تیرے ہی تسلط و اقتدار کے ذریعہ تحفظ چاہتا ہوں فرمانرواؤں کے ظلم و جور سے تو میری گزشتہ نمازوں اور روزوں کو قبول فرما اور کل کے دن اور اس کے بعد کے دنوں کو آج کی گھڑی اور آج کے دن سے بہتر قرار دے اور مجھے اپنے قوم و قبیلہ میں عزت و توقیر دے اور خواب و بیداری کی حالت میں میری حفاظت فرما۔ تو ہی وہ اللہ ہے جو سب سے بہتر نگران و محافظ ہے اور تو ہی سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ (۶) اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں اس اتوار اور بعد اتواروں میں شرک و بے دینی سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں اور قبولیت کی خاطر خلوص نیت کے ساتھ تجھ سے دعاء کرتا ہوں اور بامید ثواب تیری اطاعت و فرمانبرداری پر برقرار ہوں۔

(۷) لہٰذا تو بہترین خلائق اور حق کے نمائندے (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت نازل فرما، اور اپنی اس عزت کے وسیلہ سے جسے مغلوب نہیں کیا جا سکتا مجھے عزت و بزرگی دے اور اپنی اس آنکھ سے میری حفاظت فرما جو خواب آلودہ نہیں ہوتی اور میرے ہر کام کا انجام اپنے دامن سے وابستگی اور میری عمر خاتمہ اپنی مغفرت و آمرزش پر قرار دے۔ بلاشبہ تو بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔



(٦٣) دُعاءُ يومِ الإثْنَيْنِ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحيمِ

(١) اَلْحَمْدُ للهِ الَّذي لَمْ يُشْهِدْ أَحَداً حينَ فَطَرَ السَّمٰواتِ وَ الْأَرْضَ وَ لَااتَّخَذَ مُعيناً حينَ بَرَأَ النَّسَمَاتِ (٢) لَمْ يُشارَكْ فِي الإلٰهِيَّةِ لَمْ يُظاهَرْ فِي الْوَحْدانِيَّةِ (٣) كَلَّتِ الْأَلْسُنُ عَنْ غايَةِ صِفَتِهِ وَ انْحَسَرَتِ الْعُقُولُ عَن كُنْهِ مَعْرِفَتِهِ وَتَواضَعَتِ الْجَبابِرَةُ لِهَيْبَتِهِ وَعَنَتِ الْوُجُوهُ لِخَشْيَتِهِ وَانْقادَ كُلُّ عَظيمٍ لِعَظَمَتِهِ (٤) فَلَكَ الْحَمْدُ مُتَواتِراً مُتَّسِقاً مُتَوالِياً مُسْتَوْسِقاً (٥) وَ صَلَواتُهُ عَلىٰ رَسُولِهِ أَبَداً وَّ سَلامُهُ دآئِماً سَرْمَداً (٦) اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ أَوَّلَ يَوْمي هٰذا صَلاحاً وَ أَوْسَطَهُ فَلاحاً وَّ اٰخِرَهُ نَجاحاً وَّ أَعُوذُ بِكَ مِن يَّوْمٍ أَوَّلُهُ فَزَعٌ وَأَوْسَطُهُ جَزَعٌ وَّ اٰخِرُهُ وَجَعٌ (٧) اَللّٰهُمَّ إنّي أَسْتَغْفِرُكَ لِكُلِّ نَذْرٍ نَّذَرْتُهُ وَ لِكُلِّ وَعْدٍ وَّعَدْتُهُ وَ لِكُلِّ عَهْدٍ عاهَدْتُهُ ثُمَّ لَمْ أَفِ لَكَ بِهِ (٨) وَ أَسْأَلُكَ في مَظالِمِ عِبادِكَ عِنْدي فَأَيُّما عَبْدٍ مِّنْ عَبيدِكَ أَوْ أَمَةٍ مِّنْ إمآئِكَ كانَتْ لَهُ قِبَلي مَظْلَمَةٌ ظَلَمْتُهآ إيّاهُ في نَفْسِهِ أَوْ في عِرْضِهِ أَوْ فى مالِهِ أَوْ في أَهْلِهِ وَ وَلَدِهِ أَوْ غيبَةٌ اغْتَبْتُهُ بِهآ أَوْ تَحامُلٌ عَلَيْهِ بِمَيْلٍ أَوْ هَوىً أَوْ أَنَفَةٍ أَوْ حَمِيَّةٍ أَوْ رِيآءٍ أَوْ عَصَبِيَّةٍ غائِباً كانَ أَوْ شاهِداً وَّ حَيّاً كانَ أَوْ مَيِّتاً فَقَصُرَتْ يَدي وَ ضاقَ وُسْعي عَن رَّدِّهآ إلَيْ

۶۳۔ دعائے روز دوشنبہ۔

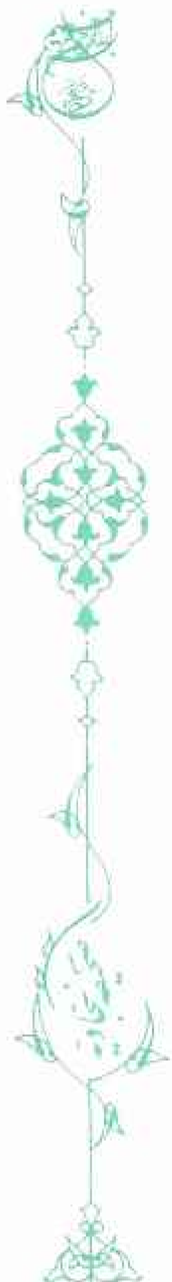
(۱) تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں کہ جب اس نے زمین و آسمان کو خلق فرمایا تو کسی کو گواہ نہیں بنایا اور جب جانداروں کو پیدا کیا تو اپنا کوئی مددگار نہیں ٹھہرایا۔ (۲) الوہیت میں کوئی اس کا شریک، اور وحدت (وانفرادیت سے مخصوص ہونے) میں کوئی اس کا معاون نہیں ہے۔ (۳) زبانیں اس کے انتہائے صفات کے بیان کرنے سے گنگ اور عقلیں اس کی معرفت کی تہہ تک پہنچنے سے عاجز ہیں۔ جابر و سرکش اس کی ہیبت کے سامنے جھکے ہوئے، چہرے نقاب خشیت اوڑھے ہوئے اور عظمت والے اس کی عظمت کے آگے سرافگندہ ہیں۔ (۴) تو بس تیرے ہی لئے حمد و ستائش ہے پے در پے، لگاتار مسلسل و پیہم (۵) اور اس کے رسولؐ پر اللہ تعالیٰ کی ابدی رحمت اور دائم و جاودانی سلام ہو۔

(۶) بارالہا میرے اس دن کے ابتدائی حصہ کو صلاح و درستی، درمیانی حصہ کو فلاح و بہبودی اور آخری حصہ کو کامیابی و کامرانی سے ہمکنار کردے۔ اور اس دن سے جس کا پہلا حصہ خوف، درمیانی حصہ بے تابی اور آخری حصہ درد و الم کے ہو، تجھ سے پناہ مانگتا ہوں۔ (۷) بارالہا! ہر اس نذر کے لئے جو میں نے مانی ہو، ہر اس وعدہ کی نسبت جو میں نے کیا ہو اور ہر اس عہد و پیمان کی بابت جو میں نے باندھا ہو پھر کسی ایک کو بھی تیرے لئے پورا نہ کیا ہو تجھ سے عفو و بخشش کا خواستگار ہوں۔

(۸) اور تیرے بندوں کے ان حقوق و مظالم کی بابت جو مجھ پر عائد ہوتے ہیں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تیرے بندوں میں سے جس بندے کا اور تیری کنیزوں میں سے جس کنیز کا کوئی حق مجھ پر ہو، اس طرح کہ خود اس کی ذات یا اس کی عزت یا اس کے مال یا اس کے اہل و اولاد کی نسبت میں مظلمہ کا مرتکب ہوا ہوں یا غیبت کے ذریعہ اس کی بدگوئی کی ہو یا (اپنے ذاتی) رجحان یا کسی خواہش یا رعونت یا خود پسندی یا ریا، یا عصبیت سے اس پر ناجائز دباؤ ڈالا ہو چاہے وہ غائب ہو یا حاضر، زندہ ہو یا مر گیا

وَ التَّحَلُّلِ مِنْهُ (٩) فَأَسْأَلُكَ يا مَن يَمْلِكُ الْحاجاتِ وَ هِيَ مُسْتَجِيبَةٌ لِمَشِيَّتِهِ وَ مُسْرِعَةٌ إِلَىٰ إِرادَتِهِ أَن تُصَلِّيَ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ أَن تُرْضِيَهُ عَنّي بِمَا شِئْتَ وَ تَهَبَ لي مِنْ عِنْدِكَ رَحْمَةً إِنَّهُ لاتَنْقُصُكَ الْمَغْفِرَةُ وَ لاتَضُرُّكَ الْمَوْهِبَةُ يا أَرْحَمَ الرّاحِمِينَ (١٠) اَللّهُمَّ أَوْلِني كُلَّ يَومٍ اثْنَيْنِ نِعْمَتَيْنِ مِنْكَ ثِنْتَيْنِ سَعادَةً فِي أَوَّلِهِ بِطاعَتِكَ وَ نِعْمَةً فِي آخِرِهِ بِمَغْفِرَتِكَ يا مَنْ هُوَ الإِلٰهُ وَ لا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ سِواهُ.





ہو۔اور اب اس کا حق ادا کرنا یا اسے بجا لانا میرے دسترس سے باہر اور میری طاقت سے بالا ہو۔

(۹) تو اے وہ جو حاجتوں کے بر لانے پر قادر ہے اور وہ حاجتیں اس کی مشیت کے زیر فرمان وراس کے ارادہ کی جانب تیزی سے بڑھتی ہیں میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو محمدؐ اور ان کی آلؑ پر رحمت نازل فرمائے اور ایسے شخص کو جس طرح تو چاہے مجھ سے راضی کر دے اور مجھے اپنے پاس سے رحمت عطا ۔بلاشبہ مغفرت وآمرزش سے تیرے یہاں کوئی کمی نہیں ہوتی اور نہ بخشش وعطا سے تجھے کوئی نقصان پہنچ سکتا ہے اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

(۱۰) بارالٰہا! تو مجھے دوشنبہ کے دن اپنی جانب سے دو نعمتیں مرحمت فرما۔ایک یہ کہ اس دن کے ابتدائی حصہ میں تیری اطاعت کے ذریعہ سعادت حاصل ہو اور دوسرے یہ کہ اس کے آخری حصہ میں تیری مغفرت کے باعث نعمت سے بہرہ مند ہوں۔اے وہ کہ وہی معبود ہے اور اس کے علاوہ کوئی گناہوں کو بخش نہیں سکتا۔



(٢٤) دُعاءُ يَوْمِ الثُّلاثاءِ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحيمِ (١) اَلْحَمْدُ للهِ وَالْحَمْدُ حَقُّهُ كَما يَسْتَحِقُّهُ حَمْداً كَثيراً (٢) وَ أَعُوذُ بِهِ مِن شَرِّ نَفْسي ﴿إِنَّ النَّفْسَ لَأَمّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلاّ ما رَحِمَ رَبّي﴾ (٣) وَ أَعُوذُ بِهِ مِن شَرِّ الشَّيْطانِ الَّذي يَزيدُني ذَنْباً إِلىٰ ذَنْبي (۴) وَأَحْتَرِزُ بِهِ مِنْ كُلِّ جَبّارٍ فاجِرٍ وَّ سُلْطانٍ جائِرٍ وَّ عَدُوٍّ قاهِرٍ (۵) اَللّٰهُمَّ اجْعَلْني مِن جُنْدِكَ فَإِنَّ جُنْدَكَ هُمُ الْغالِبُونَ وَاجْعَلْني مِنْ حِزْبِكَ فَإِنَّ حِزْبَكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ وَاجْعَلْني مِنْ أَوْلِيآئِكَ فَإِنَّ أَوْلِيآئَكَ لاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لا هُمْ يَحْزَنُونَ (٦) اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لي ديني فَإِنَّهُ عِصْمَةُ أَمْري وَ أَصْلِحْ لي آخِرَتي فَإِنَّها دارُ مَقَرّي وَ إِلَيْها مِن مُجاوَرَةِ اللِّئامِ مَفَرّي وَاجْعَلِ الْحَياةَ زِيادَةً لي في كُلِّ خَيْرٍ وَ الْوَفاةَ راحَةً لّي مِن كُلِّ شَرٍّ (٧) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ خاتَمِ النَّبِيّينَ وَ تَمامِ عِدَّةِ الْمُرْسَلينَ وَ عَلىٰ آلِهِ الطَّيِّبينَ الطّاهِرينَ وَ أَصْحابِهِ الْمُنْتَجَبينَ وَهَبْ لي فِي الثُّلاثآءِ ثَلاثاً (٨) لاتَدَعْ لي ذَنْباً إِلاّ غَفَرْتَهُ وَ لا غَمّاً إِلاّ أَذْهَبْتَهُ وَ لا عَدُوّاً إِلاّ دَفَعْتَهُ بِبِسْمِ اللهِ خَيْرِ الْأَسْمآءِ بِسْمِ اللهِ رَبِّ الْأَرْضِ وَ السَّمآءِ (٩) أَسْتَدْفِعُ كُلَّ مَكْرُوهٍ أَوَّلُهُ سَخَطُهُ وَأَسْتَجْلِبُ كُلَّ مَحْبُوبٍ أَوَّلُهُ رِضاهُ فَاخْتِمْ لي مِنْكَ بِالْغُفْرانِ يا وَلِيَّ الْإِحْسانِ.

۶۴۔ دعائے روز سہ شنبہ

(۱)سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور وہی تعریف کا حق دار اور وہی اس کا مستحق ہے۔ایسی تعریف جو کثیر و فراوان ہو۔(۲)اور میں اپنے ضمیر کی برائی سے اس کے دامن میں پناہ مانگتا ہوں۔اور بے شک نفس بہت زیادہ برائی پر ابھارنے والا ہے مگر یہ کہ میرا پروردگار رحم کرے۔ (۳)اور میں اللہ ہی کے ذریعہ اس شیطان کے شر و فساد سے پناہ چاہتا ہوں جو میرے لئے گناہ پر گناہ بڑھاتا جارہا ہے۔(۴)اور میں ہر سرکش، بدکار اور ظالم بادشاہ اور چیرہ دست دشمن سے اس کے دامن حمایت میں پناہ گزین ہوں۔(۵)بارالہا! مجھے اپنے لشکر میں قرار دے کیونکہ تیرا لشکر ہی غالب و فتح مند ہے۔اور مجھے اپنے گروہ میں قرار دے کیونکہ تیرا گروہ ہی ہر لحاظ سے بہتری پانے والا ہے۔اور مجھے اپنے دوستوں میں سے قرار دے کیونکہ تیرے دوستوں کو نہ کوئی اندیشہ ہوتا ہے اور نہ وہ افسردہ و غمگین ہوتے ہیں۔(۶)اے اللہ! میرے لئے میرے دین کو آراستہ کر دے اس لئے کہ وہ میرے ہر معاملہ میں حفاظت کا ذریعہ ہے۔اور میری آخرت کو بھی سنوار دے کیونکہ وہ میری مستقل منزل اور دنی و فرومایہ لوگوں سے (پیچھا چھڑا کر) نکل بھاگنے کی جگہ ہے۔اور میری زندگی کو ہر نیکی میں اضافہ کا باعث اور میری موت کو ہر رنج و تکلیف سے راحت و سکون کا ذریعہ قرار دے۔

(۷)اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو نبیوں کے خاتم اور پیغمبروں کے سلسلہ کے فرد آخر ہیں، ان پر اور ان کی پاک پاکیزہ آل اور برگزیدہ اصحاب پر رحمت نازل فرما اور مجھے اس روز سہ شنبہ میں تین چیزیں عطا فرما۔(۸)وہ یہ کہ میرے کسی گناہ کو باقی نہ رہنے دے مگر یہ کہ اسے بخش دے۔اور نہ کسی غم کو مگر یہ کہ اسے برطرف کر دے۔اور نہ کسی دشمن کو مگر یہ کہ اسے دور کر دے۔بسم اللہ کے واسطہ سے جو (اللہ تعالیٰ کے) تمام ناموں میں سے بہتر نام (پر مشتمل) ہے اور اللہ کے نام کے واسطہ سے جو زمین و آسمان کا پروردگار ہے۔(۹)میں تمام ناپسندیدہ چیزوں کا دفعیہ چاہتا ہوں۔جن میں اوّل درجہ پر اس کی ناراضی ہے اور تمام پسندیدہ چیزوں کو سمیٹ لینا چاہتا ہوں۔جن میں سب سے مقدم اس کی رضا مندی ہے۔اے فضل و احسان کے مالک تو اپنی جانب سے میرا خاتمہ بخشش و مغفرت پر فرما۔

(٦٥) دُعاءُ يَوْمِ الْأَرْبَعاءِ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) اَلْحَمْدُ للهِ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ لِباساً وَّ النَّوْمَ سُباتاً وَّجَعَلَ النَّهارَ نُشُوراً (٢) لَكَ الْحَمْدُ أَن بَعَثْتَنِي مِن مَّرْقَدِي وَلَوْ شِئْتَ جَعَلْتَهُ سَرْمَداً حَمْداً دائِماً لايَنْقَطِعُ أبداً وَّ لايُحْصِي لَهُ الْخَلائِقُ عَدَداً (٣) اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْ خَلَقْتَ فَسَوَّيْتَ وَ قَدَّرْتَ وَ قَضَيْتَ وَ أَمَتَّ وَ أَحْيَيْتَ وَ أَمْرَضْتَ وَ شَفَيْتَ وَ عافَيْتَ وَ أَبْلَيْتَ وَ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَيْتَ وَ عَلَى الْمُلْكِ احْتَوَيْتَ (٤) أَدْعُوكَ دُعاءَ مَن ضَعُفَتْ وَسِيلَتُهُ وَانْقَطَعَتْ حِيلَتُهُ وَاقْتَرَبَ أَجَلُهُ وَ تَدانىٰ فِي الدُّنْيا أَمَلُهُ وَاشْتَدَّتْ إِلىٰ رَحْمَتِكَ فاقَتُهُ وَ عَظُمَتْ لِتَفْرِيطِهِ حَسْرَتُهُ وَ كَثُرَتْ زَلَّتُهُ وَ عَثْرَتُهُ وَ خَلُصَتْ لِوَجْهِكَ تَوْبَتُهُ (٥) فَصَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ خاتَمِ النَّبِيِّينَ وَ عَلىٰ أَهْلِ بَيْتِهِ الطَّيِّبِينَ الطّاهِرِينَ وَارْزُقْنِي شَفاعَةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ لاتَحْرِمْنِي صُحْبَتَهُ إِنَّكَ أَنْتَ أَرْحَمُ الرّاحِمِينَ (٦) اللّٰهُمَّ اقْضِ لِي فِي الْأَرْبِعاءِ أَرْبَعاً : اجْعَلْ قُوَّتِي فِي طاعَتِكَ وَ نَشاطِي فِي عِبادَتِكَ وَ رَغْبَتِي فِي ثَوابِكَ وَ زُهْدِي فِيما يُوجِبُ لِيَ أَلِيمَ عِقابِكَ إِنَّكَ لَطِيفٌ لِّما تَشاءُ.



۶۵۔ دعائے روز چہار شنبہ۔

(۱) تمام تعریف اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے رات کو پردہ بنایا اور نیند کو آرام و راحت کا ذریعہ اور دن کو حرکت و عمل کے لئے قرار دیا۔ (۲) تمام تعریف تیرے ہی لئے ہے کہ تو نے مجھے میری خواب گاہ سے زندہ اور سلامت اٹھایا۔ اور اگر تو چاہتا تو اسے دائمی خواب گاہ بنا دیتا۔ ایسی حمد جو ہمیشہ ہمیشہ رہے، جس کا سلسلہ قطع نہ ہو اور نہ مخلوق اس کی گنتی کا شمار کر سکے۔ (۳) بارالہا! تمام تعریف تیرے ہی لئے ہے کہ تو نے پیدا کیا تو ہر لحاظ سے درست پیدا کیا۔ اندازہ مقرر کیا اور حکم نافذ کیا، موت دی اور زندہ کیا۔ بیمار ڈالا اور شفا بھی بخشی۔ عافیت دی اور مبتلا بھی کیا۔ اور تو عرش پر متمکن ہے اور ملک پر چھا گیا۔

(۴) میں تجھ سے دعا مانگنے میں اس شخص کا سا طرز عمل اختیار کرتا ہوں جس کا وسیلہ کمزور، چارۂ کار ختم اور موت کا ہنگام نزدیک ہو۔ دنیا میں اس کی امیدوں کا دامن سمٹ چکا ہو اور تیری رحمت کی جانب اس کی احتیاج شدید ہو اور اپنی کوتاہیوں کی وجہ سے اسے بڑی حسرت اور اس کی لغزشوں اور خطاؤں کی کثرت ہو اور تیری بارگاہ میں صدق نیت سے اس کی توبہ ہو چکی ہو۔ (۵) تو اب خاتم الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی پاک و پاکیزہ آلؑ پر رحمت نازل فرما اور مجھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب کر اور مجھے ان کی ہم نشینی سے محروم نہ کر۔ اس لئے کہ تو تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

(۶) بارالہا! اس روز چہار شنبہ میں میری چار حاجتیں پوری کر دے۔ یہ کہ اطمینان ہو تو تیری فرمانبرداری میں۔ سرور ہو تو تیری عبادت میں، خواہش ہو تو تیرے ثواب کی جانب اور کنارہ کشی ہو تو ان چیزوں سے جو تیرے دردناک عذاب کا باعث ہیں۔ بے شک تو جس چیز کے لئے چاہے اپنے لطف کو کار فرما کرتا ہے۔



(٦٢) دُعاءُ يَوْمِ الْخَميسِ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحيمِ

(١) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذي أَذْهَبَ اللَّيْلَ مُظْلِماً بِقُدْرَتِهِ وَجآءَ بِالنَّهارِ مُبْصِراً بِرَحْمَتِهِ وَكَساني ضِيآءَهُ وَءاتاني نِعْمَتَهُ (٢) اَللّٰهُمَّ فَكَمآ أَبْقَيْتَني لَهُ فَأَبْقِني لِأَمْثالِهِ وَصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ وَّءالِهِ وَ لاتَفْجَعْني فيهِ وَ في غَيْرِهِ مِنَ اللَّيالي وَ الْأَيّامِ بِارْتِكابِ الْمَحارِمِ وَاكْتِسابِ الْمَاٰثِمِ وَ ارْزُقْني خَيْرَهُ وَ خَيْرَ ما فيهِ وَخَيْرَ مابَعْدَهُ وَاصْرِفْ عَنّي شَرَّهُ وَ شَرَّ ما فيهِ وَ شَرَّ مابَعْدَهُ (٣) اَللّٰهُمَّ إِنّي بِذِمَّةِ الْإِسْلامِ أَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ وَ بِحُرْمَةِ الْقُرْءانِ أَعْتَمِدُ عَلَيْكَ وَ بِمُحَمَّدٍ الْمُصْطَفىٰ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَّءالِهِ أَسْتَشْفِعُ لَدَيْكَ فَاعْرِفِ اللّٰهُمَّ ذِمَّتِيَ الَّتي رَجَوْتُ بِها قَضآءَ حاجَتي يا أَرْحَمَ الرّاحِمينَ (٤) اَللّٰهُمَّ اقْضِ لي فِي الْخَميسِ خَمْساً لايَتَّسِعُ لَهآ إِلّا كَرَمُكَ وَ لايُطيقُهآ إِلّا نِعَمُكَ : سَلامَةً أَقْوىٰ بِها عَلىٰ طاعَتِكَ وَ عِبادَةً أَسْتَحِقُّ بِها جَزيلَ مَثُوبَتِكَ وَسَعَةً فِي الْحالِ مِنَ الرِّزْقِ الْحَلالِ وَ أَنْ تُؤْمِنَني في مَواقِفِ الْخَوْفِ بِأَمْنِكَ وَ تَجْعَلَني مِنْ طَوارِقِ الْهُمُومِ وَالْغُمُومِ في حِصْنِكَ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّءالِهِ وَاجْعَلْ تَوَسُّلي بِهِ شافِعاً يَوْمَ الْقِيامَةِ نافِعاً إِنَّكَ أَنْتَ أَرْحَمُ الرّاحِمينَ.



٦٦۔ دعائے روز پنجشنبہ

(۱) سب تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے اپنی قدرت سے اندھیری رات کو رخصت کیا اور اپنی رحمت سے روشن دن نکالا اور اس کی روشنی کا زرتار جامہ مجھے پہنایا اور اس کی نعمت سے بہرہ مند کیا۔ (۲) بارالہا! جس طرح تو نے اس دن کے لئے مجھے باقی رکھا اسی طرح اس جیسے دوسرے دنوں کے لئے زندہ رکھ۔ اور اپنے پیغمبر محمد ﷺ اور ان کی آلؑ پر رحمت نازل فرما اور اس دن میں اور اس کے علاوہ اور راتوں اور دنوں میں حرام امور کے بجالانے اور گناہ و معاصی کے ارتکاب کرنے سے رنجیدہ خاطر نہ کر۔ اور مجھے اس دن کی بھلائی اور جو اس کے بعد ہے اس کی بھلائی عطا کر۔ اور اس دن کی برائی اور جو کچھ اس دن میں ہے اس کی برائی اور جو اس کے بعد ہے اس کی برائی مجھ سے دور کردے۔

(۳) اے اللہ! میں اسلام کے عہد و پیمان کے ذریعہ تجھ سے توسل چاہتا ہوں اور قرآن کی عزت و حرمت کے واسطہ سے تجھ پر بھروسہ کرتا ہوں اور محمد مصطفےٰ ﷺ کے وسیلہ سے تیری بارگاہ میں شفاعت کا طلب گار ہوں۔ تو اے میرے معبود! میرے اس عہد و پیمان پر نظر کر جس کے وسیلہ سے حاجت برآری کا امیدوار ہوں۔ اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

(۴) بارالہا! اس روز پنجشنبہ میں میری پانچ حاجتیں برلا جن کی سمائی تیرے ہی دامن کرم میں ہے اور تیری ہی نعمتوں کی فراوانی ان کی متحمل ہو سکتی ہے۔ ایسی سلامتی دے جس سے تیری فرمانبرداری کی قوت حاصل کرسکوں۔ ایسی توفیق عبادت دے جس سے تیرے ثواب عظیم کا مستحق قرار پاؤں۔ اور سردست رزق حلال کی فراوانی اور خوف و خطر کے مواقع پر اپنے امن کے ذریعہ مطمئن کردے اور غموں اور فکروں کے ہجوم سے اپنی پناہ میں رکھ۔ محمد ﷺ اور ان کی آلؑ پر رحمت نازل فرما اور ان سے میرے توسل کو قیامت کے دن سفارش کرنے والا، نفع بخشنے والا قرار دے۔ بیشک تو رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

(٦٧) دُعاءُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) اَلْحَمْدُ للهِ الْأَوَّلِ قَبْلَ الْإِنْشآءِ وَ الْإِحْيآءِ وَ الْآخِرِ بَعْدَ فَنآءِ الْأَشْيآءِ الْعَلِيمِ الَّذِى لايَنْسىٰ مَن ذَكَرَهُ وَ لايَنْقُصُ مَن شَكَرَهُ وَ لايُخَيِّبُ مَن دَعاهُ وَ لايَقْطَعُ رَجآءَ مَن رَّجاهُ (٢) اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُشْهِدُكَ وَ كَفىٰ بِكَ شَهِيداً وَ أُشْهِدُ جَمِيعَ مَلائِكَتِكَ وَ سُكّانَ سَمٰواتِكَ وَ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَ مَن بَعَثْتَ مِنْ أَنْبِيآئِكَ وَ رُسُلِكَ وَ أَنْشَأْتَ مِنْ أَصْنافِ خَلْقِكَ أَنِّي أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ اللهُ لآ إِلٰهَ إِلّا أَنْتَ وَحْدَكَ لاشَرِيكَ لَكَ وَ لاعَدِيلَ وَ لاخُلْفَ لِقَوْلِكَ وَ لاتَبْدِيلَ وَ أَنَّ مُحَمَّداً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ عَبْدُكَ وَ رَسُولُكَ أَدّىٰ ماحَمَّلْتَهُ إِلَى الْعِبادِ وَ جاهَدَ فِي اللهِ عَزَّوَجَلَّ حَقَّ الْجِهادِ وَ أَنَّهُ بَشَّرَ بِما هُوَحَقٌّ مِنَ الثَّوابِ وَ أَنْذَرَ بِما هُوَ صِدْقٌ مِّنَ الْعِقابِ (٣) اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْنِي عَلىٰ دِينِكَ ماأَحْيَيْتَنِي وَ لاتُزِغْ قَلْبِي بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنِي وَهَبْ لِي مِن لَّدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهّابُ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَّاجْعَلْنِي مِنْ أَتْباعِهِ وَ شِيعَتِهِ وَ احْشُرْنِي فِي زُمْرَتِهِ وَ وَفِّقْنِي لِأَدآءِ فَرْضِ الْجُمُعاتِ وَ مآ أَوْجَبْتَ عَلَيَّ فِيها مِنَ الطّاعاتِ وَ قَسَمْتَ لِأَهْلِها مِنَ الْعَطآءِ فِي يَوْمِ الْجَزاءِ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ.

٦٧۔ دعائے روز جمعہ

(۱) تمام تعریف اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو پیدا کرنے اور زندگی بخشنے سے پہلے موجود تھا اور تمام چیزوں کے فنا ہونے کے بعد باقی رہے گا۔ وہ ایسا علم والا ہے کہ جو اسے یاد رکھے اسے بھولتا نہیں جو اس کا شکر ادا کرے اس کے یہاں کمی نہیں ہونے دیتا۔ جو اسے پکارے اسے محروم نہیں کرتا۔ جو اس سے امید رکھے اس کی امید نہیں توڑتا۔ (۲) بارالہا! میں تجھے گواہ کرتا ہوں اور تو گواہ ہونے کے لحاظ سے بہت کافی ہے۔ اور تیرے تمام فرشتوں اور تیرے آسمانوں میں بسنے والوں اور تیرے عرش کے اٹھانے والوں اور تیرے فرستادہ نبیوں اور رسولوں اور تیری پیدا کی ہوئی قسم قسم کی مخلوقات کو اپنی گواہی پر گواہ کرتا ہوں کہ تو ہی معبود ہے اور تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ تو وحدہ لاشریک ہے تیرا کوئی ہمسر نہیں ہے۔ تیرے قول میں نہ وعدہ خلافی ہوتی ہے اور نہ کوئی تبدیلی۔ اور یہ کہ محمد ﷺ تیرے خاص بندے اور رسولؐ ہیں۔ جن چیزوں کی ذمہ داری تو نے ان پر عائد کی وہ بندوں تک پہنچا دیں۔ انھوں نے خدائے بزرگ و برتر کی راہ میں جہاد کر کے حق جہاد ادا کیا اور صحیح صحیح ثواب کی خوشخبری دی اور واقعی عذاب سے ڈرایا۔

(۳) بارالہا! جب تک تو مجھے زندہ رکھے اپنے دین پر ثابت قدم رکھ اور جب کہ تو نے مجھے ہدایت کر دی تو میرے دل کو بے راہ نہ ہونے دے اور مجھے اپنے پاس سے رحمت عطا کر۔ بیشک تو ہی (نعمتوں کا) بخشنے والا ہے۔ محمد ﷺ اور ان کی آلؑ پر رحمت نازل فرما اور ہمیں ان کے اتباع اور ان کی جماعت میں قرار دے اور ان کے گروہ میں محشور فرما اور نماز جمعہ کے فریضہ اور اس دن کی دوسری عبادتوں کے بجا لانے اور ان فرائض پر عمل کرنے والوں پر قیامت کے دن جو عطائیں تو نے تقسیم کی ہیں انھیں حاصل کرنے کی توفیق مرحمت فرما بے شک تو صاحب اقتدار اور حکمت والا ہے۔





(٦٨) دُعاءُ يَوْمِ السَّبْتِ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(١) بِسْمِ اللهِ كَلِمَةِ الْمُعْتَصِمِينَ وَ مَقالَةِ الْمُتَحَرِّزِينَ وَ أَعُوذُ بِاللهِ تَعالىٰ مِن جَوْرِ الْجائِرِينَ وَ كَيْدِ الْحاسِدِينَ وَ بَغْيِ الظّالِمِينَ وَ أَحْمَدُهُ فَوْقَ حَمْدِ الْحامِدِينَ (٢) اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْواحِدُ بِلاشَرِيكٍ وَّ الْمَلِكُ بِلاتَمْلِيكٍ لاتُضادُّ في حُكْمِكَ وَ لاتُنازَعُ في مُلْكِكَ (٣) أَسْأَلُكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ عَبْدِكَ وَ رَسُولِكَ وَ أَنْ تُوزِعَني مِن شُكْرِ نَعْماكَ ماتَبْلُغُ بي غايَةَ رِضاكَ وَ أن تُعِينَني عَلىٰ طاعَتِكَ وَ لُزُومِ عِبادَتِكَ وَ اسْتِحْقاقِ مَثُوبَتِكَ بِلُطْفِ عِنايَتِكَ وَ تَرْحَمَني بِصَدّي عَنْ مَّعاصِيكَ ما أَحْيَيْتَني وَ تُوَفِّقَني لِما يَنْفَعُني ما أَبْقَيْتَني وَ أَنْ تَشْرَحَ بِكِتابِكَ صَدْرِي وَ تَحُطَّ بِتِلاوَتِهِ وِزْرِي وَ تَمْنَحَنِي السَّلامَةَ في دِيني وَ نَفْسي وَ لاتُوحِشْ بي أَهْلَ أُنْسي وَ تُتِمَّ إحْسانَكَ فِيما بَقِيَ مِنْ عُمُري كَما أَحْسَنْتَ فِيما مَضىٰ مِنْهُ يا أَرْحَمَ الرّاحِمِينَ.



۶۸۔ دعائے روز شنبہ

(۱) مدد اللہ تعالیٰ کے نام سے جو حفاظت چاہنے والوں کا کلمہ کلام اور پناہ ڈھونڈنے والوں کا وردِ زبان ہے۔ اور خداوند تعالیٰ سے پناہ چاہتا ہوں ستم گاروں کی ستم رانی، حاسدوں کی فریب کاری اور ظالموں کے ظلم ناروا سے میں اس کی حمد کرتا ہوں (اور سوال کرتا ہوں کہ وہ اس کی حمد کو) تمام حمد کرنے والوں کی حمد پر فوقیت دے۔

(۲) بارالہا! تو ایک اکیلا ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں۔ اور بغیر کسی کے مالک بنائے تو مالک و فرمانروا ہے۔ تیرے حکم کے آگے کوئی روک کھڑی نہیں کی جاسکتی اور نہ تیری سلطنت و فرمانروائی میں تجھ سے ٹکرلی جاسکتی ہے۔

(۳) میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو اپنے عبد خاص اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت نازل فرما اور اپنی نعمتوں پر ایسا شکر میرے دل میں ڈال دے جس سے تو اپنی خوشنودی کی آخری حد تک مجھے پہنچا دے۔ اور اپنی نظر عنایت سے اطاعت، عبادت کی پابندی اور ثواب کا استحقاق حاصل کرنے میں میری مدد فرمائے اور جب تک مجھے زندہ رکھے گناہوں سے باز رکھنے میں مجھ پر رحم کرے۔ اور جب تک مجھے باقی رکھے ان چیزوں کی توفیق دے جو میرے لئے سودمند ہوں اور اپنی کتاب کے ذریعہ میرا سینہ کھول دے اور اس کی تلاوت کے وسیلہ سے میرے گناہ چھانٹ سے اور جان و ایمان کی سلامتی عطا فرمائے اور میرے دوستوں کو (میرے گناہوں کے باعث) وحشت میں نہ ڈالے اور جس طرح میری گزشتہ زندگی میں احسانات کئے ہیں اسی طرح بقیہ زندگی میں مجھ پر اپنے احسانات کی تکمیل فرمائے۔ اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔



اَلْمُناجاةُ الْخَمْسَ عَشرَةَ مِنْ كَلامِ سَيِّدِ السّاجِدينَ(ع)

(٦٩) اَلْمُناجاةُ الأُولىٰ مُناجاةُ التّائِبينَ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحيمِ

(١) إلهي أَلْبَسَتْنِي الْخَطايا ثَوْبَ مَذَلَّتي وَ جَلَّلَنِي التَّباعُدُ مِنْكَ لِباسَ مَسْكَنَتي وَ أماتَ قَلْبي عَظيمُ جِنايَتي فَأَحْيِهِ بِتَوْبَةٍ مِنْكَ يا أملي وَ بُغْيَتي وَ يا سُؤْلي و مُنْيَتي فَوَعِزَّتِكَ ما أَجِدُ لِذُنوبي سِواكَ غافِراً وَ أَرىٰ لِكَسْري غَيْرَكَ جابِراً وَ قَدْخَضَعْتُ إِلَيْكَ وَ عَنَوْتُ بالإِسْتِكانَةِ لَدَيْكَ فَإن طَرَدْتَني مِن بابِكَ فَبِمَنْ أَلُوذُ وَ إن رَدَدْتَني عن جَنابِكَ فَبِمَنْ أعُوذُ فَوا أَسَفاهُ مِنْ خَجْلَتي وَافْتِضاحي و والَهْفاهُ مِن سُوءِ عَمَلي وَاجْتِراحي (٢) أَسْأَلُكَ يا غافِرَ الذَّنْبِ الْكَبيرِ وَ يا جابِرَ الْعَظْمِ الْكَسيرِ أن تَهَبَ لي مُوبِقاتِ الْجَرآئِرِ وَ تَسْتُرَ عَلَيَّ فاضِحاتِ السَّرائِرِ وَ لاتُخْلِني في مَشْهَدِ الْقِيامَةِ مِن بَرْدِ عَفْوِكَ وَ غَفْرِكَ وَ لاتُعْرِني مِن جَميلِ صَفْحِكَ وَ سَتْرِكَ (٣) إلهي ظَلِّلْ عَلىٰ ذُنوبي غَمامَ رَحْمَتِكَ وَأَرْسِلْ عَلىٰ عُيُوبي سَحابَ رَأْفَتِكَ (٤) إلهي هَلْ يَرْجِعُ الْعَبْدُ الأبِقُ إلاّ إلىٰ مَوْلاهُ أَمْ هَلْ يُجيرُهُ مِن سَخَطِهِ أحدٌ سِواهُ (٥) إلهي إن كانَ النَّدَمُ عَلَى الذَّنْبِ تَوْبَةً فَإنّي وَ عِزَّتِكَ مِنَ النّادِمينَ وَ إن كانَ الاسْتِغْفارُ مِنَ

امام زین العابدین علیہ السلام کی ۱۵ مناجاتیں

۶۹۔ مناجاتِ اول: توبہ کرنے والوں کی مناجات

بخشنے والے مہربان خدا کے نام سے

(۱) خدایا! میری خطاؤں نے مجھ کو ذلت کا لباس پہنا دیا ہے اور تجھ سے دوری نے مجھ پر بے نوائی کا لباس ڈال دیا ہے اور میرے عظیم گناہوں نے میرے دل کو مردہ کر دیا ہے، تو تو اسے زندہ کر دے اپنی توبہ کے ذریعہ اے میری امید اے میرے مقصود اے میرے مطلوب اے میری تمنا! تیری عزت کی قسم میں اپنے گناہوں کے لیے تیرے علاوہ کسی کو بخشنے والا نہیں پاتا ہوں اور اپنی شکستگی کا تیرے علاوہ کوئی جوڑنے والا نہیں دیکھتا ہوں اور میں توبہ کے ساتھ تیری بارگاہ میں خضوع کے ساتھ آیا ہوں اور ذلت کے ساتھ تیری درگاہ میں آیا ہوں پس اگر تو مجھ کو اپنے دروازہ سے ہٹا دے گا تو کس کی پناہ لوں گا اور اگر تو نے مجھ کو اپنی درگاہ سے لوٹا دیا تو کس کی پناہ میں رہوں گا، ہائے افسوس میری شرمندگی اور میری رسوائی اور ہائے افسوس میرے عمل اور کردار کی خرابی۔

(۲) میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے بڑے گناہوں کے بخشنے والے اے ٹوٹی ہڈی کے جوڑنے والے تو میرے مہلک گناہوں کو بخش دے، اور میرے پوشیدہ رسوا کرنے والے گناہوں کو چھپا دے اور عرصہ قیامت میں اپنی معافی اور بخشش کی ٹھنڈک سے جدا نہ کر اور مجھ کو محروم نہ کر اپنی پردہ پوشی اور چشم پوشی سے۔ (۳) خدایا! میرے گناہوں پر اپنے رحمت کے بادل کا سایہ کر دے اور میرے عیوب پر اپنی رحمت کے بادل نازل کر، (۴) خدایا! کیا بھاگا ہوا غلام اپنے مالک کے علاوہ کسی کے پاس لوٹتا ہے یا اس کے مالک کے غصہ وغضب سے اس کے علاوہ کوئی بچائے گا۔

(۵) خدایا اگر گناہ پر شرمندگی کا نام توبہ ہے تو میں تیری عزت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں

الْخَطِيئَةِ حِطَّةً فَإِنّي لَکَ مِنَ الْمُسْتَغْفِرِينَ لَکَ الْعُتْبىٰ حَتّىٰ تَرْضىٰ (٦

إِلٰهي بِقُدْرَتِکَ عَلَيَّ تُبْ عَلَيَّ وَ بِحِلْمِکَ عَنّي اعْفُ عَنّي وَ

بي ارْفُقْ بي (٧) إِلٰهي أَنْتَ الَّذي فَتَحْتَ لِعِبادِکَ باباً إِلىٰ عَفْوِ

سَمَّيْتَهُ التَّوْبَةَ فَقُلْتَ: ﴿تُوبُوا إِلَى اللهِ تَوْبَةً نَصُوحاً﴾ فَما عُذْرُ مَنْ أَ

دُخُولَ الْبابِ بَعْدَ فَتْحِهِ (٨) إِلٰهي إِنْ كانَ قَبُحَ الذَّنْبُ مِنْ عَبْدِ

فَلْيَحْسُنِ الْعَفْوُ مِنْ عِنْدِکَ (٩) إِلٰهي ما أَنَا بِأَوَّلِ مَنْ عَصاکَ

عَلَيْهِ وَ تَعَرَّضَ لِمَعْرُوفِکَ فَجُدْتَ عَلَيْهِ يا مُجيبَ الْمُضْطَرِّ يا کا

الضُّرِّ يا عَظيمَ الْبِرِّ يا عَليماً بِما فِي السِّرِّ يا جَميلَ السِّتْرِ ا

بِجُودِکَ وَ کَرَمِکَ إِلَيْکَ وَ تَوَسَّلْتُ بِجَنابِکَ وَ تَرَحُّمِکَ لَدَيْکَ

فَاسْتَجِبْ دُعائي وَ لا تُخَيِّبْ فيکَ رَجائي وَ تَقَبَّلْ تَوْبَتي وَ کَفِّرْ خَطيئَتي

بِمَنِّکَ وَ رَحْمَتِکَ يا أَرْحَمَ الرّاحِمينَ.





مندہ ہونے والوں میں ہوں اور اگر گناہ سے استغفار سبب محو گناہ ہے تو میں تجھ سے استغفار کرنے والوں میں ہوں، تیرے لئے سزاوار ہے کہ تو عتاب کرے، یہاں تک کہ تو راضی ہوجائے۔

(۶) خدایا اپنی قدرت کی وجہ سے میری توبہ قبول کرلے اور اپنے علم کے ذریعہ مجھ کو معاف دے اور اپنے علم کے ساتھ مجھ پر مہربانی کر۔

(۷) خدایا! تو ہی وہ ہے جس نے بندوں کے لیے اپنی معافی کا دروازہ کھولا ہے جس کا نام "توبہ رکھا ہے تو نے کہا ہے "اللہ کی طرف توبہ کرو پاک و پاکیزہ توبہ" تو اس کے لیے کیا عذر ہے جو ازہ کھلنے کے بعد اس میں داخل ہونے سے غافل رہے۔

(۸) خدایا! اگر تیرے بندہ کا گناہ قبیح ہے تو تیری معافی کو حسین ہونا چاہیے۔

(۹) خدایا میں پہلا بندہ نہیں ہوں؛ جس نے تیری نافرمانی کی اور تو نے توبہ کو قبول کیا یا تیری بارگاہ کرم میں آیا اور تو نے احسان کیا، اے مضطرب اور پریشان کی آواز کے فریادرس، اے پریشانی کو دور کرنے والے اے بہترین نیکی والے اے بندوں کے راز کو جاننے والے اے بہترین پردہ پوش میں تجھ سے شفاعت چاہتا ہوں تیرے فضل و کرم سے اور میں نے توسل کیا ہے تیری بارگاہ میں اور تیرے رحم سے پس تو میری دعا کو قبول کر، اور میری امید کو محروم نہ کر اور میری توبہ کو قبول کر اور اپنے احسان اور کرم سے میری غلطی کو ختم کردے، اے سب سے بڑے رحم کرنے والے۔



(٧٠) اَلْمُناجاةُ الثّانِيَةُ مُناجاةُ الشّاكِينَ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمنِ الرَّحيمِ (١) إلهي إلَيْكَ أشْكُو نَفْساً بِالسُّوءِ أمّارَةً وَ إلَى الْخَطيئَةِ مُبادِرَةً وَ بِمَعاصيكَ مُولَعَةً وَ لِسَخَطِكَ مُتَعَرِّضَةً تَسْلُكُ بي مَسالِكَ الْمَهالِكِ وَ تَجْعَلُني عِنْدَكَ أهْوَنَ هالِكٍ كَثيرَةَ الْعِلَلِ طَويلَةَ الْأمَلِ إنْ مَسَّهَا الشَّرُّ تَجْزَعُ وَ إنْ مَسَّهَا الْخَيْرُ تَمْنَعُ مَيّالَةً إلَى اللَّعِبِ وَ اللَّهْوِ مَمْلُوءَةً بِالْغَفْلَةِ وَ السَّهْوِ تُسْرِعُ بي إلَى الْحَوْبَةِ وَ تُسَوِّفُني بِالتَّوْبَةِ (٢) إلهي أشْكُو إلَيْكَ عَدُوّاً يُضِلُّني وَ شَيْطاناً يُغْويني قَدْ مَلَأَ بِالْوَسْواسِ صَدْري وَ أحاطَتْ هَواجِسُهُ بِقَلْبي يُعاضِدُ لِيَ الْهَوى وَ يُزَيِّنُ لي حُبَّ الدُّنْيا وَ يَحُولُ بَيْني وَ بَيْنَ الطّاعَةِ وَ الزُّلْفى (٣) إلهي إلَيْكَ أشْكُو قَلْباً قاسِياً مَعَ الْوَسْواسِ مُتَقَلِّباً وَ بِالرَّيْنِ وَ الطَّبْعِ مُتَلَبِّساً وَ عَيْناً عَنِ الْبُكاءِ مِنْ خَوْفِكَ جامِدَةً وَ إلى ما تَسُرُّها طامِحَةً (٤) إلهي لا حَوْلَ وَ لا قُوَّةَ إلّا بِقُدْرَتِكَ وَ لا نَجاةَ لي مِنْ مَكارِهِ الدُّنْيا إلّا بِعِصْمَتِكَ فَأسْألُكَ بِبَلاغَةِ حِكْمَتِكَ وَ نَفاذِ مَشِيَّتِكَ أنْ لا تَجْعَلَني لِغَيْرِ جُودِكَ مُتَعَرِّضاً وَ لا تُصَيِّرَني لِلْفِتَنِ غَرَضاً وَ كُنْ لي عَلَى الْأعْداءِ ناصِراً وَ عَلَى الْمَخازي وَ الْعُيُوبِ ساتِراً وَ مِنَ الْبَلايا واقِياً وَ عَنِ الْمَعاصي عاصِماً بِرَأْفَتِكَ وَ رَحْمَتِكَ يا أرْحَمَ الرّاحِمينَ.

۷۰۔مناجات دوم: شکایت کرنے والوں کی مناجات

بخشنے والے مہربان خدا کے نام سے

(۱) خدایا! میں تجھ سے شکایت کرتا ہوں اس نفس کی جو برائی کا حکم دینے والا ہے اور گناہ کی طرف جلدی کرنے والا ہے اور تیری نافرمانی پر بیحد حریص ہے اور تیری ناراضگی پر برابر تیار ہے اور مجھ کو ہلاکت کی راہوں پر کھینچ رہا ہے اور مجھ کو بنا رہا ہے تیرے نزدیک بدترین ہلاک ہونے والوں میں بہت زیادہ بیماری والا ہے اور دنیا کی لالچ میں بہت دراز ہے اگر اس کو برائی ملتی ہے تو جزع وفزع کرتا ہے اور اگر اس کو نیکی پہنچتی ہے تو روک دیتا ہے لہو ولعب کی طرف مائل ہے غفلت اور سہو سے بھرا ہوا وہ مجھ کو ہلاکت کی طرف کھینچتا ہے اور توبہ میں تاخیر کراتا ہے، (۲) خدایا! میں تیری طرف شکایت کرتا ہوں اس دشمن کی جو مجھ کو گمراہ کرتا ہے اور اس شیطان کی جو مجھ کو باطل کی طرف لے جاتا ہے، وسوسوں سے میرا سینہ بھرا ہے، اور اس کے اوہام نے گھیر لیا ہے میرے دل کو وہ میری خواہش پرستی پر مدد کرتا ہے اور میرے لیے دنیا کی محبت کو زینت دیتا ہے اور میرے اور طاعت وقربت خدا کے درمیان حائل ہوجاتا ہے۔

(۳) خدایا! میں تجھ سے شکایت کرتا ہوں اس دل کی جو سخت ہے اور وسوسوں کے ساتھ بدلتا رہتا ہے اور بری عادت اور خودسری سے ملبوس ہے اور اس آنکھ کی جو تیرے خوف میں رونے سے خشک ہے اور جو اس کو اچھا لگتا ہے اسی طرف اٹھ جاتی ہے، (۴) خدایا! کوئی قوت اور طاقت میرے لیے نہیں ہے مگر تیری قدرت سے، اور دنیا کے مکروہات سے نجات نہیں ہے مگر تیری حفاظت سے، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری حکمت کی بلاغت سے اور تیری مشیت کے نفاذ سے کہ تو مجھ کو اپنے جود کے علاوہ کسی کے لیے طلب گار نہ بنانا اور مجھ کو فتنوں کا مقصد نہ بنانا اور میرا مددگار ہوجا دشمنوں کے مقابلہ میں اور میرے عیوب اور رسوائی کا چھپانے والا ہوجا اور بلاء سے بچانے والا اور گناہوں سے محفوظ رکھنے والا اپنی مہربانی اور رحمت سے، اے سب سے بڑے رحم کرنے والے۔

(۱۷) اَلْمُناجاةُ الثّالِثَةُ مُناجاةُ الْخائِفينَ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحيمِ

(۱) إلهي أَتُراكَ بَعْدَ الْإيمانِ بِكَ تُعَذِّبُني أَمْ بَعْدَ حُبّي إيّاكَ تُبَعِّدُني أَمْ مَعَ رَجائي لِرَحْمَتِكَ وَ صَفْحِكَ تَحْرِمُني أَمْ مَعَ اسْتِجارَتي بِعَفْوِكَ تُسْلِمُني حاشا لِوَجْهِكَ الْكَريمِ أَنْ تُخَيِّبَني لَيْتَ شِعْري أَلِلشَّقاءِ وَلَدَتْني أُمّي أَمْ لِلْعَناءِ رَبَّتْني فَلَيْتَها لَمْ تَلِدْني وَ لَمْ تُرَبِّني وَلَيْتَني عَلِمْتُ أَمِنْ أَهْلِ السَّعادَةِ جَعَلْتَني وَ بِقُرْبِكَ وَ جِوارِكَ خَصَصْتَني فَتَقَرَّ بِذٰلِكَ عَيْني وَ تَطْمَئِنَّ لَهُ نَفْسي (۲) إلهي هَلْ تُسَوِّدُ وُجُوهاً خَرَّتْ ساجِدَةً لِعَظَمَتِكَ أَوْ تُخْرِسُ أَلْسِنَةً نَطَقَتْ بِالثَّناءِ عَلىٰ مَجْدِكَ وَ جَلالَتِكَ أَوْ تَطْبَعُ عَلىٰ قُلوبٍ انْطَوَتْ عَلىٰ مَحَبَّتِكَ أَوْ تُصِمُّ أَسْماعاً تَلَذَّذَتْ بِسَماعِ ذِكْرِكَ في إرادَتِكَ أَوْ تَغُلُّ أَكُفّاً رَفَعَتْهَا الْآمالُ إلَيْكَ رَجاءَ رَأْفَتِكَ أَوْ تُعاقِبُ أَبْداناً عَمِلَتْ بِطاعَتِكَ حَتّىٰ نَحِلَتْ في مُجاهَدَتِكَ أَوْ تُعَذِّبُ أَرْجُلاً سَعَتْ في عِبادَتِكَ (۳) إلهي لاتُغْلِقْ عَلىٰ مُوَحِّديكَ أَبْوابَ رَحْمَتِكَ وَ لاتَحْجُبْ مُشْتاقيكَ عَنِ النَّظَرِ إلىٰ جَميلِ رُؤْيَتِكَ (۴) إلهي نَفْسٌ أَعْزَزْتَها بِتَوحيدِكَ كَيْفَ تُذِلُّها بِمَهانَةِ

۷۱۔ سوم: خوف رکھنے والوں کی مناجات

بخشنے والے مہربان خدا کے نام سے

(۱) خدایا! میں یقین کرلوں کہ ایمان لانے کے بعد بھی تو عذاب کرے گا یا تیری محبت کے بعد بھی تو مجھ کو دور کردے گا یا تیری رحمت اور چشم پوشی کی امید کے بعد تو مجھکو محروم کردے گا یا میرے تیرے عفو کی پناہ چاہنے کے بعد بھی مجھے عقاب کے حوالہ کردے گا!! ہرگز تیری کریم ذات سے امید نہیں کہ تو مجھ کو ناامید کرے گا کاش میں سمجھتا کہ میری ماں نے مجھ کو شقاوت کیلئے پیدا کیا ہے پریشانی کے لئے مجھ کو پالا ہے کاش اس نے مجھ کو نہ پیدا کیا ہوتا اور نہ پالا ہوتا اور کاش مجھ کو معلوم ہوتا کہ تو نے مجھ کو اہل سعادت میں قرار دیا ہے اور اپنے قرب وجوار سے مخصوص کیا ہے کہ اس سے میری آنکھ کو ٹھنڈک ہو اور میرا نفس مطمئن ہو۔

(۲) خدایا کیا تو ان چہروں کو سیاہ کرے گا جو تیری عظمت کے سامنے سجدہ ریز ہیں یا ان زبانوں کو گنگ کرے گا جو تیری بزرگی اور جلالت کے ساتھ تعریف کرتی ہیں یا ان دلوں پر مہر لگادے گا جو تیری محبت سے بھرے ہیں یا تو ان کانوں کو بہرہ کردے گا جو تیرے ذکر کے سننے کی لذت پاتے رہے تیرے ارادہ میں یا ان ہاتھوں کو باندھ دے گا جن کے تیری مہربانی کی امیدوں نے تیری طرف اٹھایا ہے یا تو عذاب کرے گا ان بدنوں پر جنھوں نے تیری اطاعت میں عمل کیا یہاں تک کہ عبادت کی کوشش میں لاغر ہو گئے یا تو عذاب کرے گا ان پیروں پر جنھوں نے تیری بندگی کی راہ میں کوشش کی۔

(۳) خدایا! اپنی رحمت کے دروازوں کو اقرار توحید کرنے والوں پر بند نہ کر، اور اپنے مشتاق کو اپنے جمال کے مشاہدہ سے نہ روک کہ وہ نظر نہ کرسکے۔

(۴) اے خدا جس نفس کو تو نے اپنی توحید سے عزت دی ہے اسے کیسے اپنے فراق کی ذلت

هِجْرانِکَ وَ ضَميرٌ انْعَقَدَ عَلىٰ مَوَدَّتِکَ كَيْفَ تُحْرِقُهُ بِحَرارَةِ نيرانِکَ
(۵) إلهيَ أجِرْني مِنْ أليمِ غَضَبِکَ وَ عَظيمِ سَخَطِکَ يا حَنّانُ يا مَنّانُ يا
رَحيمُ يا رَحْمٰنُ يا جَبّارُ يا قَهّارُ يا غَفّارُ يا سَتّارُ نَجِّني بِرَحْمَتِکَ مِنْ
عَذابِ النّارِ وَ فَضيحَةِ الْعارِ إذَا امْتازَ الأَخْيارُ مِنَ الأَشْرارِ وَ حالَتِ
الأَحْوالُ وَ هالَتِ الأَهْوالُ وَ قَرُبَ الْمُحْسِنُونَ وَ بَعُدَ الْمُسيئُونَ
﴿وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مٰا كَسَبَتْ وَ هُمْ لا يُظْلَمُونَ﴾.

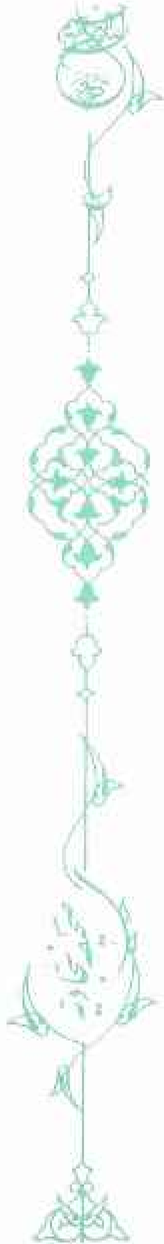




سے ذلیل کرے گا اور جس دل نے عشق ومحبت کی گرہ باندھی ہے کیسے اس کو اپنی آگ کی گرمی سے جلائے گا۔

(۵) خدایا مجھ کو اپنے دردناک عذاب اور عظیم ناراضگی سے پناہ میں لے لے اے محبت والے اے مہربانی والے اے رحمان اے رحیم اے جوڑنے والے اے قہر کرنے والے اے بخشنے والے اے چھپانے والے تو مجھ کو اپنی رحمت سے جہنم کے عذاب سے نجات دے اور عیب کی رسوائی سے جب نیک لوگ برے لوگوں سے جدا ہوں گے اور حالات بدل جائیں گے اور خوف ظاہر ہوں گے اور نیکوکار قریب ہوں گے اور برے دور ہوں گے اور ہر نفس کو وہ پورا پورا بدلہ دیا جائے گا جو کیا ہے اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔





(٧٢) اَلْمُناجاةُ الرّابِعَةُ مُناجاةُ الرّاجينَ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحيمِ (١) يا مَنْ إذا سَأَلَهُ عَبْدٌ أَعْطاهُ وَ إذآ أَمَّلَ ماعِنْدَهُ بَلَّغَهُ مُناهُ وَ إذآ أَقْبَلَ عَلَيْهِ قَرَّبَهُ وَ أَدْناهُ وَ إذا جاهَرَهُ بِالْعِصْيانِ سَتَرَ عَلىٰ ذَنْبِهِ وَ غَطّاهُ وَ إذا تَوَكَّلَ عَلَيْهِ أَحْسَبَهُ وَ كَفاهُ (٢) إلٰهي مَنِ الَّذي نَزَلَ بِکَ مُلْتَمِساً قِراکَ فَما قَرَيْتَهُ وَ مَنِ الَّذيٓ أَناخَ بِبابِکَ مُرْتَجِياً نَداکَ فَمآ أَوْلَيْتَهُ أَيَحْسُنُ أَنْ أَرْجِعَ عَنْ بابِکَ بِالْخَيْبَةِ مَصْرُوفاً وَلَسْتُ أَعْرِفُ سِواکَ مَوْلىً بِالإحْسانِ مَوْصُوفاً كَيْفَ أَرْجُو غَيْرَکَ وَ الْخَيْرُ كُلُّهُ بِيَدِکَ وَ كَيْفَ أُؤَمِّلُ سِواکَ وَالْخَلْقُ وَالأَمْرُ لَکَ أَأَقْطَعُ رَجائي مِنْکَ وَ قَدْ أَوْلَيْتَني ما لَمْ أَسْأَلْهُ مِنْ فَضْلِکَ أَمْ تُفْقِرُني إلىٰ مِثْلي وَ أَنآ أَعْتَصِمُ بِحَبْلِکَ يا مَنْ سَعِدَ بِرَحْمَتِهِ الْقاصِدونَ وَ لَمْ يَشْقَ بِنَقِمَتِهِ الْمُسْتَغْفِرونَ كَيْفَ أَنْساکَ وَ لَمْ تَزَلْ ذاكِري وَ كَيْفَ أَلْهُو عَنْکَ وَ أَنْتَ مُراقِبي (٣) إلٰهي بِذَيْلِ كَرَمِکَ أَعْلَقْتُ يَدي وَ لِنَيْلِ عَطاياکَ بَسَطْتُ أَمَلي فَأَخْلِصْني بِخالِصَةِ تَوْحيدِکَ وَاجْعَلْني مِنْ صَفْوَةِ عَبيدِکَ يا مَنْ كُلُّ هارِبٍ إلَيْهِ يَلْتَجِيءُ وَ كُلُّ طالِبٍ إيّاهُ يَرْتَجي يا خَيْرَ مَرْجُوٍّ وَيا أَكْرَمَ مَدْعُوٍّ وَ يا مَنْ لايَرُدُّ سآئِلَهُ وَ لا يُخَيِّبُ امِلَهُ يا مَنْ بابُهُ مَفْتُوحٌ لِداعيهِ وَ حِجابُهُ مَرفُوعٌ لِراجيهِ أَسْأَلُکَ بِكَرَمِکَ أَن تَمُنَّ عَلَيَّ مِنْ عَطآئِکَ بِما تَقَرُّ بِهِ عَيْني وَ مِنْ رَجآئِکَ بِما تَطْمَئِنُّ بِهِ نَفْسي وَ مِنَ الْيَقينِ بِما تُهَوِّنُ بِهِ عَلَيَّ مُصيباتِ الدُّنْيا وَتَجْلُو بِهِ عَنْ بَصيرَتي غَشَواتِ الْعَمىٰ بِرَحْمَتِکَ يآ أَرْحَمَ الرّاحِمينَ.

۲۷۔ چہارم: امید رکھنے والوں کی مناجات

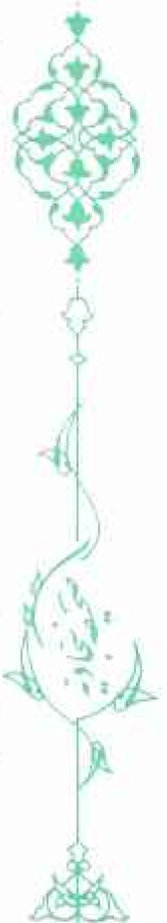
بخشنے والے مہربان خدا کے نام سے (۱) اے وہ خدا کہ جب بندہ اس سے سوال کرے تو وہ عطا کرتا ہے اور جب اس سے امید لگائے تو اس کو اس کی امید تک پہنچاتا ہے اور جب اس کی جانب رخ کرے تو اس کو قریب کرتا ہے اور جب ظاہر بظاہر اس کی معصیت کرے تو اس کے گناہ کو چھپالے اور ڈھک دے اور جب اس پر توکل کرے تو اس کے امور کے لئے کافی ہو جائے (۲) میرے معبود وہ کون ہے جو تیرے پاس وارد ہو کر مہمانی کی التماس کرے اور تو اس کی مہمان نوازی نہ کرے اور کون ہے وہ جو تیرے دروازہ پر تیری عطا کی امید کے ساتھ آئے، اور تو اس کا ولی نہ ہو، کیا یہ اچھا ہے کہ میں تیری بارگاہ سے محروم واپس جاؤں درآنحالیکہ میں تیرے وہ کسی کو احسان کے مولی سے نہیں پہچانتا میں کیسے تیرے علاوہ سے امید کروں گا جب کہ کل نیکی تیرے قبضہ ہے اور کیسے میں تیرے علاوہ کسی سے امید لگاؤں جب کہ خلق وامر تیرے اختیار میں ہے، کیا میں تجھ سے اپنی امید توڑلوں جب کہ تو نے وہ فضل بھی کیا ہے جس کا میں نے سوال نہیں کیا، یا تو مجھ جیسے فقیر کا فقیر بنادے گا جب کہ میں تیرے رشتہ مہربانی سے وابستہ ہوں، اے وہ خدا! جس کی رحمت کی وجہ سے ارادہ کرنے والے سعادت مند ہوئے اور مغفرت چاہنے والوں نے جس کے انتقام کی سختی نہ دیکھی، میں تجھ کو کیسے بھول سکتا ہوں جب کہ تو نے ہمیشہ مجھ کو یاد رکھا ہے میں تجھ سے کیونکر غافل ہو سکتا ہوں جب کہ تو میرا نگہبان ہے۔

(۳) خدایا میں نے تیرے کرم کے تحت اپنے ہاتھ کو بڑھایا ہے اور تیری عطا کو پانے کے لئے آرزو کو پھیلایا ہے پس تو مجھ کو اپنی خالص توحید کے ساتھ خالص بنا اور مجھ کو اپنے منتخب بندوں میں قرار دے اے وہ خدا جس کی طرف ہر بھاگنے والا پناہ لیتا ہے اور ہر طلب کرنے والا اسی سے امید لگاتا ہے اے وہ بہترین ذات جس سے امید کی جائے، کریم ترین ذات جس سے دعا کی جائے اے وہ ذات جو سائل کو نہیں لوٹاتا ہے اور اپنے سے امید لگانے والے کو محروم نہیں کرتا اے وہ خدا جس کا دروازہ دعا کرنے والوں کے لئے کھلا ہے اور حجاب؛ امید لگانے والوں کے لئے اٹھایا گیا ہے، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے کرم کے ذریعہ کہ تو مجھ پر احسان کر اپنی عطا سے جس سے میری آنکھ ٹھنڈی ہو جائے اور اپنی امید سے جس سے میرا نفس مطمئن ہو جائے اور یقین سے جو مجھ پر دنیا کی مصیبتوں کو آسان بنادے اور اس کے ذریعہ جہالت کے اندھے پن کے پردہ کو اپنی رحمت سے میری بصیرت سے دور کردے، اے سب سے بڑے رحم کرنے والے۔

٤٣) اَلْمُناجاةُ الْخامِسَةُ مُناجاةُ الرّاغِبينَ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحيمِ

(١) إلهي إن كانَ قَلَّ زادي فِي الْمَسيرِ إلَيْکَ فَلَقَدْ حَسُنَ ظَنّي بِالتَّوَكُّلِ عَلَيْکَ وَ إن كانَ جُرْمي قَدْ أخافَني مِنْ عُقوبَتِکَ فَإنَّ رَجآئي قَدْأشْعَرَني بِالأمْنِ مِن نَقِمَتِکَ وَ إن كانَ ذَنْبي قَدعَرَّضَني لِعِقابِکَ فَقَدْ ءاذَنَني حُسْنُ ثِقَتي بِثَوابِکَ وَ إنْ أنامَتْنِي الْغَفْلَةُ عَنِ الاِسْتِعْدادِ لِلِقآئِکَ فَقَدْ نَبَّهَتْنِي الْمَعْرِفَةُ بِكَرَمِکَ وَالآئِکَ وَ إنْ أوْحَشَ ما بَيْني وَ بَيْنَکَ فَرْطُ الْعِصْيانِ وَ الطُّغْيانِ فَقَدْ ءانَسَني بُشْرَى الْغُفْرانِ وَ الرِّضْوانِ أسْألُکَ بِسُبُحاتِ وَجْهِکَ وَ بِأنْوارِ قُدْسِکَ وَ أبْتَهِلُ إلَيْکَ بِعَواطِفِ رَحْمَتِکَ وَ لَطآئِفِ بِرِّکَ أن تُحَقِّقَ ظَنّي بِما أُؤَمِّلُهُ مِن جَزيلِ إكْرامِکَ وَ جَميلِ إنْعامِکَ فِي الْقُرْبىٰ مِنکَ وَ الزُّلْفى لَدَيْکَ وَ التَّمَتُّعِ بِالنَّظَرِ إلَيْکَ وَ هآ أنا مُتَعَرِّضٌ لِنَفَحاتِ رَوْحِکَ وَ عَطْفِکَ وَ مُنتَجِعٌ غَيْثَ جُودِکَ وَ لُطْفِکَ فآرٌّ مِن سَخَطِکَ إلىٰ رِضاکَ هارِبٌ مِنْکَ إلَيْکَ راجٍ أحْسَنَ ما لَدَيْکَ مُعَوِّلٌ عَلىٰ مَواهِبِکَ مُفْتَقِرٌ إلىٰ رِعايَتِکَ (٢) إلهي ما بَدَأتَ بِه مِنْ فَضْلِکَ فَتَمِّمْهُ وَ ماوَهَبْتَ لي مِن كَرَمِکَ فَلاتَسْلُبْهُ وَ ماسَتَرْتَهُ عَلَيَّ بِحِلْمِکَ فَلاتَهْتِكْهُ وَ ماعَلِمْتَهُ



۷۳۔پنجم: خدا کی جانب رغبت رکھنے والوں کی مناجات

بخشنے والے مہربان خدا کے نام سے

(۱) خدایا اگر تیری جانب جانے میں میرا توشہ سفر کم ہے تو تیرے توکل پر میرا حسن ظن بہت زیادہ ہے اور اگر میرے جرم نے مجھ کو تیرے عذاب سے ڈرایا ہے تو میری امید نے مجھ کو تیرے عذاب سے امن امان بخش دیا ہے اور اگر میرے گناہ نے مجھ کو تیرے عقاب کے لئے پیش کیا ہے، تو تیرے ثواب طرف حسن اعتماد نے اشارہ کیا ہے اور اگر مجھ کو میری غفلت نے تجھ سے ملاقات کیلئے آمادہ ہونے سے سلا دیا ہے تو معرفت نے مجھ کو تیرے کرم اور نعمت سے آگاہ کیا ہے اور اگر وحشت پیدا کردی ہے میرے اور تیرے درمیان افراط سرکشی و نافرمانی نے تو مغفرت اور خوشنودی کی بشارت نے انس عطا کیا ہے میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری ذات کی پاکیزگی اور تیرے نور قدس سے اور میں تجھ سے دعا کرتا ہوں عواطف رحمت اور لطائف احسان کے ذریعہ کہ میرے گمان کو متحقق کردے جس کی میں امید کرتا ہوں اپنے کرم بزرگ اور جمیل نعمت سے، اپنے مقام قرب میں اور اپنی بارگاہ میں اور اپنے حسن و جمال کے مشاہدہ سے بہرہ مند فرما اور میں تیری نسیم لطف و عنایت کا طلب گار ہوں اور تیرے باران جود و رحمت کا تقاضا کر رہا ہوں گریزاں ہوں تیری ناراضگی سے تیری رضامندی کی طرف بھاگ رہا ہوں تیری طرف امید لگائے ہوئے ہوں اس چیز کی جو تیرے نزدیک بہتر ہے تیری بخششوں پر اعتماد کئے ہوئے تیری رعایت کا محتاج ہوں۔

(۲) خدایا تو نے اپنے جس فضل کا آغاز کیا ہے اس کو مکمل فرما اور جو تو نے اپنا کرم مجھ کو عطا کیا ہے اس کو نہ چھین اور جس عیب کو تو نے چھپا دیا ہے اس کی پردہ دری نہ کر اور جس کو تو نے میرے برے اعمال سے جان لیا ہے اس کو بخش دے۔



مِن قَبيحِ فِعْلي فَاغْفِرْهُ (٣) إلٰهي اسْتَشْفَعْتُ بِكَ إلَيْكَ وَاسْتَجَرْتُ بِكَ مِنْكَ أَتَيْتُكَ طامِعاً في إحْسانِكَ راغِباً في امْتِنانِكَ مُسْتَسْقِياً وَابِلَ طَوْلِكَ مُسْتَمْطِراً غَمامَ فَضْلِكَ طالِباً مَرْضاتَكَ قاصِد جَنابَكَ وارِداً شَريعَةَ رِفْدِكَ مُلْتَمِساً سَنِيَّ الْخَيْراتِ مِنْ عِنْدِكَ وافِد إلىٰ حَضْرَةِ جَمالِكَ مُريداً وَجْهَكَ طارِقاً بابَكَ مُسْتَكيناً

وَ جَلالِكَ فَافْعَلْ بي ما أَنْتَ أَهْلُهُ مِنَ الْمَغْفِرَةِ وَ الرَّحْمَةِ وَ لاتَفْعَلْ بي ما أَنَا أَهْلُهُ مِنَ الْعَذابِ وَ النِّقْمَةِ بِرَحْمَتِكَ يا أَرْحَمَ الرّاحِمينَ.



(۳) خدایا! میں نے تجھ سے شفاعت چاہی تیری طرف اور تیری پناہ چاہی تجھ سے، میں آیا ں تیرے پاس تیرے احسان کا لالچ لگائے ہوئے تیری نعمتوں کی طرف رغبت کئے ہوئے تیرے حسان کی بارش چاہتے ہوئے تیرے فضل کے بادل کی بارش چاہتے ہوئے تیری خوشنودی کو طلب کرتے ے تیری بارگاہ کا ارادہ کرتے ہوئے تیری عطا کے گھاٹ پر وارد ہوتے تیری بلند ترین خیرات کی تجھ التماس کرتے ہوئے تیری بارگاہ جمال کی طرف آتے ہوئے تیری ذات کی طرف ارادہ کرتے ے تیرے دروازہ کو کھٹکھٹاتے ہوئے تیری عظمت وجلالت کا محتاج پس تو اپنی مغفرت ورحمت سے ے ساتھ وہ برتاؤ کر جس کا تو اہل ہے، اور جس عذاب وعقاب کا میں اہل ہوں، اپنی رحمت کی بنا پر ے ساتھ ویسا برتاؤ نہ کرنا، اے سب سے بڑے رحم کرنے والے۔





(۷۳) اَلْمُناجاةُ السّادِسَةُ مُناجاةُ الشّاكِرين

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

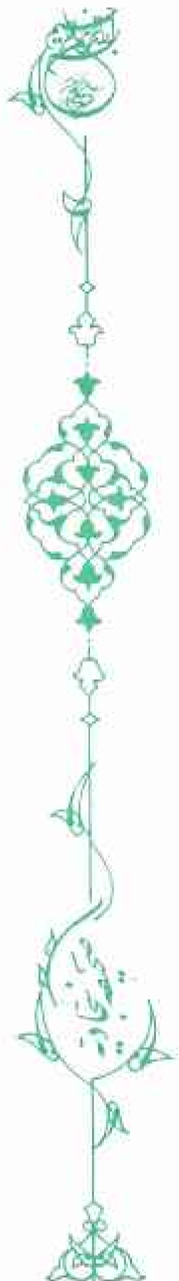
(۱) إلهي أذهلني عن إقامة شكرک تتابُعُ طَوْلِک و أعجزني عن إحصاء ثنائک فيضُ فضلک و شغلني عن ذكر محامدک ترادُفُ عوائدک و أعياني عن نشر عوارفک توالي أياديک و هذا مقامُ من اعترف بسُبُوغ النَّعماء و قابلها بالتَّقصير و شهد على نفسه بالإهمال و التَّضييع و أنت الرَّءوف الرَّحيمُ البَرُّ الكريمُ الَّذي لا يُخيِّبُ قاصديه و لا يطرُدُ عن فنائه آمليه بساحتک تُحَطُّ رحالُ الرّاجين و بعرصتک تقف آمالُ المسترفدين فلا تقابل آمالنا بالتَّخييب و الإياس و لا تُلبِسنا سربالَ القُنوط و الإبلاس (۲) إلهي تصاغر عند تعاظم آلائک شكري و تضاءل في جنب إكرامک إيّاي ثنائي و نشري حلّلتني نعمک من أنوار الإيمان حُللاً و ضربت عليَّ لطائف برّک من العزّ كللاً و قلّدتني مننک قلائد لاتُحلُّ و طوّقتني أطواقاً لاتُفَلُّ فآلاؤک جمّةٌ ضعف لساني عن إحصائها و نعماؤک كثيرةٌ قصر فهمي عن إدراكها فضلاً عن استقصائها فكيف لي بتحصيل الشُّكر و شكري إيّاک يفتقر إلى شكرٍ فكلّما قلتُ لک الحمدُ وجب

۷۔ ششم: شکر کرنے والوں کی مناجات

بخشنے والے مہربان خدا کے نام سے

(۱) میرے خدا تیری مسلسل نعمتوں نے مجھ کو تیرا شکرادا کرنے سے غافل کردیا اور تیرے فضل نے تیری حمد وثنا کے احصا سے عاجز بنادیا ہے اور تیری پیوستہ عطا نے تیرے محامد کے ذکر سے کو باز رکھا اور تیری مسلسل مرحمتوں نے مجھ کو تیری نیکیوں کے بیان سے ناتواں بنادیا یہ اس شخص کا مقام جس نے نعمتوں کی وسعت کا اعتراف کیا اور اس کی طرف متوجہ ہوا تقصیر کے ساتھ اور اپنے نفس پر گواہ کوتاہی اعمال اور بربادی کا اور تو مہربان رحیم نیکوکار کریم ہے اپنے کسی قصد کرنے والے کو محروم نہیں تا ہے اور کسی امید لگانے والے کو اپنی بارگاہ سے دور نہیں کرتا، تیری ہی بارگاہ میں امید لگانے والے اپنا رسفر اتارتے ہیں اور تیری ہی بارگاہ میں طالبان عطا قیام کرتے ہیں تو ہماری امیدوں کا مایوسی اور ناکامی سے مقابلہ نہ کر اور ہم کو مایوسی اور ناامیدی کا لباس نہ پہنا۔

(۲) خدایا میرا شکر تیری عظیم نعمتوں کے مقابلہ میں بہت ناچیز ہے اور میری حمد وثنا تیرے کرم وفضل کے مقابلہ میں بے حقیقت ہے، تیری نعمتوں نے مجھ کو ایمان کے زیوروں سے آراستہ کیا ہے اور تیرے جودکرم کی مہربانیوں نے تاج عزت میرے سر پر رکھا ہے اور تیرے احسانات نے وہ قلادہ ڈال دیا ہے جو کھلتا نہیں ہے اور طوق شرافت میری گردن میں ڈالا ہے جو ٹوٹتا نہیں ہے پس تیری نعمتیں اتنی زیادہ ہیں کہ زبان ان کے احصا سے کمزور ہے اور تیرے انعامات اتنے زیادہ ہیں کہ میری سمجھ ان کے ادراک سے قاصر ہے چہ جائیکہ ان کا استقصاء کرے تو میں کیسے ان نعمتوں کو شکر کرسکتا ہوں حالانکہ تیرا شکر کرنا خود ایک شکر کا محتاج ہے پس جب بھی میں تیری حمد کروں گا تو اس کے لئے میرے اوپر لازم ہوگا کہ میں تیری حمد کروں۔



عَلَيَّ لِذٰلِکَ أَنْ أَقولَ لَکَ الْحَمْدُ (٣) إلٰهي فَکَما غَذَّيْتَنا بِلُطْفِکَ رَبَّيْتَنا بِصُنْعِکَ فَتَمِّمْ عَلَيْنا سَوابِغَ النِّعَمِ وَادْفَعْ عَنّا مَکارِهَ النِّقَمِ وَ ءَاتِنا مِنْ حُظُوظِ الدّارَيْنِ أَرْفَعَها وَ أَجَلَّها عاجِلاً وَّ ءاجِلاً وَ لَکَ الْحَمْدُ عَلىٰ حُسْنِ بَلآئِکَ وَ سُبُوغِ نَعْمآئِکَ حَمْداً يُوافِقُ رِضاکَ وَ يَمْتَرِي الْعَظيمَ مِنْ بِرِّکَ وَ نَداکَ يا عَظيمُ يا کَريمُ بِرَحْمَتِکَ يا أَرْحَمَ الرّاحِمينَ.



(۳) اے خدا جس طرح تو نے اپنے لطف سے مجھ کو غذا دی اور اپنے رحم سے مجھ کو پالا تو
ے اوپر وسیع نعمتوں کو مکمل کر دے اور انتقام کی ناگواری کو ہم سے دور کر دے اور ہم کو دونوں جہان کا
ندہ دیدے جو سب سے بلند و برتر ہے دنیا میں اور آخرت میں اور تیری حمد ہے تیری بہترین آزمائش پر
رتیری وسیع نعمت پر ایسی حمد جو تیری رضا کے موافق ہو اور تیرے عظیم احسان و فضل کو ہم پر برساتی ہے
خدائے بزرگ اے کریم اپنی رحمت سے اے سب سے بڑے رحم کرنے والے۔





(۷۵) اَلْمُناجاةُ السّابِعَةُ مُناجاةُ الْمُطيعينَ لِلّٰهِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحيمِ

(۱) اَللّٰهُمَّ أَلْهِمْنا طاعَتَکَ وَجَنِّبْنا مَعْصِيَتَکَ وَ يَسِّرْ لَنا بُلُوغَ ما نَتَمَنّىٰ مِنِ ابْتِغاءِ رِضْوانِکَ وَ أَحْلِلْنا بُحْبُوحَةَ جِنانِکَ وَاقْشَعْ عَنْ بَصائِرِنا سَحابَ الارْتِيابِ وَاكْشِفْ عَنْ قُلُوبِنا أَغْشِيَةَ الْمِرْيَةِ وَ الْحِجابِ وَ أَزْهِقِ الْباطِلَ عَنْ ضَمائِرِنا وَ أَثْبِتِ الْحَقَّ في سَرائِرِنا فَإِنَّ الشُّكُوکَ وَ الظُّنُونَ لَواقِحُ الْفِتَنِ وَ مُكَدِّرَةٌ لِصَفْوِ الْمَنائِحِ وَ الْمِنَنِ (۲) اَللّٰهُمَّ احْمِلْنا في سُفُنِ نَجاتِکَ وَ مَتِّعْنا بِلَذيذِ مُناجاتِکَ وَ أَوْرِدْنا حِياضَ حُبِّکَ وَ أَذِقْنا حَلاوَةَ وُدِّکَ وَ قُرْبِکَ وَاجْعَلْ جِهادَنا فيکَ وَ هَمَّنا في طاعَتِکَ وَ أَخْلِصْ نِيّاتِنا في مُعامَلَتِکَ فَإِنّا بِکَ وَ لَکَ وَ لا وَسيلَةَ لَنا إِلَيْکَ إِلاّ أَنْتَ (۳) إِلٰهي اجْعَلْني مِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الأَخْيارِ وَ أَلْحِقْني بِالصّالِحينَ الأَبْرارِ السّابِقينَ إِلَى الْمَكْرُماتِ الْمُسارِعينَ إِلَى الْخَيْراتِ الْعامِلينَ لِلْباقِياتِ الصّالِحاتِ السّاعينَ إِلىٰ رَفيعِ الدَّرَجاتِ إِنَّکَ عَلىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَديرٌ وَ بِالإِجابَةِ جَديرٌ بِرَحْمَتِکَ يا أَرْحَمَ الرّاحِمينَ.





۷۵۔ ہفتم: اللہ کی اطاعت کرنے والوں کی مناجات

بخشنے والے مہربان خدا کے نام سے

(۱) اے خدا ہم کو اپنی اطاعت کا الہام کرا اور اپنی معصیت سے بچا اور تیری مرضی کے مقام تک پہنچنے کی میری تمنا کو میرے لئے آسان بنا، اور ہم کو بہشت جاودانی میں جگہ کرامت فرما اور ہماری چشم بصیرت و بصارت سے سحاب شک کو دور کردے اور ہمارے دلوں سے شکوک کے پردے اور حجاب ہٹا دے اور باطل کو ہمارے باطن سے ختم کردے اور ہمارے اندر حق کو ثابت کردے کیونکہ شک اور گمان فتنہ و فساد کے موجد ہیں اور خالص عنایات اور احسانات کو بھی مکدر بنانے والے ہیں۔

(۲) خدایا! ہم کو اپنی کشتی نجات میں بٹھالے اور اپنی مناجات کی لذت عطا کر اور اپنی محبت کے حوض پر اتار دے اور اپنی محبت اور قرب کی شیرینی چکھادے اور ہماری کوشش اپنی راہ میں قرار دے اور ہماری ہمت اپنی اطاعت میں قرار دے اور ہماری نیتوں کو اپنے معاملہ میں خالص کر کیونکہ ہم تیری وجہ سے ہیں تیرے لئے ہیں اور ہمارے پاس کوئی ذریعہ تیرے پاس آنے کا نہیں ہے سوائے تیرے۔

(۳) خدایا! مجھ کو منتخب اور نیک لوگوں میں قرار دے اور صالح، نیک اور بلند مقامات کی طرف سبقت کرنے والوں نیکیوں کی طرف جلدی کرنے والوں اور باقیات صالحات کے لئے عمل کرنے والوں اور بلند درجات کی طرف کوشش کرنے والوں میں قرار دے بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے اور دعا کے قبول کرنے کے لائق ہے اپنی رحمت سے اے سب سے بڑے رحم کرنے والے۔



(٧٦) اَلْمُناجاةُ الثّامِنَةُ مُناجاةُ الْمُريدينَ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحيمِ

(١) سُبْحانَکَ ما أَضْيَقَ الطُّرُقَ عَلىٰ مَنْ لَمْ تَكُنْ دَليلَهُ وَ ما أَوْضَحَ الْحَقَّ عِنْدَ مَنْ هَدَيْتَهُ سَبيلَهُ (٢) إِلٰهي فَاسْلُکْ بِنا سُبُلَ الْوُصُولِ إِلَيْکَ وَ سَيِّرْنا في أَقْرَبِ الطُّرُقِ لِلْوُفُودِ عَلَيْکَ قَرِّبْ عَلَيْنَا الْبَعيدَ وَ سَهِّلْ عَلَيْنَا الْعَسيرَ الشَّديدَ وَ أَلْحِقْنا بِعِبادِکَ الَّذينَ هُمْ بِالْبِدارِ إِلَيْکَ يُسارِعُونَ وَ بابَکَ عَلَى الدَّوامِ يَطْرُقُونَ وَ إِيّاکَ فِي اللَّيْلِ وَ النَّهارِ يَعْبُدُونَ وَ هُم مِّنْ هَيْبَتِکَ مُشْفِقُونَ الَّذينَ صَفَّيْتَ لَهُمُ الْمَشارِبَ وَ بَلَّغْتَهُمُ الرَّغآئِبَ وَ أَنْجَحْتَ لَهُمُ الْمَطالِبَ وَ قَضَيْتَ لَهُم مِّن فَضْلِکَ الْمَآرِبَ وَ مَلَأْتَ لَهُمْ ضَمآئِرَهُم مِّنْ حُبِّکَ وَ رَوَّيْتَهُم مِّن صافي شِرْبِکَ فَبِکَ إِلىٰ لَذيذِ مُناجاتِکَ وَصَلُوا وَ مِنْکَ أَقْصىٰ مَقاصِدِهِمْ حَصَّلُوا فَيا مَنْ هُوَ عَلَى الْمُقْبِلينَ عَلَيْهِ مُقْبِلٌ وَبِالْعَطْفِ عَلَيْهِمْ عائِدٌ مُفْضِلٌ وَ بِالْغافِلينَ عَنْ ذِكْرِهِ رَحيمٌ رَّءُوفٌ وَّ بِجَذْبِهِمْ إِلىٰ بابِهٖ وَدُودٌ عَطُوفٌ أَسْأَلُکَ أَن تَجْعَلَني مِنْ أَوْفَرِهِمْ مِّنْکَ حَظّاً وَ أَعْلاهُمْ عِنْدَکَ مَنْزِلاً وَّ أَجْزَلِهِم مِّن وُّدِّکَ قِسْماً وَ أَفْضَلِهِمْ في مَعْرِفَتِکَ نَصيباً فَقَدِ انْقَطَعَتْ

۷۶۔ ہشتم: اہل ارادت واشتیاق کی مناجات

بخشنے والے مہربان خدا کے نام سے

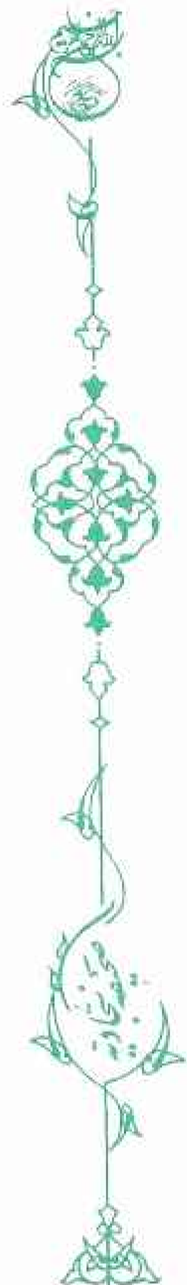
(۱) تو پاک و بے نیاز ہے اگر تو راہنما نہ ہوتا تو راستہ کتنا تنگ ہوتا اور اگر تو ہدایت کردے تو راہ کس قدر واضح اور ظاہر ہے۔

(۲) خدایا! ہم کو اپنی طرف پہنچنے کے راستوں پر چلادے اور ہم کو لے چل تیری طرف پہنچنے قریب ترین راستے سے، ہمارے اوپر دور کو قریب کردے اور مشکل کو آسان بنادے اور ہم کو اپنے ان دل سے ملادے جو تیزی کے ساتھ تیری طرف چلے آرہے ہیں اور تیرے دروازہ کو برابر کھٹکھٹا رہے ،اور بس تیری ہی عبادت دن رات کر رہے ہیں اور وہ تیری ہیبت سے ڈر رہے ہیں وہی وہ بندے ہیں جن کو تو نے توحید کے سرچشمہ سے پانی پلایا اور ان کو ان کی آرزو تک پہنچادیا اور جن کے مطالب کو تو نے پورا کردیا اور اپنے فضل سے تو نے ان کی حاجتوں کو پورا کیا اور اپنی محبت سے ان کے دلوں کو بھر دیا اور ان کو اپنے چشمۂ صافی عشق سے سیراب کیا تو وہ تیری وجہ سے تیری مناجات کی لذت تک پہنچے اور تیرے ذریعہ اپنے بلند مقاصد کو حاصل کیا۔

پس اے خدا جو اپنی طرف آنے والوں کی طرف متوجہ ہے اور اپنی مہربانی کے ساتھ ان پر فضل واحسان کرنے والا ہے اپنے ذکر سے اور غفلت کرنے والوں کے ساتھ مہربان اور رحیم ہے اور انھیں اپنے دروازے کی طرف بھیجنے میں بے حد مشفق و مہربان ہے میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ اپنے پاس سے زیادہ فضل میرے لئے اور بلند ترین منزل قرار دے اور اپنی محبت سے میری قسمت زیادہ قرار دے اور اپنی معرفت سے زیادہ حصہ قرار دے کیونکہ میری ہمت تیری طرف ہو چکی ہے اور تیری طرف رغبت ہو چکی ہے پس تو ہی میرا مقصد ہے نہ کہ تیرا غیر اور میرا خواب اور میری بیداری صرف تیرے لئے ہے تیرے

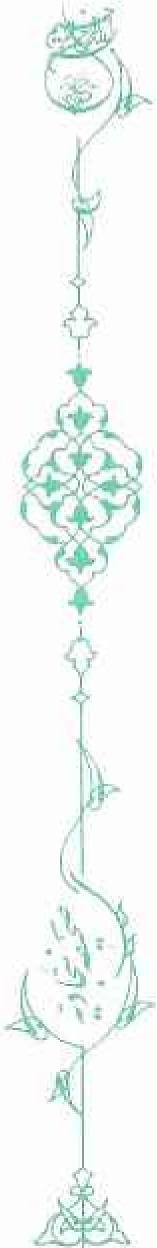
إِلَيْكَ هِمَّتِي وَانْصَرَفَتْ نَحْوَكَ رَغْبَتِي فَأَنْتَ لاغَيْرُكَ مُرادِي وَ لَكَ لا لِسِواكَ سَهَرِي وَ سُهادِي وَ لِقاؤُكَ قُرَّةُ عَيْنِي وَ وَصْلُكَ مُنىٰ نَفْسِي وَ إِلَيْكَ شَوْقِي وَ فِي مَحَبَّتِكَ وَلَهِي وَ إِلىٰ هَواكَ صَبابَتِي وَ رِضاكَ بُغْيَتِي وَ رُؤْيَتُكَ حاجَتِي وَجِوارُكَ طَلِبَتِي وَ قُرْبُكَ غايَةُ سُؤْلِي وَ فِي مُناجاتِكَ رَوْحِي وَ راحَتِي وَ عِنْدَكَ دَوآءُ عِلَّتِي وَ شِفآءُ غُلَّتِي وَ بَرْدُ لَوْعَتِي وَ كَشْفُ كُرْبَتِي فَكُنْ أَنِيسِي فِي وَحْشَتِي وَ مُقِيلَ عَثْرَتِي وَ غافِرَ زَلَّتِي وَ قابِلَ تَوْبَتِي وَ مُجِيبَ دَعْوَتِي وَ وَلِيَّ عِصْمَتِي وَ مُغْنِيَ فاقَتِي وَ لاتَقْطَعْنِي عَنْكَ وَ لاتُبْعِدْنِي مِنْكَ يا نَعِيمِي وَ جَنَّتِي وَ يا دُنْيايَ وَءاخِرَتِي يآ أَرْحَمَ الرّاحِمِينَ.





علاوہ کسی کیلئے نہیں ہے اور تیری ملاقات میری خنکی چشم ہے اور تیرا وصال میرے نفس کی آرزو ہے اور تیری جانب میرا شوق ہے اور تیری محبت میں فدا ہوں اور میں تیری محبت کا دل باختہ ہوں اور تیری رضا تیرا دیدار میری حاجت ہے اور تیرا پڑوس میرا مطلوب ہے اور تیرا قرب میرے سوال کی انتہا ہے اور تیری مناجات میں میرے لئے آرام و آسائش ہے اور تیرے ہی پاس میرے مرض کی دوا، حرارت دل کی تسکین، گرمی کی ٹھنڈک اور غم واندوہ کے دور کرنے کا سامان ہے، پس تو میری وحشت میں میرا مونس ہوجا اور میری لغزش کا سنبھالنے اور میری لغزش کا بخشنے والا اور میری توبہ کا قبول کرنے والا، میری دعا کا قبول کرنے والا، میرا ولی عصمت اور میرے فاقہ کو مالداری میں بدلنے والا اور مجھ کو اپنے سے منقطع نہ کر اور مجھ کو اپنے سے دور نہ کر اے میرے نعیم اے میری جنت اے میری دنیا اور آخرت اے سب سے بڑے رحم کرنے والے۔





(۷۷) اَلْمُناجاةُ التّاسِعَةُ مُناجاةُ الْمُحِبّينَ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحيمِ

(۱) إلٰهي مَن ذَا الَّذي ذاقَ حَلاوَةَ مَحَبَّتِکَ فَرامَ مِنْکَ بَدَلاً وَ مَنْ ذَا الَّذي أَنِسَ بِقُرْبِکَ فَابْتَغىٰ عَنْکَ حِوَلاً (۲) إلٰهي فَاجْعَلْنا مِمَّنِ اصْطَفَيْتَهُ لِقُرْبِکَ وَ وِلايَتِکَ وَ أَخْلَصْتَهُ لِوُدِّکَ وَ مَحَبَّتِکَ وَ شَوَّقْتَهُ إلىٰ لِقائِکَ وَ رَضَّيْتَهُ بِقَضآئِکَ وَ مَنَحْتَهُ بِالنَّظَرِ إلىٰ وَجْهِکَ وَحَبَوْتَهُ بِرِضاکَ وَأَعَذْتَهُ مِنْ هَجْرِکَ وَقِلاکَ وَ بَوَّأْتَهُ مَقْعَدَ الصِّدْقِ في جِوارِکَ وَ خَصَصْتَهُ بِمَعْرِفَتِکَ وَ أَهَّلْتَهُ لِعِبادَتِکَ وَ هَيَّمْتَ قَلْبَهُ لِإرادَتِکَ وَاجْتَبَيْتَهُ لِمُشاهَدَتِکَ وَأَخْلَيْتَ وَجْهَهُ لَکَ وَ فَرَّغْتَ فُؤادَهُ لِحُبِّکَ وَ رَغَّبْتَهُ فيما عِنْدَکَ وَ أَلْهَمْتَهُ ذِکْرَکَ وَ أَوْزَعْتَهُ شُکْرَکَ وَ شَغَلْتَهُ بِطاعَتِکَ وَ صَيَّرْتَهُ مِنْ صالِحي بَرِيَّتِکَ وَاخْتَرْتَهُ لِمُناجاتِکَ وَ قَطَعْتَ عَنْهُ کُلَّ شَيْءٍ يَقْطَعُهُ عَنْکَ (۳) اللّٰهُمَّ اجْعَلْنا مِمَّن دَأْبُهُمُ الاِرْتِياحُ إلَيْکَ وَ الْحَنينُ وَ دَهْرُهُمُ الزَّفْرَةُ وَالأَنينُ جِباهُهُمْ ساجِدَةٌ لِعَظَمَتِکَ وَعُيُونُهُمْ ساهِرَةٌ في خِدْمَتِکَ وَ دُمُوعُهُمْ سآئِلَةٌ مِّنْ خَشْيَتِکَ وَ قُلُوبُهُمْ مُتَعَلِّقَةٌ بِمَحَبَّتِکَ وَ أَفْئِدَتُهُمْ مُنْخَلِعَةٌ مِّنْ مَّهابَتِکَ

۷۷۔نہم: خدا سے محبت کرنے والوں کی مناجات

بخشنے والے مہربان خدا کے نام سے

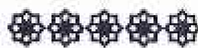
(۱) خدایا! وہ کون شخص ہے جس نے تیری محبت کی مٹھاس کو چکھا ہو اور تیرے بدل کا خواہش مند ہو؟ اور وہ کون شخص ہے جس نے تیری قربت کا انس پایا ہو اور ایک لمحہ کے لئے بھی تجھ سے روگرانی کرے۔

(۲) پس تو ہم کو ان میں سے قرار دے جن کو تو نے اپنے قرب اور دوستی کے لئے منتخب کیا ہو، اور جن کو تو نے اپنی محبت اور مودت کے لئے خالص کیا ہو، اور جن کو اپنی ملاقات کا مشتاق بنایا ہو اور جن کو اپنے فیصلہ سے راضی بنایا ہو اور اپنی ذات کا دیدار عطا کیا ہو اور جس کو اپنے مقام رضا کے لئے برگزیدہ کیا ہو اور جس کو اپنے ہجر و فراق سے پناہ میں لیا ہو اور جس کو اپنے جوار میں نشیمن گاہ عالم صدق میں قرار دیا ہو اور جس کو اپنی معرفت سے مخصوص کیا ہو اور جس کو اپنی عبادت کا اہل قرار دیا ہو اور جس کے دل میں اپنے ارادہ کا مسکن بنایا ہو اور جس کو تو نے اپنے مشاہدہ کے لئے منتخب کیا ہو اور جس کے چہرہ کو اپنے لئے خالی کر لیا ہو اور جس کے دل کو اپنی محبت کے لئے فارغ کر لیا ہے اور جس کو رغبت دی ہے اس چیز کی جو تیرے پاس ہے اور جس کو اپنے ذکر کا الہام کیا اور جس کو اپنا شکر عطا کیا ہے اور جس کو اپنی اطاعت میں مشغول کیا ہے او رجس کو اپنی مخلوق میں بہترین قرار دیا ہے، اور جس کو اپنی مناجات کے لئے اختیار کیا ہے اور جس سے ہر چیز کو منقطع کر دیا ہے جو اس کو تجھ سے دور کرتی ہے۔

(۳) خدایا ہم کو ان میں سے قرار دے جن کا طریقہ تجھ سے خوش ہونا ہے اور تیری طرف رغبت رکھنا ہے اور تمام عمر آہ و نالہ میں گرفتار ہیں جن کی پیشانیاں تیری عظمت کے سامنے سجدہ ریز ہیں اور جن کی آنکھیں تیری خدمت میں بیدار ہیں جن کے آنسو تیرے خوف سے رواں ہیں، جن کے دل تیری

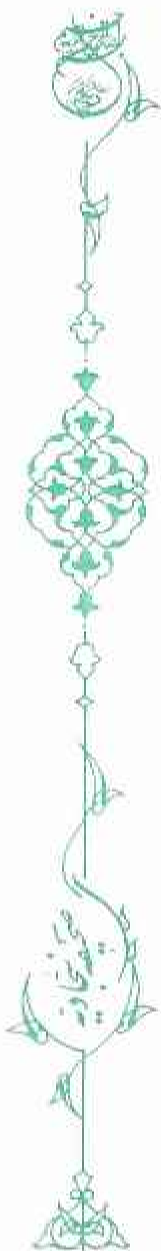


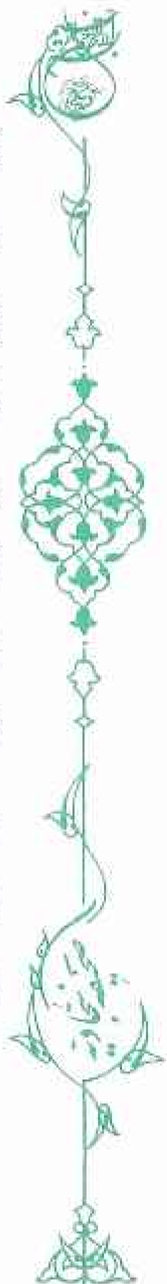
يا مَنْ أنوارُ قُدْسِهِ لِأَبْصارِ مُحِبّيهِ رآئِقَةٌ وَ سُبُحاتُ وَجْهِهِ لِقُلوبِ عارِفيهِ شآئِقَةٌ يا مُنىٰ قُلوبِ الْمُشْتاقينَ وَ يا غايَةَ آمالِ الْمُحِبّينَ أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَ حُبَّ مَن يُحِبُّكَ وَ حُبَّ كُلِّ عَمَلٍ يوصِلُني إلىٰ قُرْبِكَ وَ أن تَجْعَلَكَ أَحَبَّ إلَيَّ مِمّا سِواكَ وَ أَنْ تَجْعَلَ حُبّي إيّاكَ قائِداً إلىٰ رِضْوانِكَ وَ شَوْقي إلَيْكَ ذائِداً عَنْ عِصْيانِكَ وَامْنُن بِالنَّظَرِ إلَيْكَ عَلَيَّ وَانْظُرْ بِعَيْنِ الْوُدِّ وَ الْعَطْفِ إلَيَّ وَ لاتَصْرِفْ عَنّي وَجْهَكَ وَاجْعَلْني مِنْ أَهْلِ الإسْعادِ وَ الْحُظْوَةِ عِنْدَكَ يا مُجيبُ يآ أَرْحَمَ الرّاحِمينَ.



محبت سے وابستہ ہیں اور جن کے قلوب تیری ہیبت سے عالَم سے جدا ہیں. اے وہ خدا جس کے پاکیزہ انوار دوستوں کی نگاہ کے لئے کمال روشنی ہیں اور جس کی ذات کی تجلیاں اس کے عارفوں کے دلوں کے لئے شوق انگیز ہیں اے مشتاقوں کے دلوں کی آرزو، اے محبت کرنے والوں کی امید کی انتہا! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ اپنے کو مجھ پر محبوب ترین قرار دے اپنے علاوہ ہر ایک سے اور میری محبت کو اپنی مرضی کا قائد بنادے، اور میرے شوق کو اپنی نافرمانی سے روکنے والا قرار دے، اور مجھ پر احسان کو اپنی طرف نگاہ نے اور محبت اور لطف کی نگاہ میری طرف ڈال دے اور مجھ سے رخ نہ پھرا لے اور مجھ کو نیک لوگوں اور پنی طرف آنے والوں میں قرار دے، اے دعا کے قبول کرنے والے اے سب سے بڑے رحم کرنے الے۔







(٧٨) اَلْمُناجاةُ الْعاشِرَةُ مُناجاةُ الْمُتَوَسِّلينَ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحيمِ

(١) إلٰهي لَيْسَ لي وَسيلَةٌ إلَيْکَ إلّا عَواطِفُ رَأفَتِکَ وَ لا لي ذَريعَةٌ إلَيْکَ إلاّ عَوارِفُ رَحْمَتِکَ وَ شَفاعَةُ نَبِيِّکَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ وَ مُنْقِذِ الْأُمَّةِ مِنَ الْغُمَّةِ فَاجْعَلْهُما لي سَبَباً إلىٰ نَيْلِ غُفْرانِکَ وَ صَيِّرْهُما لي وُصْلَةً إلَى الْفَوْزِ بِرِضْوانِکَ وَ قَدْ حَلَّ رَجآئي بِحَرَمِ کَرَمِکَ وَ حَطَّ طَمَعي بِفِناۤءِ جُودِکَ فَحَقِّقْ فيکَ أَمَلي وَاخْتِمْ بِالْخَيْرِ عَمَلي وَاجْعَلْني مِنْ صَفْوَتِکَ الَّذينَ أَحْلَلْتَهُمْ بُحْبُوحَةَ جَنَّتِکَ وَ بَوَّأْتَهُمْ دارَ کَرامَتِکَ وَ أَقْرَرْتَ أَعْيُنَهُمْ بِالنَّظَرِ إلَيْکَ يَوْمَ لِقآئِکَ وَ أَوْرَثْتَهُمْ مَنازِلَ الصِّدْقِ في جِوارِکَ (٢) يا مَنْ لايَفِدُ الْوافِدُونَ عَلىٰ أَکْرَمَ مِنْهُ وَ لايَجِدُ الْقاصِدُونَ أَرْحَمَ مِنْهُ يا خَيْرَ مَنْ خَلا بِهِ وَحيدٌ وَّ يآ أَعْطَفَ مَنْ ءاویٰ إلَيْهِ طَريدٌ إلىٰ سَعَةِ عَفْوِکَ مَدَدْتُ يَدي وَ بِذَيْلِ کَرَمِکَ أَعْلَقْتُ کَفّي فَلا تُوْلِني الْحِرْمانَ وَ لاتُبْلِني بِالْخَيْبَةِ وَ الْخُسْرانِ يا سَميعَ الدُّعآءِ يآ أَرْحَمَ الرّاحِمينَ.



۸۷۔ دہم: خدا سے توسل کرنے والوں کی مناجات

بخشنے والے مہربان خدا کے نام سے

(۱) خدایا میرے پاس تیری طرف سے کوئی وسیلہ نہیں ہے سوائے تیری مہربانی کے طریقوں کے اور میرے پاس کوئی ذریعہ تیری طرف نہیں ہے سوائے تیری رحمت کے مطیوں کے اور تیری نبی کی شفاعت کے جو نبی رحمت ہے اور امت کو غم سے نجات دلانے والے ہیں پس تو ان دونوں کو اپنی مغفرت کے پانے کا وسیلہ بنا دے اور میرے لئے ان دونوں کو اپنی رضامندی کی کامیابی کی طرف ذریعہ قرار دیدے۔ اب میری امید کا قافلہ تیرے کرم کے حریم میں آ چکا ہے اور میری لالچ کی سواری تیرے احسان کی بارگاہ میں پہنچ چکی ہے تو تو میری امید کو پورا کردے اور میرے عمل کا خاتمہ بالخیر کر، اور مجھ کو ان منتخب بندوں میں قرار دیدے جن کو تو اپنی جنت کے گلزار میں لا چکا ہے اور جن کا ٹھکانہ تو نے اپنا دار کرامت قرار دیا ہے، اور جن کی آنکھوں کو روز ملاقات اپنے دیدار سے خنکی عطا کی ہے، اور جن کو تو نے اپنے جوار میں مقامات صدق کا وارث بنایا ہے۔

(۲) اے وہ خدا کہ جس سے زیادہ کریم کے پاس کوئی وارد ہونے والا نہیں وارد ہوا اور جس زیادہ رحم کرنے والا قصد کرنے والے نہیں پائیں گے، اے بہترین وہ ذات جس سے بے کس خلوت ملتے ہیں اے مہربان ترین جس کی طرف بھاگے ہوئے نے پناہ لی، تیری معافی کی وسعت کی جانب، نے اپنا ہاتھ پھیلایا ہے اور تیرے کرم واحسان سے اپنی ہتھیلی کو ملا دیا ہے تو تو مجھ کو محروم نہ کر اور نقصان و ناکامی میں مبتلا نہ کرے، اے دعا کے سننے والے اے سب سے بڑے رحم کرنے والے۔



(۷۹) اَلْمُناجاةُ الْحادِيَةُ عَشَرَ مُناجاةُ الْمُفْتَقِرِينَ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(۱) إلٰهي كَسْري لايَجْبُرُهٗ إلّا لُطْفُكَ وَحَنانُكَ وَ فَقْري لايُغْنيهِ إلّا عَطْفُكَ وَ إحْسانُكَ وَ رَوْعَتي لايُسَكِّنُها إلاّ أمانُكَ وَ ذِلَّتي لايُعِزُّها إلّا سُلْطانُكَ وَ اُمْنِيَتي لايُبَلِّغُنيها إلّا فَضْلُكَ وَ خَلَّتي لايَسُدُّها إلّا طَوْلُكَ وَ حاجَتي لا يَقْضيها غَيْرُكَ وَكَرْبي لايُفَرِّجُهُ سِوىٰ رَحْمَتِكَ وَ ضُرّي لايَكْشِفُهُ غَيْرُ رَأْفَتِكَ وَ غُلَّتي لايُبَرِّدُها إلّا وَصْلُكَ وَ لَوْعَتي لايُطْفيها إلّا لِقاؤُكَ وَ شَوْقي إلَيْكَ لايَبُلُّهُ إلّا النَّظَرُ إلىٰ وَجْهِكَ وَ قَراري لايَقِرُّ دُونَ دُنُوّي مِنْكَ وَ لَهْفَتي لايَرُدُّها إلّا رَوْحُكَ وَ سَقَمي لايَشْفيهِ إلّا طِبُّكَ وَ غَمّي لايُزيلُهُ إلّا قُرْبُكَ وَ جُرْحي لايُبْرِئُهُ إلاّ صَفْحُكَ وَرَيْنُ قَلْبي لايَجْلُوهُ إلّا عَفْوُكَ وَ وَسْواسُ صَدْري لايُزيحُهُ إلاّ أمْرُكَ (۲) فَيا مُنْتَهىٰ أمَلِ الْآمِلينَ وَ يا غايَةَ سُؤْلِ السّائِلينَ وَ يا أقْصىٰ طَلِبَةِ الطّالِبينَ وَ يا أعْلىٰ رَغْبَةِ الرّاغِبينَ وَ يا وَلِيَّ الصّالِحينَ وَ يا أمانَ الْخائِفينَ وَ يا مُجيبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرّينَ وَ يا ذُخْرَ الْمُعْدَمينَ وَ يا كَنْزَ الْبائِسينَ وَ يا غِياثَ الْمُسْتَغيثينَ وَ يا قاضِيَ حَوائِجِ

۷۹۔ یازدہم: محتاجوں کی مناجات

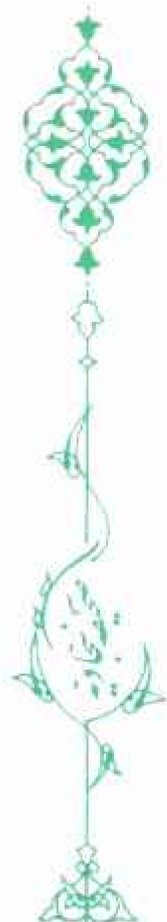
بخشنے والے مہربان خدا کے نام سے

(۱) خدایا میری شکستگی کو سوائے تیری مہربانی اور لطف کے کوئی جوڑ نہیں سکتا اور میری غربت کو مالداری میں سوائے ترے کرم اور احسان کو کوئی بدل نہیں سکتا اور میرے ڈر کو سوائے تیر امان کے کوئی سکون نہیں دے سکتا اور میری ذلت کو سوائے تیری سلطنت کے کوئی عزت میں نہیں بدل سکتا اور میری آرزو تک سوائے تیرے فضل کے کوئی چیز نہیں پہنچا سکتی اور میرے فقر کو سوائے تیری مسلسل عطا کے کوئی چیز بھر نہیں سکتی اور میری حاجت کو تیرے علاوہ کوئی پورا نہیں کرسکتا اور میرے غم کو سوائے تیری رحمت کے کوئی خوشی میں نہیں بدل سکتا اور میرے رنج کو سوائے تیری مہربانی کے کوئی چیز دور نہیں کرسکتی اور میری حرارت اشتیاق کو سوائے تیرے وصال کے کوئی ٹھنڈا نہیں کرسکتا اور میرے شعلہ شوق کو سوائے تیری ملاقات کے ئی چیز بجھا نہیں سکتی اور میرے شوق کو تر نہیں کرسکتا ہے مگر تیری طرف نظر کرنا میرا دل تیرے قرب کے علاوہ قرار نہیں پاتا ہے اور میری حسرت کو تیری رحمت کے سوا کوئی زائل نہیں کرتا اور میرے درد کو تیرے علاج کے سوا کوئی شفا نہیں دیتا ہے اور میرے غم کو تیرے قرب کے سوا کوئی زائل نہیں کرتا اور میرے زخم کو تیری چشم پوشی کے علاوہ کوئی ٹھیک نہیں کرتا اور میرے دل کے زنگ کو تیری معافی کے علاوہ کوئی جلا نہیں دیتا اور میرے سینہ کے وسوسوں کو تیرے امر کے علاوہ کوئی زائل نہیں کرتا۔

(۲) اے امیدواروں کی امید کی انتہا اے سوال کرنے والوں کے منتہا و مقصود، اے طلب کرنے والوں کے بلند ترین مطلوب اے رغبت رکھنے والوں کی بلند ترین رغبت اے نیکیوں کے ولی اے خوف رکھنے والوں کے امان اور اے مضطر کی دعا کے قبول کرنے والے اور اے بینواؤں کے ذخیرہ اور اے پ روں کے خزانہ اور اے فریاد کرنے والوں کے فریاد رس اور اے فقراء و مساکین کی حاجتوں کے پورا

الْفُقَرآءِ وَ الْمَساكينِ وَ يا أَكْرَمَ الأَكْرَمينَ وَ يآ أَرْحَمَ الرّاحِمينَ لَكَ
تَخَضُّعي وَ سُؤالي وَ إِلَيْكَ تَضَرُّعي وَ ابْتِهالي أَسْأَلُكَ أَنْ تُنيلَني مِنْ
رَوْحِ رِضْوانِكَ وَ تُديمَ عَلَيَّ نِعَمَ امْتِنانِكَ وَ هآ أَنَا بِبابِ كَرَمِكَ
واقِفٌ وَ لِنَفَحاتِ بِرِّكَ مُتَعَرِّضٌ وَ بِحَبْلِكَ الشَّديدِ مُعْتَصِمٌ
بِعُرْوَتِكَ الْوُثْقىٰ مُتَمَسِّكٌ (٣) إِلٰهي ارْحَمْ عَبْدَكَ الذَّليلَ ذَا اللِّسا
نِ الْكَليلِ وَ الْعَمَلِ الْقَليلِ وَامْنُنْ عَلَيْهِ بِطَوْلِكَ الْجَزيلِ وَاكْنُفْهُ
ظِلِّكَ الظَّليلِ يا كَريمُ يا جَميلُ يآ أَرْحَمَ الرّاحِمينَ.





کرنے والے اور اے سب سے بڑے کرم والے اور سب سے بڑے رحم کرنے والے تیرے ہی لئے میرا خضوع اور سوال ہے اور تیری ہی طرف تضرع اور دعا ہے میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھ کو اپنی خوشنودی مقام کو عطا کر دے اور مجھ پر ہمیشہ اپنے احسان کی نعمتیں جاری رکھ اور میں اب تیرے کرم کے دروازہ پہ کھڑا ہوں اور تیرے الطاف کی نسیم میں اپنے کو لایا ہوں اور تیرے مستحکم رشتہ سے متمسک ہوں اور تیرے وہ وثقی سے وابستہ ہوں۔

(۳) خدایا تو رحم کر اپنے ذلیل بندہ پر جس کی زبان شرم سے بند ہے اور جس کا عمل کم ہے اور حسان کر اس پر اپنے زیادہ فضل وعطا سے اور اس کو اپنے پائیدار سایہ کی حمایت میں رکھ اے کریم اے ۔ ! اے سب سے بڑے رحم کرنے والے۔





(٨٠) اَلْمُناجاةُ الثّانِيَةُ عَشَرَ مُناجاةُ الْعارِفينَ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمنِ الرَّحيمِ

(١) إلٰهي قَصُرَتِ الْأَلْسُنُ عَنْ بُلُوغِ ثَنآئِكَ كَما يَليقُ بِجَلالِكَ وَ عَجَزَتِ الْعُقُولُ عَنْ إدْراكِ كُنْهِ جَمالِكَ وَانْحَسَرَتِ الْأَبْصارُ دُونَ النَّظَرِ إلىٰ سُبُحاتِ وَجْهِكَ وَ لَمْ تَجْعَلْ لِلْخَلْقِ طَريقاً إلىٰ مَعْرِفَتِكَ إلَّا بِالْعَجْزِ عَنْ مَعْرِفَتِكَ (٢) إلٰهي فَاجْعَلْنا مِنَ الَّذينَ تَرَسَّخَتْ أَشْجارُ الشَّوْقِ إلَيْكَ في حَدآئِقِ صُدُورِهِمْ وَ أَخَذَتْ لَوْعَةُ مَحَبَّتِكَ بِمَجامِعِ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ إلىٰ أَوْكارِ الْأَفْكارِ يَأْوُونَ وَ في رِياضِ الْقُرْبِ وَ الْمُكاشَفَةِ يَرْتَعُونَ وَ مِنْ حِياضِ الْمَحَبَّةِ بِكَأْسِ الْمُلاطَفَةِ يَكْرَعُونَ وَ شَرآئِعَ الْمُصافاةِ يَرِدُونَ قَدْ كُشِفَ الْغِطآءُ عَنْ أَبْصارِهِمْ وَانْجَلَتْ ظُلْمَةُ الرَّيْبِ عَنْ عَقآئِدِهِمْ وَ ضَمآئِرِهِمْ وَانْتَفَتْ مُخالَجَةُ الشَّكِّ عَنْ قُلُوبِهِمْ وَ سَرآئِرِهِمْ وَانْشَرَحَتْ بِتَحْقيقِ الْمَعْرِفَةِ صُدُورُهُمْ وَعَلَتْ لِسَبْقِ السَّعادَةِ فِي الزَّهادَةِ هِمَمُهُمْ وَ عَذُبَ في مَعينِ الْمُعامَلَةِ شِرْبُهُمْ وَ طابَ في مَجْلِسِ الْأُنْسِ سِرُّهُمْ وَ أَمِنَ في مَوْطِنِ الْمَخافَةِ سِرْبُهُمْ وَاطْمَأَنَّتْ بِالرُّجُوعِ إلىٰ رَبِّ الْأَرْبابِ أَنْفُسُهُمْ وَ تَيَقَّنَتْ بِالْفَوْزِ وَ الْفَلاحِ أَرْواحُهُمْ

۸۰۔ دوازدہم: عارفوں کی مناجات

بخشنے والے مہربان خدا کے نام سے

(۱) خدایا! زبانیں تیری ایسی حد ثنا تک پہنچنے سے قاصر ہیں جو تیرے جلال کے مناسب ہو، رعقلیں عاجز ہیں تیرے جمال کی حقیقت کے ادراک سے اور آنکھیں تیرے انوار کے جمال کے یب ہونے سے خستہ اور نابینا ہیں اور تو نے اپنی معرفت کے لئے کوئی راستہ مخلوق کے لئے نہیں قرار دیا یہ کہ وہ تیری معرفت سے عاجزی کا اظہار کریں۔

(۲) خدایا! ہم کو ان لوگوں میں قرار دے جن کے شوق کے درخت ان کے دلوں کے گلستاں راسخ ہو گئے ہیں اور جن کے پورے دل کو تیرے سوز محبت نے گھیر لیا ہے پس وہ لوگ فکروں کے آشیانوں میں نشیمن بنائے ہیں اور مقام قرب وشہود میں خرامِ ناز سے چل رہے ہیں اور محبت کے سرچشمہ سے جام لطف نوش کر رہے ہیں اور صاف ستھرے دریا گھاٹ پر وارد ہوتے ہیں ان کی نگاہوں کے سامنے سے پردے ہٹا لئے گئے ہیں اور ظلمت، شک وریب ان کے عقائد اور باطن سے دور ہو چکی ہے اور شکم کا خلجان ان کے دلوں سے ختم ہو چکا ہے اور ان کے دل کھل گئے ہیں۔ معرفت کے استوار ہونے کی وجہ سے اور ان کی ہمت بلند ہے زہد میں سعادت کی طرف سبقت کی وجہ سے اور آب خوشگوار پیا ہے نہر طاعت حق سے اور مجلس انس میں ان کی خصلت پاک ہو گئی ہے اور خوف کے مقام میں ان کا راستہ محفوظ ہو گیا ہے اور ان کے نفس مطمئن ہیں رب الارباب کی جانب رجوع کی وجہ سے اور انکی روحیں کامیابی اور رستگاری کے ساتھ یقین تک پہنچ گئی ہیں اور ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو گئی ہیں اپنے محبوب کی طرف نظر کرنے کی وجہ سے اور ان کے دل نے آرام پا لیا ہے سوال کے پانے اور مقصود کے حاصل ہونے کی وجہ سے اور ان کی تجارت نے فائدہ کیا ہے دنیا کے آخرت کے بدلہ میں بیچنے سے۔

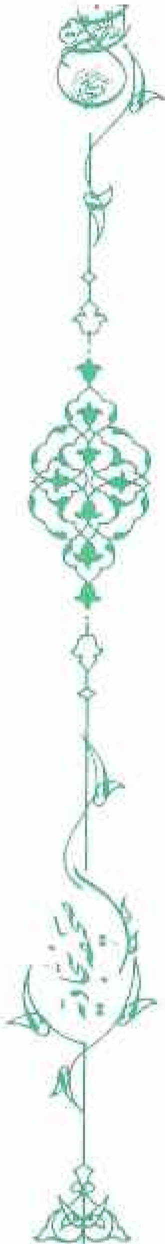
وَ قَرَّتْ بِالنَّظَرِ إِلىٰ مَحْبُوبِهِمْ أَعْيُنُهُمْ وَاسْتَقَرَّ بِإِدْراكِ السُّؤْلِ وَ نَيْلِ الْمَأْمُولِ قَرارُهُمْ وَ رَبِحَتْ فِي بَيْعِ الدُّنيا بِالْآخِرَةِ تِجارَتُهُمْ (۳) إِلٰهِي مآ أَلَذَّ خَواطِرَ الْإِلْهامِ بِذِكْرِكَ عَلَى الْقُلُوبِ وَ مآ أَحْلَى الْمَسِيرَ إِ بِالْأَوْهامِ فِي مَسالِكِ الْغُيُوبِ وَ مآ أَطْيَبَ طَعْمَ حُبِّكَ وَ مآ أَعْذَبَ شِرْبَ قُرْبِكَ فَأَعِذْنا مِن طَرْدِكَ وَ إِبْعادِكَ وَاجْعَلْنا مِنْ أَخَصِّ عارِفِيكَ وَأَصْلَحِ عِبادِكَ و أَصْدَقِ طائِعِيكَ وَأَخْلَصِ عُبّادِكَ يا عَظِيمُ يا يا كَرِيمُ يا مُنِيلُ بِرَحْمَتِكَ وَ مَنِّكَ يآ أَرْحَمَ الرّاحِمِينَ.





(۳) خدایا! دلوں کے لئے تیرے ذکر کے خاطرات الہام کس قدر لذیذ ترین ہیں اور کتنا شیرین ہے غیب کے راستوں میں خیالات کے ساتھ تیری طرف جانا اور کتنا پاکیزہ ہے تیری محبت کا کھانا اور کتنا شیرین ہے تیرے قرب کا شربت پس تو ہم کو اپنی بارگاہ میں پناہ دے اور ہم کو قرار دے اپنے مخصوص عارفوں میں صالح بندوں میں اور سچے اطاعت کرنے والوں میں اور خالص بندوں میں اے صاحب عظمت اے صاحب جلالت اے صاحب کرم اے صاحب احسان اپنی رحمت اور فضل سے، اے میرے بڑے رحم کرنے والے۔





(٨١) اَلْمُناجاةُ الثّالِثَةُ عَشَرَ مُناجاةُ الذّاكِرينَ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحيمِ

(١) إلٰهي لَوْلَا الْواجِبُ مِنْ قَبُولِ أَمْرِكَ لَنَزَّهْتُكَ مِنْ ذِكْرِيَ إِيّاكَ عَلَىٰ أَنَّ ذِكْرِي لَكَ بِقَدْرِي لا بِقَدْرِكَ وَ ما عَسىٰ أَنْ يَبْلُغَ مِقْداري حَتّىٰ أَجْعَلَ مَحَلًّا لِتَقْديسِكَ وَ مِنْ أَعْظَمِ النِّعَمِ عَلَيْنا جَرَيانُ ذِكْرِكَ عَلىٰ أَلْسِنَتِنا وَإِذْنُكَ لَنا بِدُعائِكَ وَ تَنْزيهِكَ وَ تَسْبيحِكَ (٢) إلٰهي فَأَلْهِمْنا ذِكْرَكَ فِي الْخَلاءِ وَ الْمَلاءِ وَ اللَّيْلِ وَ النَّهارِ وَ الإِعْلانِ وَ الإِسْرارِ وَ فِي السَّرّاءِ وَ الضَّرّاءِ وَ آنِسْنا بِالذِّكْرِ الْخَفِيِّ وَاسْتَعْمِلْنا بِالْعَمَلِ الزَّكِيِّ وَ السَّعْيِ الْمَرْضِيِّ وَ جازِنا بِالْميزانِ الْوَفِيِّ (٣) إلٰهي بِكَ هامَتِ الْقُلُوبُ الْوالِهَةُ وَ عَلىٰ مَعْرِفَتِكَ جُمِعَتِ الْعُقُولُ الْمُتَبايِنَةُ فَلا تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ إِلّا بِذِكْراكَ وَ لا تَسْكُنُ النُّفُوسُ إِلّا عِنْدَ رُؤْياكَ أَنْتَ الْمُسَبَّحُ في كُلِّ مَكانٍ وَ الْمَعْبُودُ في كُلِّ زَمانٍ وَ الْمَوْجُودُ في كُلِّ أَوانٍ وَ الْمَدْعُوُّ بِكُلِّ لِسانٍ وَ الْمُعَظَّمُ في كُلِّ جَنانٍ وَ أَسْتَغْفِرُكَ مِنْ كُلِّ لَذَّةٍ بِغَيْرِ ذِكْرِكَ وَ مِنْ كُلِّ راحَةٍ بِغَيْرِ أُنْسِكَ وَ مِنْ كُلِّ سُرُورٍ بِغَيْرِ قُرْبِكَ وَ مِنْ كُلِّ شُغْلٍ بِغَيْرِ طاعَتِكَ (٤) إلٰهي أَنْتَ

۸۱۔ سیزدہم: اہل ذکر کی مناجات

بخشنے والے مہربان خدا کے نام سے

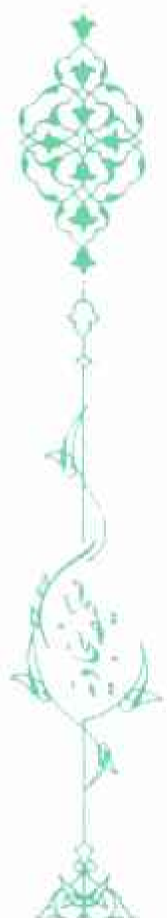
(۱) اے میرے خدا اگر تیرے امر کا قبول کرنا واجب نہ ہوتا تو میں اپنے ذکر سے تجھ کو پاکیزہ سمجھتا باوجود اس کے کہ یہ میرا! تیرا ذکر کرنا اپنی مقدار کے لحاظ سے ہے نہ کہ تیری مقدار کے اعتبار سے ،اور میری مقدار قریب نہیں پہنچ سکتی ہے کہ اسے تیری تقدیس کا محل قرار دیا جائے اور ہمارے اوپر سب سے عظیم نعمت یہ ہے کہ تیرا ذکر ہماری زبانوں پر جاری ہے اور تو نے ہم کو اجازت دی ہے اپنے بلانے کی اور اپنے پاکیزہ قرار دینے کی اور اپنی تسبیح کی۔

(۲) اے میرے خدا! تو ہم کو اپنے ذکر کا الہام کر خلوت، جلوت، رات دن، ظاہر بظاہر اور پوشیدہ میں اور خوش حالی اور ناخوشی میں اور ہم کو مانوس بنا مخفی ذکر کے ساتھ۔ اور ہم کو مشغول کر پاکیزہ عمل اور پسندیدہ کوشش میں اور ہم کو میزان کامل سے گزار دے۔

(۳) خدایا محبت بھرے دل تجھ سے ہی وابستہ ہیں اور تمام مختلف عقلیں تیری معرفت پر جمع ہوگئی ہیں تو دل مطمئن نہیں ہوتے ہیں مگر تیرے ذکر سے اور نفسوں کو سکون نہیں ملتا ہے مگر تیرے دیدار سے تیری ہر جگہ تسبیح کی جاتی ہے اور تو ہر زمانہ کا معبود ہے اور تو ہر وقت موجود ہے اور ہر آن تجھ سے دعا کی جاتی ہے اور ہر دل میں تو عظمت والا ہے اور میں تجھ سے استغفار کرتا ہوں ہر لذت سے تیرے ذکر کے علاوہ اور ہر آرام سے تیرے انس کے علاوہ اور ہر خوشی سے تیرے قرب کے علاوہ اور ہر مشغلہ سے تیری اطاعت کے علاوہ۔ (۴) خدایا! تو نے ہی فرمایا ہے اور تیرا قول سچا ہے: ''اے ایماندارو اللہ کا بہت زیادہ ذکر کرو اور صبح اور شام اس کی تسبیح کرو'' اور تو نے ہی فرمایا ہے اور تیرا قول حق ہے: ''تم لوگ مجھ کو یاد کرو

قُلْتَ وَ قَوْلُکَ الْحَقُّ ﴿يا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْراً كَثِيراً وَ سَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَ أَصِيلاً﴾ وَ قُلْتَ وَ قَوْلُکَ الْحَقُّ ﴿فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ﴾ فَأَمَرْتَنا بِذِكْرِکَ وَ وَعَدْتَنا عَلَيْهِ أَنْ تَذْكُرَنا تَشْرِيفاً لَنا وَ تَفْخِيماً وَ إِعْظاماً وَ ها نَحْنُ ذاكِرُوکَ كَما أَمَرْتَنا فَأَنْجِزْ لَنا ما وَعَدْتَنا يا ذاكِرَ الذّاكِرِينَ وَ يا أَرْحَمَ الرّاحِمِينَ.





میں تمھیں یاد کروں گا۔" پس تو نے اپنے ذکر کا حکم دیا اور ہم سے وعدہ کیا ہے کہ تو ہمارا ذکر کرے گا ہم کو شرف دینے، عزت دینے اور عظمت عطا کرنے کے لئے اور ہم تیرے ذکر کرنے والے ہیں جیسا کہ تو نے حکم دیا ہے، تو ہم سے کئے ہوئے وعدہ کو پورا کر دے، اے ذکر کرنے والوں کے ذکر کرنے والے! اے سب سے بڑے رحم کرنے والے۔





(۸۲) اَلْمُناجاةُ الرّابِعَةُ عَشَرَ مُناجاةُ الْمُعْتَصِمينَ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحيمِ (۱) اَللّٰهُمَّ يا مَلاذَ اللّائِذينَ وَ يا مَعاذَ الْعائِذينَ وَ يا مُنْجِيَ الْهالِكينَ وَ يا عاصِمَ الْبآئِسينَ وَ يا راحِمَ الْمَساكينَ وَ يا مُجيبَ الْمُضْطَرّينَ وَ يا كَنْزَ الْمُفْتَقِرينَ وَ يا جابِرَ الْمُنْكَسِرينَ وَ يا مَأْوَى الْمُنْقَطِعينَ وَ يا ناصِرَ الْمُسْتَضْعَفينَ وَ يا مُجيرَ الْخآئِفينَ وَ يا مُغيثَ الْمَكْرُوبينَ وَ يا حِصْنَ اللّاجينَ إن لَّمْ أعُذْ بِعِزَّتِکَ فَبِمَنْ أعُوذُ وَ إن لَّمْ ألُذْ بِقُدْرَتِکَ فَبِمَنْ ألُوذُ وَ قَدْ ألْجَأتْنِي الذُّنُوبُ إلَى التَّشَبُّثِ بِأذْيالِ عَفْوِکَ وَ أحْوَجَتْنِي الْخَطايا إلَى اسْتِفْتاحِ أبْوابِ صَفْحِکَ وَ دَعَتْنِي الْإساءَةُ إلَى الْإناخَةِ بِفِنآءِ عِزِّکَ وَ حَمَلَتْنِي الْمَخافَةُ مِنْ نَّقِمَتِکَ عَلَى التَّمَسُّکِ بِعُرْوَةِ عَطْفِکَ وَ ما أحَقُّ مَنِ اعْتَصَمَ بِحَبْلِکَ أن يُّخْذَلَ وَلا يَليقُ بِمَنِ اسْتَجارَ بِعِزِّکَ أن يُّسْلَمَ أوْ يُهْمَلَ (۲) إلٰهي فَلا تُخْلِنا مِنْ حِمايَتِکَ وَ لا تُعْرِنا مِن رِّعايَتِکَ وَ ذُدْنا عَن مَّوارِدِ الْهَلَكَةِ فَإنّا بِعَيْنِکَ وَ في كَنَفِکَ وَ لَکَ أسْألُکَ بِأهْلِ خآصَّتِکَ مِن مَّلائِكَتِکَ وَ الصّالِحينَ مِن بَرِيَّتِکَ أن تَجْعَلَ عَلَيْنا واقِيَةً تُنْجينا مِنَ الْهَلَكاتِ وَ تُجَنِّبُنا مِنَ الْآفاتِ وَ تُكِنُّنا مِن دَواهِي الْمُصيباتِ وَ أن تُنْزِلَ عَلَيْنا مِن سَكينَتِکَ وَ أن تُغَشِّيَ وُجُوهَنا بِأنْوارِ مَحَبَّتِکَ وَ أن تُؤْوِيَنآ إلىٰ شَديدِ رُكْنِکَ وَ أن تَحْوِيَنا في أكْنافِ عِصْمَتِکَ بِرَأفَتِکَ وَ رَحْمَتِکَ يآ أرْحَمَ الرّاحِمينَ.

۸۲۔ چہاردہم: معتصمین کی مناجات

(۱) اے خدا اے عافیت چاہنے والوں کی عافیت اے چاہنے والوں کی پناہ اے ہلاکت میں پڑنے والوں کی نجات اے بیچاروں کے نگہبان اے مسکینوں پر رحم کرنے والے، اے پریشانوں کی دعا کے قبول کرنے والے اور اے فقیروں کے خزانہ اور اے دل شکستوں کے جوڑنے والے اور اے بچھڑ جانے والوں کے ملجا اور اے کمزوروں کے مددگار اور اے خوف رکھنے والوں کی پناہ اور اے غم زدوں کے فریادرس اور اے پناہ چاہنے والوں کے حصار! اگر میں تیری عزت کے مقام کے ساتھ پناہ نہ مانگوں تو کس سے پناہ مانگوں گا اور اگر میں تیری قدرت کے ساتھ عافیت نہ چاہوں تو کس سے عافیت چاہوں گا، درآنحالیکہ گناہوں نے تیری معافی کے دامن سے وابستہ ہونے پر مجبور کیا ہے، اور میری خطاؤں نے حاجت مند کردیا ہے کہ تیری چشم پوشی کے دروازہ کے کھولنے کا مطالبہ کروں اور برائیوں نے مجھ کو بلایا ہے کہ تیری عزت کی بارگاہ میں آؤں اور تیرے انتقام کے خوف نے مجھ کو آمادہ کیا ہے تیری مہربانی کی زنجیر سے متمسک ہونے پر اور جو تیری حبل سے متمسک ہو گیا وہ ذلیل ہونے کا مستحق نہیں ہے اور اس کے لئے مناسب نہ ہوگا کہ چھوڑ دیا جائے جس نے تیری عزت کے ساتھ پناہ چاہی۔

(۲) خدایا تو مجھ کو اپنی حمایت سے الگ نہ کر اور اپنی رعایت سے ہم کو دور نہ کر اور ہم کو ہلاکت کے مقام سے محفوظ کر پس بیشک ہم تیری نگاہ کے سامنے اور تیری حمایت کی پناہ میں ہیں اور تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے مخصوص ملائکہ کے ذریعہ اور تیری مخلوق میں نیک بندوں کے ذریعہ کہ ہمارے لئے نگہبان قرار دے جو ہم کو ہلاکت سے بچالے اور ہم کو آفتوں سے دور رکھ اور سخت مصیبتوں سے رکاوٹ بن جا، اور ہم پر اپنا سکون نازل کر اور ہمارے چہرے کو اپنی محبت کے نور سے چھپا دے اور ہم کو اپنے رکن مستحکم کی جانب جگہ دے اور اپنی پناہ کی آغوش میں محفوظ کرلے اپنی مہربانی اور رحمت کے ذریعہ، اے سب سے بڑے رحم کرنے والے۔

(۸۳) اَلْمُناجاةُ الْخامِسَةُ عَشَرَ مُناجاةُ الزّاهِدينَ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحيمِ

(۱) إلٰهي أَسْكَنْتَنا داراً حَفَرَتْ لَنا حُفَرَ مَكْرِها وَعَلَّقَتْنا بِأَيْدِي الْمَنايا في حَبائِلِ غَدْرِها فَإِلَيْكَ نَلْتَجِئُ مِنْ مَكائِدِ خُدَعِها وَ بِكَ نَعْتَصِمُ مِنَ الاغْتِرارِ بِزَخارِفِ زينَتِها فَإِنَّهَا الْمُهْلِكَةُ طُلاّبَهَا الْمُتْلِفَةُ حُلاّ لَهَا الْمَحْشُوَّةُ بِالآفاتِ الْمَشْحُونَةُ بِالنَّكَباتِ (۲) إلٰهي فَزَهِّدْنا فيها وَسَلِّمْنا مِنْها بِتَوْفيقِكَ وَ عِصْمَتِكَ وَانْزَعْ عَنّا جَلابيبَ مُخالَفَتِكَ وَ تَوَلَّ أُمُورَنا بِحُسْنِ كِفايَتِكَ وَ أَوْفِرْ مَزيدَنا مِنْ سَعَةِ رَحْمَتِكَ وَ أَجْمِلْ صِلاتِنا مِنْ فَيْضِ مَواهِبِكَ وَاغْرِسْ في أَفْئِدَتِنا أَشْجارَ مَحَبَّتِكَ وَ أَتْمِمْ لَنا أَنْوارَ مَعْرِفَتِكَ وَ أَذِقْنا حَلاوَةَ عَفْوِكَ وَ لَذَّةَ مَغْفِرَتِكَ وَ أَقْرِرْ أَعْيُنَنا يَوْمَ لِقائِكَ بِرُؤْيَتِكَ وَ أَخْرِجْ حُبَّ الدُّنْيا مِنْ قُلُوبِنا كَما فَعَلْتَ بِالصّالِحينَ مِنْ صَفْوَتِكَ وَ الأَبْرارِ مِنْ خاصَّتِكَ يا أَرْحَمَ الرّاحِمينَ وَ يا أَكْرَمَ الأَكْرَمينَ.



۸۳۔ پانزدہم: مناجات الزاہدین

بخشنے والے مہربان خدا کے نام سے

(۱) اے میرے معبود تو نے ہم کو اس دنیا میں ساکن کیا جس نے ہمارے لئے مکاری کے گڈھے کھود دیے اور ہم کو لٹکا دیا تمناؤں کے ہاتھوں کے ذریعہ اس کے فریب کے رشتوں میں، پس ہم تیری ہی طرف اس کے دھوکہ سے پناہ لیتے ہیں اور تجھ ہی سے متمسک ہوتے ہیں اس کی زینت کی خوبصورتی سے دھوکہ کھانے میں۔ اسی لئے کہ وہ اپنے طلب کرنے والے کو تلف کرنے والی ہے، آفتوں سے گھری ہوئی ہے اور رنج و مصیبت سے بھری ہے۔

(۲) خدایا ہم کو اس میں زہد عطا کر اور اپنی توفیق اور وابستگی سے ہم کو سالم رکھ اور ہم سے اپنی مخالفت کے لباس کو اتار لے، اور اپنی بہترین کفایت کے ساتھ ہمارے امور کا ولی ہو جا اور اپنی وسعت رحمت کو ہمارے لئے زیادہ فرما اور اپنے عطیہ کے فیض کو بہترین قرار دے اور ہمارے دلوں میں اپنی محبت کے درخت لگا دے اور ہمارے لئے اپنی معرفت کا نور مکمل کر دے اور ہم کو اپنی بخشش کی لذت چکھا دے اور اپنی مغفرت کی لذت چکھا دے اور ہماری آنکھوں کو ٹھنڈک دے روز ملاقات اپنے دیدار کے ذریعہ، دلوں سے دنیا کی محبت نکال دے جیسا کہ تو نے اپنی منتخب صالحین کے ساتھ کیا ہے اور اپنے مخصوص نیک افراد کے ساتھ کیا ہے اپنی رحمت سے اے بہترین رحم کرنے والے! اور اے بہترین کرم کرنے والے۔[۱]

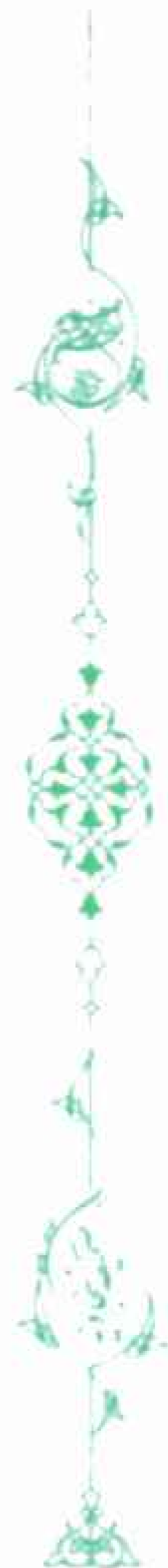


[۱] مناجات خمسہ عشر کا ترجمہ، مفاتیح الجنان مولانا ناظم علی صاحب قبلہ سے ماخوذ ہے۔ [حیدری]

''ادعونی استجب لکم''



تشریح اَدعیہ



تشریح اَدعیہ

آغاز کار: یکم محرم الحرام ۱۴۲۱ھ

دعا نمبر ۳ کی شرح

۱. لَا یَفْتُرُوْنَ: بحار الانوار ج ۹۴ ص ۷۱۔۷۲ پر علامہ مجلسی نے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر ملائکہ تسبیح پروردگار میں ایک لمحہ کے لئے خلل واقع نہیں ہونے دیتے ہیں تو رسول اکرم ﷺ پر صلوات کس طرح بھیجتے ہیں جیسا کہ سورہ احزاب آیت ۱۶ میں کہا گیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ پروردگار نے حکم صلوات دیتے وقت ہی اعلان کر دیا تھا کہ میری تسبیح میں اتنا کم کر کے صلوات کے لئے وقت نکالو۔ میں اسے بھی اپنی تسبیح میں شمار کر لوں گا، جس طرح کہ سرور دو عالم نے روزہ دار کی سانس کو بھی تسبیح میں شمار کیا ہے۔

۲. تَقْدِیْس: زمین میں دور تک چلے جانے کا نام ہے۔ گویا کہ تقدیس پروردگار کرنے والا اس کی پاکیزگی کے اعلان میں انتہائی گہرائی تک چلا جاتا ہے اور اسے نقائص کے ساتھ جسمانیت سے بھی پاکیزہ قرار دیتا ہے جس طرح کہ بعض علماء نے اشارہ کیا ہے کہ تسبیح عیوب سے

پاک کردینے کا نام ہے اور تقدیس جسم وجسمانیت سے منزہ رکھنے کا نام ہے۔

۳۔ یُسَبِّحُوْنَ : یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ ملائکہ میں بھی اختیارات پائے جاتے ہیں اور ان کی عصمت صرف جبری اور اضطراری نہیں ہے ورنہ ان کا کوئی کام قابل مدح وثناء نہ ہوتا۔

۴۔ اِسْرَافِیلُ : حاملان عرش کے درمیان اسرافیل کا الگ سے تذکرہ ان کی انفرادیت کی نشانی ہے۔ جیسا کہ روایات میں وارد ہوا ہے کہ یہ جبریل کے بعد بہترین ملائکہ ہیں اور ہر لحظہ صور لئے ہوئے حکم خدا کا انتظار کرتے رہتے ہیں تا کہ اس کی تعمیل میں ایک لحظہ کی تاخیر نہ ہونے پائے۔

۵۔ نَفَخَ : واضح رہے کہ پھونکنے کا کام چراغ بجھانے میں بھی ہوتا ہے اور آگ بھڑکانے میں بھی۔ اسی بنا پر روایات میں وارد ہوا ہے کہ ایک مرتبہ صور پھونک کر سب کی حرارت حیات کو خاموش کردیں گے اور دوبارہ صور پھونک کر سب کو بیدار کردیں گے جس کے بعد کوئی خدا کرے گا اور کوئی یہ دریافت کرے گا کہ ہمیں کس نے بیدار کردیا ہے۔

۶۔ میکائیل : ان کے صاحب جاہ ہونے کا راز یہ ہے کہ انھیں تقسیم رزق کا کام سپرد کردیا گیا ہے اور ان کے ساتھ متعدد فرشتے لگا دیئے گئے ہیں جو تمام مخلوقات کا رزق پہچانے میں مدد کرتے ہیں اور اس طرح ان کا مرتبہ تمام مخلوقات پر نمایاں ہو جاتا ہے۔ جبریل کو بیت المعمور کا موذن اور میکائیل کو امام قرار دیا گیا ہے۔

(ریاض السالکین)

۷۔ ھو من امرک : واضح رہے کہ روح عالم امر کی ایک مخلوق ہے اور جبرئیل کے علاوہ

ہےاور عالم امراس عالم کو کہا جاتا ہے جو بغیر کسی مادہ کے صرف امرالہی سے وجود میں آ جاتا ہے۔

۸. **الشھوات :** یہ لفظ اس بات کی علامت ہے کہ ملائکہ کی زندگی میں خواہشات کا وجود پایا جاتا ہے۔یہ اور بات ہے کہ کمال تقدس کی بنا پر اس کے اثرات نہیں پائے جاتے ہیں اور وہ اپنی خواہشات پر قابو رکھتے ہیں اور تسبیح پروردگار سے غافل نہیں ہوتے۔

۹. **جَھَنَّم :** زیر اس لئے نہیں ہے کہ یہ غیر منصرف ہے اور اس کا سبب یہ کہ عجمی بھی ہے اور معرفہ بھی ہے۔

۱۰. **الروحانیین :** اس لفظ کو روحانی ہی پڑھا گیا ہے یہ ملائکہ مادیات سے بالکل الگ ہیں اور روحانی بھی کہا گیا ہے کہ ان کے عالم میں بڑی وسعت اور حد درجہ کا سکون پایا جاتا ہے۔انھیں ملائکہ کی ایک قسم کو ''کروبین'' بھی کہا جاتا ہے جس میں بعض حضرات ''را'' پر تشدید کے قائل ہیں اور بعض کے یہاں ''را'' بلا تشدید ہے جو کرب یعنی قرب سے مشتق ہے۔

۱۱. **الطعام:** کھانے کی چیز کو کہا جاتا ہے اور شراب پینے کی چیز کو۔یہ اور بات ہے کہ الگ الگ استعمال ہوں تو پینے کی چیز کو بھی طعام میں شمار کیا جاتا ہے آب زمزم کو طعام کہا جاتا ہے اور حضرت طالوت کے قصہ میں پانی کے لئے ''من لم یطعمۃ '' استعمال ہوا ہے۔فارسی میں بھی پانی کے لئے کھانے کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

۱۲. **خُزَّانِ الْمَطَرِ:** ابن جریر سے درمنثور ج ۶ ص ۲۵۹ پر روایت ہے کہ بارش کا ایک ایک قطرہ کر کے نازل کیا جاتا ہے۔لیکن طوفان نوح اس سے مختلف ہو گیا تھا اور اس بنا پر قرآن مجید نے ''طغی الماء'' کا لفظ استعمال کیا ہے۔

بعینہ یہی حال ہوا کا بھی ہے اس کا ایک ایک جھونکا حساب شدہ ہے لیکن قوم عاد پر

عذاب کے دن بے حساب ہو گیا تھا اور اسی لئے "بريح صرصر عانية" کہا گیا ہے۔

۱۳۔ سَفرة: سفیر کی جمع بھی ہو سکتی ہے کہ یہ سب خدائی نمائندہ ہیں اور مسافر کی جمع ہو سکتی ہے کہ یہ لکھنے والے ہیں اور سفر کے معنی لکھنے کے ہیں۔

۱۴۔ الحفظة: دو طرح کے فرشتے ہیں۔ بعض وہ ہیں جو اعمال کو محفوظ کرتے ہیں او بعض وہ ہیں جو انسان کی حفاظت کا فرض انجام دیتے ہیں۔

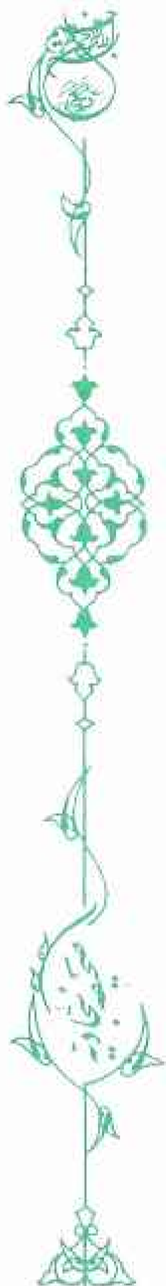
۱۵۔ کرام الکاتبین: وہ فرشتے ہیں جن کو نیک و بد اعمال کے لکھنے پر مامور کیا گیا ہے

۱۶۔ ملک الموت: فرشتہ موت پر صلوات کے بارے میں بعض علماء کا بیان ہے جبریل و میکائیل تو صرف دنیا سے قطع تعلق کے نسخے بتاتے ہیں۔ ملک الموت کا احسان یہ ہے کہ وہ حتمی طور پر اس دنیا کی مادیت سے نجات دلاتے ہیں۔

۱۷۔ اعوان: کے بارے میں امام صادق کا ارشاد ہے کہ ان کے ذریعہ ملک الموت ایک وقت میں مختلف مقامات کے افراد کی روحیں قبض کر لیتے ہیں۔

۱۸۔ منکر و نکیر و رومان: یہ تین فرشتے ہیں جو دفن کے بعد قبر میں وارد ہوتے ہیں۔ پہلے رومان آ کر نامہ اعمال کو مرتب کرتے ہیں اور اس کے بعد منکر و نکیر اسی کے مطابق درآمد کرتے ہیں اور سزا کا فیصلہ سنا دیتے ہیں۔

۱۹۔ البیت المعمور: آسمان پر خانہ کعبہ کے مقابل میں خدا کا گھر ہے۔ فرشتوں نے جناب آدم کے مقابلہ میں اپنے استحقاق کا ذکر کیا تو پروردگار نے اپنے علم کا حوالہ دے کر انھیں بیت معمور کے گرد طواف اور استغفار کرنے کا حکم دے دیا۔ جس کے بعد اہل زمین استغفار کا ذریعہ خانہ کعبہ کا طواف بن گیا۔



۲۰. الجنان: واضح رہے کہ قرآن مجید میں ۸ طرح کی جنتوں کا ذکر پایا جاتا ہے:

جنۃ النعیم ،جنۃ الفردوس ،جنۃ الخلد ،جنۃ المأویٰ ، جنۃ عدن، دار السلام ،دار القرار، جنۃ عرضھا السماوات والارض.

دعا نمبر ۴ کی شرح

۱. احسنوا الصّحابۃ: امام سجاد علیہ السلام کی یہ دعا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ ائمہ طاہرین علیہم السلام نے کبھی صحابہ کرام کو بری نگاہوں سے نہیں دیکھا ہے اور نہ بلا سبب ان کی مذمت کی ہے اور یہ ممکن بھی کس طرح تھا جب کہ سب انھیں کے جد بزرگوار کے گرد جمع ہوئے تھے اور انھیں کے ساتھ ہجرت کرنے والے یا ان کی مدد کرنے والے تھے۔ لیکن اسی کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ ائمہ طاہرینؑ نے صرف بزم کی حضوری کو دلیل ایمان و عظمت نہیں قرار دیا ہے ورنہ مخلصین اور منافقین کا تفرقہ ہی ختم ہو جائے گا اور ہر بے دین چند روز سرکار کے دربار میں حاضری دے کے کمالِ ایمان کی سند لے لے گا۔

آپ نے پہلے صحابہ کے شرائط بیان کئے۔ اس کے بعد تابعین کی شناخت کروائی اور ہر موقع پر ان صفات و کمالات کا ذکر کیا جن سے صاف اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس صلوات اور دعا کی بنیاد یہ کردار ہی ہے اس کے علاوہ کوئی شے انسان کو دعائے رحمت کا حقدار نہیں بنا سکتی۔

دعا نمبر ۵ کی شرح

اس دعا میں امام سجادؑ نے دو طرح کے آداب استعمال فرمائے:

۱. دعا کے ساتھ صلوات کا ذکر کیا ہے کہ امیر المومنینؑ کا ارشاد گرامی ہے کہ جب بھی کوئی دعا کرنا ہو اس کے ساتھ صلوات ضرور پڑھو کہ پروردگار اس بات کو اپنے کرم کے خلاف قرار دیتا

ہے کہ اس سے دو باتوں کا مطالبہ کیا جائے اور ایک کو قبول کر کے دوسری کو رد کر دے۔

۲۔ ہر دعا کے ساتھ اس کے تناسب کرم کا حوالہ دیا ہے کہ اس طرح دعا منزلِ قبولیت سے قریب تر ہو جاتی ہے اور عطا کرنے والا اس اعتماد کو مجروح نہیں کرنا چاہتا ہے جو مانگنے والے کو اس کی ذات کے بارے میں حاصل ہے اور جس طرح پہلے دوسروں کے ساتھ کرم کیا ہے اسی طرح اس سائل کے ساتھ بھی کر دیتا ہے۔

۱. **خطر**: یہ لفظ قدر و منزلت کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اور معاوضہ کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اور اس مقام پر مراد پہلے ہی معنی ہیں۔

۲. **کید**: کید و مکر حیلہ سازی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے لیکن پروردگار کے یہاں حیلہ سازیوں کے انتقام اور ان کو سزا کو کید و مکر کا نام دیا جاتا ہے۔

۳. **هدایت**: ہدایت الٰہیہ کے چار مرحلے ہوتے ہیں:

پہلے مرحلہ پر فوائد کو حاصل کرنے اور نقصانات کو رفع کرنے کی ہدایت دی جاتی ہے اور دوسرے مرحلہ پر حق و باطل کے امتیازات کی رہنمائی کی جاتی ہے، تیسرے مرحلہ پر رسولوں کو بھیجنے کا عمل انجام دیا جاتا ہے اور چوتھے مرحلہ پر انسانیت کی بلند ترین منزلوں سے آشائی ہو کر مادیات سے قطع تعلق کر لیتا ہے اور اسرار جلال و جمال میں غرق ہو جاتا ہے۔

۴. **مَرارَةَ صَولةِ السُّلطانِ**: انسانی زندگی کے یہ تین سخت ترین مصائب ہیں:

پہلے مرحلہ پر زمانہ کے آفات و حوادث ہیں جن سے کوئی انسان محفوظ نہیں رہتا ہے۔

اور دوسرے مرحلہ پر شیطان کے جال ہیں جو قدم قدم پر بچھے ہوئے ہیں اور جذبات و خواہشات میں زندگی گذارنے والا انسان اس سے رہائی حاصل نہیں کر پاتا ہے۔

تیسرے مرحلہ پر حکام زمانہ اور سلاطین عصر کے حملے ہیں جو سابق کے دونوں مصائب میں اضافہ کردیتے ہیں اور اس طرح انسان تین طرف سے آفتوں میں گھر جاتا ہے۔

اب اگر چوتھی طرف سے رحمت خدا نے سہارا دے دیا تو بلاؤں سے محفوظ ہو جائے گا ورنہ انجام بخیر ہونے کا امکان نہیں ہے۔

۵. اَغْنِنَا عَنْ غَیْرِکَ : افسوس کہ انسان ان فقرات کی تلاوت کرنے کے بعد بھی ان کی معنویت کی اندازہ نہیں کرتا ہے اور ہمیشہ اغیار کے سامنے ہاتھ پھیلائے رہتا ہے حالانکہ اسے بخوبی معلوم ہے کہ کوئی غنی بھی خدا سے بے نیاز نہیں بنا سکتا، اور خدا جسے بے نیاز بنا دے وہ کسی کا محتاج نہیں ہوسکتا ہے۔

۶. سَلَامَۃَ قُلُوبِنَا: انسان کی مادیت کا دارومدار اس کے سارے بدن پر ہے اور اس کی معنویت کا انحصار اس کے قلب اور زبان پر ہے اس لئے روایات میں وارد ہوا ہے کہ حقیقت انسانیت کا انحصار قلب و زبان پر ہے یہ دونوں محفوظ رہ جائیں تو کسی طرح کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ان کو محفوظ رکھنے کا راستہ کیا ہے؟ امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا کہ قلب کی سلامتی یاد خدا میں ہے اور زبان کی سلامتی ذکر خدا میں ہے ان دونوں کے درمیان جسم کی سلامتی یہ ہے کہ اس کی طاقتوں کو شکر نعمت پروردگار میں صرف کردیا جائے کہ اس کا مکمل وجود نعمتوں میں گھرا ہوا ہے۔

۷. یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِین: البجتہ البیھاء نے اس روایت کو نقل کیا ہے کہ سرکار دو عالم کے سامنے دھوپ میں ایک بچہ پڑا ہوا تھا اصحاب نے آواز لگائی کہ یہ بچہ کس کا ہے تو اسکی ماں دوڑتی ہوئی آئی اور بچہ کو اٹھا کر کلیجہ سے لگالیا۔۔ اور پھر زمین پر لیٹ کر اسے سینہ پر بٹھالیا تاکہ زمین کی

گرمی سے پریشان ہو، آپ نے فرمایا کہ جس قدر یہ ماں اپنے بچہ پر مہربان ہے تمہارا پروردگار تم پر اس سے کہیں زیادہ مہربان ہے۔ ارحمنا برحمتک یا ارحم الرحمین.

دعا نمبر۶ کی شرح

۱. صباح ومساء: اہل لغت کا بیان ہے کہ صباح کا سلسلہ طلوع فجر سے شروع ہوتا ہے لیکن ابن الجوالیقی کا کہنا ہے کہ صبح آدھی رات کے بعد شروع ہو جاتی ہے اور اس کا سلسلہ زوال آفتاب تک باقی رہ جاتا ہے، مساء بھی اول شب کو کہا جاتا ہے اور بعض بیانات کی بناء پر اس کا سلسلہ نصف النہار سے نصف شب تک جاری رہتا ہے۔

۲. لیل: کا سلسلہ بھی اہل لغت کے نزدیک غروب آفتاب سے طلوع آفتاب تک باقی رہتا ہے اہل شریعت میں یہ سلسلہ طلوع فجر پر تمام ہو جاتا ہے اور اس معنی کو حقیقت شرعیہ کہا جاتا ہے۔

واضح رہے کہ اس دعا میں مساء کا کوئی ذکر نہیں ہے اور یہ تمام تر دعائے صباح ہے جیسا شیخ طوسی نے بھی اشارہ فرمایا ہے نیز یہ کہ رات اور دن کے بارے میں یہ اختلاف بھی پایا جاتا ہے دونوں میں کون سی شے مقدم ہے۔ لیکن امام رضا علیہ السلام نے دن کو رات پر مقدم قرار دیا ہے۔

اور بعض عرفاء کا بیان ہے کہ جس طرح آفتاب و ماہتاب کا اپنے مدار پر گردش کرنا کائنات کے لئے بیحد ضروری تھا اسی طرح فصلوں کا اختلاف اور شب و روز کی رفت و آمد بلکہ دونوں کی مقدار میں کمی اور زیادتی بھی نظام حیات کے لئے بیحد ضروری ہے، یہ مالک کا کرم ہے کہ اس نے انسانیت کی کسی ضرورت کو نظر انداز نہیں کیا ہے اب یہ بندہ کا فرض ہے کہ اس شکریہ میں دن یا رات کسی لمحہ میں کوتاہی نہ کرے۔

۳. لذۃ وشھوۃ: اس لفظ سے جنسی خواہشات کی طرف اشارہ ہے کہ اس کے لئے رات بہترین پردہ پوش بھی ہے اور اطباء کے قول کے مطابق رات کا دوسرا نصف حصہ بہترین وقت بھی ہے۔

۴. دُنیاھُم: دنیا ادنی کا مونث ہے جس طرح اصغر سے صغری ہوتا ہے۔۔یہ اگر چہ دنیا کی پستی کا بہترین اشارہ ہے لیکن فی الحال نام ہے اور وصف کا لحاظ نہیں رکھا جاتا ہے، یہی حال اُخری کا بھی ہے کہ یہ آخرت کا نام ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا زمانہ دنیا کے خاتمہ کے بعد کا زمانہ ہے۔

۵. عاجل واجل: واضح رہے کہ امام کے اس کلام میں اس امر کا واضح اشارہ پایا جاتا ہے کہ پروردگار نے اپنے بندوں سے دنیا اور آخرت دونوں کی آبادی کا مطالبہ کیا ہے لہٰذا جس طرح آخرت کو نظر انداز کرنے والے جانور کہے جاتے ہیں اسی طرح دنیا سے غافل ہو جانے والے؛ بے خبر کہے جانے کے قابل ہیں اور ان کا کردار قطعاً قابل تعریف نہیں ہے۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مخلوقات عیال خدا ہیں لہٰذا اس کا محبوب ترین بندہ وہی ہوگا جو اس کے عیال کا خیال رکھے۔

۶. یبلوا اخبارھُم: خدائی امتحانات کے بارے میں ایک عام تصور یہ پایا جاتا ہے کہ امتحان سابق علم کے خلاف ہے اور جب خدا عالم ہے تو امتحان کیوں لیتا ہے۔۔لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ وہ بندوں کو ان کی حقیقت سے باخبر کرنا چاہتا ہے اور اگر کبھی یہ کہتا بھی ہے کہ ہم یہ جاننا چاہتے ہیں تو وہ بھی درحقیقت اظہار کے معنی میں ہے کہ جو کچھ جانتے ہیں اس کا اظہار کر دینا چاہتے ہیں۔

۷. فَلَکَ الْحَمْدُ : واضح رہے کہ اس مقام پر بھی سورہ حمد کا انداز پایا جاتا ہے کہ ابتداء غائبانہ انداز سے ہوئی اور تھوڑی دیر کے بعد ایاک نعبد کا خطاب شروع ہوا اس سلسلہ میں صاحبان معرفت کے چند نکات کی طرف اشارہ کیا ہے۔

۱۔ یہ غائبانہ انداز سے ابتدا ایک طرح کا ادب ہے کہ انسان بلا معرفت سامنے نہیں آ گیا ہے بلکہ جب کمالات کو پہچان لیا تو سامنے حاضر ہوا ہے۔

۲۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس کی بارگاہ کی طرف دھیرے دھرے بڑھو، پہلے کمالات کی معرفت حاصل کرو تا کہ حاضری کا شرف بھی حاصل ہوئے۔

۳۔ دعا میں قصد قربت ضروری ہے لہٰذا احساس قربت کے لئے سفر کو دور سے شروع کرنا چاہئے۔

۴۔ اس انداز سے محسوس ہوتا ہے کہ انسان نے کوئی سفر کیا ہے جس میں ذکر وفکر سے وصال کی منزل تک پہنچ گیا ہے۔

۵۔ اس انداز سے ظاہر ہوتا ہے کہ بندہ پہلے مخلوقات کو دیکھ کر خالق کی حمد وثنا کر رہا تھا کہ اچانک جلوۂ پروردگار سامنے آ گیا اور لہجہ کا انداز تبدیل ہو گیا۔

۸. سَمَآؤُها وَاَرْضُها : اس مقام پر حضرت نے سماء کا ذکر ارض سے پہلے کیا ہے حالانکہ روایات میں زمین کی تخلیق کے مقدم ہونے کا ذکر ہے۔۔ بعض علماء نے اس کی یہ توجیہ کی ہے کہ آسمان ظاہری طور سے بھی بلند ہے اور ملائکہ وعرش وکرسی کا محل بھی ہے لہٰذا اس کے مرتبہ کو خاکی زمین سے بلندتر ہونا چاہئے۔۔ لیکن دوسرے علماء کا کہنا ہے کہ پروردگار نے اکثر زمینوں کو مبارک قرار دیا ہے بلکہ سورہ فصلت آیہ نمبر ۱۰ میں ساری زمین کو بابرکت قرار دیا ہے جب کہ

آسمان کے لئے ایسی کوئی تعبیر نہیں ہے لہٰذا زمین کو آسمان سے بالاتر ہونا چاہئے۔

اور اس سے اہم تر بات یہ ہے کہ سرکار دو عالم نے ساری زمین کو مسجد قرار دیا ہے اور یہ اس کی عظمت کے لئے بہت کافی ہے۔

۹. مقیمٌ وشاخِصٌ : یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ ملائکہ کی دو قسمیں ہیں:
بعض ملائکہ وہ ہیں جو ارشاد امیر المومنین علیہ السلام کے مطابق اپنے مقام پر رکوع وسجود میں مصروف ہیں اور اپنی جگہ سے حرکت بھی نہیں کرتے ہیں۔۔اور بعض وہ ہیں جو مختلف امور پر مامور ہیں اور مسلسل مصروف سفر رہتے ہیں۔

کبھی وحی الٰہی لے کر نازل ہوتے ہیں۔کبھی رزق رسانی کا فرض انجام دیتے ہیں۔کبھی روح قبض کرنے کے لئے مرنے والے کے سرہانے آتے ہیں اور کبھی اولیاء اللہ کی زیارت کے لئے مشاہد مقدسہ کے گرد جمع ہوتے ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے یہاں تک فرمایا کہ پروردگار ہر جمعرات کی شام کو آسمان سے فرشتوں کو نازل کرتا ہے جو چاندی کی تختی اور سونے کے قلم لے کر آتے ہیں اور جمعہ کے دن غروب آفتاب تک صرف صلوات کا حساب کرتے رہتے ہیں (بحار الانوار ج ۹۴ ص ۵۰)

۱۰. شَاهِدٌ عَتِيدٌ : امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ فرزند آدم کی جب بھی صبح ہوتی ہے تو دن خود آواز دیتا ہے کہ مجھے تیرا گواہ بنایا گیا ہے لہٰذا حرف صحیح کہو اور کار خیر کرو تا کہ میں روز قیامت گواہی دے سکوں۔ورنہ آج کے بعد پھر مجھ سے ملاقات ہونے والی نہیں ہے کافی ۲ ص ۵۲۳ حدیث ۸)

۱۱. صغیرۃ او کبیرۃ: گناہان صغیرہ وکبیرہ کے بارے میں علماء اسلام کے درمیان

بیحد اختلافات پائے جاتے ہیں۔

بعض حضرات کا خیال ہے کہ گناہ سب کبیرہ ہیں، صغیرہ ان کے مقابلہ میں صغیرہ ہیں جس طرح قتل کے مقابلہ میں طمانچہ۔ ورنہ حکم خدا کی مخالفت کے اعتبار سے وہ بھی کوئی معمولی جرم نہیں ہے۔

اور بعض حضرات کا کہنا ہے کہ یہ فرق صرف اضافی نہیں ہے۔ بلکہ بعض گناہ کبیرہ ہیں اور بعض واقعاً صغیرہ ہیں جن کی معافی کا وعدہ کیا گیا ہے کہ اگر انسان گناہان کبیرہ سے پرہیز کرلے۔ تو پروردگار ان صغیرہ گناہوں کو بلا توبہ بھی معاف کرسکتا ہے۔ گناہان صغیرہ کی اس تفریق میں یہ امتیاز قائم کیا گیا ہے کہ جن گناہوں پر براہ راست جہنم کا ذکر کیا گیا ہے یا ان سے بھی سخت تر قرار دیا گیا وہ کبیرہ ہیں اور باقی سارے گناہ صغیرہ کی فہرست میں شامل ہیں جن کی تعداد ساٹھ سے ستر تک بلکہ اس سے بھی زیادہ بیان کی گئی ہے۔

لیکن واضح رہے کہ گناہ صغیرہ بھی ابتدائی منزل میں صغیرہ رہتا ہے۔ اس کے بعد جب اسے ترک نہیں کیا جاتا ہے یا اس سے توبہ نہیں کی جاتی ہے تو وہ بھی گناہان کبیرہ میں شامل ہوجاتا ہے اور انسان کی عدالت کو مجروح کردیتا ہے۔

اس مقام پر یہ نکتہ بھی قابل توجہ ہے کہ روایت میں تمام گناہان صغیرہ وکبیرہ کی فہرست کا بیان نہ ہونا اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ انسان کو دونوں کی طرف سے ہوشیار رہنا چاہئے اور کسی گناہ کو صغیرہ قرار دے کر اس کی طرف بڑھ نہ جانا چاہئے کہ اس طرح عذاب الٰہی سے بچنا مشکل ہوجاتا ہے۔

۱۲۔ **کِـرَامـاً کـاتِبِین :** وہ فرشتے ہیں جنھیں ہر انسان کے اعمال کو درج کرنے پر

مامور کیا گیا ہے ایک نیکیوں کا حساب لکھتا ہے اور دوسرا برائیوں کا حساب درج کرتا ہے جس کا حدیث میں اشارہ کیا گیا ہے مجھے اس فرزند آدم کے حال پر تعجب ہوتا ہے کہ اس کے کاندھے پر دو فرشتے بیٹھے ہوئے ہیں اور اس کے بعد بھی فضول باتیں کرتا رہتا ہے۔(ربیع الابرار زمخشری ۴۹)

ان فرشتوں کے کرام ہونے کا ایک نمونہ روایات میں یہ ہے کہ جب یہ نیکیاں لکھ کر واپس جاتے ہیں تو مالک کی بارگاہ میں خوش وخرم حاضر ہوتے ہیں اور جب برائیاں درج کرتے ہیں تو محزون ورنجیدہ ہوتے ہیں۔سوال ہوتا ہے کہ میرے بندہ نے کیا غلط کام کیا ہے؟ تو عرض کرتے ہیں کہ پروردگار جب تو ستارالعیوب ہے اور سب کے عیب جانتا ہے تو ہم کس طرح کسی کے عیب کا اظہار کریں۔(تفسیر صافی ۵ص ۲۹۶)

۱۳. **صَحَائف** : ایک عام تصور یہ ہے کہ اعمال لکھنے والے فرشتے قلم اور کاغذ لے کر بیٹھے ہیں اور سارے اعمال درج کرتے ہیں۔لیکن بعض علماء نے نامۂ اعمال کی اس طرح تفسیر کی ہے کہ جس طرح انسان کے ذہن میں اس کے تصورات اور معلومات نقش ہوجاتے ہیں اسی طرح اس کی روح پر اس کے اعمال وافعال کے اثرات بھی ثبت ہوجاتے ہیں اور جیسے جیسے انسان عمل کرتا جاتا ہے اس کا صحیفۂ اعمال مرتب ہوتا جاتا ہے اور نتیجہ میں اس کا وجود خود ہی اس کا نامۂ اعمال بن جاتا ہے اس کے لئے الگ سے کسی قلم اور کاغذ کی ضرورت نہیں لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اعمال درج کرنے والے فرشتوں کے وجود سے انکار کردیا جائے ان کا لکھنا اپنی جگہ پر ہے اور ہستی پر درج ہوجانا اپنی جگہ پر ہے۔

۱۴. **حَظّا مِن عِبادَتِک** : بعض علماء کرام کا بیان ہے کہ عبادت کے تین مرحلے ہوتے ہیں:

ایک مرحلہ میں انسان اپنے بدن کے ذریعہ مالک کی بندگی کرتا ہے جس طرح کہ نماز روزہ وغیرہ میں ہوتا ہے۔

دوسرے مرحلہ پر انسان اپنے نفس اور شعور کو اطاعت الٰہی میں مصروف کردیتا ہے، یہ کام عقائد کی منزل میں انجام پاتا ہے۔

تیسرے مرحلہ پر انسان اپنے سماج اور معاشرہ کے حقوق کو ادا کرنے میں اپنے مالک کے احکام کی پاسداری کرتا ہے اور ان کی مخالفت نہیں کرتا ہے۔

۱۵. وَاحْفَظْنا مِن بَينِ ایدینا : اس جملہ کی وضاحت میں حسب ذیل احتمالات ذکر کیا گیا ہے:

۱۔اس سے مراد وہ چاروں سمتیں ہیں جن سے کوئی بھی دشمن حملہ کرسکتا ہے۔

۲۔حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے الفاظ میں سامنے سے مراد آخرت میں غافل بنادینا، پیچھے سے مراد مال ودولت کی جمع آوری میں لگادینا، داہنے سے مراد دین میں شبہات پیدا کرنا اور بائیں سے مراد لذتوں میں مصروف کردینا۔

۳۔ابن عباس کے مطابق سامنے اور پیچھے سے مراد دنیا وآخرت ہے اور دائیں بائیں سے مراد نیکیاں اور برائیاں ہیں۔

۴۔حکماء اسلام کے مطابق انسان کی چاروں طاقتیں ہیں جن پر شیطان حملہ آور ہوتا ہے قوت خیال، قوت وہم، خواہش غضب۔

۱۶ مُسْتَعْمِلًا لِمَحَبَّتِکَ : محبت ایک فطری جذبہ ہے جس کی بنیاد دردناک کمالات پر رکھی جاتی ہے اور جس قدر یہ ادراک قوی تر ہوتا جاتا ہے محبت کی شدت میں اضافہ

. تا ہے صاحبان معرفت ومحبت کی تعریف کلمات استعمال کئے ہیں جن کے ذریعہ اس کی حقیقت کو

اضح کرنا چاہا ہے۔

محبت محبوب کے علاوہ تمام اشیاء کا دل سے محو کردینا ہے۔

محبت وہ آگ ہے جس میں محبوب کے علاوہ سب جل جاتے ہیں۔

محبت کسی شے کی طرف مکمل رجحان پیدا کرنا اور پھر اسے ہر شے پر مقدم رکھتا ہے اور

. ب کی راہ میں ہر شے کو قربان کردیتا ہے۔

اثار محبت :

ا۔محبت پروردگار کا پہلا اثر یہ ہوتا ہے کہ انسان آخرت کے مسائل کو دنیا کے مسائل پر

م رکھتا ہے اور محبوب کی راہ میں ہر شئے کو قربان کردیتا ہے۔

۲۔دوسرا اثر یہ ہوتا ہے کہ انسان دنیا سے بے تعلق ہوجاتا ہے اور اس کی محبت کو اپنے دل

نکال کر باہر پھینک دیتا ہے۔

۳۔تیسرا اثر یہ ہے کہ انسان ہر حال میں ہشاش بشاش اور مطمئن رہتا ہے اور جمال

محبوب کے آگے کسی چیز کی پرواہ نہیں کرتا۔

۴۔چوتھا اثر یہ ہوتا ہے کہ اس کے سارے وجود پر محبوب کا قبضہ رہتا ہے اور ایک لمحہ کے

لئے اس کی طرف سے غافل نہیں ہوتا۔

فضیل بن عیاض کا کہنا تھا کہ جب تم سے سوال کیا جائے کہ کیا خدا سے محبت کرتے ہو تو

خاموش رہو کہ اقرار کرو گے تو کردار ویسا نہیں ہے اور انکار کرو گے تو کافر ہوجاؤ گے (احیاء العلوم

۳۳۲)

۱۷۔ بدعت : عام مسلمانوں کے نزدیک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ایجاد ہو والی ہر شے کو بدعت کہا جاتا ہے اور اسی بنا پر اسے واجب، حرام، مکروہ، مندوب اور مباح تمام اقسا پر تقسیم کیا گیا ہے۔

لیکن شہید ثانیؒ نے فرمایا ہے کہ اگر ایجادات کی پانچوں قسمیں ہیں لیکن بدعت صر حرام ایجاد کو کہا جاتا ہے جیسے غیر معصوم کو معصومؑ پر مقدم کر دینا، فاسق کی بیعت کا تقاضا کرنا، وضو۔ مسح کی جگہ دھونا، جمعہ کے دن دوسری اذان کہنا، خمس کا بند کر دینا، اقربا کو میراث سے محروم کر دینا ا وقت سے پہلے افطار کر لینا وغیرہ۔

۱۸۔ امر بالمعروف : نیکیوں کی ہدایت دینا اور برائیوں سے روکنا اسلام کے ۔ ترین واجبات میں ہے اور اگر اس کے انجام دینے والے نہ ہوں تو واجب عینی ہے اور نہ کرنے و قطعی طور پر گناہ گار ہوگا۔ علماء اسلام نے اس کے وجوب کے چار شرائط کا تذکرہ کیا ہے:

۱۔ امر و نہی کرنے والے کا احکام سے باخبر ہونا، ایسا نہ ہو کہ واجبات سے نہی شرو کر دے اور حرام کا امر کرنے لگے۔

۲۔ تاثیر کے امکانات پائے جاتے ہوں ورنہ فضول وقت ضائع کرنا واجب نہیں ہے۔

۳۔ ضرر کے اندیشہ کا نہ ہونا، ورنہ اپنے یا کسی مومن کے حق میں ضرر کی صورت میں ا نہی واجب نہیں ہے۔

۴۔ گناہگار اپنے عمل پر اصرار کر رہا ہو ورنہ توبہ کرنے کا ارادہ کرے شرمندہ کرنا جائز نہ ہے۔

۱۹۔ اَشْکَرِھُمْ : بعض اہل معرفت کا بیان ہے کہ بہترین شکر گذار بندہ وہ

گناہوں سے پاکیزہ ہو لیکن اپنے کو گناہگار تصور کرے۔

☆ قلیل نعمت پر راضی رہے لیکن رغبت کا اظہار کرے۔

☆ ہمیشہ ذکر خدا کرتا رہے لیکن اپنے کو غافلین میں شمار کرتا رہے۔

☆ اور مسلسل عمل کرنے کے باوجود کوتاہیوں کا اعتراف کرتا رہے۔

برائیوں سے بچنے کے چار درجات پائے جاتے ہیں جن کے بغیر انسان کا تقوی مکمل نہیں سکتا ہے۔

ا۔ ان برائیوں سے پرہیز کرے جو انسان کو فاسق اور گنہگار بنا دیتی ہیں۔

۲۔ ان برائیوں سے الگ رہے جن میں حرام ہونے کا شبہ پایا جاتا ہے۔

۳۔ ان چیزوں سے پرہیز کرے جن کے بعد نفس کے بہک جانے کا اندیشہ پایا جاتا ہو۔

۴۔ ان چیزوں سے بھی الگ ہو جائے جن سے اطاعت کا فائدہ نہ ہو یا معصیت کا تصور پیدا ہو جائے۔

دعا نمبر ۷ کی شرح

ا۔ **یامَنْ تُحَلُّ بہ:** امام جعفر صادق اور امام موسیٰ کاظم علیہما السلام دونوں حضرات سے ل ہے کہ بلاؤں کے نازل ہونے کے بعد اگر مالک کی طرف سے دعا کا الہام ہو جائے تو سمجھو بلا جلد ختم ہونے والی ہے ورنہ اس کا زمانہ طویل بھی ہو سکتا ہے۔

پروردگار اپنے فیصلہ کو نافذ کرنے سے پہلے مومن کی دعا پر نگاہ کرتا ہے اور اس کی فریاد کو کر فیصلہ کو نافذ کرنے سے پہلے مومن کی دعا پر نگاہ کرتا ہے اور اس کی فریاد کو دیکھ کر فیصلہ کو نافذ

نہیں کرتا ہے۔ (کافی ج ۲ ص ۴۶۸، ۴۷۰، ۴۷۱)

۲. فَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ : معصومین علیہم السلام کی دعاؤں کا یہ امتیاز ہے کہ بلاؤں کے رفع ہونے کی دعا کرنے سے پہلے مالک کی قوت وقدرت کا حوالہ دیتے ہیں کہ کل کائنات تیرے ہی ارادہ سے چل رہی ہے تو کس طرح ممکن ہے کہ تو بلاء کو دور ہو جانے کا حکم دے اور وہ تیرے حکم کی مخالفت کرے۔

اس کے بعد صلوات پڑھ کر اپنے مدعا کو پیش کرتے ہیں تا کہ پروردگار صلوات کے طفیل میں اس دعا کو بھی قبول کرلے کہ یہ مالک کی شان کرم کے خلاف ہے کہ جس کے واسطہ ایک دعا کی گئی ہے اس کے واسطہ کے بعد بھی دعا کو رد کردے جب کہ واسطہ بھی اسی نے قرار دیا ہے۔

صلوات کے بعد دعا کا آغاز یارب کہہ کر کیا ہے کہ آج تک تو نے ہی پالا ہے اور میں تیری ہی مہربانیوں سے زندہ ہوں تو کس طرح تصور کرلوں کہ اتنی مہربانیوں کے بعد اب کوئی مہربانی نہ کرے گا۔

۳. لَاتَشْغَلْنِی : یہ بندہ کا کمال ادب ہے کہ بلاء کے ٹالنے کے لئے اپنے سکون و آرام کا حوالہ نہیں دیتا ہے۔ بلکہ یہ گذارش کرتا ہے کہ مالک اگر میں انھیں بلاؤں میں مبتلا رہ گیا تو سب سے بڑا نقصان یہ ہوگا کہ اپنے فرائض کو ادا نہ کرسکوں گا اور تیری سنت کو منزل عمل میں نہ لاسکوں گا۔ مجھے پریشانیوں کی فکر نہیں ہے انھیں تو برداشت کرسکتا ہوں، ساری پریشانی عبادتوں کی ہے کہ ان سے محرومی دنیا کے ساتھ عاقبت کو بھی برباد کرسکتی ہے۔

۴. حَدَثَ عَلَیَّ : علماء ادب کا کہنا ہے کہ حدث کے ساتھ علی کا استعمال مشقت اور زحمت کی طرف اشارہ ہے کہ جو مصیبت پیدا ہوئی ہے وہ میرے اوپر ایک بوجھ اور میرے سا

باعث مشقت ہے اور تو اسے ٹال سکتا ہے لہذا کوئی وجہ نہیں ہے کہ تو میری پریشانیوں کو دیکھتا رہے اور اپنی قدرت کاملہ کو استعمال نہ کرے۔

۵. عرش عظیم : روایات میں عرش سے مراد علم پروردگار بھی لیا گیا ہے اور اقتدار الٰہی بھی اور اسی بنیاد پر کہا گیا ہے کہ تخت اقتدار الوہیت کے ایک پایہ سے دوسرے پایہ کے درمیان ایک پرندہ کے ۸۰ ہزار سال پرواز کرنے کا فاصلہ ہے۔(بحار ج ۵۸ ص ۳۶ حدیث ۶۱)

دعا نمبر ۸ کی شرح

اس دعا کے عنوان میں مکارہ، سیٔ الاخلاق اور مذام الافعال کا ذکر کیا گیا ہے کہ انسان کی مصیبتوں کی یہ تین قسمیں ہیں بعض وہ حوادث ہیں جن میں انسان کا کوئی دخل نہیں ہے انھیں مکارہ دہر کہا جاتا ہے۔

بعض کمزوریاں انسان کی اپنی ہیں لیکن انھیں استقرار حاصل نہیں مذام افعال سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اور بعض چیزیں طبیعت میں شامل ہوگئی ہیں تو انھیں بدترین اخلاق کا نام دیا جاتا ہے۔

اور انسان کا فرض ہے کہ مالک کی بارگاہ میں ان تینوں سے پناہ حاصل کرے۔

۱. اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِکَ : اس دعا میں امام سجاد نے ۴۴ قسم کی پریشانیوں سے نجات کا تقاضا کیا ہے جن میں سے ۳۰ انسان کے اعمال و کردار سے تعلق رکھتی ہیں اور ۱۴ کا تعلق حوادثات دہر سے ہے ان تمام چیزوں کا مختصر خاکہ یہ ہے:

۱۔حرص: اس کے بارے میں امام صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ اس کی مثال ریشم کے کیڑے کی ہے جس قدر آگے بڑھتا جاتا ہے خود ہی گرفتار ہوتا جاتا ہے۔(کافی ج ۲ ص ۳۱۶)

البتہ یہ واضح رہے کہ حرص آخرت مضر نہیں ہے اس میں اعتدال ہوتا ہے۔نقصان و حرص کا ہیجان ہے جس کا کوئی علاج نہیں ہے۔

۲۔شدتِ غضب: غضب انسانی زندگی میں معیار غیرت کی علامت ہے لیکن اس شدت انسان کو دیوانہ بنا دیتی ہے۔

۳۔غلبۂ حسد: حسد ایک بدترین صفت ہے لیکن نفس کے اندر ہے تو مضر نہیں ہے البتہ کردار پر غالب آجائے تو انسان کو شیطان بھی بنا سکتی ہے۔

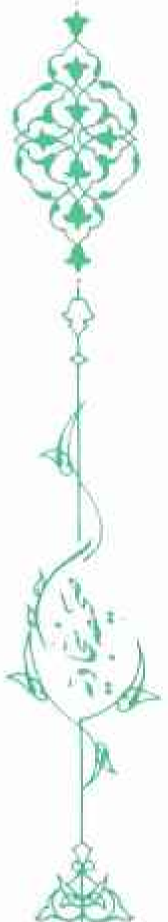
۴۔ضعفِ صبر: صبر انسانی نفس کا وہ کمال ہے جو پروردگار کو اپنے ساتھ لے لیتا ہے لیکن اس کی کمزوری کا اثر یہ ہوتا ہے کہ مالک کا ساتھ چھوٹ جاتا ہے۔

۵۔قلتِ قناعت: روایات میں قناعت وہ خزانہ ہے جو کبھی خالی ہونے والا نہیں ہے لہٰذا اس کی کمی انسان کو لالچی اور ظالم بھی بنا سکتی ہے، بادشاہ کے ایک درباری نے ایک مرد حکیم کو سڑک کے پتے چباتے ہوئے دیکھا کہ اگر تم بادشاہ کے درباری ہوتے تو یہ حشر نہ ہوتا، اس نے برجستہ جواب دیا کہ اگر تمہارے پاس قناعت ہوتی تو تو درباری نہ ہوتے۔

۶۔سوء اخلاق: روایات میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بداخلاق کی توبہ قبول نہیں ہوتی ہے کہ وہ توبہ کر کے اسے توڑ دیتا ہے اور یہ اس سے بدتر عمل ہے کہ توبہ نہیں کیا تھا۔

۷۔الحاح شہوت: خواہشات کا پیدا ہونا انسانی فطرت ہے لیکن ان کا اصرار اور دباؤ انسان کو بدترین گناہ میں مبتلا کر سکتا ہے۔

۸۔حمیت: اس حمیت سے مراد غیرت نہیں ہے کہ وہ انسان کی بہترین صفت ہے بلکہ اس سے مراد حمیت جاہلیت یعنی تعصب ہے جو ہمیشہ انسان کو حق کے راستہ سے روک دیتا ہے۔



۹۔اتباع الہوی: انسانی فکر ہمیشہ عقل اور خواہش کے درمیان رہتی ہے، بلند ہو جاتی ہے تو عقل سے مل جاتی ہے اور پست ہو جاتی ہے تو خواہشات کا اتباع کرنے لگتی ہے اور خواہشات کا اتباع وہ کرداری نقص ہے کہ پروردگار عالم نے اپنے نبی کے کمال کردار کا اس انداز سے اعلان کیا ہے کہ "ماینطق عن الھوی" میرا حبیب خواہشات کی بنیاد پر بولتا بھی نہیں ہے۔

۱۰۔مخالفتِ ہدایت: یہ مخالفت کبھی غلبۂ خواہشات سے پیدا ہوتی ہے اور کبھی تعجب سے منظر عام پر آتی ہے اور ہر صورت میں انسان کے نفس کو داغدار اور اس کے انجام کو عذاب النار دیتی ہے۔

۱۱۔خوابِ غفلت: یہ نیند انسان کو آخرت سے غافل بنا دیتی ہے اور ایسا انسان کوئی بھی بدترین عمل انجام دے سکتا ہے قرآن مجید نے غافلین کی بدترین مذمت کی ہے۔

امام حسن علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ غفلت کے معنی کیا ہیں؟ تو آپ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ مسجد کا چھوڑ دینا اور مفسد کی اطاعت کر لینا۔ (نہج السعادہ ج ۱ ص ۵۵۱)

۱۲۔زحمتِ بیجا: رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ دین نرم ہے لہٰذا اس کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرو اور اپنے کو ضرورت سے زیادہ زحمت میں مت ڈالو کہ یہ طریقہ دین میں محبوب نہیں ہے تو دنیا میں کس طرح محبوب ہو سکتا ہے۔

۱۳۔تقدیمِ باطل: کھلی ہوئی بات ہے کہ باطل کو حق پر مقدم رکھنا اور حق کے بجائے باطل کی پیروی کرنا انسان کی دنیا و آخرت دونوں کو برباد کر سکتی ہے۔

۱۴۔اصرار بر گناہ: اس اصرار کی دو قسمیں ہیں: کبھی اصرار معمولی طور پر ہوتا ہے اور کبھی نیت کی بنا پر ہوتا ہے کہ انسان کرتے وقت دوبارہ گناہ کا بھی ارادہ رکھتا ہے تو شریعت کی زبان میں

اسے بھی اصرار کہا جاتا ہے۔

۱۵۔استصغار معصیت: کسی معصیت اور گناہ کو معمولی سمجھنا درحقیقت حکم الٰہی کی توہین ہے اس سے بڑا کوئی جرم انسانی زندگی میں تصور نہیں کیا جاسکتا ہے۔

۱۶۔استکبار اطاعت: اطاعت الٰہی کو زحمت طلب تصور کرنا بھی عظمت خالق سے غفلت کا نتیجہ ہے ورنہ اس کے حقوق و احسانات کے مقابلہ میں ہر اطاعت معمولی ترین کام تصور ہوتی ہے۔

۱۷۔مقابلہ اغنیاء: دولت پر فخر و مباہات کرنا اور دولت مندوں سے مقابلہ کرنا بدترین کردار ہے کہ انسان سامان کی خوبی کو اپنی خوبی تصور کرتا ہے اور یہ عجیب و غریب جہالت و حماقت ہے۔

۱۸۔توہین فقراء: جب دولت پر فخر و مباہات کرنا عیب ہے جو انسان کا ذاتی عمل ہے تو فقراء کی توہین تو اس سے بدتر عمل ہے جس کے نتیجہ میں پروردگار ہر انسان کو میدان قیامت ذلیل و رسوا قرار دیتا ہے۔

۱۹۔کمزور پر غلط حکومت: پروردگار نے ہر انسان کو راعی اور نگراں بنایا ہے لہٰذا اس کا فرض ہے کہ اپنی رعایا سے بہترین برتاؤ کرے ورنہ خود بھی الگ کے زیر اقتدار ہے، وہ کسی وقت بھی انتقام لے سکتا ہے۔

۲۰۔ترکِ شکر: روایات میں وارد ہوا ہے کہ پروردگار روز قیامت سوال کرے گا کہ تم نے میرے بندوں کا شکریہ ادا کیا؟ اور جب انسان شکریۂ پروردگار کا حوالہ دے گا کہ تیرا شکریہ ادا کیا ہے تو ارشاد ہوگا کہ جس نے بندوں کا شکریہ ادا نہیں کیا وہ میرا شکریہ بھی نہیں ادا کرسکتا ہے اصل شکر

مالک ہی کا ہوتا ہے لیکن واسطہ کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے۔

۲۱۔ اعانت ظالم: یہ وہ بدترین عمل ہے جس پر صراحتاً عذاب جہنم کا ذکر کیا گیا ہے اور روایات میں وارد ہوا ہے کہ ظلم کرنے والا، اس کی مدد کرنے والا اور اس سے راضی رہنے والا تینوں برابر کے شریک ہیں۔

(کافی ج۲ص۳۳۳)

۲۲۔ ترک مظلوم: روایات میں وارد ہوا ہے کہ جو دنیا میں مظلوم کی مدد نہیں کرے گا پروردگار روز قیامت اسے بھی نظر انداز کردے گا۔ (بحار ج۵ص۷۷)

۲۳۔ ادعائے باطل: امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے کہ ناحق دعویٰ کرنے والا ہلاک ہونے والا اور افتراء کرنے والا رسوا ہونے والا ہے۔ (نہج البلاغہ ۵۸ خطبہ ۱۶)

۲۴۔ حکم بلا علم: امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ بغیر علم کے فتویٰ دینے والے پر ملائکہ رحمت اور ملائکہ عذاب دونوں لعنت کرتے ہیں اور اس پر تمام عمل کرنے والوں کا بوجھ بھی ہوگا۔ (کافی ج۱ص۴۲)

۲۵۔ فریب کاری: روایات میں وارد ہوا ہے کہ دھوکہ دینے والے کے رزق سے برکت اٹھ جاتی ہے اور اس کی معیشت برباد ہوجاتی ہے اور خدا اسے اس کے حال پر چھوڑ دیتا ہے۔ (وسائل الشیعہ ج۱۲ص۲۱۰)

۲۶۔ خود پسندی: کھلی ہوئی بات ہے کہ اپنے اعمال کو پسند کرنا عیب نہیں ہے لیکن ان اعمال کی بنا پر غرور کا پیدا ہوجانا بدترین عیب ہے جو انسان کو شیطنت تک پہنچا سکتا ہے۔

۲۷۔ طول امل: امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ انسان کو دو ہی چیزیں برباد کرتی

ہیں ایک لالچ اور ایک لمبی امیدوں کا ہونا کہ یہ صفت آخرت سے غافل بنادیتی ہے اور انسان صرف دنیا کے مستقبل کے بارے میں سوچتا رہتا ہے۔

۲۸۔سوء سریرہ: جس طرح انسان کے ظاہر کا خراب ہونا عیب ہے اسی طرح باطن کا عیب دار ہونا بھی بدترین وصف ہے جس کے بارے میں روایات میں ہے کہ جس کا باطن دنیا میں خراب ہوگا پروردگار آخرت میں اس کے ظاہر کو بھی عیب دار بنادے گا۔

واضح رہے کہ ظاہر و باطن کے اعتبار سے انسانوں کی چار قسمیں ہیں بعض وہ ہیں جن کا ظاہر و باطن دونوں بہترین ہے یہ اولیاء اللہ ہیں اور یقیناً قابل تعریف ہیں اور بعض کا ظاہر و باطن دونوں خراب ہے یہ بدترین افراد ہیں۔

بعض کا ظاہر خراب ہوتا ہے اور باطن اچھا ہوتا ہے۔ایسے لوگوں کو قابل تعریف قرار دیا گیا ہے اور بعض اس کے برعکس ہوتے ہیں ان کی مذمت کی گئی ہے۔

۲۹۔گناہان صغیرہ کی تحقیر: یہ انسان کی لاپرواہی ہے جہاں حکم خدا کی عظمت کا احساس مردہ ہوجاتا ہے اور انسان کی مغفرت مشکل ہوجاتی ہے۔

۳۰۔غلبۂ شیطان: امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: کہ ابلیس نے جناب موسیٰ علیہ السلام کے پاس سلام کیا تو فرمایا: کہ تو کون ہے؟ اس نے کہا میں ابلیس ہوں۔فرمایا: یہاں کیوں آیا ہے؟ کہا سلام کرنے حاضر ہوا ہوں فرمایا کہ تو اولاد آدم پر کیسے غالب آجاتا ہے؟ کہا جب ان میں خود پسندی پیدا ہوجاتی ہے اور اپنے عمل کو بہت سمجھنے لگتے ہیں اور گناہ کو حقیر تصور کرنے لگتے ہیں۔

(کافی ج۲ص۳۱۴)

۲۔ یَنۡکُبُنَا الزَّمانُ : یہاں سے ان حوادث کا سلسلہ شروع ہورہا ہے جن سے انسان

دوچار ہوتا رہتا ہے اور اس کا کوئی اختیار نہیں ہوتا ہے۔

ضرورت ہوتی ہے کہ مالک کی بارگاہ میں دعا و فریاد کرے کہ اس کے علاوہ کوئی ان بلاؤں کا رد کرنے والا نہیں ہے،

نکبت زمان: زمانہ کے ان تغیرات کا نام ہے جہاں انسان پرانے زمانہ کو یاد کر کے حسرت واندوہ کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتا ہے، جعفر بن یحییٰ برمکی کی والدہ اپنے بھانجے عبدالرحمٰن کے پاس آئی تو اس نے پہچانا بھی۔ اور جب تعارف حاصل ہو گیا تو عبداللہ نے صورت حال دریافت کی کہا کہ مختصر یہ ہے کہ ایک زمانہ میں سیکڑوں خادماؤں کے درمیان زندگی گذاری تھی اور آج قربانی کی کھال کا طلب گار ہوں تا کہ اسے بچھا کر لیٹ سکوں۔ (مروج الذہب ج ۳ ص ۳۸۲)

۳. **ھضم سلطان** : بادشاہوں کا وہ ظلم ہے جس کے مقابلہ میں کوئی فریادرسی کرنے والا بھی نہیں ہوتا ہے۔

۴. **تناول اسراف**: اسراف مال کا فضول اور بے فائدہ صرف ہو جانا ہے ورنہ برمحل صرف ہو جانے کو اسراف نہیں کہا جاتا ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے خراسان میں اپنے تمام اموال کو تقسیم کر دیا تو فضل بن سہل نے اعتراض کیا کہ یہ تو کھلا ہوا خسارہ ہے۔ فرمایا کہ یہی فائدہ ہے۔ (محاضرات راغب ج ۲ ص ۵۸۹)

قرآن مجید نے بار بار اعتدال کی تعلیم دی ہے اور اسراف کرنے والوں کو شیطان کی برادری میں قرار دیا ہے۔

واضح رہے کہ اسراف کا تعلق صرف مال سے نہیں ہے بلکہ قوم کی خواہشات کو بے محل صرف کرنے پر بھی سرف قرار دیا گیا ہے۔

۵. فقدان الکفاف : بقدرِ ضرورت مال کا نہ ہونا بھی انسانی زندگی کا ایک المیہ ہے کہ اس سے دین میں نقص پیدا ہوتا ہے اور انسان عبادت کو چھوڑ کر تلاش معاش میں نکل جاتا ہے۔ اور عقل بھی ماؤف ہو جاتی ہے کہ مسئلہ کا کوئی حل سمجھ میں نہیں آتا ہے اور لوگ نفرت الگ کرنے لگتے ہیں۔

۶. شماتت اعداء : انسانی زندگی میں سرمایہ کی کمی اتنی بڑی مصیبت نہیں ہے جتنی بڑی مصیبت دشمنوں کے طعنے ہیں کہ ان کا برداشت کرنا بہت زیادہ مشکل ہو جاتا ہے، دشمن سے مراد صرف وہ شخص نہیں ہے جسے آپ قتل کر دیں تو مجاہدین جائیں اور وہ آپ کو قتل کر دے تو شہید ہو جائیں۔ بلکہ دشمن وہ نفس بھی ہے جو پہلو میں رہتا ہے اور وہ ازواج واولاد بھی ہیں جو راہ حق و ہدایت سے منحرف کر دیں۔

جناب ایوب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ تمام بلاؤں میں سب سے سخت ترکون سی بلا تھی، فرمایا: دشمنوں کے طعنے۔

احتیاج امثال : انسانی زندگی کا سخت ترین حادثہ ہے کہ انسان اپنے افراد کا محتاج ہو جائے جو اس کے امثال اور برابر شمار ہوتے ہوں کہ اس طرح اس کا وقار خطرہ میں پڑ جاتا ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ "جس کے چاہو محتاج جاؤ اس کے قیدی ہو جاؤ گے اور جس سے چاہو بے نیاز ہو جاؤ اس کے مثل ہو جاؤ گے۔ اور جس کے ساتھ چاہو محتاج ہو جاؤ گے۔ (غرر الحکم ج ا ص ۱۱۲)

بعض عرفاء کا ارشاد ہے کہ فقراء کی تین قسمیں ہیں:

صرف خدا کا فقیر ہونا۔ یہ بہترین صفت ہے جسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باعث فخر قرار

دیا ہے۔(بحار ج۲ص۴۹۷)

خدااور بندہ دونوں کامحتاج ہونا۔۔یہی وہ فقر ہے جو انسان کو سرحد کفرتک پہنچا سکتا ہے۔(خصال ۱۱)

خدا کو چھوڑ کر بندوں کامحتاج ہونا۔۔یہی وہ کیفیت ہے جسے دنیاوآخرت کی روسیاہی قرار دیا گیا ہے۔(بحار ج۷۲ص۳۰)

۷. **شدّتِ معیشت:** جس طرح سہولت کے ساتھ روزی کا حاصل ہوجاناایک نعمت ہے اس طرح شدت وزحمت کے ساتھ زندگی گذارنا ایک بلاء ہے جس سے نجات کی دعا کرنا چاہئے۔

۸. **میتۃٍ عَلٰی غیر عُدّۃٍ:** موت خودبھی ایک مصیبت ہےاوراس کااچانک آجانااس سے بڑی مصیبت ہے جہاں انسان نہ توبہ کی توفیق حاصل کرتا ہےاورنہ کسی طرح کی تیاری کرپاتا ہےاورحساب کے لئے سریع الحساب کی بارگاہ میں حاضرہوجاتا ہے۔

۹. **حسرتِ عظمیٰ:** آخرت کےاعتبار سےانسان کوچند مصیبتوں سے دوچار ہونا پڑتا ہےجن سے بچنے کے لئے دعا کرنا بےحد ضروری ہے۔

پہلا مرحلہ حسرت کا ہوتا ہے جہاں انسان اپنی کوتاہیوں پر پشیمان ہوتا ہے کہ کاش ایسے اعمال انجام نہ ہوئے ہوتے اس کے بعد اگر دین میں کوئی نقص پایا جاتا ہے تو اس کی مصیبت اور عظیم تر ہےاوراگر دین کوعوض بیچ ڈالا ہےتواس بدبختی کا کوئی جواب نہیں ہے۔اورجہنم میں ڈال دیا گیا تو یہ بدترین انجام ہوگااوراگرثواب سے بالکل محروم ہوگیااورعقاب کی منزل میں داخل کردیا گیا تواس سے سخت ترکوئی مصیبت نہیں ہے۔

ظاہر ہے کہ ان تمام مصائب و آلام سے رحمت الٰہی کے علاوہ کوئی نجات نہیں دلا سکتا ہے لہٰذا دعا کا اختتام بھی رحمت کے واسطہ پر کیا گیا ہے اور رب العالمین کو بھی ارحم الراحمین کہہ کر پکارا گیا ہے۔

دعا نمبر ۹ کی شرح

۱. مغفرت : یہ لفظ غفران سے نکلا ہے جس کے معنی چھپانے کے ہیں لیکن ہر چھپانے کو مغفرت نہیں کہا جاتا ہے بلکہ جہاں چھپانے والا طاقت رکھتا ہو اور جسے چھپایا جائے اسے مستحکم طریقہ سے محفوظ کر دیا جائے۔

۲. توبہ: اس لفظ کے معنی پلٹنے کے ہیں جس کا استعمال بندہ اور خدا دونوں کے لئے ہوتا ہے کہ کبھی بندہ خدا سے منحرف ہونے کے بعد خدا کی طرف پلٹ کر آتا ہے اور کبھی خدا قہر و غضب سے لطف و کرم کی طرف رجوع کرتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات پہلے خدا نگاہ مرحمت کرکے آواز دیتا ہے اس کے بعد بندہ پلٹ کر مالک کی طرف دیکھتا ہے اور پھر مالک اس واپسی کو قبول بھی کر لیتا ہے۔ اور اسی بنا پر بندہ کو تائب کہا جاتا ہے اور خدا کو توآب کہا گیا ہے۔

توبہ کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ بندہ خدا سے منحرف ہونے کے بعد بھی محبوب خدا بن جاتا ہے اور قرآن مجید آواز دیتا ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ﴾

۳. فَاَوْقِعِ النَّقص : لیکن اگر یہ طے ہو جائے کہ مجھے کہیں خسارہ کا سامنا کرنا ہے یا دنیا میں یا آخرت میں تو میں دنیا کے خسارہ کو برداشت کر سکتا ہوں۔ لیکن تو اپنی توجہ کو آخرت کے لئے اٹھا کر رکھنا کہ وہاں اس کی ضرورت دنیا سے زیادہ ہے اس جملہ میں توبہ سے مراد مالک کی توجہ ہے۔۔ یا اپنی توبہ کی قبولیت اور اس کے اثرات ہیں۔

آخرت کے خسارہ کے بارے میں امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ گناہ کا سب سے پہلا اثر یہ ہوتا ہے کہ انسان نماز شب سے محروم ہو جاتا ہے۔ (بحار ج ۷۳ ص ۳۷۷)

۴. بَیْنَ نُفُوْسِنا وَاخْتِیارِها : ساری دنیا کی خواہش ہوتی ہے کہ اسے آزاد چھوڑ دیا جائے اور امام سجاد علیہ السلام کی دعا ہے کہ خدایا اس نفس کو آزاد نہ چھوڑ دینا ورنہ تیری توفیق کے بغیر غلط راستہ ہی ہو جائے گا اور تو روک تھام نہیں کرے گا تو برائیوں ہی کا حکم دیگا۔

۵. مِنَ الضُّعْفِ خَلَقْتَنا: بعض عرفاء کا کہنا ہے کہ انسان کا ایک گندے پانی سے اور کمزور پیدا کرنا بھی ایک لطف الٰہی ہے کہ اس طرح غرور کے امکانات کم ہو جاتے ہیں۔ ورنہ بالکل بے عیب بنا دیا ہوتا تو ہر شخص کے فرعون و نمرود بن جانے کے امکانات روشن تھے۔

یہ تو مالک کا لطف خاص ہوتا ہے کہ بعض ہر جہت سے مکمل بھی ہوتے ہیں اور بندگی کا حق بھی ادا کرتے ہیں۔

۶. فَاَیِّدْنا بِتَوْفِیْقِکَ : نیکی کے لئے اسباب کا فراہم کر دینا توفیق کہا جاتا ہے اور یہی وہ شے ہے جس سے کوئی انسان کسی وقت بھی بے نیاز نہیں ہو سکتا ہے۔

بعض علماء نے توفیق کے مصادیق میں زکاوت و ذہانت، سمجھنے والا دل، بہترین استاد، مہربان ساتھی، مالی امداد، ہمدرد قبیلہ اور ایسے تمام حالات کو شمار کیا ہے جس کے بعد کار خیر نہ کرنا انسان کی بدبختی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

دعا نمبر ۱۰ کی شرح

۱. اِنْ تَشَأْ : اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مشیت الٰہی ہر حال میں نافذ ہے اور کوئی اس کے ارادہ کو روک نہیں سکتا ہے لیکن یہ اس کی حکمت کاملہ ہے کہ عذاب بھی کرتا ہے تو بر بنائے

عدالت کرتا ہے بلاسبب نہیں کرتا ہے اور معافی تو بہر حال اس کے کرم کا نتیجہ ہے۔

اس مقام پر معافی کو عذاب سے پہلے بیان کرنا کمال معرفت کی دلیل اور دعا کا بہترین اسلوب ہے۔ اور اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ فضل و کرم اس کے ذاتی صفات ہیں اور عذاب بندوں کے کردار کی بنا پر پیدا ہوتا ہے۔

۲. ھا نحن عِبادک : عربی زبان میں تنبیہ اور ہوشیار کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے اور یہ عام طور سے اس کے لئے مناسب ہے جس کے یہاں غفلت کے امکانات پائے جاتے ہوں لیکن امام سجاد علیہ السلام نے اس لفظ کو اس لئے استعمال کیا ہے کہ اس طرح بندہ مسئلہ کی اہمیت کا اظہار کر کے مالک کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہے کہ گناہوں نے اس کی نگاہ کرم کو دوسری طرف موڑ دیا ہے۔

۳. اَوْجَبْتَ اِجَابَتَھُمْ : یہ آیت امن یجیب المضطر کی طرف اشارہ ہے اور اجابت کو واجب قرار دینے کے بعد برائیوں کے رفع کرنے کے وعدہ کا ذکر کرنا ہے۔ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ مضطر کی دعا قبول تو کر لیتا ہے لیکن قبول کرنے کے بعد اس کا اظہار برائیوں کے دفع ہو جانے کی صورت ہی میں ہو اس کی کوئی ضمانت نہیں ہے بلکہ اس کے علاوہ دوسرے انداز بھی ہو سکتے ہیں۔

۴. وَلَاتُشْمِتْ : شیطان اولاد آدم سے اس طرح بھی انتقام لیتا ہے کہ پہلے برائیوں کے راستہ پر لگا دیتا ہے اور اس کے بعد طعنے دے کر دل بھی دکھاتا ہے کہ تم تو خلیفۃ اللہ کی اولاد ہو، تم نے یہ عمل کس طرح انجام دیا، اس مقام پر بندہ اپنی کمزوری کا احساس کر کے مالک سے التماس کرتا ہے کہ پروردگارا شیطان کو طعنے دینے کا موقع نہ دینا اور مجھے اس گناہ سے بچا لینا جس کے بعد ایسے

طعنوں کی نوبت آتی ہے۔

دعا نمبر ۱۱ کی شرح

۱. **خواتم الخیر :** انسان کی زندگی کا سب سے اہم مسئلہ ہے اس کے انجام کا بخیر ہونا اور چونکہ انجام آغاز ہی سے پیدا ہوتا ہے جس کا اندازہ بہت دیر میں ہوتا ہے لہٰذا اس دعا میں درپردہ یہ التماس بھی ہے کہ ابتدا میں کوئی ایسا عیب نہ پیدا ہونے پائے جس کے اثرات کا ظہور دیر میں ہو اور انجام خراب ہو جائے۔

۲. **ذکرہ شرف :** ذکر زبان سے بھی ہوتا ہے جس سے تکبیر و تسبیح و تمجید کا عمل انجام دیا جاتا ہے اور دل سے بھی ہوتا ہے جہاں انسان کا دل یاد الٰہی میں غرق ہو جاتا ہے اور ذکر کا ایک شعبۂ عملی بھی ہے جس سے یہ اظہار ہوتا ہے کہ بندہ کے دل و دماغ پر یاد الٰہی کی حکمرانی ہے اور وہ کسی آن یاد خدا سے غافل نہیں ہے۔

مذکورہ فقرہ میں وہ ذکر بھی ہو سکتا ہے کہ مالک کو اپنے بندہ کو یاد کرنا یقیناً بندہ کے لئے ایک عظیم ترین شرف ہے۔

۳. **طاعتہ نجاۃ :** یہ فقرہ اس بات کی علامت ہے کہ اسلام دین عمل ہے اور یہاں انسان ذکر خدا سے صاحب شرف بھی ہو سکتا ہے شکر الٰہی ادا کر کے کامیاب بھی ہو سکتا ہے لیکن نجات حاصل کرنے کے لئے اطاعت بہر حال ضروری ہے کہ اطاعت کے بغیر نجات کا کوئی امکان نہیں ہے۔

۴. **لَا تَلْحَقُنَا فِیْهِ سَامَةٌ:** یہ انسانی فطرت ہے کہ انسان جب کام میں مشغول ہو جاتا ہے تو فرصت و فراغت کی آرزو کرنے لگتا ہے اور یہ بھول جاتا ہے کہ بعض اوقات فراغت بھی ایک

بلائے جان بن جاتی ہے اور اس کے دنیا و آخرت دونوں میں بدترین نتائج سامنے آتے ہیں، امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ پروردگار ضرورت سے زیادہ سونے والے اور بیکار رہنے والے بندہ سے نفرت کرتا ہے۔ (کافی ج۵ ص۹۴)

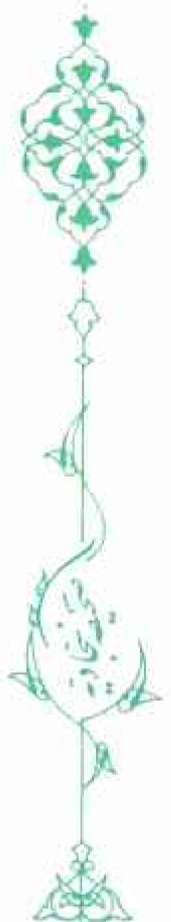
۵. وَاسْتَحْضَرتنا : اس وقت سے مراد ملک الموت کی حاضری سے پہلے کے لحات ہیں، جب انسان کو موت کا یقین ہو جاتا ہے لیکن موت سامنے نہیں آتی ہے ورنہ موت کے سامنے آنے کے بعد توبہ کا وقت گذر جاتا ہے اور پروردگار اس وقت کی توبہ کو قبول نہیں کرتا ہے۔ (سورہ نساء آیت ۱۸)

بعض علماء نے اس کی یہ توجیہ کی ہے کہ ایمان کو دلائل کی بنیاد پر ہونا چاہئے اور موت کے سامنے آجانے کے بعد ایمان خوف سے پیدا ہوتا ہے دلائل سے نہیں پیدا ہوتا۔

لیکن بعض مفسرین نے اس سے بہتر نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ پروردگار بندہ کی روح کو پیروں کی طرف سے اس لئے قبض کرتا ہے تا کہ زبان آزاد رہے اور وہ آخری وقت بھی ذکر الٰہی میں مشغول رہے اور اسی عالم میں دنیا سے رخصت ہو جائے۔

توبہ کے بارے میں ایک بحث یہ بھی ہے کہ اس کا قبول کرنا پروردگار کے فرائض میں شامل ہے یا یہ بھی اس کا رحم و کرم ہے، معتزلہ نے اسے فریضہ قرار دیا ہے لیکن حقیقت امر یہ ہے کہ یہ بھی مالک کا ایک تفضّل ہے، ورنہ بندہ اپنے گناہوں کی بنا پر مستحق عذاب ہو چکا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اگر اس نے توبہ کے قبول کرنے کا وعدہ کرلیا ہے تو وہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرسکتا ورنہ اس کا اپنا اعتبار بھی مجروح ہو جائے گا۔

اس سلسلہ میں امام صادق علیہ السلام کی یہ روایت بھی انتہائی لطیف ہے کہ پروردگار.



اپنے بندہ کی توبہ کو قبول کر لیتا تو سب سے پہلے کاتبان اعمال پر نسیان طاری کر دیتا ہے اس کے بعد اعضاء و جوارح اور زمین عمل کو حکم دیتا ہے کہ خبردار اس کے عیب کا اظہار نہ ہونے پائے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بندہ ایسا طیب و طاہر ہو جاتا ہے کہ روز قیامت اس کے خلاف کوئی گواہی دینے والا نہیں ہوتا ہے (کافی ج ۲ ص ۴۳۶ حدیث ۱۲)

۲. مُسْتَجِیْبٌ لِمَنْ نَادَاکَ : اصول کافی میں امام صادق علیہ السلام کا یہ ارشاد بھی پایا جاتا ہے کہ بندہ منزل دعا میں دس مرتبہ یا اللہ کہہ دیتا ہے تو مالک کی طرف سے آواز آتی ہے کہ میں حاضر ہوں تو کیا کہنا چاہتا ہے؟ (کافی ج ۲ ص ۵۱۹)

دعا نمبر ۱۲ کی شرح

۱. اعتراف : انسان زندگی کے بہترین کمالات میں اعتراف حقیقت بھی شامل ہے جس کے بغیر کسی صاحب کردار کا کردار مکمل نہیں ہو سکتا ہے اور نہ وہ زندگی کے عظیم ترین فوائد سے بہرہ ور ہو سکتا ہے امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ پروردگار اپنے بندوں سے دو ہی باتوں کا مطالبہ کرتا ہے۔

۱۔ اس کی نعمتوں کا اقرار کریں تا کہ وہ نعمتوں میں اضافہ کر دے۔

۲۔ اپنے گناہوں کا اقرار کریں تا کہ وہ اپنے عفو و کرم کا مظاہرہ کرے۔

اس مقام پر مسئلہ قابل غور ہے کہ جب نبیؐ اور امام معصومؑ ہوتا تو ان کی زندگی میں توبہ اور عتراف و تقصیر کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے؟ لیکن اس کا سب سے واضح جواب یہ ہے کہ توبہ و استغفار واقعی گناہ سے نہیں پیدا ہوتا ہے۔ بلکہ کبھی کبھی اس کا تعلق احساس عظمت سے بھی ہوتا ہے کہ کرنے والا بہترین عمل کرنے کے بعد بھی یہ محسوس کرتا ہے کہ میرا عمل؛ ذات واجب کی شان

کے مطابق نہیں ہے اور یہی احساس اسے توبہ واستغفار پر آمادہ کرتا ہے۔

ہم جیسے انسان خدمت خلق اور امور دنیا سے وابستگی کو ایک شرف سمجھتے ہیں۔ لیکن وہ اسے اپنا فرض سمجھنے کے بعد بھی یہ محسوس کرتے ہیں کہ ان لمحات میں رخ مالک کی طرف سے بندوں کی طرف ہو جاتا ہے اور اس کی بارگاہ میں وہ کوتاہی ہے جو معصیت نہ ہونے کے بعد بھی قابل استغفار ہے۔

۲. اَلْبَآئِسِ الْمُعِیل : امام صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ لوگوں سے نہ مانگنے والے محتاج کو فقیر کہا جاتا ہے اور مسکین کی حالت اس سے بدتر ہوتی ہے اور بائس اس سے بدتر حالات والے انسان کو کہا جاتا ہے، معیل سے مراد صاحب عیال نہیں بلکہ کثیر العیال ہے جیسا کہ بعض ارباب لغت نے اس نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔

۳. مـا اکْتَسَبْتُ : اکتساب پوری توجہ کے ساتھ حاصل کرنے کو کہا جاتا ہے گویا یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ بندہ کسی بہانہ بازی سے کام لینا نہیں چاہتا ہے بلکہ صاف صاف اقرار کر رہا ہے کہ میں نے جان بوجھ کر برائیاں کی ہیں اب یہ تیرا کرم ہے کہ تو ان برائیوں کو بھی نظر انداز کردے جس طرح غفلت میں ہونے والی برائیوں کو معاف کر دیتا ہے۔

۴. اخـلـص لک التَّوبَة: انسان کی بنیادی ذمہ داری یہ ہے کہ مقام عمل میں اخلاص نیت سے کام کرے۔ لیکن اگر ایسا نہ ہو سکے تو کم از کم مقام توبہ ہی میں اخلاص کا مظاہرہ کرے اور یہ طے کرے کہ آئندہ اس طرح کا کوئی کام نہ کرے گا، جیسا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ توبہ میں چھ باتیں ضروری ہیں:

ا۔ ماضی کے بارے میں شرمندہ ہو۔

۲۔ فرائض کو ادا کردے۔

۳۔ مستقبل میں گناہ نہ کرنے کا عزم کرے۔

۴۔ حقوق کو واپس کردے۔

۵۔ بندوں سے معافی طلب کرے۔

۶۔ اور اپنے کو اطاعت خدا میں اسی طرح مصروف کردے جس طرح کل معصیت میں مصروف تھا تا کہ معصیت کی حلاوت کے ساتھ اطاعت کی تلخی کا بھی احساس پیدا ہو سکے۔ (نہج البلاغہ ۵۴۹)

انابت اور توبہ میں فرق یہ ہے انابت خوف عذاب سے رجوع کرنے کا نام ہے اور توبہ احساس شرمندگی سے واپس آنے کو کہا جاتا ہے۔

۵. حسن التجاوز : امیرالمؤمنین علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ بہترین معافی یہ ہے کہ سرزنش کے بغیر معاف کردیا جائے اور یہی پروردگار کے کرم کا تقاضا ہے۔

عفو اور مغفرت میں بھی فرق پایا جاتا ہے عفو صرف عذاب کے محو کردینے کا نام ہے اور مغفرت میں پردہ پوشی بھی ہوتی ہے تا کہ بندہ رسوا نہ ہوسکے۔

۶. امین : اس لفظ کو چار طرح پڑھا جاتا ہے عام طور سے آمین بروزن ہابیل کہا جاتا ہے اور "ن" پر زبر بھی ضروری ہے کہ مبنی بر فتح ہے اور اس میں کشائش حال کی طرف اشارہ ہے بعض لوگ "آمین" امالہ کے ساتھ پڑھتے ہیں، بعض امین بروزن قدیر کہتے ہیں اور بعض "امین" میم کی تشدید کے ساتھ پڑھتے ہیں جو بالکل شاذ و نادر ہے علاوہ اس کے کہ قاصدین کے معنی میں ۔کہ ہم سب تیری بارگاہ کا قصد کیے ہوئے ہیں لیکن یہ پھر قبولیت دعا کی دعا نہ ہوگی۔

دعا نمبر ۱۳ کی شرح

۱۔ حوائج : کامل نے مبرد میں بیان کیا ہے کہ حاجت کی جمع حاج ہوتی ہے۔ حوائج کوئی عربی لفظ نہیں ہے یہ عجم سے عرب میں داخل ہو گیا ہے لیکن اکثر علماء لغت نے اس بات کا انکار کیا ہے اور لفظ حوائج کو اشعار عرب اور احادیث دونوں سے ثابت کیا ہے جس کے بعد انکار کی کوئی گنجائش نہیں رہ جاتی ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مشہور ارشاد ہے کہ اللہ کے کچھ بندے ہیں جنھیں لوگوں کے حوائج ہی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ (عوالی اللئالی ج ۱ ص ۲۸۵)

بعض علماء نے اس کی یہ توجیہ کی ہے کہ حوائج حائجہ کی جمع ہے جو کثرت استعمال سے حاجت بن گیا ہے۔

۲۔ مُنْتَهٰى مَطْلَبِ الْحَاجَاتِ : اس لفظ کی مختلف توجیہات کی گئی ہیں:

۱۔ ہر مخلوق میں کوئی نہ کوئی نقص ضرور پایا جاتا ہے لہٰذا اسے تکمیل ذات کے لئے کسی کامل کا سہارا لینا پڑتا ہے اور وہ کامل بالذات جس کے سب محتاج ہیں؛ وہ صرف خدا ہے۔

۲۔ انسان جب مقام معرفت میں آگے بڑھتا ہے تو اس کی طلب کا سلسلہ جس مقام پر تمام ہو جاتا ہے۔ اس کا نام خدا ہے۔

۳۔ جب انسان تمام حاجت روا افراد سے مایوس ہو جاتا ہے تو اس کی آخری منزل پروردگار ہی ہوتا ہے۔

۴۔ ہر مطلوب کسی نہ کسی اعتبار سے طالب بھی ہوتا ہے لیکن جو مطلوب کل ہے اور وہ کسی کا طلبگار نہیں ہے وہ پروردگار ہی ہے۔



۳. الامتنان: اس میں کوئی شک نہیں کہ احسان جتانے کے بعد نعمت کا مزہ خراب ہو جاتا ہے اور اس کی لذت ختم ہو جاتی ہے اور یہ خرابی ہر احسان کرنے والے میں پیدا ہو سکتی ہے لیکن پروردگار ایک ایسا کریم ہے جو اپنی نعمتوں کو احسان جتا کر بدمزہ نہیں کرتا۔

۴. الوسائل: اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ انسان وسائل کو نظر انداز کر دے اور یہ طے کرے کہ اب دعا کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے کہ اس کی حکمت میں کوئی تغیر نہیں پیدا ہو سکتا ہے۔ اس لئے کہ دعا حکمت کو تبدیل نہیں کرتی ہے۔ دعا حکمت الٰہی کا ایک حصہ ہے اور مالک چاہتا ہے کہ بندہ دعا کرے تاکہ وہ اس کی نعمتوں میں اضافہ کر دے اور اسے برائیوں سے محفوظ بنا دے۔

۵. یُعنیہِ: عناء، زحمت و مشقت کو کہا جاتا ہے اور پروردگار ایک ایسی کریم ہستی کا نام ہے جو دعا کرنے والوں کی دعاؤں سے کسی زحمت میں مبتلا نہیں ہوتا ہے۔

۶. غناء: غ پر زبر اور مد کے ساتھ، کفایت کے معیار میں ہے۔ اور غ پر زیر اور بغیر مد کے بے نیازی کے معنی میں ہے پروردگار سب کے لئے کافی بھی ہے اور سب سے بے نیاز بھی ہے کہ اس کی رحمت میں کسی طرح کا نقص نہیں ہے جس کی تکمیل کے لئے کسی دوسرے کا محتاج ہو۔

۷. اِلٰی اَحَدٍ مِنْ خَلْقِکَ: حدیث قدسی میں ارشاد ہوتا ہے کہ جو مجھے چھوڑ کر کسی دوسرے سے آس لگائے گا میں اسے مایوسی میں مبتلا کر دوں گا، لوگوں کے سامنے ذلت کا لباس دوں گا، اپنی بارگاہ سے دور کر دوں گا، اپنے فضل و کرم سے ہٹا دوں گا۔ آخر یہ میرے ہوتے ئے دوسرے کے پاس کیوں گیا ہے جب کہ سارے خزانے میرے پاس ہیں اور میرا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ میں تو بغیر مانگے بھی دیتا ہوں تو کیا مانگنے کے بعد نہ دوں گا کیا میں کوئی بخیل ہوں جود و کرم میری صفت نہیں ہے کیا میں امیدوں کا مرکز نہیں ہوں، اگر کل کائنات میرے سامنے

ہاتھ پھیلادے اور میں سب کو بقدر طلب دے دوں تو بھی میری ملکیت میں ذرہ برابر کمی ہونے والی نہیں ہے، کیا بدبخت ہے وہ انسان جو مجھ سے مایوس ہوجائے اور کیا نالائق ہے وہ شخص جو مجھے بھلا کر معصیت شروع کردے۔ (کافی ج ۲ ص ۶۶ حدیث ۷)

۸. سَوَّلَتْ لِي نَفْسِي : یہ نفس معصوم کا ذکر نہیں ہے بلکہ صورت حال کی ترجمانی ہے کہ جب بھی کوئی سخت وقت آتا ہے تو نفس انسان کو اس بات پر آمادہ کرنے لگتا ہے کہ خدائے کریم کے بجائے بندگان محتاج کے دروازہ پر جائے اور میں لغزش اور غلطی تصور کرتا ہوں لہٰذا میں تیری ہی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں۔

غیر خدا کی طرف توجہ بہر حال ترک اولیٰ شمار ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ جناب یوسف نے قیدیوں سے بادشاہ کے پاس سفارش کرائی تو مدتوں قید خانہ میں پڑے رہے اور جناب موسیٰ کہہ کر نکلے کہ میں مالک کے کرم کا محتاج ہوں تو اس نے جناب شعیب تک پہنچا کر تمام مسائل حل کرادیے۔

۹. مَنبأ لِنجاحِ طَلبتي : حضرت امام صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جس دعا کے ساتھ صلوات نہیں ہوتی ہے وہ فضا میں منڈلاتی رہ جاتی ہے اور جس کے ساتھ صلوات شامل ہوجاتی ہے وہ مالک کی بارگاہ کی طرف پرواز کرجاتی ہے (بحار ج ۹۳ ص ۳۱۶)

آپ ہی کا یہ ارشاد بھی ہے کہ دعا کرنے والے کو چاہئے کہ دعا سے پہلے اور بعد صلوا پڑھے کہ پروردگار دونوں طرف سے قبول کرکے درمیان سے چھوڑ دے یہ اس کی شان کرم خلاف ہے (بحار ج ۹۳ ص ۳۱۲)

۱۰. تَذَكُّرُ حَاجَتِكَ : روایت میں وارد ہوا ہے کہ اجمال طور پر دعا کرنے

بہتر ہے کہ انسان ایک ایک حاجت کا ذکر کرے تا کہ احساس غربت بھی پیدا ہو اور مالک کی طرف واقعاً توجہ بھی پیدا ہو جائے، حضرت امام صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ پروردگار ہر ایک کی حاجت کو جانتا ہے مگر یہ چاہتا ہے کہ بندہ تفصیل کے ساتھ بیان کرے۔ (کافی ج ۲ ص ۴۷۶)

۱۱. ثُمَّ تَسْجُدُ: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ انسان کی عظیم ترین منزل تقرب یہ ہوتی ہے کہ سجدہ میں سر رکھ کر مالک کی بارگاہ میں دعا کرے۔

(کافی ج ۲ ص ۴۸۳)

دعا نمبر ۱۴ کی شرح

۱. اِذَا اعْتُدِیَ عَلَیْهِ: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے بڑا مظلوم کون ہوگا جس نے وہ مصائب بھی برداشت کیے ہیں جس میں حضرت امام حسین علیہ السلام بھی ساتھ نہیں تھے اور آپ کی شہادت کے بعد اسیروں کے قافلہ کے ساتھ اس شام تک گئے ہیں جس کے بارے میں خود آپ کا مرثیہ تھا کہ مجھے دمشق میں بڑی ذلت کے ساتھ لایا گیا۔

ظاہر ہے کہ اس دعا کے جو مضامین پائے جاتے ہیں۔ اگر کوئی ان مضامین کا حامل نہ ہو تو مصائب پر کسی قیمت پر بھی صبر نہیں کر سکتا لیکن یہ آپ کا ایمان اور مالک پر آپ کا اعتماد تھا کہ ان تمام مصائب کو نہایت صبر و سکون کے ساتھ برداشت کر لیا اور مالک نے آپ کا اس طرح ساتھ دیا کہ یزید شام بے نام و نشان ہو گیا اور جنۃ البقیع میں آپ کی قبر مطہر مرجع خلائق بنی ہوئی ہے۔

۲. قربت نصُرَتُهُ: اس مقام پر قرب و بعد، وجود و عدم کے معنی میں استعمال ہوا ہے کہ مظلومین کے لئے اس کی امداد حاضر ہے اور ظالمین کے حق میں اس کی امداد ناممکن ہے حضرت م صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ میرے پدر بزرگوار فرمایا کرتے تھے کہ ظلم سے ڈرو کہ مظلوم کی

فریاد آسمان تک پہنچ جاتی ہے۔ (کافی ج ۲ ص ۵۰۹)

۳۔ فلان ابن فلان : سید رضیؒ کا ارشاد ہے کہ یہ الفاظ انسانوں کے نام کے بدلے استعمال ہوتے ہیں اور جانوروں کے لئے الف لام کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں۔

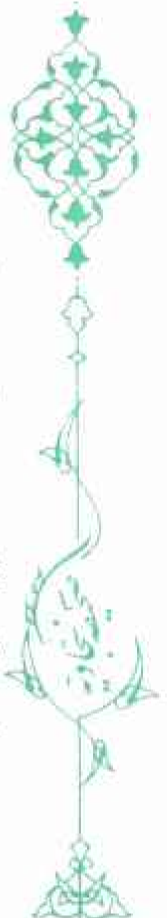
(شرح الکافیہ ج ۲ ص ۱۳۷)

۴۔ عَوِّضْنِیْ مِنْ ظُلْمِه : یہ انسان کا کمال معرفت ہے کہ دنیا میں انتقام کی فکر سے پہلے عاقبت کی فکر کرے اور مالک سے گذارش کرے کہ ان مصائب کے عوض گناہوں کی معافی عطا فرما دے ورنہ ظالم کی سزا سے میرا کیا بھلا ہونے والا ہے وہ تیرا اپنا کام ہے کہ ظلم کو برداشت نہیں کرے گا اور ظالم کو سزا دے گا لیکن میں صرف اپنی عاقبت کے بارے میں فکرمند ہوں۔ کاش لوگوں میں یہ احساس اپنے قریب تر مخالفین کے بارے میں ہی پیدا ہو جاتا۔

۵۔ فَقِنِی مِنْ اَنْ اظلَمَ : یہ بھی کمال کردار کی نشانی ہے کہ انسان دوسرے کے ظلم کے بارے میں فکر کرنے سے پہلے اس بات کی دعا کرے کہ پروردگار مجھے بھی ظلم کرنے سے محفوظ رکھے۔

۶۔ لَاَاَشْکُوْ اِلٰی اَحَدٍ : پروردگار کی بارگاہ میں مصائب کی فریاد، کردار انبیاء کرام ہے لیکن بندوں کے سامنے پروردگار کی شکایت کرنا خلاف اسلام و ایمان ہے۔

۷۔ مَا اَوْعَدْتَ الظَّالِمِیْنَ : ظالموں کے بارے میں ﴿سَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَنْقَلِبُوْنَ﴾ سے سخت وعید اور مظلومین کے بارے میں ﴿اَمَّنْ یُجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَکْشِفُ السُّوْءَ﴾ سے بہتر کوئی وعدہ ممکن نہیں ہے انہیں دونوں کی بلاغت پر غور کر جائے تو انسان ظلم کا ارادہ بھی نہ کرے اور اضطرار میں پریشان بھی نہ ہو۔



۸. رَضِنِي بِمَا اَخَذتَ لِي وَمِنّي : بعض علماء نے یہ سوال اٹھایا ہے کہ مزاج کے مطابق امور پر راضی رہنا تو ممکن ہے لیکن خلاف مزاج امور پر راضی رہنا ممکن نہیں ہے تو اس کی دعا کرنے کا فائدہ کیا ہے؟ لیکن یہ بات خلاف واقع ہے اگر انسان کسی کی ذات سے اس قدر محبت کرتا ہے کہ وہ اپنے وجود کو بھول جاتا ہے تو وہ جو کچھ بھی کرتا ہے اس سے خوش رہتا ہے چاہے مزاج کے مطابق ہو یا خلاف۔

جس طرح یہ کہنا بھی صحیح نہیں ہے کہ دعا خدائی فیصلہ پر راضی رہنے کے خلاف ہے اس لئے کہ دعا کا حکم پروردگار ہی نے دیا ہے لہٰذا اس کا حکم اس کی رضا کے خلاف نہیں ہوسکتا ہے۔

دعا نمبر ۱۵ کی شرح

۱. مــرض : مرض وہ کیفیت ہے جو انسان کے بدن میں پیدا ہوتی ہے اور کرب وہ حالت ہے جس سے انسان کا نفس دوچار ہوتا ہے۔

بلیہ ان دونوں سے ماوراء ہے جس کا نزول بدن پر بھی ہوسکتا ہے اور نفس پر بھی سکتا ہے۔

۲. بـدن و جسـد : بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ دونوں ہم معنی ہیں بعض نے بدن کو سرے الگ قرار دیا ہے اور بعض کا کہنا ہے کہ جسد کا استعمال صرف صاحبان عقل کیلئے ہوتا ہے ورنہ بدن جانوروں کے یہاں بھی استعمال ہوتا ہے۔

۳. اَمْ وَقْـتُ الـعِلَّةِ: عام طور سے انسانی مزاج یہ ہوتا ہے کہ انسان صحت سے خوش رہتا ہے اور بیماری میں فریاد شروع کر دیتا ہے۔ حالانکہ اگر غور کرے تو حضرت امام سجاد علیہ السلام مطابق بیماری سے گناہوں کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے، بیماری نفس کو پاکیزہ بنا دیتی ہے، بیماری پر توبہ

کا خیال پیدا ہو جاتا ہے۔

حضرت رسول اکرم ﷺ نے اصحاب سے دریافت کیا کہ تم لوگ صحت چاہتے یا بیماری؟ سب نے عرض کی صحت۔ فرمایا جنت میں ایک ایسا درجہ بھی ہے جو عمل سے حاصل نہیں ہوتا ہے تو پروردگار بلاؤں کے ذریعہ عنایت فرما دیتا ہے۔ (درمنثور ۲ ص ۲۲۸)

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے جناب سلمانؓ کی عیادت کی اور دریافت کیا کہ بیماری کا کیا حال ہے؟ عرض کی ویسے تو شکر خدا ہے لیکن تکلیف پریشان کن ہے، فرمایا پریشان نہ ہو ہمارے شیعہ بیمار ہوتے ہیں تو پروردگار ان کی بیماری کے ذریعہ ان کے گناہوں کو دھو دیتا ہے۔

عرض کی کہ اگر ایسا ہے تو شکر خدا ہے گناہ دھل جائیں گے۔ پھر فرمایا نہیں، جب صبر کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں تو اس کا اجر و ثواب بھی ملتا ہے یہ سن کر جناب سلمان نے آپ کی پیشانی کا بوسہ دیا اور رونے لگے، حضور آپ نہ ہوتے تو ان حقائق کو کون بیان کرتا۔

(وسائل الشیعہ ۲ ص ۶۲۵ حدیث ۲۰)

۴۔ ما کتب لی الکاتبان: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے آسمان کی طرف دیکھا اور مسکرائے تو اصحاب نے سبب پوچھا فرمایا ایک فرشتہ ایک نمازی کے اعمال لکھنے کے لئے نازل ہوا اور وہ بیمار تھا لہٰذا مصلی کو خالی دیکھ کر واپس چلا گیا اور عرض کی کہ خدایا وہ مصلی پر نہیں ہے۔ ارشاد ہوا کہ جب میری قید میں ہے تو جو اجر و ثواب پہلے لکھا کرتے ہیں اسے برابر لکھتے رہو۔ (کافی ج ۳ ص ۱۱۳)

آپ ہی کا ارشاد کہ پروردگار فرشتوں کو حکم دیتا ہے بندۂ مومن کی بیماری میں وہ سارے اعمال لکھتے رہا کریں جو وہ صحت کے عالم میں انجام دے رہا تھا کہ فی الحال وہ میری قید میں ہے۔

(کافی ج ۳ ص ۱۱۳)

۵۔ مَخْرَجِی عَنْ عِلَّتِی : یہ بھی کمال ایمان ہے کہ انسان صحت کے بعد کے حالات پر بھی نظر رکھے اور اسے معصیت کا ذریعہ نہ بننے دے بلکہ اگر ایسا خطرہ ہے تو بیماری ہی پر شکر خدا کرتا رہے۔

دعا نمبر ۱۶ کی شرح

انسانی زندگی میں اس طرح کی کمزوریاں پائی جاتی ہیں بعض کمزوریاں حکم خدا کی مخالفت سے ہوتی ہیں اور انھیں گناہ کہا جاتا ہے بعض کمزوریاں انسانیت کے شایان شان نہیں ہوتی ہیں لیکن گناہ سے تعبیر نہیں کیا جاتا ہے بلکہ صرف عیب تصور کیا جاتا ہے۔

انسان کا فرض ہے کہ مالک کی بارگاہ میں ان کی معافی کی درخواست بھی کرے کہ اس طرح کسی وقت بھی گناہگاروں میں شامل ہوسکتا ہے اور کم سے کم فی الحال مکمل انسان اور صاحب ایمان اور صاحب ایمان کہے جانے کے قابل نہیں ہے۔

امام علیہ السلام نے اس دعا میں عرض مدعا اور اپنی صورت حال کے بیان کرنے سے پہلے پندرہ صفات الہیہ کا حوالہ دیا ہے تاکہ گذشتہ مہربانیوں کے حوالہ سے آئندہ معافی کی درخواست کی جائے اور یہ تذکرہ درخواست کی قبولیت کے لئے سہارا قرار دیا جاسکے۔ اس سلسلہ میں سب سے اہم صفت رحمت خدا کا غضب خدا سے آگے آگے چلنا ہے جس کے بارے میں روایت ہے کہ جیب بن الحرث نے حضرت رسول اکرم ﷺ سے فریاد کی کہ مجھ سے گناہ بہت ہوتے ہیں تو آپ نے فرمایا: کہ توبہ کرو، اس نے کہا کہ توبہ کے بعد بھی گناہ ہوجاتے ہیں، فرمایا: پھر توبہ کرو اور تے رہو کہ پروردگار کی معافی تمہارے گناہوں سے یقیناً زیادہ ہے۔ (ربیع الابرار، زمخشری)

علماء اعلام نے اس سبقت کا فلسفہ یہ بیان کیا ہے کہ رحمت اس کی ذات کا تقاضا ہے اور غضب بندوں کے اعمال کا نتیجہ ہے لہذا رحمت بہر حال غضب پر مقدم رہے گی۔

دوسری صفت عطائے الٰہی کا منع سے زیادہ ہونا ہے اور اس کا راز بھی یہی ہے کہ دنیا ساری دولت بھی اگر ایک سانس کے مقابلہ میں رکھ دی جائے تو انسان ایک سانس کے لئے سار دولت دینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے جس کا مطلب ہی یہ ہے کہ جو نعمت دے دی ہے وہ ان نعمتو سے کہیں زیادہ اہم اور قیمتی ہے جن کو روک لیا ہے۔

۱۔ **هَلْ اَنْتَ**: اس مقام پر امام علیہ السلام نے رحمت خدا کے حصول کے چار وسائل طرف اشارہ کیا ہے جن میں سے ایک دعا ہے اور ایک بکاء۔ ایک سجدہ ہے اور ایک فریاد اور یقیناً چاروں چیزیں وہ ہیں جو رحمت پروردگار کو جوش میں لاسکتی ہیں۔

۲۔ **خیفت و خشیت** : محقق طوسیؒ کا بیان ہے کہ خوف؛ گناہوں کے عذاب کے تصو سے پیدا ہوتا ہے اور خشیت کا تعلق عظمت الٰہی کے احساس سے ہوتا لہذا خشیت کا مرتبہ خوف سے بالاتر ہے اور یہ کیفیت صاحبان علم و معرفت ہی میں پیدا ہوتی ہے: "**انما یخشی الله من عباده العلماء**"

۳۔ **سُبْحانَکَ ما اعجب** : حقیقت امر یہ ہے کہ اس لہجہ میں گفتگو کرنا معصوم کے علاوہ کسی کے امکان میں نہیں ہے جہاں ایک طرف انسان اس امر پر تعجب کرتا ہے کہ ایسے نالائق کو بھی برداشت کر لیتا ہے اور یہی کرم وہ ہے جس کے سہارے بندہ توبہ کے راستہ پر قدم آگے بڑھاتا ہے۔

۴۔ **اِنَّما اُوَبِّخُ بِهٰذا نَفْسی** : صاحبان معرفت کی نگاہ میں نفس کے ساتھ پانچ

کے معاملات ضروری ہیں پہلے یہ شرط کرے کہ وہ گناہوں کے راستہ پر نہیں جائے گا اس کے بعد یہ نگرانی کرتا ہے کہ شرط پر عمل ہو رہا ہے یا نہیں۔۔اس کے بعد محاسبہ کرتا ہے۔اور محاسبہ میں غلطی سامنے آجائے تو ٹوک دے اور ٹوکنا کافی نہ ہو تو مباحات سے بھی محروم کرنے کی سزا دے تا کہ گنا ہوں سے الگ رہنے کا حوصلہ پیدا ہو سکے۔

۵۔ بَشِّرْنِی : ثواب کی بشارت کے بارے میں روایت میں وارد ہوا ہے کہ کبھی انسان اپنے درجہ کو خود خواب میں دیکھ لیتا ہے اور کبھی دوسرے لوگ دیکھ لیتے ہیں اور یہ رویائے صادقہ انسان کے اطمینان نفس کا ذریعہ بن جاتا ہے جیسا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے۔
(تفسیر البرہان ج ۲ ص ۱۹۱)

دعا نمبر ۱۷ کی شرح

اولاد آدم کے لئے سب سے بڑا شر شیطان سے نجات حاصل کرنے کا ہے کہ اس ظالم نے روز اول ہی عزت پروردگار کی قسم کھا کر اعلان کیا تھا کہ میں تمام ذریت آدم کو گمراہ کروں گا اور اس روز سے آج تک اپنے حزب و جماعت کے ساتھ اپنے کام پر لگا ہوا ہے اور مختلف انداز سے اولاد آدم کو گمراہ کر رہا ہے، مذاہب کا اختلاف، قومیات کا اختلاف، نسل و رنگ کا تعصب اور اس طرح کے سارے عالمی فتنے، شیطان کے مصروف عمل رہنے کے بہترین شواہد ہیں۔

ضرورت ہے کہ اولاد آدم اپنی ناطاقتی کا احساس کر کے مالک سے مدد طلب کرے اور ان کے تمام حربوں سے محفوظ رہنے کا سامان فراہم کرے شیطان کا مسئلہ عالم اسلام میں اس سنگین ہے کہ بعض لوگوں نے اس کے وجود ہی سے انکار کر دیا ہے تا کہ لوگ اس کے شر سے تحفظ انتظام نہ کر سکیں اور یوں ہی گمراہ ہوتے رہیں بعض لوگوں نے اس کے وجود کو تسلیم کرنے کے بعد

اس کی مصلحت سے انکار کردیا ہے کہ ایسے شخص کو باقی رکھنا حکمت و مصلحت کے خلاف ہے حالانکہ کھلی ہوئی بات ہے کہ انسانیت کی آزمائش کے لئے اس کا وجود آج بھی اسی قدر ضروری ہے جس قدر دور جناب آدم علیہ السلام میں تھا۔

شیطان نے روز اول ملائکہ کو گمراہ کرنے کیلئے مختلف شبہات کا اظہار کیا اور ہر طرف سے حکمت الٰہی پر اعتراضات کی بوچھار کردی اور ظالم نے یہ بھی نہ سوچا کہ جس کی عزت کی قسم کھا رہا ہے اور جس سے اقرار کررہا ہے کہ تونے مجھے آگ سے بنایا ہے اور پھر اسی کی حکمت پر اعتراض کررہا ہے اس سے زیادہ دیوانگی کا کیا تصور ہوسکتا ہے؟

واضح رہے کہ شیطان نے روز اول عباد مخلصین کے مقابلہ میں اپنی شکست کا اقرار کرلیا تھا لیکن اس کے بعد بندہ کے اخلاص کا تقاضا ہے کہ اس کے مقابلہ میں مالک سے مدد طلب کرتا رہے تا کہ طاقت کا غرور نہ پیدا ہونے پائے۔

۱۔ **کیدہ و مکائدہ :** شیطان کے گمراہ کرنے کے اسباب میں ایک سبب مکاری ہے جس کے ذریعہ وہ اپنے کو ہمدرد ظاہر کرکے مرد مومن کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔

دوسرا وسیلہ تمناؤں کا ہے جہاں انسان حصول دنیا کو آسان تصور کرکے اسی کی دوڑ میں لگ جاتا ہے اور حلال و حرام کے فرق کو بھی نظر انداز کردیتا ہے۔

تیسرا ذریعہ وعدوں کا ہے جہاں انسان کو ہر گناہ کے بعد یہ یاد ہوتا ہے کہ خدا غفور و رحیم ہے اور انسان کی جرأت گناہ میں مزید اضافہ ہوجاتا ہے۔

چوتھا وسیلہ نقد اور ادھار کے فرق کا ہے کہ دنیا نقد ہے اور آخرت ادھار ہے لہٰذا عقلمند انسان کو ادھار کے لئے نقد کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔

پانچواں وسیلہ خوف فقر ہے کہ مستقبل کی غربت کا احساس دلا کر کار خیر سے روک دیتا ہے اور انسان نہایت آسانی سے بخل کا نام دور اندیشی رکھ دیتا ہے۔

۲۔ وَاشْغَلْهُ عَنَّا : جس طرح شیطان کے پاس گمراہی کے مختلف ذرائع اور وسائل ہیں اسی طرح خدائے رحمان کے پاس بھی بندۂ مومن کی امداد کے بے شمار ذرائع اور وسائل ہیں۔حدیہ ہے کہ مالک! لوگ تجھ سے محبت کرتے ہیں مگر تیری اطاعت نہیں کرتے ہیں اور مجھ سے نفرت کا اظہار کرتے ہیں لیکن میری اطاعت کرتے ہیں تو ایسی محبت کا فائدہ ہی کیا ہے؟ تو ارشاد ہوا کہ میں تجھ سے نفرت کی بنا پر ان اعمال کو معاف کردوں گا جن میں تیری اطاعت کی ہے اور اپنی محبت کی بنا پر ان مخالفتوں کو نظر انداز کردوں گا جہاں میری معصیت کی ہے۔

۳۔مَـــدْخَلاً : روایت میں ہے کہ جناب عیسی علیہ السلام نے سوال کیا کہ پروردگار شیطان کی جگہ دکھلا دے تو مالک نے حجابات اٹھادیئے اور دیکھا کہ سینہ کے پاس سانپ کی طرح لپٹا ہوا ہے اور جب کوئی ذکر خدا کرتا ہے تو تڑپ جاتا ہے۔(درمنثور ج۶ص۴۲۰)

حضرت رسول اکرم ﷺ سے نقل کیا گیا ہے کہ اگر شیاطین اولاد آدم کے دلوں کے آس پاس نہ رہتے تو انسان زمین پر بیٹھ کر کل کائنات کا مشاہدہ کرلیتا۔(تفسیر رازی ج۱ص۸۳)

بعض اہل معرفت کا کہنا ہے کہ شیطان کے بیانات کا اس طرح مقابلہ کرو کہ وہ دنیا کی ت دے تو اسے فانی کہہ کر ٹال دو اور خواہشات کی طرف بلائے تو انھیں اسباب ندامت سمجھو، کی دعوت دے تو اپنی اصل کو یاد کرو، اور اعمال کی خود پسندی پیدا کرنا چاہے تو اسے توفیق روردگار قرار دے کر شکر خدا ادا کرو۔

۴۔وَاجْـعَـلْ ابَـائَـنَـا : یہ انسان کی اخلاقی ذمہ داری ہے کہ جس طرح شیطان نے تمام

اولاد آدم کو گمراہ کرنے کا اعلان کیا ہے اسی طرح اولاد آدم اپنے ماں باپ، اولاد، اہل خاندان، قرابتدار اور صاحب ایمان ہمسایہ کے حق میں دعا کرتا ہے کہ پروردگار ان سب کو شیطان کے شر سے محفوظ رکھے۔

ہمسایہ کے بارے میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تمہارے گھر کے چاروں طرف ۴۰ مکانات تک تمہارا ہمسایہ شمار ہوتا ہے۔ (کافی ج ۲ ص ۶۶۹)

۵۔ اَخْلِصْ لَکَ بِالْوَحْدَانِیَّۃِ: صاحبان معرفت کا کہنا ہے کہ اخلاص وحدانیت لئے ضروری ہے کہ خدا کے ساتھ کسی اور کا تصور بھی نہ کرے اور ہمیشہ صرف اس کے جمال وجلال نگاہ میں رکھے، حد یہ ہے کہ اپنے وجود سے بھی غافل ہو جائے لیکن مالک کے خیال سے غافل ہونے پائے۔

اور حقیقت عبودیت کا تصور بھی یہ ہے کہ ہر طرح کی انانیت سے الگ ہو کر اپنے کو ما کے حوالہ کردے اور اپنے وجود کو اس کے احکام کے لئے ایک ہموار راستہ بنادے۔

۶۔ آمین: حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آمین کو دعا کے خاتمہ پر "مہر رب العالمین" قرار دیا ہے کہ اب اس کے خلاف ہونے والا نہیں ہے۔

دعا نمبر ۱۸ کی شرح

انسانی معرفت کا ایک کمال یہ بھی ہے کہ انسان کسی بلاء کے ٹل جانے یا کسی فائدہ کے حاصل ہو جانے پر مغرور نہ ہو جائے بلکہ اس مرحلہ پر اسے کرم پروردگار قرار دے کر اس کا شکر یادا کرے اس کے بعد اس امر کا محاسبہ کرے کہ اس واقعہ کی نوعیت کیا ہے اگر اس بلاء کے ٹل جا سے آخرت میں کوئی بلا نازل ہونے والی ہے یا اس فائدہ کے حاصل ہو جانے سے آخرت

نقصان ہونے والا ہے تو مالک سے دعا کرے کہ اس بلاء کو برقرار رہنے دے تا کہ آخرت محفوظ رہ جائے یا اس فائدہ سے محروم کردے تا کہ آخرت کے فائدے سے محرومی نہ ہونے پائے۔

﴿رَبَّنـا اٰتِنا فِي الدُّنْيا حَسَنَةً وَفِي الْاٰ خِرَةِ حَسَنَةً﴾ کا مقصد یہی ہے کہ دنیا کی نیکی اس وقت تک نیکی ہے جب تک آخرت میں بھی نیکی کا امکان رہے ورنہ اگر دنیا آخرت کا بدلہ بننے والی ہے تو ایسی ہزار دنیائیں بھی آخرت کے ایک لمحہ کا بدل نہیں بن سکتی ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ دنیا کی بلاؤں کو خادمان دنیا کی پہچان قرار دیا گیا ہے اور امام باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ بلائیں انبیاء اور اوصیاء کے لئے ہیں اس کے بعد اللہ کے نیک کردار بندوں کے لئے۔ (کافی ج ۲ ص ۲۵۲)

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مومن ترازو کے پلے جیسا ہوتا ہے کہ جس قدر ایمان بڑھتا جاتا ہے دوسری طرف بلاؤں میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ (کافی ج ۲ ص ۲۵۳)

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ جنت کا ایک درجہ ایسا بھی ہے جو جسمانی بلاؤں کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا ہے۔ (کافی ج ۲ ص ۲۵۵)

بلاؤں کے نزول میں سب سے بڑی مصلحت پروردگار یہ ہے کہ پروردگار ان بلاؤں کو من کے گناہ کا کفارہ بنادیتا ہے ان پر صبر کرنے میں صابرین کا درجہ مل جاتا ہے اور خدا ساتھ ا جاتا ہے ان کی برکت سے دنیا سے بیزاری اور آخرت سے رغبت پیدا ہوتی ہے اور دھیرے دھیرے مادیت سے تعلق ختم ہوجاتا ہے۔

۱۔ فَقِيْرٌ كَثِيْرٌ : یہ بہترین فلسفۂ حیات ہے کہ انسان کو اس نکتہ کا شعور پیدا ہو جائے کہ کا انجام فنا ہو کہ وہ بہت ہو کر بھی بہت نہیں ہے اور جس کا انجام بقاء ہو وہ قلیل ہو کر بھی قلیل نہیں

ہے۔انسان اس نکتہ کو محفوظ کرلے تو دولت دنیا کے اضافہ کے لئے جان نہ دے اور زندگی کا ہر لمحہ ثواب الٰہی کے حصول میں گذرا ردے۔

دعا نمبر۱۹ کی شرح

کائنات میں مصالح پروردگار کے اثرات میں ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ کبھی زمین سیلاب کی نذر ہوجاتی ہیں اور کبھی دنیا قحط سالی کا شکار ہوجاتی ہے انسان کا فرض ہے کہ جب نعمت حالات پیدا ہوں تو شکر خدا ادا کرے اور جب پریشانیاں پیدا ہوں تو مالک کی بارگاہ میں استغفا کرتے ہوئے عرض مدعا کرے۔

بارش کے نہ ہونے کی صورت میں اسلام نے دو کام تعلیم کیے ہیں:

ایک کام نماز استسقاء ہے جو نماز عید کی طرح دو رکعت ہوتی ہے اور عام طور سے صحرا ادا کی جاتی ہے اس نماز میں مرد، عورت، بوڑھے، بچے سب شامل ہوتے ہیں اور عام طور سے د شنبہ کے دن ادا کی جاتی ہے اور اس سے پہلے شنبہ، یکشنبہ، دوشنبہ روزہ رکھا جاتا ہے نماز کے تمام قنوتوں میں گناہوں کی بخشش اور کرم کی بارش کی دعا کی جاتی ہے۔

اور امام نماز تمام کرنے کے بعد خطبہ تمام کر کے سو مرتبہ رو بقبلہ تکبیر، سو مرتبہ داہنی طرف مڑ کر لا الہ الا اللہ، سو مرتبہ بائیں طرف مڑ کر سبحان اللہ اور آخر میں مجمع کی طرف رخ کر کے سو مرتبہ الحمد اللہ کہتا ہے اور تمام ماموین سیدھے بیٹھے ہوئے ان کلمات کو دہراتے رہتے ہیں۔جو اس بات کی علامت ہوتا ہے کہ خدا ساری کائنات سے بڑا ہے اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے۔اس کا ہر کرم حیرت انگیز اور تعجب خیز ہوتا ہے اور وہ اس قابل ہے کہ اس کا شکر ادا کیا جائے کہ گویا اس نے دعا کو قبول کرلیا ہے اور عنقریب بارش رحمت ہونے والی ہے۔

۱. وَاشهِدْ مَلَائِكَتَكَ : غالباً ایسے موقع پر ملائکہ کو گواہ بنانے کی درخواست اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ ملائکہ کا وجود خود بھی باعث برکت ہے اور جب وہ اہل زمین کی حالت دیکھیں گے تو بھی ان کے حق میں دعا کریں گے اور معصوم ہونے کے اعتبار سے ان کی دعا قبول ہو سکتی ہے۔

۲. تُرْخِصُ بِهِ الْاَسْعَارَ : علماء اسلام کے درمیان یہ بحث بھی پائی جاتی ہے کہ قیمتوں کا اتار چڑھاؤ کہاں سے پیدا ہوتا ہے اور یہ کام کون انجام دیتا ہے۔

جبری عقیدہ رکھنے والے ہر عمل کا ذمہ دار پروردگار کو قرار دیتے ہیں لہذا مہنگائی کا ذمہ دار بھی پروردگار ہے۔ لیکن حقیقت امر یہ ہے کہ اگر مہنگائی پیداوار کی کمی سے پیدا ہوئی ہے تو یہ قضاء و قدر الہی ہے اور اسے بندوں کو ہنسی خوشی قبول کرنا چاہئے لیکن اگر مہنگائی ذخیرہ اندوزی اور حکام کی عیاشی سے پیدا ہوئی ہے تو اس کا کوئی تعلق پروردگار سے نہیں ہے اور اس سلسلہ میں اسلامی قانون کو اقدام کرنا چاہئے اور ظالموں کے ساتھ کوئی رعایت نہ کرنی چاہئے۔

۳. وَارْزُقْنَا مِنْ بَرَكَاتِ السَّمٰوٰاتِ : صلوات کے ساتھ یہ دعا انتہائی مناسبت کی حامل ہے کہ جس طرح تو نے حضرات محمد آل محمد کو اپنی برکتوں کا مرکز قرار دیا ہے اسی طرح ہمیں بھی زمین و آسمان کی برکتوں کا اہل بنا دے۔ برکت زمین و آسمان سے مراد مادی طور پر زمین کا سبزہ اور آسمان کی بارش ہے اور معنوی اعتبار سے زمین کی سہولتیں اور آسمان پر دعاؤں کی قبولیت ہے جس سے بالاتر کوئی برکت نہیں ہے۔

دعا نمبر ۲۰ کی شرح

مکارم الاخلاق بلند ترین اخلاق کو کہا جاتا ہے اور اخلاق ان کیفیات کا نام ہے جن کی بنا پر

انسان بغیر کسی اہتمام کے بھی عمل انجام دے لیتا ہے اور یہ کیفیت ایک طرح کی فطرت ثانیہ بن جاتی ہے پسندیدہ افعال اس سے الگ ایک چیز ہیں وہ اس کیفیت کے بغیر بھی انجام پا سکتے ہیں۔

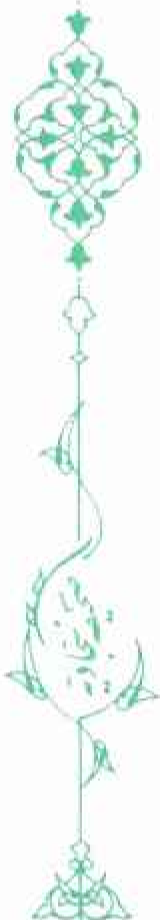
اخلاق کا ایک حصہ فطری ہوتا ہے اور ایک تعلیم و تربیت سے حاصل ہوتا ہے جس کی ذمہ داری ہر صاحب عقل انسان پر عائد کی گئی ہے اور اس کا بہترین اخلاق کو قرار دیا گیا ہے۔

انسان کے مجموعی اخلاق کی چار بنیادیں ہوتی ہیں: پہلی بنیاد ایمان ہے جس کے بغیر نیک اخلاق کا پیدا ہونا ناممکن ہے کہ بے ایمان صاحب کردار نہیں ہو سکتا ہے، دوسرا مسئلہ یقین کا ہے کہ جب تک ایمان منزل یقین تک نہ پہنچ جائے وہ نیک کردار کی بنیاد نہیں بن سکتا ہے، تیسرا مرحلہ نیت کا ہے اس پر تمام اعمال کا دار و مدار ہوتا ہے اور چوتھا اعمال کا ہے کہ تنہا دل کے اندر رہنے والی کیفیت حسن اخلاق کا درجہ نہیں حاصل کر سکتی ہے اس کیفیت کا عمل کے ذریعہ باہر آنا بہر حال ضروری ہے۔

اس لئے امام نے یہ تعلیم دی ہے کہ پہلے ایمان کو کامل بنانے کی فکر کرو اس کے بعد یقین حاصل ہو جائے تو اسے بہترین بنانے کا اہتمام کرو یقین کے بہترین ہو جانے کے بعد نیت کو بہترین بناؤ اور اس کے بعد حسن عمل کی فکر کرو کہ یہی انسانی زندگی کی کامیابی کا وسیلہ ہے۔

ایمان کے بارے میں چند بحثیں پائی جاتی ہیں۔

پہلی بحث یہ ہے کہ ایمان کے لئے کتنی چیزوں کی ضرورت ہے؟ اس سلسلہ میں آیات و روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ ایمان قلبی تصدیق کا نام ہے جس کے پیدا ہو جانے کے بعد عمل کی تحریک شروع ہو جاتی ہے اور کوئی خارجی مصلحت نہیں ہوتی ہے تو زبان سے اقرار و اظہار بھی قہری ہو جاتا ہے۔



دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ ایمان میں کمی و زیادتی کا امکان ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں بھی روایات میں صراحت پائی جاتی ہے کہ ایمان کے درجات ہوتے ہیں اور انھیں درجات کی بناپر انسان کی منزل کردار کا تعین ہوتا ہے۔

تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ اسلام وایمان دونوں ایک ہیں؟ اس سلسلہ میں خود قرآن مجید نے فیصلہ کردیا ہے کہ اقرار جب تک دل کی گہرائیوں میں نہ اتر جائے ایمان کہے جانے کے قابل نہیں ہوتا ہے۔

یقین کے ساتھ افضل کا استعمال اس بات کی علامت ہے کہ یقین میں بھی درجات پائے جاتے ہیں اور اس کی طرف سورۂ تکاثر اور سورۂ واقعہ میں اشارہ کیا گیا ہے کہ پہلا درجہ دلائل وبراہین سے حاصل ہوتا ہے، دوسرا درجہ رویت ومشاہدہ کے بعد پیدا ہوتا ہے اور آخری درجہ اس کے آثار کو محسوس کرنے کے بعد پیدا ہوتا ہے۔

آگ کی حرارت جاننے کا اثر الگ ہے اسے دیکھنے کا اثر الگ ہوتا ہے اور اس میں جلنے کی لذت کچھ اور ہی ہوتی یہی حال عشق پروردگار کا ہے کہ اس آگ میں کود پڑنے والوں کا درجۂ یقین کچھ اور ہی ہوتا ہے۔

یقین کی فضیلت کے بارے میں بے شمار روایات وارد ہوئی ہیں بعض روایات میں یہاں تک ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے جناب عیسیٰ علیہ السلام کی روحانیت ذیل میں ان کے پانی پر چلنے کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر ان کا یقین کچھ اور زیادہ جاتا تو ہوا پر چلنے لگتے۔

نیت کا مسئلہ بھی انتہائی دقیق ہے کہ اس کی پیداوار ایمان ویقین ہوتی ہے، نیت فقط زبان

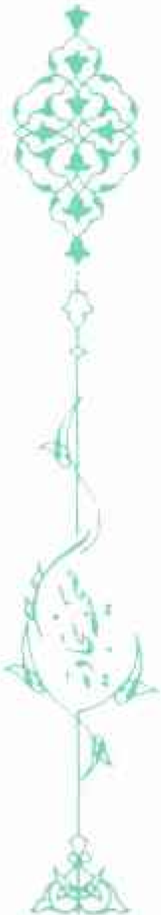
سے کہہ دینے کا نام نہیں ہے بلکہ بعض اوقات زبان کے الفاظ غلط بیانی اور جھوٹ کا درجہ حاصل کر لیتے ہیں، نیت دل کی گہرائیوں میں ہوتی ہے اور اس کا اخلاص انسان کے مجموعی عقائد اور نظریات سے پیدا ہوتا ہے معرفت پروردگار کامل ہوتی ہے تو نیت خالص ہوتی ہے ورنہ کم سے کم ثواب وعذاب جیسے تصورات تو بہرحال شامل ہو جاتے ہیں جو بعض عرفاء کی نظر میں ایک طرح کے شرک کا درجہ رکھتے ہیں اگر چہ شریعت نے اس لئے برداشت کر لیا ہے کہ اس سے پرہیز کرنا انسان کے امکان میں نہیں ہے اور اس کا تعلق بہرحال پروردگار ہی سے ہے کہ اس کے علاوہ ثواب وعذاب کسی کے اختیار میں نہیں ہے۔

۱۔اغننی : بہترین اخلاق کی علامت یہ ہے کہ انسان کی زندگی میں دونوں پہلو جمع ہو جاتے ہیں وہ سارے اسباب پیدا ہو جائیں جن سے عام لوگ بہک جایا کرتے ہیں لیکن اس کے بعد بھی انسان بہکنے نہ پائے۔

امکانات کے نہ ہونے کی صورت میں شریف ہو جانا سب کو آتا ہے، لیکن امکانات کے پیدا ہو جانے کے بعد صراط مستقیم پر قائم رہ جانا ہر انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔

حضرت امام سجاد علیہ السلام نے اس مقام پر انھیں تمام متضاد چیزوں کا تذکرہ کر کے مالک کی بارگاہ میں دعا کی ہے کہ دولت ملے لیکن غرور نہ پیدا ہونے پائے۔عبرت کا جذبہ پیدا ہو لیکن خود پسندی نہ آنے پائے لوگوں تک ہمارا کار خیر پہنچے لیکن احسان جتانے کا خیال نہ پیدا ہو، بلند ترین اخلاق کی منزل حاصل ہو جائے لیکن فخر ومباہات کا جذبہ نہ پیدا ہونے پائے۔

یہی وہ حسن اخلاق ہے جسے رسول اکرم صلى الله عليه وآله وسلم نے میزان عمل کی سب سے قیمتی دولت قرار دیا ہے۔(کافی ج۲ص۹۵)



اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کامل ترین ایمان اس کا ہے جس کا اخلاق بہترین ہے۔ (کافی ج۲ص ۹۹)

۲. اَبْدِلْنِی : اس مقام پر ان مسائل کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو انسانی اختیار سے باہر ہیں اور مالک کے فضل خاص کے بغیر ان کا کوئی امکان نہیں ہے انسان اپنے انداز زندگی میں تغیر پیدا کر سکتا ہے لیکن دوسرے کے کردار کو نہیں بدل سکتا ہے اس لئے حضرت امام سجاد علیہ السلام نے مالک سے گذارش کی ہے کہ دشمنوں کے بغض کے بدلے محبت پیدا کرا دے ظالموں کے حسد کو محبت سے بدل دے۔ نیک کرداروں کی بدگمانی کو اعتبار میں بدل دے، قریب ترین افراد کی عداوت کو محبت میں تبدیل کر دے، قرابتداروں کی نافرمانی کو حسن سلوک بنا دے۔ عزیزوں کے ترک تعلق کو نصرت میں تبدیل کر دے صرف ظاہر داری کرنے والوں کے دلوں میں سچی محبت پیدا کر دے، ساتھیوں کو اچھے برتاؤ کی توفیق دیدے اور ظالموں کے خوف کی تلخی کو امن وامان کی حلاوت میں تبدیل کر دے۔

بعض حضرات نے ان فقرات کی تفسیر میں یہ انداز اختیار کیا ہے کہ اگر وہ لوگ ایسا برتاؤ کریں تو میں اس کے بدلے میں ایسا برتاؤ کروں حالانکہ یہ بات آئندہ کے فقرات میں پائی جاتی ہے لہٰذا ان فقرات کی مذکورہ بالا تفسیر ہی اولی اور انسب ہے۔

۳. وَسَدِّدْنِی : یہ وہ بلند ترین مقام ہے جہاں انسان پروردگار سے اس حوصلہ کی دعا کرتا ہے کہ دنیا میرے ساتھ جو برتاؤ چاہے کرے میرے کردار میں فرق نہ پیدا ہونے پائے، لوگ دھوکہ دیں میں اخلاص کا برتاؤ کروں۔ لوگ تعلقات توڑیں میں حسن سلوک کا مظاہرہ کروں لوگ محروم کردیں میں عطا کروں۔ لوگ ترک تعلقات کا اظہار کریں میں صلۂ رحم سے کام لوں۔ لوگ

میری غیبت کریں میں ان کا ذکر خیر کروں، لوگ نیکی کریں تو میں شکریہ ادا کروں لیکن برائی کریں تو چشم پوشی سے کام لوں۔

۴. حلیۃ المتقین : دنیا میں تقویٰ اور پرہیزگاری کے دعویدار تو لاکھوں ملیں گے لیکن حقیقت تقویٰ سے باخبر افراد کہاں پائے جاتے ہیں حضرت امام سجاد علیہ السلام کے دعاؤں کے ذیل میں ان تمام خصوصیات کی طرف متوجہ کر دیا ہے جن کا ایک پرہیزگار انسان میں ہونا ضروری ہے۔

متقین کا شیوہ یہ ہے کہ عدل کو رواج دیں غصہ کو برداشت کریں بھڑکتی آگ کو بجھانے کی کوشش کریں افتراق میں اتحاد پیدا کرائیں، لوگوں کے معاملات کی اصلاح کرائیں نیکیوں کو عام کریں اور برائیوں پر پردے ڈالیں، مزاج کو نرم رکھیں، تواضع وانکسار کا اظہار کریں، سکون ووقار کو برقرار رکھیں اخلاق کو پاکیزہ رکھیں فضائل کی طرف تیز قدم بڑھائیں فضل وکرم کو مقدم رکھیں غلطیوں پر بیجا سرزنش نہ کریں نااہل کے ساتھ اچھا برتاؤ نہ کریں حرف حق کسی قدر مشکل کیوں نہ ہوا سے اختیار کریں خیر کتنا ہی زیادہ کیوں نہ کریں مگر اسے کم سمجھیں اور شر کم بھی ہو تو اسے زیادہ تصور کریں۔ اطاعت پروردگار کو دوام عطا کریں اور جماعت حق کے ساتھ رہیں اہل بدعت اور خود رائی کرنے والوں سے کنارہ کش رہیں۔

۵. مَا یُلقِی الشَّیطَانُ : ایک صاحب ایمان کی زندگی کا سب سے بڑا مسئلہ صبح سے شام تک شیطان سے مقابلہ ہے اور ہر محاذ پر اس سے مصروف کارزار رہنا ہے۔ ظاہر ہے کہ جس ابلیس نے اپنے خیال میں حضرت آدم کو جنت سے نکلوا دیا اور جو عباد مخلصین کے علاوہ سب کو گمراہ کرنے کی قسم کھائے ہوئے ہے، اس سے مقابلہ آسان نہیں ہے لہٰذا امام سجاد علیہ السلام نے

بہترین طریقہ یہ تعلیم کیا کہ اپنے مالک سے امداد طلب کرو کہ وہ شیطان کی طرف سے پیدا ہونے والے وسوسوں کے بدلے اپنی عظمت کی یاد کا اپنی قدرت میں تفکر۔ دشمن کے خلاف تدبیر کی توفیق دیدے اور وہ جب فحش، بدگوئی، سب وشتم، غیبت اور شہادت باطل کو زبان پر جاری کرنا چاہے تو اس کے بدلے حمد وثنا، تمجید وتحمید، شکر واعتراف کو جاری کرادے تاکہ قوت گویائی اطاعت شیطان کے لئے خالی نہ رہ سکے اور انسان مبتلائے گناہ نہ ہونے پائے۔

۶. اَلْهِمْنِي التقویٰ: انسان کے حسن اخلاق کا جوہر یہی تقویٰ ہے جو بغیر الہام پروردگار کے حاصل نہیں ہوسکتا ہے لہٰذا اس کے الہام کی دعا کرنا عالم حسن طلب کا سب سے اہم موضوع ہے اسلامی تعلیمات میں تقویٰ کے حسب ذیل فوائد کا تذکرہ کیا گیا ہے تقویٰ دلیل عزم مستحکم ہے (آل عمران ۱۸۶)۔ تقویٰ باعث حفاظت وحراست ہے (آل عمران ۱۲۰) تقویٰ سبب نصرت الٰہی ہے (نحل ۱۲۸)۔ تقویٰ باعث محبت الٰہی ہے (توبہ ۷)۔ تقویٰ وسیلۂ قبولیت اعمال ہے (مائدہ ۲۷)۔ تقویٰ وسیلۂ نجات از مشکلات ہے (طلاق ۲و۳)۔ تقویٰ باعث صلاح عمل ہے (احزاب ۷۰۔ ۷۱)۔ تقویٰ باعث مغفرت گناہ ہے (آل عمران ۳۱)۔ تقویٰ بنیاد عزت واکرم ہے (حجرات ۱۳)۔ تقویٰ وسیلۂ بشارت وقت موت ہے (یونس ۶۳)۔ تقویٰ ذریعہ نجات از جہنم ہے (مریم ۷۲)۔ تقویٰ وسیلۂ خلد وجنت ہے۔ (آل عمران ۱۳۳)۔

۷. صُنْ وجهي: انسانی زندگی میں حفظ آبرو ایک بڑا مسئلہ ہے یہ اس وقت خطرہ میں پڑجاتا ہے جب اسے کسی غیر کے سامنے ہاتھ پھیلانا پڑجاتا ہے اور غربت اسے دست سوال، دراز کرنے پر مجبور کردیتی ہے اور ہر انسان کا فرض ہے کہ ایسے وقت سے محفوظ رہنے کے لئے دعا کرتا رہے۔ لیکن امام سجاد علیہ السلام نے اس مقام پر ایک اور خطرہ کی نشان دہی کی ہے جس سے

آخرت کے خطرہ میں پڑ جانے کا اندیشہ ہے کہ بہت ممکن ہے کہ نااہل سے مل جائے تو انسان اس کی تعریف کرنے لگے اور کوئی شریف آدمی کچھ نہ دے تو اس کی مذمت کرنے لگے اور اس طرح دنیا کی محرومی کے ساتھ آخرت کی بربادی کا سامان بھی ہو جائے، رب کریم ایسا بے نیاز بنا دے کہ انسان اس مصیبت سے دوچار نہ ہو اور دنیا کی آبرو کے ساتھ آخرت کی نجات بھی محفوظ رہ سکے، ورنہ سوال کے بارے میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بہترین فقرہ ارشاد فرمایا ہے کہ اگر سائل کو معلوم ہو جائے کہ سوال کس ذلت کا نام ہے تو کوئی کسی سے سوال نہ کرے اور اگر عطا کرنے والوں کو معلوم ہو جائے کہ عطا کرنے میں کیا اجر و ثواب ہے تو کوئی کسی کے سوال کو رد نہ کرے۔

(کافی ج۴ص۲۰)

۸. صِحَّةٌ فِي عِبَادَةٍ: یہ انسان کا کمال مدعا ہے جس کے لئے ہر آن دعا گو رہنا چاہئے کہ مالک صحت دے تو اسے عبادت میں صرف کردے اور فراغت دے تو اسے زہد میں منحصر کردے اور علم دے تو اس پر عمل کا جذبہ بھی دے اور تقویٰ دے تو اسے اعتدال کی حد میں رکھے ایسا نہ ہو کہ انسان متقی ہونے کے بعد وسواسی ہو جائے۔

۹. خَيْرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ: امیرالمومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ خیر دنیا کثرت مال و اولاد نہیں ہے بلکہ اس سے مراد برائیوں کے لئے توبہ کرنا ہے۔ اور نیکیوں کے حصول کے لئے اعمال خیر انجام دینا ہے۔ (نہج البلاغہ حکمت ۹۴)

۱۰. فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً: امیرالمومنین کا علیہ السلام ارشاد ہے کہ دنیا میں حسنہ نیک کردار عورت ہے اور آخرت میں حور جنت۔ اور امام صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دنیا کی نیکی حسن اخلاق ہے اور آخرت کی نیکی رضائے الٰہی اور جنت ہے۔ (کافی ج۵ص۷۱)

دعا نمبر ۲۱ کی شرح

یہ ہر انسان کی زندگی کا مسئلہ ہے انسان اس دنیا میں مشکلات سے بھی دوچار ہوتا ہے اور اسے خطاؤں اور گناہوں کا خیال بھی تڑپاتا رہتا ہے کہ وقت عمل تو انسان ایک لذت محسوس کر لیتا ہے اس کے بعد جب نتائج اور انجام کا خیال آتا ہے تو سب سے پہلے یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ ان گناہوں کے نتیجہ میں اکیلا ہو گیا ہے اور کوئی نیک بندہ اس کا ساتھ دینے والا نہیں ہے اور خود اس میں عذاب الٰہی کو برداشت کرنے کی تاب نہیں ہے موت اور مالک کی بارگاہ کا وقت بھی قریب آتا جا رہا ہے اور کوئی تسکین قلب کا سامان کرنے والا بھی نہیں ہے۔

ایسے حالات میں سوائے پروردگار کے لطف و کرم کے کوئی سہارا دینے والا نہیں ہے لہٰذا بندہ اس کی طرف رخ کر کے آواز دیتا ہے کہ پلنے والے کے لئے پالنے والے کے علاوہ اور مغلوب کے لئے غالب کے سوا اور جو ہر معاملہ میں حساب و کتاب کے لئے مطلوب ہے اس پر طلبگار کے علاوہ کوئی رحم کرنے والا نہیں ہے اب یہ بندۂ ناچیز تیری بارگاہ کی طرف بھاگ کر آ گیا ہے اب اگر تو نے کرم کا رخ موڑ لیا اور فضل و احسان سے انکار کر دیا اور رزق و رحمت کے راستے بند کر دیئے تو دوسرا سہارا کون ہے سارا اختیار تو تیرے ہی ہاتھ میں ہے اور ہر مسئلہ میں تو تیرا ہی حکم چلنے والا ہے اور تیری رضا بھی بغیر اطاعت و فرمانبرداری کے حاصل ہونے والی نہیں ہے۔

میں تیرا ضعیف و ذلیل بندہ ہوں اور اپنے ضعف و ذلت کا معترف بھی ہوں لہٰذا اپنے وعدۂ کرم کو پورا کر دے اور مجھے اپنے عذاب سے بچا لے۔

۱. نَاسِیاً لِذِکْرِکَ : انسان گناہوں میں اس وقت مبتلا ہوتا ہے جب یاد خدا سے غافل ہو جاتا ہے ورنہ قہر و جلال پروردگار میں رہے تو ناممکن ہے کہ گناہ کی جرأت پیدا ہو جائے لہٰذا

سب سے عظیم دعا یہ ہے کہ کسی بھی حال میں اس کی یاد سے غافل نہ ہونے پائے اور کسی بھی صورت میں اس کے خیال اور تصور سے دور نہ ہونے پائے۔

دنیا مل جائے تو مغرور نہ ہو اور ہاتھ سے نکل جائے تو رنجیدہ نہ ہو تقویٰ دل سے لگا رہے اور جسم تعمیل احکام الٰہی میں مصروف رہے۔

۲. وَاجْعَلْ تقویک : تقویٰ کو دنیا کے اعتبار سے شعار بنایا گیا ہے بعض وہ لباس جو بدن سے چپکا رہتا ہے تا کہ اس کی منزل دل میں رہے، ظاہر داری میں نہ رہے۔۔ اور آخرت کے اعتبار سے اسے زاد راہ کہا گیا ہے کہ دنیا کے اندر سفر کرنے میں زاد راہ کی اتنی ضرورت نہیں ہے جتنی ضرورت دنیا سے سفر کرنے میں ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب انسان میں بدکرداروں سے وحشت اور نیک کردار بندوں سے محبت پیدا ہو جائے۔

اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ کسی بدکردار کا شرمندۂ احسان نہ ہو کہ احسان بہر حال انس پیدا کرا دیتا ہے اور انسان تھوڑی سی نعمت پا کر بڑے عذاب کا حقدار ہو جاتا ہے۔

معصومین علیہم السلام کا ارشاد ہے کہ انسان دوسرے انسانوں کے احسان سے بے نیاز نہیں ہو سکتا ہے لیکن دعا کرو کہ پروردگار کسی فاسق و فاجر کا شرمندۂ احسان نہ ہونے دے۔ (کافی ج ۲ ص ۲۶۶)

۳. ذٰلِکَ عَلَیْکَ یَسِیْرٌ : اس دعا میں استعمال ہونے والے بعض کلمات کی تشریح یہ ہے:

ابتدا میں حزنہ یا حزبہ دونوں کے معنی شدت و مصیبت میں مبتلا ہو جانے اور رنجید ہو جانے کے ہیں۔

ناصیہ : اصل میں پیشانی کو کہا جاتا ہے لیکن عام طور سے پیشانی سے متصل سر کے بالوں کے بارے میں استعمال ہوتا ہے۔

داخر : ذلیل کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جو بندگی کے ساتھ کمال خضوع کی علامت ہے۔

حیلہ : فکروتدبیر ہے جس کے ذریعہ کسی مناسب نتیجہ تک پہنچا جا سکتا ہے اردو کا حیلہ عربی کے حیلہ سے مختلف ہوتا ہے۔

مہین : اردو زبان میں ایک باریک چیز کو کہا جاتا ہے لیکن عربی میں حقیر کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

بلاء : انعام اوراحسان کے معنی میں استعمال ہوتا ہے آزمائش کے لئے بھی بلا کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

بوئس : فقر ہے اور لاداء تنگی معیشت وشدت حیات۔

دعا نمبر ۲۲ کی شرح

اس دعا کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ پروردگار انسان کے لئے ایسے حالات پیدا کردے کہ ہر حال میں رضائے الٰہی سے راضی رہے اور کسی حال میں زبان پر کوئی شکوہ نہ آنے پائے۔ اور اس سلسلہ میں سب سے اہم کام یہ ہے کہ مالک انسان کو ایسے حالات میں مبتلا نہ کرے جن حالات میں شکوہ وشکایت کی نوبت آجاتی ہے اور دامن صبر ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے۔

اس لئے پہلے اس حقیقت کا اقرار کیا گیا ہے کہ اپنے پاس نہ بلاؤں پر صبر کرنے کی طاقت ہے اور نہ فقر وفاقہ برداشت کرنے کی قوت ہے لہٰذا رزق میں وسعت دیدے اور بندوں کے

بجائے خود ہی میری ضرورت حیات کے لئے کافی ہو جا، اور تمام معاملات میں میرے حالات پر نظر رکھنا کہ میں خود کسی قابل نہیں ہوں اور مخلوقات سے بے رخی کے علاوہ کوئی امید نہیں ہے اور اعزاء و اقرباء اور اولاد تو کچھ دینے والے نہیں ہیں اور اگر کہیں قلیل مال دے دیا تو کثیر مقدار میں احسان رکھیں گے اور مذمت الگ سے کریں گے۔

۱. **خَلِّصْنِی مِنَ الْحَسَدِ** : انسانی زندگی کی بدترین بلاء کا نام ہے حسد، جس کا اظہار کسی شریف طریقہ سے ممکن نہیں ہے بلکہ جب بھی اس کا اظہار ہوگا کسی حرام اور ناجائز طریقہ ہی سے ہوگا لہٰذا اس سے بچنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ مالک جس قدر رزق دے اس سے خوش کر دے اور اسے بابرکت بنادے تاکہ دوسروں کی طرف دیکھنے کی ضرورت ہی نہ پڑے۔ جناب موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی کہ پرودگار کوئی ایسا عمل بتادے جس سے تو راضی ہو جائے؟ ارشاد ہوا کہ یہ ممکن نہیں ہے۔ جناب موسیٰ علیہ السلام غش کھا کر گر پڑے۔ ارشاد ہوا کہ میری رضا اس بات میں ہے کہ تم میرے فیصلہ سے راضی رہو۔

۲. **وَاقْضِ عَنِّی** : فرائض الٰہیہ پر عمل کرنا انسان کا اپنا کام ہے لیکن یہ مرحلہ اس قدر دشوار ہے کہ اس سے آسانی سے نہیں گذرا جا سکتا ہے لہٰذا حضرت امام سجاد علیہ السلام نے اس منزل پر بھی خدا ہی سے گذارش کی ہے کہ جس طرح تو نے واجب کیا ہے اسی طرح ادا بھی کرادے اور جس طرح حرام کیا ہے اسی طرح بچا بھی لے، ورنہ تیری امداد کے بغیر کوئی بھی کام ممکن نہیں ہے اور تیرا احساب بہت سخت ہے جس کا تاب لانا ناممکن ہے۔

۳. **الزّهد في دنياي** : زہد کے معنی اگر چہ کنارہ کشی کے ہیں لیکن اسلام میں اس کا مقصد ترک دنیا یا ترک لذات نہیں ہے بلکہ زہد کا حقیقی مفہوم یہ ہے کہ انسان مال دنیا کا مالک اور

صاحب اختیار رہے اور مال دنیا انسان کا صاحب اختیار نہ بن جائے کہ جس طرف چاہے لے کر چلا جائے۔

بعض اہل معرفت نے اس کی تعریف اس طرح کی ہے کہ جس چیز سے ہاتھ خالی ہو اس کی محبت سے دل بھی خالی ہو جائے۔

۴. وھب لی نوراً : یہ نور دنیا نہیں ہے۔ یہ نور ایمان ہے جس کی روشنی میں انسان جہل وشک وکفر وشرک کی تاریکیوں سے بچ کر نکل جاتا ہے اور تمام شکوک وشبہات کا حل تلاش کر لیتا ہے، رہتا لوگوں ہی کے درمیان ہے لیکن تمام حقائق سے باخبر رہتا ہے۔

۵. لَذَّۃَ مَا اَذَقْتَ لَہُ: مالک کا سب سے بڑا کرم یہ ہے کہ انسان اطاعت پروردگار میں لذت محسوس کرنے لگے اور معصیت پروردگار میں تکدر طبیعت کا احساس کرنے لگے ایسا ہو جائے تو کوئی نیکی ہاتھ سے جا نہیں سکتی ہے اور کوئی برائی قریب آ نہیں سکتی ہے۔

عقلی لذت میں جو مزہ ہے وہ محسوس لذتوں میں نہیں ہے۔ لیکن اس کا ادراک بھی ہر شخص کے بس کی بات نہیں ہے دنیا کی لاکھوں لذتیں ایک معرفت پروردگار اور محبت اولیاء خدا پر قربان ہو جائیں۔

۶. وَحَتّٰی لَا اَرَیٰ : کسی کے پاس نعمت دیکھ کر اس کے زوال کی فکر کرنا حسد ہے جو ایمان کو اسی طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ سوکھی لکڑی کو جلا کر خاکستر بنا دیتی ہے۔ اور اس کے زوال کے بجائے خود اپنے لئے ویسی ہی یا اس سے بہتر نعمت کی آرزو کرنا غبطہ ہے جو بہترین عمل ہے اور خود قرآن مجید نے اس کی دعوت دی ہے۔

بعض حالات میں حسد کے چار مرتبے ہوتے ہیں:

۱۔انسان کی خواہش یہ ہو کہ دوسرے کی نعمت چلی جائے چاہے اپنے کو نہ ملے یہ حسد کی بدترین قسم ہے۔

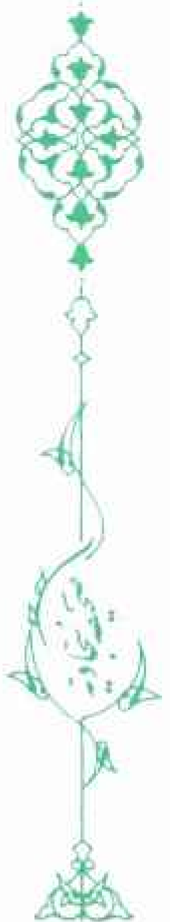
۲۔انسان کی خواہش یہ ہو کہ دوسرے کی طرف سے اپنی طرف منتقل ہو جائے یہ بھی مذموم تمنا ہے لیکن پہلی قسم سے کمتر ہے۔

۳۔انسان دوسرے کے زوال کا طلبگار نہیں ہے بلکہ اپنے لئے ویسی ہی نعمت کا خواہش مند ہے لیکن اگر نہ ملے تو زوال بھی چاہتا ہے ظاہر ہے کہ یہ بھی مذموم تمنا ہے۔

۴۔انسان اپنے لئے خواہش مند ہے لیکن نہ ملنے کی صورت میں دوسرے کا زوال بھی نہیں چاہتا ہے یہی وجہ ہے جسے معاف کر دیا گیا ہے اگر چہ دوسرے کی نعمت پر نظر رکھنا بہر حال قابل تعریف عمل نہیں ہے، بہترین بات یہ ہے کہ انسان رضائے الٰہی پر راضی رہے اور اس سے لو لگائے رہے۔

۷۔فِی الْاَوْلِیَآءِ وَالْاَعْدَآءِ: یہ بہت بڑی بات ہے کہ انسان سہولت اور سختی دونوں حالات میں راضی بہ رضاء الٰہی رہے اور دشمن اور دوست دونوں کے بارے میں انصاف طلب رہے اور یہ دعا کرتا رہے کہ میرے ہاتھوں سے کسی دشمن پر بھی ظلم نہ ہونے پائے کہ میں اس کی خاطر راہ حق سے منحرف ہو جاؤں گا۔

۸۔فِی الرَّخَآءِ: مصیبتوں میں مبتلا ہونے کے بعد تو دعا کرنا سب کو آتا ہے لیکن پر سکون حالات میں انسان خدا سے غافل ہو جاتا ہے اسی لئے امام علیہ السلام نے اس توفیق کی دعا کی ہے جس طرح اضطرار کے عالم میں دعا کرتا ہوں، سکون واطمینان کے ماحول میں بھی اسی طرح کی دعا کرنے کی توفیق عطا فرما دے تا کہ ہر حال میں تیرا ہی رہوں اور کسی غیر کا نہ ہو جاؤں۔



روایت میں بلاؤں کے نزول سے پہلے دعاؤں کی تاکید بھی کی گئی ہے اور اس کی مدح بھی کی گئی ہے جہاں تک کہ خود امام سجاد علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ نزول بلاء کے بعد دعا کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ (کافی ج ۲ ص ۴۷۲)

۹۔ **حمید مجید:** حمید ہونا اس کے ذاتی کمال کی طرف اشارہ ہے کہ اس کی ذات اقدس کی ہر جہت قابل حمد وثنا ہے اور مجید اس کے صفات سلبیہ کی طرف اشارہ ہے کہ وہ تمام نقائص سے بزرگ تر اور بلند تر ہے اور اس کے کمالات تک کسی نقص اور کمزوری کی رسائی نہیں ہے۔

دعا نمبر ۲۳ کی شرح

۱۔ **عافیت:** پروردگار عالم کی طرف سے ہر قسم کی بلاء کے دفعیہ کو عافیت کہا جاتا ہے اور یہ انسانی زندگی کا سب سے عظیم تر سرمایہ ہے جس کے بارے میں روایات میں وارد ہوا ہے کہ سرکار دوعالم نے تمام زندگی میں اس سے زیادہ کسی عظیم تر کی دعا نہیں کی ہے۔

ظاہر ہے کہ ایسی نعمت کے مل جانے کے بعد انسان کے مغرور ہو جانے اور بہک جانے کا شدید اندیشہ رہتا ہے۔ اس لئے امام سجاد علیہ السلام نے عافیت کی بھی دعا کی ہے کہ ایمانی کردار کا عظیم ترین شاہکار ہے اور یہی وہ منزل ہے جس کے لئے معصومینؑ بھی صبح وشام مشغول عبادت رہا کرتے ہیں۔

اس دعا میں عافیت کو اس قدر جامع قرار دیا گیا ہے کہ گویا یہی انسان کا لباس ہے اور یہی کی ردا اور یہی محافظت کا ذریعہ ہے اور یہی انسانی کرامت کا نشان، یہی زندگی کی دولت اور یہی پروردگار کا صدقہ ہے یہی بچھانے کا فرش ہے اور یہی اصلاح دنیا و دین کا وسیلہ۔

ظاہر ہے کہ ایسی نعمت کے لئے انسان شام وسحر دست بدعا نہ رہے گا تو کس شے کی دعا

کرے گا۔

۲. بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ : ماہ ذی الحجہ میں مکہ مکرمہ میں مخصوص اعمال انجام دینے کا نام ہے اور سال کے مختلف ایام میں بعض مخصوص اعمال انجام دینے کا نام عمرہ ہے، عمرہ کے معنی بھی زیارت کے ہیں کہ زائر اپنے وجود سے اس جگہ کو معمور اور آباد کر دیتا ہے اسلام میں اپنے اپنے شرائط سے دونوں واجب ہیں۔ لیکن اس کے بعد زیارت رسول وآل رسول واجبات میں نہیں ہے اگر چہ اس کی اہمیت اس قدر زیادہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کے ساتھ اپنی زیارت نہ کرنے کو ظلم سے تعبیر کیا ہے اور زیارت کو باعث جنت قرار دیا ہے۔ (کافی ج ۴ ص ۵۴۸)

اس لئے بعض علماء کا ارشاد ہے کہ اگر تمام لوگ گھر بیٹھ جائیں تو امام مسلمین کا فرض ہے کہ لوگوں کو زیارت پر آمادہ کرے۔

۳. مقبول ومشکور : مقبول وہ عمل ہے جس پر وہ تمام اثرات مرتب کئے جائیں جن کے لئے اس عمل کو وضع کیا گیا ہے اور مشکور اس عمل کو کہا جاتا ہے اور ہامہ جس کا زہر قاتل ہو۔ عامہ خاصہ کے مقابلہ میں ہے اور لامہ نظر بد کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

۴. من شرّ السامّة : سامہ زہریلی چیز کو کہا جاتا ہے اور ہامہ جس کا زہر قاتل ہو، عامہ؛ خاصہ کے مقابلہ میں اور لامہ نظر بد کی طرف اشارہ ہے۔

شیطان مرید۔ جو ہر خیر سے خالی ہو اور اس کا کام صرف فساد ہو۔ مترف حفید: وہ دولت مند سرمایہ دار جن کے دو چار خدمت گذار بھی ہوں۔ دابۃ : ہر زمین پر رینگنے والے جاندار کو کہا جاتا ہے گھوڑے یا خچر کے لئے اس لفظ کا استعمال بعد میں شروع ہوا ہے۔

۵. وَمَنْ اَرَادَنِي بِسُوْءٍ : یہ تحفظ کا ہر طرح انتظام ہے کہ پروردگار ہر طرح کے شر سے



محفوظ رکھے، کوئی برائی کا ارادہ کرے تو اسے روک دے، مکاری کرے تو منع کردے، شر پھیلانا چاہے تو اسے دفع کردے، سازش کرنا چاہے تو اسی کی طرف پلٹا دے، دشمن کے سامنے ایسی دیوار کھڑی کردے کہ اس کی آنکھیں اندھی ہوجائیں، کان بہرے ہوجائیں، دل میں اپنا خیال بھی نہ آنے پائے اور دعا کرنے والا اس کے ہر طرح کے شر، نقصان، اشارہ، بدگوئی، حسد، عداوت، جال اور مکروفریب سے محفوظ ہوجائے نہ اس تک ظالموں کے سوار پہنچنے پائیں اور نہ ان کے پیادوں کی رسائی ہو۔ اور یہ ساری باتیں پروردگار کے اختیار میں ہے کہ وہ صاحب عزت و غلبہ بھی ہے اور لک قدرت واختیار بھی۔

دعا نمبر ۲۴ کی شرح

عربی زبان میں ابوین اب سے نکلا ہے جس کے معنی باپ کے ہوتے ہیں لیکن ابوین سے مراد ماں باپ دونوں ہوتے ہیں اور کبھی دو انسانوں کو ماں باپ کا مرتبہ کامل ہوتا ہے تو انھیں ابوین سے تعبیر کرتے ہیں جس طرح کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں اور علی امت کے باپ ہیں۔ (مناقب ابن شہر آشوب ۳ ص ۱۰۵)

بہرحال ماں باپ کی عظمت، تمام عالم شرافت وانسانیت میں مسلمات میں شامل ہے اور تمام مذاہب وادیان نے ان کے احترام واکرام کا حکم دیا ہے، یہ ایک خباثت ہے کہ ان کی تمام زحمتوں کو یہ کہہ کر ٹال دیا جائے کہ وہ صرف جنسی لذت کی فکر میں تھے میں تو بے ارادہ واختیار پیدا ہوگیا ہوں، اس لئے کہ یہ بات صرف روز اول کے بارے میں کہی جاسکتی ہے لیکن اس کے بعد ماں کا نو مہینے شکم میں رکھنا، خون جگر پلا دینا اور باپ کا راحت وآرام کا سارا سامان فراہم کرنا نہ کوئی بل انکار عمل ہے اور نہ اس کی زحمتوں سے انکار کیا جاسکتا ہے۔

لیکن اسلام نے ماں باپ کے مرتبہ کو اس قدر بلند کر دیا ہے کہ پروردگار نے اپنی عبادت کے بعد براہ راست ان کے ساتھ احسان کا حکم دیا ہے اور ان کے شکریہ کو اپنے شکریہ سے ملا دیا ہے اور اس کی توجیہ اس طرح کی گئی ہے کہ پروردگار اصل وجود ہے اور ماں باپ وسیلۂ وجود ہیں۔

پروردگار واقعاً رب ہے اور ماں باپ تربیت کے ذمہ دار بنائے گئے ہیں۔

پروردگار اپنے احسانات کے بدلہ کا محتاج نہیں ہے اور ماں باپ اپنے احسانات کے معاوضہ کے طلبگار نہیں ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ماں باپ کے مرنے کے بعد بھی ان کے لئے دعائے رحمت اور استغفار کرے ان کے عہد کو پورا کرے ان کے دوستوں کا احترام کرے اور ان کے قرابتداروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے۔ (مجمع البیان ج ۵ ص ۴۱۰)

اور امام محمد باقر و جعفر صادق علیہما السلام کا ارشاد ہے کہ اگر اولاد نے ماں باپ کے مرنے کے بعد ان کے قرض کو ادا نہ کیا اور استغفار نہ کیا تو پروردگار زندگی میں نیک کردار ہونے کے باوجود انھیں نافرمانوں میں شمار کرے گا (کافی ج ۲ ص ۱۶۳)

۱۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ : بعض علماء کا ارشاد ہے کہ ماں باپ کے حق میں دعا کرنے کے آغاز میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں دعا کرنا اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اس کائنات کے لئے واقعی باپ کا درجہ آپ ہی کو حاصل ہے اور جس طرح عالم اجسام میں جناب آدم کو ابوالبشر کہا جاتا ہے اسی طرح عالم ارواح کے اعتبار سے سرکار دو عالم ابوالارواح کی حیثیت رکھتے ہیں اور یہی روح کمال ہے جس کا ایک حصہ پیکر آدم میں پھونک دیا گیا تھا۔ اور ایک جناب مریم کے ذریعہ روح اللہ کی شکل اختیار کر گیا۔



دنیا میں نسل انسان کی بنیاد جناب آدم ہیں تو عالم فضائل وکمالات میں فضائل جناب آدم کی بنیاد بھی سرکار دو عالم ہیں۔

۲. اَلْهِمْنِی: اسلام میں ماں باپ کے حقوق حیات وموت میں اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کا معلوم کرنا بھی مشکل ہے اور یاد رکھنا بھی مشکل ہے اس لئے امام سجاد نے پروردگار سے اس الہام کی دعا کی ہے کہ ہر وقت انسان کو ان حقوق کی طرف متوجہ کرتا رہے اور یہ توفیق دیتا رہے کہ اس الہام کے مطابق بھی ہوتا رہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک شخص نے شوق جہاد کا ذکر کیا تو فرمایا کہ اگر تیرے ماں باپ ضعیف ہیں اور تیرا جہاد ان کے لئے مشکل ہے تو ان کی خدمت کرنا راہ خدا میں جہاد کرنے سے زیادہ بہتر ہے اور یہ خود ایک جہاد ہے۔ (کافی ج ۲ ص ۱۲۰)

معاذ بن جبل راوی ہیں کہ پروردگار نے جناب موسیٰ سے ساڑھے تین ہزار مرتبہ کلام کیا ہے اور آخر میں جب کہ سوال کیا کہ کوئی نصیحت کی جائے تو سات مرتبہ ارشاد ہوا کہ اپنی ماں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو کہ ان کی رضا میری رضا ہے اور ان کی ناراضگی میری ناراضگی ہے۔ (اخلاق ۶)

۳. اَللّٰهُمَّ وَمَا مَسَّهُمَا: یہ کمال شرافت ہے کہ انسان مالک کی بارگاہ میں یہ گذارش کرے کہ اگر ماں باپ کے حق میں مجھ سے کوتاہی ہوگئی ہے۔ اور انھیں میری طرف سے کوئی اذیت ہوئی ہے تو اس کے بدلے ان کے گناہوں کو معاف کردے اور اگر ان کی طرف سے مجھے کوئی تکلیف پہنچی ہے تو میں اسے بھی معاف کئے دیتا ہوں کہ میں کوئی بدلہ نہیں چاہتا ہوں اور بدلہ بھی کس بات کا لوں گا ان کی زحمتیں اور خدمتیں میری ان تکلیفوں سے کہیں زیادہ ہیں اور ان کے احسانات ناقابل انکار ہیں۔

ایک شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ میرے ماں باپ بوڑھے ہوگئے ہیں

اور میں ان کی اسی طرح خدمت کر رہا ہوں جس طرح انھوں نے بچپنے میں میری خدمت کی ہے کیا ان کا حق ادا ہو گیا فرمایا: ہرگز نہیں وہ تیری خدمت کر رہے تھے تو انھیں تیری زندگی سے پیار تھا اور تو خدمت کر رہا ہے تو تجھے ان کی موت کا انتظار ہے۔ (تفسیر کشاف ج ۲ ص ۶۵۹)

۴۔ اَللّٰهُمَّ لاَ تُنْسِنِي ذِكْرَ هُمَا : یہ بھی انسانی شرافت کا دوسرا نمونہ ہے کہ انسان کسی بھی وقت اپنے ماں باپ اور ان کے احسانات کو فراموش نہ کرے اور مسلسل ان کے حق۔ دعائے خیر کرتا رہے بلکہ یہ بھی گذارش کرتا ہے کہ اگر ان کی مغفرت ہو جائے تو انھیں میرے حق میں شفیع بنا دے اور اگر میں قابل مغفرت قرار دیا جاؤں تو مجھے سفارش کا اختیار فرما دے تا کہ جس طرح اس دنیا میں ایک ساتھ زندگی گذاری ہے اسی طرح جنۃ النعیم میں ایک ہی منزل میں رہیں اور فراق کا صدمہ نہ برداشت کرنا پڑے۔ ظاہر ہے کہ یہ کام اس قدر آسان نہیں ہے اولا انسان کا قابل مغفرت ہو جانا ہی ایک بڑا کام ہے، چہ جائیکہ اس کے بعد حق شفاعت کا حاصل ہو جانا، یہ تقریباً ناقابل تصور مسئلہ ہے۔ لیکن دنیا و آخرت کے سارے مسائل انسانی اختیارات و امکانات کے اعتبار سے مشکل و دشوار ہیں پروردگار کا فضل و کرم شامل حال ہو جائے تو کوئی بھی کام ذرہ برابر مشکل نہیں ہے۔ اس لئے امام سجاد علیہ السلام نے پروردگار کے فضل و کرم اور قدیم ترین احسانات کا حوالہ دیا کہ ارحم الراحمین کی رحمتوں کے پیش نظر ہر مرحلہ آسان ہے اور ہر کام بآسانی انجام دیا جا سکتا ہے۔



دعا نمبر ۲۵ کی شرح

اولاد انسانی زندگی کا وہ سرمایہ ہے جو دنیا میں خنکی چشم، سکون قلب اور راحت زندگی کا بھی باعث ہے اور اس سے انسانی وجود دوام اور استمرار پیدا کرتا ہے انسان اولاد کے ساتھ جس طرح کا

برتاؤ کرے گا مستقبل میں اس کا دوام واستمرار بھی اسی انداز کا ہوگا اسی لئے اسلامی تعلیمات نے تربیت اولاد پر بیحد زور دیا ہے اور مسئلہ کی دشواری کے پیش نظر دعاؤں کا سہارا دیا ہے کہ جس طرح "رب ارحمهما" کے بغیر ماں باپ کا حق ادا نہیں ہوسکتا ہے۔ اسی طرح "اصلح لی فی ذریتی" کے بغیر اولاد میں صلاح وفلاح کا برقرار رکھنا آسان نہیں ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ انسان جس قدر اولاد سے محبت کرتا ہے پروردگار اسی طرح اس پر مہربانی کرتا ہے۔ (مکارم الاخلاق ۲۱۹)

۱. وَقوّلی : یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ ماں باپ کو صرف اولاد کی جسمانی صحت کی طرف توجہ نہیں رکھنی چاہئے۔ بلکہ ان کے اخلاق وعادات اور انجام کار پر بھی نگاہ رکھنی چاہئے کہ اس کے بغیر دنیا وآخرت کی سعادت کا جمع ہونا ممکن نہیں ہے۔

اور اس سلسلہ میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ انھیں صالح، نیک کردار، متقی، صاحب بصیرت بھی بنانے اور روز اول سے اولیاء خدا محب مخلص اور دشمنان خدا کا بدترین دشمن بھی قرار دے تاکہ اس کے کردار پر اولیاء اللہ کا اثر پڑے اور کسی طرف سے دشمنان خدا کا سایہ نہ پڑے۔

۲. اَعِذْنی وذرّیتی : انسانی زندگی کے ہر مرحلہ پر سب سے بڑا خطرہ شیطان رجیم کا ہے جس نے روز اول سے اولاد آدم کو گمراہ کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے اور ہر آن ہر رخ سے حملہ کرنے کے لئے تیار رہتا ہے پروردگار نے بھی اسے مستقبل مصیبت دے دی وہ ناری ہونے کے اعتبار سے اختیارات بھی زیادہ رکھتا ہے اور لطیف مخلوق ہونے کے اعتبار سے رگ وپے میں سرایت بھی کر تا ہے کسی وقت اپنے مقصد سے غافل نہیں ہے اور ہر آن کبھی عذاب کی طرف سے اطمینان

دلاتا ہے کہ آپ مومن ہیں آپ کو جہنم سے کیا تعلق ہے۔ کبھی دنیا کا خوف پیدا کراتا ہے کہ اگر نوکری چلی گئی تو گھر کس طرح چلے گا۔

کبھی برائیوں کا حوصلہ پیدا کراتا ہے اور کبھی نیکیوں سے روکنے کا انتظام کرتا ہے۔

کبھی خواہشات کو سامنے لا کر رکھ دیتا ہے اور کبھی شبہات کے ذریعہ فکر وشعور پر حملہ کرتا ہے۔

اس کے وعدے جھوٹے ہوتے ہیں اس کی پیدا کی ہوئی تمنائیں کبھی نہیں پوری ہوتی ہیں لیکن اس کے بعد بھی انسان بہک جاتا ہے۔ لہٰذا مالک اب تیری قوت کا سہارا درکار ہے جس سے بالاتر کسی کی قوت نہیں ہے اور تو سہارا دیدے تو ہر شخص اس کے شر سے محفوظ ہوسکتا ہے۔

امام محمد باقر یا امام جعفر صادق علیہما السلام سے روایت ہے کہ جناب آدم علیہ السلام نے مالک کی بارگاہ میں فریاد کی کہ جب شیطان کو اس قدر اختیار دے دیا ہے کہ لوگوں میں سرایت کر جاتا ہے تو میری اولاد کا کیا ہوگا؟ ارشاد ہوا میں ان کی برائیوں کے ارادہ کا حساب نہیں کروں گا اور برائی کر بھی لیں گے تو ایک ہی حساب کروں گا۔ لیکن نیکی کا ارادہ کریں گے تو ایک ثواب دوں گا اور اگر عمل کر لیں گے تو دس گنا اجر عطا کروں گا۔

اور اس کے بعد گناہوں کے مقابلہ میں توبہ کا راستہ کھول دیا ہے کہ جب تک سانس گلے تک نہ پہنچ جائے ان کی توبہ کو قبول کر کے انھیں معاف کر دوں گا۔ (کافی ج ۲ ص ۴۴۰)

۳. لاتَحجُبْ دُعَائی: دعا کر لینا بہت آسان ہے لیکن دعا کا منزل قبولیت تک پہنچنا بہت مشکل ہے۔ روایت میں وارد ہوا ہے کہ ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے شکایت کی کہ دو آیات قرآن کا مفہوم سمجھ میں نہیں آتا۔ پروردگار نے دعاؤں کی قبولیت کا وعدا کیا ہے لیکن

وہ قبول نہیں ہوتی ہیں اور دوسرے مقام پر راہ خدا میں خرچ کرنے کی تلافی کا وعدہ کیا ہے۔ مگر کہیں نظر نہیں آتی ہے۔ فرمایا: میرا خدا وعدہ کے خلاف نہیں کرتا ہے۔ پہلے اپنے عمل کی اصلاح کرو۔ دعا سے پہلے حمد وثنائے الٰہی، شکر پروردگار کر کے صلوات پڑھو اور پھر استغفار کر کے دعا کرو دیکھو قبول ہوتی ہے یا نہیں۔

اور مال کو حلال سے حاصل کرو اور حلال میں خرچ کرو۔۔ دیکھو پروردگار اس کا معاوضہ دیتا ہے یا نہیں۔؟ (کافی ج ۲ ص ۴۸۶)

بعض علماء کا بیان ہے کہ حلال وہ مال ہے جو ظاہری قانون کے مطابق جائز ہو اور طیب وہ مال ہے جو پاکیزہ ہو لیکن حلال وہ ہے جو ہر طرف سے قانون کے مطابق ہو جسے قوت انبیاء کہا جاتا ہے۔ (کافی ج ۲ ص ۵۵۲)

۴. اَلْمُعَوِّذِينَ : قرآن مجید کے دو سورے فلق اور ناس انھیں معوذتن کہا جاتا ہے کہ ان کا آغاز "قل اعوذ" سے ہوا ہے اور یہ انسان کو شر شیطان سے پناہ دینے والے ہیں۔۔ انھیں مُعَوذتین کہنا غلط ہے "واؤ" پر تشدید اور زیر ضروری ہے۔

۵. فِي جِوَارِكَ: لفظ جوار کی جیم پر زبر، زیر، پیش تینوں وارد ہوئے ہیں لیکن اہل ادب کے نزدیک جوار زیادہ فصیح ہے۔

۶. اَغْطِ جَمِيْعَ : امام جعفر صادق علیہ السلام نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ جب کوئی شخص مومنین اور مومنات کے حق میں دعا کرتا ہے تو پروردگار اولین وآخرین کے تمام مومنین ومومنات کی طرف سے اس کے حق میں وہی دعا درج کر لیتا ہے اور اسے وہی۔ عطا کر دیتا ہے۔ (کافی ج ۲ ص ۵۰۷)

دعا نمبر ۲۶ کی شرح

۱۔ جیــــران : ہمسایہ کو کہا جاتا ہے۔جس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام محمد باقر علیہ السلام دونوں حضرات سے روایت نقل کی گئی ہے کہ انسان کے مکان کے چاروں طرف ۴۰ ر گھروں تک اس کا ہمسایہ شمار کیا جاتا ہے۔جس کا خیال رکھنا ہر مرد مسلمان کا فرض ہے اور ہمسایہ کے علاوہ دیگر صاحبان ایمان کا لحاظ رکھنا بھی ایک فرض ایمانی ہے اسی لئے امام سجاد علیہ السلام نے اپنی دعا میں دونوں کو شامل کر لیا ہے۔

شرط یہ ہے کہ ہمسایہ اور دوست دونوں حق اہلبیتؑ کے پہچاننے والے اور ان کے دشمنوں سے نفرت کرنے والے ہوں ورنہ ان کے علاوہ دیگر افراد ایسے حقوق کے حقدار نہیں ہیں۔

۲۔ وَفِّقْهُمْ : بعض علماء کا کہنا ہے کہ سیاق کلام کی بنا پر اسے "وفقنی" ہونا چاہیے تھا کہ انسان اپنے بارے میں توفیق کی دعا کر رہا ہے لیکن عام طور سے صحیفہ کے نسخوں میں اسی طرح وارد ہوا ہے۔صرف بعض مترجمین نے کہا ہے کہ اس کا "وفقنی" کے اعتبار سے ترجمہ کیا ہے۔

۳۔ عــورات : اس لفظ سے مراد شرم گاہ نہیں ہے بلکہ وہ تمام اسرار اور رموز ہیں جن کو انسان ظاہر نہیں کرنا چاہتا ہے۔

حذیفہ بن منصور راوی ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ اس روایت کے معنی کیا ہیں کہ مومن کی شرمگاہ مومن پر حرام ہے؟۔فرمایا اس عورت سے مراد شرم گاہ نہیں ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ اگر کسی کی کوئی لغزش یا نامناسب بات دیکھ لے تو اس کو محفوظ نہ کرے کہ بعد میں طعنے دے گا۔(تہذیب ج ا ص ۳۷۵)

۴۔ مــاعون : یہ لفظ معن سے نکلا ہے۔جس کے معنی عطا کے ہوتے ہیں اور اس سے مراد

ہر معمولی اور مختصر کار خیر ہے کہ اس سے منع کرنا قطعاً باعث مذمت وملامت ہے۔

ابوبصیر نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ اس میں قرض دینا، نیکی کرنا، گھر کے سامان کا عاریت دینا اور زکوۃ وغیرہ دینا سب شامل ہے۔ (کافی ج۳ص۴۶۹)

ابواسماعیل نے امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت سے اپنے علاقہ میں شیعوں کی کثرت کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا ان کے مالدار فقیروں پر رحم کرتے ہیں یا نہیں؟ آپس میں ہمدردی کرتے ہیں یا نہیں؟

میں نے عرض کی کہ ایسا تو نہیں ہوتا ہے۔ فرمایا پھر یہ ہمارے شیعہ نہیں ہیں۔ (کافی ج۲ص۱۷۳)

ایسی ہی روایت محمد بن عجلان نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کی ہے کہ آپ نے بھی ایسے لوگوں کو شیعہ ماننے سے انکار کر دیا تھا۔

۵. **اُسِرُّ لَهُمْ** : انسان کے اسرار اور رازوں کا تحفظ کرنا انتہائی اہم مسئلہ ہے اور یہ ہر شخص کے بس کی بات نہیں ہے اور یہی وجہ ہے کہ ائمہ معصومین علیہم السلام اپنے اسرار صرف مخصوص اصحاب کے حوالہ کیا کرتے تھے جیسا کہ روایات میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے اصحاب اسرار میں جویریہ بن مسہر العبدی، میثم تمار، عمرو بن الحمق، رشید الہجری، مالک بن ضمیرہ وغیرہ جیسے حضرات کا نام لیا گیا ہے اور انھوں نے حضرت سے مستقبل کے بیشمار واقعات کا علم حاصل کر لیا تھا اور اس کے لئے اپنی صلاحیت کا اثبات کر دیا تھا۔

دعا نمبر ۲۷ کی شرح

۱. **ثغو** : اسلام وکفر کے علاقہ کے درمیان حد فاصل کہا جاتا ہے اور اسلامی سلطنت کے

لئے یہ حساس ترین علاقہ ہوتا ہے جہاں ہر وقت دشمن کے حملہ اوراس کی سازشوں کا خطرہ رہتا ہے اور اسی لئے اسلام کے رابطہ کا ایک مستقل باب قرار دیا ہے جہاں سرحد کے محافظ ہر آن حدود اسلامی کا تحفظ کرتے رہتے ہیں اوراس طرح دنیاوآخرت کی سعادت اور نیک بختی کا انتظام کرتے ہیں۔

اسلام نے اس رباط اور نگرانی کو کم سے کم تین دن قرار دیا ہے جس کے بغیراس کا مخصوص اجروثواب نہیں مل سکتا ہے محافظ ایک مجاہد کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔

امام سجاد علیہ السلام نے ابتداء ان محافظین کے بارے میں دعا کی ہے کہ مالک اپنی قوت خاص سے ان کی تائید کرے اپنے خزانہ غیب سے ان کے عطایا کو کامل بنائے ان کے عدد میں اضافہ کرے ان کے اسلحوں کو تیز تر بنادے ان کے اجتماع کی حفاظت کرے۔ان کے حدود کو محفوظ بنائے۔ان کے امور کی خود تدبیر کرے، انکے غذائی سلسلہ کو مسلسل رکھے،ان کے اخراجات کا بندو بست کرے۔انھیں اپنی نصرت سے قوی بنائے ،صبر کی صلاحیت دے اور باریک ترین تدبیروں سے نوازے،جن امور سے ناواقف ہیں ان سے واقف بنادے اور جو فنون نہیں جانتے ہیں ان سے آگاہ کردے اوردشمن کے تمام عزائم کو آشکار بنادے۔

ان مادی نعمتوں کے بعد پھر معنوی احسانات کی دعا کی گئی ہے کہ یہ جہاد کے ہنگام دنیا اور لذت دنیا کو بھول جائیں، مال واولادان کے ذہن سے نکل جائیں اور نگاہ میں صرف جنت،حواری جنت،انہارواشجاررہ جائیں تاکہ نہ مقابلہ سے گھبرائیں اور نہ فرار کی فکر کریں۔

۲۔ اَللّٰھُمَّ افْلُلْ : صاحبان ایمان اور مجاہدین حق کے بارے میں دعا کے بعداب دشمن کے حق میں دعائے بد کی باری ہے کہ ان میں ضعف پیدا ہوجائے ان کے ناخن تدبیر کٹ جائیں

۔ان کے اسلحہ ان سے الگ ہوجائیں، ان کے سکون قلب کا سامان بکھر جائے، ان کا زادراہ ہاتھ سے نکل جائے، ان کے راستے گم ہوجائیں، ان کی امداد اور اسلحہ ختم ہوجائے، ان کے ہاتھ سمٹ جائیں، ان کی زبان گنگ ہوجائے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ان کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب قائم ہوجائے اور صف اول کو دیکھ کر صف آخر کے حوصلے خود بخود پست ہوجائیں اور اگلے لوگوں کی رسوائی کو دیکھ کر دوسرے افراد عبرت حاصل کریں۔

۳. **اَللّٰھُمَّ عَقِمْ:** فتح کا تیسرا مرحلہ یہ ہے کہ ظالموں کی عورتیں بانجھ ہوجائیں، ان کے مردوں کے صلب خشک ہوجائیں ان کے جانوروں کی نسلیں قطع ہوجائیں ان کا آسمان برسنا چھوڑ دے اور ان کی زمین دانہ نہ اگائے تاکہ مسلمانوں کا مستقبل بھی محفوظ ہوجائے اور ان کے دیار بھی محفوظ ہوجائیں اور ان کے اموال بھی ثمر بخش ہوسکیں۔

اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ جہاد سے فرصت پا کر عبادت میں مشغول ہوسکیں اور تنہائی میں مالک سے مناجات کرسکیں اور زمین میں وحدہٗ لاشریک کے علاوہ کوئی معبود نہ رہ جائے اور کسی کے سامنے سر نہ جھکایا جائے۔

اس فقرہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ جہاد عبادت ہونے کے باوجود نماز جیسا نہیں ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے نماز کو مقصد جہاد قرار دیا ہے اور جہاد اس کے تحفظ کا وسیلہ ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ نماز کی معراج بھی مالک کی مناجات ہے جو ہر تنہائی اور وحشت کا بہترین علاج ہے، بعض عرفاء کے قول کے مطابق میں کبھی تنہا نہیں رہتا ہوں۔ جب چاہتا ہوں کہ مالک مجھ سے بات کرے تو قرآن پڑھتا ہوں اور جب چاہتا ہوں کہ میں اس سے مناجات کروں تو نماز پڑھتا ہوں۔ (المحجۃ البیضاء ج۲ص۱۲)

۴۔ وَامْدُدْ هُمْ : آخری مرحلہ میں یہ دعا بھی کی گئی ہے کہ اگر مسلمانوں کی طاقت کمزور پڑ جائے اور ان کا اطمینان نفس خطرہ میں پڑ جائے تو ان کی امداد کے لئے ملائکہ کو بھیج دے جو تمام اطراف عالم سے کفار کا خاتمہ کردیں جس طرح تو نے روز اول کمزور مسلمانوں کی امداد کے لئے بھیجا اور ان کی مسلسل آمد نے کفار کے ہوش وحواس اڑا دیئے تھے اور مسلمانوں کو سکون قلب کا سامان فراہم کردیا تھا۔

ھند ۔ اس قوم کا نام جس میں بے شمار عقائد اور افکار پائے جاتے ہیں اور ان کے علاقہ کو بھی ہند کہا جاتا ہے جس کے بارے میں افراد کا کہنا ہے کہ ہندوستان کے دریا موتی ہیں، اس کے پہاڑ یاقوت ہیں، اس کے درخت عود ہیں، اس کے پتے عطر ہیں، اس کی گھاس دوا ہے، اس کی سردی گرمی ہے اور اس کی گرمی سردی ہے۔

روم : یہ چھٹی اقلیم کا علاقہ ہے جہاں کی اکثریت عیسائی ہے یہ علاقہ انتہائی سرسبز و شاداب اور سرد ہے اور اس لئے یہاں کے لوگ سفید رنگ ہوتے ہیں ان کے بال بھورے ہوتے ہیں اور وہاں اونٹ نہیں پائے جاتے ہیں۔

تــــرک ۔ یافث بن نوح کی اولاد ہیں ان کے عدد بہت ہیں اور انتہائی بہادر اور جنگجو مشہور ہیں یہ اقلیم سیوم کے باشندے ہیں جو نہر جیحون سے شروع ہوتی ہے۔

خـــزر ۔ یہ بھی ترکوں کی ایک قسم ہے جن کی آنکھیں چھوٹی چھوٹی ہوتی ہیں یہ بحر گیلان کے اطراف میں پائے جاتے ہیں۔

حبـش ۔ یہ سیاہ رنگ افراد کا ایک حصہ ہے جہاں کی اکثریت عیسائی ہے اور اس کا سلسلہ بحر یمن سے خلیج بربر تک پھیلا ہوا ہے۔

نُوبة : یہ بھی سوڈان کی ایک قسم ہے جو نیل کے مشرق میں آباد ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہاں کے غلاموں اور کنیزوں کی تعریف فرمائی ہے۔

(معجم البلدان ج۴ ص۸۲۰)

زَنج : یہ بھی انھیں کی ایک قسم ہے اس کے شمال میں یمن، جنوب میں صحرا، مشرق میں نوبہ اور مغرب میں حبشہ ہے ان کا علاقہ انتہائی گرم ہوتا ہے اسی لئے سب سیاہ ہوتے ہیں۔ قزوینی کا بیان ہے کہ یہ سب کے سب کوش بن کنعان بن حام کی اولاد میں ہیں۔

سقالبة : یہ ایک قوم ہے جو طبغر اور قسطنطنیہ کے درمیان آباد ہے اور یہ بھی سابق اقوام کی ایک قسم ہے۔

دیالمة : یہ انتہائی ظالم قوم مشہور ہے اور قزوین کے قریب آباد ہے۔

۵. اَللّٰھُمَّ اشْغَلِ الْمُشْرِكِينَ : دشمنوں کے شر سے نجات حاصل کرنے کا آسان ترین ذریعہ یہ ہے کہ وہ آپس میں دست و گریباں ہو جائیں اور مسلمانوں کو ان کے شر سے نجات مل جائے، لیکن ظاہر ہے کہ یہ کام مسلمانوں کے بس میں نہیں لہٰذا سب سے پہلی دعا یہ ہے کہ پروردگار خود انھیں آپس میں مشغول کر دے تا کہ ہمارے لئے فرصت ہی نہ رہ جائے۔

اس مقام پر مشرکین سے مراد اصلی کافر بھی ہو سکتے ہیں اور یہودی اور عیسائی بھی ہو سکتے ہیں کہ وہ بت پرستوں کی طرح مشرک نہیں۔ لیکن ان کے عقائد سے بھی ایک طرح کے شرک کی بو آتی ہے۔

جنگ بدر کا حوالہ اس بات کی علامت ہے کہ بدر میں ملائکہ نازل ہوئے تھے اور روایات کی بنا پر انھوں نے جہاد بھی کیا تھا۔ یہ اور بات ہے کہ اس سے ان مسلمانوں کی شان جہاد پر کوئی اثر

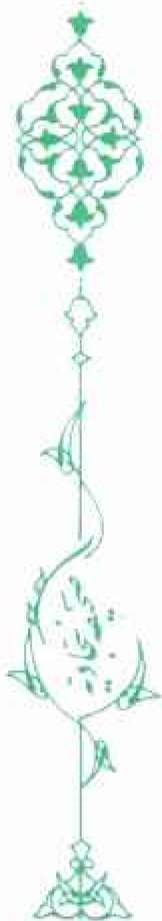
نہیں پڑتا ہے جنھوں نے سخت ترین حالات میں بھی جہاد کا حق ادا کیا ہے اور تاریخی حقائق کے مطابق ۷۰ رمقتولین میں سے تن تنہا ۳۵ رکو تہ تیغ کیا ہے جیسا کہ امیر المومنین علیہ السلام کے بارے میں صراحتاً ذکر کیا گیا ہے۔

۶. اَللّٰھُمَّ وَامْزُجْ: خدا کی امداد کا دوسرا راستہ یہ ہے کہ دشمن کے پانی میں جراثیم پیدا ہو جائیں۔ اس کی غذا میں بیماری شامل ہو جائے اس کی ہوا میں زہر پیدا ہو جائے۔ اس کی زمین دھنس جائے اس کے پر پتھر برسنے لگیں، اس کے علاقہ میں قحط پڑ جائے اور کوئی خطرناک بیماری پھیل جائے۔

یہ ساری باتیں اس امر کی طرف اشارہ ہیں کہ خدا کی امداد لشکروں اور اسلحوں میں محدود نہیں ہے، اس کے پاس لاکھوں وسائل موجود ہیں وہ مسبب الاسباب ہے، بیشمار اسباب پیدا کر سکتا ہے مسلمان کا فرض ہے کہ اپنے ایمان کو مستحکم رکھے اور کسی طرف سے مایوسی کا شکار نہ ہو، رب العالمین مددگار ہے تو دشمن کیا بگاڑ سکتا ہے۔

۷. اَللّٰھُمَّ وَاَیُّمَا غَازٍ: یہاں سے امام علیہ السلام نے راہ خدا کے خدمت گذاروں کو تین حصوں پر تقسیم کر دیا ہے، ایک حصہ جہاد کرنے والوں کا، ان کے حق میں یہ دعائیں کی گئی ہیں کہ انھیں سکون نفس اور کامیابی نصیب ہو، بہترین ساتھی ملیں، بہترین سواری ہاتھ آئے، غذائی قلت کا شکار نہ ہوں، شوق دنیا کی حرارت خاموش ہو جائے، غم وحشت سے نجات مل جائے، اہل و اولاد کی یاد دل سے نکل جائے، حُسن نیت، عافیت، سلامتی، جرائت ساتھ رہے، طریقہ جہاد واضح رہے، فیصلے صحیح کریں، ریاکاری اور شہرت سے دور رہیں اور تمام تر مالک کی ذات میں فنا ہو جائیں۔

۸. وَاَیُّمَا مُسْلِمٍ: دوسرا حصہ ان مسلمانوں کا ہے جو غازیوں اور مجاہدوں کے گھربار



نگرانی کریں یا مال اور اسلحہ سے ان کی امداد کریں یا ان کے حوصلہ و جہاد کو بلند کریں، یا ان کے حق میں دعا کریں یا ان کی آبرو کا تحفظ کریں۔ ان کے بارے میں یہ دعا کی گئی ہے کہ رب العالمین انھیں بھی برابر کا اجر دے اور آخرت سے پہلے دنیا میں بھی کچھ معاوضہ دیدے تاکہ دوسرے لوگ بھی کم سے کم اتنی خدمت کے لئے آمادہ رہیں اور جہاد نہ کرسکیں تو مجاہدین کے حوصلہ پست نہ کریں۔

مذکورہ فقرات سے اس بات کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ سارا ثواب آخرت ہی میں نہیں ہے، بلکہ پروردگار کبھی کبھی دنیا میں بھی ایک حصہ عنایت کردیتا ہے، یہ اور بات ہے کہ آخرت کے ثواب کو کم نہیں کرتا ہے۔

اور دوسری بات یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ آرزوئے جہاد بھی جہاد کا درجہ حاصل کرسکتی ہے بشرطیکہ نیت صادق ہو اور صرف مکاری درمیان میں نہ ہو جیسا کہ نہج البلاغہ میں ذکر کیا گیا ہے کہ جنگ جمل کے بعد ایک شخص نے شکایت کی میرا بھائی بھی اس جہاد میں شریک ہونا چاہتا تھا لیکن اسے موقع نہ مل سکا تو امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ اگر اس کی خواہش سچی تھی تو وہ بھی شریک تھا اور وہ سب شریک تھے جو اس وقت اصلاب و ارحام میں ہیں اور بعد میں دنیا میں آنے والے ہیں۔

دعا نمبر ۲۸ کی شرح

اس دعا میں امام علیہ السلام نے حقیقت دعا کی طرف اشارہ کیا ہے کہ انسان اگر واقعاً پروردگار کی عظمت و جلالت پر ایمان رکھتا ہے اور اس کی بارگاہ میں دعا کرنا چاہتا ہے تو اس کا فرض ہے کہ تمام مخلوقات سے منھ موڑ کر صرف خالق کی طرف توجہ کرے اور سمجھ لے کہ اس سے ہٹ کر کوئی م آنے والا نہیں ہے۔

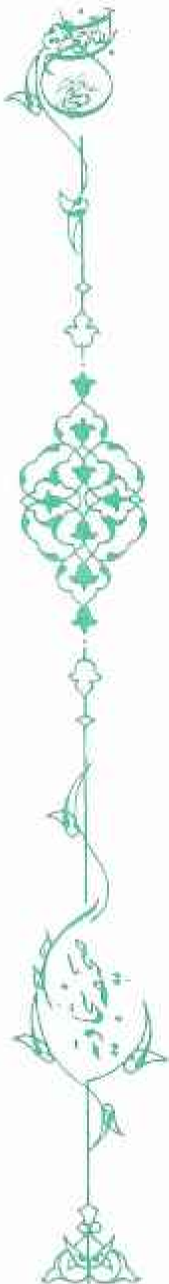
انبیاء کرامؑ اور اولیاء اللہ اس کی بارگاہ میں درخواست پہنچا سکتے ہیں اور اس سے نعمتیں حاصل کر کے بندوں تک پہنچا سکتے ہیں لیکن اس کے مقابلہ میں خود عطا کرنے کا اعلان کردیں، اس کا کوئی امکان نہیں ہے۔

ایسا ہوتا تو خود نہ دعا کرتے اور نہ سجدے کرتے، ان کی دعائیں اور ان کے سجدے دلیل ہیں کہ وہ خود اس بارگاہ سے حاصل کرتے ہیں یہ اور بات ہے کہ انھوں اتنا حاصل کرلیا ہے کہ اس کی اجازت سے تقسیم بھی کرسکتے ہیں۔ لیکن اس کے بعد بھی وہ بندے ہیں اور بندے رہیں گے اور ہمیشہ درس بندگی ہی دیتے رہیں گے، ان کے بارے میں خدا کے مقابلہ میں استقلال کا تصور کھلا ہوا کفر ہے جس سے وہ خود راضی نہیں ہیں تو خدا کے راضی ہونے کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے۔

۱. **وَحْدانِيَّةُ الْعَدَدِ:** اس لفظ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ گنتی کے اعتبار سے ایک یا پہلا ہے بلکہ اس کا کھلا ہوا مفہوم یہ ہے کہ اس میں کسی طرح کی دوئی کا تصور نہیں ہے نہ ذات کے اعتبار سے اور نہ صفات کے اعتبار سے اس کی قدرت بھی صمدیت رکھتی ہے یعنی ایسی ٹھوس ہے کہ اس میں کسی خلل کی کوئی گنجائش نہیں پائی جاتی۔

علماء اسلام نے صمد کے بے شمار معانی بیان کئے ہیں اور ائمہ معصومین علیہم السلام نے بھی مختلف انداز سے اس کی تشریح کی ہے لیکن سب کا خلاصہ یہ ہے کہ اس کی ذات اور صفت کے درمیان کسی طرح کی دوئی کی گنجائش نہیں ہے کہ کوئی چیز داخل ہوسکے اور اسی بے نیازی پر اسے صمد کہا جاتا ہے کہ اس کی ہر صفت ذات، عین ذات ہے اور درمیان میں کسی طرح کا کوئی فاصلہ نہیں ہے۔

۲. **تَعالَيْتَ:** پروردگار کی ذاتِ اقدس میں اتنی بلندی پائی جاتی ہے کہ نہ کوئی اس کا مثل



ہو سکتا ہے اور نہ ضد، وہ امثال و انداز سب سے بزرگ تر ہے اور اس اعتبار سے وہ لاشریک ہے کہ نہ کوئی ویسے کمال کا مالک ہے اور نہ کسی کو خدا کہا جا سکتا ہے۔

دعا نمبر ۲۹ کی شرح

۱. قُتِرَ عَلَيهِ الرِّزق: اس میں کوئی شک نہیں کہ رزق انسانی زندگی کا اہم اور بنیادی مسئلہ ہے اور اس کے بغیر نہ کوئی انسان زندہ رہ سکتا ہے اور نہ منزل کمال تک پہنچ سکتا ہے کہ رزق منزل کمال تک پہنچانے والے اسباب ہی کا نام ہے اور ایسے حالات میں رزق کی تنگی انسان کے ... کو برباد کر دے تو کوئی حیرت انگیز بات نہیں ہے کہ بھوکے آدمی کے حواس سلامت نہیں رہتے اور پریشان حال انسان کے ہوش کام نہیں کرتے ہیں۔

امام سجاد علیہ السلام نے اس منزل پر بھی دعا کی تعلیم دی ہے کہ انسان پروردگار سے فقط وقتی روزی ہی کا سوال نہ کرے بلکہ وہ اعتماد، توکل اور راضی بہ رضائے الٰہی رہنے کی صلاحیت طلب کرے جس کے بغیر عاقبت کا صحیح ہونا ناممکن ہے۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسان تنگی رزق کا شکار کیوں ہو جاتا ہے اور مالک کائنات حسب وعدہ وسعت رزق کے سامان کیوں نہیں فراہم کرتا رہتا ہے کہ انسان کسی طرح کی غلط فہمی اور بدگمانی کا شکار نہ ہو۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ان حالات کے بیشمار مصالح ہیں کبھی یہ صورت حال اس لئے پیدا ہوتی ہے کہ پروردگار کبھی اس کا سبب یہ ہوتا کہ مالک ان کے ثواب میں اضافہ کرنا چاہتا ہے اور انھیں صبر وضبط کا بھی ثواب دینا چاہتا ہے۔ کبھی اس کے ذریعہ اغیار کی آزمائش ہوتی ہے کہ حالات ٹھیک رہیں گے تو ہر بے ایمان محفل میں آکر ایمان کا اعلان کر دے گا اور کبھی اس کا مقصد یہ

ہوتا ہے کہ کمزور انسانوں کے لئے ایک سکون قلب کا سامان رہے کہ اگر ہم پریشانی میں زندگی گذار رہے ہیں تو ہم سے پہلے اولیاء اللہ بھی ایسی زندگی گذار چکے ہیں۔

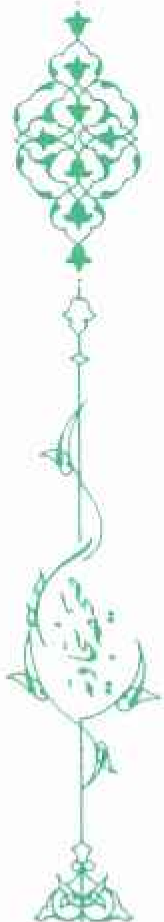
۲. مُعَمَّرِین : اصطلاحی اعتبار سے معمران افراد کو کہا جاتا ہے جن کی عمر ۱۲۰ سال سے زیادہ ہوتی ہے اطباء کے بیان کے مطابق ایک عام انسان میں ۱۲۰ سال زندہ رہنے کی صلاحت ہوتی ہے اس کے بعد کی زندگی خلاف معمولی ہوتی ہے جس کی بیشار مثالیں تاریخ میں موجود ہیں۔ حد یہ ہے کہ خود جناب سلیمان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ ۳۵۰ یا ۴۰۰ سال زندہ رہے تھے۔

(کشف الغمہ ج ۳ ص ۳۳۲)

۳. وفی السَّمآءِ رِزْقُکُمْ : صاحب کشاف نے اصمعی کی زبانی نقل کیا ہے کہ بصرہ میں ایک اعرابی نے ان سے قرآن کی فرمائش کی انھوں نے سورہ زاریات کی یہ آیت پڑھی کہ" تمھارا رزق آسمان میں محفوظ ہے" تو اس نے سارا سامان راہ خدا میں تقسیم کر دیا اور دوبارہ جب مکہ میں ملاقات ہوئی تو پھر فرمائش کی میں نے دوسری آیت پڑھی " آسمان وزمین کے پرودگار کی قسم یہ بات بالکل برحق ہے" تو اس نے کہا: "اللہ کس نے میرے مالک کو غصہ دلا دیا کہ وہ قسم کھانے لگا اور اس بات کو دہراتا رہا یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہوگیا۔ (تفسیر کشاف ج ۴ ص ۴۰۰)

دعا نمبر ۳۰ کی شرح

۱. قـضـاء الـدّیـن : قرض انسانی زندگی کی بدترین مصیبت ہے جس سے انسان کا سر جھک جاتا ہے، کمر ٹوٹ جاتی ہے حوصلے پست ہو جاتے ہیں اور تعلقات خطرہ میں پڑ جاتے ہیں امام سجاد علیہ السلام نے اس صورت حال کو دیکھ کر ادائے قرض کی دعا کا بھی سلیقہ سکھا دیا تاکہ انسان مجبوری میں قرض لے بھی لے تو جلد اس سے نجات حاصل کرلے۔



حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ بدترین درد آنکھ کا درد ہوتا ہے اور بدترین غم قرض کا غم ہوتا ہے۔ (کافی ج۵ ص۱۰۱)

امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد تھا کہ قرض ایک رسی ہے جب پروردگار کسی کو ذلیل کرنا چاہتا ہے تو اس کی گردن میں ڈال دیتا ہے۔ (کافی ج۵ ص۹۵)

یہی وجہ ہے کہ اسلام میں بلا سبب قرض لینا بدترین عمل ہے اور امکان پیدا ہو جانے کے بعد فوراً ادا کر دینا اہم ترین واجب ہے حد یہ ہے کہ قرض ادا کئے بغیر اول وقت میں نماز بھی صحیح نہیں ہے۔ اسلام نے قرض لے کر نہ دینے کی نیت رکھنے والے کو چور قرار دیا ہے۔

(کافی ج۵ ص۹۹)

اور امکان نہ ہونے کی صورت میں تقاضا کرنے کو خلاف شرافت قرار دیا ہے۔

اس کے قوانین میں مجبوراً نہ ادا کرنے والا مر جائے تو گنہگار نہیں ہے اور صاحب قرض کے لئے بہترین کار خیر یہ ہے کہ اس کے قرض کو معاف کر دے۔ (اصول کافی ج۴ ص۳۶)

۲. حُسْنَ التَّقْدِيرِ: امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ مومن کی تین علامتیں ہیں: مصیبتوں پر صبر کرے، دین کا علم حاصل کرے اور معیشت کی مقدار نگاہ میں رکھے۔ نہ اسراف سے کام لے اور نہ بخل میں مبتلا ہو جائے۔ (تہذیب الاحکام ج۷ ص۲۳۶)

اسراف ہی کی طرح ایک تبذیر بھی ہے، ان دونوں کا فرق یہ ہے کہ اسراف سے زیادہ خرچ کرنا ہے اور تبذیر بے محل صرف کرنا ہے۔ (فرق اللغات ص۴۴)

۳. فِي اَبْوَابِ الْبِرِّ اِنْفَاقِي: انسان کے پاس مال کا جمع ہونا عیب نہیں ہے اس کا رہ جانا اور اس سے غرور، ظلم یا سرکشی کا پیدا ہو جانا عیب ہے اس لئے بعض بزرگوں نے کہا ہے کہ دین

و دنیا کی سلامتی مال کے ہاتھ میں ہے بعض۔ کا طریقہ یہ ہے کہ حق کے ساتھ لیا جائے اور مستحق کو دیدیا جائے ۔ائمہ معصومین علیہم السلام نے عیال کی پرورش، لوگوں کے ساتھ حسن سلوک ،صدقات اور حج وعمرہ کے لئے مال حاصل کرنے کو طلب دنیا نہیں قرار دیا ہے بلکہ اسے طلب آخرت سے تعبیر کیا ہے۔ (کافی ج ۵ ص ۷۲)

۴. صُحْبَۃَ الْفُقَرَآء : دولت آ جانے کے بعد سب سے زیادہ مشکل کام فقیروں کے ساتھ بیٹھنا ہے اس لئے اسلام نے علم و عمل دونوں اعتبار سے اس نکتہ پر زور دیا ہے اور اس کے خلاف کرنے والوں کو بدترین افراد قرار دیا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کی دعا تھی کہ خدایا مسکینوں کی طرح زندہ رکھنا اور یونہی اٹھا لینا اور انھیں کے ساتھ محشور کرنا۔ (سنن ترمذی ج ۴ ص ۵۷۷)

جناب سلیمانؑ ملک عظیم کے مالک ہونے کے بعد بھی فقراء و مساکین کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے۔ (بحار ج ۱۴ ص ۸۳)

کفار کی ایک جماعت نے حضرت رسول اکرم ﷺ سے مطالبہ کیا کہ فقراء کو ہٹا دیں تو ہم لوگ بھی ایمان لے آئیں۔۔ تو پروردگار نے فرمایا کہ خبردار صاحبان ایمان کو اپنی محفل سے دور نہ کرنا۔۔ چاہے کوئی کافر ایمان لائے یا نہ لائے۔ (مجمع البیان ج ۳ ص ۳۰۵)

واضح رہے کہ فقیری بھی ایک مصلحت پروردگار ہے لہٰذا انسان کو اس سے وحشت زدہ نہیں ہونا چاہئے، جناب موسیٰ علیہ السلام سے ارشاد پروردگار ہوا کہ فقر کو آتے دیکھو تو استقبال کرو اور دولت کو آتے دیکھو تو سمجھو کہ گناہوں کی سزا ہمیں مل رہی ہے۔ (کافی ج ۲ ص ۲۶۳)

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ مساکین کا کیا کہنا یہ وہ لوگ ہیں جو آسمان و زمین میں اقتدار الٰہی کو دیکھ رہے ہیں۔ (کافی ج ۲ ص ۲۶۳)

ایک روایت میں یہاں تک وارد ہوا ہے کہ فقراء نہ ہوتے تو مالداروں کو جنت بھی نہ ملتی۔ جس کی توجیہ بعض حضرات نے یوں کی ہے کہ انھیں کارخیر کا موقع نہ ملتا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اس طرح خدا یاد آتا ہے اور آخرت کا یقین پیدا ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ کسی فقیر سے کہا گیا کہ آخر دوسروں سے مانگتا کیوں نہیں ہے، تو اس نے کہا کہ خوف یہ ہے کہ نہ دے اور جہنم میں چلا جائے۔ (آداب النفس ج ۲ ص ۲۱)

۵. **بُلغَةً اِلٰی جَوٰادِکَ** : حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد تھا کہ جس کے پاس مال دنیا ہو اسے چاہئے کہ اقرباء کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ مہمان کی خاطر کرے قیدیوں کو آزاد کرائے مقروضوں کے قرضوں کو ادا کرائے کہ اس میں دنیا اور آخرت کی بزرگی ہے۔ (نہج البلاغہ)

امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام کا ارشاد تھا کہ آخرت کے بہترین مددگار کا نام دنیا ہے۔ (کافی ج ۵ ص ۷۳) (۱)



(۱) دعاؤں کی شرح کے ذیل میں یہ جملے آپ کی زندگی کے آخری فقرات ہیں۔

اس سے بہتر "حسن ختام" اور کیا ہے کہ ایک صاحب قلم، زندگی کے آخری فقرات میں مندرجہ ذیل دعائیہ فقرہ کی شرح کرتے ہوئے مالک کو آواز دے رہا ہو:

"جس متاع دنیا کو عطا فرمادیا ہے اسے بھی اپنی بارگاہ تک پہونچنے کا سامان اپنے قرب کا وسیلہ اور اپنی جنت کے حصول کا ذریعہ بنادے بیشک تو صاحب فضل عظیم اور جواد و کریم ہے" (دعا نمبر ۳۰)

یہ فقرات تحریر کے حسن ختام اور عصر عاشور بارگاہ پروردگار میں حاضری زندگی کے حسن ختام کا بین ثبوت ہیں. سَلَامٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ مَاتَ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا . [۱]

[۱] تشریح ادعیہ کا یہ حصہ علامہ ذیشان جوادی صاحب مرحوم سے متعلق ہے اور اس کے بعد کی تشریح ادعیہ مفتی جعفر حسین صاحب مرحوم سے مربوط ہے۔ (اقبال حیدری)

دعا نمبر ۳۱ کی شرح

صحیفہ کاملہ کی اکثر دعائیں اعتراف گناہ، عفو تقصیر اور توبہ و انابت پر مشتمل ہیں۔ مگر یہ دعاء دعائے توبہ ہی کے نام سے موسوم ہے۔ جس سے اس کی خصوصیات ظاہر ہیں۔ توبہ کے لغوی معنی پلٹنے اور رجوع ہونے کے ہیں اور اصطلاحاً توبہ کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اپنے گناہوں پر پشیمان ہو کر بارگاہ الٰہی میں ان سے باز رہنے کا عہد کرے اور جن گناہوں کا تدارک ممکن ہے ان کا تدارک کرے۔ اس طرح کہ جو حقوق اس کے ذمہ ہوں انھیں ادا کرے یا اہل حقوق سے معافی حاصل کرے اور یہ نہ ہو سکے تو ان کے لئے ایسے اعمال خیر بجالائے کہ وہ قیامت کے روز اس سے خوش ہو کر درگزر کریں۔ توبہ کا اصل محرک جزا و سزا کا علم و یقین ہے جو گنہگار کو کثافت گناہ کی آلودگیوں سے دور رہنے پر آمادہ کرتا ہے۔ چنانچہ جب وہ گناہوں کے ہلاکت آفرین نتائج کے پیش نظر اپنا محاسبہ کرتا ہے۔ تو یہ احتساب نفس اسے جھنجھوڑتا اور مطعون کرتا ہے جس سے وہ نفسیاتی طور پر ایک قسم کی تکلیف و اذیت محسوس کرتا ہے اس احساس تکلیف کو ندامت و پشیمانی سے تعبیر کیا جاتا ہے اور جب یہ ندامت اس کے احساسات پر غالب آجاتی ہے تو وہ گناہوں سے باز رہنے کا ارادہ کر لیتا ہے۔ اور توبہ اسی عدم، ندامت اور ارادہ کے مجموعے کا نام ہے جس کے بعد اعمال میں تبدیلی کا ہونا ناگزیر ہو جاتا ہے۔

اس دنیا میں رہتے ہوئے کوئی شخص بھی توبہ سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کبھی ہاتھ، زبان اور دوسرے اعضاء سے کوئی گناہ سرزد ہوا ہوگا، کبھی جھوٹ بولا ہوگا، کبھی کسی کی غیبت کی ہوگی، کبھی کسی پر ظلم کیا ہوگا، کبھی کسی سے ناحق جھگڑا کیا ہوگا، اور اگر اس کے اعضاء و جوارح ہر قسم کے گناہ

سے بری ہوں، تو وہ برائی کے قصد، گناہ کے ارادہ اور نفس کے دوسرے رذائل سے خالی نہیں ہوگا۔ اور اگر ان چیزوں سے بھی پاک ہو تو شیطانی وسواس اور گناہ کے تصورات و خیالات سے خالی نہیں ہوگا۔ اور اگر ان سے بھی پاک ہو تو خداوند عالم کی قدرت وحکمت اور اس کے آثار وصفات میں نظر و فکر سے غافل رہا ہوگا۔ اور اگر اس قصور و غفلت سے بھی بری اور ہر لحاظ سے معصوم ہو تو اس ثواب سے تو بے نیاز نہیں ہو سکتا جو توبہ پر مترتب ہوتا ہے۔ لہٰذا گنہگار ہو یا معصوم، سب ہی کو توبہ کرنا چاہئے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے۔

﴿و توبوا الی اللہ جمیعاً ایھا المؤمنون لعلکم تفلحون﴾

''اے ایمان والو! سب کے سب اللہ سے توبہ کرو تاکہ تم ہر لحاظ سے بہتری پا سکو''۔

اگر انسان گناہ کا مرتکب ہو تو اسے فوراً توبہ کرنا چاہئے اور توبہ کو تاخیر میں نہ ڈالنا چاہئے۔ ایک تو اس لئے کہ نہ معلوم کب موت کا پیغام آجائے اور توبہ کئے بغیر اس دنیا سے رخت سفر باندھ لینا پڑے۔ اور دوسرے یہ کہ توبہ میں تاخیر کرنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ توبہ کی نوبت ہی نہیں آتی اور گناہ کی عادت اس طرح اس میں راسخ ہو جاتی ہے کہ طبیعت ثانیہ بن جاتی ہے اور پھر وہ بغیر کسی احساسِ ندامت کے گناہ پر گناہ کئے جاتا ہے جس سے دل و دماغ پر تاریکی کی تہیں چڑھ جاتی ہیں۔ اور دل کی صفاء و نورانیت کے ساتھ توفیق کی روشنی بھی ختم ہو جاتی ہے اور جس طرح طبیعت مرض سے مغلوب ہو جائے تو صحت کے عود کرنے کی توقع نہیں رہتی اسی طرح گناہ کے رگ و پے میں سرایت کرنے کے بعد گنہگار لاعلاج ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اس یاس آفرین حالت کے پیدا ہونے سے پہلے توبہ کر لینا چاہئے اور یہ توبہ اس کی دلیل ہے کہ ابھی دل فطری سلامتی پر باقی ہے جس نے احساس ندامت پیدا کر کے توبہ کی طرف متوجہ کیا ہے اور یہ خداوند عالم کا انتہائی لطف و کرم ہے کہ وہ

یقین موت کی صورت کے علاوہ ہر صورت میں توبہ قبول فرماتا ہے چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿هو الذی یقبل التوبة عن عباده و یعفو عن السیئات﴾

''وہی تو اپنے بندوں کی توبہ کو قبول کرتا ہے اور گناہوں کو معاف کرتا ہے''۔

اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ ''اگر بندہ اپنے مرنے سے ایک سال پہلے توبہ کرلے تو خدا اس کی توبہ کو قبول فرمائے گا۔ پھر فرمایا کہ سال بھر کی مدت تو بہت زیادہ ہے اگر مرنے سے ایک مہینہ بھی پہلے توبہ کرلے، تو خدا قبول کرے گا۔ پھر فرمایا کہ ایک مہینہ بھی بہت ہے اگر مرنے سے ایک دن پہلے توبہ کرلے، تو خدا قبول فرمانے والا ہے۔ پھر فرمایا کہ ایک دن بھی بہت ہے۔ اگر موت سے ایک ساعت بھی پہلے توبہ کرلے تو خداوند عالم اپنی رحمت سے اس کی توبہ قبول کرلے گا۔ اور اس کے گناہوں سے درگزر فرمائے گا''۔ توبہ صرف گناہوں کو دور کرنے ہی کا ذریعہ نہیں ہے بلکہ ثواب عظیم اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی و محبت بھی اس سے وابستہ ہے چنانچہ امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے:

(ان الله اشد فرحا بتوبة عبده من رجل اضل راحلته و زاده فی لیلة ظلماء فوجدها)

''خداوند عالم اس شخص سے بھی زیادہ اپنے بندے کی توبہ سے خوش ہوتا ہے جو اندھیری رات میں اپنی سواری اور زادراہ کھوکر اچانک اسے پالے''۔

دعا نمبر ۳۲ کی شرح

اس دعا کو نماز شب کے بعد پڑھنا چاہئے نماز شب کا اطلاق کبھی آٹھ رکعتوں پر ہوتا ہے اور کبھی شفع و وتر کی نمازوں کی ملا کر گیارہ رکعتوں پر اور کبھی نافلہ صبح کو بھی ان کے ساتھ ملا کر تیرہ

رکعتوں پر۔علامہ سید علی خاں رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا ہے کہ شیخ الطائفہ شیخ ابوجعفر طوسیؒ نے مصباح میں اور شیخ بہاؤ الدین عاملی نے مفتاح میں لکھا ہے کہ اسے تیرہ رکعتوں کے بعد پڑھنا چاہئے۔ اور کفعمی رحمہ اللہ نے اس دعاء کو نقل کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اسے گیارہ رکعتوں کے بعد پڑھنا چاہئے، بہر حال خواہ تیرہ رکعتوں کے بعد پڑھے یا گیارہ رکعتوں کے یا آٹھ رکعتوں کے، تینوں صورتوں میں اسے پڑھا جاسکتا ہے۔

نماز شب کا آسان ومختصر طریقہ یہ ہے کہ نصف شب کے بعد دو دو رکعت کر کے آٹھ نوافل پڑھے پہلی رکعت میں حمد اور سورۂ توحید اور دوسری رکعت میں حمد اور سورۂ قل یا ایھا الکافرون یا سورۂ توحید پڑھے اور دوسری رکعتوں میں حمد اور جو سورہ چاہے پڑھے۔اور ہر دوسری رکعت میں قبل رکوع قنوت پڑھے۔جس میں تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ لینا کافی ہے اس کے بعد دو رکعت نماز شفع پڑھے اور دونوں رکعتوں میں سورۂ حمد کے بعد سورۂ توحید پڑھے۔نماز شفع کے بعد ایک رکعت نماز وتر پڑھے اور اس میں بھی سورۂ حمد وسورۂ توحید پڑھے اور قبل رکوع قنوت بھی پڑھے۔اور مستحب ہے کہ قنوت میں چالیس افراد کے لئے نام بنام دعا مانگے اور پھر رکوع وسجود و تشہد کے بعد نماز تمام کرے اور بعد ختم نماز تسبیح حضرت زہرا سلام اللہ علیہا پڑھے۔

نماز شب کا وقت اگرچہ نصف شب کے بعد شروع ہو جاتا ہے مگر جس قدر صبح صادق کے قریب ہو اتنا بہتر ہے اور اگر کوئی عذر مانع ہو تو نصف شب سے پہلے بھی پڑھی جاسکتی ہے۔لیکن اس سے بہتر یہ ہے کہ بعد میں بہ نیت قضا پڑھے اور اگر طلوع صبح صادق سے پہلے چار رکعت پڑھ چکا ہو تو پھر بقیہ رکعتیں بھی ادا کر لے اور اس صورت میں صرف سورۂ حمد پر اکتفاء کرے۔

دعا نمبر ۳۳ کی شرح

خداوند عالم سے خیر و برکت طلب کرنا یا خیر و سعادت کی طرف رہنمائی چاہنا استخارہ کہلاتا ہے جب استخارہ دعا کی صورت میں ہوتو اس کے اثرات و نتائج مختلف صورتوں سے ظاہر ہوتے ہیں کبھی انسان کے دل میں ایک روشنی پیدا ہوتی ہے جس سے صحیح صورت حال منکشف ہو جاتی ہے، اسے القائے غیبی سے تعبیر کیا جاتا ہے اور حضرت نے اپنے ارشاد **"والھمنا معرفة الاختیار"** میں اسے الہام سے تعبیر فرمایا ہے اس کے لئے ظاہر و باطن کی پاکیزگی، قلب و نظر کی تطہیر اور اللہ تعالیٰ سے وابستگی کی ضرورت ہے تاکہ انسان کا دل کشف والقاء کا محل قرار پا سکے۔ اور ائمہ اہل بیت علیہم السلام اپنے بعض اصحاب کو اس استخارہ کی تعلیم و تلقین فرماتے تھے چنانچہ حسن ابن جہم نے امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ فرزند رسول ہمیں سفر کرنا ہے مگر تردد ہے کہ خشکی کا سفر کریں یا پانی کا، آپ کی کیا رائے ہے؟ فرمایا

"ائت المسجد فی غیر وقت صلوة الفریضة فصل رکعتین و استخر اللہ مائة مرة ثم انظر الی ما یقع فی قلبک فاعمل به"

"نماز فریضہ کے اوقات کے علاوہ مسجد میں جاؤ اور دو رکعت نماز پڑھو اور سو مرتبہ استخیر اللہ برحمتہ کہو اس کے بعد دیکھو کہ تمہارے دل میں کس بات کا القاء ہوتا ہے۔ بس اس پر عمل کرو۔"

اور کبھی طلب خیر کا اثر اس طرح ظاہر ہوتا ہے کہ جس کام میں بہتری ہوتی ہے دل میں اس کا عزم پختہ ہو جاتا ہے اور ذہن یکسوئی کے ساتھ اس پر ٹھہر جاتا ہے، چنانچہ اسحاق بن عمار کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ بعض اوقات کسی کام کا ارادہ

کرتا ہوں تو کچھ لوگ اس کے موافق رائے دیتے ہیں اور کچھ خلاف اور میں کچھ طے نہیں کرسکتا کہ کن لوگوں کی رائے پر عمل کروں۔ آپ نے فرمایا کہ:

"اذا کنت کذلک فصل رکعتین و استخر الله مائة مرة ثم انظر احزم الامرین لک فافعله فان الخیرة فیه انشاء الله."

"جب ایسی صورت ہو تو دو رکعت نماز پڑھو اور ایک سو ایک مرتبہ (۱۰۱) استخیر الله برحمته کہو تو دونوں کاموں میں سے جس میں حزم واحتیاط کا پہلو نظر آئے اسے اختیار کرو۔ انشاء اللہ تعالیٰ اسی میں بہتری ہوگی"۔

اور کبھی طلب خیر کا اثر اس طرح ظاہر ہوتا ہے کہ جس امر میں بہتری ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کسی زبان سے جاری کرا دیتا ہے۔ چنانچہ ہارون ابن خارجہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے سنا کہ جو شخص کسی کام کو کرنا چاہے تو دوسروں سے مشورہ لینے سے پہلے اللہ تعالیٰ سے مشورہ لے۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ سے کس طرح مشورہ لے؟ فرمایا:

"فلیستخر الله فیه اولا ثم یتشاور فیه فانه اذاابداً بالله تبارک و تعالیٰ اجری الله الخیرة علی لسان من یشاء من الخلق."

"پہلے اس کام میں اللہ تعالیٰ سے خیر و برکت چاہے پھر مشورہ کرے تو جب اللہ تبارک وتعالیٰ سے طلب خیر کے بعد دوسروں سے مشورہ لے گا تو اللہ تعالیٰ مخلوقات میں سے جس کی زبان سے چاہے گا ایسی بات نکلوا دے گا جو اس کے حق میں بھلائی اور بہتری کی ہوگی"۔

اور وہ استخارہ جو نفع ونقصان کے سلسلہ میں رہنمائی چاہنے کے لئے دیکھا جاتا ہے جیسے تسبیح کے دانوں کا طاق وجفت ہونا، رقعوں کا "لا" اور "نعم" کی صورت میں نکلنا اور قرآنی آیت

کا ثواب و عذاب کے مضمون پر مشتمل ہو تو یہ بھی استخارہ و کشف کی طرح مشورۂ الٰہی کے مظاہر میں سے ایک مظہر ہے جس سے ذہنی یکسوئی و ذہنی سکون حاصل ہوتی ہے اور رائے میں قوت پیدا ہو جاتی ہے اس استخارہ کے حسب ذیل آداب و شرائط ہیں جنہیں ملحوظ رکھنا چاہئے پہلے یہ کہ استخارہ سے قبل طہارت کرے اور عبادت میں مشغول رہے دوسرے یہ کہ اس وقت دماغ سے ہر طرح کے فاسد خیالات دور رکھے تیسرے یہ کہ مکمل طور پر اللہ کی طرف متوجہ رہے اور دوران استخارہ میں گفتگو نہ کرے۔ چوتھے یہ کہ جس امر کے لئے استخارہ دیکھے وہ مباح ہو اور واجبات و محرمات میں استخارہ نہ دیکھے اس لئے کہ واجبات کو ہر صورت بجا لانا ہے اور محرمات سے ہر صورت پرہیز کرنا ہے۔ پانچویں یہ کہ بے محل استخارہ نہ دیکھے۔ اسی طرح [illegible] استخارہ [illegible] پر [illegible] توقف کے بعد پھر استخارہ کرے اس خیال سے کہ شاید [illegible] جواب [illegible] استخارہ [illegible] جانے کے لئے استخارہ [illegible] صورت میں [illegible] استخارہ [illegible] پھر استخارہ کرے یہ سمجھ کر کہ اب [illegible] افعال ہے جو [illegible] ضعیف [illegible] متعلق ہونے کا نتیجہ ہوتا ہے اور بعض لوگ [illegible] ایک قسم [illegible] جواب ذیل میں استخارہ کے [illegible] طریقے [illegible] ہوتے ہیں [illegible] ہیں۔

استخارہ مراسی

قرآن سے استخارہ دیکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے تین مرتبہ سورہ توحید اور پھر تین مرتبہ درود پڑھے اور پھر یہ دعا پڑھے: "اللھم انی تفاءلت بکتابک و توکلت علیک فارنی من کتابک ما ھو مکتوم من سرک المکنون فی غیبک" اور پھر نیت کے

بعد قرآن مجید کو کھولے اور اس کے پہلے صفحہ کی پہلی آیت کو دیکھے اور اس کے مضمون پر نظر کرنے کے بعد فعل یا ترک کا فیصلہ کرے اس طرح، کہ اگر آیت بشارت ونوید پر مشتمل ہو تو اس کام کو کرے اور اگر عذاب ووعید کے سلسلہ میں ہو تو اسے ترک کرے۔

استخارۂ ذات الرقاع:

ہارون ابن خارجہ روایت کرتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کسی کام کا ارادہ کرو تو کاغذ کے چھ پرزوں پر "بسم اللہ الرحمن الرحیم خیرة من اللہ العزیز الحکیم لفلان ابن فلانة" لکھو (فلاں کی جگہ اپنا نام اور فلانہ کی جگہ اپنی ماں کا نام لکھنا چاہئے) اور ان میں تین پر "افعل" اور تین پر "لا تفعل" تحریر کرو۔ اور ان پرزوں کو ملا کر مصلی کے نیچے رکھ دو اور دو رکعت نماز استخارہ بجالاؤ اور بعد ختم نماز سجدہ میں سو مرتبہ "استخیر اللہ برحمة خیرة فی عافیة" کہو اور سجدہ سے سر اٹھا کر یہ دعا پڑھو: "اللھم خزلی و اخترلی فی جمیع اموری فی یسر منک و عافیہ" پھر ایک ایک کرکے تین پرزے نکالو۔ اگر تینوں پر "افعل" تحریر ہو تو اس کام کو کرو اور اگر تینوں پر "لا تفعل" تحریر ہو تو اس کام کو نہ کرو۔ اور اگر مختلف ہوں تو دو پرزے اور نکالو۔ اب اگر "افعل" تین ہوں تو اس کام کو کرو اور "لا تفعل" تین ہوں تو اس کام کو نہ کرو۔

استخارۂ تسبیح:

یہ استخارہ بھی امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے ایک دفعہ سورۂ فاتحہ اور تین مرتبہ سورۂ توحید اور پندرہ مرتبہ درود پڑھو اور اس کے بعد یہ دعا پڑھو:

"اللھم انی اسئلک بحق الحسینؑ وجدہ وابیہ و امہ و اخیہ والائمة من ذریتہ ان تصلی علی محمد و آل محمد و ان تجعل لی الخیرة فی ھذہ السبحة

و ان تريني ماهو الاصلح لي في الدين والدنيا و عاجل امري و آجله فعل ما انا عازم عليه فمرني والا فانهني انك على كل شئ قدير " پھر نیت کرو اور مٹھی بھر تسبیح کے دانے ہاتھ میں لو اور پہلے دانہ پر "**سبحان الله**" اور دوسرے دانہ پر "**الحمد الله**" اور تیسرے دانہ پر "**لا اله الا الله**" پڑھتے جاؤ۔ اور آخری دانہ پر "**سبحان الله**" ہو تو یا استخارہ درمیانہ ہے چاہے اس کام کو کرو یا اسے ترک کرو۔ اور اگر "**الحمد الله**" آئے تو استخارہ بہتر ہے اس کام کو کرو۔ اور اگر "**لا اله الا الله**" آئے تو استخارہ بہتر نہیں ہے اس کام کو ترک کرو۔ "**وھو العلیم بعواقب امورنا**"

دعا نمبر ۳۴ کی شرح

یہ دعا خداوند عالم کی صفت پردہ پوشی کے سلسلہ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شان ستاریت کا تقاضا ہے کہ بندوں کے عیوب پر پردہ ڈال دیتا ہے۔ یہ خداوند عالم اگر ایسا نہیں کرتا تو اس کے بندے ہر شخص کی نگاہوں میں سب ذلیل ہوں اور اپنے چھپے ہوئے عیبوں کی وجہ سے ذلیل ہوں۔ اس لئے وہ ان عیوب پر پردہ ڈالتا ہے اور کسی کا عیب آشکار نہیں کرتا۔ خداوند عالم عیب چھپانے والا ہے گناہوں سے اکثر جب کوئی گناہ ہو جاتا ہے تو اس سے انسان رسوا و ذلیل ہوتا ہے۔ اور انسان کی بد اعمالیوں کا تقاضا بھی یہ ہوتا ہے کہ انہیں ذلت و رسوائی سے دوچار کیا جائے مگر اس کی شان ستاریت آڑے آ جاتی ہے اور انہیں رسوائیوں سے بچا لے جاتی ہے۔ اگر اس کی طرف سے پردہ پوشی نہ ہوتی تو ہم میں ایسا کون ہے جو اپنی کارستانیوں کی بدولت رسوا و ذلیل نہ ہوتا۔

[illegible]

چنانچہ جو شخص بھی اپنی بد عملی [illegible] اس امر سے اعتراف [illegible] کہ

ب جو افشاء ہوئے ہیں عموماً ایسے ہی تھے کہ جن کے چھپانے کی اس نے کبھی فکر کی ہی نہ تھی، مگر اس کے باوجود اس کے ڈھکے چھپے ہوئے گناہ ان گناہوں سے کہیں زیادہ ہوں گے جو ظاہر ہوئے ہیں۔ یہ اس کی صفت پردہ پوشی ہی کا تو کرشمہ ہے کہ باوجود افشائے عیوب و معاصی کے اسباب مہیا کرنے کے وہ پردہ چاک نہیں کرتا اور دوسروں کو اس کے معائب پر مطلع نہیں ہونے دیتا۔ اسی پردہ پوشی کی بنا پر اس نے زنا کے ثبوت کے لئے چار عینی گواہوں کی کڑی شرط لگا دی ہے تاکہ گناہگار کے گناہ پر پردہ پڑا رہے۔ اور دوسروں کے عیوب اچھالنے سے منع فرمایا ہے۔

چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

"ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ فی الذین آمنوا لھم عذابٌ الیم"

جو لوگ یہ پسند کرتے ہیں کہ ایمان لانے والوں کی برائیاں نشر ہوں ان کے لئے دردناک عذاب ہے"۔

خداوند عالم کی یہ پردہ پوشی صرف دنیا ہی میں نہیں ہے بلکہ آخرت میں بھی وہ پردہ داری سے کام لے گا۔ چنانچہ وارد ہوا ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موقف حساب میں عرض کریں گے کہ اے میرے معبود! میری امت کا حساب و کتاب انبیاء اور دوسری امتوں کے سامنے نہ لیا جائے۔ تاکہ میری امت کے گناہوں اور لغزشوں پر کوئی مطلع نہ ہو۔ لہٰذا میری امت کا محاسبہ صرف میرے سامنے ہو۔ اس موقع پر قدرت کی طرف سے ارشاد ہوگا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں اپنے بندوں پر تم سے زیادہ رحیم و مہربان ہوں۔ جب تمہیں یہ گوارا نہیں کہ تمہاری امت کے گناہ و معائب کسی اور پر ظاہر ہوں تو میں بھی یہ گوارا نہیں کرسکتا کہ میں اپنے بندوں کو تمہارے سامنے نادم و رسوا کروں۔ لہٰذا میں جانوں اور ان کا حساب و کتاب۔

بہرحال اس دنیا میں پردہ پوشی کا نفسیاتی طور پر یہ اثر ہوتا ہے کہ اس کی مروت و عیب پوشی کو دیکھتے ہوئے خود اپنے مقام پر شرمندہ ہوتا ہے اور یہ شرمندگی اسے جھنجھوڑتی اور توبہ کی راہ دکھاتی ہے [illegible] معنویت سے متاثر ہو کر گناہوں سے دستبردار ہونے کا ارادہ کر لیتا ہے اور جس کا پردہ خود اپنے ہاتھوں چاک ہو جاتا ہے اور وہ لوگوں پر اس کے معائب کو [illegible] ہوئے دیکھتا ہے تو [illegible] اگرچہ پہلے ان گناہوں سے مرتکب ہوتے ہوں [illegible] ہوں اس پر زبان طعن کھولتے [illegible] اس کے دل میں نفرت بھر جاتی ہے اور یہ نفرت [illegible] پرواہ کے بغیر [illegible] اثر [illegible] کا مرتکب ہونے لگتا ہے۔

[illegible] نمبر ۳۵ کی شرح

[illegible]

[illegible]

حاصل کرتا ہے جتنی آرام وراحت سے۔اس کے لئے کانٹوں کی چبھن، پھولوں کی سیج اور کرب و مصیبت کی جان کاہی عیش وراحت کا گہوارہ بن جاتی ہے وہ نیش کو نوش اور زہر کو شہد و شکر سمجھ کر اس طرح پی جاتا ہے کہ اسے بدمزگی و تلخ کامی کا احساس تک نہیں ہوتا۔

جب انسان مقدرات الٰہیہ کے آگے سر تسلیم خم کر دیتا ہے تو اس جذبۂ رضا کے نتیجہ میں دو طرح کی حالتیں پیش آتی ہیں۔ایک یہ کہ درد و کلفت کا احساس تو ہوتا ہے مگر اسے خندہ پیشانی سے برداشت کر لیتا ہے، نہ صرف برداشت کرتا ہے بلکہ اس میں اطمینان وراحت محسوس کرتا ہے جیسے وہ مریض جو فصد کے موقع پر تکلیف تو محسوس کرتا ہے مگر اس تکلیف کو تکلیف تصور نہیں کرتا بلکہ حصول صحت کے پیش نظر اس تکلیف کو بھی ایک گونہ راحت سمجھتا ہے۔اور دوسری حالت یہ ہے کہ سرے سے کرب واذیت کا احساس ہی باقی نہ رہے۔ہوسکتا ہے کہ اس پر بعض افراد کو حیرت واستعجاب ہو کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ آگ لگے اور جسم و جان نہ پھکے۔اور درد و کرب کی ایذا رسانی ہو اور اذیت کا احساس نہ ہو مگر مشاہدہ اور واقعات اس کے شاہد ہیں کہ انسان پر ایسے کیفیات طاری ہوتے رہتے ہیں جو درد و تکلیف کا احساس ختم کر دیتے ہیں۔چنانچہ انتہائی غیظ و غضب کی حالت میں یا شدید خوف و ہراس کی صورت میں کوئی چوٹ لگ جائے تو جب تک غصہ فرو اور خوف کم نہیں ہوتا اس وقت تک چوٹ کی تکلیف کا احساس نہیں ہوتا۔

اسی طرح معرکۂ کارزار میں بہت سے زخمی سپاہیوں کو زخم کی اذیت کا احساس اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک وہ حرب و پیکار میں منہمک رہتے ہیں اور جب ادھر سے توجہ ہٹتی ہے تو طبیعت کا رخ اپنی طرف پلٹتا ہے اور تکلیف کا احساس ابھر آتا ہے۔یہ وہ صورتیں ہیں جن میں محبت و شیفتگی کے جذبات کارفرما نہیں ہوتے۔مگر پھر بھی انسانی احساسات مغلوب ہو جاتے ہیں۔اور

محبت ووارفتگی کی صورت ہوتو دردوالم کا احساس کیسا۔ درد کی لذت انگیزی بڑھتی ہی چلی جاتی ہے اور آگ کے شعلوں میں تڑپنے کے باوجود آتش کدۂ عشق میں جلنے کا ذوق کم نہیں ہوتا۔

تنم بسوخت، دلم سوخت، استخوانم سوخت۔ تمام سوختم وذوقِ سوختن باقی است

چنانچہ عشق ومحبت کے واردات میں سے یہ ایک معمولی واقعہ ہے کہ ایک دل باختہ محب اپنے محبوب کے سامنے ایک برتن میں دوا کو جوش دے رہا تھا اور نظارۂ جمال میں اس حد تک محو تھا کہ برتن میں چمچہ کے بجائے اس کا ہاتھ حرکت کرتا رہا مگر اسے احساس تک نہ ہوا۔ اور جب اسے متوجہ کیا گیا تو ہاتھ سے گوشت وپوست الگ ہو چکا تھا۔

یونہی زنانِ مصر کی دل باختگی کا عالم کہ جو چھریاں پھلوں کے کاٹنے کے لئے انھیں دی جاتی ہیں وہ ان کے ہاتھوں پر چل جاتی ہیں مگر نہ تو انھیں ہاتھوں کے کٹنے کا علم ہوتا ہے اور نہ اذیت ہی کا احساس ہوتا ہے تو اگر عشقِ مجازی وجمالِ بشری اس طرح حواس کو مغلوب کر دے سکتا ہے تو جمالِ ابدی وحسنِ سرمدی کے تاثرات کس حد تک خود فراموشی کی کیفیت طاری کر سکتے ہیں اس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ محبت الٰہی ہی کی کرشمہ سازی تھی کہ خلیلؑ نارِ نمرود میں بے دھڑک پھاند پڑتے ہیں اور حضرت علی ابن ابی طالبؑ کے پیروں سے حالتِ نماز میں تیر نکال لیا جاتا ہے تو جمالِ ازلی کا استغراق اذیت کے احساس سے مانع ہو جاتا ہے۔ اور بعض شہداء راہِ خدا کے متعلق وارد ہوا ہے کہ انھیں میدان جنگ میں ریزہ تلوار اور تیغ وتبر کی بھرپور چوٹوں کا احساس تک نہ ہوتا تھا۔

بہر حال جب انسان محبتِ الٰہی کے نتیجہ میں راضی برضا رہنے کا خوگر ہو جاتا ہے تو جس حالت میں ہوتا ہے اسی حالت میں خوش رہتا ہے۔ نہ اسے اپنی شکستگی وبدحالی کا شکوہ ہوتا ہے اور نہ زندگی کی تلخ کامی کا گلہ۔ نہ دوسروں کا جاہ واقبال اسے متاثر کرتا ہے اور نہ دوسروں کی دولت و



ثروت کو دیکھ کر اس میں حرص وطمع کا جذبہ ابھرتا ہے۔ کیونکہ اسے یہ یقین ہوتا ہے کہ رنج وکلفت ہو یا آرام ورحت، عسرت وتنگی ہو یا ثروت وخوشحالی، سب میں رحمت ومصلحت کار فرما ہے۔ اور اللہ تعالی کا کوئی فعل حدودِ عدل وانصاف سے باہر نہیں ہوتا۔

سرِ قبول بباید نہاد وگردن طوع۔ کہ آنچہ حاکم وعادل کند ہمہ داد است

دعاء نمبر ۳۶ کی شرح

جب سورج کی تیز شعاعیں سمندروں اور جھیلوں کی سطح سے بخارات اٹھاتی ہیں تو وہ بخارات جو ننھی ننھی بوندوں کا مجموعہ ہوتے ہیں بادلوں کی دلفریب صورت میں فضا میں لہرانے اور ہوا میں اڑنے لگتے ہیں اور جب ہوا کے جھونکے انھیں حرکت میں لاتے ہیں تو ان کی تہوں میں پانی کا جمع شدہ ذخیرہ کبھی ہلکی پھوہار اور کبھی دھواں دار بارش کی صورت میں برسنے لگتا ہے اور ٹیلوں، چٹانوں پر سے گزرتا ندی نالوں کو چھلکاتا، زمین کے ذرہ ذرہ کو سیراب کر دیتا ہے جس سے زمین کی سطح پر ہریالی اور کاشتکار کے چہرے پر سرخی دوڑ جاتی ہے۔

چنانچہ خداوند عالم کا ارشاد ہے:

﴿الله الذی یرسل الریاح فتثیر سحاباً فیبسطه فی السماء کیف یشاء و یجعله کسفاً فتری الودق یخرج من خلله فاذا اصاب به من یشاء من عباده اذا هم یستبشرون﴾

''خدا ہی وہ ہے جو ہواؤں کو چلاتا ہے تو وہ بادلوں کو حرکت میں لاتی ہیں۔ پھر وہ جس طرح چاہتا ہے انھیں فضا میں پھیلا دیتا ہے اور انھیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے۔ پھر تم دیکھتے ہو کہ ان بادلوں کے اندر سے بوندیں نکل پڑتی ہیں، پھر خدا اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے انھیں بر

سنا دیتا ہے تو وہ خوشیاں منانے لگتے ہیں۔“

جب ان بادلوں میں ننھی ننھی بوندیں ہوا سے ٹکراتی یا آپس میں رگڑ کھاتی ہیں تو اس ٹکراؤ سے ان میں برقی قوت پیدا ہوتی ہے جو بعض بادلوں میں مثبت ہوتی ہے اور بعض میں منفی۔ اس طرح کہ جس طرف بجلی آتی ہے اسے مثبت کا نام دے دیا گیا ہے اور جدھر جاتی ہے اسے منفی کہہ لیتے ہیں۔ جب یہ مثبت اور منفی والے بادل ایک دوسرے کے قریب آتے ہیں تو یہ دونوں متضاد قسمیں آپس میں ٹکراتی ہیں جس سے روشنی کا ایک شرارہ پیدا ہوتا ہے جو اپنی تیزی اور چمک کی وجہ سے آنکھوں میں چکا چوند پیدا کر دیتا ہے، اس شرارہ کا نام برق ہے۔ یہ برق ہر وقت درخشاں رہتی ہے اور ایک سیکنڈ میں کم وبیش سو مرتبہ چمکتی ہے۔ اور اس کے ہر شرارہ میں دس کروڑ وولٹ سے لے کر بیس ارب تک بجلی ہوتی ہے۔ اس شرارہ سے اس قدر گرمی پیدا ہوتی ہے کہ آس پاس کی ہوا گرم ہو جاتی ہے اور اس گرمی کی وجہ سے اس کا پھیلاؤ بڑھ جاتا ہے اور اس کی جگہ پر چاروں طرف سے ٹھنڈی ہوائیں انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ بڑھتی ہیں جس سے کڑک کی آواز پیدا ہوتی ہے۔ اس کڑک کا نام رعد ہے۔ یہ کڑک بجلی کے چمکنے کے چند دقیقہ بعد سنائی دیتی ہے۔ اس لئے کہ آواز کی رفتار روشنی کی رفتار سے بہت سست ہوتی ہے۔

چنانچہ روشنی کی رفتار ایک لاکھ چھیاسی ہزار دو سو چوراسی میل فی سیکنڈ ہے اور آواز کی رفتار تین سو ستر گز فی سیکنڈ ہے۔ اس لحاظ سے اگر ایک میل کے فاصلہ سے روشنی اور آواز ایک ساتھ چلیں تو آواز پانچ سیکنڈ بعد میں پہنچے گی۔ کبھی کبھی یہ بجلی زمین پر گر بھی پڑتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جب برقی قوت والا بادل ٹھنڈک پا کر زمین کے قریب آ جاتا ہے تو اس سے اونچی اور بلند سطح عمارتیں اونچے اونچے درخت اور کھلے میدان اور ان میں چلنے پھرنے والے انسان اور چوپائے برقائے

جاتے ہیں۔اور جب ان کی جمع شدہ برقی قوت بادلوں کی مخالف برقی قوت سے ٹکراتی ہے تو دھماکے کے ساتھ روشنی اورگرمی پیدا ہوتی ہے۔اسے عرف عام میں بجلی گرنا کہتے ہیں۔اس سے ہر وہ چیز متاثر ہوتی ہے جو اس کی زد میں آجاتی ہے۔نہ اس سے سربلند عمارتیں محفوظ رہ سکتی ہیں اور نہ کوئی جاندار زندہ وسلامت رہ سکتا ہے۔مگر جہاں یہ ہلاکت وتباہی کا سروسامان لئے ہوئے ہے وہاں بیش بہا فوائد کی بھی حامل ہے۔چنانچہ اس بجلی سے ایک سال کے عرصہ میں دس کروڑ ٹن نائٹروجن گیس پیدا ہوتی ہے جو بارش کے ساتھ زمین پر اترتی ہے اور زمین کی قوت ونشونما کو بڑھاتی اور اس کے لئے کھاد کا کام دیتی ہے چنانچہ خداوند عالم نے اس کے دونوں پہلوؤں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿ومن آیاته یریکم البرق خوفاً و طمعاً﴾

''اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے تمہیں بجلی کا منظر دکھایا جس کا ایک رخ خوف ناک اور دوسرا امید افزا ہے۔

دعا نمبر۳۷ کی شرح

یہ دعا ادائے شکر کے ساتھ اعترافِ تقصیر کے سلسلہ میں ہے۔یہ امر کسی دلیل کا محتاج نہیں ہے کہ خداوند عالم کی نعمتوں کا شکر ممکن ہی نہیں ہے۔اوّلاً یہ کہ اس کی نعمتوں کا شمار نہیں ہوسکتا جیسا کہ ارشاد باری ہے۔﴿وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها﴾ ''اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو چاہو تو ان کا احصاء نہیں کرسکتے'' اور دوسرے یہ کہ شکر نعمت خود ایک نعمت ہے۔اس طرح کہ اس نے نعمت کا احساس پیدا کرکے شکر نعمت کی توفیق عطا کی۔لہٰذا اس نعمت پر بھی شکر واجب گا۔اور یہ سلسلہ سوائے اعتراف عجز کے کہیں ختم نہیں ہوسکتا۔چنانچہ امام جعفر صادق علیہ السلام

سے مروی ہے کہ خداوند عالم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اے موسیٰ! میرا شکر بجالاؤ۔ ایسا کہ میرے شکر کا حق ادا ہو جائے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں کیونکر تیرے شکر کا حق ادا کر سکتا ہوں، جب کہ ادائے شکر خود ایک نعمت ہے تو قدرت کی طرف سے ارشاد ہوا:

﴿یاموسیٰ الآن شکرتنی حیث علمت ان ذلک منی﴾

''اے موسیٰ! اب تم نے میرا شکر ادا کیا۔ جب کہ یہ جان لو کہ ادائے شکر بھی میری ایک نعمت ہے۔''

شکر کے چند ارکان و اجزا ہیں۔ اور جس طرح ان اجزا کے مجموعہ پر شکر کا اطلاق ہوتا ہے اسی طرح اس کے ہر جز پر بھی شکر کا اطلاق ہوتا ہے اور انہی اجزا کے بقدر اجر و ثواب کا استحقاق پیدا ہوتا ہے۔ پہلا جز یہ ہے کہ انسان یہ علم و یقین پیدا کرے کہ اللہ تعالیٰ ہی تمام نعمتوں کا سر چشمہ اور وہی منعم حقیقی و ولی نعمت ہے؛ اور جو کچھ بالواسطہ ملتا ہے اسی کی طرف سے ملتا ہے جب وہ اس حقیقت کو سمجھ لیتا اور اس پر یقین کر لیتا ہے تو وہ شکر کے ایک درجہ سے عہدہ برآ ہو جاتا ہے۔

چنانچہ مروی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے بارگاہ ایزدی میں عرض کیا اے میرے پروردگار! میں کیونکر تیرے شکر سے عہدہ برآ ہو سکتا ہوں جب کہ شکر بھی تیری ایک نعمت ہے جس پر شکر واجب ہے تو خداوند عالم نے ان پر وحی نازل کی کہ:

﴿اذا اعرفت ان النعم منّي رضيت منک بذلک شکراً﴾

''میں مقام شکر میں اس بات پر تم سے خوش ہوں کہ تم نے یہ جان لیا کہ تمام نعمتیں میری جانب سے ہیں۔''

دوسرا جز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر خوش و خوشنود رہنا ہے۔ نہ اس لحاظ سے کہ یہ نعمتیں

دنیوی لذت وکامرانی کا ذریعہ ہیں بلکہ اس اعتبار سے کہ وہ ان کے ذریعہ خدا کی خوشنودی حاصل کر سکتا ہے۔اس طرح کہ صدقہ وخیرات دے، فرائضِ مالی ادا کرے عزیزوں، رشتہ داروں محتاجوں کو امداد دے کر انھیں احتیاج کی سطح سے بلند کردے، دینی ومذہبی اور رفاہِ عامہ کے کاموں میں حصہ لے۔ان دونوں حالتوں میں اس طرح سے امتیاز کیا جا سکتا ہے کہ اگر امور خیر میں صرف کرنے سے دل میں مسرت پیدا ہو تو یہ نعمتوں پر خوشنودی اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔اور اگر امور خیر میں صرف کرنے پر دل آمادہ نہ ہو یا ان میں صرف کرنے سے دل میں اطمینان ومسرت کی کیفیت پیدا نہ ہو تو یہ خوشنودی صرف دنیوی حظ اندوزی کے لئے ہے جو شکر الٰہی میں محسوب نہ ہوگی۔

تیسرا جزیہ ہے کہ دل اور زبان سے اللہ تعالیٰ کی تعریف وستائش کرے دل سے ستائش یہ ہے کہ اس کی عظمت وجلال اور ہیبت وجلال سے متاثر ہو اس کے افعال وآثار میں غور وفکر کرے اور خلق خدا کے لئے نیک خیالات وجذبات کو دل میں جگہ دے اور ان سے نیکی واحسان کا ارادہ رکھے اور زبان سے ستائش یہ ہے کہ حمد وثنا کے الفاظ اپنی زبان سے ادا کرے چنانچہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے:

"شکر کل نعمة وان عظمت ان تحمد الله" نعمت خواہ کتنی بڑی ہو اس پر ادائے شکر کا طریقہ یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرو۔

چوتھا جزیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو صرف ان چیزوں میں صرف کرے جن سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ورضا وابستہ ہو اور انھیں حرام اور ناپسندیدہ کاموں میں صرف نہ کرے۔چنانچہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے:۔

شکر النعم اجتناب المحارم. "شکر نعمت یہ ہے کہ محرمات سے کنارہ کشی

کرو"۔ جو شخص ان تمام امور کو ملحوظ رکھتا ہے وہ اپنے پروردگار کا شکر گزار بندہ کہلاتا ہے۔ مگر ایسے شکر گزار بندے بہت کم ہیں جیسا کہ ارشادالٰہی ہے:

﴿وقلیل من عبادی الشکور﴾

"میرے بندوں میں شکر گزار بندے بہت تھوڑے ہیں۔"

دعا نمبر ۳۸ کی شرح

جب انسان کسی خطا کا مرتکب ہوتا ہے یا اس کے بارے میں ارتکابِ خطا کا شبہ کیا جاتا ہے تو وہ اس کے مؤاخذہ سے بچنے یا اس شبہ کے دفعیہ کے لئے جو عرض معروض کرتا ہے اسے اعتذار سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ دعا بھی بسلسلہ اعتذار ہے جس میں حقوق اللہ اور حقوق العباد سے عذر خواہی کی ہے۔ اعتذار تین طرح کا ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ عذر خواہ یہ کہے کہ میں نے اس کام کو کیا ہی نہیں ہے، اس صورت میں اس سے مؤاخذہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور دوسری صورت یہ کہ کہے کہ میں نے یہ کام کیا ہے مگر ان وجوہ و اسباب سے؛ ایسی صورت میں ان وجوہ کا جائزہ لینے کے بعد اس کا عذر قابل تسلیم یا مسترد ہو سکتا ہے اور اسی اعتبار سے وہ جرم یا خطا سے بری متصور ہوگا۔ تیسری صورت یہ ہے کہ یہ کہے کہ میں نے یہ کام کیا تو ہے اور اس میں میرا سراسر قصور ہے۔ لیکن میں یہ عہد کرتا ہوں کہ آیندہ ایسا نہیں کروں گا۔ یہ معذرت طلبی توبہ کے معنی میں ہے جو لغزش و خطا کے اعتراف اور آیندہ اس سے باز رہنے کے عہد پر مشتمل ہوتی ہے۔ یہاں پر اعتذار اسی توبہ کے معنی میں ہے اور اس معنی کا شاہد یہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿ھذا یوم لا ینطقون ولا یؤذن لھم فیعتذرون﴾

"یہ وہ دن ہوگا کہ لوگ زبان نہ ہلا سکتیں گے اور نہ انھیں اجازت دی جائے گی کہ عذر

معذرت کرسکیں۔''

حضرتؑ نے اس دعا کے چند جملوں میں تہذیب نفس واصلاح اخلاق کے وہ تعلیمات بیان فرد یئے ہیں جن کے زیر سایہ اسلام نے انسانی ذہنیت کی تعمیر کرنا چاہی تھی جو نہ صرف دینی لحاظ سے اہمیت رکھتے ہیں بلکہ اخلاقی اعتبار سے بھی ان کی بڑی قدر و قیمت ہے۔ وہ لوگ جو بعض اسلامی افراد کے عمل سے اسلام کے دامن کو داغدار ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں وہ اس دعا کو دیکھیں کہ کیا اخلاقی تربیت باہمی تعاون وہمدردی اور اصلاح معاشرہ کے ایسے تعلیمات کہیں اور بھی نظر آتے ہیں؟

پہلی تعلیم یہ ہے کہ اگر کوئی کمزور ولاچار ظلم وتشدد کا نشانہ بن رہا ہو اور کوئی دوسرا شخص اس ظلم کی روک تھام کرسکتا ہو تو اس کی نصرت وحمایت کے لئے اسے سینہ سپر ہونا چاہئے اور جہاں تک ممکن ہو اسے ظلم کے پنجہ سے رہائی دلانا چاہئے۔ ورنہ وہ اللہ تعالی کے نزدیک قابل مواخذہ ہوگا۔ چنانچہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے:

''مامن مؤمن ينصر أخاه وهو يقدر على نصرته الا نصره الله فى الأخرة وما من مومن يخذل اخاه وهو قادر على نصرته الا خذله الله فى الدنيا والأخرة.''

''جو مومن اپنے کسی برادر مومن کی نصرت پر قادر ہو اور وہ اس کی مدد کرے تو اللہ تعالی اس کی آخرت میں مدد کرے گا۔ اور جو نصرت پر قدرت واقتدار کے باوجود پہلو تہی کرے تو اللہ تعالی اسے دنیا وآخرت میں اپنی نصرت سے محروم کردے گا''۔

دوسری تعلیم یہ ہے کہ جو شخص تم سے نیکی واحسان کرے تو جذبۂ احسان شناسی کے پیش نظر

اس کے حسن سلوک کا قولاً وعملاً شکریہ ادا کرو۔ اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو زبانی شکریہ ادا کرنے میں بخل سے کام نہ لو۔ چنانچہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

اشکر لمن انعم علیک و انعم علی من شکرک ۔ جو تم سے حسن سلوک کرے اس کا شکریہ ادا کرو اور جو تمہارا شکریہ ادا کرے اس سے حسن سلوک کرو۔"

تیسری تعلیم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی کسی غلطی سے معذرت کرے تو بلند ظرفی کا ثبوت دیتے ہوئے اس کے عذر کو قبول کرو۔ کیونکہ عذر اعتراف جرم کی علامت ہے اور اعتراف جرم کا تقاضا یہ ہے کہ اس سے درگزر کیا جائے چنانچہ ارشاد نبویؐ ہے

"من لم یقبل العذر من متنصل صادقاً کان او کاذباً لم تنله شفاعتی"

"جو شخص عذر کرنے والے کے عذر کو قبول نہیں کرتا چاہے وہ سچا ہو یا جھوٹا وہ میری شفاعت سے محروم رہے گا۔"

چوتھی تعلیم یہ ہے کہ جو محتاج اور سروسامان معیشت سے محروم ہو اس کی اعانت وخبر گیری کرو۔ ایسا نہ ہو کہ خود عیش وآرام کی زندگی بسر کرو اور دوسروں کو فقر وفاقہ کی مصیبتیں اٹھانے کے لئے چھوڑ دو۔ بلکہ جوہر انسانیت یہ ہے کہ اپنی ذات پر دکھ جھیل لو تنگی وعسرت میں بسر کرلو مگر دوسروں کو فاقہ وتنگی میں دیکھنا گوارا نہ کرو۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے

﴿و یؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ﴾

"وہ بھی اور پر تنگی برداشت کرتے ہوئے دوسروں کو اپنے نفس پر ترجیح دیتے ہیں۔"

پانچویں تعلیم یہ ہے کہ اہل ایمان کے جو حقوق تم پر عائد ہوتے ہوں انھیں ادا کرنے کی پوری پوری کوشش کرو اس لئے کہ جس طرح آخرت میں حقوق اللہ کے متعلق پوچھا جائے گا حقوق

العباد کے متعلق بھی جواب دہ ہونا پڑے گا۔ وہ حقوق کیا ہیں؟ انھیں صادق آل محمدؐ کی زبان سے سنئے۔ معلیٰ بن خنیس کہتے ہیں کہ میں نے حضرتؑ سے پوچھا کہ ایک مومن کا دوسرے مومن پر کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا:

''ان تحب له ما تحب لنفسک و تکره له ما تکره لنفسک. والحق الثانی ان تجتنب سخطه و تتبع مرضاته و تطیع امره. والحق الثالث ان تعینه بنفسک ومالک ولسانک ویدک و رجلک. والحق الرابع ان تکون عینه و دلیله ومرآته. والحق الخامس ان لاتشبع و یجوع ولا تروی ویظمأ و لا تلبس و یعریٰ، والحق السادس ان یکون لک خادم ولیس لاخیک خادم فواجب علیک ان تبعث خادمک فیغسل ثیابه ویصنع طعامه و یمهد فراشه. والحق السابع ان تبرّ قسمه و تجیب دعوته و تعود مریضه و تشهد جنازته و اذا علمت ان له حاجة تبادره الی قضائها ولا تلجئه الی ان یسألکها.''

''پہلا حق یہ ہے کہ جو اپنے لئے پسند کرتے ہو وہ اس کے لئے بھی پسند کرو اور جو اپنے لئے ناپسند کرتے ہو وہ اس کے لئے بھی ناپسند کرو۔ دوسرا حق یہ ہے کہ اسے ناراض نہ کرو۔ اور اس کی رضاء و خوشنودی کو مدنظر رکھو اور اس کے فرمان کو پورا کرو۔ تیسرا حق یہ ہے کہ جان، مال، زبان اور ہاتھ پاؤں سے اس کی مدد کرو۔ چوتھا حق یہ ہے کہ تم اس کے لئے نگران رہنما اور بمنزلۂ آئینہ کے بنو (کہ اس کے عیوب ومحاسن اسے دکھاتے رہو) پانچواں حق یہ ہے کہ وہ بھوکا ہو تو تم سیر، وہ پیاسا ہو تو تم سیراب، وہ بے لباس ہو تو تم تن ڈھانکے ہوئے نہ ہو۔ چھٹا حق یہ ہے کہ تمہارے یہاں نوکر ہو اور اس کے یہاں نہ ہو تو ضروری ہے کہ تم اپنے ملازم کو بھیجو کہ وہ اس کا لباس دھوئے

،کھانا تیار کرے اور بستر بچھائے۔ ساتواں حق یہ ہے کہ اس کی قسم پر اعتماد کرو، اس کی دعوت قبول کرو اس کے یہاں کوئی بیمار ہو تو عیادت کرو، اس کے جنازہ کی مشایعت کرو۔ اور جب تمہیں علم ہو کہ اسے کوئی حاجت درپیش ہے تو اسے پورا کرنے میں جلدی کرو اور اس پر اسے مجبور نہ کرو کہ وہ تمہارے سامنے اپنی حاجت پیش کرے جب ہی تم اس کی حاجت روائی کرو۔"

امام علیہ السلام نے اس دعا میں لفظ مومن کی قید لگا کر صرف اس حق کا ذکر کیا ہے جو اخوتِ ایمانی کی وجہ سے عائد ہوتا ہے۔ اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ جہاں اخوت ایمانی نہ ہو وہاں کوئی حق ہی نہیں ہے جب کہ کافر کے لئے حق جوار، حق امانت اور اس قبیل کے دوسرے حقوق ثابت ہیں۔

چنانچہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے:

"ادو الامانات الی اھلھا ولو کانوا مجوساً۔"

"امانتوں کو ان کے اہل تک پہنچاؤ اگرچہ وہ مجوسی ہی کیوں نہ ہوں۔"

چھٹی تعلیم یہ ہے کہ جس طرح اپنے عیوب کی پردہ پوشی کرتے ہو اسی طرح دوسرے اہل ایمان کے عیوب بھی چھپاؤ چنانچہ امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے:

"من قال فی مؤمن مارأت عیناہ و سمعت اذناہ مما یشینہ و یھدم مروتہ فھو من الذین قال اللہ عز و جل إنّ الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ فی الذین آمنوا لھم عذابٌ الیم فی الدنیا ولآخرۃ۔"

"جو شخص کسی مومن کے بارے میں ایسی بات کہے جو اسے ذلیل کرنے والی اور اس کی آبرو کو زائل کرنے والی ہو اگرچہ اس نے آنکھوں سے دیکھی اور کانوں سے سنی ہو تو وہ ان لو

میں محسوب ہوگا جن کے بارے ارشاد الٰہی ہے کہ جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ایمانداروں میں بری باتوں کا چرچا پھیلے تو ان کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے''۔

دعا نمبر ۳۹ کی شرح

عفو و رحمت اللہ تعالیٰ کی صفتوں میں سے ایک عظیم صفت ہے جس کا تذکرہ قرآن مجید کے صفحات پر نمایاں اور کثرت سے پھیلا ہوا ہے۔ چنانچہ اس نے اپنی ذات کے لئے رحمت و آمرزش کو ضروری قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

﴿کتب ربکم علی نفسه الرحمة انه من عمل منکم سوءٍ بجهالةٍ ثم تاب من بعده و اصلح فانه غفور رحیم﴾

''تمہارے پروردگار نے اپنے اوپر رحمت لازم کر لی ہے لہٰذا تم میں سے جو کوئی نادانی سے برائی کر بیٹھے اور پھر توبہ کرے اور اپنی حالت سنوار لے (تو خدا اس سے درگزر کرے گا) کیونکہ وہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے''۔

ان صفات کے تذکرہ سے جہاں صفاتِ الٰہی کا تصور پیدا کرنا مقصود ہے وہاں یہ بھی ہے کہ اس کے بندے ان اوصاف کی جھلک اپنے اندر پیدا کریں اور اپنے اخلاق و عادات کو خلاق الٰہی کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کریں چنانچہ جب انسان غیظ و غضب اور جوشِ انتقام دبا کر عفو و درگزر سے کام لیتا ہے تو وہ رحمت و رأفت کے لطیف احساسات کے پرتو میں تخلقوا خلاق اللہ کی منزل کی طرف بڑھتا نظر آتا ہے اور اپنے قلب و ضمیر میں دقت و نرمی کے تاثرات پیدا کر کے ملکوتی صفات سے متصف ہو جاتا ہے اور اسی مقصد کے پیش نظر خداوند عالم نے اپنے بندوں و درگزر کی تعلیم دی ہے۔ چنانچہ ارشاد باریٔ ہے:

﴿ولیعفوا و لیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور رحیم﴾

"انھیں چاہئے کہ معاف کردیں اور درگزر کریں۔ کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری خطائیں معاف کردے اور اللہ تعالیٰ تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔"

اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"ولا عفا رجل من مظلمة یبتغی بها وجه الله الا زاده بها عزاً یوم القیامة."

"جو شخص اپنی کسی مظلمہ کو صرف خوشنودیٔ خدا کے پیش نظر معاف کردیتا ہے تو اللہ قیامت کے دن اس کی وجہ سے اس کی عزت ورفعت میں اضافہ کردے گا"۔

اور امیر المومنین علیہ السلام اپنی ایک وصیت میں ارشاد فرماتے ہیں:

"وان اعف فالعفو لي قربة وهو لكم حسنة فاعفوا .الا تحبون ان يغفر الله لكم ."

"اگر معاف کردو تو یہ میرے لئے رضائے الٰہی کا باعث ہے اور تمہارے لئے بھی نیکی ہوگی۔ لہٰذا معاف کردو کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں بخش دے۔"

جو شخص نفرت وانتقام کے جذبات سے مغلوب ہو کر عفو ودرگزر کی گنجائش نہیں پیدا کرتا اسے سوچنا چاہئے کہ اگر وہ دوسروں کی خطاؤں کو معاف نہیں کرسکتا تو اسے یہ حق کہاں سے پہنچتا ہے کہ وہ اللہ کی رحمت ومغفرت کی امید رکھے اور اپنے گناہوں سے عفو وبخشش کی التجا کرے۔ البتہ شخص انتقامی جذبات کو دبا کر قصورواروں کے قصور معاف کردیتا اور خطا کاروں کی خطاؤں سے در گزر کرتا ہے اسے اللہ سے بھی عفو وبخشش کے طلب کرنے کا حق پہنچتا ہے اگر چہ دوسروں کی چیر



دستیوں اور ستم رانیوں کے مقابلہ میں صبر و ضبط سے کام لینا اور عفوو درگزر کو بروئے کار لانا کوئی آسان بات نہیں ہے۔ کیونکہ انسان کے لئے یہی چیزیں تو اشتعال کا باعث ہوتی ہیں اور مشتعل جذبات کے سیل کو روکنا دریا کے رخ کو موڑنا ہے مگر وہ آزمائش ہی کیا جس میں دشواریوں سے گزرنا اور جذبات واحساسات کو کچلنا نہ پڑے۔ بیشک یہ کام بلند ہمتی اور روحانی قوت ہی کے زیر اثر انجام پاسکتا ہے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿ولمن صبر و غفر ان ذلک لمن عزم الامور﴾

''جو شخص صبر کرے اور بخش دے تو یہ بڑی بلند ہمتی و اولوالعزمی کا مظاہرہ ہے۔''

حضرتؑ نے اس دعا میں یہی تعلیم دی ہے کہ تم اپنے خطا کاروں کو بخشو تا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری خطاؤں کو بخشے۔ چنانچہ اسی روش کو وسیلہ قرار دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ اے میرے معبود! میں ایک انسان ہوں جس میں غضب وانتقام کے جذبات ہو سکتے ہیں۔ مگر ان جذبات سے متاثر ہونے کے بجائے عفوو درگزر کی راہ اختیار کرتا ہوں اور ان لوگوں کو جنھوں نے مجھ پر ظلم وستم کئے، چرکوں پر چرکے لگائے، میرے حقوق ضائع وبرباد کئے، افترا پردازی و کذب تراشی سے میری عزت و آبرو پر حملہ آور ہوئے وہ زندہ ہوں یا مر چکے ہوں سب کو یک قلم معاف کرتا ہوں اور انتقام کے بجائے تجھ سے ان کے لئے دعائے خیر کرتا ہوں تا کہ لذت آزار انتقامی جذبہ سے آلودہ نہ ہو۔ اور تو سراسر رحمت ورأفت ہے اور نفرت وانتقام کے جذبات سے مبرا، تو کیونکر میرے عفوودرگزر کو دیکھ کر تیری رحمت کا ارادہ جوش میں نہ آئے گا اور مجھے اپنی رحمت ورأفت کے سایہ میں جگہ نہ دے گا جب کہ تیرے دامنِ رحمت میں اچھے اور بروں سب کے لئے گنجائش ہے۔

دعا نمبر ۴۰ کی شرح

اس دنیا میں کوئی انسان یہ نہیں چاہتا کہ وہ اپنے املاک ، باغات ، مال و اثاثہ اور ساز سامانِ راحت کو چھوڑ کر قبر کا تاریک گوشہ بسائے اور اس مادی زندگی سے رابطہ ختم کر کے موت سے رشتہ جوڑے ۔ کیونکہ اس دنیائے رنگ و بو میں اتنی جاذبیت و کشش ہے کہ اسے اپنے اختیار سے چھوڑا نہیں جا سکتا اور ایک اپاج اور مفلوج جو چل پھر نہیں سکتا اور ایک اندھا ، بہرا گونگا جو دیکھنے ، سننے اور بولنے سے عاجز ہے وہ بھی یہی چاہتا ہے کہ جس حالت میں ہوں زندہ رہوں ۔ اور اگر کوئی شخص موت کا پیغام سن لیتا ہے تو اس کے دل و دماغ ماؤف اور ہوش و حواس معطل ہو جاتے ہیں ۔

چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک منجم نے کسی بادشاہ سے کہہ دیا کہ تم اتنے عرصہ کے بعد فلاں تاریخ اور فلاں وقت مر جاؤ گے ۔ اس پیشین گوئی میں کوئی واقعیت ہو یا نہ ہو مگر ہوا یہ کہ دنیا اس کی نگاہوں میں تیرہ و تار ہو گئی ۔ اگر چہ پیشین گوئی کے مطابق زندگی کا کچھ عرصہ باقی تھا مگر اس نے کار و بارِ مملکت سے ہاتھ اٹھا لیا ، تخت و تاج کو چھوڑ کر گوشہ نشین ہو گیا ؛ اور ایسا محسوس کرنے لگا کہ ایک ایک رگ اور ایک ایک نس میں موت اپنا خونی پنجہ گاڑے ہوئے ہے یہ موت کا تصور اتنا بھیانک کیوں ہے ۔ اگر انسان غور و فکر سے کام لے تو وہ اس حقیقت کو سمجھ لے گا کہ یہ زندگی ایک دوسری زندگی کا پیش خیمہ ہے ۔ کیونکہ بگڑنا بننے ہی کے لئے ہوتا ہے اور جب کہ ہر غروب کے بعد طلوع ، ہر خزاں کے بعد بہار اور ہر شام کے بعد صبح کی نمود ضروری ہے ، تو اس موت کے بعد زندگی کا ظہور کیوں نہ ہو ۔

ایک دن وہ بھی تھا کہ انسان عدم کے اندھیرے میں پوشیدہ تھا کہ قدرت نے ایک غیر مرئی جرثومہ کی صورت میں اسے صلبِ پدر میں ودیعت کیا ؛ وہاں سے شکمِ مادر میں منتقل ہوا جہاں

کچھ مدت جماد کی صورت میں اور کچھ عرصہ لاشعوری کی حالت میں گزارا۔ پھر اس دنیا میں آیا جہاں کے راہ رسم سے ناواقف اور آنے کے، مقصد سے بے خبر تھا تو اس کے بعد اگر منزل بدلے اور کروٹ لے کر ایک نئی زندگی میں قدم رکھے تو اس میں حیرت ہی کیا ہے جب موت کے معنی ایک زندگی سے دوسری زندگی میں قدم رکھنے کے ہیں تو اس سے ڈرنے کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ ہاں اگر دوسری زندگی کو کامیاب بنانے کے اسباب مہیا نہ کئے گئے ہیں تو یقیناً ڈر ہوگا مگر درحقیقت یہ موت کا ڈر نہیں ہے بلکہ وہاں کی ناکامی و رسوائی کا ڈر ہے۔ اس لحاظ سے دنیا میں تین قسم کے لوگ ہیں۔ ایک وہ جو اس حقیقت کو سمجھتے ہیں کہ دنیا مزرعۂ آخرت ہے جو یہاں پر بویا جائے گا وہی آخرت میں کاٹا جائے گا۔

اس لئے وہ مقصدِ حیات کے پیش نظر عمل آخرت سے غافل نہیں رہتے۔ اور ان کی خواہش یہی ہوتی ہے کہ آخرت کا کوئی کام ادھورا اور نامکمل نہ رہ جائے تاکہ اللہ تعالیٰ انھیں انعام و اکرام کا مستحق سمجھے اور ان سے راضی و خوشنود ہو۔ اور جب انھیں موت آتی ہے تو وہ یہی سمجھتے ہیں کہ ہم اتنی ہی مدت کے لئے یہاں بھیجے گئے تھے اور اب واپس بلائے جا رہے ہیں: اس لئے دنیا کو چھوڑنے کا انھیں ذرا رنج نہیں ہوتا۔ دوسرے وہ جو زندگی سے خوش تو نہیں ہوتے مگر اسے چھوڑنا بھی نہیں چاہتے۔ جیسے وہ پرندہ جسے قفس میں ڈال دیا گیا ہو مگر وہ قفس کی زندگی کو ناگوار سمجھنے کے باوجود اسے چھوڑنا نہیں چاہتا۔ لیکن جب اسے قفس سے الگ کیا جاتا ہے تو وہ باہر کی کھلی فضا اور اس کی رونق و شادابی کو دیکھ کر دوبارہ اس قفس کی طرف پلٹنا نہیں چاہتا اور نہ اسے قفس کے چھوٹنے کا رنج ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ لوگ جب آخرت کی وسعت و پہنائی کو دیکھتے ہیں تو تنگنائے دنیا کو چھوڑنے کا انھیں صدمہ نہیں ہوتا بلکہ کیف و مسرت کے عالم میں جھوم کر یہ کہنے لگتے ہیں:

"الحمد الله الذی اذهب عنا الحزن ان ربنا لغفور شکور احلنا دار المقامة من فضله لا یمسنا فیها نصب و لا یمسنا فیها لغوب."

"اس اللہ تعالیٰ کے لئے شکر ہے جس نے ہم سے رنج واندوہ کو دور کر دیا۔ بے شک ہمارا پروردگار بڑا بخشنے والا اور قدردان ہے جس نے اپنے فضل وکرم سے ہمیں ایک دائمی منزل میں اتارا جہاں نہ ہمیں کوئی تکلیف پہنچے گی اور نہ ہمیں خستگی لاحق ہوگی۔"

تیسرے وہ جو آخرت کی زندگی سے آنکھیں بند کر کے صرف دنیا کی زندگی پر قانع و مطمئن ہوتے ہیں اور انھیں دنیوی لذتوں اور کامرانیوں کے علاوہ اور کوئی خواہش نہیں ہوتی ایسے لوگوں کو دنیا سے منہ موڑنا انتہائی گراں گزرتا ہے اور آخرت کی زندگی انھیں راس نہیں آتی۔ بلکہ دنیا کی آلودگیوں اور کثافتوں کے بعد جب عالم آخرت کی لطافتوں اور نعمتوں کو دیکھیں گے تو وہ دنیا ہی کی گندگیوں کو یاد کریں گے اور جس طرح دنیا میں ان کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا تھا؛ اسی طرح آخرت میں بھی اندھے اور بصیرت سے محروم ہوں گے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے:

﴿ومن کان فی هذه اعمی فهو فی الأخرة اعمی و اضل سبیلاً﴾

"جو دنیا میں اندھے ہیں وہ آخرت میں بھی اندھے اور راہِ حق سے بھٹکے ہوئے ہوں گے"۔

دعا نمبر ۱۴۱ کی شرح

جو شخص گناہ کو گناہ سمجھتا ہے وہ فطرۃً یہ چاہتا ہے کہ اس کے گناہ پر پردہ پڑا رہے اور کسی کو اس کے گناہ پر اطلاع نہ ہو اور نہ کوئی اسے ارتکاب معصیت کرتے ہوئے دیکھے۔ یہ پردہ داری کی خواہش اس کی دلیل ہے کہ وہ گناہوں کو قابل نفرت سمجھتا ہے اور اس کے اظہار و اعلان میں شرم

محسوس کرتا ہے اور یہ شرم مبداء و معاد کے تصور اور کوتاہی کے احساس کا نتیجہ ہے جب انسان اس جذبہ کے زیر اثر اپنے گناہ کو چھپانا چاہتا ہے تو قدرت بھی ایسے اسباب مہیا کر دیتی ہے جو اس کی پردہ پوشی میں معین ثابت ہوتے ہیں اور آخرت میں بھی خداوند عالم اس کے گناہوں پر پردہ ڈالے گا اور دوسروں کی نگاہوں میں اسے ذلیل و سبک نہ ہونے دے گا۔ اور جس طرح دنیا میں اس کی پردہ پوشی کی ہے اسی طرح آخرت میں بھی اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

چنانچہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے:

"اذا کان یوم القیامة تجلی الله لعبده المومن فیقفه علی ذنوبه ذنباً ذنباً ثم یغفرله ولا یطلع علی ذلک ملکاً مقرباً ولا نبیاً مرسلاً و یستر علیه ما یکره ان یقف علیه احد ثم یقول لسیئاته کونی حسنات."

"جب قیامت کا دن ہوگا اور بندۂ مومن کے لئے جلوۂ الٰہی کا ظہور ہوگا تو اللہ سبحانہ اس کے گناہوں میں سے ایک ایک گناہ پر اسے مطلع کرے گا؛ پھر اسے بخش دے گا اور اس کے گناہوں پر نہ کسی مقرب فرشتے کو اور نہ کسی نبی مرسل کو آگاہ کرے گا۔ اور جن چیزوں پر کسی کا مطلع ہونا وہ پسند نہ کرتا تھا انھیں پوشیدہ رہنے دے گا] پھر اس کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیگا"۔

اور جو شخص علانیہ اپنے گناہوں کو بیان کرتا ہے یا اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ اس کا گناہ ڈھکا چھپا رہے یا کھل جائے، تو وہ نظر رحمت باری سے محروم رہتا ہے۔ چنانچہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"المذیع بالسیئة مخذول والمستتر بالسیئة مغفورله."

"گناہوں کا اعلان کرنے والا محروم رہے گا اور چھپانے والا بخش دیا جائے گا"۔

گناہ چھپانے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان گناہوں میں بے باک نہیں ہونے پاتا۔اور جب دوسرے اس کے گناہوں کے مخفی ہونے کی وجہ سے اس سے حسنِ ظن رکھتے ہیں تو وہ بھی یہ چاہے گا کہ ارتکابِ معاصی سے باز رہے تاکہ دوسروں کا حسنِ ظن باقی رہ سکے"۔

دعا نمبر۴۲ کی شرح

یہ دعائے ختم قرآن کے نام سے موسوم ہے جسے امام علیہ السلام قرآن مجید ختم کرنے کے بعد پڑھتے تھے لہٰذا اس دعا کو ختم قرآن کے بعد پڑھنا چاہیے۔قرآن مجید پند و نصائح، حکم و مواعظ ،عبر و امثال اور احکامِ شریعت کا سرچشمہ ہے اس لئے اسے پڑھنا سننا اور اس میں غور و فکر کرنا ہماری زندگی کا معمول ہونا چاہیے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے فاقرؤا ما تیسر من القران "جتنا آسانی سے قرآن پڑھ سکو اتنا پڑھ لیا کرو" اس سلسلہ میں احادیث بھی بڑی کثرت سے وارد ہوئی ہیں جن میں تلاوتِ قرآن کے اجر و ثواب کا ذکر اور اس کے مرغوب و مطلوب ہونے کا تذکرہ ہے۔ چنانچہ حضرت حسین ابن علی علیہما السلام کا ارشاد ہے:

"من قرأ آية من كتاب الله عز وجل في صلاته قائماً يكتب له بكل حرف مائة حسنة فان قرأها في غير صلوة كتب الله له بكل حرف عشر حسنات و ان استمع القرآن كتب الله بكل حرف حسنة و ان ختم القرآن ليلا صلت عليه الملئكة حتى يصبح وان ختمه نهاراً صلت عليه الحفظة حتى يمسي وكانت له دعوة مستجابة وكان خير له ممابين السماء و الارض."

جو شخص قیامِ نماز میں قرآن مجید کی ایک آیت کی تلاوت کرے اس کے نامۂ اعمال میں ہر حرف کے بدلے سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔اور اگر نماز کے علاوہ پڑھے تو خداوند عالم ہر حرف کے



بدلے دس نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں ثبت کرتا ہے اور اگر صرف قرآن کو سنے تو بھی اللہ ہر حرف کے بدلے میں نیکی لکھتا ہے اور اگر قرآن رات کے وقت ختم کرے تو صبح تک فرشتے اس کے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں اور اگر دن میں ختم کرے تو شام تک حفاظت کرنے والے ملائکہ اس پر دور دو رحمت بھیجتے ہیں اور اس کی دعا قبول ہوتی ہے اور یہ اس کے لئے ہر اس چیز سے بہتر ہے جو زمین وآسمان کے درمیان ہے۔

مقصد تلاوت صرف یہ نہیں ہے کہ زبان پر الفاظ جاری ہو جائیں، بلکہ اصل مقصد یہ ہے کہ ان الفاظ کے ذریعہ قرآن کے تعلیمات دل و دماغ میں محفوظ ہو جائیں اور اخلاقی و روحانی افادیت اور علمی و عملی بصیرت کا باعث ہوں اور زندگی کو حق و صداقت کے سانچہ میں ڈھال دیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ تلاوت کے موقع پر ان آداب وشرائط کو ملحوظ رکھا جائے جو اس مقصد کے حصول میں معین ثابت ہوتے ہیں۔ چنانچہ یہ آداب کچھ ظاہر سے متعلق ہیں اور کچھ باطن سے۔ ظاہری آداب یہ ہیں کہ تلاوت کے وقت باوضو اور روبقبلہ ہو، ادب واحترام کے ساتھ قرآن مجید کو کھول کر سامنے رکھے اور تلاوت سے پہلے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ کہے اور آواز کو نہ زیادہ اونچا کرے اور نہ زیادہ دھیما۔ البتہ اگر نمود وریا کا اندیشہ ہو تو پھر چپکے چپکے پڑھے۔ مخارج حروف کا لحاظ رکھے۔ وقف کے محل پر وقف کرے ٹھہر ٹھہر کے اس کے جملے ادا کرے اور ممکن ہو تو خوش الحانی سے تلاوت کرے مگر آواز میں اتار چڑھاؤ اور غنا کی کیفیت پیدا نہ ہونے پائے چنانچہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"اقرؤا القرآن بالحان العرب و اصواتها و ایاکم ولحون اهل الفسق و اهل الكبائر."

"قرآن کو عرب کے لحن اور لب ولہجہ میں پڑھو اور فاسقوں اور گنہگاروں کے طرز و لحن میں نہ پڑھو"

جب دورانِ تلاوت میں ایسی آیت پر نظر پڑے جو عذاب و وعید پر مشتمل ہو تو اللہ تعالیٰ کے غضب سے پناہ مانگے۔ اور عالم آخرت کی کسی نعمت و بخشش کا ذکر آئے تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے سامنے دامن پھیلائے دعاء و استغفار کے سلسلہ میں کوئی آیت آئے تو دعا و استغفار کرے آیہ سجدہ پڑھے تو فوراً سجدہ کرے اور تین دن سے کم عرصہ میں پورا قرآن کو ختم نہ کرے اور جب کوئی سورہ ختم کرے تو یہ کہے:

﴿صدق الله العلی العظیم و بلغ رسوله الکریم اللهم انفعنا به و بارک لنا فیه الحمد لله رب العالمین.﴾

اور جب پورے قرآن کو ختم کرے تو دعائے ختم القرآن پڑھے۔ یہ آداب وہ ہیں جن کا تعلق صرف ظاہر سے ہے۔ اور وہ آداب جن کا تعلق ضمیر و وجدان اور باطن سے ہے یہ ہیں۔

پہلے یہ کہ قرآن مجید کی عظمت و تقدیس کو نظر میں رکھے اور اس کا عام کتابوں کی طرح مطالعہ نہ کرے بلکہ اپنے ذہن میں یہ تصور قائم کرے کہ یہ کتاب جو اس وقت ایک مجموعہ کی صورت میں اس کی نگاہوں کے سامنے ہے ایک وقت لوح محفوظ کی زینت تھی جو ملک امین کے ذریعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک پر نازل ہوئی اور پھر ان کی زبان سے نکل کر فصحائے عالم کو گنگ کرتی ہوئی اس تک پہنچی ہے جب یہ عظمت دل میں گھر کر لے گی تو فکر و نظر کی راہ آسان ہو جائے گی اور ایک ایسی صحت مند ذہنیت تشکیل پائے گی جو اخلاق و روحانیت کے اثرات کو قبول کرنے پر آمادہ کر دے گی۔

دوسرے یہ کہ اس کے نازل کرنے والے کی عظمت وجلال کا تصور کرے کہ جو عرش و لوح، زمین وآسمان، چاند، سورج دریا، پہاڑ، غرض کائنات کی ہر چیز پر محیط ہے اور ہر عظیم سے عظیم تر اور ہر عظمت سے اس کی عظمت بالاتر ہے اور جب اس کی عظمت سے متاثر ہو کر اس کی تلاوت کی جائے گی تو اس کے قصص ومثال اور حکم ونصائح پوری طرح دل ودماغ کو متاثر کریں گے۔

تیسرے یہ کہ سوز وگداز، رقتِ قلب اور خضوع وخشوع کے ساتھ اس کی تلاوت کرے اور یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب دل اللہ تعالیٰ اور اس کلام کی عظمت سے متاثر ہو۔

چنانچہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے:

"من قرأ القرآن ولم يخضع ولم يرق قلبه ولا ينشیء حزناً ووجلاً في سره فقد استهان بعظيم شان الله تعالىٰ وخسر خسراناً مبيناً."

جو شخص قرآن کی تلاوت کرے اور اس کے دل میں انکساری اور رقت کے جذبات اور ضمیر میں حزن وخوف کی کیفیات پیدا نہ ہوں تو اس نے اللہ تعالیٰ کی عظمت ومنزلت کو سبک سمجھا اور سراسر نقصان میں رہا"۔

چوتھے یہ کہ شیطانی وسواس وخطرات اور فاسد خیالات کو اپنے دل سے دور رکھے تا کہ توجہ وحضورِ قلب حاصل ہو سکے کیونکہ توجہ وانہماک نہ ہو تو تلاوت کی افادیت کمزور ومضمحل ہو جاتی ہے۔

پانچویں یہ کہ تلاوت کے وقت قرآن مجید کے ہر گوشہ پر نظر رکھے۔ اس کے مطالب و مقاصد کو سمجھے اور سمجھنے کے بعد انھیں ذہن نشین کرے تا کہ معانی ومعارف کا سرمایہ دل ودماغ میں فراہم ہوتا رہے اور فہم وتدبر کی راہیں کھلتی رہیں۔ اور جب غور وفکر کا سررشتہ ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے اور طبیعت اس طرف متوجہ نہیں ہوتی تو صلاحیت مردہ اور دل زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ چنانچہ

ارشاد الٰہی ہے:

﴿افلا یتدبرون القرآن ام علیٰ قلوب اقفالھا﴾

''قرآن میں کچھ بھی تو غور نہیں کرتے یا یہ کہ ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں''۔

چھٹے یہ کہ صرف ظاہر معنی کے جاننے پر اکتفاء نہ کرے۔اس طرح کہ خالق کے معنی پیدا کرنے والے اور رازق کے معنی رزق دینے والے کے ہیں۔ بلکہ جن آیتوں میں اس کے اسماء و صفات اور مختلف افعال کا تذکرہ ہے ان میں غور و تدبر کرے کہ وہ خالق ہے، تو اس کی خالقیت کی نوعیت کیا ہے اور کس طرح بغیر کسی مواد اور بغیر کسی نمونہ کے مختلف الانواع پیکر خلق کئے۔ اور رازق ہے، تو اس کی رزّاقیت کا دائرہ کتنا وسیع ہے کہ سمندر میں تہہ میں رہنے والے فضا میں اڑنے والے، پہاڑوں کی کھوؤں میں بسنے والے سب ہی کو رزق مل رہا ہے اور شکم مادر میں کروٹیں بدلنے والے اور مفلوج و بے دست پا تک کو روزی حاصل ہو رہی ہے۔ جوں جوں انسان اس کے صفات میں غور وفکر کرے گا اس کا تصور و ادراک اپنی درماندگی کا اعتراف کرے گا اور یہ اعتراف معرفت کے حدود سے قریب کردے گا۔

ساتویں یہ کہ جو امور فہمِ قرآن سے مانع ہوتے ہیں ان کا قلع قمع کرے۔ان موانع میں سے چند یہ ہیں:

(۱) تقلید و تعصب:

جب انسان اندھی تقلید اور عصبیت کا شکار ہو جاتا ہے تو اس کے نتیجہ میں ایک مسلک کی جانب داری چاہے وہ کتنا ہی غلط کیوں نہ ہو اس کا وتیرہ بن جاتی ہے، اور قرآن کو کھینچ تان کر اپنی رائے کے مطابق کرنے کی کوشش کرے گا اور قرآن کے واضح مفہوم کو نظر انداز کر کے خود ساختہ

مطلب کو ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دے گا اور یہ کج فکری اس کی طبیعت میں اس طرح رچ بس جائے گی کی طبیعت ثانیہ بن جائے گی۔ اور اب اسے سیدھی سے سیدھی بات بھی ٹیڑھی اور ٹیڑھی سے ٹیڑھی بات بھی سیدھی دکھائی دے گی۔

(۲)فکری جمود:

اس سے ذہن کی انجلائی کیفیت ختم اور فکر و کاوش کی قوت معطل ہو جاتی ہے اور وہ یہ سمجھ لیتا ہے کہ بس جو مفسرین نے لکھ دیا ہے وہی صحیح ہے اور اس کے علاوہ اور کوئی تفسیر نہیں ہو سکتی۔ اور وہ غور و فکر سے ہاتھ اٹھا کر انہی کے اقوال پر قانع ہو جاتا ہے۔

(۳)اصرار معاصی:

یہ بھی ایک بڑی رکاوٹ ہے کیونکہ گناہوں کے پیہم ارتکاب سے صفا و نورانیت ختم ہو جاتی ہے اور دل پر تاریکی و ظلمت کی ایسی تہیں چڑھ جاتی ہیں کہ حقائق و معارف کی روشنی کا ان میں گزر نہیں ہو سکتا۔

(٤) سطحی انہماک:

اس طرح کہ حروف اور ان کے مخارج وغیرہ کی تحقیق ہی پر اپنی توجہ کو منحصر کر دے اور جب توجہ انہی چیزوں کی طرف ہوگی تو معانی و مطالب کی طرف توجہ مبذول کرنے کا موقع ہی نہ ملے گا۔ یہ لوگ سطح دریا کے دلکش مناظر میں اس طرح کھو جاتے ہیں کہ انھیں یہ یاد ہی نہیں رہتا کہ اس کی تہہ میں کتنے خزانے مخفی ہیں کہ وہ موجوں سے کھیلیں اور لہروں سے ٹکرائیں اور اپنے دامن کو موتیوں سے بھریں۔

آٹھویں یہ کہ قرآن کے حکم و مواعظ اور قصص و امثال پر غور کرے اور اس کے عبرت و نصیحت کے پہلوؤں کو دیکھے، تو ان سے عبرت و نصیحت حاصل کرے۔ اور ایسے موارد میں قدرت

نے جہاں جہاں خطاب کیا ہے یہ تصور کرے کہ یہ خطاب اسی سے ہے لہٰذا اس سے اسی طرح اثر لے جس طرح کسی فرمانروا کے فرمان کو پڑھ کر اثر لیا جاتا ہے اور اس پر ہر ممکن طریقہ سے عمل کیا جاتا ہے تاکہ سلطانی قہر وغضب کی زد میں نہ آئے۔

نویں یہ کہ جب کسی ایسی آیت کی تلاوت کرے جس میں تہدید و سرزنش ہو تو اس پر خوف وہراس چھا جائے اور جب ایسی آیت کی تلاوت کرے جس میں رحمت و مغفرت اور نعیم جنت کا تذکرہ ہو تو اس کے اندر امید ورجاء اور مسرت وانبساط کی روح دوڑنے لگے۔

دسویں یہ کہ تلاوت کے موقع پر یہ سمجھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں کھڑا ہے۔ اگر یہ اسے نہیں دیکھ سکتا مگر وہ اسے دیکھ رہا ہے اور گوش بر آواز ہے جب اس تصور کے قائم کرنے میں کامیاب ہو جائے تو پھر یہ تصور کرے کہ خداوند عالم اس قرآن کے ذریعہ اس سے مخاطب ہے اور اسے اچھائیوں کا حکم دے رہا ہے اور برائیوں سے روک رہا ہے۔ جب اس منزل تک پہنچ جائے تو پھر اسی کو اپنے تصورات وخیالات کا مرکز بنائے۔ اس حد تک کہ فکر وخیال میں اس کے علاوہ کسی اور کی گنجائش نہ رہے نہ اپنی ذات کی طرف نہ اپنے مال کی طرف اور نہ اہل وعیال کی طرف اور کلام کے پردہ میں متکلم سے لو لگائے۔ کیونکہ اس کا کلام اس کا آئینہ دار ہے۔ چنانچہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے:

"واللہ لقد تجلی اللہ لخلقہ فی کلامہ ولکن لا یبصرون."

"خدا کی قسم! قدرت اپنے کلام کے اندر اپنی مخلوقات کے لئے جلوہ گر ہے لیکن وہ دیکھتے نہیں ہیں"۔

گیارھویں یہ کہ جب کسی ایسی آیت کی تلاوت کرے جس میں نیکوکاروں کا تذکرہ اور



ان کی مدح وتوصیف ہوتو اپنے کو ان میں شمار نہ کرے۔ اور نہ ان صفتوں کو اپنے پر منطبق کرنے کی کوشش کرے بلکہ اس موقع پر اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ وہ مومنین کے صفات سے متصف ہو اور اللہ سے اہل صدق وصفا میں سے قرار دے اور جب کسی ایسی آیت کی تلاوت کرے جس میں نافرمانوں اور گناہگاروں کی مذمت ہو، تو یہ سمجھے کہ جن لوگوں سے یہ خطاب اور جنھیں یہ تنبیہ وسرزنش کی جارہی ہے ان میں ایک فرد وہ بھی ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ سے توبہ وانابت کرے، گناہوں سے مغفرت چاہے اور حسنِ عمل کی توفیق مانگے تاکہ خداوندعالم اسے قرآن پر عمل کرنے والوں میں شمار کرے اور شفاعتِ قرآن اسے نصیب کرے۔

دعا نمبر ۴۳ کی شرح

طلوع ہلال کا منظر اتنا دلکش ہوتا ہے کہ جب سورج کی شعاعوں کو اپنے دامن میں سمیٹ کر شفق کے رنگین پردوں میں سے جھانکتا ہے تو ایک دنیا کی نظریں اس کی طرف اٹھ جاتی ہیں اور ہاتھ اس صانع حقیقی کی بارگاہ میں بلند ہو جاتے ہیں جس نے ایک جرم تاریک کو غسل آفتابی دے کر نگاہوں کا مرکز بنایا اور اس کی راہ پیمائیوں اور اتار چڑھاؤ کی مختلف تبدیلیوں سے نظر افروزی کا سامان کیا جو کبھی ہلال اور کبھی قمر، کبھی بدر ہے اور کبھی روبہ زوال، کبھی رات کے پہلے حصے میں درخشاں ہے، تو کبھی رات کے آخری حصہ میں، کبھی خطِ ارتقاء کی طرف سرگرم سیر ہے تو کبھی منزل انحطاط کی طرف مائل، کبھی نظروں کے سامنے ہے تو کبھی نگاہوں سے روپوش، جس کے نتیجہ میں کبھی آسمانی وسعتوں سے لے کر زمین کی پہنائیوں تک نور وروشنی پھیل جاتی ہے اور کبھی ہر طرف اندھیرا چھا جاتا ہے اور کرۂ ارض گھٹا ٹوپ اندھیریوں میں ڈوب جاتا ہے۔ مگر یہ تاریکی امید افزا اور روشنی کی پیغامبر ہوتی ہے۔ کیونکہ جب بھی اندھیرا پھیلتا ہے اس کے بعد روشنی ضرور نمودار ہوتی ہے، اور

یہ اندھیرا اس کی علامت بن جاتا ہے کہ اب روشنی کی نمود قریب ہے، چنانچہ ادھر تاریکی پھیلی، ادھر دلوں میں امید کی کرن چمکی اور چاند ایک آدھ دن کی روپوشی کے بعد نوع و روشنی کا سامان لئے موجود ہو گیا۔ وہی طنطنہ و طمطراق، وہی گردشِ فضا و سیر آفاق، وہی گھٹنا، بڑھنا، چھپنا، ابھرنا، غرض چاند کی یہ تمام کیفیتیں اتنی دلفریب ہیں کہ نگاہیں اس کے نظارہ سے سیر نہیں ہوتیں۔ اور ان گنت صدیوں کے باوجود اس کی کشش و دل آویزی میں کمی پیدا نہیں ہوتی، گویا یہ کسی حسنِ لازوال کا پرتو ہے جو اپنی جلوہ افروزی سے اس کی کشش کو کم نہیں ہونے دیتا اور اپنی تابش جمال سے اس کی ضیاو تابانی کو برقرار رکھے ہوئے ہے، کیا چشم بینا اس حسین نقش کو دیکھ کر نقش آرائے فطرت کے وجود سے انکار کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں :

این همه آیات روشن آں همه خلق بدیع

کور چشمی کو نه بیند کردگار خویش را

یہ اس کی کشش و دل آویزی ہی کا کرشمہ ہے کہ آب و گل کے بسنے والے اس پر کمندیں ڈال رہے ہیں اور اس کی نور پاش و حسن افروز وادیوں تک پہنچنے کے لئے تڑپ رہے ہیں:

کمند کوتاہ و بازوئے سست و بامِ بلند

کا احساس زمین گیر بنائے ہوئے ہے اور کوئی اسے تسخیر کرنے کے لئے خلائے بسیط کی راہوں کو ہموار کر رہا ہے۔ وہاں کسی انسان کے زندہ پہنچنے یا پہنچ کر زندہ رہنے کا خواب شرمندۂ تعبیر ہو یا نہ ہو مگر اس سلسلہ میں جو کوششیں بروئے کار آئی ہیں وہ ذہنِ انسانی کے ارتقاء کی آئینہ دار ہیں۔ اس سلسلہ میں ہیئت دانوں نے جو معلومات بہم پہنچائے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ زمین سے چاند کا فاصلہ مستقل نہیں ہوتا بلکہ کم و بیش ہوتا رہتا ہے۔ چنانچہ اس کا اوسط فاصلہ دو لاکھ اڑتیس ہزار آٹھ سو

ساٹھ (۲٬۳۸٬۸۶۰) میل ہے اور زیادہ سے زیادہ دولاکھ باون ہزار سات سودس میل اور کم سے کم دولاکھ ۲۱/ ہزار ۴/ سو ۶۳/ میل ہے اور قطر ۲/ ہزار ایک سو ۶۳/ میل ہے جو دو ہزار دو سو ۸/ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے حرکت کر رہا ہے اور ایک ایسے زاویہ پر واقع ہے کہ اس کا ۲/۵ حصہ ہمیشہ اہل زمین کی نظروں سے اوجھل رہتا ہے۔ اس میں گہرے گھڈ، جھلسے ہوئے چٹیل میدان، اور سنگلاخ پہاڑ ہیں جن کی چوٹیاں ۵/ ہزار فٹ سے ۱۸/ ہزار فٹ تک بلند ہیں اور بعض ہیئت دانوں کا اندازہ تیس ہزار فٹ تک کا بھی ہے۔ اس کی کشش زمین کی بہ نسبت ۱/۶ حصہ ہے۔ اس طرح کہ اگر زمین پر ایک انسان کا وزن ۱۷۵/ پونڈ ہوگا تو چاند پر اس کا وزن صرف ۱/۶۔۲۹ پونڈ رہ جائے گا اور اس کے جس حصہ پر سورج کی شعاعیں پڑتی ہیں وہاں کا درجہ حرارت ۱۲۰/ سنٹی گریڈ ہوتا ہے اور جس حصہ پر شعاعیں نہیں پڑتیں وہاں صفر سے ۱۲۰/ درجہ سنٹی گریڈ کم ہو جاتا ہے۔ اس میں نہ سبز و روئیدگی کے نشان ہیں نہ پانی کا وجود اور نہ ہوا کا گزر ہے۔ یہ تیرہ و تار کرہ سورج سے روشنی مستعار لیتا ہے اور یہی روشنی منعکس ہو کر ہماری راتوں کو روشن اور کرۂ زمین کو حسن و رعنائی کے جلووں سے معمور کر دیتی ہے۔

بعض علماء نے ارشاد الٰہی ﴿هو الذی جعل الشمس ضیاء و القمر نورا﴾ (اسی نے سورج کو ضیا بار اور چاند کو روشن قرار دیا ہے) سے سورج کی روشنی کے اصلی اور چاند کی روشنی کے اکتسابی ہونے پر استدلال کیا ہے اس طرح کہ قدرت نے سورج کے لئے ضیا اور چاند کے لئے نور کا لفظ استعمال کیا ہے اور ضیاء و نور میں اصلی و اکتسابی ہی کا فرق ہے۔ چنانچہ صاحب ریاض السالکین تحریر کرتے ہیں:

"قال المتكلمون القائم بالمضئ لذاته هو الضوء كما فی الشمس و با

لمضیٌ بغیرہ ھو النور کما فی القمر."

"متکلمین کا قول ہے کہ جو چیز خود سے روشن ہونے والی چیز سے وابستہ ہو وہ ضوء ہے جیسے سورج اور جو دوسرے سے روشن ہونے والی شئے سے قائم ہو وہ نور ہے جیسے قمر"۔

امام علیہ السلام نے سرنامۂ دعاء میں چاند سے خطاب کیا ہے۔ اس خطاب کی نوعیت وہی ہے جو زمان و مکان سے خطاب کی ہوتی ہے اور اس طرح کا مخاطبہ کلام عرب میں ذائع وشائع ہے اور اسے ایک مخلوق سے تعبیر فرمایا ہے۔ اس سے ان لوگوں کی رد ہوتی ہے جو سات آسمانی دیوتاؤں کے قائل تھے اور چاند کو ایک دیوتا سمجھ کر اسی کی پرستش کرتے تھے۔ پھر بروج ومنازل میں اس کی گردشوں اور مختلف تبدیلیوں سے اس کے مخلوق ہونے پر استشہاد کیا ہے۔ کیونکہ جو چیز ایک حالت سے دوسری حالت میں تبدیل ہوتی اور مختلف تغیرات وتطورات کی آماج گاہ بنی رہتی ہے وہ مخلوق و حادث ہوتی ہے اور حدوث ایک خالق وصانع کی احتیاج کا پتہ دیتا ہے۔ چنانچہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی صفتِ خالقیت و ربوبیت کا ذکر فرمایا ہے، اور اسے اللہ تعالیٰ کا مخلوق و مصنوع اور اس کے اقتدار کی ایک علامت اور اس کے ہمہ گیر تسلط کی ایک نشانی قرار دیا ہے تا کہ چاند دیکھتے وقت یہ تاثر ذہین میں قائم رہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت وعظمت کی گزرگاہ میں ایک ذرہ بے مقدار سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔

لہٰذا اس کے سامنے کسی عظمت وتقدیس کا اظہار نہ ہونا چاہئے۔ چنانچہ ائمہ اہل بیتؑ سے جو رویتِ ہلال کے آداب وارد ہوئے ہیں یا ان کے عمل سے ظاہر ہوئے ہیں ان میں یہ امر ملحوظ رکھا گیا ہے کہ تذلل وسر افگندگی صرف اللہ تعالیٰ کے سامنے ہو اور اسے صحیفۂ قدرت کی ایک آیت اور عظمتِ الٰہی کی ایک نشانی کی حیثیت سے دیکھا جائے۔ مثلاً یہ کہ دعاء کے موقع پر چاند کی طرف



ہاتھ یا سر یا کسی اور حصۂ جسم سے اشارہ نہ کیا جائے۔ ہاتھوں کو اسی طرح بلند کیا جائے جس طرح اللہ کے حضور دعاء کے وقت بلند کئے جاتے ہیں۔ چاند کا افق کسی طرف ہو، دعاء پڑھنے والا رو بقبلہ کھڑا ہو۔ البتہ جن فقروں میں چاند سے خطاب ہے ان فقروں کے پڑھنے کے وقت چاند کی طرف رخ کیا جاسکتا ہے۔ جس جگہ چاند دیکھے وہاں سے الگ ہونے سے پہلے دعا پڑھ لے تاکہ قدرت کی کرشمہ سازی کا تاثر مضمحل نہ ہونے پائے چاند دیکھنے کے بعد مصحف، آبِ رواں، سبزہ وگل اور فیروزہ وغیرہ دیکھے تاکہ آنکھوں میں تروتازگی، دلوں میں نزہت آفریں مسرت اور قدرت کی عجائب آفرینی کا تصور پیدا ہو۔

ہلال کا اطلاق اگرچہ عام طور پر پہلی رات کے چاند پر ہوتا ہے مگر بعض اہل لغت کے نزدیک دوسری تاریخ کے چاند کو بھی ہلال کہا جاتا ہے۔ اور بعض ہلال کی آخری شب تیسری رات کو قرار دیتے ہیں۔ ہلال، اہلال سے ماخوذ ہے اور اہلال کے معنی آواز بلند کرنے کے ہوتے ہیں اور عربی زبان میں جس لفظ میں ہائے ہوز اور تکرار لام ہو اس میں عموماً شہرت و بلند آوازی کے معنی ہوتے ہیں اور ہلال کی بھی یہی صورت ہے کہ جب وہ نکلتا ہے تو ہر طرف شہرت پھیل جاتی ہے اور زبانوں پر اس کا چرچا ہونے لگتا ہے۔ یا یہ کہ ہلل سے ماخوذ ہے جس کے معنی ضعف و کمزوری کے ہیں۔ اور یہ چونکہ ایک باریک کمان کی صورت میں نظر آتا ہے اس لئے اسے ہلال کہا جاتا ہے۔

رویتِ ہلال صرف دیکھنے ہی پر موقوف نہیں ہے۔ بلکہ تیس دن پورے ہو جائیں یا ایسے دو شخص گواہی دیں جن کی راستگوئی و فرض شناسی پر اعتماد ہو یا ایسی شہرت ہو جائے جس سے چاند کے ہونے کا یقین ہو جائے تو رویت ثابت ہے۔ اور اس سلسلہ میں منجمین کے مقرر کردہ اصولوں پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا کیونکہ وہ صرف ظنی و تخمینی چیزیں ہیں۔ مثلاً یہ کہ ذیقعد کی چوتھی اور محرم کی پہلی، ذی

الحجہ کی چوتھی اور صفر کی پہلی ،محرم کی چوتھی اور ربیع الاول کی پہلی ، سفر کی چوتھی اور ربیع الثانی کی پہلی ، ربیع الاول کی چوتھی اور جمادی الاول کی پہلی ، ربیع الثانی کی چوتھی اور جمادی الاخری کی پہلی ، جمادی الاولیٰ کی چوتھی اور رجب کی پہلی ، جمادی الاخریٰ کی چوتھی اور شعبان کی پہلی ، ماہ رمضان کی چوتھی اور ذیقعد کی پہلی ،شوال کی چوتھی اور ذی الحجہ کی پہلی ، ایک دن میں واقع ہوگی ۔ مثلاً شوال کی چوتھی اگر جمعہ ہو تو ذی الحجہ کی پہلی جمعہ کے دن ہوگی ۔ اسی طرح نصیر الدین طوسیؒ کی طرف یہ شعر منسوب ہے:

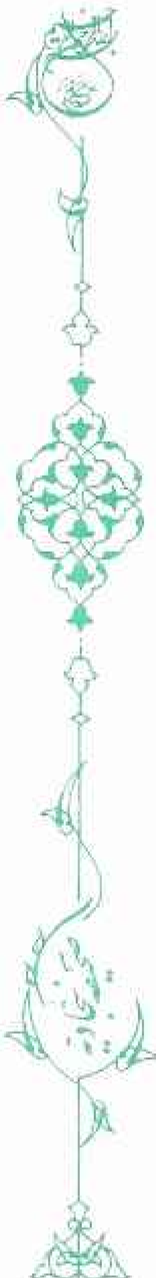
یدس چوں غرہ افتد بست و نہ داں

اگر چپاش آید جملہ بر خواں

یدس سے مراد ایک شنبہ، دوشنبہ، اور سہ شنبہ ہے ۔ ان دنوں میں اگر پہلی تاریخ ہو تو مہینہ انتیس کا ہوگا ۔ اور چپاش سے مراد چہار شنبہ، پنجشنبہ، آدینہ (جمعہ) اور شنبہ ہے ان دنوں میں اگر پہلی ہو تو پورے تیس دن کا ہوگا ۔ والعلم عند اللہ .

قدرت نے اس چاند کے ذریعہ طرح طرح کے فوائد و منافع کا سامان کیا ہے ۔ اگرچہ اس کے فوائد و خواص کو ایک تحقیق ہی جانتے ہیں ۔ مگر کچھ فوائد وہ ہیں جن کا مشاہدہ ہر کس و ناکس کر سکتا ہے ۔ چنانچہ ہر شخص یہ دیکھتا اور جانتا ہے کہ اس سے تاریک راتیں روشن و منور اور اس کی روشنی سے اشیاء کی نمود ہوتی ہے ۔ اور اس کے طلوع و غروب ، عروج و زوال اور سیر و حرکت سے ازمنہ و اوقات منضبط ہوتے ہیں ۔ جس سے کائنات میں ہم آہنگی اور زندگی کے ہر شعبہ میں نظم و ترتیب قائم ہوتی ہے ۔ چنانچہ قدرت نے اس فائدہ کی خاطر توجہ دلاتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿یسئلونک عن الأهلّة قل هی مواقیت للناس﴾



''اے پیغمبر ﷺ! تم سے لوگ (پہلی راتوں کے) چاند کے بارے میں دریافت کرتے ہیں تو ان سے کہو کہ یہ انسان کے لئے وقت کا حساب رکھنے کے لئے ہیں''۔

اوقات کی حد بندی کا تصور انسان کے دل میں سورج کے طلوع وغروب سے پیدا ہوا۔ اس طرح کہ اس نے سورج کو نکلتے اور پھر اسے ڈوبتے دیکھا اور طلوع سے لے کر غروب تک کا وقت روشن اور غروب سے لے کر طلوع تک کا وقت تاریک پایا تو اس نے ایک طلوع سے لے کر دوسرے طلوع تک کا وقت دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ روشن حصہ کا نام دن ہوا اور تاریک حصہ کا نام رات۔ اب اگر وقت کا حساب اسی شب وروز سے چلتا تو ایک پچاس سالہ شخص کو اپنی عمر کا حساب لگانے کے لئے اٹھارہ ہزار دو سو پچاس راتوں اور اٹھارہ ہزار دو سو پچاس دنوں کا حساب رکھنا پڑتا۔ اور اگر شب وروز کے مجموعہ سے حساب کرتا جب بھی اٹھارہ ہزار دو سو پچاس کے شمار کی ضرورت پڑتی۔ اور ظاہر ہے کہ اس طرح حساب وشمار نہایت دشوار ہوتا، اس دشواری کو اس نے چاند کے ذریعہ دور کیا۔ اس طرح کہ اس نے دیکھا کہ وہ ایک معین وقت پر نکلتا ہے اور تغیر وتبدل کے مختلف حالات سے گزرتا ہوا کچھ مدت کے لئے آنکھوں سے روپوش ہو جاتا ہے اور پھر اسی پہلی وضع و صورت کے ساتھ نمودار ہوتا ہے اور یہ ایک ایسا سلسلہ ہے جس میں کبھی خلل رونما نہیں ہوتا۔ تو چاند کے دو طلوع کے درمیانی عرصہ سے ایک اور وقت کی حد بندی کر لی اور اس کا نام مہینہ تجویز کیا۔ اب پچاس سال کی مدت کے لئے اٹھارہ ہزار دو سو پچاس دنوں کو یاد رکھنے کے بجائے چھ سو مہینے ہی یاد رکھنا پڑے۔

پھر موسموں کے دورہ کرنے سے ایک اور مدت کی طرف توجہ پیدا ہوئی اور اس نے دیکھا کہ ایک موسم کے شروع ہونے کے بعد دوبارہ اسی موسم کے آنے تک بارہ مرتبہ چاند طالع ہوتا ہے

تو اس نے بارہ مہینوں کی ایک مدت تجویز کر لی اور اس کا نام سال ہوا جب سالوں کے ذریعہ اوقات کی حد بندی ہونے لگی تو اوقات شماری کی تمام دشواریاں دور ہو گئیں۔ جن لوگوں نے سب سے پہلے تشکیل اوقات کی طرف توجہ کی، وہ اہل مصر تھے۔ چنانچہ آثار مصر کو دیکھنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جہاں وہ ایک مہینہ ظاہر کرنا چاہتے تھے وہاں ہلال کی شکل بنا دیتے تھے اور ۶۰۰ ق م انھوں نے اپنے تیوہاروں کے ناموں پر بارہ مہینوں کے نام رکھ کر سال کی حد بندی کر لی تھی۔ اور یونان، روم، ہند اور عرب میں بھی قمری مہینوں کا حساب رائج تھا۔ جب اسلام کا ظہور ہوا تو اس نے بھی قمری حساب کو برقرار رکھا اور قمری مہینوں ہی کے لحاظ سے سال کی تحدید کی اور مہینوں کو گھٹانے بڑھانے اور آگے پیچھے کرنے سے روک دیا۔ کیونکہ زمانہ جاہلیت میں عرب میں اپنی مقصد برآری کے لئے امن و آشتی کے مہینہ کو مؤخر کر دیتے یا حج کے مہینہ کو پیچھے ڈال دیتے تھے۔

یہ سال سنہ ہجری کہلاتا ہے کیونکہ اس کی ابتداء امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے مشورہ سے پیغمبر اکرم ﷺ کی ہجرت پر رکھی گئی تھی۔ اگرچہ ہجرت کا واقعہ ۲۷ صفر کو پیش آیا اور ۱۲ ربیع الاول کو آنحضرت ﷺ کا مدینہ میں ورود ہوا، مگر محرم کی اہمیت وشہرت اور شہر الحرام میں نمایاں ہونے کی وجہ سے اور بایں خیال کہ ہجرت کا ارادہ محرم ہی سے تھا، اسے سال کا پہلا مہینہ قرار دیا گیا۔ اگرچہ قمری حساب سیدھا سادا اور ہر قسم کے پیچ و خم سے پاک ہے مگر اس میں یہ دشواری نظر آئی کہ اس کے ذریعہ فصلوں کی حد بندی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ جو مہینہ آج سردی میں آرہا ہے پھر گرمی میں آنا شروع ہو جائے گا اور جو خزاں میں آرہا ہے وہ بہار میں آنے لگے گا۔ لہٰذا یہ نہ بتایا جا سکے گا کہ گرمی کے مہینے کون سے ہیں اور سردی کے کون سے۔ کس مہینے میں فصل کاشت ہوگی اور کس مہینے میں کاٹی جائے گی۔ اور مصریوں کو بھی یہی دقت پیش آئی۔ کیونکہ ان کی زندگی کا انحصار کھیتی

باڑی پر تھا، اور ایک برسات سے لے کر دوسری برسات تک انھوں نے بارہ مہینوں کا حساب لگایا تھا۔ مگر برسات تیرہ مہینوں کے بعد آنے لگی۔ اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ کوئی ایسی صورت ہونا چاہئے کہ گرما و سرما اور بہار و خزاں کے موسم کی حد بندی ہو جائے۔ چنانچہ فلکی مطالعہ نے انسان کی رہنمائی اور اس نے دیکھا کہ چاند ہر رات کسی نہ کسی ستارے کے پاس نظر آتا ہے اور چونکہ چاند کے نظر آنے کی راتیں اٹھائیس ہوتی ہیں اس لئے اس نے ان ستاروں کو علامت قرار دے کر چاند کی اٹھائیس منزلیں قرار دے لیں۔ ان منزلوں کو ہندی میں نچھتر کہا جاتا ہے۔ جو اسونی، بھرنی، کرتکا، روہنی وغیرہ کے ناموں سے مشہور ہیں۔

اور عربی میں ان کے نام حسب ذیل ہیں :

شرطان، بطین، ثریا، وبران، هقعه، هنعه، ذراع، نثره، طرف، جبهه، زهره، صرفه، عواء، سماک الاعزل، غفر، زبانا، اکلیل، قلب، شوله، نعائم، بلده، سعد، ذابح، سعد، بلع، سعد السعود، سعد لاخبیه، فرغ المقدم، فرغ الموخر، رشاء.

پھر اس نے دیکھا کہ منطقۃ البروج پر کئی ستاروں کے جھرمٹ ہیں جنھیں قاعدہ سے ملایا جائے تو بارہ مختلف شکلیں بن جاتی ہیں اور انھیں شکلوں کے لحاظ سے ان کے نام رکھ لئے گئے۔ ہندی میں انھیں راس اور عربی میں برج کہا جاتا ہے۔

ہندی نام یہ ہیں :

میکھ، برکھ، متھن، کرک، سنگھ، کنیا، تلا، برچھک، دھن، مکر، کنبھ، مین۔

اور اسی ترتیب سے عربی نام یہ ہیں :

حمل، ثور، جوزا، سرطان، اسد، سنبلہ، میزان، عقرب، قوس، جدی، دلو، حوت،

پھر ان منزلوں کو ۳۶۰/درجوں پر تقسیم کیا اور ہر منزل میں چاند کا قیام ۱۲/درجہ اور تقریباً

۵۱/دقیقہ اور ہر برج میں اس کا ٹھہراؤ دو دن آٹھ گھنٹہ قرار دیا۔ پھر یہ دیکھا کہ جس منزل کو چاند شبانہ روز میں طے کرتا ہے، سورج اسے تقریباً ۱۳/دنوں میں تمام کرتا ہے جن سے منزلوں کے دن ۳۶۴/بنتے ہیں۔ لیکن سورج اس مقام پر جہاں سے چلا تھا۔ ۳۶۵/دنوں میں پہنچتا ہے اس طرح کہ حمل، ثور، سرطان، اسد اور سنبلہ میں ۳۱۔۳۱/دن جوزا میں ۳۲ دن۔ میزان، عقرب، دلو اور حوت میں ۳۰۔۳۰/دن اور قوس وجدی میں ۲۹۔۲۹/دن صرف کرتا ہے تو انھوں نے ایام منازل کو دورۂ شمسی کے دنوں سے مطابق کرنے کے لئے منزلِ غفر میں ایک دن کا اضافہ کر کے ۳۶۵/دن کا سال مقرر کر لیا اور موسموں کو ان منزلوں پر تقسیم کر کے فصول اربعہ کی حد بندی کر لی اور اسے شمسی سال سے تعبیر کیا جانے لگا۔

اور بعض ملکوں میں شمسی سال کے باوجود مہینوں کا حساب قمری ہی رہا، حالانکہ قمری حساب سے سال کی مدت ۳۵۴/دن ۸/گھنٹے ۴۸/منٹ ۳۲/سیکنڈ ہوتی ہے۔ کیونکہ قمری مہینہ ۲۹/دن یا ۳۰/دن کا ہوتا ہے۔ اگر چہ چاند ۲۷/دن ۷ گھنٹہ ۴۳/منٹ کی مدت میں سمت متقابل کی طرف حرکت کرتا ہوا زمین کے گرد اپنا دورہ مکمل کر لیتا ہے۔ لیکن حرکت ارضی کی وجہ سے چاند کے سفر میں ۲/دن ۲۱/اعشاریہ کا اضافہ ہو جاتا ہے اور اسے اپنا سفر تمام کرنے کے لئے ۲۹/دن ۱۲/گھنٹہ ۴۳/منٹ ۱۶/سیکنڈ کی مدت درکار ہوتی ہے۔ اس بنا پر وہ کبھی ۲۹/دن کے بعد نظر آتا ہے اور کبھی ۳۰/دن کے بعد۔ اور اسی رویت پر مہینوں کی مدت کا انحصار ہے اور شمسی سال کی مدت ۳۶۵/دن ۵/گھنٹہ ۴۸/منٹ ۴۶/سیکنڈ ہوتی ہے۔ اس لئے قمری سال ۱۰/دن ۲۱/گھنٹے ۱۴/سیکنڈ شمسی سال سے چھوٹا ہوگا اور ہر سو سال کے بعد شمسی سال سے تین سال آگے بڑھ جائے گا۔

چنانچہ اہل کتاب میں سے ایک شخص نے امیر المومنین علیہ السلام سے کہا کہ قرآن میں

ہے کہ ﴿ولبثوا فی کهفهم ثلث مائة سنین وازدادوا تسعاً﴾ (وہ غار میں تین سو برس ٹھہرے اور لوگوں نے نو برس اور بڑھا دیئے) اور ہماری کتاب میں صرف تین سو برس کا ذکر ہے۔ یہ اختلاف کیوں ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ یونانیوں کے تین سو برس عربوں کے تین سو نو سالوں کے برابر ہوتے ہیں۔ یہ اس لئے کہ جب ہر سو سال میں تین سال کا اضافہ ہوگا تو تین سو سالوں کے بعد نو سالوں کا اضافہ ہونا ہی چاہئے۔

جن ممالک میں مہینوں کی مدت شمسی سال سے کم ہوتی ہے وہ ان میں دنوں کا اضافہ کر کے اسے شمسی سال سے مطابق کر لیتے ہیں۔ چنانچہ اہل ہند اپنے مہینوں کا حساب چاند سے کرتے ہیں۔ اس طرح کہ پروا یعنی چاند کے انحطاط سے مہینہ کا آغاز کرتے ہیں اور پورنماشی یعنی چاند کے مکمل ہو جانے پر ختم کر دیتے ہیں اور ہر تیسرے سال ایک مہینہ کا اضافہ کر کے اپنے سال کو شمسی سال کے مطابق کر لیتے ہیں۔ ترکوں کے مہینے بھی شمار میں قمری مہینوں کے برابر ہوتے ہیں وہ شمس و قمر کے اتصال سے ابتدا کرتے ہیں اور ہر تیسرے سال ایک ماہ کا اضافہ کر لیتے ہیں۔ اہل فارس اپنے سال ابتداء تحویل آفتاب سے کرتے ہیں۔ ان کے مہینوں کے نام یہ ہیں:

فروردین، اردی بہشت، خرداد، تیر، مرداد، شہریور، مہر، آبان، آذر، دی، بہمن، اسفند۔

یہ تمام مہینے ۳۰۔۳۰/دن کے ہوتے ہیں جس سے سال کے ۳۶۰/دن بنتے ہیں۔ لیکن وہ اسفند کے آخر میں ۵/دنوں کا اضافہ کر کے شمسی سال کے مطابق کر لیتے ہیں اور ۱۲۰/سال کے بعد ایک مہینہ کا اضافہ کر کے بقایا کمی کو پورا کر لیتے ہیں۔ اس زائد مہینہ کو ہندی میں لوند، ترکی میں سوا آئی، اور فارسی میں کبیسہ کہتے ہیں۔ روم میں مہینوں کا حساب چاند سے اور سال کا حساب سورج سے لگایا جاتا تھا۔ جب روم میں جولیس سیزر حکمران ہوا تو اس نے ۴۵۔ق۔م۔ میں دو ہیئت

دانوں کی مدد سے سال کی مدت ۳۶۵ر دن ۶ر گھنٹہ مقرر کی۔ اس طرح کہ فروری کے ۲۹ر دن اور باقی مہینوں میں ایک مہینہ تیس دن کا اور دوسرا ۳۱ر دن کا قرار دیا۔ اور چھ گھنٹوں کی کھپت کے لئے ہر چوتھے سال فروری میں ایک دن کا اضافہ کر دیا۔ اور اپنے نام پر جون کے بعد والے مہینے کا نام جولائی رکھا اس کے بعد اگسٹس نے جولائی کے بعد والے مہینے کا نام اپنے نام پر اگست رکھا۔ اور فروری سے ایک دن نکال کر اس میں بڑھا دیا۔ یہ حساب صدیوں چلتا رہا۔ لیکن سال کی مدت چونکہ ۳۶۵ر دن ۶ر گھنٹہ تھی، اس لئے ۴۰۰ر سال کے عرصہ میں تحویلِ آفتاب میں ۳ر دن کا فرق پڑ گیا۔

چنانچہ جب ۳۲۵ء میں روم کے ہیئت داں اس مسئلہ پر غور کرنے کے لئے جمع ہوئے تو اس سال تحویلِ آفتاب ۲۱ر مارچ کو تھی حالانکہ ۴۵ ق۔م جب یہ سال رائج ہوا تھا تو تحویلِ آفتاب ۲۵ر مارچ کو تھی۔ انھوں نے بتایا کہ شمسی سال کی صحیح مدت چونکہ ۳۶۵ر دن ۵ر گھنٹہ ۴۸ر منٹ ۴۶ سیکنڈ ہے اور ملکی سال کا شمار ۳۶۵ر دن ۶ر گھنٹہ کے حساب سے ہوتا رہا ہے اور ملکی سال، شمسی سال سے ۱۱ر منٹ ۱۴ر سیکنڈ آگے بڑھتا رہا ہے اس لئے یہ فرق پڑ گیا ہے۔ مگر اس کی تصحیح کی کوئی تدبیر نہ کر سکے۔ آخر ۱۵۸۲ء میں پاپائے اعظم گریگری نے اس کی طرف توجہ کی اور گزشتہ سالوں میں جو دس دن زیادہ شمار ہوتے تھے کم کر دیئے اور آئندہ کے لئے ہر تین سال کے دن ۳۶۵ر اور چوتھے سال کے دن ۳۶۶ر قرار دیئے تاکہ ان چار سالوں میں ہر سال جو ۵ر گھنٹے ۴۸ر منٹ ۴۶ر سیکنڈ زائد ہوتے ہیں ان کی کھپت ہو جائے۔ مگر جب یہ دیکھا گیا کہ اس سے بھی کچھ فرق پڑتا ہے اس طرح کہ کمی تو چار سالوں میں ۲۳ر گھنٹے ۱۵ر منٹ ۴۴ سیکنڈ کی ہوئی ہے اور اضافہ ایک دن کی صورت میں ۲۴ر گھنٹے کا کیا گیا ہے جس سے ۴۰۰ر سال میں ۳ر دن کا فرق پڑ جاتا ہے۔ اس لئے

پوری صدی والے سالوں میں صرف اس سال میں اضافہ باقی رکھا گیا جو ۴۰۰ پر پورا تقسیم ہو جائے تا کہ یہ بڑھنے والے تین دن کم ہوجائیں۔

لیکن اس صورت میں بھی ۲۶ سیکنڈ ہر سال میں بڑھ جاتے ہیں جو ۳۳۲۳ سال میں ایک دن کے مساوی ہوجائیں گے۔اس کے تدارک کی یہ صورت نکالی گئی کہ جو سال ۴۰۰۰ پر پورا تقسیم ہوجائے اس میں ایک دن کا اضافہ نہیں کیا جائے گا۔لیکن یہ ایک دن تو ۳۳۲۳ سالوں میں بڑھتا تھا اور کمی چار ہزار سال میں ایک دن کی تجویز ہوئی تو اس کے نتیجہ میں بیس ہزار سالوں میں ایک دن پھر بڑھ جائے گا۔مگر اس کے حل کی ابھی کوئی خاص ضرورت محسوس نہیں کی گئی ہے۔

جس سال میں ایک دن کا اضافہ کیا جاتا ہے اس کے پہچاننے کا حسابی طریقہ یہ ہے کہ عیسوی سن کو چار پر تقسیم کردیا جائے۔اگر ایک باقی رہے تو ۳۶۵ دن والا پہلا سال، دو باقی رہیں تو دوسرا، تین باقی رہیں تو تیسرا، اور پورا تقسیم ہوجائے تو وہ ۳۶۶ دنوں کا سال ہوگا ایسے کو لیپ کا سال کہا جاتا ہے۔

بہرحال اس بیان سے یہ واضح ہوگیا کہ ملکی سال کبھی شمسی سال سے گھٹ جاتا ہے اور کبھی بڑھ جاتا ہے۔اور ہر چوتھے سال ایک دن کے اضافہ کی ضرورت پڑ جاتی ہے اور پھر بھی تفاوت رہ جاتا ہے۔اور پھر اسے وہی سمجھ سکتا ہے جو علم فلکیات میں مہارت رکھتا ہو۔بخلاف قمری حساب کے کہ وہ گھٹائے بڑھائے بغیر بالکل قدرتی حالت میں ہے۔اور ہر شخص بآسانی معلوم کرلیتا ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق عام مشاہدہ سے ہے اس لئے اسلام نے اعمال وعبادات کی بنیاد زیادہ تر قمری حساب پر رکھی ہے۔تاکہ تعیین اوقات میں کوئی دشواری پیش نہ آئے اور جو سورج سے متعلق ہیں جیسے افطار صوم یا اوقات نماز یا نماز آیات تو ان کا تعلق صرف سورج کے مشاہدہ یعنی طلوع وغروب وزوال

اور کسوف سے ہے جس میں کوئی پیچیدگی نہیں ہے۔

البتہ کچھ امور ایسے ہیں جو شمسی حساب سے متعلق ہیں مگر وہ اعمال واجب پر اثر انداز نہیں ہوتے جیسے نوروز۔ کیونکہ جس دن غدیر خم میں اعلان خلافتِ علوی ہوا اور جس دن امیر المؤمنین علیہ السلام زینت افزائے سریر خلافت ہوئے۔ آفتاب برج حمل میں تھا۔ اسی لئے اس دن کی مسرت کو دو چند کرنے کے لئے قمری و شمسی دونوں تاریخوں کو یوم مسرت قرار دیا گیا۔ اسی طرح نوروز کے ۲۳ روز بعد نیسان کا مہینہ شروع ہوتا ہے جس میں برسنے والے پانی پر مختلف سورتیں اور دعائیں پڑھ کر پینے سے مختلف فوائد و خواص کا تذکرہ روایات میں ہوا ہے یونہی امام جعفر صادق علیہ السلام نے ماہ حریزان کی ساتویں تاریخ کو پچھنے لگوانے سے منع کیا ہے اور امام رضا علیہ السلام سے شمسی مہینوں کے لحاظ سے ہر مہینہ کے کچھ اصول صحت وارد ہوئے ہیں۔

دعا نمبر ۴۴ کی شرح

یہ دعا رمضان کے خیر مقدم کے سلسلہ میں ہے ماہ رمضان قمری سال کا نواں مہینہ ہے جس میں طلوع صادق سے لے کر غروب آفتاب تک چند امور بقصد قربت ترک کئے جاتے ہیں جیسے کھانا پینا وغیرہ۔ اس ترک کا نام روزہ ہے جو اسلامی عبادات میں ایک اہم عبادت ہے۔ روزہ صرف مذہب اسلام ہی سے مخصوص نہیں ہے بلکہ تمام ملل و مذاہب کسی نہ کسی صورت میں روزہ رکھنے اور اس کی افادیت کا اقرار کرتے ہیں۔ البتہ ماہ رمضان میں روزہ رکھنا اسلام سے مختص ہے۔ اسی لئے حضرتؑ نے اسے شہر الاسلام (اسلام کا مہینہ) فرمایا ہے۔ اس مہینہ کو ماہ رمضان کے نام سے موسوم کرنے کے سلسلہ میں چند اقوال ہیں:

پہلا قول یہ ہے کہ رمض سے ماخوذ ہے اور رمض کے معنی دھوپ کی شدت سے پتھر، ریت

وغیرہ کے گرم ہونے کے ہیں۔اسی لئے جلتی ہوئی زمین کو''رمضا'' کہا جاتا ہے۔اور جب پہلی دفعہ روزے واجب ہوئے تو ماہ رمضان سخت گرمی میں پڑا تھا۔اور روزوں کی وجہ سے گرمی و تپش کا احساس بڑھا تو اس مہینہ کا نام ماہ رمضان یعنی ماہ آتش فشاں پڑ گیا۔یا اس لئے کہ یہ مہینہ گناہوں کو اس طرح جلاتا اور فنا کرتا ہے جس طرح سورج کی تمازت زمین کی رطوبتوں کو جلاتی اور فنا کرتی ہے چنانچہ پیغمبر اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

''انما سمّی رمضان لأن رمضان یرمض الذنوب.''

''ماہ رمضان کو ماہ رمضان اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ گناہوں کو جلا دیتا ہے۔''

دوسرا قول یہ ہے کہ یہ 'رمضی' سے ماخوذ ہے اور رمضی اس ابر و باراں کو کہتے ہیں جو موسم گرما کے اخیر میں آئے اس سے گرمی کی تیزی دور ہو جاتی ہے۔اسی طرح یہ مہینہ بھی گناہوں کے جوش کو کم کرتا اور برائیوں کو دھو ڈالتا ہے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ یہ عربوں کے قول رمضت النصل سے ماخوذ ہے جس کے معنی دو پتھر کے درمیان چھری تلوار یا نیزہ کے پھل کو رکھ کر تیز کرنے کے ہیں۔اور عرب اس مہینہ میں اپنے ہتھیاروں کو تیز کیا کرتے تھے تاکہ اشہر الحرام کے شروع ہونے سے پہلے ماہ شوال میں اپنی جنگ جویانہ طبیعت کے تقاضے پورے کر سکیں۔

چوتھا قول یہ ہے کہ یہ 'ارتماض' سے ماخوذ ہے جس کے معنی قلق و اضطراب محسوس کرنے کے ہیں چونکہ اس مہینہ میں بھوک و پیاس کی وجہ سے بے چینی محسوس کی جاتی ہے اس لئے اسے ماہ رمضان کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

پانچواں قول یہ ہے کہ یہ مشتق نہیں ہے بلکہ اللہ کا نام ہے اور چونکہ اس مہینہ کو اللہ تعالی

سے خصوصی نسبت حاصل ہے اس لئے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہو کر ماہ رمضان کہلاتا ہے۔

چنانچہ امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے:

"لا تقولوا هذا رمضان ولا ذهب رمضان ولا جاء رمضان فان رمضان اسم من أسماء الله تعالىٰ وهو عز وجل لايجيء ولا يذهب ولكن قولوا" شهر رمضان".

"یہ نہ کہا کرو کہ "یہ رمضان ہے" اور "رمضان گیا، اور رمضان آیا" اس لئے کہ رمضان، اللہ سبحانہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کہیں آتا جاتا نہیں۔ لہذا ماہ رمضان کہا کرو"۔

ماہ رمضان اس انتساب اور اپنے فیوض و برکات کے لحاظ سے تمام مہینوں پر فوقیت رکھتا ہے۔ چنانچہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"قد اقبل اليكم شهر الله بالبركة و الرحمة والمغفرة شهر هو عند الله افضل الشهور و ايامه افضل الايام ولياليه افضل الليالى وساعاته افضل الساعات."

"تمہاری طرف اللہ کا مہینہ برکت، رحمت اور مغفرت کا پیغام لے کر بڑھ رہا ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام مہینوں سے افضل ہے۔ اس کے دن تمام دنوں سے افضل، اس کی راتیں تمام راتوں سے بہتر، اس کے لمحے تمام لمحوں سے برتر ہیں"۔

اس مہینہ کی راتوں میں سے ایک رات لیلۃ القدر کے نام سے موسوم ہے جس میں بجالائے ہوئے اعمال و عبادات ہزار مہینوں کے اعمال سے بہتر ہیں۔ چنانچہ امام جعفر صادق علیہ

السلام کا ارشاد ہے:

''العمل فیھا خیر من العمل فی الف شھر لیس فیھا لیلۃ القدر۔''

''اس رات میں اعمال ان ہزار مہینوں کے اعمال سے بہتر ہیں جن میں لیلۃ القدر نہ ہو''۔

اسی مہینہ میں تمام آسمانی کتابیں نازل ہوئیں اور اسی مہینہ میں قرآن مجید نازل ہوا۔

چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

''شھر رمضان الذی اُنزل فیہ القرآن ھدًی للناس و بینات من الھدیٰ والفرقان۔''

''رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔ وہ لوگوں کے لئے رہنما ہے اور ہدایت اور حق و باطل کے امتیاز کی روشن نشانیاں رکھتا ہے''۔

اس مہینہ کو روزوں سے مختص کرنے میں یہ مصلحت بھی ہو سکتی ہے کہ قرآن کی یاد تازہ رہے اور روزہ و عبادت کے جلو میں اس کے نزول کی تقریب کو منایا جا سکے اور یوں بھی عمل عبادت کے لئے وقت و زمانہ کی پابندی اس کے بجالانے کی قوی محرک ہوتی ہے۔ اگر روزوں کا زمانہ مقرر نہ ہوتا اور لوگوں کو یہ اختیار ہوتا کہ وہ سال میں جب چاہیں روزہ رکھ لیں تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ بیشتر افراد روزہ رکھنے میں ٹال مٹول سے کام لیتے، اور آج کل کر کے پورا سال گزار دیتے اور ایک آدھ دن بھی روزہ رکھنے کی توفیق نصیب نہ ہوتی۔ اور اگر ایک آدھ روزہ رکھ بھی لیتے تو اس پر کوئی فائدہ مرتب نہ ہوتا بلکہ ایک معتاد زندگی میں خلل پیدا ہوتا اور پھر ہر شخص ایسے ہی زمانہ میں روزہ رکھتا جس میں روزے کی تکلیف کا احساس کم ہوتا اور مختلف موسموں میں روزہ رکھنے سے جو مختلف اثرات

صحتِ انسانی پر پڑتے ہیں ان سے محروم ہونا پڑتا۔اس کے علاوہ عبادت میں ہم آہنگی واجتماعی شان باقی نہ رہتی۔اور یک رنگی ہی وہ چیز ہے جس سے تلخی بھی خوشگوار ہو جایا کرتی ہے۔

چنانچہ جب کوئی شخص دوسروں کو بے روزہ دیکھتا ہے اور خود روزہ سے ہوتا ہے تو اسے روزہ گراں گزرتا ہے۔مگر دوسروں کو روزہ دار دیکھنے سے اس کی ناخوشگواری بارِ خاطر نہیں ہوتی۔چنانچہ جب سفر یا مرض کی وجہ سے روزے قضا ہو جاتے ہیں اور بعد میں رکھنا پڑتے ہیں تو وہ ماہ رمضان کے روزوں کی بہ نسبت شاق گزرتے ہیں اور دل میں ماہ رمضان کے روزوں کا سا ولولہ و جوش پیدا نہیں ہوتا۔اور اس تحدیدِ اوقات سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ انسان دوسروں کی دیکھا دیکھی روزہ رکھ لیتا ہے اور بے روزہ رہنے سے شرم و خجالت محسوس کرتا ہے۔اسلامی روزہ فقط تعیینِ مدت ہی کے لحاظ سے امتیاز نہیں رکھتا کہ اسے آگے پیچھے نہیں کیا جا سکتا،اور بھی چند وجوہ سے خصوصی امتیازات کا حامل ہے۔

چنانچہ اسلام نے روزوں کی مدت نہ اتنی مختصر رکھی ہے کہ ان سے کوئی فائدہ ونتیجہ حاصل نہ ہو اور نہ اتنی طویل کہ زندگی کے معمول میں فرق پڑے۔اور اس سے عہدہ برآ ہونے میں دشواری محسوس ہو۔اس معتدل مدت کے ساتھ روزہ کے اوقات بھی بالکل طبعی ہیں۔یعنی طلوعِ صبح صادق سے لے کر غروبِ آفتاب تک،جنھیں بڑی آسانی سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔اسی طرح پوری مدت کی تعیین میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی۔یوں،کہ ایک چاند دیکھو تو روزے شروع کردو اور دوسرا دیکھو تو ختم کردو۔بخلاف دوسرے مذاہب کے کہ ان کے یہاں روزہ رکھنے کے لئے پورا حساب لگانے کی ضرورت پڑتی ہے اور بغیر حساب دانی کے نہ شروع کا وقت معلوم ہو سکتا ہے اور نہ ختم کا۔ اور پھر اسلامی روزہ دن کے اوقات میں ہوتا ہے جب کہ انسان چلتا پھرتا اور حرکت کرتا رہتا ہے اور

طبی حیثیت سے یہ مسلمہ طور پر ثابت ہے کہ جب انسان کے بدن میں حرکت نہ ہوتو اس حالت میں خالی پیٹ رہنا صحت کو معتد بہ نقصان پہنچاتا ہے۔

اسی لئے ائمۂ اہل بیتؑ نے رات کے وقت کچھ نہ کچھ کھا پی کر سونے کی ہدایت کی ہے۔

اور صوم وصال یعنی دو روزوں کو ملا کر رکھنے کو حرام قرار دیا گیا ہے تاکہ روزہ میں رات کا حصہ شامل نہ ہونے پائے اس کے برخلاف یہود و نصاریٰ وغیرہ کے یہاں رات کا حصہ بھی شامل ہوتا ہے۔ چنانچہ یہودیوں کا روزہ ۲۲/گھنٹہ سے لے کر ۲۶/گھنٹہ تک کا ہوتا ہے۔ اور اتنا طویل فاقہ یقیناً صحتِ جسمانی کے لئے مضر ہوتا ہے۔ اور پھر روزہ کا سب سے اہم مقصد ضبط نفس کی مشق ہے اور یہ مقصد رات کے روزہ سے حاصل نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ رات تو سونے میں کٹ جاتی ہے اور اس کے ساتھ خواہشات وجذبات بھی سو جاتے ہیں اس لئے خواہشاتِ نفس کو روکنے کی ریاضت نہ ہو سکے گی۔ یہ ریاضت تو دن ہی کے روزہ سے ہوسکتی ہے جس سے انسان رفتہ رفتہ اپنے خواہشات پر قابو پالیتا ہے۔ کبھی خواہشات پر اقتدار صرف اس حد تک ہوتا ہے کہ انسان بھوک پیاس کے ہوتے ہوئے نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے۔ اور کبھی زبان، آنکھ، کان پر بھی قابو پالیتا ہے اور انھیں بے راہ نہیں ہونے دیتا۔ اور کبھی اپنے خیالات وتصورات پر بھی قابو حاصل کر لیتا ہے۔ اس اعتبار سے روزہ دار تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو صرف کھانے پینے اور دوسرے مفطرات سے اجتناب کرتے ہیں؛ یہ عوام کا گروہ ہے۔ اور دوسرے وہ جو ہمہ تن روزہ دار ہوتے ہیں اور کسی عضو کو گناہ سے آلودہ نہیں ہونے دیتے۔ یہ خواص کی جماعت ہے اور دراصل روزہ دار یہی لوگ ہیں۔ چنانچہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے:

"اذا صمت فلیصم سمعک و بصرک وشعرک وجلدک ولا یکون

یوم صومک کیوم فطرک."

"جب روزہ رکھو تو تمہارے کان، آنکھ، بال اور جسم کی کھال تک روزہ دار ہو اور تمہارے روزہ کا دن بے روزہ والے دن کے مانند نہ ہونا چاہئے"۔

اور تیسرے وہ جو اپنے دل و دماغ کو ہر قسم کے خیالات فاسدہ اور تصورات باطلہ سے پاک وصاف رکھتے ہیں اور ہمہ تن اللہ تعالیٰ کے ذکر وفکر میں مستغرق رہتے ہیں۔ یہ مقربین کی جماعت ہے۔ چنانچہ امام زین العابدین علیہ السلام کے متعلق وارد ہوا ہے کہ ماہ رمضان میں آپؑ کی زبان اقدس سے دعا و تسبیح اور تکبیر و استغفار کے علاوہ کوئی کلمہ سننے میں نہ آتا تھا۔ یہاں تک کہ تمام ماہ مبارک اسی طرح گزر جاتا تھا۔

دعا نمبر ۴۵ کی شرح

یہ دعا ماہ رمضان کے برکت آفرین لمحات کو الوداع کرنے کے سلسلہ میں ہے۔ لفظ وداع، دعۃ سے ماخوذ ہے جس کے معنی راحت و آرام اور پرسکون زندگی کے ہیں۔ اور مسافر کو وداع کرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس سے اپنی محبت و دل بستگی کا اظہار کیا جائے اور اس کے لئے دعا کی جائے کہ سفر کی صعوبتیں اس کے لئے آسان اور منزل کی دشواریاں اس کے لئے سہل ہوں اور اس سے دوبارہ پلٹ کر آنا نصیب ہو یا جہاں جانا چاہتا ہے وہاں سکون و قرار حاصل ہو۔ یہ وداع اس کی دلیل ہے کہ جسے وداع کیا جا رہا ہے نگاہوں میں اس کی عزت اور دل میں اس کی قدر و منزلت ہے، اور اس کی جدائی گراں اور مفارقت شاق ہے۔ یہ محبت اور لگاؤ زمان سے بھی ہوسکتا ہے اور مکان سے بھی۔ ذی شعور سے بھی ہوسکتا ہے اور غیر ذی شعور سے بھی چنانچہ اسی محبت و وابستگی کے نتیجہ میں انسان کبھی ماضی کے ان لمحوں کو پکارتا ہے جو اپنی خوشگوار یاد دل میں چھوڑ جاتے



ہیں۔اور کبھی شباب کی گھڑیوں کو خطاب کرتا اور عمر رفتہ کو آواز دیتا ہے،اور کبھی اداس کھنڈروں، خاموش ویرانیوں اور شکستہ دیواروں سے خطاب کرتا ہے اور کبھی ان کی زبان بے زبانی کی خود تر جمانی کرتا اور کبھی ان سے بولنے اور جواب دینے کی فرمائش کرتا ہے۔چنانچہ عرب کا ایک شاعر کہتا ہے:

یا دار عبلة بالجواء تکلمی وعمی صباحا دار عبلة و اسلمی

''اے مقام جوا میں واقع ہونے والے عبلہ کے گھر کچھ بول کہ میں گوش بر آواز ہوں تیری صبحیں غارتگری سے محفوظ اور تو گردشِ زمانہ سے بچا رہے''

اسی طرح ماہ رمضان کے لمحوں اور ساعتوں سے خطاب کرنا اس سے انتہائی وابستگی کی دلیل ہے کیونکہ خاصان خدا کو ذکر الٰہی، اطاعتِ خداوندی اور عبادت سے اتنی شیفتگی ہوتی ہے کہ وہ عبادت کے مخصوص دنوں اور لمحوں سے بھی والہانہ محبت کا اظہار کرتے ہیں اور ان لمحوں کی جدائی کو اتنا ہی محسوس کرتے ہیں جتنا دل باختگانِ محبت، محبوب کی جدائی کو اور اسی طرح بجھے ہوئے دل اور مرجھائے ہوئے چہرے کے ساتھ انھیں الوداع کرتے ہیں جس طرح محبوب کو رخصت کیا جاتا ہے۔

چنانچہ حضرتؑ اواخر ماہ رمضان میں یہ دعا پڑھتے اور تحسر آمیز جذبات کے ساتھ اسے الوداع کرتے ۔یہ دعا انہی لوگوں کے لئے ہے جنھوں نے اس ماہ رمبارک کے لحات عبادت و اطاعت میں گزارے ہوں ،واجبات ادا کئے ہوں،اور محرمات سے کنارہ کش رہے ہون ،اور جنھوں نے نماز روزہ سے کوئی واسطہ نہ رکھا ہو تو انھیں اس کے آنے پر خوشی ہی کیا تھی کہ جانے کا رنج کریں اور اسے الوداع کرنے کی ضرورت محسوس کریں ۔البتہ جنھوں نے خدا کی خوشنودی کا

سروسامان کیا ہواور اس کے مبارک لمحات میں زادآخرت بہم پہنچایا ہو، فرائض و واجبات ادا کیے ہوں انھیں الوداع کرنا چاہیے تا کہ ان کے حسنات میں مزید اضافہ ہواور رحمت و مغفرتِ الٰہی کے اہل قرار پائیں۔ چنانچہ جابرؓ ابن عبداللہ انصاری کہتے ہیں:

"دخلت علی رسول الله في آخر جمعة من شهر رمضان فلما بصرني قال لي يا جابر هذه آخر جمعة من شهر رمضان فودعه وقل اللهم لا تجعله آ العهد من صيامنا اياه فان جعلته فاجعلني مرحوماً ولاتجعلني محروماً فانه من قال ذلک ظفر باحدى الحسنيين اما ببلوغ شهر رمضان من قابل او بغفران الله و رحمته."

"میں ماہ رمضان میں جمعۃ الوداع کے دن پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آنحضرتؐ نے مجھے دیکھا تو فرمایا کہ اے جابر! یہ ماہ رمضان کا آخری جمعہ ہے لہٰذا اسے الوداع کرو اور یہ کہو "اے اللہ! اسے ہمارے روزوں کا آخری زمانہ نہ قرار دے۔ اور اگر تو نے قرار دیا ہے تو ہمیں اپنی رحمت سے سرفراز کر اور محروم نہ کر"۔ تو جو شخص یہ کلمات کہے گا تو وہ دو خوبیوں میں سے ایک خوبی کو ضرور پائے گا۔ یا تو آئندہ کا ماہ رمضان اسے نصیب ہوگا، یا اللہ تعالیٰ کی مغفرت و رحمت اس کے شامل حال ہوگی"۔

یہ دعا، جمعۃ الوداع یا ماہ رمضان کی آخری شب یا آخری روز میں پڑھنا چاہیے۔ اور آخری شب میں سحر کے وقت پڑھنا بہتر ہے۔ اور اس سے بہتر یہ ہے کہ جمعۃ الوداع میں بھی پڑھے، اور آخری شب میں بھی پڑھے۔ اور اگر یہ خیال ہو کہ چاند انتیس کا ہوگا تو انتیسویں شب میں پڑھے اور چاند نہ ہو تو تیسویں شب میں بھی پڑھے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ شب عید پڑھے۔

دعا نمبر ۴۶ کی شرح

ہر قوم وملت میں کوئی نہ کوئی دن ایسا ضرور ہوتا ہے جو کسی تاریخی پس منظر کی وجہ سے یادگار کی حیثیت رکھتا ہے اور اسے وہ اپنے طریقہ سے مناتے اور اس میں سرور ومسرت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ چنانچہ جس دن حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آتش نمرود سرد ہوئی اور وہ آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں میں سے زندہ وسلامت نکل آئے، وہ دن ان کے ماننے والوں کے لئے عید قرار پا گیا۔ اور جس دن حضرت یونسؑ شکمِ ماہی سے زندہ رہا ہوئے وہ دن ان کی قوم کے لئے عید کا دن بن گیا۔ اور جس دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت پر مائدہ نازل ہوا وہ ان کے لئے عید کا دن قرار پا گیا۔

چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے: ﴿ربّ انزل علینا مائدۃً من السماء تکون لنا عیداً﴾ اے ہمارے پروردگار! تو ہم پر آسمان سے مائدہ نازل کر جو ہمارے لئے عید قرار پائے"۔

اسی طرح اسلام میں بھی مختلف یادگاروں کے سلسلہ میں متعدد عیدیں منائی جاتی ہیں۔ جن میں سے عید اضحیٰ اور عید فطر زیادہ شہرت رکھتی ہیں۔ عید اضحیٰ اس بے مثال قربانی کی یادگار ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قربان گاہ منیٰ میں پیش کی تھی۔ اور عید الفطر ماہ مبارک رمضان کے اختتام پر فریضۂ صیام سے عہدہ برآ ہونے کے شکریہ میں منائی جاتی ہے اس عید کی مسرت کو ہمہ گیر بنانے کے لئے اسلام نے ہر ذی استطاعت پر ایک مخصوص مقدار زکوۃ فطرہ اس ہدایت کے ساتھ واجب کردی ہے کہ نماز سے پہلے مستحقین تک پہنچا دی جائے، تاکہ وہ بھی عید کی مسرتوں میں دوسروں کے ساتھ شریک ہو سکیں۔ اور یہ اسلام کی حکیمانہ موقع شناسی ہے کہ اس نے عید الفطر کے

موقع پر غرباء کی اعانت ضروری قرار دی۔ اس لئے کہ تیس دن بھوک پیاس میں گزارنے اور فاقہ کشی کی تکلیف سے آشنا ہونے کے بعد غریبوں کے دکھ درد کا احساس اور ان سے ہمدردی کا جذبہ ابھرآتا ہے جو غریبوں اور ناداروں کی اعانت کا محرک ہوتا ہے۔ اور انسان بطیب خاطر اس مختصر مالی قرابت کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے۔ ادائے فطرہ کے بعد دوگانۂ عید سے اس دن کا افتتاح کیا جاتا ہے جس میں اہل شہر مجتمع ہو کر اجتماعی شان، ملی تنظیم اور اسلامی اخوت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ پھر خطبۂ عید پڑھا جاتا ہے جو تحمید و تقدیس، درود و سلام، پند و نصیحت اور سورۃ قرآنی پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس کے بعد مسکراتے ہوئے چہروں کے ساتھ مصافحہ و معانقہ، سلام و دعاء اور میل ملاقات کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور اسی مسرت افزاء ماحول میں یہ دن تمام ہوتا ہے۔

یہ ہے اسلامی تیوہار جس کی مسرت میں سنجیدگی، کیف میں شائستگی اور لطف و سرور میں تہذیب کو سمو دیا گیا ہے اور اس کے آداب و رسوم میں اعلیٰ اخلاقی مقاصد کا پوری طرح لحاظ رکھا گیا ہے۔ جس دن کی ابتداء فریضۂ صبح کے علاوہ زکوٰۃ و نماز اور استماع خطبہ سے ہو اور اس کے لحات میل ملاقات اور رنجشوں اور کدورتوں کو دور کرنے میں صرف ہوں وہ دن یقیناً دل میں ایک مسرت آمیز طمانیت کا احساس پیدا کرے گا اور نیکی کے جذبات ابھار کر نیک کرداری و خدا پرستی اور قلب و روح کی تطہیر کا سامان فراہم کرے گا۔ اور حقیقی عید یہی ہے کہ انسان اپنے قلب و ضمیر کو پاک و صاف کرے، گناہوں سے دامن بچائے اور برائیوں سے محفوظ رہے۔ چنانچہ امیر المؤمنین علیہ السلام کا ارشاد ہے:

"انما هو عيد لمن قبل الله صيامه و شكر قيامه و كل يوم لا يعصىٰ الله فيه فهو عيد."



"عید صرف اس کے لئے ہے جس کے روزوں کو اللہ نے قبول کیا اور اس کے قیام (نماز) کو قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ اور ہر وہ دن جس میں اللہ کی معصیت نہ کی جائے عید کا دن ہے"۔

دعا نمبر ۴۷ کی شرح

یہ دعا دعائے عرفہ کے نام سے موسوم ہے۔ عرفہ کے معنی میں فی الجملہ اختلاف ہے۔ چنانچہ بعض کے نزدیک عرفہ، عرفات ہی کا دوسرا نام ہے جو مکہ معظمہ سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر ایک وسیع میدان ہے جہاں حجاج ۹ ذی الحجہ کو غروب آفتاب تک وقوف کرتے ہیں گویا اس میدان کا ہر ٹکڑا عرفہ ہے اور ان ٹکڑوں کا مجموعہ عرفات ہے اسے عرفات اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہاں ملک ملک کے باشندے جمع ہوتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے سے متعارف ہوتے ہیں۔ یا اس لئے کہ یہ عرف الدیک (مرغ کی کلغی) سے ماخوذ ہے۔ کیونکہ مرغ کی کلغی بلند اور نمایاں ہوتی ہے۔ اسی طرح عرفات بھی مکہ کی سرزمین سے کچھ بلندی پر واقع ہوا ہے۔ اور بعض کے نزدیک عرفہ کا دن اور عرفات مقام کا نام ہے۔ چنانچہ شیخ طوسی رحمہ اللہ نے مجمع البیان میں تحریر کیا ہے:

"عرفات اسم للبقعة المعروفة یجب الوقوف بها فی الحج ویوم عرفة یوم الوقوف بها."

"عرفات اس مشہور جگہ کا نام ہے جہاں حج کے موقع پر وقوف ضروری ہے اور اس روز وقوف کو روز عرفہ کہا جاتا ہے"۔

فیروزہ آبادی نے قاموس میں تحریر کیا ہے:

"یوم عرفة التاسع من ذی الحجة و عرفات موقف الحاج ذلک الیوم

علی اثنا عشر میلا من مکة."

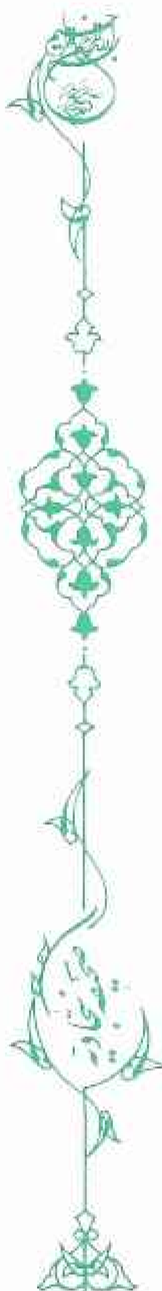
"نہم ذی الحجہ روز عرفہ ہے۔ اور مکہ سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر وہ موقف جہاں اس دن وقوف کیا جاتا ہے عرفات ہے"۔

اس قول کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جو عرفہ کی وجہ تسمیہ کے سلسلہ میں ابن عباس سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے ذی الحجہ کی آٹھویں شب کو خواب دیکھا کہ وہ اپنے فرزند حضرت اسماعیلؑ کو ذبح کررہے ہیں۔ فاصبح یروی یومه اجمع. "جب صبح ہوئی اور بیدار ہوئے تو تمام دن اس پر غور کرتے رہے" کہ یہ حکم الٰہی ہے یا نہیں۔ اس سوچ بچار کی وجہ سے آٹھویں ذی الحجہ کا نام یوم ترویہ ہوگیا۔ اور ترویہ کے معنی سوچ بچار اور غور وفکر کے ہوتے ہیں۔

دوسری رات کو پھر یہی خواب دیکھا: فلما اصبح عرف انه من الله ۔"جب صبح ہوئی تو پوری طرح جان لیا کہ حکم خدا یہی ہے"۔ اس عرفان کی وجہ سے نویں ذی الحجہ کا نام روز عرفہ ہوگیا" روز عرفہ وہ مبارک دن ہے جس میں خداوند عالم کی طرف رجوع ہوا جائے تو وہ گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ چنانچہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے:

"انه من لم یغفر له فی شهر رمضان لم یغفر له الی قابل الا ان یشهد عرفة."

"جس شخص کے گناہ ماہ رمضان میں بخشے نہیں جاتے ہیں اس کے گناہ آیندہ ماہ رمضان تک نہیں بخشے جائیں گے مگر یہ کہ وہ روز عرفہ کا شرف حاصل کرے"۔ اسی دم مسلمان اطراف و اکناف عالم سے سمٹ کر مکہ معظمہ میں جمع ہوتے ہیں اور فریضۂ حج بجالاتے ہیں۔ حج تین کی قسمیں ہیں حج افراد، حج قران، اور حج تمتع۔



حج افراد اور حج قران ان لوگوں کے لئے ہے جو مکہ یا مکہ کے اطرف و جوانب کے رہنے والے ہیں۔ جس میں ایک ہی دفعہ احرام باندھا جاتا ہے۔ اور اس کے بعد عرفات میں وقوف اور مشعر الحرام میں کہ جو مکہ اور عرفات کے درمیان واقع ہے قیام اور طلوع آفتاب کے بعد منیٰ میں کہ جو مشعر الحرام اور مکہ کے درمیان واقع ہے قربانی کرنا ہوتی ہے اور سر منڈوایا جاتا ہے اور جمرہ عقبہ پر کنکریاں پھینکی جاتی ہیں۔ پھر مکہ میں خانہ کعبہ کا طواف، صفا و مروہ کے درمیان سعی، طواف النساء اور پھر منیٰ میں رمی جمرات کے بعد حج تمام کیا جاتا ہے۔

اور حج تمتع ان لوگوں کے لئے ہے جو مکہ اور اطراف مکہ کے حدود کے رہنے والے نہ ہوں۔ اس میں پہلی مرتبہ عمرۂ تمتع کی نیت سے احرام باندھا جاتا ہے اور طواف کعبہ، نماز طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کے بعد بالوں اور ناخنوں کا کاٹنا ہوتا ہے اور اس کے بعد احرام کھول دیا جاتا ہے اور آٹھ ذی الحجہ کو حج کی نیت سے مکہ ہی میں احرام باندھا جاتا ہے اور اعمال حج بجالائے جاتے ہیں۔ حج تمتع کی مشروعیت میں کسی کو کلام نہیں۔ اور جو اس کے وجوب کے قائل نہیں ہیں انہیں بھی اس کے صحیح و درست ہونے سے انکار نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن مجید اور کتب صحاح میں اس کا صراحۃً ذکر ہے۔

چنانچہ ارشاد الٰہی ہے: ﴿فمن تمتع بالعمرة الى الحج فما استيسر من الهدى.﴾

"جو شخص حج تمتع کا عمرہ بجالائے تو جیسی قربانی میسر آئے کرے"۔

اور عمران ابن حصین سے منقول ہے کہ:

"نزلت آية المتعة فى كتاب الله فامرنا بها رسول الله ثم لم تتنزل آية

تنسخ متعة الحج و لم ينه عنها رسول الله حتى مات قال رجل برأيه بعد ما شاء."

"حج تمتع کی آیت قرآن مجید میں وارد ہوئی ہے اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں اس کا حکم دیا تھا۔ پھر ایسی کوئی آیت نازل نہیں ہوئی جو حج تمتع کو منسوخ کردے اور نہ پیغمبرؐ نے مرتے دم تک اس سے کبھی روکا۔ البتہ بعد میں ایک شخص نے اپنی رائے سے جو چاہا کہہ دیا"۔

(صحیح مسلم ج۱، ص۴۷۴)

نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ اس سے مراد حضرت عمر ہیں جنھوں نے بعض مصالح کی بنا پر اس سے منع کر دیا۔ اور حضرت عثمان بھی اسی منع پر کاربند رہے۔ مگر امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام حکم خدا و عمل پیغمبرؐ کے مطابق حج تمتع ہی بجا لاتے رہے۔ اور حضرت عثمان نے روکنا چاہا تو آپؑ نے فرمایا کہ میں کسی کے کہنے پر سنت پیغمبرؐ کو چھوڑ نہیں سکتا۔ چنانچہ محمد بن اسماعیل بخاری نے تحریر کیا ہے:

"قال اختلف عليٌّ و عثمان وهما بعسفان في المتعة فقال علي ما تريد ان تنهى عن امر فعله رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال عثمان دعني عنك."

"(روای کا بیان ہے کہ) حضرت علیؑ اور حضرت عثمان نے مقام عسفان میں حج تمتع کے بارے میں اختلاف کیا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا تمہارا مطلب کیا ہے کہ تم اس کام سے منع کرتے ہو جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا۔ حضرت عثمان نے (لاجواب ہو کر) کہا کہ یہ بحث جانے دیجئے"۔ (صحیح بخاری پ۶، ص۸۲)

بہر حال ایک ایسا فریضہ ہے جس سے انسان کی زندگی پر اثر پڑتا اور اس کے افکار و اعمال

میں ضبط وانضباط پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حج کے سلسلہ میں جو خواہشات ترک کیے جاتے ہیں اس سے صبر و تحمل اور ضبط نفس کی مشق ہوتی ہے جو برائیوں سے محفوظ رہنے کا پیش خیمہ ہے۔ اور سفر کی سختیوں اور صعوبتوں کی جھیلنے سے سستی و سہل انگاری مستعدی و آمادگی سے بدل جاتی ہے۔ اور دل و دماغ میں ایسے تاثرات پیدا ہوتے ہیں جو ایک طرف مبداء سے وابستہ کرتے ہیں تو دوسری طرف معاد کا تصور تازہ کرتے ہیں۔ چنانچہ جب انسان میقات پر پہنچ کر احرام باندھتا ہے اور زبان سے

''لبیک اللھم لبیک لا شریک لک لبیک۔''

(حاضر ہوں بار الہا! میں حاضر ہوں۔ تو لا شریک ہے میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں) کہتا ہے تو یہ تصور بھی پیدا ہوتا ہے کہ جس طرح آج احرام لپیٹے گھر بار اور اہل و عیال کو چھوڑ کر اس کی آواز پر لبیک کہہ رہا ہے اسی طرح ایک دن وہ ہوگا اور جب احرام کے بجائے کفن لپیٹے اس دنیا سے منہ موڑ کر داعی موت کی آواز پر لبیک کہے گا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا اور جب احرام باندھے ہوئے عرفات میں پہنچتا ہے تو یہ منظر دیکھنے میں آتا ہے کہ تاحد نگاہ لوگوں کا جمگھٹا جن کا پہناوا ایک، لباس ایک، وضع ایک۔ نہ غربت و امارت کا امتیاز، نہ چھوٹے اور بڑے کا فرق۔ سب دست بدعاء ہر ایک کی زبان پر توبہ و استغفار، ہر ایک اپنے گناہوں پر پشیمان اور عفو و آمرزش کا طلب گار؛ ہر ایک امید و بیم کے سنگم پر ایستادہ؛ ہر شخص فریاد کناں؛ ہر شخص گھبرایا ہوا اور سہما ہوا، ایک کو دوسرے کی خبر نہیں۔ نفسا نفسی کا عالم، اس گرمی کا تڑاقہ، لوؤں کا زور، جھلسا دینے والے بادِ سموم کے جھونکے۔ نہ سر چھپانے کی جگہ نہ سایہ کرنے کی اجازت جسے دیکھ کر حشر کا نقشہ آنکھوں کے سامنے کھنچ جاتا ہے۔ اور جب اس مرحلہ سے فارغ ہو کر مشعر الحرام کی طرف آتا ہے تو دھوپ سے سنولایا ہوا چہرہ، شاداب اور دھڑکتا ہوا دل مطمئن اس لئے کہ حرم میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی۔ جو

نجات و کامرانی کے لئے ایک نیک فال ہے۔ پھر مشعر الحرام سے منی میں آتا ہے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تاسی میں رمی جمرات کرتا ہے کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس مقام پر شیطان پر پتھر مارے تھے۔ تو گویا وہ اپنے اس عمل سے شیطان کو اپنے سے ہنکاتا اور دور کرتا ہے پھر قربانی کرتا ہے۔ یہ عمل نفس امارہ کو کچلنے اور نفسانی خواہشات کو ذبح کرنے کی طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے:

”و اذبح حنجرة الهوى و الطمع عند الذبيحة.“

”ذبحہ کے وقت نفسانی خواہشات اور حرص وطمع کا گلا کاٹ دو“۔

پھر خانہ کعبہ کو طواف کرتا ہے تو اس طواف ظاہری سے طواف باطنی کی طرف بھی توجہ پیدا ہوتی ہے اس طرح کہ جسم مادی گھر کا طواف کرتا ہے اور قلب و روح رب البیت کے گرد طواف کرتے ہیں۔ پھر صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتا ہے تو گویا اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑتا اور اس کی جانب بڑھتا ہے کہ اگر پہلی مرتبہ رحم نہیں کرے گا تو دوسری مرتبہ، آخر کب تک اس کی رحمت جوش میں نہ آئے گی اور حیرانی و سراسیمگی کو اپنے دامن میں پناہ نہ دے گی۔ اور سنگ اسود کو بوسہ دیتا ہے تو گویا یہ پیمان کرتا ہے کہ اب اسی کے ہاتھ پر ہاتھ رکھوں گا جسے قدرت نے نصب کیا ہو چاہے وہ پتھر ہی کیوں نہ ہو۔ اگر حج ان احساسات کو بیدار نہ کرے تو وہ ایک بے روح عمل ہے جو انسان کے اخلاق و اعمال میں تبدیلی پیدا نہیں کرسکتا۔

دعا نمبر ۴۸ کی شرح

حضرتؑ یہ دعا روز جمعہ اور عید ضحیٰ کے موقع پر پڑھتے تھے۔ روز جمعہ کو جمعہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس دن مسلمان نماز کے لئے ایک مقام پر جمع ہوتے ہیں۔ اور اضحیٰ، اضحاۃ کی جمع ہے۔ اور

اضحاۃ اس بکری، دنبہ بھیڑ وغیرہ کو کہتے ہیں جو حج کے موقع پر ذبح کی جاتی ہے۔ اس ذبح کی بنیاد اس طرح پڑی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خواب کے ذریعہ اپنے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ذبح پر مامور ہوئے تو وہ اپنی تمناؤں کے مرکز اور دعاؤں کے حاصل کو خود اپنے ہاتھوں سے ذبح کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو کہ جن کا سن اس وقت صرف تیرہ سال کا تھا بلا کر کہا: اے فرزند! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تمہیں ذبح کر رہا ہوں تمہاری کیا رائے ہے؟ انھوں نے جواب دیا:

﴿یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء الله من الصابرین﴾

''بابا آپ کو جو حکم ہوا ہے اس کو بجا لائیے۔ آپ انشاء اللہ مجھے ثابت قدم پائیں گے''۔

جب اسماعیل علیہ السلام کو بھی آمادہ پایا تو رسی اور چھری لے کر قربان گاہ محبت پر اپنی متاع عزیز کی قربانی کے لئے آ گئے۔ اور اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کے لئے زمین پر لٹا دیا۔ کیا بعید ہے کہ اس موقع پر آسمان کانپا اور زمین تھرائی ہو۔ مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نہ ہاتھ کانپا اور نہ دل دھڑکا۔ بلکہ بڑے اطمینان سے اپنے جگر گوشہ کے حلقوم پر چھری رکھ دی۔ اور قریب تھا کہ اسماعیل علیہ السلام ذبح ہو جاتے کہ ﴿قد صدقت الرؤیا﴾ ''تم نے خواب کو سچ کر دکھایا'' کی آواز نے اسماعیل علیہ السلام کو بچا لیا اور ان کے بجائے دنبہ ذبح ہو گیا۔ اور اسماعیل علیہ السلام ذبیح اللہ بن کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ یہ عید اضحیٰ اسی واقعہ کی یاد تازہ رکھنے کے لئے ہے۔ چنانچہ اس دن گائے، بکری، دنبہ وغیرہ کی قربانی دے کر اس قربانی کی یاد قائم کی جاتی ہے۔

امام علیہ السلام نے اس دعا میں چند امور واضح طور پر بیان فرمائے ہیں:

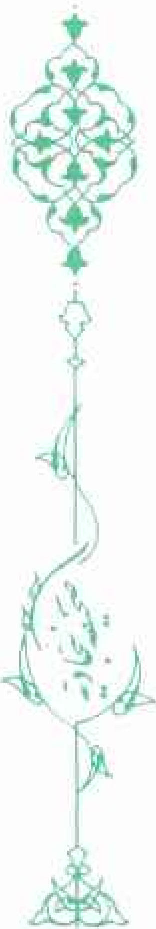
۱۔ نماز جمعہ اور نماز عیدین کی امامت ائمہ اہل بیتؑ سے مخصوص ہے اور ان کی موجودگی

میں کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ وظائفِ امامت انجام دے۔ چنانچہ عبداللہ بن دینار نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

"یا عبد الله مامن عید للمسلمین اضحی ولا فطر الا یجدد لآل محمدٍ فیه حزن قلت ولم ذلک ؟قال لأنهم یرون حقهم فی ید غیرهم ."

"اے عبداللہ! مسلمانوں کی عید اضحیٰ ہو یا عید فطر اس میں آل محمدؐ کا غم وحزن تازہ ہوجاتا ہے۔ (عبداللہ کہتے ہیں کہ) میں نے عرض کیا کہ یہ کس لئے؟ فرمایا اس لئے کہ وہ اپنے حق کو اغیار کے ہاتھوں میں دیکھتے ہیں"۔

اسی طرح نماز جمعہ کی امامت کا حق بھی امام یا اس شخص کے علاوہ جسے امام مامور فرمائے کسی دوسرے کو نہیں پہنچتا البتہ زمانہ غیبت میں جب کہ امام تک دسترس نہیں ہے۔ نماز جمعہ واجب تخییری ہے۔ یعنی چاہے نماز جمعہ پڑھے چاہے نماز ظہر لیکن نماز جمعہ افضل ہے اور نماز عید مستحب ہے۔ خواہ جماعت سے ہو یا فرادیٰ اس لئے کہ نماز عید کے ساتھ کوئی اور فرد نہیں ہے کہ واجب تخییری صورت پذیر ہوسکے بخلاف نماز جمعہ کے کہ اس کے ساتھ دوسری فرد ظہر موجود ہے۔ مقصد یہ ہے نماز جمعہ اور نماز عیدین کے شرائط وجوب میں سے ایک شرط حضور امام بھی ہے درصورتیکہ یہ شرط نہ پائی جائے تو وجوب باقی نہ رہے گا اس لئے علماء نماز عیدین کے استحباب کے قائل ہیں لیکن جمعہ میں استحباب کے قائل اس لئے نہیں ہیں کہ جمعہ ظہر کے قائم مقام ہوتا ہے جس سے نماز ظہر ساقط ہوجاتی ہے اور واجب کا بدل مستحب نہیں ہوسکتا اور نہ دونوں کو بہ نیت وجوب جمع کیا جاسکتا ہے اس لئے ان دونوں میں سے ایک بہ نیت وجوب بجالانا کافی ہے البتہ اس اعتبار سے جمعہ کو مستحب کہا جاسکتا ہے کہ یہ اپنی دوسری فرد ظہر کے مقابلہ میں افضل ہے۔



۲۔ خلافت وامامت کے صحیح ورثہ دار ائمہ اہل بیتؑ ہیں کیونکہ امامت کے شرائط میں سے افضلیت، عصمت اور منصوص ہونا ہے اور یہ شرائط ان کے علاوہ کسی ایک میں بھی نہیں پائے جاتے۔

چنانچہ اس سلسلہ کی فرد اوّل حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "من کنت مولاہ فعلیٌ مولاہ" کے اعلان سے اپنا جانشین مقرر کیا اور خلافت کے لئے نامزد فرمایا۔ مگر ہوا یہ کہ اس کے مقابلہ میں سقیفہ بنی ساعدہ میں جمہوریت کے نام پر خلیفۃ المسلمین منتخب کر لیا گیا۔ لیکن جس جمہوریت پر خلافت کی بنیاد رکھی گئی تھی وہ عوام میں جمہوریت کا احساس پیدا نہ کر سکی اور آخر اسے ملوکیت کے سامنے جھکنا پڑا اور قیصری و کسری طرز کی حکومت دنیائے اسلام پر چھا گئی جس نے اپنے استحکام کے لئے ظلم وتشدد کا سہارا لیا اور اس دور استبدادیت میں ائمہ اہل بیتؑ میں سے کچھ حق کی خاطر قتل کئے گئے۔ کچھ زہر سے مارے گئے کچھ قید و بند میں ڈالے گئے اور ہر دور میں قہرمانی طاقتوں کا نشانہ بنتے رہے۔ مگر حق کی خاموش تبلیغ جو ان کا فریضہ منصبی تھا انجام دیتے رہے۔ اور یہ اسی خاموش تبلیغ کا نتیجہ ہے کہ اسلام کے نقوش صفحۂ ہستی سے محو نہ ہو سکے۔ ورنہ کونسی کوشش تھی جو اسلام کے خدوخال کے بگاڑنے میں اٹھا رکھی ہو۔

۳۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد شریعت کے نقش ونگار کو بگاڑ کر خود ساختہ شریعت کو کھڑا کر دیا گیا۔ خدا کی کتاب اور رسولؐ کی سنت پس پشت ڈال دی گئی اور فرائض وواجبات نا قابل عمل قرار پا گئے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے:

"قالت امّ الدرداء دخل علیَّ ابو الدرداء وھو مغضب فقلت ما اغضبک فقال واللہ ما اعرف من امر محمدؐ شیئاً الا انھم یصلّون جمیعاً۔"

''ام درداء کہتی ہیں کہ ابوالدرداء غصہ میں بھرے ہوئے میرے پاس آئے۔ میں نے کہا کہ یہ غصہ کس بنا پر ہے کہا کہ خدا کی قسم محمد ﷺ کی شریعت میں سے کوئی چیز باقی نہیں رہ گئی۔ سوائے اس کے کہ لوگ ایک ساتھ نماز پڑھ لیتے ہیں''۔

دوسری روایت میں ہے:

''عن انس قال ما اعرف شیئاً مما کان علی عهد رسول اللهؐ قیل فالصلوة ؟قال الیس صنعتم ما صنعتم فیها۔''

''انس سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں زمانہ رسالت کی ایک چیز کو بھی اس کی اصلی حالت پر نہیں پاتا۔ ان سے کہا گیا کہ نماز؟ کہا کہ نماز میں کیا تم نے وہ تصرفات نہیں کئے کہ جو تمہیں معلوم ہیں کہ کئے ہیں''۔ (صحیح بخاری ج ۳، ص ۳۰۲)

یہ ہے اعیان صحابہ میں سے حضرت ابوالدرداء اور انس بن مالک کی گواہی کہ پیغمبر اکرمؐ کے بعد شریعت میں ترمیم و تنسیخ شروع ہوگئی اور کوئی چیز اپنی اصلی صورت پر باقی نہ رہی۔ یہاں تک کہ نماز بھی تصرفات سے محفوظ نہ رہ سکی۔ اور اس میں بھی تغیر و تبدل پیدا کر دیا گیا۔ یہ اجمال بہت سے تفصیلات کا آئینہ دار ہے۔

تو خود حدیث مفصل بخواں ازیں مجمل

۴۔ ان لوگوں پر جو مستحق لعنت ہیں لعنت کرنا نہ صرف جائز ہے بلکہ مستحب ہے اور اس کا استحباب عید اضحیٰ کے مبارک موقع پر عمل امام سے ظاہر ہے اور اس کے جواز کے لئے قرآن و حدیث کو بھی پیش کیا جا سکتا ہے۔ جس سے یہ بھی ظاہر ہو جائے گا کہ لعنت دشنام نہیں ہے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والآخرۃ واعدّ لھم عذاباً مھیناً﴾

''وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچاتے ہیں ان پر خدا دنیا و آخرت میں لعنت کرتا ہے اور ان کے لئے رسوا کرنے والا عذاب مہیا کیا ہے''۔

اسی طرح احادیث نبوی میں صفات کے اعتبار سے بھی لعنت وارد ہوئی ہے جیسے رشوت خوار، سود خوار، شراب خوار وغیرہ پر اور نام کے ساتھ بھی لعنت وارد ہوئی ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں:

''ولکن رسولؐ اللہ لعن ابا مروان و مروان فی صلبہ یفیض من لعنۃ اللہ.''

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مروان کے باپ (حکم) پر لعنت کی اور مروان اس کی صلب میں تھا اور وہ بھی اللہ کی لعنت میں سے حصہ پا رہا تھا''۔ (تاریخ الخلفاص ۱۴۸)

۵۔ ائمہ اہل بیت علیہم السلام کی اطاعت واجب و لازم ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

﴿اطیعوا اللہ و اطیعو الرسول و اولی الامر منکم﴾

''اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور جو تم میں سے صاحبان امر ہوں''۔

اولی الامر وہی ہو سکتے ہیں جو پیغمبرؐ کے نمائندے اور ان کے قائم مقام ہوں تا کہ ان کی اطاعت پیغمبر کی اطاعت کے ہمدوش قرار پا سکے اور جن کا دامن قرآن کی طرح پاک اور ہر رجس سے منزہ ہوتا کہ ان کی اطاعت میں ان کے دامن کی آلودگی مانع نہ ہو اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

حدیث ثقلین ''انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی اھل بیتی'' (میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ایک قرآن اور دوسرے میری عترت جو میرے اہل بیت ہیں) میں قرآن کی طرح اہل بیت کو بھی واجب الاطاعت قرار دیا ہے اور اسی اطاعت سے ہدایت کو وابستہ کیا ہے اور جس اطاعت پر ہدایت منحصر ہوگی اس کے لزوم سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

دعا نمبر ۴۹ کی شرح

یہ دعا دعائے جوشن صغیر کے نام سے موسوم ہے جو دشمن کی ایذا رسانیوں اور اذیت کوشیوں سے محفوظ رہنے کے لئے پڑھی جاتی ہے۔دنیا میں ہر شخص کے خیر خواہ بھی ہوتے ہیں، بدخواہ بھی۔دوست بھی ہوتے ہیں اور دشمن بھی۔اور وہ فطرتاً دشمن کی چیرہ دستیوں سے بچنے کے لئے چارہ جوئی کرتا اور طبیعت میں غیظ وغضب کی آگ سلگتی ہے تو انتقام کا جذبہ بھڑک اٹھتا ہے۔مگر خاصان خدا صرف اللہ تعالیٰ سے التجا کرتے اور اس کے دامن حفظ وحمایت میں پناہ ڈھونڈتے ہیں۔اور جب دشمنوں کی کثرت اور دوستوں کی قلت اور انتہائی قلت ہو تو اس کے سوا چارۂ کار ہی کیا ہے، امام علیہ السلام کا دور حیات کچھ ایسا ہی دور تھا جس میں عفریت بلا منہ کھولے بیٹھا ہوا تھا۔اور مصائب وآلام کے سیلاب امڈے چلے آرہے تھے ایک طرف فتنہ ابن زبیر سر اٹھائے ہوئے تھا جس میں بنی ہاشم ہی اس کے ظلم وتشدد کا نشانہ تھے اور دوسری طرف اموی اقتدار محیط تھا جس کے مظالم کا نشانہ عام رعایا تو تھی مگر اہل بیتؑ نبوت خصوصی ہدف تھے اور حکومت کی اس روش کی وجہ سے ایک ایسا ماحول بن گیا تھا جہاں دوست بھی کھل کر دوستی کا اظہار نہ کرسکتے تھے۔اور آمد ورفت اور ملنے جلنے سے ہچکچاتے تھے۔حالانکہ سانحۂ کربلا کے بعد امام کی زندگی ایک خاموش زندگی تھی۔نہ عمال حکومت سے ربط وضبط، نہ ملکی معاملات سے سروکار۔دنیا سے بس اتنا لگاؤ جتنا زندگی کے لمحات

گزارنے کے لئے ضروری تھا سعید ابن مسیّب کہتے ہیں کہ "ما رایته ضاحکاً یوما قط." "میں نے کسی دن بھی ان کو مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا"۔ آپ کی کنیز سے آپ کے متعلق دریافت کیا گیا تو اس نے کہا: "ما اتیته بطعامٍ نهاراً قط وما فرشت له فراشاً بليلٍ قط". میں نے کبھی ان کے سامنے دن کو کھانا پیش نہیں کیا اور رات کو کبھی بستر نہیں بچھایا"۔ مگر اس کے باوجود ہر طرح کی تحقیر و تذلیل اور تشدد آمیز برتاؤ روا رکھا جاتا تھا۔ چنانچہ متعدد مؤرخین نے لکھا ہے کہ عبدالملک نے حکم دے دیا کہ آپ کو بیڑیوں اور ہتھکڑیوں میں جکڑ کر شام پہنچا دیا جائے جس پر آپ کو زنجیروں میں جکڑ لیا گیا۔

زہری کا بیان ہے کہ جب میں نے حضرتؑ کو اس عالم میں دیکھا کہ آپ کے ہاتھ پاؤں بیڑیوں میں جکڑے ہوئے ہیں اور عبدالملک کے آدمیوں کا پہرا گرد ہے، تو بے ساختہ میرے آنسو نکل آئے اور فوراً عبدالملک کے پاس روانہ ہو گیا اور اس سے کہا اے امیر! لیس علیؑ ابن الحسين حيث تظن انه مشغول بربه ۔علی ابن الحسین کے متعلق تمہارا گمان درست نہیں ہے۔ وہ تو ہر وقت اپنے پروردگار کی عبادت و اطاعت میں مصروف رہتے ہیں"۔ اس واقعہ کے بعد آپ کو امان حاصل ہوئی یونہی اگر کوئی عقیدت کی بنا پر زبان کھولتا تو وہ موردِ عتاب قرار پا جاتا۔ چنانچہ فرزدق کا واقعہ ہے کہ جب اس نے ہشام ابن عبدالملک کے تجاہلِ عارفانہ کے موقعہ پر اپنا قصیدہ پڑھا جس کا پہلا شعر یہ ہے:

هذا الذی تعرف البطحآء وطئته

والبیت یعرفه والحل والحرم.

"یہ وہ [شخصیت] ہے جس کے قدموں کی آہٹ کو سرزمین مکہ پہچانتی ہے اور جسے خانہ

کعبہ اور حل وحرم بخوبی جانتے ہیں''۔

تو اس کا نام درباری شعراء کی فہرست سے کاٹ دیا گیا اور مقررہ وظیفہ بند کرنے کے بعد قید میں ڈال دیا گیا۔ اسی طرح ہشام ابن اسماعیل نے جو عبدالملک کے دور میں حاکم مدینہ اور بڑا ظالم وسفاک تھا امام علیہ السلام کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچائیں۔

چنانچہ تاریخ طبری میں ہے کہ'' لقی منه علی ابن الحسین اذی شدید ا۔'' علی ابن الحسین نے اس کے ہاتھوں سخت اذیتیں اٹھائیں'' مگر اس ظلم وتشدد کے باوجود حضرتؑ نے ہمیشہ صبر وتحمل سے کام لیا۔ اور شکوہ کیا اس سے جو شکوہ وفریاد کو سنتا اور رنج وکرب کو دور کرتا ہے؛ وہی ایک مظلوم وستم رسیدہ کی آخری پناہ گاہ ہے۔



دعا نمبر ۵۰ کی شرح

یہ دعاء خوف وخشیت الٰہی کے سلسلہ میں ہے جب انسان کو اپنی عبودیت کا احساس ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی عظمت وجبروت سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا، اور اسی تاثر کا نام خوف ہے جو عبودیت کا جوہر، انسانی عزت کا سرمایہ اور دینی واخلاقی زندگی کا محافظ ہے کیونکہ انسان کے دل میں اللہ کا خوف بسا ہو تو پھر اس کی مطلق العنانی اسے خواہشاتِ نفس کی پیروی سے روک دیتی ہے اور محاسبہ اور اپنے اعمال پر سزا کے قریب ہونے کے اندیشہ سے گناہوں سے بچ کر رہنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور اگر خوف کا مظاہرہ کرے مگر خوف اس کی زندگی پر اثر انداز نہ ہو اور نہ اس میں فرض شناسی کا احساس پیدا کرے تو وہ درحقیقت خوف ہی نہیں ہے۔ کیونکہ خوف ومشاہدہ میں آنے والی چیز تو ہے نہیں۔ اس کا اندازہ انسانی کردار کے تاثر ہی سے ہو سکتا ہے۔ بہرحال خوف خدا مختلف دواعی واسباب کی بنا پر پیدا ہوتا ہے۔ کبھی گناہ اور اس کے ہولناک نتائج کے تصور سے خوف طاری

ہوتا ہے۔ کیونکہ جب انسان اللہ تعالیٰ کو اپنے اعمال پر حاضر و ناظر سمجھے گا اور حشر ونشر پر ایمان رکھے گا تو سزا و محاسبہ کے ڈر سے اس سے خوف کھائے گا۔ لیکن یہ ڈر اپنی تکلیف واذیت کے احساس کی بنا پر ہے۔ یہ اگرچہ اس سطح پر نہیں ہے جس سطح پر بلند نظر افراد کا خوف ہوتا ہے، تاہم یہ انسان کے لئے توبہ کا محرک اور اصلاح نفس اور اپنے حالات کی تبدیلی پر آمادہ کرنے کا باعث ہوتا ہے اور کبھی اس تصور کے پیش نظر خوف یہ ہوتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ توبہ کے بعد پھر خواہشات نفس غالب آجائیں اور گناہ اس طرح گھیر لیں کہ توبہ کی توفیق ہی نہ ہو اور حشر ونشر اور حساب و کتاب کے موقع پر شرمندگی اٹھانا اور عذاب الٰہی سے دوچار ہونا پڑے۔ اور کبھی خواہشات و جذبات پر پورا قابو ہونے کے باوجود صرف اس کی عظمت و ہیبت کے تصور سے خوف طاری ہوتا ہے۔ چنانچہ جب صلحا و ابرار اس کی رفعت و کبریائی سے متاثر ہوتے ہیں تو ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں۔ جسم پر کپکپی اور بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ اس خوف کو خشیت و رہبت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور یہ نتیجہ ہے علم و معرفت کا۔ چنانچہ خداوند عالم کا ارشاد ہے:

﴿انما يخشى الله من عباده العلماء﴾.

''اللہ سے بس وہی لوگ ڈرتے ہیں جو علم و معرفت رکھتے ہیں''۔

اس علم و معرفت کی بنا پر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: انا اخشاكم لله و أتقاكم لله ۔ میں تم سب سے زیادہ اللہ سے خائف و ترساں ہوں''۔ اور کبھی خوف، گناہ اور احساس عظمت دونوں قسم کے ملے جلے جذبات کے نتیجہ میں ہوتا ہے اور کبھی صرف قرب خداوندی ولقائے ربانی سے محرومی کے تصور سے ہوتا ہے اس میں نہ سزا کی دہشت کارفرما ہوتی ہے اور نہ حشر ونشر کے خوف کی آمیزش بلکہ بندہ کسی جزا کی امید اور کسی سزا کے اندیشہ سے بلندتر ہو کر صرف بارگاہ ایزدی سے

دوری کے تصور سے گھبراتا اور اس کی نظر التفات کی محرومی سے ہراساں ہوتا ہے۔ چنانچہ امیر المؤمنین علیہ السلام کا ارشاد ہے:

"فهبني يا الٰهي و سيدي و مولاي و ربي صبرت علي عذابک فکيف اصبر علي فراقک."

"اے میرے معبود! میرے مالک! مولا! میرے پروردگار یہ مانا کہ میں نے تیرے عذاب پر صبر کر لیا مگر تیری دوری و فراق پر کیونکر صبر کروں گا"۔

یہ خوف کا مرتبہ تمام مراتبِ خوف سے بلند تر اور صدیقین و مقربین بارگاہ سے مخصوص ہے، حضرتؑ کی یہ دعا خوف الٰہی کے سلسلہ میں ایک جامع اور تمام اقسام خوف کو شامل ہے جس میں ابتداء اس کے احسانات اور ہمہ گیر رحمت و غفران کا ذکر کیا ہے۔ پھر اپنے گناہوں کا اقرار، عفو و درگزر کی توقع، سزا و عقوبت کو اس کے عدل کا تقاضا قرار دیتے ہوئے عذاب کے مقابلہ میں اپنی عاجزی و ناطاقتی کا اظہار کیا ہے اس طرح کہ جو دھوپ کی حدت کو برداشت نہ کر سکے وہ دوزخ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کی تپش کو کیسے برداشت کرے گا۔ اور جو بجلی کی کڑک کی آواز پر دہل جاتا ہو وہ اس کے غیظ و غضب کی دہشت اور اس کی رحمت سے دوری کا کس طرح متحمل ہو سکتا ہے۔ اور آخر میں اس کی شاہی و فرمانروائی کا ذکر کیا ہے کہ اس کی سلطنت و شاہی کو دنیوی حکومتوں پر قیاس نہ کرنا چاہئے کیونکہ دوسرے حکمرانوں کو اپنی حکومت کی بقا کے لئے رعیت کے تعاون اور لشکر و سپاہ کی اعانت کی حاجت ہوتی ہے اور اسے مخالفوں کی مخالفت کی پرواہ اور ہمنواؤں کی ہمنوائی کی احتیاج نہیں ہے نہ فرمانبرداروں کی فرمانبرداری سے اس کے ملک و سلطنت میں اضافہ ہوتا ہے اور نہ خطا کاروں کی نافرمانی اس پر اثر انداز ہو سکتی ہے کہ وہ فرمانبرداروں کو ساتھ ملائے رکھنے کی کوشش



کرے اور نافرمانوں اور مجرموں کو سزا دے کہ اپنی حکومت کا استحکام چاہئے کیونکہ اس کی سلطنت اور ملک لازوال اور بادشاہی ہمہ گیر ہے اور یہ اقتدار و غلبہ اسے اپنی قدرت سے حاصل ہے جس میں احتیاج کا شائبہ بھی نہیں ہے اور نہ کوئی اس کا مدمقابل ہے اور نہ کوئی اس سے متصادم ہو سکتا ہے اور ہر متنفس وہ فرمانبردار ہو یا نافرمان اس کے زیر تسلط و اقتدار ہے لہٰذا وہ گنہگاروں سے عفو و درگزر کر کے اپنی رحمت کو کار فرما کرے تو اس کی شان کریمی سے بعید نہیں ہے۔

دعا نمبر ۵۱ کی شرح

یہ دعا خداوند عالم کی نعمتوں کے اقرار اور اپنے گناہوں کے اعتراف کے سلسلہ میں ہے۔ اقرار نعمت کے معنی یہ ہیں کہ تمام نعمتوں کا سرچشمہ ذات احدیت کو سمجھتے ہوئے ان پر شکر ادا کرے۔ اور اعترافِ گناہ کا مقصد یہ ہے کہ اپنے گناہوں پر اظہار کرتے ہوئے توبہ کرے۔ اس طرح نعمتوں کے اقرار سے نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے اور گناہوں کے اعتراف سے گناہ دھل جاتے ہیں۔ چنانچہ امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے:

”لا واللہ ما اراد اللہ من الناس الا خصلتین ان یقروا له بالنعم فیزید هم وبالذنوب فیغفرها لهم۔“

”خدا کی قسم! اللہ بندوں سے صرف دو خصلتوں کا طلب گار ہے۔ ایک یہ کہ اس کی نعمتوں کا اقرار کریں۔ تاکہ وہ ان میں اضافہ کرے اور دوسرے یہ کہ اپنے گناہوں کا اعتراف کریں تاکہ وہ ان کے گناہوں کو معاف کر دے۔“

خداوند عالم کی نعمتیں اس قدر ہیں کہ ان کا شمار ناممکن ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے ﴿و ان تعدّوا نعمة الله لا تحصوها﴾ (اگر تم اس کی نعمتوں کو گننا چاہو تو گن نہیں سکتے

)اس نے اپنی رحمت و ربوبیت کے پیش نظر ہر فرد اس کی ضرورت اور اس کی بقا کا سامان مہیا کر دیا ہے اور زندگی کی بقا کے لئے جن چیزوں کی سب سے زیادہ ضرورت ہے اسی قدر انھیں فراوانی سے پیدا کیا ہے اور ان تک رسائی کے وسائل آسان کر دیئے ہیں تا کہ ہر شخص اپنی ضرورت و حاجت کے مطابق ان سے فائدہ حاصل کرے چنانچہ ہر جاندار کی بقا کے لئے سب سے ضروری چیز ہوا ہے اس لئے زمین کا کوئی قطعہ اور معمورۂ عالم کا کوئی گوشہ اس سے خالی نہیں ہے اور انسان دنیا کے کسی حصہ میں ہو اسے سانس لینے کے لئے ہوا کے تلاش کرنے کی ضرورت نہ پڑے گی۔ ہوا کے بعد پانی ضرورت سب سے زیادہ ہے اس لئے قدرت نے زمین کے نیچے پانی کا ایک وافر ذخیرہ جمع کر دیا ہے اور زمین کی سطح پر دریا اور چشمے رواں کر دیئے ہیں۔ اور پھر وقتاً فوقتاً بادلوں سے مینہ برسانے کا سامان کر دیا ہے تا کہ جہاں زمین کھود کر پانی نہ نکالا جا سکے وہاں دریاؤں اور چشموں سے اور جہاں دریا اور چشمے نہ ہوں وہاں بادلوں سے سیرابی کا سامان ہو سکے۔ پانی کے بعد پھر غذا کی ضرورت سب سے زیادہ ہے اس لئے اس نے زمین میں قوتِ نامیہ دوڑا کر روئیدگی کا انتظام کیا اور ہر مخلوق کی ضرورت و حاجت کے مطابق اس کے گرد نعمتیں پھیلا دی ہیں۔

چنانچہ ارشاد باری ہے: ﴿و جعلنا لکم فیها معایش﴾ ہم نے زمین میں تمہارے زندگی و معیشت کا سامان مہیا کر دیا ہے"۔ اور پھر انھیں حاصل کرنے کے طریقے بتلا دیئے ہیں۔ ان نعمتوں کا تقاضا تو یہ تھا کہ منعم کے احسانات و انعامات کو یاد رکھا جاتا اور نعمتوں کو معاصی میں صرف کر کے کفران نعمت کا ارتکاب نہ کیا جاتا۔ مگر اکثر افراد ان نعمتوں کو فراموش کر دیتے ہیں اور بے کھٹک اس کی معصیت کرتے رہتے ہیں حالانکہ ان نعمتوں کے حق ادائیگی کی ایک ہی صورت تھی کہ اس کے گناہوں سے بچ کر رہا جاتا۔ اور یوں تو اس کی کسی نعمت کا بھی حق ادا نہیں ہو سکتا اور اسی

ادائے حق میں کوتاہی کا احساس خاصان خدا کو گناہوں سے محفوظ ہونے کے باوجود اس کی بارگاہ میں تقصیر وکوتاہی کے اقرار پر آمادہ کرتا ہے اور وہ اس کی بارگاہ میں گڑگڑاتے اور تضرع وزاری کے ساتھ توبہ واستغفار میں مصروف رہتے ہیں اور اپنی کوتاہیوں کا اعتراف کرتے ہوئے اس سے عفوو درگزر کی بھیک مانگتے ہیں اور اپنے اعمال پر نازاں ہونے کے بجائے اعتراف عجز وتقصیر ہی کو سرمایۂ عبودیت سمجھتے ہیں۔

در کوی دوست شوکتِ شاهی نمی خرند
اقرارِ بندگی کن و دعوایٔ چاکری

دعا نمبر ۵۲ کی شرح

یہ دعا اللہ تعالیٰ سے طلب والحاح کے سلسلہ میں ہے الحاح کے معنی طلب وسوال میں اصرار اور مسلسل وپیہم مانگنے کے ہیں۔ اگر یہ الحاح اللہ تعالیٰ سے ہو تو ممدوح اور قابل ستائش ہے؛ اور بندوں سے ہو تو نہایت مذموم ہے۔ اوّل تو سوال ہی بری چیز ہے چہ جائیکہ اس میں الحاح کا بھی پہلو ہو۔ یہ دنائت نفس اور پستی ضمیر کی علامت ہے۔ اس سے انسان کی عزت داغدار اور حمیت وغیرت پامال ہو جاتی ہے۔ اس لئے اللہ سبحانہٗ اسے ناپسندیدہ نظروں سے دیکھتا ہے اور یہ گوارا نہیں کرتا کہ اس کے بندے اپنے ایسوں کے آگے ہاتھ پھیلائیں۔ اور ان کے سامنے گڑگڑائیں۔ بلکہ وہ یہ چاہتا ہے کہ اس کے بندے مانگیں تو اسی سے مانگیں اور الحاح وعاجزی کا ہاتھ پھیلائیں تو اسی کے آگے پھیلائیں۔

چنانچہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے:

”ان اللہ کرہ إلحاح الناس بعضهم علی بعض فی المسئلة واحب

ذلک لنفسه ان الله عز و جل يحب ان يُسأل و يطلب ما عنده ."

"خداوند عالم آپس میں ایک دوسرے سے طلب وسوال میں الحاح واصرار کو ناپسند کرتا ہے اور اپنے لئے اسے دوست رکھتا ہے۔ خدائے بزرگ و برتر یہ چاہتا ہے کہ اس سے سوال کیا جائے اور اس کے یہاں کی چیزوں کو طلب کیا جائے"۔



بندہ جب اپنے معبود کے در پر دستک دیتا اسے پکارتا اور عجز والحاح سے سوال کرتا ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا احساس عبودیت زندہ ہے اور اللہ تعالیٰ سے حسن ظن برقرار رکھے ہوئے ہے اور شیوۂ عبودیت یہی ہے کہ وہ پیہم اس کے سامنے ہاتھ پھیلائے اور اپنی حاجتیں اس کے سامنے پیش کرے۔ اور کسی حالت میں مایوس نہ ہو خواہ قبولیت دعا میں کتنی دیر ہو جائے۔ کیونکہ امید و رجاء کے جلوہ میں اس سے بار بار طلب کرنا خود ایک عبادت اور پسندیدہ عمل ہے۔ جس سے غفلت کرنا اللہ کی ایک نعمت سے محروم ہونا ہے۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"رحم الله عبداً طلب من الله عزّ و جلّ حاجة فألحح فی الدعاء استجيب له او لم يستجب."

"خدا اس بندے پر رحم کرے جو خدائے بزرگ و برتر سے کوئی حاجت طلب کرتا ہے تو بار بار دعا کرتا ہے چاہے اس کی دعا قبول ہو یا نہ ہو"۔

دعا کا اصل مقصد ہی یہ ہے کہ اس کے پردہ میں اللہ تعالیٰ سے لو لگی رہے۔ اور بعض چیزوں کو دعا سے وابستہ کرنے کی وجہ یہی ہے کہ انسان ان کے حصول کے لئے دعا والحاح کرتا رہے اور گڑگڑانے اور لپٹنے سے اس کے خزانہ پر تو کوئی اثر پڑتا نہیں کہ اسے ناگوار گزرے اور نہ داد و دہش سے اس کے یہاں کمی ہوتی ہے کہ کسی کے بار بار مانگنے سے وہ رنجیدہ و کبیدہ خاطر ہو۔ کیونکہ کمی

بیشی کا سوال وہاں ہوتا ہے جہاں سرمایہ محدود ہو۔اور جس کے مقدورات کی کوئی حدونہایت ہی نہ ہو اس کے لئے کمی بیشی کے معنی ہی کیا۔ اور پھر یہ کہ کمی بیشی احتیاج کی علامت ہے اور وہ غنی مطلق ہے جس کے یہاں نہ عطا کرنے سے کمی اور نہ روک لینے سے اضافہ ہوتا ہے۔

دعا نمبر ۵۳ کی شرح

یہ دعا اللہ تعالیٰ کے حضور تذلل و فروتنی کے سلسلہ میں ہے تذلل کے معنی اظہار عجز و بیچارگی اور انتہائے تضرع و خضوع کے ہیں۔ یہ تذلل و فروتنی عبادت و عبودیت کی اصل روح و حقیقت ہے اور عبادت کا اصل مقصد بھی یہی ہے کہ انسان میں کبر و نخوت اور غرور و خود پسندی کے بجائے عجز و فروتنی اور بندگی و نیاز مندی کی روح نشو و نما پائے۔

چنانچہ نماز میں قیام و قعود، رکوع و سجود سب اسی تذلل کے مظاہرے ہیں۔ اور حج کے موقعہ پر دو سادے کپڑے لپیٹ کر کبھی طواف اور کبھی سر برہنہ چلچلاتی دھوپ میں سعی عجز و ذلت ہی کا مظاہرہ ہے۔ اور روزہ سے بھی یہی مقصد ہے کہ ایک محدود عرصہ تک خواہشات پر قابو پائے اور ضبط نفس کے ذریعہ طغیانی و سرکشی کے جذبات کو دبایا جائے؛ اور زکوۃ سے بھی یہی مقصد ہے کہ ایک طرف صرف مال کی صورت پیدا کر کے سرمایہ اندوزی سے روکا جائے کیونکہ مال و دولت کی فراوانی انسان کو فرعون صفت بنا دیا کرتی ہے اور دوسری طرف فقراء و مساکین کی معاشی حالت کو بلند کر کے ذہنیتوں کو ایک متوازن سطح پر لایا جائے تا کہ دولت کی وجہ سے پیدا ہونے والی نخوت اور دوسروں کے مقابلہ میں مالی لحاظ سے احساس برتری کا انسداد ہو جائے۔

اس تذلل کا تعلق کبھی دل سے ہوتا ہے کبھی اعضاء سے اور کبھی زبان سے۔ دل سے تذلل یہ ہے کہ بندہ اپنے دل و دماغ کو غرور و تمکنت کے جذبات سے خالی کر دے اور واقعاً اپنے کو حقیر و

پست مرتبہ تصور کرے۔اور اعضاء کا تذلل یہ ہے کہ سر نیاز خم کرے خاک پر رخسار رکھے زمین پر لیٹے بیٹھے اور اپنے کسی عمل سے تفوق و برتری کا اظہار نہ ہونے دے؛ اور زبان سے تذلل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑائے، تضرع و زاری کرے، گناہوں کا اقرار اور توبہ و استغفار اور دعا و مناجات کرے۔ حضرت کی یہ دعا تذلل کی اسی قسم سے تعلق رکھتی ہے۔اور چونکہ اس دعا کا بنیادی موضوع تذلل و تواضع ہے اس لئے حضرت نے عام افراد انسانی کے ایک فرد کی حیثیت سے اپنے کو پیش کیا ہے۔اور انہی چیزوں کو بیان کیا ہے جو عام افراد سے متعلق ہیں۔ چنانچہ اس دعا میں حضرتؑ کا یہ ارشاد کہ ''جب میرا جسم کہنہ، اعضاء درہم و برہم اور جوڑ بند الگ الگ ہو جائیں'' ایک عمومی حالت کا بیان ہے۔ جس میں مثنیات ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ ائمہؑ اہل بیتؑ کے متعلق وارد ہوا ہے کہ بعد مرگ ان کے اجساد مقدسہ کہنہ و بوسیدہ نہیں ہوتے۔ جیسا کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

''انه یموت من مات منّا ولیس بمیت و یبلیٰ من بلیٰ منا و لیس ببالٍ.''

''ہم میں سے جو مرتا ہے وہ مردہ نہیں ہے اور ہم میں سے (جو بظاہر مر کر) بوسیدہ ہو جاتا ہے وہ حقیقت میں بوسیدہ نہیں ہوتا''۔

دعا نمبر ۵۴ کی شرح

یہ دعا ہم و غم اور رنج و کرب سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے ہے۔ دنیا میں ہر حساس آدمی کے لئے ایسے اسباب پیدا ہوتے رہتے ہیں جو دل و دماغ کو پراگندہ اور خیالات کو پاشان و پریشان کئے رہتے ہیں اور کسی طرح انسان ان ہموم و افکار سے بچ کر نہیں رہ سکتا اور اسے زندگی کے کسی نہ کسی کو موڑ پر حوادث سے دو چار ہونا ہی پڑتا ہے۔

اور اگر ان حوادث و آلام کا زمانہ طولانی ہو جائے تو پھر اس طرح یاس و قنوطیت اس پر چھا

جاتی ہے کہ اس کے حواس کو معطل کر کے اسے تاریکیوں میں ٹھوکریں کھانے کے لئے چھوڑ دیتی ہے اور نتیجۃً نہ کسی کام میں اس کا جی لگتا ہے اور نہ دل جمعی سے کسی کام کو سرانجام دے سکتا ہے۔ ہر وقت دل اچاٹ، طبیعت پریشان اور حواس پراگندہ سے رہتے ہیں۔ نہ کسب معاش میں جی لگتا ہے اور نہ عبادت واطاعت پر دل آمادہ ہوتا ہے۔ اس لئے غم واندوہ کی خلش اور فکر واندیشہ کی کھٹک کا ازالہ ضروری اور اس کا تدارک لازمی ہے تاکہ انسان الجھنوں سے چھٹکارا پاکر دنیا وعقبیٰ کا اہتمام و انصرام کر سکے۔

ہم اور غم میں فرق یہ ہے کہ فکر واندیشہ مصیبت کے نازل ہونے سے پہلے ہو وہ ہم ہے اور جو مصیبت کے نازل ہونے کے بعد ہو وہ غم ہے۔ اور بعض کے نزدیک جس اندوہ وقلق کا چارہ ہو سکتا ہے وہ ہم ہے جیسے فقر وافلاس، تنگی وعسرت، اور جس کے تدارک پر انسان قادر نہ ہو وہ غم ہے جیسے کسی عزیز کی موت۔

اس کا علاج یہ ہے کہ جو امور قابل تدارک ہیں اللہ پر بھروسا رکھتے ہوئے ان کا تدارک کرے اس طرح کہ فقر واحتیاج کو دور کرنے کے لئے جو ذریعہ وہ اختیار کر سکتا ہے اسے اختیار کرے اور اگر اس میں کامیابی حاصل نہ کر سکے تو صبر وشکر کا سررشتہ ہاتھ سے نہ جانے دے۔ اور یہ خیال کرے کہ فکر واندیشہ سے حالت بدل نہیں سکتی۔ لہٰذا جس حالت میں ہو حالات کے سازگار ہونے کی توقع رکھے۔ اور اگر اس رنج واندوہ کا علاج اس کے ہاتھ میں نہیں ہے تو اس پر غم کرنا بھی بے نتیجہ ہوگا۔

مثلاً کسی عزیز کے مرنے کا صدمہ ہے تو یہ سوچے کہ مرنے والے کو ایک نہ ایک دن بہر حال جدا ہونا تھا؛ اور اگر وہ جدا نہ ہوتا تو یہ مر کر اس سے جدا ہوتا۔ تو جس سے جدا ہونا طے ہو اس کی

جدائی پر اتنا صدمہ کیوں؟ کہ صبر وشکیب کے اجر کو کھو دیا جائے اور صبر وتحمل کے ثواب سے محروم رہا جائے جو اس سلب ہونے والی نعمت سے کہیں گراں قدر وگراں قیمت ہے اس طرح نفس میں قوت اور دل میں ایک اطمینانی کیفیت پیدا ہوگی جو اس کے لئے تسلی وتسکین کا سامان فراہم کرے گی۔اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دست بدعا بھی رہے کہ وہ غموں کے منڈلاتے بادلوں کو ہٹادے اور رنج واندوہ کی آندھیوں کو برطرف کرے اور غم دنیا کو بھلا کر غم آخرت کی یاد تازہ رکھنے کی توفیق دے۔

چنانچہ یہ دعا ہمیں یہی تعلیم دیتی ہے، کہ انسان دنیا کے افکار وہموم سے بچنے کی توکوشش کرے اور ان سے محفوظ رہنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے التجا کرے مگر اپنے دل کو فکر آخرت سے غافل اور اندیشہ فردا سے خالی نہ ہونے دے۔اور یہی فکر واندیشہ وہ ہے جو حیات دینی کا تقاضا اور عبودیت کا لازمہ ہے اور اس کے ہوتے ہوئے دنیا کے افکار وہموم خود ہی چھٹ جاتے ہیں اور دل جمعی و یکسوئی حاصل ہوجاتی ہے۔چنانچہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے:

"من اصبح و امسی والدنیا اکبر همه جعل الله الفقر بین عینیه و شتت امره ولم ینل من الدنیا الا ما قسم له ومن اصبح و امسی والأخرة اکبر همه جعل الله الغنیٰ فی قلبه و جمع له امره."

"جو شخص اپنی زندگی کے صبح وشام اس طرح بسر کرے کہ اسے سب سے بڑی فکر دنیا ہی کی ہوتو اللہ تعالیٰ اسے فقر وفاقہ ہی دکھاتا ہے اور اس کے معاملات کو پراگندہ کردیتا ہے اور دنیا سے اسے وہی حاصل ہوتا ہے جو اس کی قسمت میں ہوتا ہے۔اور جو زندگی کے صبح وشام اس طرح گزارتا ہے کہ اسے سب سے بڑی فکر عقبیٰ کی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں غنا و بے نیازی بھردیتا

ہے اوراس کے امور کو منظم فرما دیتا ہے"۔

دعا نمبر ۵۵ کی شرح

یہ دعا اللہ تعالی کی تمجید و تسبیح کے سلسلہ میں ہے جس میں اللہ تعالی کی عظمت و رفعت ،علو و اجلال اور تنزیہ و تقدیس کے پہلو بہ پہلو اس کے علم کی وسعت کا ایسے سیدھے سادے اور دل نشین انداز سے تذکرہ کیا ہے کہ دل و دماغ پر اس کی علمی وسعت و ہمہ گیری کا نقش ثبت ہو جاتا ہے اور اس علمی وسعت کو ذہنوں میں راسخ کرنے کے لیے ان چیزوں کو بیان فرمایا ہے جو عام علم و مشاہدہ اور حس و ادراک کے دائرہ سے باہر ہیں۔ جیسے نور، ظلمت، سایہ اور ہوا کا وزن، سمندر کی گہرائیوں میں مچھلیوں کے سانس لینے کی آواز، زمین کے اندر کی مخفی کائنات اور پانی کی تہہ در تہہ چادروں کے نیچے چھپے ہوئے عجائبات۔

مقصد یہ ہے کہ جب وہ زمین کی اندرونی تہوں اور سمندر کے اندر کی چیزوں کو دیکھتا ،مچھلیوں کے سانس لینے کی آواز سنتا اور نور وہوا ایسے لطیف اجسام کے وزن و مقدار کو جانتا ہے تو پھر ان سے زیادہ حواس و مشاعر سے مخفی رہنے والی چیزیں کیا ہوں گی جس کے متعلق یہ خیال کیا جائے کہ وہ اس کی نگاہ سے اوجھل رہ سکتی ہیں۔ظاہر ہے کہ جو زمین کے اندر اور سمندر کی اتھاہ گہرائی سے واقف ہے وہ اس کی سطح سے بھی ضرور آگاہ ہوگا۔اور جو سمندر کی تہہ میں مچھلیوں کے سانس لینے کی آواز سنتا ہے وہ گھونسلوں میں پرندوں کے چہچہے ،کھوؤں میں حیوانوں کی آوازیں اور زمین پر انسانوں کی صدائیں بھی سنتا ہوگا؛اور جو اندھیرے اور اجالے اور سایہ و ہوا کا وزن جانتا ہے وہ دوسری چیزوں کے وزن و مقدار سے بھی پوری طرح باخبر ہوگا۔چنانچہ ارشاد الہی ہے:

﴿ان اللہ لا یخفی علیہ شئ فی الارض ولا فی السماء﴾

”زمین وآسمان کی کوئی چیز (وہ زمین وآسمان کے اندر ہو یا ان کا جز ہو) اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں ہے“۔

حضرتؑ کی دعا کے اس حصہ پر جو علم الٰہی سے متعلق ہے نظر کرنے کے بعد کم از کم اتنا تو اعتراف کرنا ہی پڑے گا کہ انسان نے تحقیق وجستجو کے بعد جن رازہائے سربستہ کا سراغ لگایا ہے صدیوں پہلے ان رموز اسرار کی نقاب کشائی کی اسے دعوت دی جاچکی تھی۔ اور یہ اس کی تساہل پسندی کا قصور ہے کہ وہ اتنے عرصہ تک تحقیق وتجسس کے میدان میں گامزن نہ ہوا اور اس دعوت فکر وعمل کے باوجود صدہا برس چپ سادھے رہا۔ اور علی الخصوص وہ افراد زیادہ مورد الزام ہیں، جن کے پاس یہ سرمایہ علمی موجود تھا اور وہ اس سے بے خبر رہے اور عملاً کوئی فائدہ نہ اٹھایا۔ ورنہ جو حقائق آج سامنے آرہے ہیں وہ صدیوں پہلے بے نقاب ہو چکے ہوتے۔

چنانچہ ائمہؑ اہل بیت علیہم السلام نے تیرہ سو برس پیشتر زمین وآسمان، شمس وقمر، نور وظلمت اور سایہ وہوا کے وزن اور زمین کی اندرونی تہوں، سمندر کی گہرائیوں اور وہاں کی آباد کائنات کا ذکر کر کے کلائے بسیط اور کرات ارضی وسماوی میں فکر تجسس کی راہ کھول دی تھی تاکہ انسان زمین کے ورق الٹے، سمندر کی موجوں سے کھیلے اور فطرت کی بوقلمونیوں سے دامن نظر بھرے اور روشنی وہوا اور اجرام فلکیہ کا وزن معلوم کرنے کے لئے فضا کو تسخیر کرے۔ ذروں کو چیرے اور ان میں ایک جہان نو کا تماشا دیکھے اور قدرت کی قلمرو مملکت کی وسعت وپہنائی کا اندازہ لگائے کہ یہ عالمی فضا کتنی بڑی کائنات کو اپنی آغوش میں لئے ہوئے ہے کہ ہر ذرہ اپنے مقام پر ایک دنیا ہے جس میں آفتاب وماہتاب، ستارے، سیارے ہمارے اس نظام شمسی کی طرح گھوم پھر رہے ہیں:۔

دل ہر ذرہ کہ بشکافی آفتابش درمیان بینی

حضرتؑ نے پہلے زمین کے اندرونی حصہ کا ذکر کیا ہے۔زمین کا اندرونی حصہ بھی اس کے بالائی حصہ کی طرح مختلف اور متنوع چیزوں سے آراستہ ہے اور ماہرین طبقات الارض نے سطح ارض سے ہزاروں فٹ کی گہرائیوں اور پراسرار غاروں میں اتر کر زمین کی تہوں پر قدرت کے کندہ کئے ہوئے نقوش پڑھے تو انھیں زمین کے بالائی خطوط سے کم متنوع اور دلفریب نہیں پایا۔چنانچہ جس طرح اس کی بالائی سطحوں پر کہیں ریگ زار ہیں اور کہیں بلند پہاڑ، کہیں دریا ہیں اور کہیں سبزہ زار، کسی حصہ پر چلچلاتی گرمی پڑ رہی ہے اور کسی حصہ پر کڑکڑاتی سردی، کہیں مینہ کے جھالے برس رہے ہیں اور کہیں لو کے جھونکے مچل رہے ہیں۔اسی طرح اس کی اندرونی تہوں میں بھی کہیں بہتے ہوئے دریا ہیں اور کہیں ابلتے ہوئے چشمے کہیں سونے اور چاندی کے ذرات بکھرے ہوئے ہیں اور کہیں ہیروزمرد ایسے معدنیات نشو نما پا رہے ہیں۔کہیں گہر ہے اور کہیں خوش نما دھنک۔کہیں سردی ہے اور کہیں گرمی۔کہیں دریائے سارگیزو اور ہڈیارک بہہ رہے ہیں اور کہیں آتشیں جھیلیں اور دوسرے سیال عناصر رواں دواں ہیں۔

ان سیال عناصر میں زمین کا وہ آتشین مادہ بھی ہے کہ جو اس کے رگ وریشہ میں تیزی سے دوڑتا ہے تو زمین زلزلوں کی لپیٹ میں آجاتی ہے۔اور کبھی یہ کھولتا ہوا مادہ زمین کو چیرتا اور چٹانوں کو توڑتا ہوا لاوا کی صورت میں ابل پڑتا ہے۔اس سے زمین کی اندرونی حرارت وتپش کا بھی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔اگرچہ اس کے اوپر کی تہیں سرد ہیں مگر جوں جوں اس کے اندر اترا جائے اس کی حرارت بڑھتی جاتی ہے اور ۲۰۰ ۷رفٹ کی گہرائی میں پانی کھولنے لگتا ہے۔بلکہ اتنی گہرائی میں پہنچ کر بھاپ کے زور سے زمین کی سطح کو چیر دیتا اور گرم چشمہ کی صورت میں ابلنے لگتا ہے۔اور جنوبی افریقہ میں بعض کانیں ۶۴۰ ۷رفٹ تک گہری کھودی جاچکی ہیں۔جہاں گرمی کا یہ عالم ہے کہ

اس سے بچاؤ کے خصوصی انتظامات کے بغیر وہاں ٹھہرا نہیں جا سکتا۔ اور اس کے مرکز میں تو پگھلے ہوئے لوہے کی بھٹی شعلہ فگن ہے جس کا درجہ حرارت تقریباً سطح آفتاب کے درجہ حرارت کے برابر ہے پھر سمندر اور اس کے اندر کی دنیا کا ذکر فرمایا ہے۔

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرتؑ سمندر کی تہ میں بھیانک خاموشی کا نظریہ نہ رکھتے تھے اور نہ ان توہمات میں مبتلا تھے جو اس دور میں عوام کے ذہنوں پر چھائے ہوئے تھے۔ اور عقائد کی صورت میں طبائع انسانی پر مسلط تھے۔ بلکہ وہاں کے متعلق ایک جیتی جاگتی پر رونق و آباد دنیا کا تصور رکھتے تھے۔

چنانچہ اب وہاں کی تھوڑی بہت دنیا مشاہدہ میں آچکی ہے اور تقریباً آٹھ میل تک اس کی گہرائیوں میں اترا اور وہاں کے عجائب و نوادر کو دیکھا جا چکا ہے۔ بلکہ وہاں کی مختلف چیزوں اور جانوروں کو حاصل بھی کیا جا چکا ہے اور متعدد حیوانوں اور قسم قسم کی مچھلیوں کی آوازیں کہ جن کی وجہ سے سمندر کی تہ میں سکوت و خاموشی کے بجائے ہر وقت شور و ہنگامہ برپا رہتا ہے ریکارڈ کی جا چکی ہیں۔ پھر پانی کے اندر مچھلیوں کے سانس لینے کا ذکر فرمایا ہے یہ بھی اس زمانہ کے لحاظ سے حیرت انگیز چیز ہے کہ پانی کی گہرائیوں میں کیونکر سانس لی جا سکتی ہے جب اس میں ہوا کا گزر ہی نہیں ہو سکتا۔

مگر عصری تحقیقات نے بتایا ہے کہ پانی کے اندر حل شدہ ہوا موجود ہوتی ہے اور مچھلیوں کے آلات تنفس اس قسم کے ہوتے ہیں کہ وہ پانی کے اندر صرف اسی حل شدہ ہوا میں عمل تنفس جاری رکھ سکتی ہیں۔ اور پانی سے باہر نکل آئیں تو سانس نہیں لے سکتیں۔ اس کے برعکس انسان صرف پانی سے باہر رہ کر ہی سانس لے سکتا ہے اور پانی کے اندر اس کی سانس بند ہو جاتی ہے۔ اسی لئے سمندر



کی گہرائیوں میں اترنے والوں کو آلات کے ذریعہ باہر سے آکسیجن بہم پہنچائی جاتی ہے۔ مچھلیاں کیونکہ ہمیشہ پانی میں رہتی ہیں اس لئے قدرت نے ان کے سانس لینے کا انتظام بھی پانی کے اندر کر دیا ہے۔ اس طرح کہ جب پانی ان کے منہ میں جاتا ہے تو گلپھڑوں کے اندر پھیلے ہوئے ریشے آکسیجن کو جذب کر لیتے ہیں اور پانی گلپھڑوں کے راستے باہر نکل جاتا ہے اور جن مچھلیوں کے گلپھڑے نہیں ہوتے انھیں سانس لینے کے لئے سمندر کی سطح پر ابھرنا پڑتا ہے۔ یہ درحقیقت مچھلیاں ہی نہیں ہیں۔ کیونکہ مچھلی وہی ہے جو پانی کے اندر رہ کر سانس لے۔

چنانچہ وہیل مچھلی اگرچہ مچھلی کہلاتی ہے مگر وہ مچھلی نہیں ہے اور نہ اس میں مچھلی کے خواص پائے جاتے ہیں۔ وہ انڈوں کے بجائے بچے دیتی، بچوں کو دودھ پلاتی اور سانس لینے کے لئے سطح سمندر پر ابھرتی ہے۔

پھر مختلف چیزوں کے وزن کا ذکر فرمایا ہے۔ وزن سے مراد وہ قوت ہے، جو کشش ثقل کی وجہ سے کسی چیز میں پیدا ہوتی ہے اور مرکز سے قرب و بعد کے لحاظ سے کم و بیش ہوتی رہتی ہے۔ چنانچہ پہلے آسمان و زمین کا وزن ذکر کیا ہے۔ آسمان کیا ہے؟ ہے بھی یا نہیں؟ یہ اپنے مقام پر طے ہوتا رہے گا۔ ہم تو بس اتنا جانتے ہیں کہ ہماری نگاہ "حد نظر" سے آگے نہیں بڑھ سکتی۔ لہٰذا حد نظر سے آگے کے لئے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ کچھ نہیں ہے۔ رہی زمین تو وہ ہمارا اوڑھنا بچھونا ہے جس کے متعلق سائنس دان یہ کہتے ہیں کہ وہ اب سے دو ارب سال پہلے سورج کی کوکھ سے پیدا ہوئی اور مختلف ادوار و حالات سے گزرنے کے بعد اس قابل ہوئی کہ اس پر کوئی ذی روح رہ سکے۔ اس کے وزن کا اندازہ ۶۰۷۶، ۵۹، سنکھ میٹرک ٹن ہے جو تقریباً ۱۵٬۹۷۵۰۰ سنکھ من کے مساوی ہوتے ہیں۔

مگراس میں ۵۰/سنکھ ٹن کی کمی بیشی کا احتمال پیدا کردیا گیا ہے۔جس کے معنی یہ ہیں کہ ابھی زمین کا صحیح وزن معلوم نہیں ہوسکا ۔اور پیمائش کے لحاظ سے اس کا قطر ۷۹۱۸/میل اور محیط ۲۴٬۸۹۹/میل ہے اوراس حجم کے ساتھ ۶۶٬۶۰۰/میل فی گھنٹہ کی رفتار سے سورج کے گرد سرگرم سیر ہے۔

پھر چانداور سورج کے وزن کا ذکرفرمایا ہے۔جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرتؑ یہ جانتے تھے کہ یہ چانداور سورج ہمارے کرۂ ارضی کی طرح وزنی کرے ہیں۔ چنانچہ چاند کا وزن زمین کے وزن کا ۱/۱۸ حصہ ہے، اس کا قطر ۲۱۶۳/میل ہے جو زمین کے قطر کے ایک چوتھائی سے کچھ زیادہ ہے ۔اور ۲۳۰۰/میل فی گھنٹہ کی رفتار سے زمین کے گرد رواں دواں ہے ۔اور سورج کا وزن ۰۰۰، ۰۰۰، ۰۰۰، ۰۰۰، ۰۰۰، ۰۰۰، ۰۰۰، ۰۰۰، ۰۰۰، ۲/ٹن اور قطر ۸۹۲۵۸۰/میل اور محیط ۲۶۷۸۵۰۰/میل ہے۔موجودہ دور میں چاند سورج کے قطر و محیط کی پیمائش ایک معمولی بات ہے۔

کیونکہ سائنس نے صحرائے تحقیق میں سالہا سال کی سرگشتگی کے نتیجہ میں ایسے طریقے معلوم کر لیئے ہیں جن سے چاند سورج کی پیمائش کی جاسکتی ہے۔مگر جب عالم آب و گل میں اجرام فلکیہ کی پیمائش کا کوئی تصور بھی پیدا نہ ہوا تھا اس وقت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالبؑ سے سورج کے طول و عرض کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: بتسع مائۃ فرسخ فی تسع مائۃ فرسخ۔ ’’۹۰۰٬۹۰۰ فرسخ‘‘ ۔ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے۔لہٰذا حاصل ضرب ۲۴٬۳۰۰۰۰/میل ہوں گے اور شرعی میل چونکہ رائج الوقت میل سے ۲۴۰/گز بڑا ہوتا ہے اس حساب سے تقریباً یہی محیط نکلے گا۔ یہ ہے وہ علم امامت جس کے مقابلہ میں انسان لاکھ اکتشافات و تحقیقات کے فلک بوس محل تیار کرے مگراس کے کنگرہ کی بلندی کو چھو نہیں سکتا۔

بہر حال یہ عظیم الشان کرہ جس کا جرم ہماری زمین سے ۱۲٬۵۹۷۰۹ رگنا بڑا اور ۳۳۴۰۰۰ رگنا بھاری ہے، اپنے محور پر زمین کی طرح گھومتا رہتا ہے اور ۲۵ ردن ۷رگھنٹہ ۴۸ رمنٹ میں ایک چکر کاٹ لیتا ہے۔ پھر نور وظلمت کے وزن کا ذکر کیا ہے۔ نور یا روشنی کو ہم ایک احساس سے تعبیر کر سکتے ہیں جو شعاعی قوت سے ہماری آنکھوں میں پیدا ہوتا ہے۔ یہ شعاعی قوت جس کو ہماری آنکھ محسوس کرتی ہے مرئی وشعاعی قوت کہتے ہیں جو آنکھ اور مرئی چیز کے درمیان ایک واسطہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس طرح کہ روشنی کی لہریں جب کسی جسم مرئی پر گر کر منعکس ہوتی ہیں تو وہ جسم نظر آنے لگتا ہے۔ یہ مرئی شعاعی لہریں بنفشی، نیلی، آسمانی، سبز، زرد، نارنجی، اور سرخ رنگوں پر مشتمل ہوتی ہیں اور سفید روشنی ان تمام رنگوں کا مجموعہ ہوتی ہے۔ یہ بھی ایک مادی و وزنی چیز ہے کیونکہ قوت اور مادہ ایک ہی چیز کے دونام ہیں اور ہر قسم کا مادہ وزن رکھتا ہے۔

سر اسحاق نیوٹن کا نظریہ یہ تھا کہ روشنی مادہ کی ایک انتہائی لطیف صورت ہے جو ذرات کی صورت میں منور اجسام سے بے حد سرعت کے ساتھ خارج ہوتی ہے۔ اس نظریہ کی بنا پر روشنی کا وزن ظاہر ہے۔ اور موجودہ نظریات کے لحاظ سے بھی جو روشنی میں فوٹون کو ثابت کرتے ہیں اس کے وزن سے انکار نہیں ہوسکتا کیونکہ فوٹون ایک مادی ہی چیز ہے۔ اور اس کے خصوصیات وہی ہیں جو الیکٹرون (برقیہ) کے ہیں اور الیکٹرون مسلمہ طور پر مادی ہے۔ یہ فوٹون بیسویں صدی میں روشنی کے تجزیہ کے موقع پر دریافت ہوئے۔ یہ انتہائی چھوٹے چھوٹے نقطے ہوتے ہیں اور ارتعاشی لہروں کی صورت میں چلتے اور ہمیشہ رواں دواں اور حرکت میں رہتے ہیں اس لئے ان کا مشاہدہ حالت سکون میں ناممکن ہے:

ہستم اگر می روم گر نہ روم نیستم

روشنی میں وزن کا امکان سب سے پہلے لیون ہارڈ یولر نے انیسویں صدی کے آغاز میں ظاہر کیا اور اسی صدی کے آخر میں میکسوئل نے روشنی کے وزن کو دریافت کرلیا۔ اور یہ بتایا کہ روشنی میں بھی ہوا کے تیز جھونکوں کی طرح قوت مخفی ہوتی ہے جو مختصر ذروں کو اپنے راستہ سے ہٹا دے سکتی ہے اور یہ دباؤ بہت ہی ہلکا ہوتا ہے اور عام حالات میں اس کا مشاہدہ بہت مشکل ہے۔ آخر سر ولیم کرکس نے ریڈیو میٹر ایجاد کیا جس میں چار پر ہوتے ہیں جو روشنی کے سامنے رکھنے سے گھومتے ہیں اور یہ دباؤ مشاہدہ کے حدود میں آگیا۔ پھر پیٹر لیڈیو نے ایک بہترین قسم کے ریڈیو میٹر سے روشنی کی پیمائش کرلی۔

یہ پیمائش ایک ایسے پیمانہ سے کی جاتی ہے جس میں انتہائی چھوٹے چھوٹے درجات ہوتے ہیں۔ چنانچہ پہلے درجہ کی لمبائی ایک ملی میٹر کا کروڑ واں حصہ ہوتی ہے اور ایک ملی میٹر، کا ہزاروں حصہ ہوتا ہے اور ایک میٹر تقریباً سوا سترہ گرہ کا ہوتا ہے۔ جب روشنی ۳۸۰۰/درجہ سے متجاوز ہوتی ہے تو دکھائی دیتی ہے اور ۵۵۰۰/درجہ پر پہنچ کر پوری طرح نمایاں ہو جاتی ہے۔ روشنی کا سب سے بڑا مرکز سورج ہے جس کی سطح سے بلند ہونے والے آتش بار شعلے کبھی کبھی ۲٫۸۶۰۰۰/میل تک کی بلندیوں کو چھو لیتے ہیں۔ اور ایک مربع سینٹی میٹر میں جو میٹر کا سواں حصہ ہوتا ہے ۵۰٬۰۰۰/موم بتیوں کی روشنی کے برابر روشنی بھر دیتا ہے اور تمام کرہ زمین کو جو اس سے روشنی حاصل ہوتی ہے اس کی مقدار سورج کی پوری روشنی سے وہی نسبت رکھتی ہے جو ایک سیکنڈ کو ۷۴/سال سے ہے اور زمین سے دس گنا زائد روشنی اجسامِ فلکی میں بٹتی ہے اور باقی فضا میں منتشر ہو جاتی ہے اور چاند ایسے ۴۶۵۰۰۰/کرے اس کی روشنی سے روشن ہو سکتے ہیں۔

سائنسداں کہتے ہیں کہ اس تقسیم نور سے سورج کے ۴۰۰۰۰۰/ٹن گیسی مادے ایک سیکنڈ

میں جل جاتے ہیں۔مگر پھر بھی اسے ختم ہوتے ہوتے دس ارب سال اور لگیں گے بہر حال یہ روشنی کے نقطے جنھیں ارتعاشی لہریں مرئی صورت میں نمایاں کرتی ہیں بعض جگہ اتنی کم مقدار میں ہوتے ہیں کہ آنکھ پر اثر انداز نہیں ہوسکتے۔ایسی جگہ تاریکی کی لپیٹ میں آجاتی ہے۔یہ تاریکی صرف مرئی شعاعوں سے خالی ہوتی ہے۔لہٰذا جس طرح مرئی لہروں کی وجہ سے روشنی میں دباؤ ہوتا ہے،ظلمت میں بھی غیر مرئی نقطوں کی وجہ سے دباؤ ہونا چاہئے۔اہل تحقیق کی یہ کدوکاوش قابل قدر ہے کہ انھوں نے روشنی کی پیمائش کے آلات ایجاد کئے روشنی کا تجزیہ کیا؛اس کے ایک ایک جوہری نقطہ کو تولا،ناپا،اوراس کے وزن ومقدار کا اندازہ لگایا۔مگر یہ کہ اس کائنات میں کتنے اجرام نورانی اور کتنے سورج،چانداور سیارے ہیں اور کہاں کہاں ان کی روشنی پھیلی ہوئی ہے۔تو آنکھیں عاجز ودر ماندہ اور دوربینیں ایک حد پر پہنچ کر سپر انداختہ نظر آئیں گی۔چنانچہ کہکشاں کا مرکز ہمارے سورج سے ۳۰۰۰۰نوری سال کے فاصلہ پر واقع ہے۔

نوری سال سے مراد وہ فاصلہ ہے جو روشنی اپنی رفتار سے ایک سال میں طے کرتی ہے۔

اس کہکشاں میں ۴۰/ارب سورج اور ان گنت سیارے پائے جاتے ہیں اور ہر سورج دوسرے سورج سے ۴/نوری سال کے فاصلہ پر ہے اوران میں سے اکثر کے گرد ہمارے نظام شمسی کی طرح سیارے گھوم پھر رہے ہیں اوراس کہکشانی قسم کے نظام دس کروڑ سے زیادہ موجودہ دوربینوں سے دیکھے جاتے ہیں اوران میں سے ہرایک کی وسعت کے برابر ہےاوراتنے ہی سورج ان میں گردش کر رہے ہیں۔اس عالم وسعت و بلندی کا اندازہ اس سے لگایئے کہ زمین سے قریب ترین ستارے کی روشنی ۴/سال میں زمین تک پہنچتی ہے۔اور بعض اجرام فلکی کی روشنی کو زمین تک پہنچنے کے لئے دس لاکھ سال کی مدت درکار ہے۔

۱۹۳۷ء میں ایک چمک دیکھی گئی جس کی بلندی سے یہ اندازہ لگایا گیا کہ ۴۰؍لاکھ برس پہلے کوئی ستارہ ٹوٹا ہوگا جس کی روشنی اب نظر آئی ہے اور فلکیات کے ماہرین تو یہاں تک کہتے ہیں کہ بعض ستارے ایسے بھی ہوں گے جن کی روشنی ابھی زمین تک پہنچی ہی نہیں ہے۔ حالانکہ روشنی کی رفتار ۱۸۶۲۸۴؍میل فی سیکنڈ ہے اور سورج جو ہم سے ۹کروڑ ۳۰؍لاکھ میل کے فاصلہ پر ہے اس کی روشنی ۸؍منٹ ۱۸؍سیکنڈ میں اور چاند کی روشنی ایک سیکنڈ میں زمین تک پہنچ جاتی ہے۔ پھر یہ کہ گیسی بادل جو دس لاکھ سے ۱۵؍کروڑ نوری سال تک پھیلے ہوئے ہیں۔ اور ان سے دور تر سحابیے جن کے فاصلے دس کھرب نوری سال تک ہیں ان میں روشنی کی مقدار کتنی اور کہاں کہاں پہنچتی ہے اور اتھاہ تاریکیاں جو ہم سے کالے کوسوں دور ہیں ان میں کلائی شعاعیں (کاسمک ریز) کس مقدار میں پائی جاتی ہیں اور کہاں کہاں ظلمتوں کے طوفان محیط ہیں تو اس کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کس کو ہوسکتا ہے۔

عصر جدید نے اگرچہ آلات وگوناگوں ایجادات سے روشنی کے وزن کا انکشاف کیا مگر ائمہؑ اہل بیتؑ نے روشنی کے وزن کا اس وقت ذکر کیا جب کہ نہ دوربینیں ایجاد ہوئی تھیں اور نہ لیبارٹریوں کا وجود تھا۔ اور عوام تو عوام خواص کے ذہن میں اس تصور سے خالی تھے۔

چنانچہ یہ دعا اس کے لئے شاہد ہے۔ اس کے علاوہ ارشادات ائمہ میں بھی اس کا تذکرہ ہے۔ چنانچہ ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اے فرزند رسول ﷺ! مجھے ستاروں کے دیکھنے سے ایک خاص حظ حاصل ہوتا ہے اور ایک حد تک مجھے اس فن میں مہارت حاصل ہے تو حضرتؑ نے بطور امتحان اس سے دریافت کیا کہ۔

”کم تسقیٰ الشمس القمر من نورھا و کم تسقی الشمس الارض من نورھا۔“

''اچھا یہ تو بتاؤ کی سورج کتنی مقدار میں اپنی روشنی سے چاند کو سیراب کرتا ہے اور کتنی مقدار میں زمین کو سیراب کرتا ہے؟

اس نے کہا یہ باتیں تو ایسی ہیں جو اس سے پہلے میں نے کبھی سنی ہی نہیں اور نہ ان کا کبھی تصور ہوا ہے۔

پھر سایہ اور ہوا کے وزن کا ذکر کیا ہے۔ سایہ وہی تاریک حصہ ہے جو کثیف اور غیر شفاف اجسام کے امتزاج سے مرئی شعاعوں سے خالی ہوتا ہے۔ لیکن غیر مرئی شعائیں اس میں کم بیش ہوتی ہیں جس سے وہ کبھی زیادہ تاریک اور کبھی کم تاریک ہوتا ہے۔ اور جس طرح کثیف اجسام مرئی شعاعوں کے نفوذ سے مانع ہو کر سایہ کو جنم دیتے ہیں۔ اسی طرح یعنی دو روشنیوں کے تصادم سے بھی سایہ نمودار ہوتا ہے جسے ظل نور سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ یہ بھی اسی طرح وزن کا حامل ہوتا ہے جس طرح تاریکی گیر مرئی شعاعوں کی وجہ سے وزن رکھتی ہے اور ہوا بھی ایک مادی اور وزن دار چیز ہے۔ یہ ہوائی کرہ زمین سے دو سو میل سے زائد بلندی تک پھیلا ہوا ہے۔ اور زمین سے متصل ہوا کثیف اور بھاری ہوتی ہے اور جوں جوں بلند ہوتی ہے لطیف و سبک ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ ۲۰۰۰۰ رفٹ کی بلندی پر اس قابل نہیں رہتی کہ انسان اس میں سانس لے سکے۔

سب سے پہلے حسن ابن ہیثم نے ہوا کا وزنی ہونا بتایا اور ۱۶۴۳ء میں اٹلی کے ڈاکٹر ٹریلی نے بادپیما (بیرومیٹر) ایجاد کیا اور اس کے وزن اور دباؤ کی مقدار کو معلوم کرلیا۔ اس کا مجموعی وزن ۵۱۰۰ رکھرب ٹن ہے اور سمندر کے کنارے ایک مربع انچ میں ہوا کا وزن ۷۔۱۰۔۱۴ر پونڈ ہوتا ہے۔ اور ہر شخص ۲۰۰۰۰ر پونڈ وزنی ہوا اپنے اوپر اٹھائے ہوئے ہے۔ اور یہ اللہ کی کرشمہ سازی ہے کہ اس نے انسان کے اندر ہوا بھر کر اس بوجھ کا احساس نہیں ہونے دیا، ورنہ وہ اس بوجھ کے

نیچے دب کر رہ جاتا۔ ہوا کا وزن اگر چہ ایک حد تک معلوم کیا جا چکا ہے مگر یہ کہ ان میں درختوں کو بار آور کرنے والی ہواؤں، سطح سمندر سے بخارات اٹھانے والی ہواؤں اور بادلوں کو حرکت میں لانے والی ہواؤں اور اس کی مختلف تہوں کا وزن کیا ہے اور دوسرے کروں اور سیاروں پر ہوا کی مقدار اور نوعیت کیا ہے اور ان میں آکسیجن، نائیٹرجن اور دوسری گیسوں کی مقدار کتنی ہے تو قیاس آرائیوں کے علاوہ یقین کے ساتھ کچھ نہ بتایا جا سکے گا۔

یہ صرف اللہ تعالی سے مخصوص ہے اور وہی ان ہواؤں کے محل و مقام، وزن و مقدار، اجزا اور اجزا کی کمیت و کیفیت سے واقف ہے اور اس کا علم کلیات و جزئیات، ظواہر و بواطن اور غیوب و شہود پر یکساں محیط ہے اور کوئی چیز اس کے دائرۂ اطلاع سے خارج اس کے احاطۂ نگاہ سے باہر اور اس کے علم سے پوشیدہ نہیں ہے اور نہ پوشیدہ رہ سکتی ہے۔ کیونکہ ذات الٰہی کے لئے جہل اگر چہ وہ چھوٹی سے چھوٹی اور مخفی چیز کے متعلق کیوں نہ ہو نقص ہے اور نقص اس کمال مطلق کی ذات کے منافی ہے۔

دعا نمبر ۵۶ کی شرح

یہ دعا خداوند عالم کی عظمت و بزرگی اور اس کے اوصافِ کمال کے بیان کے سلسلہ میں ہے الٰہی صفات کے بیان سے جہاں یہ مقصد ہے کہ انسان خدا شناسی کی منزل سے قریب ہو، وہاں یہ بھی مقصد ہے کہ معبود کی رفعت و بلندی کا تصور، اس میں نوعی رفعت و سر بلندی کا احساس پیدا کرے تا کہ وہ اس کائنات میں اپنے کو بلند درجہ سمجھتے ہوئے خالق کائنات کے علاوہ کسی اور کی پرستش و عبادت کا تصور بھی نہ کرے اور اس بلندی کے احساس کے پیش نظر اپنے عمل و کردار میں بھی بلندی پیدا کرنے کی کوشش کرے۔

صفات الٰہی میں سے پہلی صفت یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ انسان کے قلب وضمیر سے پنہاں نہیں ہے۔ کیونکہ ہر چیز میں اس کی نمودار ہر شئی میں اس کی جلوہ ریزی ہے۔ چنانچہ زمین، آسمان، چاند، سورج، دریا، پہاڑ اور کائنات کا ہر ذرہ اس کے وجود کا ایک محکم برہان ہے۔ اگر کوئی شخص کسی نقاش کو نقش کھینچتے ہوئے دیکھتا ہے تو وہ یہ یقین کرنے پر مجبور ہے کہ وہ زندہ بھی ہے، عالم بھی ہے اور مرید بھی۔

اس لئے کہ حیات علم قدرت اور ارادہ کے بغیر نقاش کوئی نقش نہیں کھینچ سکتا۔ تو اگر اس کے ہاتھ کی حرکت کو دیکھ کر ان اوصاف کا یقین ہو جاتا ہے۔ حالانکہ اس حرکت کے مشاہدہ کے علاوہ اور کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ تو کیا کائنات کے نقش بدیع کو دیکھنے کے بعد صانع کے وجود اور اس کی صفت علم وقدرت سے انکار کی گنجائش ہو سکتی ہے؟ اور جس وجود پر اتنے شواہد موجود ہوں وہ چشم بصیرت سے مخفی رہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں! جب کہ دل ضمیر فطرت اور وجدان اس کے وجود کی شہادت دے رہے ہیں اور اس کی ہستی کے دلائل اتنے قوی ہیں کہ ہر شخص اس کا اقرار کرنے پر مجبور ہے اور نظم کائنات کو دیکھنے کے بعد یہ تصور کہ یہ عالم بعض عناصر کے اتفاقی میل کا نتیجہ ہے عقل وفہم سے بمراحل دور ہے اس لئے کہ ہر چیز کی تہہ میں ایک حکیمانہ کارفرما نظر آتا ہے۔ اور ہر شئی اپنے مقام پر ایک خاص موزونیت کی حامل دکھائی دیتی ہے جسے محض اتفاقیہ نہیں قرار دیا جا سکتا۔ چنانچہ اس عالم کے نظم ونسق اور وضع وساخت کو دیکھنے کے بعد یہ تسلیم کئے بغیر کوئی چارہ ہی نہیں ہے کہ اس کائنات ہستی کا کوئی خالق وصانع ہے جو حکیم، مدبر اور تمام صفات کمال کا جامع ہے۔

دوسری صفت یہ ہے کہ وہ دیکھنے والوں کی نگاہوں سے اپنے غلبہ وعزت کی وجہ سے پوشیدہ ہے اور یہ پوشیدگی اس طرح کی نہیں ہے جس طرح شاہوں اور فرمانرواؤں کی پوشیدگی ہوتی

ہے کہ وہ دروازوں پر پردے لٹکا کر اور پہرے کھڑے کر کے رعایا کی نظروں سے پنہاں رہتے ہیں تا کہ ان کے رعب و تمکنت میں فرق نہ آئے اور نہ اس طرح پوشیدہ ہے، جس طرح چمگادڑ کی نگاہ سے سورج پوشیدہ ہو جاتا ہے کہ یہ کہا جائے کہ اس کے نور کی تابش اور جمال کی طغیانی رویت سے مانع ہے۔ کیونکہ وہ اس لئے پوشیدہ نہیں ہے کہ نگاہیں اس کے سامنے مضمحل ہو جاتی ہیں؛ بلکہ وہ ذاتاً ناقابل رویت ہے۔ اس لئے کہ اگر وہ دیکھے جانے کے قابل ہوتا تو نگاہوں کی محدود وسعت سے اسے بھی محدود ہونا پڑتا۔ اور جب کہ اس ذات غیر محدود کے لئے محدود ہونا ناممکن ہے تو اس کے دیکھے جانے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

تیسری صفت یہ ہے کہ وہ قادر مطلق ہے۔ اس لئے اپنی ہی قوت و طاقت سے ہر چیز پر اقتدار رکھتا ہے نہ ان سلاطین کی طرح جو لشکر و سپاہ اور اعوان و انصار کی بدولت اقتدار حاصل کرتے ہیں۔ اگر ایسا ہو تو وہ جن سے مدد لے گا ان کا محتاج قرار پائے گا۔ اور احتیاج ممکن کا خاصہ ہے نہ واجب کا۔

چوتھی صفت یہ ہے کہ انسانی عقلیں اس کی واقعی حقیقت سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اس لئے کہ عقل و ادراک کی قوتیں محدود ہیں اور خدا لامحدود ہے۔ اور محدود، لامحدود کا احاطہ کر ہی نہیں سکتا جو عقل و فہم میں سما سکے۔

پانچویں صفت یہ ہے کہ وہ یگانہ ہے اور کائنات کے پیدا کرنے میں کوئی اس کا معاون و شریک کار نہیں ہے اس لئے کہ اگر دو خالق ہوں تو ان سے ایک کسی کام کو کرنا چاہے تو دوسرا اس کا ہمنوا ہو گا یا مخالف۔ اگر ہمنوا ہے تو اس کی ہمنوائی کا فائدہ و نتیجہ ہی کیا جب کہ وہ تنہا اس کام کو انجام دینے کے لئے کافی ہے۔ اور اگر مخالف ہے تو اس صورت میں یا وہ دونوں ناکام ہوں گے یا ان میں

سے ایک کامیاب ہوگا اور دوسرا ناکام۔ پہلی صورت میں دونوں خدا نہ رہیں گے اور دوسری صورت میں ناکام ہونے والا خدا نہ رہے گا۔ لہٰذا جب دوسرے کی احتیاج ہی نہیں ہے تو ایک بے کار وجود کو تسلیم کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔

چھٹی صفت یہ ہے کہ وہ اول ہے اس لئے کہ تمام سلسلۂ موجودات اس پر منتہی ہوتے ہیں اور جو تمام کائنات کا نقطۂ آخر اور علۃ العلل ہو تو وہ یقیناً سب سے اول واقدم ہوگا۔

ساتویں صفت یہ ہے کہ وہ مکان و زمان کے حدود سے بالاتر ہے اس لئے کہ مکان و زمان کی تقلید و حد بندی صفات اجسام میں سے ہے اور وہ جسم و جسمانیات سے منزہ ہے۔ اور دوسرے یہ کہ زمانہ و مکان حادث ہیں۔ اور جب وہ کسی مخلوق و حادث کا پابند ہوگا تو واجب الوجود نہ رہے گا۔ اور جب کہ وہ حادث قرار پایا تو اس کے لئے فنا و زوال بھی ضروری ہوگا اس لئے فنا سے مانع صرف اس کا واجب الوجود ہونا ہے اور زمان و مکان کی پابندی سے وہ واجب الوجود نہ رہا۔

آٹھویں صفت یہ ہے کہ اس کا کوئی مثل و نظیر نہیں ہے اس لئے کہ اگر اس کا مثل و نظیر ہوگا تو یا وہ واجب الوجود ہوگا یا ممکن۔ اگر واجب الوجود ہوگا تو واجب الوجود متعدد نہیں ہو سکتے۔ اور اگر ممکن ہوگا تو ممکن و واجب ایک دوسرے کے مثل ہو نہیں سکتے۔ اس لئے کہ واجب غیر محتاج اور ممکن سراپا احتیاج ہے۔

نویں صفت یہ ہے کہ وہ ایسا خالق ہے جو تخلیق اشیاء میں مادہ کا محتاج نہیں ہے کیونکہ احتیاج ممکن کی شان ہے اور واجب الوجود ہر قسم کی احتیاج سے کوسوں دور ہے۔

دسویں صفت یہ ہے کہ وہ رب ہے۔ رب کے معنی پالنے والے کے ہیں۔ چنانچہ یہ پرورش و نگہداشت کا سروسامان اور تربیت عالم کا مسلسل اہتمام اس کی ربوبیت کا مظہر ہے اور یہ

ربوبیت اتنی کامل و ہمہ گیر ہے کہ کوئی مخلوق وہ پانی کے اندر ہو یا زمین کے اوپر، دامن کوہ میں ہو یا وسعت فضا میں اپنی حاجت وضرورت کے مطابق بقائے زندگی کے سامان سے بہرہ مند ہے۔ جس کا سلسلہ نہ کبھی قطع ہوا ہے اور نہ ہوگا۔

گیارھویں صفت یہ ہے کہ وہ عین حسن وسراپا جمال ہے۔ چنانچہ زمین سر سبز خوابیدہ کا مخملی فرش، پھولوں میں رنگوں کا حسین امتزاج، دریاؤں کی روانی، موجوں کی طغیانی، آبشاروں کے زمزمے، طائروں کے نغمے، ستاروں کی چشمک، چاند کا اتار چڑھاؤ، سورج کی ضیاء پاشی، کہکشاں کی دل آویزی اور صبح وشام کی نظر افروزی اس کے جمال کا پرتو اور اس کے حسن کی جلوہ آرائی کا نتیجہ ہیں۔ کیونکہ جو جمال سے عاری ہو وہ دوسری چیزوں میں رعنائی پیدا نہیں کرسکتا۔ لہٰذا کائنات ہستی کی موزونیت اور فطرت کا بناؤ خالق کے حسن و جمال کا آئینہ دار اور اس کے جمال پسندی کی دلیل ہے۔



بارہویں صفت یہ ہے کہ وہ مومن ہے۔ اگر مومن کا اطلاق انسان پر ہو تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ خدا اور اس کے رسولؐ اور آسمانی احکام کی تصدیق کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ پر اس کا اطلاق ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس سے ظلم و جور کا قطعاً کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں۔ چنانچہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے:

"سُمّيَ البارئ عزّ وجل مؤمناً لانه يؤمن من عذابه من اطاعة."

"خداوند عالم کا نام مومن اس لئے ہے کہ اس کے اطاعت گزار بندے اس کے عذاب سے مامون و بے خطر ہیں"۔

بہرحال اس دعا کے مطالعہ سے ایک ایسی ہستی کا تصور سامنے آجاتا ہے جو تمام حسن وخوبی

کو سمیٹے ہوئے ہے جو عظمت وجلال وکبریائی کا بھی مالک ہے اور مجد و بزرگی و شرف کا بھی سرمایہ دار ہے جو سرتاپا نور وضیاء، سراپا حسن وجمال ازلی، ابدی، زندہ، قائم، توانا، بے نیاز، باقی و برقرار اور دائم وجاوید ہے۔ اسی سے تمام موجودات کا ظہور ہوا اور اسی سے ان کی بقا وابستہ ہے اور اسی کی طرف پلٹنا ہے وہ یکتا ویگانہ اور بے مثل و بے ہمتا ہے۔ ہر چیز میں نمایاں ہر دل میں جلوہ گر، اور پھر کہیں نہیں اسے دیکھا جا سکے یا اس کی طرف اشارہ کیا جا سکے:

یوں تو جہاں میں ہم نے اس کو کہاں نہ پایا یا نہ یوں کہ کرتے اس کی طرف اشارہ

دعا نمبر ۵۷ کی شرح

یہ دعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اہل بیتؑ اطہار کے اوصاف وخصوصیات کے ذکر پر مشتمل ہے۔ ان اوصاف ومحامد میں سے پہلی صفت یہ ہے کہ خداوند عالم نے انھیں ایسی عزت و رفعت اور شرافت وکرامت کے خلعت سے آراستہ کیا ہے جو دنیا میں کسی اور کے قد وقامت پر راست نہ آ سکا۔ یہ اختصاص اس امر کی دلیل ہے کہ خداوند عالم نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اہل بیتؑ کو تمام کائنات پر فضیلت وبرتری عطا کی ہے۔ چنانچہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے:

"ان الله تبارک و تعالیٰ خلق الارواح قبل الاجساد بألفي عام اعلاها و اشرفها محمد و عليٌّ و فاطمة و الحسن و الحسين و الائمة صلوات الله عليهم."

"خداوند عالم نے روحوں کو جسموں سے دو ہزار سال پیشتر خلق فرمایا اور ان میں سب سے بلند مرتبہ وذی شرف محمدؐ، علیؑ فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ اور ائمہ اہل بیت صلوات اللہ علیہم ہیں"۔

دوسری صفت یہ ہے کہ ان میں سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مرکز نبوت قرار دیا اور وحی

رسالت کا امتیاز بخشا۔ چنانچہ آنحضرتؐ کا ارشاد ہے:

"نحن اهل البيت مفاتيح الرحمة و موضع الرسالة و معدن الحلم."

"(ارجح المطالب)

ہم اہل بیتؑ، رحمت کی کنجیاں، رسالت کی منزل اور حلم و بردباری کا معدن ہیں"۔

تیسری صفت یہ ہے کہ وہ وسیلہ ہیں۔ اس طرح کہ ان ہی کے وسیلہ سے خدا تک رسائی ہوتی ہے، انہی کے وسیلہ سے دعائیں قبول اور فقر و فاقہ ابتلاء و مصیبت اور رنج و اندوہ دور ہوتا ہے، اور عقبیٰ میں بھی ان کی شفاعت کو وسیلہ قرار دیئے بغیر نجات و کامرانی نصیب نہ ہوگی۔ اور یہ وہ مرتبہ رفیعہ ہے جس سے بلندتر مرتبہ دوسرا نہیں ہے۔ چنانچہ امیر المؤمنین علیہ السلام کا ارشاد ہے:

"ان الله وعد نبيه الوسيلة وهى اعلى درجة الجنة و نهاية غاية الامنية."

"اللہ سبحانہ نے اپنے نبیؐ سے وسیلہ کا وعدہ فرمایا ہے اور یہ جنت کا ایک بلندترین درجہ اور خواہش و مقصد کی حد آخر ہے"۔

چوتھی صفت یہ ہے کہ ان میں تمام انبیاءؑ کی صفتیں یکجا تھیں۔ چنانچہ آدم علیہ السلام کی صفوت، ابراہیم علیہ السلام کی خلت، موسیٰ علیہ السلام کی ہیبت، عیسیٰ علیہ السلام کی زہادت اور دوسرے انبیاء کی صفتیں ان میں سمٹ کر جمع ہو گئی تھیں۔ اس لحاظ سے وہ انبیاء کے محاسن و کمالات اور اخلاق و اوصاف میں ان کے وارث و جانشین ہوں گے۔

چنانچہ امام رضا علیہ السلام کا ارشاد ہے:

نحن ورثة اولى العزم من الرسل و الانبياء.



''ہم، اولوالعزم انبیاء اور رسولوں کے وارث دار ہیں''۔

پانچویں صفت یہ ہے کہ جس طرح پیغمبر اکرم ﷺ خاتم الانبیاء ہیں کہ ان کے ذریعہ سلسلہ نبوت اتمام تک پہنچا، اسی طرح ان کے اہل بیتؑ کے ذریعہ ائمہ واوصیاء کا سلسلہ ختم کیا گیا ہے۔ کیونکہ نہ نبی آخرالزمان کے بعد کوئی نبی آئے گا اور نہ ان کا کوئی وصی ووارث ہوگا۔ لہٰذا جس طرح ہمارے پیغمبر آخری پیغمبر ﷺ ہیں اسی طرح ان کے اوصیاء آخری اوصیاء ہیں اور وہ ائمہ اثنا عشر ہیں۔

چنانچہ علامہ شیخ قندوزی تحریر فرماتے ہیں؛

''اخبرنی یا رسول اللّٰہ عن اوصیاء ک من بعد ک لا تمسک بھم قال اوصیائی الاثنا عشر .'' (ینابیع المودۃ)

''روای کہتا ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے بعد میں آنے والے اپنے اوصیاء سے مطلع فرمائیے تا کہ میں ان سے تمسک اختیار کروں۔ آپؐ نے فرمایا، کہ میرے اوصیاء بارہ ہیں (اور اس کے بعد سب کا نام بنام ذکر فرمایا ہے''۔)

چھٹی صفت یہ ہے کہ انھیں گذشتہ وآیندہ واقعات کا علم دیا گیا ہے۔ یہ علم عطیہ الٰہی اور اس سرچشمہ علم سے حاصل کیا ہوا ہے جو ازلی وسرمدی اور غیر محدود ہے جس کے بعد علم الٰہی میں شریک ہونے کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا جب کہ اللہ تعالیٰ کا علم عین ذات اور غیر مکتسب ہے، اور یہ القاء و الہام یا پیغمبر کی وساطت سے حاصل ہوا ہے اور انتہائی وسعت و پہنائی کے باوجود محدود ہے ۔ چنانچہ قرآن کریم میں جہاں جہاں علم غیب کو ذات الٰہی سے مخصوص کیا گیا ہے، اور دوسروں سے اس کی نفی کی گئی ہے اس سے ذاتی علم مراد ہے۔ لیکن وہ علم جو مستقبل کے بارے میں یا امور مخفیہ پر

قدرت کی طرف سے خاص خاص بندوں کو حاصل ہوتا ہے اس کی کہیں نفی نہیں ہے۔اور ائمہ کا علم اسی نوعیت کا ہے اور ان کے ارشادات میں اس کی پوری پوری وضاحت ہے جس کے بعد کسی شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

چنانچہ ایک شخص نے امیر المؤمنین علی ابن ابی طالبؑ سے کہا کہ لقد اعطیت یا امیر المو منین علم الغیب ۔اے امیر المؤمنینؑ! آپ کو علم غیب حاصل ہے؟''۔

آپ نے فرمایا:لیس هو بعلم غیب انما هو تعلم من ذي علم. (نہج البلاغہ)
یہ علم غیب نہیں، بلکہ ایک صاحب علم (رسولؐ) سے معلوم کی ہوئی باتیں ہیں۔

یونہی یحییٰ ابن عبداللہ نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کہا کہ:جعلت فداک انهم یزعمون انک تعلم الغیب. ''میں آپ پر قربان جاؤں۔لوگوں کا خیال ہے کہ آپ علم غیب جانتے ہیں''۔حضرت نے یہ سن کر فرمایا:

''سبحان اللّٰه ضع یدک علی راسي فو اللّٰه ما بقیت شعرة فیه ولا في جسدي الا قامت (ثم قال) لا و اللّٰه ماهي الا وراثة عن رسول اللّٰه ﷺ''
(امالی شیخ مفید)

''اللہ اکبر! ذرا اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھ کر دیکھو۔خدا کی قسم! میرے سر کے بال اور میرے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں۔(پھر فرمایا) یہ صرف وہ علم ہے جو ہمیں رسول اللہؐ سے وراثتاً حاصل ہوا ہے''۔

ساتویں صفت یہ ہے کہ وہ لوگوں کی محبت و ارادت کا مرکز ہیں۔یہ اس لئے کہ انسان فطرۃً ان افراد کی طرف جھکتا ہے جو کسی کمال کے حامل ہوتے ہیں۔چنانچہ حاتم کی سخاوت، نو

شیرواں کی عدالت اور رستم کی شجاعت دلوں کو ان کی طرف جھکا دیتی اور نظروں کو ان کی جانب موڑ دیتی ہے اور آل محمد تو وہ ہیں جو اپنے ذاتی کمالات و خصوصیات کی وجہ سے عظمت انسانی کا معیار ہیں وہ کون سا جوہر فضیلت ہے جس سے ان کا دامن آراستہ نہ ہو۔ اور وہ کونسی صفت خوبی و کمال ہے جو ان کے جوہر ذاتی میں جلوہ گر نہ ہو۔ لہٰذا ان کمالات و خصوصیات کو دیکھتے ہوئے نگاہیں ان کی طرف جھکیں گی اور دل عقیدت کے جلو میں بڑھیں گے۔ چنانچہ زندیق و ملحد اور دین وملت سے نا آشنا افراد بھی عقیدت کے پھول ان کے قدموں پر نچھاور کرتے اور دشمن بھی لاشعوری طور پر ان کی عظمت کا اعتراف کرتے نظر آتے ہیں۔ اور یہ دلوں کا جھکاؤ اس دعا کا بھی نتیجہ ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی ذریت کے بارے میں کی تھی کہ:

﴿ربنا انی اسکنت من ذریتی بوادٍ غیر ذی زرعٍ عند بیتک المحرم ربنا لیقیموا الصلوٰۃ فاجعل افئدۃً من الناس تھوی الیھم .﴾

"اے ہمارے پروردگار! میں نے ایک ویران بستی میں تیرے محترم گھر کے پاس اپنی کچھ اولاد کو لا بسایا ہے۔ تا کہ اے ہمارے پروردگار! وہ نماز پڑھا کریں تو لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے"۔

دعا نمبر ۵۸ کی شرح

آسمان کا نیلگون شامیانہ ستاروں کی قندیلوں سے آراستہ تھا آفتاب و ماہتاب کی آمد و شد سے بہار افروز صبحوں اور کیف افزا شاموں کا سلسلہ بھی جاری تھا۔ مگر فطرت کی اس رنگینی و رعنائی سے لطف اندوز ہونے والی آنکھیں ہنوز محو خواب تھیں۔ دریاؤں کی تہہ میں موتی اور پہاڑوں کے دامن میں لعل و جواہر بکھرے ہوئے تھے۔ مگر انھیں آویزۂ تاج بنانے والی کوئی ہستی نہ تھی۔ اجزائے

ارضی میں قوت نامیہ تڑپ رہی تھی۔مگر کوئی نہ تھا جو اس سے فائدہ اٹھا کر زمین کو چمن ولالہ زار میں تبدیل کرتا کہ قدرت نے خرابۂ عالم کو بسانے اور ظلمت کدہ دہر میں اجالا کرنے کے لئے تخلیق آدم علیہ السلام کی طرح ڈالی۔چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

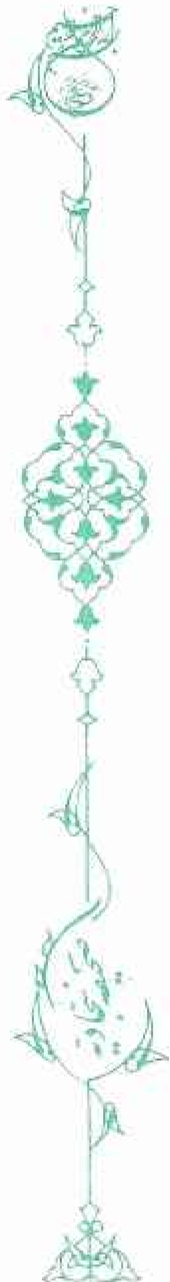
﴿إنی خالق بشراً من صلصالٍ من حمإ مسنون.﴾

''میں خمیر کی ہوئی مٹی سے جو (سوکھ کر) کھنکھنانے لگے ایک بشر پیدا کرنے والا ہوں''۔

جب صناع ازل نے مٹی کا پتلا بنایا اور اس کی نوک پلک درست کرنے کے بعد اس میں روح پھونکی تو زندگی کے خدوخال نکھر آئے۔حس وشعور کی دنیا آباد ہوگئی،اور خدا کے آگے جھکنے والی پیشانیاں آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ تعظیمی کے لئے جھک گئیں۔آدم علیہ السلام نے آغوش حیات میں کروٹ بدلتے ہی زبان سے الحمد اللہ رب العالمین کہہ کر اپنے خالق و پروردگار کی ربوبیت کا اعتراف کیا۔حضرتؑ نے مٹی سے خلق ہونے والوں میں انھیں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا پہلا معترف اسی بنا پر فرمایا ہے۔یوں تو اس کی ربوبیت وخالقیت کے اول معترف وہ تھے جو اولین مخلوق تھے اور اس وقت جب کہ آدم علیہ السلام کے وجود کی بنیاد بھی نہ رکھی گئی تھی۔ان کی تسبیح و تقدیس کی آوازوں سے ملکوتی فضا گونج رہی تھی۔

چنانچہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:''کنت نبیاً و آدم بین الماء و الطین.''میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدمؑ آب وگل کے پردہ میں نہاں تھے''۔

بہرحال جب آدم علیہ السلام کی تخلیق مکمل ہوگئی تو قدرت نے کچھ عرصہ کے لئے جنت کی بہار آفرین فضاؤں میں انھیں ٹھہرایا تا کہ اپنی جائے بازگشت کو دیکھ لیں اور دنیا کی رنگینیوں میں اس کی یاد باقی رہے۔آدم علیہ السلام اس سکون پرور فضا میں راحت وآرام سے ہمکنار تھے اور عیش و



نعمت میں زندگی کے دن بسر کررہے تھے اور اللہ تعالیٰ نے انھیں جنت کی ہر نعمت سے بہرہ مند ہونے کی اجازت دے رکھی تھی۔ مگر ایک خاص درخت کے پھل سے یہ کہہ کر روک دیا تھا کہ ﴿لا تقربا هذه الشجرة﴾ تم دونوں اس درخت کے نزدیک بھی نہ جانا۔ مگر شیطان جو حضرت آدم علیہ السلام کی طرف سے اپنے دل میں کینہ وعناد رکھتا تھا، ان سے کہنے لگا کہ:

﴿یا آدم هل ادلک علی شجرة الخلد وملکٍ لا یبلیٰ.﴾

''اے آدمؑ! کیا میں تمہیں ہمیشگی کے درخت اور ایسی بادشاہی کا پتہ بتادوں؟ جو نا قابل زوال ہے''۔

آدمؑ درختِ خلد اور دوائی تقرب کے حصول کے لئے اس کے بہکانے میں آگئے اور اس درخت کا پھل کھالیا جس کے نتیجہ میں قدرت کی طرف سے عتاب کے آثار ظاہر ہوئے۔ جنت کی فضا اجنبی سی نظر آنے لگی۔ جسم سے لباس تک جدا ہوگیا آدم یہ دیکھ کر گھبرائے۔ اپنے کئے نادم و پشیمان ہوئے اور اللہ سے سیکھے ہوئے کلمات کا واسطہ دے کر اس کے حضور گڑگڑائے؛ توبہ وانابت کا ہاتھ پھیلایا۔ آخر اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔

چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿فتلقیٰ آدم من ربه کلماتٍ فتاب علیه انه هو التواب الرحیم .﴾

''آدمؑ نے اپنے پروردگار سے کچھ کلمے سیکھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ اور وہ توبہ قبول کرنے والا بڑا مہربان ہے''۔

توبہ قبول فرمانے کے بعد انھیں جہاں کے لئے خلق فرمایا تھا وہاں پر اتر جانے کا حکم دیا اور زمین کو ان کے لئے جائے قرار دیا و جائے انتفاع قرار دیا۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿ولکم فی الارض مستقرٌ ومتاعٌ الی حین.﴾

''تمہارے لئے زمین میں ٹھہراؤ اور ایک وقت مقرر تک فائدہ اٹھانا ہے''۔

حضرت آدمؑ کے واقعہ میں قرآنی تعبیرات کچھ اس قسم کی ہیں جن سے ان کا گنہگار ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ حالانکہ انبیاء کا غرض بعثت کے پیش نظر معصوم ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں پہلا شبہ یہ ہوتا ہے کہ انہیں عاصی کہا گیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے: ﴿وعصی ادم ربہ﴾ ''آدمؑ نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی''۔ اور عصیان ونافرمانی کا لازمی نتیجہ دوزخ ہے: جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿ومن یعص اللّٰہ و رسولہ فان لہ نار جھنم.﴾

''جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اس کے لئے یقیناً دوزخ کی آگ ہے''۔

لہٰذا جب آدمؑ عصیان کے نتیجہ میں دوزخ کے مستحق قرار پائے تو ان کی عصمت کہاں باقی رہ سکتی ہے۔ کیونکہ ہر وہ فعل جس کی سزا جہنم ہو وہ یقیناً گناہ اور عصمت کے منافی ہوتا ہے۔

دوسرا شبہ یہ ہے کہ انہیں گمراہ اور ہدایت سے منحرف قرار دیا گیا ہے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے ﴿فغوی﴾ ''وہ گمراہ ہو گئے''۔ غوایت کے معنی گمراہی ہے ہیں۔ چنانچہ خداوند عالم نے رشد (ہدایت) کے مقابلہ میں اسے بیان کیا ہے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿قد تبین الرشد من الغیّ.﴾

''ہدایت گمراہی سے الگ ہو کر ظاہر ہو چکی''۔

تیسرا شبہ یہ ہے کہ انہیں درخت کے قریب جانے کے بعد توبہ کی احتیاج ہوئی۔ اور توبہ



کسی امر ناپسندیدہ ہی کے نتیجہ میں ہو سکتی ہے۔ چنانچہ خداوند عالم نے ان کی توبہ کا ذکر قبولیت توبہ کے ضمن میں اس طرح کیا ہے کہ:

﴿فتاب علیه انه هو التوّاب الرحیم.﴾

''اللہ نے ان کی توبہ قبول کر لی۔ وہ یقیناً بہت توبہ قبول کرنے والا بڑا مہربان ہے''۔

چوتھا شبہ یہ ہے کہ انھوں نے ایک ایسے فعل کا ارتکاب کیا جس سے انھیں روکا گیا تھا۔ چنانچہ قدرت کا ارشاد ہے:

﴿الم انهکما عن تلکما الشجرة.﴾

''کیا میں نے تمھیں اس درخت سے نہیں روکا تھا''۔

اور منہی عنہ کے ارتکاب ہی کا نام گناہ ہے۔

پانچواں شبہ یہ ہے کہ وہ درخت کے پاس جانے کے نتیجہ میں ظالم ٹھہرے۔ جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿ولا تقربا هذه الشجرة فتکونا من الظالمین.﴾ اس درخت کے نزدیک نہ جانا۔ ورنہ ظلم کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے''۔

اور ظلم خواہ کسی نوعیت کا ہو عصمت کے منافی ہے۔

چھٹا شبہ یہ ہے کہ حضرت آدمؑ نے خود اپنے نقصان رسیدہ ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ان کی زبانی ارشاد ہے:

﴿و ان لم تغفر لنا و ترحمنا لنکونن من الخاسرین.﴾

''اگر تو ہمیں معاف نہیں کرے گا اور ہم پر رحم نہیں کھائے گا تو ہم بلاشبہ نقصان اٹھانے

والوں میں سے ہوں گے''

اور نقصان کا ترتب گناہ ہی پر ہو سکتا ہے۔

ساتواں شبہ یہ ہے کہ وہ شیطان کے بہکانے میں آ گئے جس کے بعد انھیں جنت سے نکلنا پڑا جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿فازلّهما الشيطٰن عنها فأخرجهما مما كانا فيه .﴾

''شیطان نے ان لوگوں کو وہاں سے ڈگمگایا تو انھیں اس حالت سے جس میں تھے نکلوا دیا''۔

اور جو لغزش شیطان ملعون کے بہکانے کا نتیجہ ہو وہ بہر حال عصمت سے سازگار نہیں ہو سکتی۔

جوابات:

پہلے شبہ کا جواب یہ ہے کہ عصیان کے معنی امر الٰہی کی مخالفت کے ہیں۔ خواہ وہ امر بطور وجوب ہو خواہ بطور ندب و استحباب اگر امر وجوبی کی مخالفت ہو تو وہ گناہ ہے جس پر سزا مرتب ہوتی ہے۔ اور اگر ندبی و استحبابی ہو تو اس کی مخالفت کو گناہ نہیں قرار دیا جا سکتا۔ اسی طرح امر ارشادی کی مخالفت بھی گناہ نہیں ہے۔ اگر چہ امر ندبی و استحبابی کی مخالفت کو بھی عصیان سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور امر ارشادی کی مخالفت پر بھی عصیان کا اطلاق ہوتا ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ امرته بشرب الدواء فعصاني. ''میں نے اسے دوا کے پینے کا حکم دیا مگر اس نے میری نافرمانی کی۔ اسی طرح ابن المنذر نے یزید ابن مہلب امیر خراسان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

امرتک امراً جازماً فعصیتنی   فاصبحت مسلوب الامارة نادما

''میں نے تمہیں ایک پختہ اور سوچی سمجھی ہوئی رائے دی مگر تم نے میری نافرمانی کی جس کے نتیجہ میں تمہیں امارت سے محروم اور شرمسار ہونا پڑا''۔

ان دونوں مثالوں میں امر، امر ارشادی ہے۔ جس کی حیثیت صرف ایک مشورہ ورائے کی ہوتی ہے۔ جس میں مخاطب ہی مفاد ملحوظ ہوتا ہے اور اس کی خلاف ورزی پر قہراً کچھ مفاسد مرتب ہوتے ہیں۔ جیسے کسی کو سنکھیا سے پرہیز کرنے کا مشورہ دیا جائے تاکہ وہ ہلاکت وتباہی سے دوچار نہ ہو۔ اسی طرح حضرت آدمؑ کو درخت کا پھل کھانے سے منع کیا گیا تاکہ وہ ان مضرتوں سے بچے رہیں جو اس کھانے کا قہری نتیجہ تھیں۔ چنانچہ خداوند عالم نے حضرت آدم علیہ السلام کو جب درخت کے پاس جانے سے منع کیا تو اس کے مفاسد سے بھی آگاہ کردیا۔ اس طرح کہ انھیں شیطان ملعون کی دشمنی سے متنبہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿لا یخرجنکما من الجنة فتشقیٰ ان لک الّا تجوع فیها ولا تعریٰ وانک لا تظمأُ فیها ولا تضحیٰ﴾

''ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں جنت سے نکال باہر کرے کہ تم بدبختی مول لو۔ بیشک تمہارے لئے یہاں یہ سامان ہے کہ تم یہاں نہ بھوکے ہوگے، نہ برہنہ اور نہ پیاس اور دھوپ سے سابقہ پڑے گا''۔

اگر اس قسم کی نہی ہوتی جس کی مخالفت گناہ قرار پاتی ہے، تو بھوک، پیاس اور عریانی وتپش کے بجائے اللہ تعالیٰ اپنے غضب وانتقام کا ذکر کرتا۔ لیکن کچھ نہیں ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ اس نہی کی حیثیت صرف نہی ارشادی کی تھی جس کی خلاف ورزی گناہ نہیں ہے۔ مگر آدمؑ کی رفعت وبلند پائیگی کی بنا پر اسے عصیان سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور یہ عصیان کی نسبت صرف حضرت آدمؑ کی طرف

دی گئی ہے، حالانکہ حضرت حوا علیہا السلام بھی نہی میں شریک تھیں اور کھانے میں بھی شریک، اور جنت سے نکلنے میں بھی شریک رہیں۔ مگر ہر منزل پر شریک ہونے کے باوجود ان کی طرف عصیان کی نسبت نہیں ہے۔ اگر یہ نہی حرمت کی بنا پر ہوتی تو حوا کو الگ نہ کیا جاتا۔ اور وہ عصیان میں بھی شریک قرار پاتیں۔ یہ اس امر کی دلیل ہے کہ یہ صرف ترک اولیٰ تھا جو نبوت کی وجہ سے عصیان کہلایا۔ اور ترک اولیٰ وہی ہے جو بعض کے اعتبار سے قابل مؤاخذہ اور بعض کے اعتبار سے قابل مؤاخذہ نہ ہو۔ اس لئے شریک نہ ہونے کے باوجود حوا کی خلاف ورزی کو عصیان نہیں کہا گیا۔

دوسرے شبہ کا جواب یہ ہے کہ غوایت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ انسان کسی مقصد کو حاصل کرنا چاہے اور صحیح طریقہ کار اختیار نہ کرنے کی وجہ سے اپنے مقصد میں ناکام رہے۔ چنانچہ ایک شاعر کا قول ہے:

فمن یلق خیراً یحمد الناس امرہ
ومن یغو لم یعدم علی الغیّ لائما

''جو اپنے مقصد کو پالیتا ہے لوگ اس کی مدح وستائش کرتے ہیں۔ اور جو ناکام رہتا ہے اسے ان ناکامی پر ملامت کرنے والا بھی ملتا ہے''۔

چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کا اصل مقصد تقرب الٰہی تھا جس کا وسیلہ انھوں نے درخت کے پھل کو قرار دیا۔ چنانچہ شیطان نے ان سے کہا کہ:

﴿ما نھا کما ربکما عن ھذہ الشجرۃ الّا ان تکونا ملکین او تکونا من الخالدین﴾۔

''تمہارے پروردگار نے تم دونوں کو درخت (کا پھل کھانے) سے صرف اس لئے منع

کیا ہے کہ مبادا تم دونوں فرشتے بن جاؤ یا ہمیشہ ہمیشہ یہیں رہ جاؤ"۔

چونکہ مقصد حضرت آدمؑ کا حصول تقرب تھا نہ لذت اندوزی وشکم پروری؛ اس لئے بلحاظ مقصد تو پھل کھانے کو گناہ نہیں کہا جا سکتا؛ لیکن جس چیز کو حصول تقرب کا وسیلہ قرار دینا چاہا وہ وسیلہ ثابت نہ ہوسکا جس کے نتیجہ میں وہ محروم و ناکام رہے اور اسی محرومی و ناکامی کو غوایت سے تعبیر کیا گیا ہے۔

تیسرے شبہ کا جواب یہ ہے کہ بیشک حضرت آدمؑ نے اپنے فعل پر نادم ہوتے ہوئے توبہ کی۔ لیکن توبہ کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ کسی گناہ ہی کے نتیجہ میں ہو کیونکہ توبہ کا مطلب اپنے کسی فعل یا ترک پر نادم ہونا ہے۔ اور یہ ندامت استحبابی وندبی امر کے ترک پر بھی ہوسکتی ہے۔ اور خاصان خدا اپنے مقام ومنزلت کے پیش نظر امر مندوب کے ترک اور فعل مکروہ کے ارتکاب پر نادم و پشیمان ہوتے اور اسے گناہ تصور کرتے ہوئے اس سے توبہ کرتے ہیں۔

چوتھے شبہ کا جواب یہ ہے کہ ہر منہی عنہ کا ارتکاب گناہ نہیں ہے، کیونکہ نہی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تحریمی اور دوسرے تنزیہی۔ نہی تحریمی کا مطلب یہ ہے کہ اس کی خلاف ورزی گناہ ہو اور اس پر سزا وعقوبت صحیح ہو۔ اور نہی تنزیہی کا مطلب یہ ہے اس سے کنارہ کشی پسندیدہ ہو، مگر اس کے ارتکاب پر سزا وعذاب نہ ہو۔ اس مقام پر نہی تحریمی نہیں ہے اس لئے کہ اگر یہ نہی تحریمی ہوتی تو اس پر حضرت آدمؑ سزا کے مستحق ہوتے۔

اور انبیاء کی شان اس سے کہیں بلند تر ہے کہ ان کے لئے سزا وعقوبت کو تجویز کیا جا سکے۔ اور پھر یہ کہ نہی تحریمی ایک تکلیف شرعی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور جنت مقام عمل نہیں ہے جہاں ان پر امر ونہی کے ذریعہ کوئی تکلیف عائد ہوتی۔ لہٰذا جنت کے دار الجزاء ہونے کے لحاظ سے اس نہی کو

نہی تنزیہی قرار دیا جائے گا جس کی خلاف ورزی ترک اولیٰ شمار ہوتی ہے، نہ گناہ و معصیت۔ البتہ اس ترک اولیٰ کا طبعی نتیجہ اس طرح ظاہر ہوا کہ ان کے بدن سے لباس اتروالیا گیا اور جنت سے اتار دیئے گئے اور اسے سزا سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ وہ اسی زمین کو آباد کرنے کے لئے پیدا کئے گئے تھے ممکن ہے کہ جنت میں ان کے قیام کی مدت کچھ اور طویل ہو جاتی، کہ ترک اولیٰ کے باعث حکمت الٰہی اس کی مقتضی ہوئی کہ انھیں مقصد تخلیق کی تکمیل کے لئے جلد زمین پر اتار دیا جائے اور یہ ترک اولیٰ زمین کی آبادکاری کا ذریعہ قرار پا گیا۔ چنانچہ حدیث قدسی میں وارد ہوا ہے کہ:

"انی جعلت معصیة آدم سبباً لعمارة العالم."

"میں نے آدمؑ کی معصیت کو دنیا کی آبادی کا سبب قرار دیا"۔

پانچواں شبہ کا جواب یہ ہے کہ ظلم کے معنی حدود الٰہیہ کو نظر انداز کرنے کے ہیں۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿ومن يتعدّ حدود الله فاولئک هم الظالمون.﴾

"جو لوگ اللہ تعالیٰ کی قائم کی ہوئی حدوں سے تجاوز کرتے ہیں وہی لوگ ظالم ہیں"۔

اور یہ حدود کبھی بطور وجوب والزام ہوتے ہیں اور کبھی بطور استحباب و ندب۔ اگر حد کی پابندی بطور وجوب ہو تو اس سے متجاوز ہونا گناہ قرار پائے گا۔ اور اگر بطور ندب و استحباب ہو تو اس سے متجاوز ہونا ترک اولیٰ ہوگا۔ اور ترک اولیٰ عصمت کے منافی نہیں ہے۔

چھٹے شبہ کا جواب یہ ہے کہ خسران کے معنی کسی منفعت سے محرومی کے ہیں اور منفعت سے محرومی اور چیز ہے اور گناہ اور چیز ہے۔ چنانچہ مستحب امور کو ترک کرنا گناہ نہیں ہے مگر خسران یعنی ثواب سے محرومی اس میں بھی ہے مقصد یہ ہے کہ حضرت آدمؑ نے ترک اولیٰ کے ارتکاب سے ان



فائدوں اور منفعتوں کو کھودیا جو انھیں حاصل تھیں، اور یہی نقصان وخسران ہے۔

ساتویں شبہ کا جواب یہ ہے کہ حضرت آدمؑ کا جنت سے نکلنا اور زمین پر اترنا سزا بھگتنے کے لئے نہ تھا۔ اس لئے کہ آدمؑ تو پیدا ہی خلافت ارضی کے لئے ہوئے تھے۔ اور اپنے قلمرو مملکت میں آنا سزا متصور نہیں ہوسکتا۔ اگر ایسا ہوتا تو پھر آدمؑ کے لئے جنت دار العمل اور دنیا دار الجزا ہوتی حالانکہ جنت دار الجزاء اور دنیا دار العمل ہے۔ اور پھر ایک قول کی بنا پر حضرت آدمؑ کے ہبوط کا واقعہ توبہ کے قبول ہونے کے بعد ہوا۔ تو جب توبہ قبول ہوگئی تو اس کے بعد سزا کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور نہ سزا و عقاب کا کوئی محل رہتا ہے۔ چنانچہ ہبوط آدمؑ کے سلسلہ میں ارشاد باری ہے:

﴿عصىٰ آدم ربه فغوىٰ ثم اجتباه ربه فتاب عليه وهدىٰ قال اهبطا منها جميعاً﴾

”آدمؑ نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی تو وہ محرومی سے دوچار ہوئے۔ اس کے بعد ان کے پروردگار نے انھیں چن لیا۔ اور توبہ قبول فرمائی اور ان کی ہدایت کی۔ فرمایا کہ تم دونوں بہشت سے نیچے اتر جاؤ“۔

اس آیت میں ہبوط کا تذکرہ توبہ کے بعد ہے۔ اور اسے سزا و عقوبت کے نتیجہ کے طور پر بیان نہیں کیا بلکہ صاف ظاہر ہے کہ ان کے مقصد تخلیق کے پیش نظر انھیں زمین پر اتارا۔ اور اس قول کی تائید امیر المؤمنین علیہ السلام کے اس ارشاد سے بھی ہوتی ہے:

”ثم بسط الله سبحانه في توبته و لقّاه كلمة رحمته ووعده المردّ الى جنته و أهبطه الى دار البلية و تناسل الذرية.“

”پھر اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کے لئے توبہ کا دامن پھیلایا، انھیں رحمت کے کلمے سکھائے

؛جنت میں دوبارہ پہنچانے کا ان سے وعدہ کیا اور انھیں دار ابتلاو محل افزائش نسل قرار دیا“۔

دعا نمبر ۵۹ کی شرح

حضرتؑ نے اس دعاء کے شروع میں ان مصائب وآلام سے بچاؤ کی التجاء کی ہے جو دشمنوں کی شماتت اور دوستوں کے لئے اذیت کا باعث ہوتے ہیں۔ شماتت کا مطلب یہ ہے کہ دشمن اپنے کسی حریف کو رنج ومصیبت اور کرب واندوہ میں دیکھ کر بظاہر ہمدردی کا اظہار کرے اور بباطن خوش ہو۔ اور یہ شماتت اور ہمدردانہ لہجہ میں طنز کی آمیزش انتہائی روحانی اذیت کا باعث ہوتی ہے۔ اور انبیاء وخاصان خدا کڑوے سے کڑوے گھونٹ پینے کے باوجود اس کی تلخی سے پناہ مانگتے تھے۔ چنانچہ حضرت ایوبؑ کے متعلق وارد ہوا ہے کہ جب ان کی تمام اولاد مر گئی، مال مویشی تلف ہوگئے اور خود مختلف بیماریوں کا ہدف بن گئے تو خداوند عالم نے ان کے صبر وشکر کے نتیجہ میں انھیں پہلے سے بڑھ کر نعمتیں دیں۔ اس موقع پر ان سے پوچھا گیا کہ زمانہ ابتلاء وآزمائش میں کون سی مصیبت آپ پر سب سے زیادہ گراں گزری؟ آپؑ نے فرمایا کہ دشمنوں کی شماتت اور ان کا اظہار رنج وافسوس کے ساتھ خندہ زیر لب۔ اسی شماتت کی تلخی کی بنا پر عباس ابن مرداس سلمی کے یہ دو شعر امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی زبان سے نکل جایا کرتے تھے:

فان تسئلینی کیف انت فاننی صبورٌ علی ریب الزمان صلیب

”اگر تم مجھ سے پوچھتی ہو کہ کیسے ہو؟ تو سنو کہ میں زمانہ کی سختیاں جھیل لے جانے میں بڑا مضبوط اور کوہ صبر وتحمل ہوں“۔

یعزعلیَّ ان تری بی کآبۃ فیشمت عادٍ او یساء حبیب

”مجھے یہ گوارا نہیں کہ مجھ میں حزن وغم کے آثار دکھائی پڑیں کہ دشمن خوش ہونے لگیں اور

دوستوں کو رنج پہنچے"۔

حضرتؑ شماتت اعداء سے دعائے تحفظ کے بعد اللہ تعالیٰ کی نظر کرم و نگاہ مرحمت کی التجا کرتے ہیں۔ کیونکہ موت و حیات۔ عزت و ذلت، صحت و بیماری اور فقر و غنا سب اسی نظر الٰہی کا کرشمہ و نتیجہ ہیں۔ چنانچہ حضرتؑ ہی کا ارشاد ہے:

"ان للہ لوحاً محفوظاً یلحظہ فی کل یوم ثلث مائۃ لحظۃ لیس فیھا لحظۃ الا یحي منھا و یمیت و یعز و یذل و یفعل مایشاء۔"

"اللہ تعالیٰ کے لئے ایک لوح محفوظ ہے جس پر وہ ہر روز تین سو مرتبہ نظر ڈالتا ہے اور ہر نظر کے نتیجہ میں وہ کسی کو زندگی دیتا ہے کسی کو موت، کسی کو عزت دیتا ہے کسی کو ذلت اور جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے"۔

اس نگاہ لطف و مرحمت کے بعد انسان صرف اسی سے اپنی امیدیں وابستہ رکھتا ہے۔ اور اس کے علاوہ ہر فرد سے مایوس و ناامید ہو جاتا ہے۔ کیونکہ رجاء صادق وہی ہے جس کے بعد دنیا کی ہر مخلوق سے استغناء و بے نیازی ہو جائے۔ اور یہ بے نیازی امید و رجاء کا لازمی نتیجہ ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کے بجائے دوسروں سے امید رکھتا ہے، وہ سراپا فقر و احتیاج نظر آتا ہے۔ اگر چہ مال و دولت رکھتا ہو اور اللہ تعالیٰ سے امید رکھنے والا فقر و تنگ دستی میں بھی غنی و بے نیاز رہتا ہے۔ اس لئے کہ اسے یقین ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ خود رزق کا ضامن و کفیل ہے اور وہ زندگی کے کسی دور میں اس کا سلسلہ بند نہیں کرے گا۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا ﴾

"اس نے زمین پر چلنے پھرنے والی ہر مخلوق کی روزی کا ذمہ لیا ہے"۔

اس کے بعد اپنے مصائب ومحن کے سلسلہ میں قضاؤ قدر الٰہی کا ذکر کیا ہے۔ اس طرح کہ جو مصائب و آلام مجھ پر وارد ہوئے ہیں وہ اللہ کے علم اور فیصلہ قضاء وقدر کے مطابق ہیں۔ مسئلۂ قضاء وقدر ان دقیق مسائل میں سے ہے جس میں سطحی ذہنیت کے لوگ غور وفکر سے اطمینان ویقین کی روشنی حاصل نہیں کر سکتے بلکہ باریکیاں اور کاوشیں اسے اور پیچیدہ بنا دیتی ہیں۔ اسی لئے عوام کو اس میں غور وخوض اور ردو کد سے منع کیا گیا ہے۔ چنانچہ امیر المؤمنین علیہ السلام سے ایک شخص نے قضاء وقدر کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے اس سے فرمایا: "بحرٌ عميقٌ لا تلجه." یہ ایک گہرا سمندر ہے اس میں نہ اترو"۔

اس نے پھر پوچھا تو فرمایا: "طريقٌ مظلمٌ لا تسلكه." یہ ایک تاریک راستہ ہے اس میں قدم نہ اٹھاؤ"۔ پھر اس نے پوچھا تو فرمایا: "سر الله لا تتكلفه. یہ اللہ کا ایک راز ہے اسے جاننے کی زحمت نہ اٹھاؤ"۔ یہ عقل کی درماندگی اور فہم وادراک کی نارسائی ہی ہے جو انسان کو کبھی جبر کی طرف لے جاتی ہے اور کبھی تفویض تک پہنچا دیتی ہے۔ چنانچہ اس قضاء وقدر میں فکر وتعمق کے نتیجہ میں ایک گروہ جبر کا قائل ہو گیا اس طرح کہ انسان سے جو اچھے برے افعال صادر ہوتے ہیں وہ ان کے بجالانے پر مجبور ہے اور اپنی اچھائی برائی، نفع ونقصان کے سلسلہ میں اسے ذرا بھی اختیار نہیں ہے۔ اور ایک گروہ تفویض کا قائل ہو گیا اس طرح کہ انسان سے جو افعال بھی صادر ہوتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے علم وارادہ سے باہر اور اس کی قضاء وقدر سے بے نیاز ہوتے ہیں۔ مگر فرقہ امامیہ نے جو راہ اختیار کی ہے وہ ان دونوں راہوں کے درمیان جاتی ہے اور دونوں سے بچ کر نکلتی ہے۔

چنانچہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے:

"لا جبر ولا تفويض ولكن أمرٌ بين أمرين."

نہ جبر ہے، نہ تفویض۔ بلکہ حقیقت ان دونوں کے بین بین ہے"۔

مطلب یہ ہے کہ نہ تو خدا کی طرف سے بندوں پر جبر ہے اور نہ ان کے افعال و اعمال کو اپنے قضاؤ قدر کے حدود سے باہر رکھا ہے۔ بلکہ انسان نیک اعمال بجالاتا ہے تو اس لئے کہ اس کے ارادہ واختیار کے ساتھ لطف وتوفیق الٰہی شریک حال ہوتی ہے۔ اور برے اعمال کا مرتکب ہوتا ہے تو اس لئے کہ اس نے باختیار خود ایسی صورت پیدا کر لی ہے، کہ اس سے توفیق سلب ہو جاتی ہے اور اللہ اس کے خود اختیاری افعال کے نتیجہ میں اسے گمراہیوں میں بھٹکنے کے لئے کھلا چھوڑ دیتا ہے۔ اس "امر بین امرین" کو اس طرح سمجھنا چاہئے کہ کسی کے گھر میں بجلی نصب ہو تو وہ جب چاہے روشنی کر سکتا ہے اور جب چاہے اندھیرا۔ مگر اس اختیار کے باوجود ایک لحاظ سے مجبور بھی ہے وہ اس طرح، کہ جو بجلی کے مرکز پر مسلط و کارفرما ہے وہ اسے بند کر دے تو یہ لاکھ بٹن دبائے تاروں میں برقی رو نہیں دوڑا سکتا کیونکہ بجلی کا مرکز اس کے حدود اختیار سے باہر ہے۔

دعا نمبر ۶۰ کی شرح

یہ دعا دنیا کے آلام و مصائب اور سوء انجام سے بچاؤ کے لئے پڑھی جاتی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے حلم کو اس کے غضب و انتقام سے مانع، اس کے عفو ودرگزر کو سزا و عقوبت سے سپر اور اس کی رحمت اور اس کی بارگاہ میں تضرع و عاجزی کو نجات اخروی کا ذریعہ قرار دیا ہے۔

چنانچہ اس کا حلم آڑے نہ آتا تو اس کا سیل غضب روکا نہ جا سکتا۔ اور عفو و رحمت کی کارفرمائی نہ ہوتی تو بخشش و نجات کی کوئی صورت پیدا نہ ہوتی۔ کیونکہ تقاضائے عدل؛ تعزیر و عقوبت ہے اور اس تقاضے کو صرف رحمت ہی دبا سکتی ہے جو اس کے غضب سے سابق ہے۔ عفو و رحمت کے ذکر کے بعد اس کے اقتدار کی طرف اشارہ کیا ہے کہ وہ خشک زمینوں میں شادابی اور مردوں میں

حیات پیدا کرسکتا ہے۔ تو پھر کیا بعید ہے کہ وہ تنگی و سختی کو وسعت و کشائش سے، اور فقر و احتیاج کو غنا و بے نیازی سے بدل دے جب کہ وہی رزق و عافیت کا بخشنے والا اور رفعت و بلندی دینے والا ہے۔ اور اس کے علاوہ کوئی اختیار و اقتدار نہیں رکھتا۔ وہ جسے پست کرنا چاہے اسے کوئی اوج و عروج پر نہیں پہنچا سکتا، اور جسے ذلیل کرنا چاہے اسے کوئی عزت و رفعت نہیں دے سکتا، اور جسے اپنی نصرت سے محروم کرنا چاہے اسے کوئی مدد نہیں دے سکتا۔ اور ان تمام صورتوں میں اس کا عدل کارفرما ہوتا ہے اور کسی مرحلہ پر ظلم نہیں کرتا۔ اس لئے کہ ظلم کی ضرورت اسے ہوتی ہے جو کمزور و ناتواں ہو۔ اس بنا پر کہ اسے یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ عدم تشدد کی صورت میں اقتدار و تسلط میں کمی رونما ہو جائے گی، اور جو ہر لحاظ سے توانا و غالب ہے اسے اپنے اقتدار کے تحفظ کے لئے ظلم کی احتیاج ہی کیا ہے۔ اسی طرح وہ گنہگاروں کو سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا۔ اس لئے کہ جلدی وہ کرتا ہے جسے یہ خطرہ ہو کہ مجرم و گنہگار اس کے پنجہ سے نکل بھاگے گا۔ اور جس کا محیط اقتدار ہمہ گیر ہو اسے یہ اندیشہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی اس کی گرفت سے آزاد اور اس کے حدود مملکت سے باہر نکل جائے گا۔ اور پھر وہ ہر عظیم سے عظیم تر ہے اور اس کے علاوہ ہر چیز اس کی مخلوق اور ہر شخص اس کا پروردہ ہے۔ اور اپنی زندگی و بقا میں اس کا دست نگر ہے۔ اور جو محتاج و دست نگر ہو وہ آزاد کیسے رہ سکتا ہے۔

حضرتؑ نے دعا کے آخر میں اللہ کا نام بار بار لیا ہے۔ یہ تکرار حظ و التذاذ اور طلب الحاح کے لئے ہے اور اذکار اور دعاء و مناجات میں خاصانِ خدا کی زبان پر اللہ کا نام ہی زیادہ آتا ہے اور یہ نام اس کے ناموں میں سب سے بلند تر، مشہور اور نمایاں ہے اور قبل اسلام جہاں اور معبودوں کے نام تجویز کر لئے گئے تھے وہاں ایک ان دیکھی ہستی کا تصور بھی تھا جو اللہ تعالیٰ کے نام سے موسوم کی جاتی تھی۔ چنانچہ جاہلیت کے دور میں لبید کی زبان سے نکلا ہوا یہ شعر اس کا شاہد ہے:

الا کل شيء ما خلا اللہ باطل   و کل نعیم لا محالۃ زائل

"دیکھو! اللہ کے علاوہ ہر چیز بے حقیقت اور ناپائیدار ہے اور ہر نعمت کے لئے بہر حال فنا وزوال ہے"۔

اس نام میں اور اللہ کے دوسرے ناموں میں یہ فرق ہے کہ اس کے تمام ناموں کو اس نام کی طرف منسوب کیا جا سکتا ہے جیسے یہ کہ اللہ رحیم ہے، رحمٰن ہے، قادر ہے،۔مگر اسے دوسرے ناموں کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا کہ یہ کہا جائے کہ رحیم اللہ ہے، رحمٰن اللہ ہے، قادر اللہ ہے۔ کیونکہ اللہ اسم ذات ہے اور دوسرے اسماء صفاتی ہیں۔لہٰذا جس طرح اوصاف کا انتساب ذات کی طرف ہوتا ہے اسی طرح اس کے صفاتی نام اسم ذات کی طرف منسوب ہوں گے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

"و للہ الأسمآء الحسنیٰ فادعوہ بها."

اچھی صفتوں والے نام اللہ ہی کے لئے ہیں لہٰذا اسے انہی ناموں سے پکارا کرو"۔

دوسرے یہ کہ یہ نام خالق عالم کے لئے مخصوص ہے اور کسی اور پر اس کا اطلاق نہ حقیقتاً ہوتا ہے اور نہ مجازاً چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:۔

هل تعلم له سميا ۔ کیا تمہارے علم میں اس کا ہم نام کوئی اور بھی ہے۔

تیسرے یہ کہ یہ اس ذات پر دلالت کرتا ہے جو جامع جمیع صفات ہے۔اور چونکہ اسم ذات ہے لہٰذا ہر اس صفت پر حاوی ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے لئے تجویز ہو سکتی ہے بخلاف دوسرے ناموں کے کہ وہ صرف ایک ایک صفت پر دلالت کرتے ہیں جیسے قادر صفت قدرت پر، عالم صفت علم پر، رحیم صفت پر رحمت پر۔

چوتھے یہ، کہ یہ نام معنوی اعتبار سے اس ہستی کی نشان دہی کرتا ہے جو معبودیت و الوہیت کی حامل ہو۔ چنانچہ یہ نام اگر "تالہ" سے مشتق ہے تو اس کے معنی ہوں گے وہ ذات جو عبادت و پرستش کی سزاوار ہے اور تالہ کے معنی تعبد کے ہیں اور الہٰ سے مشتق ہے تو اس کے معنی ہوں گے "وہ ذات جس کی طرف مخلوقات اپنے مقاصد و حوائج کے لئے رجوع کرتی ہے۔ اور الہٰ کے معنی رجوع کرنے اور سہارا ڈھونڈنے کے ہیں۔ اور "ولہ" سے مشتق ہے تو اس کے معنی ہوں گے وہ ذات جس کے سمجھنے میں عقل و دانش سرگرداں اور فہم و ادراک متحیر و درماندہ ہیں ولہ کے معنی تحیر کے ہیں۔ اور "لاہ" سے مشتق ہے تو اس کے معنی ہوں گے وہ ذات جو عقول و افہام سے بالاتر اور آنکھوں سے مخفی ہے۔ اور لاہ کے معنی بلند و برتر اور پوشیدہ ہونے کے ہیں۔ اور یہ تمام معانی اسی ذات کے لئے ہوسکتے ہیں جو خالق کائنات مبداء اول اور معبود حقیقی ہو۔

پانچویں یہ کہ اس نام کے حروف میں سے جتنے حروف چاہے کم کر دیجئے؛ پھر بھی اس کی دلالت اسی ذات واحد و یکتا پر ہوتی ہے۔ چنانچہ سید نعمت اللہ جزائری نے کتاب مشارق الانوار سے نقل کیا ہے کہ اللہ میں سے الف نکال دیا جائے تو للہ رہ جائے گا اور لام نکال دیا جائے تو الہ رہ جائے گا۔ اگر الف اور ایک لام نکال دیا جائے تو لہ رہ جائے گا۔ اور الف کے ساتھ دونوں لام نکال دیے جائیں تو ھا رہ جائے گا۔ جو واؤ کے ساتھ مل کو ھو کی صورت میں مستعمل ہوتا ہے۔ اور یہ تمام الفاظ اسی کی ذات پر دلالت کرتے ہیں۔

دعا نمبر ۱۶ کی شرح

یہ دعا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تضرع و استرحام کے سلسلہ میں ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ کو اس کے اسمائے حسنیٰ میں سے مختلف ناموں کے ساتھ یاد کیا ہے اور وہ اسماء جن جن معنی وصفی کے حامل

ہیں ان کے مقابلہ میں بطور صنعت طباق وتضاد اپنے لئے ایک اسم کا انتخاب کیا ہے جیسے مولیٰ کے مقابلہ میں عبد، غنی کے مقابلہ میں فقیر، باقی کے مقابلہ میں فانی وغیرہ۔ یہ انداز خطاب، طلب وسوال کے استحقاق پر بھی روشنی ڈالتا ہے اس طرح کہ بندہ اپنے آقا سے اور فقیر غنی سے طلب نہ کرے تو کس سے رحم کی التجاء کرے اور کس کے آگے جھولی پھیلائے اور آقا و مالک کے سوا ہو بھی کون سکتا ہے، جو اپنے بندے پر شفقت ومہربانی کرے۔ اور غنی کے علاوہ کون ہو سکتا ہے جو فقیر کی بے مائگی کو غنا و خوش حالی سے بدل سکے۔ اس بناء پر حضرتؑ اس کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ تو آقا و مولا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں اور بندہ پر نظر شفقت ومرحمت آقا ہی کر سکتا ہے۔ مولیٰ کے معنی مالک و متصرف کے ہیں۔ یعنی اسے اپنے بندوں پر ہر طرح کا اختیار حاصل ہے۔ اس معنی سے وہی حقیقی مالک ومولا ہے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿هو مولكم فنعم مولكم.﴾

''وہ تمہارا مولا ہے تو کیا اچھا مولا ہے''۔

پھر فرماتے ہیں کہ تو عزیز ہے اور میں ذلیل ہوں۔ یعنی میں تیرے آگے عاجز و سرافگندہ ہوں اور تو غلبہ واقتدار کا مالک ہے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿لا اله الا هو العزيز الحكيم.﴾

''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں جو عزت وغلبہ اور حکمت والا ہے''۔

اور تو خالق ہے اور میں مخلوق ہوں یعنی میں تیرا پیدا کردہ ہوں اور تو میرا اور تمام کائنات کا پیدا کرنے والا ہے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿هو الله الخالق البارئ المصور.﴾

''وہی اللہ ہے جو پیدا کرنے والا، ایجاد کرنے والا، اور صورت گر ہے''۔

اور تو عطا کرنے والا اور میں سوالی ہوں۔ یعنی ہر عطا و بخشش کی انتہا تیری ذات پر ہے اس لئے ہر دست طلب تیرے آگے بڑھتا ہے۔ اور تجھ سے مانگنے والا کبھی محروم و ناکام نہیں پلٹتا۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿و آتاکم من کل ما سألتموہ.﴾

''تم نے جو کچھ اس سے مانگا اس نے تمہیں دیا''۔

اور تو فریاد رس ہے اور میں فریادی ہوں۔ چنانچہ وہی رنج و قلق کو دور کرتا اور پریشان و مصیبت زدہ لوگوں کی داد فریاد سنتا ہے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿امّن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء.﴾

''وہ کون ہے جسے پریشان حال جب پکارے تو وہ اس کی سنتا اور دکھ درد کو دور کرتا ہے''۔

اور تو باقی ہے اور میں فانی ہوں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز کے لئے فنا ضروری ہے اور کوئی بھی موت کی گرفت سے نہیں بچ سکتا۔ جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿کل من علیھا فانٍ ویبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال و الاکرام.﴾

''روئے زمین کی ہر چیز فنا ہونے والی ہے اور تمہارا پروردگار جو جلالت و بزرگی کا سرمایہ دار ہے باقی رہنے والا ہے''۔

اور تو دائم و جاوید ہے اور میں معرض زوال میں ہوں۔ مقصد یہ ہے کہ ہر چیز فانی و زوال پذیر ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لئے بقاء و دوام نہیں۔ صرف اسی کی شاہی و فرمانروائی باقی رہنے والی ہے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار.﴾

''آج کس کی بادشاہی ہے؟ اس اللہ تعالیٰ کی جو یکتا و غالب ہے''۔

اور تو زندہ ہے اور میں مردہ ہوں۔ خدا کے زندہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ وہ خود موجود ہے اور دوسرے کو زندگی و حیات بخشنے والا ہے۔ جب کائنات، ہستی کی زندگی و بقا اس کی حیات سے وابستہ ہے اور ہر چیز اپنے وجود میں اس کی محتاج و دست نگر اور خود اس کے وجود کو مستقل حیثیت حاصل نہیں ہے تو وہ زندہ رہنے کے باوجود مردہ ہی کہی جانے کی سزاوار ہے۔ اس لئے حضرتؑ نے اس ذات کو جو سرچشمۂ حیات اور ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی حی سے تعبیر فرمایا ہے اور اس کے مقابلہ میں اپنے کو مردہ کہا ہے۔ اور اس لئے بھی کہ زندگی کے پہلے عدم اور زندگی کے بعد موت ہے۔ اور جو چیز عدم و موت کے درمیان واقع ہو اور وہ بھی اس طرح کہ سر رشتۂ حیات دوسرے کے ہاتھ میں ہو تو ایسی زندگی کا حامل مردہ ہی کہے جانے کے قابل ہے۔ اگر کوئی زندہ کہے جانے کا مستحق ہے تو وہ ذات جو عدم نیستی سے ناآشنا اور ازلی و ابدی ہے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿لا الہ الا ھو الحیُّ القیوم.﴾

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو زندہ اور نظم عالم قائم کرنے والا ہے''۔

تو قوی ہے اور میں ضعیف ہوں۔ یعنی تو ہر چیز پر غلبہ و اقتدار رکھتا ہے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿ان اللہ لقویٌّ عزیز.﴾

''یقیناً خدا قوی و غالب ہے''۔

اور میں عاجز و کمزور اور ضعیف و ناتواں ہوں۔ چنانچہ انسان کے بارے میں ارشاد الٰہی

ہے:

﴿خلق الانسان ضعیفاً.﴾

''انسان کمزور و ناتواں پیدا کیا گیا ہے''۔

اور تو غنی ہے اور میں فقیر و نادار ہوں۔ غنی کے معنی یہ ہیں کہ وہ بے نیاز اور ہر قسم کی احتیاج سے بری ہے اس کے مقابلے میں انسان سراپا فقر و احتیاج ہے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿واللہ الغنیُّ و انتم الفقراء.﴾

''اللہ تعالیٰ بے نیاز اور تم محتاج ہو''۔

تو کبیر ہے اور میں پست و صغیر ہوں۔ کبیر کے معنی یہ ہیں کہ اس کی ذات جلال و عظمت اور کبریائی و رفعت کی مالک ہے، اور اس کے مقابلہ میں ہر فرد کم رتبہ اور پست تر ہے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿ان اللہ ھو العلی الکبیر.﴾

''یقیناً صرف اللہ تعالیٰ ہی بلند مرتبہ و بزرگ ہے''۔

اور تو مالک ہے اور میں مملوک ہوں۔ مالک کے معنی یہ ہیں کہ خداوند عالم ذات و صفات میں ہر موجود سے مستغنی و بے نیاز ہے اور کوئی چیز اس کے قبضہ قدرت سے باہر اور اس کے حدود فرمانروائی سے باہر نہیں ہے کیونکہ ہر جگہ اور ہر مقام پر اسی کی حکومت و فرمانروائی ہے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿اللھم مالک الملک.﴾

''اے شاہی و جہانداری کے مالک''۔

دعا نمبر ۶۲ کی شرح

لمحے ساعتوں میں اور ساعتیں دنوں میں اور دن ہفتوں میں ڈھل کر اور ہفتے مہینوں میں اور مہینے سالوں میں تبدیل ہو کر ہلکے پھلکے بادلوں کی طرح اڑتے چلے جا رہے ہیں جنھیں نہ کہیں ٹھہراؤ ہے نہ قرار۔ اور انہی گریز پا لمحوں اور مختصر دنوں کے مجموعہ کا نام زندگی ہے۔ جب یہ دن سمٹ جائیں گے تو زندگی کا شیرازہ بکھر جائے گا اور دنوں کے ختم ہوتے زندگی ختم ہو جائے گی۔ اس لحاظ سے ایک ایک دن بلکہ ایک ایک دقیقہ اور ایک ایک لحہ بھی بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ کیونکہ ایک دن کے گزرنے سے ہماری زندگی میں ایک دن کی کمی ہو جاتی ہے۔ اور یہ دن اتنا قیمتی سرمایہ ہے کہ جب ہاتھ سے نکل جاتا ہے، تو پھر سیم وزر کے خزانے بھی اس دولت رفتہ کو واپس نہیں لا سکتے۔ اگر زندگی کی کچھ قیمت ہے تو دن کی قیمت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اور زندگی کی کچھ اہمیت ہے تو دن کی اہمیت بھی مسلم ہوگی۔

یہی ایک دن ہمارے لئے تباہی و ہلاکت کا پیش خیمہ ہو سکتا ہے اور اسی ایک دن سے زندگی کے لئے مفید نتائج حاصل کئے جا سکتے ہیں اور زندگی کی ناہمواریوں کو ہموار کیا جا سکتا ہے۔ وہ بھی دن ہے جو مفسدوں کو جنم دیتا، مہلک گناہوں میں کٹتا اور عمر گزشتہ کی نیکیوں پر پانی پھیر دیتا ہے اور وہ بھی دن ہے جو اصلاح نفس، تہذیب کردار اور توبہ وانابت میں گزرتا ہے اور پچھلے گناہوں کو خس وخاشاک کی طرح بہا لے جاتا ہے۔

دن ہونے میں دونوں برابر ہیں مگر نتائج کے لحاظ سے ان میں اتنا ہی فرق ہے جتنا زہر اور تریاق؛ اور جہنم کے شعلوں اور فردوس کے لالہ زاروں میں۔ لہٰذا زندگی اور اس کے مآب کو کامیاب بنانے کے لئے دن کے لحات کو کامیاب بنانے کی ضرورت ہے۔ اور دن کو کامیاب

بنانے کے لئے ہمارے سامنے وہ عملی مثالیں موجود ہیں جو آل محمدؐ کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اوران کی ایسی تعلیمات بھی ہیں جن کی پیروی ہماری زندگی کی کامیابی کی ضامن ہے۔ جب انسان ان کی قائم کردہ بنیادوں پر اپنی زندگی کی تعمیر کرتا ہے تو وہ صرف اپنی ہی زندگی کو کامیاب نہیں بناتا، بلکہ دنیائے انسانیت کے لئے ایک مثالی کردار کا نمونہ بن کو دوسروں کو کامیابی کی راہیں دکھاتا ہے۔

چنانچہ یہ "تحفت ہیکل" یعنی ہفتہ کے سات دنوں کے سات دعائیں ان تعلیمات پر مشتمل ہیں جو مبداء ومعاد سے وابستگی پیدا کر کے زندگی کو کامیابی کی شاہراہ پر گامزن کرتے ہیں اور ایک ایک دن کی اہمیت کی طرف متوجہ کر کے اللہ تعالیٰ سے لو لگاتے، اس کے عدل کے تقاضوں سے ڈرنے، شرک والحاد سے بچنے، حقوق اللہ وحقوق العباد سے عہدہ برآ ہونے، زاد آخرت کے مہیا کرنے اور صرف اسی سے امیدیں وابستہ کرنے کی اہمیت کو واضح کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ ہر شخص ذہنی لحاظ سے کسی الجھن میں یا جسمانی اعتبار سے کسی تکلیف میں مبتلا یا کسی پیش آیند خطرہ سے ہراساں ہوتا ہے اسے اپنے دن کی ابتداء اس دعا سے کرنا چاہئے جو اس دن سے مخصوص ہے تا کہ اللہ سے رجوع ووابستگی مصائب وآلام، حوادث وفتن اور بلیات و آفات سے مامون ومحفوظ رکھے۔

زیر نظر دعا روز یک شنبہ کی دعا ہے جس میں زمانے کے حوادث، دنیا کے رنج واندوہ، شیطان کے وسواس اور سلاطین جور کے ظلم وستم سے پناہ مانگی ہے اور کے ساتھ دنیا وآخرت کی کامیابی، عزت وتوقیر، صحت وسلامتی، صلاح و بہبودی، اعمال صالحہ کی توفیق، روزہ ونماز کی پذیرائی، دعا کی قبولیت اور حسن انجام اور خاتمہ بالخیر کی التجاء کی ہے اور انہی چیزوں میں زندگی کی کامیابی کا راز مضمر ہے۔

دعا نمبر ۶۳ کی شرح

اس دعا میں ابتداء اللہ کی وحدت و یکتائی، استغناء و بے نیازی، عظمت و کبریائی اور اس کے صفات کی کنہ حقیقت سے عقول و افہام کی درماندگی کا تذکرہ ہے اور صحیفہ کی اکثر و بیشتر دعاؤں میں اسی پر زور دیا گیا ہے کہ خالق کائنات یکتا و یگانہ ہے۔ یہ اس لئے کہ "توحید خالص" ہی دین کا سرچشمہ اور اسلام کے قصر عقائد کی خشت اول ہے۔ اگر عقیدۂ توحید مستحکم نہ ہوگا تو مذہب و ملت کی جو عمارت بھی کھڑی کی جائے گی متزلزل و ناپائیدار ہوگی۔ اس بنیادی و اساسی چیز کے تذکرہ کے بعد نذر، وعدہ اور عہد و پیمان کے ایفاء اور حقوق العباد کی اہمیت اور اس فریضہ سے عہدہ برآ ہونے کی دعائیہ پیرایہ میں تعلیم دی ہے اور یہ طریقہ تبلیغ و تلقین براہ راست پند و موعظت سے زیادہ مؤثر و دل نشین ہوتا ہے۔

نذر یہ ہے کہ انسان اللہ کے لئے کسی ایسے امر کے بجالانے پر یا ترک کرنے کا اپنے اوپر التزام کرے جس میں شرعاً رجحان پایا جاتا ہو۔ اس نذر پر طبعاً یہ فائدہ مترتب ہوتا ہے کہ انسان فرائض کی پابندی کا خوگر ہو جاتا ہے اور ان سے عہدہ برآ ہونا چاہتا ہے۔ کیونکہ جب وہ اپنے عاید کردہ فریضہ کو اہم سمجھتے ہوئے اسے ادا کرتا ہے تو جو فرائض اللہ نے اس پر عائد کر دیئے ہیں انھیں بھی اہمیت دے گا۔ اور غفلت سے احتراز کرتے ہوئے پابند فرائض ہو جائے گا۔ فقہی کتب میں نذر کی تین قسمیں کی گئی ہیں۔ نذر مجازات، نذر زجر اور نذر تبرع۔

نذر مجازات یہ ہے کہ انسان نذر کو کسی مقصد و حاجت کے پورا ہونے پر منحصر کر دے۔ اس طرح کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو میں فلاں کار خیر انجام دوں گا یا فلاں امر خیر میں اتنا روپیہ پیسہ صرف کروں گا۔

نذر زجر یہ ہے اسے کسی فعل حرام یا مکروہ کے ارتکاب یا کسی امر واجب یا مستحب کے ترک سے وابستہ کرے اس طرح کہ اگر میں نے کوئی نشہ آور چیز استعمال کی یا نماز کو ترک کیا تو ایک گوسفند ذبح کر کے مسکینوں پر تقسیم کردوں گا۔

نذر تبرع یہ ہے کہ اسے کسی کام کے پورا ہونے یا مقصد کے برآنے پر موقوف نہ کرے بلکہ بقصد تقرب اس کا التزام کرے اس طرح کہ میں جمعہ کے دن روزہ رکھوں گا۔

بہر حال نذر کی جو بھی قسم ہو اس کا ایفاء لازم و واجب ہے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿ولیوفوا نذورھم﴾ ''انھیں چاہیئے کہ اپنی منتیں پوری کریں''۔ درصورتیکہ منت ادا نہ کرے تو اس پر کفارہ عائد ہوگا۔

وعدہ باہمی قول و قرار کا نام ہے۔ یہ قول و قرار روز مرہ کی زندگی اور معاشرہ کے تمام کاروبار میں ایک اہم حیثیت رکھتا ہے۔ اگر وعدہ کی پابندی کا لحاظ نہ کیا جائے تو باہمی اعتماد و وثوق ختم اور ایک عام تنفر و بے اعتمادی کا ماحول پیدا ہو جائے گا جس کے نتائج کا اخلاقی انحطاط، بے ضمیری اور پست فطرتی کی صورت میں ظاہر ہونا ضروری ہے انہی نتائج پر نظر کرتے ہوئے اسلام نے وعدہ خلافی سے بشدت منع کیا ہے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿یا ایھا الذین آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون . کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا ما لاتفعلون .﴾

''اے ایماندارو! تم ایسی بات کہتے ہی کیوں ہو جو کرتے نہیں۔ یہ بڑی ناراضی کی بات ہے کہ تم ایسی بات کہو جو کرو نہیں''۔

اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"من کان یؤمن باللہ وبالیوم الآخر فلیف اذا وعد."

"جوشخص اللہ اور قیامت کے دن پر اعتماد رکھتا ہے اسے چاہئے کہ وعدہ کرے تو اسے پورا کرے"۔

مگر اب تو معاشرہ اس طرح کا بن چکا ہے کہ نہ وعدہ کی کوئی قیمت اور نہ قول و قرار کی کوئی اہمیت سمجھی جاتی ہے۔ اگر کسی نے وعدہ یاد دلایا تو مسکرا کر ٹال دیا یا یہ کہہ دیا کہ وعدہ کے ساتھ انشاء اللہ کا ضمیمہ بھی تو تھا۔ اب مشیت الٰہی ہی نے نہیں چاہا تو ہمارا قصور کیا ہے۔ حالانکہ انشاء اللہ اگر عادۃ یا تبرکا کہا گیا ہو تو اس سے وعدہ معلق نہیں قرار پاتا۔ اور اگر وعدہ کو واقعا مشیت الٰہی سے وابستہ کیا ہو تو اس سے وعدہ کی خلاف ورزی، کذب بیانی میں محسوب نہ ہوگی بشرطیکہ جس سے وعدہ کیا گیا ہو وہ بھی وعدہ کے وقت یہ سمجھا ہو کہ وعدہ معلق و مشروط ہے۔ ورنہ انشاء اللہ سے وعدہ خلافی کا جواز پیدا نہیں کیا جا سکتا۔

عہد بھی نذر ہی کی ایک قسم ہے مگر فرق یہ ہے کہ نذر میں رجحان شرعی کا ہونا ضروری ہے؛ اور عہد ہر اس امر کے متعلق ہو سکتا ہے جو حدود جواز کے اندر ہو۔ اور نذر کی طرح اس کی پابندی لازم و واجب ہے اور خلاف ورزی کی صورت میں کفارہ عائد ہوگا۔ چنانچہ عہد کے متعلق ارشاد الٰہی ہے:

﴿واوفوا بالعهد ان العهد کان مسئولاً﴾

"عہد و پیمان کو پورا کرو۔ عہد کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی"۔

حقوق العباد سے مراد وہ حقوق ہیں جو انسانی معاشرہ میں ایک دوسرے پر عائد ہوتے ہیں۔ ان حقوق کا تحفظ تمدن و معاشرت کی سربلندی اور خلاقی و اجتماعی زندگی کی آراستگی کے لئے

از بس ضروری ہے کیونکہ انسان طبعاً اپنے مفاد کے پیش نظر یا اقتدار پسندی کے جذبہ سے متاثر ہوکر دوسروں کے نقصان وضرر کو درخورِ اعتنا نہیں سمجھتا۔ اور خواہشات کے زیر اثر کیا اپنے اور کیا بیگانے سب کی حق تلفی پر آمادہ ہو جاتا ہے جس کا لازمی نتیجہ تصادم و باہم آویزی ہے۔ لہٰذا اصلاح معاشرہ کی ایک یہی صورت ہوگی کہ انسان جہاں اپنے حقوق کا تحفظ چاہتا ہے وہاں دوسروں کے حقوق کا بھی پاس ولحاظ رکھے۔ اسلام جو پرامن معاشرہ اور خوشگوار ماحول کی تشکیل چاہتا ہے اس نے حقوق انسانی کی حد بندی کی اور انسان کے مزاج اور اس کی طبیعت کے مقتضیات کو دیکھتے ہوئے ہر ایسے اقدام سے سختی کے ساتھ منع کیا ہے جس سے دوسروں کے حقوق پر اثر پڑتا ہو۔ حضرتؑ نے اس دعا میں حقوق العباد کی اہمیت بیان کرتے ہوئے انھیں چار قسموں پر تقسیم فرمایا ہے۔

اس طرح کہ اس حق کا تعلق یا کسی شخص کی ذات سے ہوتا ہے جیسے اس کا کوئی عضو بے کار کر دینا یا اسے زخمی کرنا یا اسے قتل کر دینا، یا اس کا تعلق اس کی عزت وحیثیت عرفی سے ہوتا ہے جیسے اسے گالی دینا، اس پر تہمت باندھنا، بدگوئی یا تذلیل واہانت کرنا۔ یا اس کا تعلق مال سے ہوتا ہے جیسے قرضہ لے کر اسے ادا نہ کرنا، امانت میں خیانت کرنا، کسی مالی حق کو دبا لینا یا مالی نقصان پہنچانا۔ یا اس کا تعلق اہل خانہ سے ہوتا ہے جیسے اس کے ناموس پر حملہ آور ہونا اور زنا وغیرہ کا ارتکاب کرنا۔

اس طرح خاطی و مجرم صرف ایک وہی فرد کے سامنے جواب دہ نہیں ہے بلکہ تمام معاشرہ کے سامنے جواب دہ ہے۔ اس لئے کہ اس نے اپنے عمل سے صرف ایک فرد کو نقصان نہیں پہنچایا بلکہ پورے نظام معاشرہ کو اپنی غلط روش سے نقصان پہنچایا ہے اب اگر وہ اپنے حرکات پر نادم ہوکر توبہ کرنا چاہے تو ان حقوق ومظالم سے سبکدوشی حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان کا امکانی تدارک کرے۔ اس طرح کہ اگر جسمانی گزند پہنچایا ہو تو اپنے کو قصاص کے لئے پیش کرے

یا خوشامد درآمد اور حسن سلوک سے اس کی رجا کے حصول کی کوشش کرے اور اسے بحل کرائے۔اور اگر صاحب حق تک رسائی نہ ہو سکے تو اللہ تعالٰی کے حضور تضرع و زاری سے التجاء کرے کہ وہ صاحب حق کو اس سے راضی کر دے اور اس کے لئے پیہم اعمال خیر بجالائے تا کہ اس کے حق کا کچھ عوض ہو سکے۔اور اگر غیبت، بہتان، دشنام وغیرہ سے اس کی عزت کو مجروح کیا ہو تو اس سے اظہار ندامت کرتے ہوئے معافی مانگے اور منت خوشامد کر کے اس حق کو بخشوائے۔

اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو اس کے حق میں دعائے خیر کرے اور اس کے لئے اعمال حسنہ بجالائے تا کہ اس کے حق کی کچھ تلافی ہو سکے اور اس بدگوئی و الزام تراشی سے جو دوسروں کو غلط فہمی پیدا ہوئی ہے اس کا تا حد امکان ازالہ کرے اور اپنی دروغ گوئی و غلط بیانی کا اقرار کرے۔اور اگر اس کا تعلق مال سے ہو تو صاحب مال کو مال واپس کرے جیسے غصب، خیانت، رشوت، چوری وغیرہ سے حاصل کیا ہوا روپیہ۔اور اگر صاحب حق تک پہنچانا ممکن نہ ہو جیسے لاٹری، معما، وغیرہ سے حاصل کیا ہوا مال تو صاحب مال کی طرف سے فقراء پر تصدق کرے اور اگر مال حلال کے ساتھ مخلوط ہو چکا ہو تو اس میں سے خمس ادا کرے۔اور اگر مالی استطاعت ختم ہو گئی ہو تو اس سے بخشوائے اور اگر وہ نہ بخشے یا اس تک رسائی نہ ہو سکے تو اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں گڑگڑائے اور صاحب حق کے لئے دعائے مغفرت کرے اور اس کے لئے اعمال خیر بجالائے تا کہ خداوند عالم صاحب حق کو اس کے حق کا عوض دے کر اس سے راضی کر دے۔

اور اگر اہل خانہ کی ناموس و حرمت کے متعلق ہو اور انسانی شرافت کے دامن کو داغدار کیا ہو تو اس دھبے کو چھڑانا، اور مظلمہ سے سبکدوش ہونا آسان نہیں ہے۔کیونکہ اس جرم اور گھنونے جرم کی تلافی کی کوئی صورت نہیں ہے تاہم اس کا امکانی تدارک وہ ہے جو علامہ شیخ بہاالدین عاملی رحمتہ

اللہ علیہ نے شیخ صالح جزائری کے استفتاء کے جواب میں تحریر فرمایا ہے اور سید نعمت اللہ جزائری نے اسے شرح صحیفہ میں درج کیا ہے۔ خلاصہ جواب یہ ہے کہ اگر زنا ایسی عورت سے کیا گیا ہے جو شوہر دار نہ ہو اور نہ اس پر کسی قسم کا جبر و اکراہ ہو تو یہ صرف اللہ کا گناہ ہے جس پر وہ محاسبہ کرے گا۔ اور اگر شوہر دار عورت سے اس کی رضامندی سے زنا کیا گیا ہو تو یہ اللہ کا گناہ اور شوہر کی حق تلفی ہے اس لئے یہ اللہ کی نافرمانی کے لحاظ سے حقوق اللہ میں شمار ہوگا اور شوہر کے حق میں مداخلت کے اعتبار سے حقوق العباد میں محسوب ہوگا اس بنا پر صاحبان حق دو ہوں گے ایک اللہ اور دوسرے شوہر۔

اور اگر شوہر دار عورت سے زنا جبر و اکراہ سے کیا گیا ہو تو صاحبان حق تین ہوں گے ایک اللہ، دوسرے شوہر دار عورت اور تیسرے شوہر، تو در صورتیکہ اس میں حق العباد کی شمولیت ہو اس طرح کہ زنا میں جبر و تشدد کارفرما ہو۔ خواہ عورت شوہر دار ہو یا بے شوہر۔ یا شوہر دار عورت سے زنا کیا گیا ہو چاہے اس کی رضامندی ہو یا نہ ہو۔ تو اس مظلمہ سے چھٹکارا حاصل کرنے کی صورت یہ ہے کہ وہ شوہر دار عورت کے شوہر سے اجمالاً یہ کہے کہ تمہارا ایک مظلمہ میری گردن پر ہے جس کا تدارک ممکن نہیں ہے کیونکہ وہ نہ مالی ہے نہ بدنی تم اس سے درگزر کرو اور مجھے معاف کردو۔ اور اسے کھلم کھلا بیان نہ کرے اور نہ زیادہ اہمیت دے کہ وہ کھٹک جائے اور ایک فتنہ اٹھ کھڑا ہو اور طرفین کی ذلت و رسوائی کا موجب بن جائے اس کے بعد اگر وہ معاف کردے تو اس طرف سے چھٹکارا ہو جائے گا۔ رہا اللہ کا گناہ تو اس کی بارگاہ میں اظہار ندامت کرتے ہوئے گڑگڑائے اور عفو و درگزر کی التجا کرے۔

سید جزائری رحمہ اللہ نے اس جواب کو تسلیم کرتے ہوئے اپنے ایک خدشہ کا بھی اظہار کیا ہے اور وہ یہ کہ اگر اس مظلمہ سے سبکدوشی حاصل کرنے کے لئے الفاظ اس قسم کے ہوں کہ جس سے

اصل واقعہ پر تو پردہ ہی پڑا رہے اور وہ یہ سمجھے کہ اس کے اہل خانہ کی نسبت اس سے کوئی معمولی لغزش ہوئی ہوگی (جیسے دروزہ کی اوٹ میں سے تاک جھانک کرتا رہا ہوگا یا ورغلانا چاہا ہوگا) تو بعید نہیں کہ وہ درگزر کرے اور اپنے حق کو معاف کردے۔ اور اگر مظلمہ کی اصل نوعیت پر اسے مطلع کیا جائے تو ظاہر ہے کہ وہ درگزر کرنے کے بجائے مرنے مارنے پر آمادہ ہوجائے گا اور ایک فتنہ اٹھ کھڑا ہوگا، تو درصورتیکہ یہ یقین ہو کہ کھلم کھلا بیان کردینے سے وہ کبھی اس مظلمہ کو بحل نہیں کرے گا، تو یہ سمجھنا کہ اس مظلمہ سے برأت کا پروانہ حاصل ہوگیا، بعید از فہم ہے یہ ایسا ہی ہے کہ زید، خالد کے یہاں مسلسل مالی خیانت کرتا رہے جو ایک معتد بہ رقم بن جائے اور اب اسے یہ خیال پیدا ہوا کہ اس مظلمہ سے نجات حاصل کرے اور صاحب حق سے اس کا حق معاف کرائے تو خالد سے یہ کہے کہ میں تمہارا خطاوار ہوں اور تمہارا کچھ مال اِدھر اُدھر کیا ہے وہ مجھے معاف کردیجئے تا کہ میں اس مظلمہ سے نجات پاؤں اور اپنے مقام پر وہ یہ سمجھتا ہو کہ اگر میں نے رقم کی صحیح صحیح مقدار بتادی تو وہ کبھی معاف نہیں کرے گا اور اپنے مال کا مطالبہ کرے گا لیکن خالد ایک معمولی سمجھ کر معاف کردیتا ہے اور وہ اس سے یہ سمجھ لیتا ہے کہ اب مظلمہ برطرف ہوگیا۔ حالانکہ مظلمہ اسی صورت میں برطرف ہوسکتا ہے جب اسے رقم کا کچھ اندازہ ہو اسی طرح مسئلہ زیر بحث میں مظلمہ سے چھٹکارا اسی صورت میں ہوسکتا ہے جب جرم کی اصل نوعیت آشکارا ہوجائے۔

سید رحمہ اللہ کا یہ خدشہ اس طرح برطرف کیا جاسکتا ہے کہ وہ مظلمہ جو ناموس سے متعلق ہوتا، قابل تدارک نہیں ہوتا۔ اور مالی مظلمہ چاہے کتنا ہی گرانبار کیوں نہ ہو قابل تدارک ہے اس طرح کہ وہ صحیح رقم ظاہر کرنے کے بعد اسے واپس لوٹا کر عہدہ برآ ہوسکتا ہے اور اگر استطاعت نہ ہو تو بالاقساط یا اپنے خدمات پیش کرکے سبکدوشی کی صورت پیدا کرسکتا ہے اور اس میں کسی فتنہ کے پیدا

ہونے کا اندیشہ بھی نہیں ہے۔لیکن ناموس کے معاملہ میں کسی تدارک کی گنجائش نہیں ہے۔اور واضح طور پر بیان کرنے میں فتنہ وشورش کے برپا ہونے کا قوی اندیشہ ہے۔لہٰذا اس محل کو اس مورد پر قیاس نہیں کیا جاسکتا یہاں اس کے سوا اور کوئی چارۂ کار ہی نہیں ہے۔

دعا نمبر ۶۴ کی شرح

سرنامۂ دعا میں اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کے مستحق حمد ہونے کا تذکرہ ہے اور اس کا استحقاق اس سے ظاہر ہے کہ وہ تمام خوبیوں اور اچھی صفتوں کا مالک ہے۔اور حمد کے معنی اچھی صفتوں کے بیان کے ہوتے ہیں۔لہٰذا ہر مدحت وثناء اسی کے لئے ہوگی اور ہر حمد وستائش کا وہی سزاوار ہوگا۔اس استحقاق کے تذکرہ کے بعد نفس امارہ اور اس کی باطل کوشیوں سے پناہ مانگی ہے۔کیونکہ انسان کا سب سے بڑا دشمن خود اسی کا نفس ہے جو شیطانی وسوسوں سے متاثر ہو کر اچھی باتوں کو چھوڑ دیتا اور برے منصوبوں میں لگ جاتا ہے ایسے موقعوں پر اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہی شریک حال ہو تو اس کے مہلکوں سے نجات حاصل ہو سکتی ہے۔چنانچہ قرآن عزیز میں زن عزیز مصر یا حضرت یوسفؑ کی زبانی ارشاد ہوا ہے:

﴿وما ابرّئُ نفسی ان النفس لأمارةٌ بالسوٓء الا ما رحم ربی.﴾

”میں اپنے نفس کی پاکیزگی کا دعوے نہیں کرتا۔یہ نفس تو بہت زیادہ برائی پر ابھارنے والا ہے۔مگر اس صوت میں کہ میرا پروردگار رحم کرے“۔

پھر شیطان کی فتنہ سامانی، بدکرداری کی شوریدہ سری، فرمانرواؤں کی ستم کوشی اور دشمنوں کی چیرہ دستی سے بچاؤ کے لئے اللہ تعالیٰ کو پناہ گاہ قرار دیا ہے کیونکہ وہی شیطان کے حربوں کو کند کرنے والا اور بدکرداروں، ظالم حکمرانوں اور فتنہ انگیز دشمنوں سے حفظ ونگہداشت کرنے والا ہے۔نفس

امارہ اور شیطان سے پناہ مانگنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی فوج اور اس کے گروہ اور اس کے دوستوں کی جماعت میں محسوب ہونے کی دعا فرمائی ہے۔ کیونکہ اللہ کی فوج نے کبھی شکست نہیں کھائی اور روز ازل سے غلبہ اس کے پائے نام ہو چکا ہے۔

اس غلبہ سے مراد ظاہری غلبہ نہیں ہے جو مادی فتوحات کی صورت میں حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ فوج کے بل بوتے اور قوت وطاقت کے سہارے سے حریفوں کو زیر کر لینا غلبہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ کے مخصوص و برگزیدہ بندے کبھی دشمنوں سے زیر نہ ہوتے۔ اور پھر جو غلبہ طاقت کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے وہ طاقت کے ذریعہ ختم بھی ہو جاتا ہے۔ فوج خداوندی کی ہار جیت کو دنیوی فتح و شکست پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

اس لئے کہ وہ بظاہر ناکام ہو کر بھی کامیاب اور شکست کھا کر بھی فاتح و کامران ہوتی ہے۔ کبھی اس کی فتح؛ ظاہری فتح کے لحاظ سے ہوتی ہے اور کبھی اس کی فتح اس میں مضمر ہوتی ہے کہ وہ بظاہر شکست کھا کر دلوں کو تسخیر کرے۔ اور حق و صداقت کی صورت میں اپنی دائمی فتح کے آثار چھوڑ جائے اور یہی فتح حقیقی فتح ہے، جو نصب العین کی کامیابی سے وابستہ ہے اور اللہ جل جلالہٗ کا گروہ وہ ہے جو حق و صداقت کی راہ پر استوار صلاح و ہدایت کا روشن منار اور احیائے دین و اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے ہمہ تن وقف ہے اس کی زندگی کا مقصد ہی دنیا کو خدا پرستی کی راہ دکھانا اور جان جوکھم میں ڈال کر منزل صدق و صفا کی طرف لے چلنا ہے۔

اسی کے نتیجہ میں ﴿اولئک هم المفلحون .﴾ کی آواز نے ہر طرح کی بہتری اس کے لئے مخصوص کر دی ہے اور دوستان خدا وہ ہیں جو اس کی رضا و خوشنودی کے حصول کے لئے دلوں کو اس کی یاد، زبانوں کو اس کے ذکر اور محراب عبادت کو تسبیح و تہلیل سے آباد رکھتے ہیں اور خوف خدا

کے گھر کر لینے کی وجہ سے انھیں کوئی خوف ہراساں نہیں کرتا اور نہ رنج واندوہ سے انھیں دوچار ہونا پڑتا ہے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے: ﴿الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون.﴾ ''خدا کے دوستوں کے لئے نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ انھیں کوئی رنج وغم ہوگا''۔

علامہ طبریؒ نے مجمع البیان میں تحریر کیا ہے کہ خوف کا تعلق مستقبل سے ہوتا ہے اور حزن کا تعلق زمانہ گزشتہ سے، مقصد یہ ہے کہ انھیں نہ آخرت میں کوئی خوف وخطرہ ہوگا اور نہ انھیں دنیا اور دنیا کے ساز وسامان کے چھوڑنے کا غم ہوتا ہے وہ دنیا میں ہر قسم کے خدشوں اور اندیشوں سے پاک اور آخرت میں امن وسکون کی چھاؤں میں منزل گزیں ہوں گے پھر دین کی اصلاح وآراستگی کی دعا ہے۔ اس لئے کہ دین ہی انسان کو فرائض وحقوق کی طرف توجہ دلاتا اور ان پر پابند رہنے کی تلقین کرتا اور ایذا رسانیوں، فتنہ انگیزیوں، برائیوں اور حق تلفیوں سے روکتا ہے اور معاشرہ کے نظم وانضباط کا کفیل، مدنیت واجتماعیت کے حدود کا پاسبان اور خلاق واعمال کا نگران ہے پھر ایسی زندگی کا سوال کیا ہے جو عبادت واطاعت میں صرف ہو اس لئے کہ دنیاوی زندگی کا مقصد یہ ہے کہ اخروی زندگی کو سنوارا جائے۔ کیونکہ دنیاوی زندگی چند روزہ اور وہاں کی زندگی دائمی وسرمدی ہے اور اسے عبودیت کے تقاضوں پر عمل کرنے ہی سے سنوارا جا سکتا ہے۔ اور ایسی موت کی خواہش کی ہے جو سکون وراحت کا پیغام لے کر آئے۔ کیونکہ دنیا میں لاکھ سر وسامانِ راحت موجود ہوں اہل ایمان و ایقان کو حقیقی راحت موت کے بعد ہی حاصل ہو سکتی ہے چنانچہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: ''لیس للمؤمن راحة دون لقاء الله.'' ''لقائے الٰہی کے علاوہ مومن کے لئے اور کہیں راحت نہیں''۔

آخرِ دعا میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تین خواہشیں پیش کی ہیں۔ ایک گناہوں کی بخشش

دوسرے غم واندوہ کا تدارک اور تیسرے دشمنوں سے تحفظ۔ لہٰذا ان مقاصد کے لئے اس دعا کو ہر سہ شنبہ کے روز پڑھنا چاہیے۔ تا کہ خداوند عالم دنیا میں غم وفکر سے نجات اور آخرت میں مغفرت و خوشنودی سے سرفراز کرے۔

دعا نمبر ۶۵ کی شرح

سرنامۂ دعاء میں شب وروز کی آمد وشد اور اس پر مترتب ہونے والے فوائد کا تذکرہ فرمایا ہے اور اس دعا میں اور "دعائے صبح وشام" میں بھی رات کا تذکرہ پہلے اور دن کا ذکر بعد میں ہے۔ یہ اس لئے کہ قمری مہینوں اور تاریخوں کی ابتداء رات سے ہوتی ہے اس لحاظ سے اسے دن پر تقدم حاصل ہے یا اس لئے کہ خاصان خدا کے لئے رات سے لو لگانے اور محراب عبادت کو آباد کرنے کا وقت ہوتا ہے اس لئے دن کے مقابلہ میں اسے اقدمیت کا مستحق سمجھتے ہیں یا اس لئے کہ قرآن مجید کے اسلوب وترتیب بیان سے مطابقت برقرار رہے اس شب وروز کی تقسیم سے زندگی کے کاروبار دو حصوں پر تقسیم ہو گئے ہیں۔ ایک حرکت وعمل اور سروسامان معیشت مہیا کرنے کے لئے اور ایک سکون وراحت کے لئے۔ چنانچہ دن کاروبار کے لئے ہے۔ جو سورج کی تیز روشنی سے درخشاں ہوتا ہے تا کہ کاروبار مشاغل میں کوئی خلل پیدا نہ ہو اور رات آرام کے لئے ہے جس میں چاند کی ہلکی شعاعیں نور پاشی کرتی ہیں تا کہ ان کی پرسکون چھاؤں میں آرام کیا جا سکے۔ قدرت نے دن کو براہ راست سورج کی سنہری کرنوں سے روشن کیا اور راتوں کو روشن کرنے کا انتظام اس طرح کیا کہ جب سورج کی روشنی زمین پر پڑے تو وہ منعکس ہو کر چاند کو روشن کرے۔ اور چاند مختلف صورتیں بدل کر زمین کو روشن کرتا رہے۔ اس طرح کہ پہلے بتدریج روشنی میں ترقی ہو اور پھر بتدریج تنزل تا کہ اس تبدیلی وتنوع سے اس کی کشش کم نہ ہونے پائے اور اس کے اتار چڑھاؤ کی گونا گوں

کیفیتیں نظر افروزی کا سامان مہیا کرتی رہیں۔ پھر شب و روز کی مدت انسان کے قوائے عمل اور آرام و استراحت کی ضرورت کے لحاظ سے اتنی موزوں و مناسب ہے جو فطرت سے پوری طرح ہم آہنگ ہے۔ اگر دنیا میں مسلسل دن رہتا تو زمین سورج کی شعاعوں سے جل کر روئیدگی کی قوت کھو دیتی۔ اور انسان کے لئے مناسب آرام کی صورت پیدا نہ ہوتی۔ اور بعید نہیں کہ وہ کاروکسب کی مشغولیتوں سے گھبرا کر موت کا سہارا ڈھونڈنے لگتا۔ اور اگر مسلسل رات رہتی تو اندھیرے سے اکتا کر دیواروں سے سر ٹکرانے لگتا۔ چنانچہ انہی احکام و مصالح کی طرف دعوت فکر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے: ﴿ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنهارِ لآیاتٍ لأ ولی الالباب.﴾ ”بلاشبہ زمین و آسمان کی خلقت اور روز و شب کی آمد و شد میں اہل دانش کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں“۔

اس کے بعد انسانی خلقت کا ذکر فرمایا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ و حکمت بالغہ سے متضاد عناصر میں ترکیب و ایتلاف اور ترکیب میں توازن و اعتدال کو کارفرما کیا اور انسان کو موزونی و تناسب کے سانچہ میں ڈھال کر حسن و دل آویزی کا مرقع اور اپنی جمال پسندی کا آئینہ دار بنایا۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے: ﴿الذی خلقک فسواک فعدلک فی ایّ صورةٍ ما شاء رکّبک.﴾ ”وہ جس نے تجھے پیدا کیا تو ہر طرح سے نوک پلک درست کر کے پیدا کیا اور تیرے (اعضاء میں) توازن و اعتدال قائم کیا اور جس صورت میں اس نے چاہا تیرے جوڑ آپس میں ملا دیئے“۔

اگر انسانی نشو و ارتقاء کے مراتب اس کے اعضاء کی ترکیب و ترتیب اور ان اعضاء کے مختلف وظائف و اعمال پر نظر کی جائے تو اس کے ہر گوشہ میں ایسی حکمت کارفرما نظر آئے گی جسے

ایک بے شعور مادہ کی اندھادھند تخلیق کا نتیجہ نہیں قرار دیا جا سکتا بلکہ انسانی صورت اور اس کی زیبائی خدوخال کی رنگینی اور اس کے نقش ونگار کی دلفریبی دیکھ کر عقل سلیم یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہوگی کہ یہ کسی مدبر وحکیم صانع کی نقش آرائی کا کرشمہ ہے۔

چنانچہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے:''ان الصورة الانسانية اکبر حجة لله على خلقه وهي الکتاب الذي کتبه بیده.'' ''انسانی صورت مخلوقات پر اللہ کی سب سے بڑی حجت و دلیل ہے اور یہ وہ کتاب ہے جس کے نقوش اس نے خود اپنے ہاتھ سے کھینچے ہیں''۔

نقش آرائے فطرت نے اس انسانی صحیفہ کو اس طرح سجایا ہے کہ ہر خط میں خط نورس کی تازگی، ہر خم میں خم ابرو کی کشش اور ہر نقطہ میں خال رخ زیبا کی حسن آرائی سمٹ آئی ہے۔ یہ جسم و صورت کی زیبائی اعضاء کے تناسب سے وابستہ ہے اس طرح کہ ہر عضو اپنے مناسب حال مقام پر ہے اور وہی اسے زیب دیتا اور اس کے لئے موزوں و مناسب ہے جو بلند ہے اسے بلندی زیب دیتی ہے اور جو پست ہے وہ پستی ہی کے قابل ہے جو طاق ہے اسے طاق ہی ہونا چاہئے اور جو جفت ہے اسے جفت ہی ہونا چاہئے۔ اگر ان میں ردو بدل کر دیا جائے تو تمام حسن و رعنائی ختم ہو جائے۔

چنانچہ سر کو مرکز جمال ومحل عقل وشعور ہونے کی وجہ سے سب سے بلند مقام پر جگہ دی اور اس کے گردو پیش حواس خمسہ کے پہرے بٹھا دیئے۔ اس طرح کہ اس کے دونوں طرف باریک پردوں میں حاسۂ سماعت پیدا کیا اور ان پردوں کے گرد کان بنائے جس میں ٹیڑھے میڑھے راستے ہیں۔ تاکہ آواز پیچ وخم کھاتی ہوئی ان پردوں سے ٹکرائے اور سخت و ہولناک آوازوں کے براہ

راست ٹکرانے سے پھٹ نہ جائیں۔اوران میں ایک شور و متعفن مادہ پیدا کردیا تا کہ سوتے میں یا بے خبری کی حالت میں کیڑے مکوڑے اندر گھسنے نہ پائیں۔اور دونوں لبوں کے اندر دانتوں کی باڑھ کھینچ کراس میں زبان کو بند کردیا اوراسے مافی الضمیر کے اظہار کا ذریعہ قرار دیا۔اور ناک کے بانسوں میں قوت شامہ پھیلادی تاکہ خوشبو کو راستہ دے اور بدبو کو دماغ میں گھسنے سے روک دے اور پیشانی کے نیچے اور سر کے بالائی حصہ میں آنکھوں کے دیدبان کھڑے کردیئے تاکہ دوست و دشمن اور موافق و مخالف کی فوراً اطلاع ہو سکے اوران میں نور کی تخلیق کرکے اس کی حفاظت کا اس طرح سامان کیا کہ پہلے اسے سات پردوں میں چھپایا۔پھران پردوں کے آگے پھاٹک لگائے اوران پر پلکوں کی چلمنیں ڈال دیں تاکہ خس و خاشاک اور گرد و غبار کے حملہ سے بچاؤ ہوسکے اور جسم کے ہر ہر حصہ میں قوت لامسہ دوڑا کراس حصہ جسم کے لئے حفاظت خود اختیاری کا سامان کردیا۔

یہ حواس خمسہ اپنے محسوسات کو مخصوص آلات و عصبی نظام کے ذریعہ دماغ تک پہنچاتے ہیں اور قوت حافظہ تمام نقوش کو جمع کرتی جاتی ہے اور جدا جدا عنوانات سے محفوظ رکھتی ہے۔اس طرح کہ انسان جب چاہے یادداشت کے ورقوں میں سے ان تمام متعلقہ نقوش کو جو کسی موقع پر درکار ہوں اس طرح نکال لے جس طرح کسی کتب خانہ میں سے کسی کتاب کو ڈھونڈ لیا جاتا ہے۔ اور پھر قوت گویائی کے ذریعہ پورے پورے مرقعے ایک ذہن سے دوسرے ذہن میں منتقل کیے جاسکتے ہیں اور ضبط تحریر میں لاکر انھیں دوام بھی بخشا جاسکتا ہے اور یہ وہ کمال ہے جو انسانی استعداد سے وابستہ ہے اگرچہ انسان کو بہت سے حیات و قوی نہیں بھی دیئے گئے لیکن اس شعوری دنیا میں کوئی خلا نہیں ہے مثلاً پانی کے اندر ایک محدود عرصہ سے زیادہ نہیں ٹھہر سکتا ،حالانکہ مچھلیاں اور دوسرے آبی جانور پانی میں رہتے ،گھر بناتے اور متلاطم موجوں میں پر سکون زندگی گزارتے ہیں۔

انسان اپنے دست و بازو سے فضا میں پرواز نہیں کر سکتا حالانکہ کبوتر، باز اور دوسرے پرندے فضا میں پرواز کرتے ہیں۔ وہ اندھیرے میں چیزوں کو دیکھ نہیں سکتا حالانکہ رات کو اڑنے والے شکاری پرندے گھاس میں رینگتے ہوئے سانپوں، چوہوں اور کیڑوں کو بلندی سے دیکھ لیتے ہیں اور جسے ہم اندھیرا کہتے ہیں وہ ان کے لئے اجالا اور جسے ہم سکوت کہتے ہیں وہ ان کے لئے شور ہنگامہ ہوتا ہے۔ اور پروانے میلوں سے شمع کی خوشبو اور ان خوشبوؤں کو جس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے سونگھ لیتے ہیں اور یہی قوت شامہ ان کے لئے بصارت کا کام دیتی ہے اور ہرن کی دنیا میں تو خوشبوئیں بڑی فراواں ہیں جو ہمارے لئے سبزہ زار ہے وہ اس کے لئے فضاء عطر بیز ہے جس کی مختلف خوشبوئیں اس کے مشام میں بسی ہوئی ہیں۔ اور کتے اور گھوڑے بعض ان آوازوں کو سن لیتے ہیں جو ہمیں سنائی نہیں دیتیں اور بعض جانوروں کو زلزلہ۔ بارش، آندھی اور دوسرے آفات کا علم پہلے سے ہو جاتا ہے۔

چنانچہ علامہ نصیر الدین طوسی رحمہ اللہ کے متعلق یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ایک مرتبہ کسی مقام پر آبادی کے باہر ایک شخص کے یہاں ٹھہرے۔ گرمی کا موسم تھا آپ نے مکان کی چھت پر بستر لگوایا صاحب خانہ نے کہا کہ آپ چھت کے بجائے حجرے کے اندر آرام فرمائیں تاکہ بارش کی وجہ سے آپ کو بے آرام نہ ہونا پڑے اس لئے کہ آج رات کو بارش آئے گی۔ محقق رحمہ اللہ نے ہواؤں کا رخ دیکھا اور فلکی اوضاع کا جائزہ لیا اور کہا کہ بارش کے قطعاً کوئی آثار نہیں ہیں وہ چھت ہی پر سو گئے کچھ دیر گزری ہوگی کہ بارش شروع ہوگئی۔ محقق کو صاحب خانہ کی پیشنگوئی پر حیرت ہوئی اور اس سے پوچھا کہ تمہیں کیسے علم ہو گیا کہ آج رات بارش ہوگی اس نے کہا کہ ہمارے یہاں ایک کتا ہے وہ جس رات کو بارش برسنا ہوتی ہے چھت کے بجائے نیچے رہتا ہے اور آج بھی وہ نیچے رہا اور

چھت پر نہیں گیا۔ جس سے مجھے اندازہ ہوگیا کہ آج رات بارش ہوگی۔ اسی طرح بعض سطح سمندر پر شکار کرنے والے پرندے آنے والے طوفان سے مطلع ہو جاتے ہیں اور اس کی آمد سے پہلے خشکی پر چلے جاتے ہیں۔ اور شہد کی مکھیاں بن دیکھے سمت کو پہچان لیتی ہیں چنانچہ انھیں کسی ڈبیہ میں بند کر کے کسی بھی سمت چھوڑا جائے وہ سمت پہچان کر جدھر سے لائی گئی ہیں ادھر پرواز کریں گی۔ ان حسیات سے ہم بالکل نا آشنا ہیں اور ان حسیات کے فقدان کا ہمیں کچھ احساس بھی نہیں ہے کہ شعور میں کوئی خلل واقع ہو۔ بلکہ حواس خمسہ میں سے کوئی حاسہ شروع ہی سے نہ ہو تو اس کا بھی کوئی احساس نہیں ہوتا۔

ایک پیدائشی اندھے کو اپنی بصارت کے نہ ہونے کا بس اتنا ہی غم ہے جتنا ایک عام آدمی کو پروں کے نہ ہونے کا۔ اس کی دنیا میں اگرچہ بصارت نہیں ہے مگر اس سے اس کے شعور میں کوئی خلل نہیں واقع ہوتا۔ اور نہ شعور میں کوئی کمی اور نہ زندگی میں کوئی خلاء محسوس کرتا ہے۔ اس لئے کہ بعض حسیات کے نہ ہونے کے باوجود ہر شخص کی زندگی اپنے مقام پر شعوری لحاظ سے مکمل ہے بشرطیکہ کسی شعور سے آشنا ہونے کے بعد اسے کھویا نہ ہو۔ اور ہمارے احساسات صرف اسی دنیا سے تعلق رکھتے ہیں جو ہمارے ذہن میں آباد ہے اور انہی حسیات پر اپنی دنیا تعمیر کرتے ہیں جن سے آشنا ہوتے ہیں۔

دعا نمبر ۶۶ کی شرح

اس دعا کے شروع میں رات کے رخصت ہونے کو اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مظاہرہ اور دن کی آمد کو اس کی رحمت کا کرشمہ قرار دیا ہے۔ قدرت کا مظاہرہ اس طرح ہے کہ زمین ایسا عظیم ترین کرہ اس کے ادنیٰ اشارے سے پر کاہ کی طرح اڑتا اور ہر وقت گردش میں رہتا ہے اور اسی گردش

کے نتیجہ میں موسموں کی تبدیلی، سورج کے طلوع وغروب سے شب وروز کی تخلیق ہوتی ہے۔اس طرح کہ جو حصہ سورج کے سامنے آتا ہے وہاں دن اور جو حصہ سورج کے سامنے نہیں آتا وہاں رات ہوتی ہے جس سے ہماری آنکھوں کے سامنے کبھی آندھیرا اور کبھی اجالا ہو جاتا ہے اور یہ بالکل ایسا ہے جیسے کسی کرہ میں روشنی کے بعد اندھیرا اور اندھیرے کے بعد روشنی کردی جائے۔اور رحمت کا کرشمہ اس طرح ہے کہ دن کے وجود سے بیشمار فوائد ومنافع وابستہ ہیں اس سے کرہ ارض کی حیات اور اس پر بسنے والوں کی زندگی وابستہ ہے۔چنانچہ سورج کی کرنیں جب سمندر سے بخارات اٹھاتی ہیں تو وہ ابر بن کر برستے اور پیاسی زمین کو سیراب کرتے ہیں جس سے زمین کو قوت نشوونما ابھرتی اور اس میں روئیدگی آتی ہے اور اسی دن کی حرارت سے کھیتیاں پکتی اور پھل پختہ ہوتے ہیں۔جو انسان وحیوان کی زندگی وبقا کا سامان کرتے ہیں۔اس کی روشنی سے سبزہ ونبات کا رنگ نکھرتا اور پتھروں میں رنگ آمیزی ہوتی ہے جو لعل ویاقوت وزمرد کی صورت میں چمکتے، جگمگاتے اور نگاہوں کو خیرہ کرتے ہیں۔دن رات کے ادلنے بدلنے سے اللہ تعالی کی قدرت ورحمت پر دلیل لانے کے بعد زندگی وبقا کا سوال کیا ہے یہ خواہش زندگی کی چاہت اور حظ اندوزی کے لئے نہیں ہے بلکہ اس لئے ہے کہ آخرت کے لئے زیادہ سے زیادہ سروسامان کریں اور اپنے خالق کی رضا وخوشنودی کا سرمایہ فراہم کریں۔

چنانچہ اس دعاء میں جو چیزیں طلب کی ہیں ان میں پہلی چیز یہ ہے کہ میں صحت وسلامتی چاہتا ہوں تو اس لئے کہ زندگی کے لمحات کو مقصد حیات کی تکمیل میں صرف کروں اور اپنے معبود کی اطاعت وفرمانبرداری کی قوت حاصل کرسکوں۔اور عبادت کے ذریعہ ثواب اخروی کا مستحق قرار پاؤں اور خوف وخطر کے مقامات پر اس کے عذاب وعقاب سے محفوظ رہوں۔اور غم واندوہ سے

نجات اور رزق حلال کا سوال کیا ہے تو اس لئے کہ رزق و معیشت کی تنگی اور غم واندوہ کی فراوانی خیالات کو پراگندہ اور ذہن کو منتشر کر دیتی ہے اور ذہن میں یکسوئی نہ ہو تو طبیعت پوری توجہ کے ساتھ عبادات واعمال کی طرف مائل نہیں ہوتی۔غرض آپ کی زندگی کا مقصد اولیں اللہ تعالیٰ سے وابستگی اور اس کی رضا جوئی تھا۔اور آپ کی پوری زندگی اسی محبوب ترین مشغلہ میں بسر ہوئی۔

دعا نمبر ۶۷ کی شرح

یہ دعا جمعہ کے دن پڑھی جاتی ہے جمعہ سید الایام اور نزول برکات کا دن ہے اور اس کی آخری ساعت قبولیت دعا کے لئے مخصوص ہے سید نعمت اللہ جزائری رحمہ اللہ نے جمعہ کی وجہ تسمیہ کے سلسلہ میں تحریر کیا ہے۔کہ خداوند عالم نے زمین و آسمان کو چھ دن میں پیدا کیا۔جن میں پہلا دن یک شنبہ اور چھٹا دن جمعہ اور اس دن تمام مخلوقات کو ایک مقام پر جمع کیا اس لئے اسے جمعہ کہا جاتا ہے۔اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ **لما سمیت الجمعۃ جمعۃ** . جمعہ کو جمعہ کیوں کہتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا:"**لان اللہ جمع فیھا خلقہ لولایۃ محمد** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **و اھل بیتہ** ." "خداوند عالم نے اس دن مخلوقات کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اہل بیتؑ کی محبت وولایت پر جمع کیا۔اس لئے اسے جمعہ کہا جاتا ہے"۔اس دعا میں خداوند عالم کے چند اہم خصوصیات وصفات بیان فرمائے ہیں جو عقیدۂ توحید کے لئے اساسی حیثیت رکھتے ہیں۔پہلی صفت یہ ہے کہ وہ اول بھی ہے اور آخر بھی۔یہ اولیت وآخریت زمان ومکان کے لحاظ سے نہیں ہے کہ دونوں کا یک ذات میں اجتماع نہ ہو سکے بلکہ یہ اولیت وآخریت زمان ومکان سے ماوراء ہے۔اس کی اولیت کے معنی یہ ہے کہ کسی چیز کو کسی لحاظ سے اس پر تقدم نہیں ہے اور آخریت کے معنی یہ ہیں کہ اس کے علاوہ کوئی سر مدی وابدی نہیں ہے۔چنانچہ خود اسی کا ارشاد ہے:﴿**ھو الاول والآخر**.﴾ "وہی سب سے

پہلے اور سب سے آخر ہے''۔

دوسری صفت یہ ہے کہ جو اسے یاد کرتا ہے وہ اسے فراموش نہیں کرتا۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ اس کے حافظہ وذہن سے نہیں اترتا کیونکہ اس کے یہاں بھول چوک کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ مقصد یہ ہے کہ وہ اپنے یاد رکھنے والے کو جزا دیتا ہے چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿فاذکرونی اذکرکم.﴾ ''تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا''۔

تیسری صفت یہ ہے کہ جو اس کا شکر ادا کرتا ہے اسے زیادہ سے زیادہ نعمتیں دیتا ہے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے: ﴿لئن شکرتم لأزیدنکم.﴾ ''اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں اور زیادہ دوں گا''۔

چوتھی صفت یہ ہے کہ جو اسے پکارتا ہے اس کی سنتا ہے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿ادعونی استجب لکم.﴾ ''تم مجھے پکارو۔ میں تمہاری بات قبول کروں گا''۔

پانچویں صفت یہ ہے کہ وہ آس رکھنے والوں کی آس نہیں توڑتا۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے: ﴿ولاییأس من روح اللہ الاالقوم الکافرون.﴾ ''اللہ تعالیٰ کی رحمت سے صرف کافر ہی مایوس ہوتے ہیں''۔

چھٹی صفت یہ ہے کہ وہ ایک اکیلا ہے۔ چنانچہ اس عقیدۂ توحید کی اہمیت کے پیش نظر تمام کائنات کو گواہ کر کے اللہ تعالیٰ کی وحدت و یکتائی کی گواہی دی ہے اور قرآن مجید میں اس کی گواہی کا اس طرح تذکرہ ہے: ﴿شھد اللہ انہ لا الہ الا ھو والملائکۃ و أولوا العلم.﴾ ''اللہ تعالیٰ اور فرشتے اور تمام صاحبان علم گواہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں''۔

ساتویں صفت یہ ہے کہ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿لا شریک لہ وبذلک امرت وانا اول المسلمین.﴾ ''اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے اور میں پہلا مسلم ہوں''۔

آٹھویں صفت یہ ہے کہ اس کا کوئی مثل ونظیر نہیں ہے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿لم یکن لہ کفواً احد.﴾ ''اس کا کوئی ہمسر نہیں''۔

نویں صفت یہ ہے کہ وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے: ﴿ان اللہ لا یخلف المیعاد.﴾ ''بیشک خدا اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا''۔

دسویں صفت یہ ہے کہ اس کی بات میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ کیونکہ بات میں تبدیلی کی ضرورت اسے پڑتی ہے جو عاجز یا نتائج سے بے خبر ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے لئے یہ دونوں باتیں ناممکن ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری ہے: ﴿ما یُبدّل القول لدیّ.﴾ ''میرے یہاں بات نہیں بدلا کرتی''۔

توحید کی گواہی کے بعد رسالت کی گواہی دی ہے اور آنحضرت ﷺ کی عبدیت اور رسالت کا ذکر فرمایا ہے۔ یہاں عبدیت کا ذکر پہلے اور رسالت کا ذکر بعد میں ہے۔ کیونکہ عبدیت عبد و معبود کے درمیان اور رسالت خدا اور مخلوق کے درمیان ایک واسطہ ہے۔ تو جو چیز جنبۂ الوہیت سے متعلق ہے اسے پہلے اور جو جنبۂ مخلوق سے متعلق ہے اسے بعد میں بیان کیا ہے۔ شہادتین کے بعد راہ ہدایت پر ثابت قدم کی دعا کی ہے کہ وہ ہدایت کرنے کے بعد ضلالت و کجروی سے محفوظ رکھے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مخصوص بندوں کی دعا یہ ہے: ﴿ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃً انک انت الوھاب.﴾ ''اے ہمارے پروردگار! جب تو نے ہمیں ہدایت کی تو ہمارے دلوں کو بے راہ نہ ہونے دے اور اپنی بارگاہ سے رحمت عطا فرما۔ بیشک تو بہت عطا کرنے والا ہے''۔

خداوند عالم کی طرف ہدایت کے بعد جو دلوں کی بے راہروی کی نسبت دی گئی ہے اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ وہ اپنے بندوں کو ہدایت سے منحرف اور بے راہ کرتا ہے۔ بلکہ مطلب یہ کہ وہ گناہوں اور بے رارہ رویوں کے نتیجہ میں سلب توفیق کر لیتا ہے اور کوئی باختیار خود گمراہ ہوتا ہے تو وہ بجبر مانع نہیں ہوتا، چنانچہ قرآن مجید میں واضح طور سے ارشاد ہوا ہے: ﴿فلما زاغوا أزاغ الله قلوبهم﴾ ”جب وہ خود بے راہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو بے راہ ہونے دیا“۔

دعا نمبر ۶۸ کی شرح

اس دعاء کا عنوان ”دعائے یوم السبت“ ہے۔ سبت ہفتہ کے دن کو کہتے ہیں اس دن کو دنیا کے جھمیلوں سے الگ رہ کر عبادت و ذکر الٰہی میں مصروف رہنے کا حکم تھا۔ اور سبت کے لغوی معنی کاروکسب کے چھوڑنے اور آرام و استراحت کرنے کے ہیں اس لئے دن کا نام یوم السبت یعنی روز تعطیل قرار پا گیا۔ حضرتؑ نے سرنامۂ دعا میں اسم جلالت کو حفاظت و نگہداشت چاہنے والوں کی زبانوں کا کلمہ وورد قرار دیا ہے چنانچہ اس کے اسماء حسنیٰ میں سے سب سے زیادہ یہی نام زبانوں پر آتا ہے اور چاہے دعا و مناجات ہو اور چاہے فریاد و استغاثہ زیادہ تر وہ اسی نام سے پکارا جاتا ہے اور حفظ و امان طلبی کے موقع پر یہی نام سب سے زیادہ موزوں بھی ہے کیونکہ اللہ کہا ہی اس لئے جاتا ہے کہ یناله اليه كل مخلوق۔

ہر مخلوق اس کی طرف رجوع ہوتی اور اس سے پناہ چاہتی ہے“ اور یہ اللہ کا لفظ چونکہ اسم ذات ہے جو معنوی لحاظ سے اس کی تمام صفتوں کو حاوی ہے اس لئے جب ہم اسے اللہ کہہ کر پکارتے ہیں تو گویا اس کی ایک ایک صفت کے ساتھ اسے پکارا ہے۔ اب ایک فقیر، فقر و احتیاج کے ازالہ کے لئے اسے اللہ کہہ کر پکارتا ہے تو گویا اسے غنی کہہ کر پکار رہا ہے کیونکہ یہ نام اس کے غنی و

بے نیاز ہونے کا آئینہ دار ہے۔ اور ایک مریض شفاء کے لئے اسے اس نام سے پکارتا ہے تو گویا اسے شافی کہہ کر مخاطب کر رہا ہے کیونکہ یہ نام اس صفت پر بھی حاوی ہے اور کوئی مظلوم اسے اس نام سے پکارتا ہے تو گویا اسے عادل و منتقم کہہ کر للکار رہا ہے، کیونکہ یہ نام اس کے عادل ہونے کا بھی پتہ دیتا ہے اسی جامعیت کے لحاظ سے حضرت نے ستم گاروں کے ستم، حاسدوں کے عناد اور ظالموں کے ظلم و جور سے اس نام کے ذریعہ پناہ چاہی ہے۔ کیونکہ اس ایک نام سے اس کی تمام صفتوں کی طرف ذہن منتقل ہو جاتا ہے۔ اور ان صفتوں کا تقاضا یہ ہے کہ دل سے اس کی عظمت کا اعتراف اور زبان سے اس کی تحمید و ستائش کی جائے۔ چنانچہ دشمنوں کے مقابلہ میں طلب اعانت و امداد کے بعد اس کی حمد سرائی کی ہے جس میں اس کی وحدت و یکتائی اور بلا شرکت غیرے سلطنت و فرمانروائی کا ذکر کیا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ وہ اقتدار اعلیٰ کا مالک ہے۔ اور کوئی چیز اس کے محیط اقتدار سے باہر نہیں ہے۔

لہٰذا ہر حاجت و خواہش اور تمنا و آرزو کو اسی کے سامنے پیش کیا جا سکتا ہے چنانچہ پیغمبر اکرمؐ پر درود بھیجنے کے بعد کہ جو دعا کا زیور اور قبولیت کا ضامن ہے اس کی بارگاہ میں شکر نعمت، اطاعت، دوام عبادت اور اجتناب معاصی کی توفیق اور شرح صدر، عفو گناہ، دین کی سلامتی اور جان کی عافیت کا سوال کیا ہے اور خاتمۂ دعا پر یہ التجاء کی ہے کہ اے معبود! جس طرح تو نے زندگی کے ان لمحوں میں جو گزر گئے مجھ پر پیہم احسانات کئے ہیں، اسی طرح زندگی کے بقیہ لمحوں میں مجھ سے اپنے احسانات و انعامات کا سلسلہ قطع نہ کرنا۔ بلکہ انھیں اتمام تک پہنچانا اس لئے کہ: الاحسان بالاتمام.



تمت بالخیر

